۶۴۲

تاریخ اعثم کوفی اردو

ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار

الحمد للہ کہ بعہد عدالت مہد درین زمان میمنت اقتران از دوران نوشیروان کتاب مستطاب متضمن حالات تاریخی الموسوم

بوستان

# تاریخ اعثم کوفی اردو

سنہ ۱۳۳۱ ہجری

من تصنیفات فاضل جلیل عالم نبیل پیشوائے متقدمین اہل سیر و تواریخ فرق اہلسنت والجماعت خواجہ احمد بن اعثم کوفی

صفدر شمس المطابع [illegible]

# بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمد بن اعثم کوفی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت سرور کائنات افضل موجودات محرم قاب قوسین رسول ثقلین ابوالقاسم بن عبداللہ بن
[illegible]ن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر
[illegible] دنیا کو معمور اور راہ ہدایت سے حق رسالت کو ادا کر چکے اور تمام عالم نورانی ہوگیا مگر انہوں نے [illegible] اختیار [illegible]
اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی یعنی میں نے تمہارے واسطے تمہارا دین کامل کردیا اور تم پر اپنی [illegible]
[illegible]م نے اس دار فانی سے طرف عالم جاودانی انتقال فرمایا اسوقت بہ تقاضائے بشریت تمام صحابہ
نہایت مغموم او[illegible] تھا دو اسے ہر طرف سے اٹھ کھڑے ہوئے طرح طرح کی حیلے حیلیں اور شورے کرنے لگے موقع
یافتہ اور بدگو اپنے اپنے فائدہ کی تدبیروں میں ہوئے [illegible] جس جلسہ میں مہاجر و انصار جمع ہوئے تھے انہیں ابوالہیثم بن التیہان نے کھڑے
ہوکر اس مضمون کے شعر پڑھے کہ انسان ہمیشہ دنیا میں نہیں رہتا موت ہر ذی حیات کے دم کے ساتھ ہے اب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے
صدمے سے ہمارے حواس پریشان ہیں عقل ٹھکانے نہیں ہے جن کافروں کی گردنیں توڑ ڈالی تھیں وہ سر اٹھا کر بدلہ لینے پر آمادہ ہوئے ہیں خصوصاً
[illegible]دین گرد ہوں یہودیوں ترسا اور منافقوں میں سے مسیلمہ کذاب کی جماعت سب سے زیادہ غل و شور مچا رہی ہے جنگ و جدل کی تیاریاں ہو رہی ہیں
ہمارا رنگ اُن سے ہو سکتا ہے ہاتھ پاؤں اور زبان دونوں سے کام لیتے ہیں طلیحہ بن خویلد اسکا شور دے چٹ بنا ہوا ہے اور اسکے ساتھ ایک
[illegible] میں تنا ہے اب ہمیں اپنی فکر لازم ہے کل کے انجام کو آج ہی سمجھ لینا بہتر ہے لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا شاید اللہ تعالی اسکے بعد کوئی
امر ظاہر فرمائے اے مہاجر اور انصار تم اس بات کو خوب سمجھ لو کہ خلافت کے عہدہ کو کسی سربرآوردہ قریش نے قبول نہ کیا تو اس امت کی بربادی کا
یقینا یہ حال ہوگا جیسے جنگل میں آندھی اور مینہ کے طوفان کے وقت گڈریے کی غیر حاضری سے غریب بھیڑوں کا حال ہوتا ہے میں چاہتا ہوں کہ
حضرت علی مرتضیٰ یا ابوبکر یا انصار و صحابہ میں سے کوئی اور اس کام کو سرانجام دے اگر ایسا ہو تو مسیلمہ کذاب کی مخالفت سے سخت اندیشہ ہے
ابوالہیثم کے اس مضمون کے شعروں سے صحابہ کے دلوں پر بہت بڑا اثر ہوا ایک صحابی نے کھڑے ہوکر کہا اے نیک اور برگزیدہ لوگو اگر تم حضرت محمد
صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتے ہو تو وہ خدا سے جا ملے اور اگر زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے اللہ کی عبادت کرتے ہو تو وہ ہمیشہ موجود ہے اسنے قرآن
[illegible]ت میں کئی جگہ آنحضرت کی وفات سے مطلع کیا ہے اور سب سن چکے ہیں آنحضرت تو وفات پا چکے ہیں اور کل کی کسی کو کچھ خبر نہیں اس لئے
[illegible]ن کا دن ہے [illegible] امت کے کاموں کی درستی نہ کی گئی تو وہ ہلاک ہو جائے گی بہتر ہے کہ ہم مشورہ کریں ہمتوں کو نہ ہاریں [illegible] جس کو

کچھ بہتر نظر آئے کہ گذرے پھر تو ہر ایک اپنی اپنی سی کہنے لگا انصار نے کہا کہ ہمنے دین پاک کی مدد کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ہماری
تعریف و توصیف کی ہے جب حضرت رسالت پناہی بحکم الٰہی مکہ سے ہجرت کر کے ہمارے شہر میں تشریف لائے تو ہم نے اپنا مال اپنے نثار کیا اپنے گھر ان
کے اور انکے دوستوں کے لئے چھوڑ دیئے اپنی جانوں کو خدمت گذاری کے لئے ہتھیلیوں پر رکھ لیا یہ وہ حالات ہیں جنسے کوئی بے خبر نہیں ان
فضیلتوں سے کسی کو انکار ہو سکتا ہے ہمارا منشا ہے کہ ہم میں سے خلیفہ مقرر کیا جائے ہجرت کرنیوالوں میں سے ایک شخص بول اٹھا کہ اے انصار تمنے اپنی
اور اپنی قوم کی نسبت جسقدر بزرگی اور شرف کا اظہار کیا بالکل سچ ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ لیکن ہجرت کرنیوالے وہ لوگ ہیں جنہوں نے رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کے وقت ساتھ دیا ہے اور اپنی جانیں قربان کی ہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں انکی تعریف بھی کی اور بزرگی عطا
فرمائی ہے خلیفہ اسی گروہ میں سے ہونا چاہئے پھر نامور صحاب کا ایک گروہ اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ رسول مقبول کے دوستو خلافت کے لئے نہ جھگڑو
عبث کوشش سے باز رہو باہم صلح رکھو انصار میں سے کسی کو امیر بنا لینا چاہئے اور مہاجرین میں سے وزیر کیونکہ آپمیں فساد نہونے پائے بلکہ باہمی
ربط وضبط کو ترقی ہو تمام اہل جلسہ نے دعاگوئی کے ساتھ اس رائے کو پسند کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا اے پیغمبر کے دوستو یہ بات تو ٹھیک نہیں
ہے ایک محل میں دو تخت ایک شہر میں دو بادشاہ اور ایک غلاف میں دو تلواریں کب ہی ہیں ایک غلا[...] ایک ہی تلوار موزوں ہے لو کان
فیہما آلہۃ الا اللہ لفسدتا یعنی اگر دو تین ہیں کئی خدا ہوتے تو ضرور فساد پڑتا سب نے ایک زبان ہو کر کہا تم[...] بات کہی اور تم ہی سب سے اچھے
شخص ہو اے ابی قحافہ کے بیٹے خلافت کے لئے تم سے بہتر اور زیادہ لائق کوئی دوسرا شخص نہیں ہے اس[...] رونق اور سلسلہ [...] مر[...]
باتیں ہیں ہے کہ تم ہی خلیفہ ہو کیونکہ جناب رسول مقبول صلعم کی زندگی میں بھی تم انکے پیشرو تھے اور ان کے بعد [...]
ہی اس عظیم الشان کام کے لئے سزاوار ہو کوئی اور اس منصب جلیلہ کے لائق [...]
[...] ن ہو کر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی
چاہی ہر شخص بیعت کرنے کو [...] سے سبقت کرتا تھا تمام مہاجرین اور انصار نے کسی کراہت اور عذر کے بغیر بیعت کر کے
[...]ان لیا اور اپنا ہاتھ ان[...] [...] الی ابو طالب رضی اللہ[...]
[...] پر رکھدیا جب تمام حاضرین جلسہ بیعت کر چکے صدیق اکبر نے حضرت علی
[...] آپ نے قبول کیا [...] وقت مجمع میں تشریف لائے رسم سلام ادا کر کے اپنے مرتبہ سے ہو بیٹھے
[...]طاب رضی اللہ عنہ نے [...] آپ کو ان سب مہاجرین اور انصار نے اس لئے بلایا ہے کہ آپ بھی
[...] خلیفہ بنا کر بیعت [...] آپ بھی بیعت کریں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا تمنے
[...] حضرت محمد مصطفیٰ [...] علیہ وسلم کی رشتہ داری کے ذریعہ سے اپنے آپ کو برتر بنا لیا
[...]ارنے رو بر[...] کرتا ہوں مجھ سے وہ بات سنو جو بال سے بھی زیادہ باریک ہے اور تم
[...] حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کون زیادہ قریبی رشتہ دار ہو سکتا ہے ڈرو
[...] عبیدہ بن جراح نے کہا اے ابو الحسن تم ہی اس کام کے لائق ہو بلکہ سب سے پہلے
[...] زیادہ منصب کے سزاوار ہو لیکن اب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے اتفاق کر[...]
[...]ئے رضامند ہو جاؤ اور جھگڑا کر کے اس مصلحت کو درہم برہم نکرو علی رضی اللہ عنہ نے کہ[...]
[...]جواد اس امت کے معتمد اپنے حال پر رحم کھاؤ اور جو سچ بات ہو اسے ظاہر کرو رب[...]
[...]نوں کی طرف منتقل نہ کرو ہمارے ہی گھر میں قرآن نازل ہوا ہے ہمارے ہی مکانوں م[...]
[...] اور فریضہ کے معدن ہم ہی ہیں خلق اللہ کی بھلائی کو ہم ہی خوب جانتے ہیں تم لالچ حو[...]
[...] تمہارا ہی نقصان ہے بشیر بن البراء نے کہا اے ابو الحسن خدا کی قسم اگر تمہاری یہ باتیں بیعت سے پ[...]

آپ کی مرضی کے خلاف نہ کرتا اور سب یکدل و یک زبان ہو کر آپ کی بیعت اختیار کر لیتے لیکن تم تو اپنے گھر میں ہو بیٹھے اور ہم سے علیحدگی اختیار کی لوگوں نے جانا
کہ تم بہانہ کر کے اس کام سے الگ تھلگ رہنا چاہتے ہو جب بات طے ہو گئی تو آپ تشریف لائے حضرت علیؓ نے کہا اے بشیر کیا تو اس بات کو پسند
کرتا ہے کہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نعش مطہر کو گھر میں پڑی رکھتا اور کفن و دفن کی تدبیر سرسری طور پر کر کے جھگڑے کے ... گرفتہ ہو جاتا اور
خلافت لینے پر اڑ بیٹھتا۔ صدیق نے کہا اے ابو الحسن اگر میں جانتا کہ تم اس کام میں جھگڑا کرو گے تو میں ہرگز قبول نہ کرتا اب تو لوگوں نے بیعت کر لی ہے
اگر تم بھی ساتھ ہو جاؤ تو تمہاری غلطی نیکی کے درجہ پر پہنچ جائے اگر تم اس بات کو قبول نہیں کر سکتے اور کچھ فکر و تامل ہے تو تم سے کچھ تعرض نہیں
اسوقت حضرت علی علیہ السلام نے بغیر بیعت اس جلسہ سے مراجعت فرمائی بعض کا قول ہے کہ جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے ڈھائی مہینے بعد آپ نے
بیعت کی اور عائشہ سے روایت ہے کہ چھ مہینے بعد بیعت کی باقی حال اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے اس بات میں بہت سے قول ہیں جو رافضیوں اور ان کے
مخالفوں نے مبالغہ اور غلو کی راہ سے بیان کئے ہیں جن کے لکھنے سے تعرض ہمت کے سوا اور کوئی فائدہ نہیں اللہ تعالیٰ لکھنے اور پڑھنے والوں کو اپنی
مرضی کے خلاف باتوں سے بچائے لکھے تاریخ داں عالموں کا بیان ہے کہ جب صدیق رضی اللہ عنہ کو خلافت ملگئی تو انھوں نے ایک دن منبر پر جا کر
ایک اچھا خطبہ پڑھا جس کا مطلب یہ تھا کہ اے لوگو حق سبحانہ تعالےٰ کی حمد و ثنا کے بعد معلوم ہو کہ تم پر سردار ہونا مجھ پر لازم ہو گیا ہے تم سے بہتر
نہیں ہوں اگر میں نیک زندگی بسر کروں تو تم سب اصلاح اور کوشش سے میری مدد کرتے رہنا اور اگر مجھ سے کوئی بھول چوک ہو جائے تو با ضرور
تنبیہ کرنا سستی اور چشم پوشی کو ذرا کام نفرمانا کیونکہ میرے نزدیک راستی سب سے اچھی چیز ہے میں امین رہونگا جھوٹ بولنا خیانت کرنا ہے تم کو یقین
رکھنا چاہئے کہ میری ... اور طاقتور یکساں ہیں اور یہ امر بھی پوشیدہ نہیں کہ جو گروہ اپنے دشمنوں کے مقابلہ میں لڑائی میں سستی کرتا
ہے وہ ... ذلیل اور برباد کرتا ہے اور ... فتنوں میں پھنستے ہیں جب تک میں خداوند تعالیٰ کے حکم پر چلوں
تم ... مانتے رہنا جس وقت مجھے اسکے حکم کے برخلاف پاؤ فوراً مجھ سے علیحدہ ہو جانا ...
... آپ مکان کو تشریف ...
... لعینوں سے گئے عرصہ دراز تک اسی طرح مسلمانوں کے ساتھ برتاؤ رہا ... جواب ...
...سلام سے پھر گئے ہیں بعضوں نے شرع نبوی کو ترک کر دیا ہے کئی شخصوں نے پیغمبری کا دعویٰ
...رول کھے ہیں ایک فرقہ نے روزہ نماز کو ترک کر دیا ہے اسد کے قبیلہ نے مکاری کا پیشہ
... کو سچ سمجھا ہے بنی فزارہ نے عیینہ بن حصین کو اپنا پیغمبر بنا کر کفر کا جھنڈا بلند کیا
...محمدی سے پھر گیا ہے بنو تمیم نے مالک بن نویرہ کے ساتھ ہو کر منادی کر دی ہے
...ایلہ ہے اور بنت المنذر کے فریب اور فساد میں شامل ہو گئے ہیں اشعث بن قیس
... و مال کیلئے بحرین کے لوگوں نے حطیم بن زید کو سردار بنا کر قاعدہ محمدی توڑ ڈالا
...سے نبی سمجھنے لگے ہیں جب صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خبر بہ تصدیق ہو گئیں
...کیا امیر المومنین عمر نے کہا اے خلیفہ پیغمبر اگر تم اب کے برس ٹال جاؤ اور چشم پوشی
...اد تو ممکن ہے کہ دوسرے سال وہ آپ ہی سدھر جائیں اور راستی پر آجائیں کیونکہ پیغمبر
...اتھ خونریزی کی اجازت نہیں اور کسی کلمہ گو کا خون کرنا اور مال کھانا استحقاق اور
...نے کہا اے عمر خدا کی قسم اگر میری حفاظت میں بکری کا بچہ چھ مہینے کی عمر کا بھی
...جہاں تک ممکن ہو گا انسے جنگ کروں گا اور کسی مشرک کی بات نہ سنوں گا عمر نے کہا اے خلیفہ
...ہے تو ہم سب فرمانبردار ہیں جو کچھ حکم دو بجا لائیں صدیق اسامہ بن زید کے لشکر گاہ میں گئے جب حضرت

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زندگی میں شام کی طرف جانیکا حکم دیا تھا مگر وہ آپ کی وفات کے وقوعہ کے سبب ٹھیر گیا تھا کہا اے اسامہ اگرچہ مدینہ میں
تیری بہت ضرورت ہے لیکن پیغمبر کے فرمان کے خلاف کرنا خطا ہے اُن کے حکم کی پیروی کرو اور جسطرف کا ارشاد ہو چکا ہے جا۔ لڑائی کے لئے زیادہ جو ہو سکے اور جس
قدر ہو سکے کوشش کر۔ اسامہ نے خلیفہ کے کہنے سے شام کی طرف لشکر کشی کی اور صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی سرکشوں سے لڑنے کا مصمم ارادہ کر کے چاہا کہ
بذات خود روانہ ہوں مگر اصحاب رسولؐ نے اس رائے کو مناسب نہ سمجھا کہا اے نائب رسول خدا کے لئے تم خود نہ جاؤ تم زمانہ کا حال دیکھ رہے ہو اگر تمہارا ایک
بال بھی بیکا ہوا تو ہم سب ہلاک ہو جائیں گے یہی بہتر ہے کہ تم مدینہ میں ہو ہر چہار طرف خط لکھ کر روانہ کرو سرداروں اور عاملوں کو اُن کے علاقہ پر سے طلب کر لو
لشکر فراہم کرو بزرگان قریش اور جان نثار انصار میں سے کسی کو سپہ سالار بناؤ کہ وہ مرتد اور کافروں کی سرکوبی کرے اور اُنکو خوب ہی سزا دے صدیق نے خط
بھیجکر عمان سے عمرو بن العاص کو بلایا وہ حکم بجا لایا اور عمان کے بہادروں میں سے ستر سوار اور اس علاقہ کا زر محصول ہمراہ لے کر مدینہ میں حاضر خدمت ہوا
اور شرف سعادت حاصل کیا صدیق اور جملہ اصحاب اس کے آنے اور خدمت گذاری سے بہت خوش ہوئے عمان والوں کے حق میں دعائے خیر کی بعد ازاں
خلیفہ نے حاکمانہ تحریر لکھ کر علاقہ بحرین سے ابان بن سعید کو طلب کیا ابان حسب الحکم اپنے قبیلہ کے سرداروں اور عبدالقیس کے ناموروں اور تیس سوار کار آزمودہ
کو ساتھ لے کر داخل مدینہ ہوا ... رضی اللہ عنہ سے آ ملا صدیق نے ان کی تعریف کی اور بہت مہربانی فرمائی اسیطرح اور اور علاقوں اور سمتوں
جرار فوجیں اور مشہور بہادر خلیفہ کے حضور میں حاضر ہونے لگے سب مرتد اور بدعہد لوگوں کی خونریزی پر اتفاق کیا ... طے قبیلہ کی ایک
جس کو ان باتوں کے فیصلہ اور اجرا کی کچھ خبر نہ تھی بڑا کام ... کہ باپ کی مہر و مروت کے سبب
آگزین ہو چکا تھا مستعد ہو کر اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا اے قبائل طے آیا کہ وغوائل الغے یعنی تم اورغی کے گروہ ... پر ہو
... اگر پشت پھیرو گے تو مردانگی اور مرکب دونوں سے خالی رہ جاؤ گے بدبختی اور خودرائی کا دروازہ
تو ہماری حاجت نہیں اسلئے اپنے ... بارگاہ میں بلا لیا ہے اور صدیق خلیفہ بن گیا ہے مال ... اُسکے پاس بھیجدو اُس کے دینے
انکار نہ کرو کیونکہ زکواۃ کے نہ دینے سے برکت جاتی رہتی ہے ... ہو جاتی ہے مرتد لوگو نے لڑنے کی تیاریاں کر لو خصوصاً تین قبیلوں اسد غطفان
فزارہ کے خلاف ہمت کرو جو زمانہ جاہلیت میں تمہارے دشمن تھے اور اسلام میں حاسد تمہارا کام کل کی بہ نسبت آج خوب بنا ہوا ہے اور اسوقت صدیق اکبر ان پر
جہاد کرنیکا ارادہ رکھتے ہیں خالد بن ولید کو مہاجرین اور انصار کے لشکر جرار کا سردار بنایا ہے تم اسکی فوج کا بہترین حصہ بنو طے کے تمام قبیلوں نے اس تجویز کو
پسند کیا ہر طرف سے شور بلند ہوا کہ جو کچھ کہا ہے شا اور دل سے منظور کیا پھر عدی بن حاتم اور زید الخیل نے اپنی قوم کا زر زکواۃ جمع کیا اور مدینہ میں آئے
اہل مدینہ لشکر اور اس افزونی اسپ شتر سازو سامان کو دیکھ کر ڈر گئے انہیں کیا معلوم تھا کہ یہ زکواۃ اور خیرات کا ذخیرہ ہے خیال گذرا کہ کسی غنیم کی فوج ہے عدی اور
زید الخیل نے آگے بڑھ کر صدیق رضی اللہ عنہ کو سلام کیا خلافت کی مبارکباد دی پھر عدی نے پوچھا کیا خلیفہ پیغمبر مجکو پہچانتے ہیں خلیفہ نے کہا
حاتم ہے اور ایسے وقت میں تو نے ہمارا اقرار کیا ہے جبکہ اور لوگ انکار کر رہے ہیں اور ایسے وقت میں مدد کو آیا ہے جب
وفاکی ہے جبکہ اور جفا سے پیش آ رہے ہیں میں تیرے دوست زید الخیل کو بھی جانتا ہوں جو تیرا معتمد محرم راز اور سچا دوست
بلکہ سب کے سامنے بیحد نوازش فرمائی زبرقان بن بدر التمیمی نے بھی اپنے عزیزان بنی سعید کو جمع کیا اور
محمد مصطفی خدا کے پاس پہنچ گئے اور صدیق کو امت کی حفاظت سونپی گئی ہے اور خالد بن و
کہ بنی طے نے اپنی بہبودی کس بات میں دیکھی ہے اور اپنی بھلائی کے ...
نہ بھیجو میری بے لاگ بات کو مانو میں تو تمہاری ہی بھلائی کی ...
اپنے مال کے زیادہ حقدار ہیں ہمارے دولت مند ...
حکم کے لئے عذر پیدا ہو گیا ہے زبرقان ...

تم لوگوں کو واپس دیدوں گا یہ خدا کا مال ہے جس میں بال برابر بھی کسی کا دخل نہیں یہ باتیں میرے نزدیک کچھ حقیقت نہیں رکھتیں نہ میں
تمہاری کوئی بات سن سکتا ہوں میں ضرور اس دولت کو صدیق کے پاس پہنچاؤں گا یہ کہہ کر سب مال متاع سمیٹ مدینہ کی طرف چلدیا جب
صدیق اکبر کے سعادت دیدار سے مشرف ہو کر زر زکواۃ حوالہ کرچکا تو صدیق رضی اللہ عنہ نے اُس کے آنیکے شکریہ میں دعائیہ کلمے کہے اور بہت تعریف
...ی قاعدہ تھا کہ عرب کے سرداروں میں سے جو سردار آتا اور اپنے ذمہ کے حقوق ادا کرتا اُسے خالد بن ولید کے لشکر میں شامل کر دیتے تھے اس لئے
...ب خالد کے لشکر کی تعداد بہت بڑھ گئی تھی صدیق نے اُسے اپنے سامنے بٹھا کر احکام اور پند و نصائح سنائے کہا سب سے پہلے طلیحہ بن خویلد الاسدی کی
...بنرے اس کے پیروؤں اور گمراہ دوستوں یعنی قبیلہ اسد اور غطفان اور فزارہ کے شر کو دفع کر اگر تو ان کے شہروں کے پاس پہنچکر ان ... اذان
...نو تو جب تک انکو اچھی طرح نہ سمجھائے اور جنگ کرنا لازم نہ ہو جائے تلوار نہ کھینچنا اور نہ قتل و غارتگری کرنا ہر اک قبیلہ کے ... اور سرداروں
...کے پاس جاسوسوں کو بھیجکر اچھے وعدوں سے مطمئن کرنا جس شخص کو جس رتبہ کا پائے اسی درجہ تک اسکی دلجوئی واجب سمجھنا جہاں تک ہو سکے ڈرا دھمکا کر
تحریص و ترغیب سے کام لینا کہ ان کے دلوں میں تیرا دبدبہ اور رعب اچھی طرح اثر کر جائے۔ خالد نے کہا میں ان کو کس خصلت کے اختیار کرنے اور
...سے باز رہنے کی تاکید کروں صدیق نے کہا انکو دس باتوں کے اختیار کرنے پر مجبور کرنا اور ان کے خلاف سے روکنا اور وہ یہ ہیں کلمہ شہادت
...ت کے حکم کی متابعت۔ نماز پنجگانہ ادا کرنا ماہ رمضان کے روزے رکھنا خمس اور زکواۃ ادا [illegible] جملہ ارکان اور شرائط کے ساتھ
...کرنا نیک کام کرنا بُری اور فحش باتوں سے بچنا امام کا حکم ماننا اہل [illegible] کر بیٹھنا پھر حکم دیا کہ باشندگان ردہ
... [illegible] والے خدا کے واسطے یہ خط عبداللہ بن عثمان خلیفہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف سے
روانہ کرتا ہے اس شخص پر فرض ہے جس نے اطاعت اختیار کی ہے اور دین پر چلتا ہے حق اور یقین کا دوست ہے خدا
...اور حضرت محمد کی سچائی کا مقر ہے جو شخص اللہ کی طرف رجوع کرے گا وہی سیدھا راستہ پائیگا اور جو حرص و ہوس میں مبتلا ہوگا
...دنیا سے محروم رہیگا آگاہ ہو جاؤ کہ تمکو میں خدا کیطرف متوجہ کرتا ہوں اس کے عذاب سے ڈراتا ہوں اور شریعت محمدی کیطرف
ترغیب دلاتا ہوں جسے اللہ تعالی راستہ نہ دکھائے وہی گمراہ اور پشیمان ہے جسکی وہ حفاظت نہ کرے وہی خوف زدہ اور ٹوٹے میں ہے جسے سچ بولنے کی
توفیق نہ دے وہی جھوٹا گو اسی طرح جسے صاحب اقبال نہ بناوے وہی ذلیل و خوار ہے جسے روزی نہ دے نادار و بیکار ہے جسے فتح نہ بخشے وہی خراب
خستہ ہے اللہ جل شانہ کا قرب اختیار کرو حضرت رسالت پناہ پیغمبر آخر الزمان کے پیرو بنو جسے خدا رہنمائی کرتا ہے اُسے گمراہیات کا غم نہیں رہتا اور
جسے گمراہ کرتا ہے پھر اُسے کوئی راستہ پر نہیں لاسکتا دربار خلافت میں یہ خبر پہنچی ہے کہ کچھ لوگ طریقہ اسلام کو قبول کرنے اور نیک کاموں کی عادی بننے کے
بعد دین سے پھر گئے ہیں اور اللہ تعالی کی مہربانی پر نازاں ہو کر اسکی اطاعت گزاری سے غفلت کرنے لگے ہیں شیطان نے اُن کے دلوں
میں گھر کر لیا ہے انھوں نے یہ نجانا کہ شیطان اُن کا قدیمی دشمن ہے مردہ سے زندہ ہو جانا ممکن ہے لیکن قدیمی دشمنوں کا دوست بنانا ناممکن ہے
ہرگز نفس امارہ کی باتوں پر نجاؤ اور شیطان مردود کا کہنا نمانو جسکا خرمن جلتا ہی وہ دوسروں کو بھی اپنے ہی جیسا نقصان زدہ دیکھنا چاہتا ہے شیطان
... دوزخ میں گھر بنالیا ہے جب کہ اُس نے اپنے حال پر رحم نہیں کھایا تو تمہیں کب چھوڑے گا اب میں خالد بن
مہاجرین اور انصار کے لشکر جرار کے ساتھ تمہارے شہروں کی طرف بھیجتا ہوں اور اُسے تمام باتیں سمجھا دی ہیں کہ جب تک برائی
...ر بھلائی کو واضح طور سے پیش نہ کر چکے تلوار نہ کھینچے اور کسی مجرم کو نہ مارے جو شخص اپنی بہبودی سمجھکر راہ راست پر آجائے اور
...شرمندہ ہو کر ایمانداری اور اطاعت الہی کی پیروی اختیار کرے اس کا عذر قبول کرے اور کچھ مواخذہ نہ
...حل اُن لوگوں کو بخشدے گا جو اپنے کئے پر شرمندہ ہوں گے لیکن جو دین پاک سے منکر ہو کر جہالت
...ان گھروں اور اُنکے جملہ دوستوں کی بیخ کنی کر ڈالے اور جو

شخص لڑائی میں پکڑے جائیں اُن میں سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑے اُن کے بچوں کو غلام بناوے اور تمام نقد وجنس لوٹ لے ان لوگوں پر
امتی ہو جو خدا پر ایمان لائے ہیں اور پیغمبرؐ کے ساتھ عہد کیے ہوئے ہیں کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی مدد اور مہربانیوں کے بغیر نہ گناہوں سے ہٹ سکتا
ہے نہ عبادت کی طاقت رکھتا ہے جب یہ خط لکھا گیا لپیٹ کر خالد بن ولید کو دیدیا اور کہا یہ خط عام وخاص کے لئے نصیحت اور تیرے لئے دستور العمل
ہے فقط والسلام - خالد بن ولید صدیق سے خط لیکر اپنے ساتھیوں سمیت جانب علاقہ بنی اسد روانہ ہوا جب بنی اسد کو یہ خبر پہنچی کہ خالد بن ولید ان
کے علاقہ کی طرف آرہا ہے تو چند آدمی طلیحہ کے پاس گئے جسے انھوں نے اپنا پیغمبر مان رکھا تھا اور پوچھا کیا جبریلؑ نے نازل ہوکر تجھے خالد کے آنے کی خبر
دی ہے اُسنے کہا نہیں لوگوں نے کہا ہم چاہتے ہیں کہ کسی ایسے شخص کو بھیج جو خالد کی اور اُسکی فوج کی ٹھیک خبر لائے کہا بہت خوب ان انتم بعثتم
لفارسین لطلبین علی فرسین اعشقین محجلین ادھمین اغرین من بنی نضر بن قعر اتیا کم من القوم بعین یعنی تم فلاں قبیلہ کے دو سوار جرار سپاہ
برق کردار تیز رفتار کالے گلدار تیز پر سوار کراکر روانہ کرو تو وہ اُنکی خبر لائیں گے اس قوم گمراہ میں سے ایک شخص نے یہ کلام سنکر گواہی دی کہ نبی بحقیقت
دو پیغمبر ہے اور یہ گفتگو ٹھیک نبی کی گفتگو ہے پھر اس قبیلہ کے دو سوار جیسے بتائے تھے ویسے ہی روانہ کئے وہ الٹے پاؤں بھاگے آئے کہ خالد آپہنچا اس
واقعہ سے اس گروہ کی گمراہی اور بھی زیادہ بڑھ گئی اور پہلے سے بھی سوا مغرور ہو گئے طلیحہ اپنی قوم اور تابعین کا دل بڑھاتا تھا اور تاکید کرتا
تھا کہ خالد اور اُس کے لشکر سے ذرا بھی نہ ڈرو وہ سب گمراہ ہیں اُن کے خط کا لکھنا محال ہے اور تم خبردار رہو کہ وہ ایک امر اہم کے پیچھے پڑے ہیں
اور جبریل میرے پاس خبر لایا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ نہیں چاہتا ہے کہ اُس کے بندے خاک پر منہ رکھیں اور جو تڑ او نیچے کریں وہ حکم دیتا ہے کہ ہر حال
میں مجھے یاد رکھو خواہ بیٹھے ہو یا کھڑے گھر میں ہو یا جنگل میں اپنے اہل واسباب کو زمانہ جاہلیت کی طرح محفوظ رکھو جبریل نے مجھے یہ بھی خبر دی ہے کہ عیینہ
بن حصین جو کچھ کہتا ہے اصحاب محمدی کے ڈر سے کہتا ہے اور اس میں شبہ نہیں اگر وہ اس دین پر سچا اعتقاد رکھتا تو تمام دشمنوں کو عاجز اور
حقیر نہ سمجھتا اسی مطلب کا ایک قطعہ بھی گھڑ کر پڑھ دیا جب آخری شعر پڑھ چکا تو اُس کی قوم کے کچھ آدمیوں نے کھڑے ہو کر فریاد کی کہ ہم پیاس سے نیم جاں
ہو گئے ہیں اور ہمارے مویشی مر رہے ہیں ہم کیا تدبیر کریں اسوقت ایک شعر کہا جسکا مطلب یہ تھا خاص میری سواری کے گھوڑے علال نامی
پر سوار ہو کر کئی فرسنگ جاؤ پہاڑوں اور ٹیلوں میں تلاش کرو وہاں صاف پانی پاؤ گے اُسکی قوم کا ایک آدمی فوراً چل کھڑا ہوا اور جب بالائے کوہ
پہنچا تو صاف پانی کا ایک چشمہ پایا خود پیا اور ایک مشک بھر لایا تمام لوگوں کو اُس جگہ کا پتا دیا اُسی وقت سب کے سب وہاں گئے آپ پانی پیا
جانوروں کو پلایا اور جسقدر ضرورت سمجھی مشکوں اور پکھالوں میں بھر لائے اور سب نے اس بات کو اُسکا معجزہ تصور کیا ادھر خالد جنگ کرنے میں طلیحہ سے
تاخیر کرتا تھا [illegible] بھیج بھیج کر اس کو اور اس کی قوم والوں کو سمجھاتا تھا اور ترغیب دیتا تھا کہ لڑائی اور خونریزی سے باز رہو مگر
طلیحہ کجی اور سرکشی پر اڑا رہا تھا اور زیادہ [illegible] وہ کفر اور نافرمانی کی باتیں کرتا تھا اسی طرح جب اُس کی شوخی حد سے زیادہ گذر گئی خالد نے
لڑائی کی ٹھان لی صف جنگ آراستہ کر کے اُس کے مقابلہ پر بڑھا عدی بن حاتم طائی کو داہنی بازو دیا اور زید الخیل کو بائیں طرف مقرر کیا اور خود
[illegible] میں کھڑا ہوا دوسری طرف بھی طلیحہ نے اسد اور غطفان اور فزارہ کے قبیلوں کو آراستہ کر کے جنگ شروع
کردی عدی بن حاتم اور زید [illegible] کے مرتدوں سے خوب جنگ کی اور ایسی بہادری دکھائی کہ کبھی پہلے کسی جنگ میں ظاہر نہ ہوئی تھی
خالد نے انکو دعا دی اور بڑی تعریف وتوصیف کی اسدن نہایت ہی سخت لڑائی ہوئی دونو لشکر غٹ پٹ ہو گئے ایک دوسرے کو قتل کر رہا تھا خون کی
نہریں رواں تھیں اس قیامت خیز ہنگامہ میں عیینہ بار بار طلیحہ کے پاس آتا اور جبریل کے نازل ہونے وحی کے آنے کا حال پوچھتا طلیحہ نے کہا جبریل خبر لایا ہے
کہ تمہاری امید بر خالد کی امید ذکر ہم پہلو ہونگی اور اُنکی اور تمہارے مابین وہ کیفیت گذرے گی جو کبھی نہ بھولیگی عیینہ نے کہا تیرے ساتھ وہ جھگڑا ہوگا جو
خلقت ہمیشہ یاد رکھے گی پھر کہا اے عزیزو اور بھائی بندو یقین جانو کہ یہ شخص عورت سے بھی کم عقل ہے اور نہایت ہی جھوٹا اب مجھ پر اسکا فریب کھل گیا ہی بھاگنے
کے سوا اور کوئی چارہ نہیں یہ کہتے ہی پشت موڑی اور بھاگ نکلا عیینہ کے بھاگتے ہی خالد نے اسد اور غطفان کی صفوں کو پریشان کر دیا اور وہ بیابان کی

طرف منہ اٹھا کر بھاگے اسوقت اپنر عجب مصیبت نازل تھی سب کے سب مصیبت کے پنجہ میں گرفتار تھے دلوں پر خوف چھایا ہوا تھا اور گردنوں پر تلواریں پڑ رہی تھیں سامنے مردم خوار درندے تھے اور پس پشت برق شمشیر شعلہ بار طلیحہ چیخ رہا تھا ارے بے شرمو مجھے تنہا چھوڑ چلے ایک بھگوڑے نے بھاگتے ہوئے کہا ہم تجھے دکھانا چاہتے ہیں کہ ہم کیوں بھاگے جاتے ہیں ہمارے دشمن وہ لوگ ہیں جو موت کے ایسے ہی شائق ہیں جیسے ہم زندہ رہنے کے اور وہ سختیوں اور کوششوں کے اسی قدر دلدادہ ہیں جس قدر تم عیش و راحت کے طلیحہ کی زوجہ نوار بولی اگر تم میں کوئی شخص بھی اس دین پر ثابت قدم ہوتا تو اپنے پیغمبر کو تنہا نہ چھوڑتا کسی نے جواب دیا اگر تیرا خاوند پیغمبر ہوتا تو اللہ تعالےٰ اسکے حال پر ایسا مہربان ہوتا طلیحہ نے اپنی زوجہ سے کہا اے نوار ہلاکت سے بچ خود علال پر بیٹھ اور اپنی زوجہ کو پیچھے بٹھا کر بھگوڑوں کے نشان قدم پر پڑ لیا خالد لڑائی کے بعد مال و اسباب کے لوٹنے میں مشغول ہوا زن و فرزند عزیز و قریب کسی کو باقی چھوڑا تمام مال و متاع لوٹ لیا سارا علاقہ صاف کر دیا ایک انصاری نے اس مضمون کا ایک شعر بھی کہا ہے جب خالد مال غنیمت [illegible] ہوا اور مخالفوں کو برباد کر چکا تو تمام مال و اسباب ایک پاکباز جماعت کی تحویل میں دیکر خود طلیحہ اور اسکی قوم کے [illegible] رر وادی الاحزاب میں جا لیا خفیف سی لڑائی ہوئی اور یہاں بھی مرتد تاب مقابلہ نہ لا کر بھاگ نکلے عینیہ بن حصین اور قرۃ بن سلمہ گرفتار ہوئے طلیحہ شام کی طرف بھاگ گیا اور غسان کے حاکموں سے پناہ چاہی خالد یہاں سے پھر آیا اور قیدیوں کی گردنوں میں طوق ڈالکر جانب مدینہ روانہ ہوا نزدیک شہر لوگ [illegible] کے لیے نکل پڑے جب قیدی صدیق کے سامنے لائے گئے تو آپ نے عینیہ کی طرف [illegible] سلمان ہو کر اور قرآن شریف [illegible] دنیا سے بدل ڈالا عینیہ نے [illegible] اے امیر خلیفہ پیغمبر جناب رسالت پناہ صلعم تہاری نسبت میرے حال سے زیادہ واقف تھے تاہم انھوں نے مجھے اسی منافقانہ حالت پر رہنے دیا خدا کی قسم اب میں نے گذری ہوئی باتوں کو چھوڑ دیا ہے اور اس مذہب سے پھر گیا ہوں مجھی معاف کر و خدا انکو معاف کرے گا صدیق کا دل معافی کی طرف مایل ہوا فوراً بندشیں کھلوا کر آزاد کیا اسیر اور اس کے چچازاد بھائیوں پر مہربانی فرمائی پھر قرۃ بن سلمہ نے کہا اے خلیفہ میں مسلمان ہوں اور دین کی حفاظت میں ہوں میرے لئے اس قدر سزا کافی ہے اور میرا قتل کر دینا ہر طرح سے حرام ہے عمر نے کہا اے امیر المومنین قرۃ خود بھی کریم ہے اور کریم کا بیٹا ہے سردار اور آزاد شخص ہے اگرچہ اسنے گناہ کیا ہے مگر اب بہت شرمندہ ہے اگر امیر المومنین اس کی گزشتہ خطائیں معاف فرما کر چھوڑ دیں تو مروت اور رعایت سے بعید ہوگا صدیق اکبر نے اس پر بھی مہربانی فرمائی آزاد کر دیا اس کو اور اسکے بھائیوں اور چچا کو خلعت عطا کیا اور گھر جانے کی اجازت دیدی وہ صدیق کے بہت ثنا خواں ہوئے جب طلیحہ نے سنا کہ عینیہ اور قرۃ کو معافی دے کر ان کے ساتھ ایسا احسان کیا ہے اپنے فعل پر بہت نادم ہوا اپنے خطاؤں کی عذر خواہی و شرمندگی اور اپنی حالت کی بے سر و سامانی کے مضمون کا ایک قطعہ تصنیف کر کے صدیق اکبر کی خدمت میں بھیجدیا وہ قطعہ صدیق اکبر کے روبرو پیش ہوا تو آپ کو اسکے اظہار ندامت اور خستہ حالی پر بہت رونا آیا طلیحہ ابھی حق سبحانہ تعالےٰ کی طرف متوجہ ہونے اور مدینے آنے کی فکر کر رہا تھا کہ صدیق اکبر نے وفات پائی اور فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہو گئے اس لئے فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر سچے ارادہ سے مسلمان ہو گیا خالد اس مہم سے فارغ ہو کر بنیم کے شہروں کی طرف متوجہ ہوا البطاح کی سرزمین پر قیام کر کے انتظار کرنے لگا کہ بارگاہ صدیقی سے کیا حکم صادر ہوتا ہے تاکہ اس کے بعد مسیلمہ کذاب پر حملہ کر کے اس کے فساد کو مٹائے مسیلمہ کا کام ترقی پر تھا وہ یمامہ کے آدمیوں کو بہکاتا تھا کہ بھلا کوئی بتائے کہ قریش نبوت اور امامت میں کس سبب سے ہم سے زیادہ مستحق ہیں نہ وہ تم سے شمار میں زیادہ ہیں نہ قدامت و شوکت میں برتر تمہارے شہر بھی ان کے شہروں سے زیادہ آباد ہیں اور تمہاری دولت بھی ان کی دولت سے بڑھی ہوئی ہے میرے پاس بھی اسیطرح ہر وقت جبرئیل آتا ہے جسطرح محمد کے پاس آتا اور وحی لاتا تھا رحال بن عنفوہ و محکم بن طفیل جو یمامہ کے نامور سردار ہیں اس امر کی گواہی دے سکتے ہیں کہ حضرت محمد بن عبد اللہ نے اپنی زندگی میں اقرار کیا تھا کہ میں نبوت میں انکا شریک حال ہوں اب یہ خبر جا بجا پھیل گئی کہ یمامہ کے باشندوں نے مسیلمہ کذاب پر ایمان لا کر اسکو اپنا پیغمبر مان لیا ہے اور جو کچھ لوگ جن کے دماغ عقل سے معمور اور دل علم سے روشن ہیں اسے جھوٹا سمجھتے اور اسکی باتوں کو لغو جانتے ہیں علاوہ ازیں منذر تمیمی کی لڑکی سجاح نے

بھی نبوت کا دعوے کرکے ایک مذہب جاری کیا اور یہ خبر سنکر کہ سرزمین یمامہ میں مسیلمہ نے نبوت کا دعوے کیا ہے اور مجھے بلاتا ہے اپنے کنبہ اور ملت والوں کی بھاری جماعت کیساتھ چل کھڑی ہوئی اس عورت کا موذن اذان میں یہ لفظ کہا کرتا تھا اشہد ان سجاحًا نبی اللہ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ سجاح اللہ کی نبی ہے اس عورت نے مسیلمہ کے پاس پہنچکر اُس کی پیغمبری کو قبول کرلیا اور کہا میں نے تیری بڑی تعریفیں سُنی ہیں اب میں تجھکو قبول کرتی ہوں اور تیرا حکم بجالاؤنگی تاکہ میاں بیوی دونوں پیغمبر کہلائیں اور باہمی اتفاق سے لوگوں کو فرمانبردار بنائیں اب تو مجھے وحی کے آنے اور قرآن کے نازل ہونیسے خبر کر مسیلمہ نے کہا جو کچھ مجھ پر نازل ہوا ہے اسکی یہ سورت ہے لا اقسم بہذا البلد لا یبرح ہذا البلد حتی یکون ذا مال فی ولد وفرد وسف وخیل وعدد علی نعم من حسد سجاح نے کہا میں گواہی دیتی ہوں کہ تو سچا پیغمبر ہے اب میں نے اپنے آپ کو تجھ پر حلال کیا مجھے تیری صحبت کی آرزو ہے لیکن مہر کی بابت چاہتی ہوں کہ میرے حسب حال ہو مسیلمہ نے کہا میں نے مہر کے عوض عشا اور صبح کی نماز تیری امت کو معاف کردی اسی وقت موذن کو بلاکر کہا کہ اُس سردار کی کے قوم میں جاکر منادی کردے کہ پیغمبر خدا مسیلمہ نے صبح اور عشا کی نماز تمہارے لیے معاف کردی ہے اس قسم کی اور بھی بہت سی باتیں ہیں جو اس کتاب میں نہیں سماسکتی ہیں انہیں طوالت کے خیال سے چھوڑے دیتا ہوں ان دروغگو مدبر اور مدبرہ کی بہت سی گفتگو نشست و برخاست کے متعلق اسی طرح کی ہے جس میں سے ایک یہ ہے کہ الا قومی الی المبیت فقد ہیئی لک المضجع فان شئت ففی المخدع وان شئت سلقناک وان شئت علی اربع و ان شئت بثلثیہ وان شئت بہ اجمع یعنی اُٹھ اور ہم خوابی کے لئے مستعد ہو جا کیونکہ تیری سیج بچھی ہوئی ہے میں تیری خواہش پوری کروں گا اگر تو یہ چاہے تو سیدھی طرح نہیں تو اوندھا لٹاکر ہم بستر ہوں گا اور یہ بھی تیرا حکم بجالاؤں گا کہ اگر تو چاہے تو چہار قایمہ پر بیٹھے اور میں تیری خوشی کے دو حصہ داخل کروں گا اور تو پسند کرے گی تو سب ہی سجاح نے کہا بہ اجمع یعنی سب کا سب کام میں لا کیونکہ اولاد کے لئے باعث برکت اور بہت مفید ہے اور مجھ پر بھی وحی نازل ہوئی ہے غرض مسیلمہ کی یہ حرکتیں اور کیفیتیں صدیق کے سامنے بیان کی گئیں آپ نے فرمایا کہ جلدی نہ کرو اللہ جل شانہ بدکار کو سزا دے گا اور زمانہ اس کے فساد کو ختم کرے گا پھر اصحاب کی رائے کے اتفاق کے ساتھ خالد بن ولید کے نام اس مضمون کا خط لکھا عبداللہ بن عثمان خلیفہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے یہ خط خلاق عالم خدائے اکرام کے واسطے خالد بن ولید اور اُس کے ہمراہیوں مہاجرین وانصار کے نام روانہ کرتا ہے ان سب پر سلامتی ہو اور برکت اے خالد آگاہ ہو کہ میں نے تجھے ان لوگوں پر جہاد کرنے کیلئے خود مختار سردار بنایا ہے جو دین اسلام سے پھر گئے ہیں اور کافر و گمراہ ہو گئے ہیں میں تجھ پر خدا اور اُس کے رسول صلعم کو شاہد ٹھہرا کر کہتا ہوں کہ تو خدا سے ڈرنا اپنے آپ کو امانت شعار بنانا وحیلہ اور سستی کو اختیار نہ کرنا اپنے قبیلوں کے غرور سے جو اُن کے دلوں میں موجود ہے باز رہنا مرضی الٰہی کے مطابق میری نصیحت کو ماننا جب تجھے میرا یہ خط ملجائے تو حنیفہ کے علاقہ پر لشکر کشی کرکے مسیلمہ کذاب سے جنگ کرنا خبردار رہ کہ یمامہ اور بنی حنیفہ کے لوگوں کو اور لوگوں جیسا نہ سمجھنا یہ لوگ دوسروں سے بہت زیادہ قوت دار اور صاحب شوکت ہیں اُن کے شہروں میں پہنچکر جلدی جنگ نکرنا جہاں تک ہوسکے دلجوئی اور مہربانی سے راہ راست پر لانا اگر وہ کہنا مان جائیں اور اپنے کئے سے پشیمان ہوکر پھر اسلامی طریقہ کو اختیار کرلیں تو اُن کی توبہ اور عذر کو قبول کرلینا اور جو شخص نادانی اور کفر و سرکشی پر اڑا رہے اور فساد کرنا چاہے اسکا سر اُتار لینا صرف ان ہی لوگوں سے لڑنا جو خدا سے پھرے ہوئے ہوں اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان نہیں رکھتے ہیں جب لڑائی کا پیغام پہنچے تو اپنے خدا پر بھروسہ کرنا خود مستعد رہنا اور کسی دوسرے پر انحصار نہ رکھنا لشکر کی صفوں کو درست کرکے دائیں بائیں اور پس و پیش کے دستوں پر مہاجرین وانصار میں سے چیدہ چیدہ کار آزمودہ بہادر مقرر کرنا امت کے سن رسیدہ اور سمجھدار شخصوں سے مشورہ لینا کیونکہ اُن کا ارشاد موجب خیر و برکت ہوگا اُن کے حقوق و مرتبہ کا لحاظ رکھنا انکو عزیز اور لائق احترام سمجھنا سست اور شکستہ دل نہ ہونا شمشیر بازوں کو مقابلہ پر بھیجنا نیزہ داروں کو نیزہ داروں کے سامنے رکھنا اور اسی طرح دوسری قسم کے ہتھیار والونکو انہی جیسے مسلح لوگوں سے لڑانا اپنی فوج سے لطف آمیز گفتگو کرنا اہل عالم خصوصًا انصار کے ساتھ اچھا برتاؤ رکھنا کیونکہ تو نے انکی حق میں حضرت پیغمبر کی وصیت سن لی ہے انکو اچھی خدمتوں کا نیک صلہ دینا اور انکی خطاؤں کی سزا رضامندی کے ساتھ دینا ہر ایک بات پر اللہ تعالے کے فضل پر بھروسہ رکھنا زیادہ سلام جب خالد

کے پاس یہ خط پہنچا لشکر کے سرداروں کو بلایا خط پڑھکر سنایا مشورہ چاہا سب نے کہا جو تیری رائے وہی ہماری رائے ہے ہم میں سے کوئی تجھ سے مخالفت نہ کریگا۔ خالد نے ہمراہیوں کی بات سنکر یمامہ پر لشکر کشی کی اس علاقہ میں خالد کے پہنچنے کی خبر سنتے ہی محکم بن طفیل نے یمامہ کے ناموروں کو طلب کیا اور کہا اے حنیفہ کے قبیلو آگاہ ہو کہ خالد تمہارے شہروں کی طرف آرہا ہے اب تمکو ایسے لوگوں سے لڑنا پڑے گا جو اپنی جانوں کو سپہ سالار کے حکم کے سامنے ہیچ سمجھتے ہیں اور موت کو رضاء الہی کے مقابل حقیر تصور کرتے ہیں تم بھی استقلال کا جامہ پہن لو اور دل کھول کر جنگ کرو سب نے ایک زبان ہو کر کہا جب وقت آئے گا اور لڑائی سے پالا پڑے گا تو ہم خالد پر اسکی غلطی ثابت کریں گے دشمنوں کے خون سے ندی نالے بہا دیں گے پھر بنو حنیفہ کو معلوم ہوا کہ خالد ان کے قریب آپہنچا اور لشکر ساتھ ہے نامور اشخاص اپنے سردار کے پاس جسکا نام ثمامہ بن اثال تھا آئے اور وہ بہت ہی سمجھدار اور عقلمند مشہور تھا بولے ہم تیری بات کو سچا اور متبرک جانتے ہیں آج ولید جیسے دشمن نے ہماری بیخکنی کا ارادہ کیا ہے اور مسیلمہ نبوت کا دعوے کئے ہیں سرکش بنا ہے ہم سخت حیران اور پریشان ہیں تو بتا تیری کیا رائے ہے کون سچا اور کون جھوٹا ہے ثمامہ نے کہا اے لوگو سچ جانو کہ محمد بن عبد اللہ اللہ تعالی کے سچے پیغمبر تھے اور ان کا دین برحق ہے اور ان کے پیرو راہ راست پر ہیں یقیناً مسیلمہ جھوٹا مکار دغاباز ہے اس کی باتیں سب کی سب دھوکہ اور فریب آمیز ہیں مسیلمہ کی خرافات بھی تم نے سنی ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرآن بھی سنا ہے خود ہی انصاف کر کے ہو کہ اسکی باتوں کو کلام الہی سے کیا نسبت ہے پھر یہ آیہ پڑھا بسم اللہ الرحمن الرحیم حٰمٓ تنزیل الکتاب من اللہ العزیز العلیم غافر الذنب وقابل التوب شدید العقاب ذی الطول لا الہ الا ہو الیہ المصیر۔ اور کہا اپنی درستی کا خیال رکھو اور اس کام کو حقیر نہ جانو میں نے اپنی بھلائی تو اسی بات میں سمجھی ہے کہ آج رات کو متعلقین سمیت خالد سے جا ملوں گا اور اس سے پناہ مانگوں گا کہ میری جان و مال اور متعلقین کو اپنی حفاظت میں لے سب نے کہا ہم تیری رائے کے ساتھی ہیں جہاں تو جائے گا ہم تیرے ساتھ جائیں گے پھر جب کچھ رات گذر گئی ثمامہ بن اثال مع زن و فرزند و عزیز و اقربا سوار ہو کر خالد کی خدمت میں آیا عذر کیا اور پناہ مانگی خالد نے اسپر بہت عنایت کی جان و مال اہل و عیال سب کو امان دی اور ان کے حال پر اظہار شفقت و محبت فرمایا مسیلمہ خالد کے آنے کی خبر سنتے ہی لشکر یمامہ سمیت لڑنے پر آمادہ ہو گیا دونوں لشکر مقابل اتر پڑے دوسرے دن مسیلمہ نے فوج کے داہنے بائیں اور قلب و جناح کی صفیں آراستہ کر کے ہر ایک کو قرینہ سے کھڑا کیا اور خود قلب لشکر میں جا کر جھنڈا گاڑا خالد نے اس کی جرات کو ملاحظہ کر کے زید بن خطاب کو دست راست کی فوج حوالہ کی ساحتہ بن زید کو دست چپ کے لشکر پر مقرر کیا اور اسکے بھائیوں کو جناح میں رکھا اور خود قلب لشکر میں جاگزین ہوا دونوں طرف سے بہادروں نے جوش خروش دکھایا جنگ و جدل شروع ہوا خونریزی کی آگ بھڑک اٹھی دونوں فوجیں غث پٹ ہو گئیں اسلامی لشکر میں سے تقریباً تین سو بہادر شہید ہوئے اور مخالفوں میں سے بیشمار مالک داروغہ دوزخ کے حوالے ہو گئے چنانچہ محکم بن طفیل جو مسیلمہ کا وزیر تھا ثابت بن قیس انصاری کے ہاتھ سے ہلاک ہوا تاہم مسیلمہ کے لشکر نے بددل نہ ہو کر ایک ایسا متفقانہ حملہ کیا کہ غالب آ گئے اور اسلامی فوجوں کو پیچھے ہٹا دیا کسی کی پیش نجانے دی اس حملہ میں ۸۰ مسلمان شہید ہو گئے پھر تو لشکر اسلام نے بھی جوش خروش کے ساتھ حملہ کیا اور مردانہ جنگ کی یہاں تک کہ مسیلمہ کی فوج کو ہٹنا پڑا اس وقت مسیلمہ ننگا سر کئے اپنے سپاہیوں کے حوصلہ بڑھا رہا تھا کہ میں خدا کا بھیجا ہوا رسول ہوں خالد جیسا فاسق اور فاجر نہیں وہ حملہ پر حملہ کرتا تھا اور کافروں نے اسکا ساتھ دیکر مسلمانوں کی جمعیت کو ایک طرف ہی دبایا مگر خالد قدم جمائے رہا دشمن کو اپنی جگہ نہ آنے دیا پھر اپنے لوگوں کو پکارا کہ اے قرآن پڑھنے والو خدا سے ڈرو دین کے بدخواہوں سے منہ موڑو مبادا خدا تمسے ناراض ہو جائے اور توبہ قبول نکرے مسلمان یہ سنتے ہی پلٹ پڑے بھوکے شیر کی طرح جھپٹے ابو دجانہ بھپرے ہوئے شیر اور ہاتھی مست کی طرح رجز پڑھتا برچھا ہلاتا صفوں سے آگے نکل آیا اور ایسی جنگ کی کہ دیکھنے والے حیران تھے میدان میں خون کا دریا بہا دیا رافع بن خدیج الانصاری بیان کرتا ہے کہ جتنے بنی حنیفہ کی لڑائی کا مقابلہ کیا ہی انھوں نے بیس دفعہ بھی زیادہ مسلمانوں کو پیچھے ہٹایا بہت سے مشہور بہادروں کو شہید کیا اور قریب تھا کہ خدا کو دین محمدی کی عزت منظور نہوتی تو تمام ذلت و خواری فوج اسلام کو ہی نصیب ہوتی مگر مسلمانوں نے جمع ہو کر پھر صفیں باندھیں اور شیر غراں کی طرح مسیلمہ کی صفوں کو ابتر کر دیا تمام لشکر

بھاگ نکلا اور مسیلمہ کے باغ میں پناہ لی ابو دوجانہ نے اپنے دوستوں سے کہا کہ مجھے ایک ڈھال پر بٹھاکر اور نیزوں کے ذریعہ سے اوپر اٹھاکر باغ کی دیوار پر سے اندر ڈالدو انھوں نے ایسا ہی کیا ابو دجانہ نے باغ کے اندر جاتے ہی جت کی تلوار کھینچکر تن تنہا حملہ کیا قتل کرتے کرتے شربت رحمت الٰہی کا جام نوش کیا اور رسول مقبول صلعم سے جا ملا خالد ابو دجانہ کا یہ حال دیکھ کر باغ کے گرد پھرا ایک جگہ رخنہ پایا اس میں سے اندر کود پڑا اور داخل باغ ہوکر اس زور سے شمشیر بازی کی کہ سنگ خارا پر بھی ہاتھ پڑتا تو دو ٹکڑے کر دیتا مسیلمہ کذاب کا ایک ہواخواہ اسکی طرف آیا بدزبانی شروع کی دونوں الجھ پڑے خالد اُسے گھوڑے پر سے گراکر اوپر سے آپ بھی آ رہا اس ملعون نے اپنے ہاتھ کے حربے سے اسی گرما گرمی میں خالد کو پے درپے سات زخم لگائے خالد زخمی ہوکر الگ ہوا اور چاہا کہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو مگر اس شور و غل میں اُس کا گھوڑا بھاگ کر باغ سے نکلگیا تھا خالد نے منہ دشمنوں کی طرف کر لیا اور پشت باغ کے دروازہ کی طرف کرکے لڑتا بھڑتا الٹے قدموں ہٹتا باغ میں سے نکل آیا اسوقت بہت ہی زخمی اور کمزور ہو گیا تھا عباد بن بشر انصاری نے باغ کے دروازے پر کھڑے ہوکر آواز دی کہ اے انصار او رنیک دل لو گو جان اور زندگی سے ہاتھ دھو کر تلواریں سنبھال لو اور باغ میں گھس جاؤ کافروں کا خون بہا کر دنیا کو نیک نامی کے ساتھ خیر باد کہہ جاؤ تمام مسلمانوں نے تلواریں کھینچ کر باغ کے دروازے پر حملہ کیا اور تکبیر کا نعرہ مارتے ہوئے باغ میں گھس پڑے یہ سب پچیس آدمی تھے خوب ہی لڑے صرف چار شخص جو بہت ہی زخمی ہو گئے تھے باہر واپس آئے باقی سب کے سب تہ تیغ رحمت خدا ہوئے اب طرفین کا حال ابتر ہو گیا سبکی آنکھوں میں دنیا اندھیر تھی کچھ لوگوں نے مسیلمہ سے کہا کیا تو دیکھتا ہے کہ خلق خدا پر کیا حال گذر رہا اُسنے جواب دیا کہ میرے پاس اس واقعہ کی وحی نازل ہوئی تھی پھر اُن لوگوں نے کہا کہ تو نے وعدے جو کئے تھے وہ کہاں ہیں اب ہمیں فتح نہیں ہوئی تو کسکی فتح کبھی جائیگی کیا تو نے نہیں کہا تھا ہمارا دین سچا ہے اور ہماری ہی سرزمین جائے نزول وحی ہے مسیلمہ نے سر جھکا لیا اور کہا کیسا دین کیسا طریق تم مرد بنکر سب کچھ کردو آبرو کا خیال رکھو تم بھی اُسکو گمراہ اپنی آنکھو حق پر سمجھتے تھے اگر ایسا ہی ہوتا تو تمہارا کام زیادہ عمدہ ہوتا جرت زدہ حالت میں ملامت کرتا تھا لوگ اُس کی گمراہی اور روسیاہی سے واقف ہو گئے اُس کے مکر و فریب اور جھوٹ میں جائے تعجب باقی نہ رہی سب اپنی غلطی اور بھول چوک سے آگاہ ہوکر باغ کی دیوار سے سر ٹکرانے لگے مسلمانوں کے لشکر نے اُن کی پریشانی اور گھبراہٹ کی یہ حالت دیکھ کر ایک دفعہ ہی اہم دیوار پر سے جست کی اور کافروں کی زندگانی کے چمن کو چھانٹ ڈالا ندی نالوں میں پانی کی جگہ خون بہہ نکلا اور فریاد و نالہ کا شور آسمان تک پہنچا مسیلمہ نے فوج میں گھس کر چاہا کہ باغ کے دروازے سے نکل جائے اور حصار میں پناہ لے وحشی باغ کے دروازے پر کھڑا تھا ایک انصاری نے مسیلمہ کو پہچانکر غل مچایا کہ مسیلمہ جان بچاکر بھاگا جاتا ہے وحشی نے لپک کر وہی حربہ جس سے حضرت رسول صلعم کے چچا حضرت امیر حمزہ کو شہید کیا تھا مسیلمہ کے پیٹ پر مارا حربہ زور دہری زرہ کو چیرتا ہوا کمر کی طرف نکل آیا مسیلمہ زمین پر گر پڑا وحشی نے آواز دی کہ میں ہی جبیر بن مطعم کا غلام وحشی ہوں جس نے زمانہ کفر میں بہترین شخص کو قتل کرکے بہشت میں پہنچایا تھا اور اب مسلمان ہوکر بدترین خلایق مسیلمہ کو مار کر واصل جہنم کیا اس جنگ میں باقی بنی حنیفہ جان بچا کر باغ کے دروازے سے نکل گئے اب خالد نے مسیلمہ کو باغ کے دروازہ پر مردہ پڑا پایا کالا رنگ بڈھا بدصورت کمزور تل چانوے بال کہا مجاعہ بن مرار کو بلاؤ مجاعہ آیا کہ میں حاضر ہوں خالد نے پوچھا اس روسیاہ نے تمکو اس مصیبت میں پھنسایا تھا اور تمہارے شہروں میں فساد پھیلایا مجاعہ نے جواب دیا کہ اے امیر بہتر ہے کہ تم بنی حنیفہ سے صلح کر لو کیونکہ صرف جلد باز لوگ لڑنے کے لئے نکل آئے تھے ورنہ جنگجو بہادر اور تجربہ کار لوگ سب موجود ہیں تمام قلعے اُن سے اور سامان جنگ سے بھرے ہوئے ہیں خالد نے تامل کیا اور سوچا کیا مجاعہ ٹھیک کہتا ہے ابھی وہ اپنے ارادے کا فیصلہ نہ کر چکا تھا کہ خود بھی اُس نے دیکھ پایا کہ تمام حصار دلیروں سے پُر اور سب ہتھیار بند ہیں اگر اُن سے لڑائی ہوئی تو اُن کا فتح کرنا اِس تھکے اور زخمی لشکر کے ہاتھوں بہت مشکل کام ہے مجاعہ کی بات کو پسند کیا اور اس شرط پر صلح کی اجازت دی کہ تمام زر و دینار اور مال و متاع جو ان قلعوں کے اندر ہیں بیت المال میں داخل کر دیں اور تین میں سے ایک مویشی اور چار میں سے ایک بردہ حوالہ کریں اس کے بعد خالد واپس چلا گیا اور پختہ صلح ہوگئی پھر لشکر کا حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اسلامی

فوج کے ایک ہزار دو سو آدمی جن میں سات سو حافظ قرآن تھے شہید ہوئے اہل مدینہ اور صدیق اکبر اس خبر کو سن کر رو دئے جب قاصد لوٹ کا پانچواں حصہ لے کر حاضر ہوئے تو صدیق اکبر نے جواب سلام کے بعد کہا اے بنی حنیفہ یہ کیا بات تھی جو تم نے مسیلمہ کے ساتھ اختیار کی تھی ان میں سے ایک شخص عمر بن سخر نام اٹھ کھڑا ہوا اور بولا اے رسول خدا صلعم کے خلیفہ ہم میں سے ایک کم بخت نے علیحدہ ہو کر شیطان سے لو لگائی تھی اور عقل و فہم سب اس کے غرور میں گنوا دی تھی شیطان نے اسکے بعض کاموں کو رونق دی اور اسکے بھائی بندوں میں سے کچھ لوگ پیرو بن بیٹھے اللہ تعالےٰ نے ان کے افعال کی سزا انہیں دی ان کا بھیجا نکالا لہذا صدیق اکبر نے کہا اپنے کئے کا کچھ علاج نہیں اور نیک کام کرنے والا کبھی شرمندہ نہیں ہوتا خداوند کریم کسی پر ظلم نہیں کرتا بیشک بھی تمہاری خطا معاف کر دی اور تمہارے فعلوں کو دل سے محو کر دیا تم بھی پھر راہ راست سے پھرنا سرکشی اور خطا کاریوں سے باز رہنا والسلام اسی اثنا میں خبر آئی کہ بحرین کے باشندے پھر گئے ہیں یعنی بنی بکر وائل کے ایک گروہ نے بنی عبد القیس کی دشمنی کے سبب کہ وہ مسلمان تھے بحرین والوں سے کہا آؤ ہم ان سے جنگ کریں اور اس علاقہ کو نعمان بن المنذر کے خاندان میں واپس لائیں کیونکہ وہ ابو قحافہ کے بیٹے کی نسبت زیادہ حقدار ہیں پھر اٹھ کھڑے ہوئے اور کسرے بادشاہ فارس کے پاس آئے اور عرض کی کہ وہ شخص جس پر قریش کے قبیلوں اور مصری باشندوں کو ناز تھا دنیا سے اٹھ گیا ایک نالایق بوڑھا کمزور شخص اسکی جگہ خلیفہ بن کر بیٹھا ہے اس کا عامل ہمارے علاقہ سے نکل گیا ہے اب یہ ملک خراب اور بے سر پڑا ہوا ہے عبد القیس کے کچھ لوگوں کے سوا اور کوئی نہیں ہے ہم شمار اور قوت اور رعب و داب میں ان سے زیادہ ہیں اگر بادشاہ کسی عامل کو وہاں بھیجے تو کوئی اس کا مزاحم ہوگا کسرے نے پوچھا تم اس علاقہ کی سرداری کیلئے کسکو زیادہ حقدار اور لایق سمجھتے ہو جسے تمہارے واسطے بھیجوں انھوں نے جواب دیا کہ ہم منذر بن نعمان بن المنذر کو پسند کرتے ہیں کیونکہ وہی اس ملک کا وارث ہے کسرے نے آدمی بھیجکر منذر کو بلایا اور خلعت گرانبہا دیکر اور تاج سر پر رکھکر دو سو تازی گھوڑے اور سات ہزار عجمی سوار حوالہ کر اور وزیروں سے مشورہ کیا کہ منذر ابھی بچہ اور نو عمر ہے اسے ابھی کچھ تجربہ حاصل نہیں ہوا ہم چاہتے ہیں کہ اسے عرب کی بادشاہت عطا کریں مگر اندیشہ ہے کہ وہ اس کام کو انجام نہ دے سکے منذر نے سنا ایک قصیدہ جس میں اپنی قابلیت و صلاحیت اور امور سلطنت کی واقفیت نیز شاہی الطاف کے شکریہ اور حکمرانی و ملک داری کے کام میں معذور سمجھے جانے اور اطاعت و فرمان برداری بادشاہ کے مضامین انشاد تھے تصنیف کر کے کسرے کے حضور میں پیش کئے کسرے نے تعریف کر کے رخصت کیا بنی بکر بن وائل کا گروہ اسکے ساتھ ہوا جن میں سے مشہور لوگ حطیم بن ضبیعہ اور ظبیان بن عمرو اور مسمع بن مالک تھے جب بحرین کے علاقہ میں داخل ہوئے اور عبد القیس کو خبر ہوئی چار ہزار سپاہی اور ایک سردار مسمی جارود بن المعلی جمع ہوئے ان کے پیرو اور غلام انکے ساتھ تھے منذر کے ساتھ سات ہزار ایرانی لشکر اور تین ہزار بنی بکر تھے دونوں میں بڑی سخت لڑائی ہوئی پہلے منذر کی فوج بھاگ نکلی بنی بکر اور عجمی لشکر کے بہت سے لوگ مارے گئے مگر وہ پھر جمع ہو کر پلٹے اور شدید حملہ کیا جس کی تاب نہ لا کر عبد القیس کے لشکر نے شکست فاش اٹھائی اور دریار ہجر کی طرف بھاگے آدھے لوگوں نے جرآثار حصار میں اور آدھوں نے حصار دارین میں پناہ لی حطیم بن ضبیعہ اور بنی بکر کے لشکر نے اس قلعہ کا محاصرہ کر کے تمام راستے بند کر دئے جب مدد کی ضرورت پڑی تو عبد اللہ بن عوف نے ایک شعر لکھ کر صدیق اکبر کے پاس بھیجا اور صدیق بھی اس خبر کو سنکر بہت غمگین ہوئے اور رنج و غصہ نے سخت غلبہ کیا علاء بن حضرمی کو بلا کر علم دیا اور دو ہزار مہاجرین و انصار کو اس کے ہمراہ کر کے عجمی اور بنی بکر کی فوجوں سے جنگ کرنے کے واسطے روانہ کیا اور کہا اے علاء تو جس عربی قبیلہ سے ملے اسے بنی بکر کی لڑائی پر آمادہ کر کیونکہ انہوں نے بحرین کی بادشاہی کے واسطے منذر بن نعمان کو بلایا ہے اس کے سر پر تاج شاہی رکھا ہے اور ارادہ رکھتے ہیں کہ دین محمدی کو برباد کر کے پھر اپنا مطلب پورا کریں علاء روانہ ہوا اور جب سرزمین یمامہ پر پہنچا تو پہلے ثمامہ بن اثال سے ملا یہ شخص بڑا خوش عقیدہ اور نیک نیت دیندار تھا علاء نے کہا اے ثمامہ تیرے چچا کی اولاد بنی بکر کے ساتھ ہو کر راہ راست سے پھر گئی ہے صلاحیت کو کھو دیا ہے عبد القیس کے درپے ہو رہے ہیں صدیق اکبر نے مجھے ان سے جنگ کو انکو بھیجا ہے اور حکم دیا ہے کہ جس عربی قبیلے سے ملتا جاؤں اسے پیغام دوں کہ بنی بکر سے

لڑیں کیا اچھا ہو کہ سب سے پہلا مددگار تو ہو اور اپنی قوم سے لڑنے میں میرا ساتھ دے ثمامہ نے جواب دیا کہ تو جانتا ہی ہے کہ ابھی کچھ عرصہ نہیں گذرا کہ میری قوم کے لوگ مسیلمہ کے فتنہ میں مبتلا ہو چکے ہیں میں خیال کرتا ہوں کہ وہ میری بات نہ مانیں گے نہ ساتھ دیں گے اگر تو کہے تو میں اس کا امتحان کروں اور اسی مدعا کو اُن سے بیان کروں علار نے کہا بہت اچھی بات ہے ثمامہ نے یمامہ کے سرداروں کو طلب کیا اور اُن سے بنی بکر کے جنگ کرنیکا حال کہکر پوچھا کہ اگر تم میرا ساتھ دوگے تو پچھلے گناہوں کی آلودگی دھوئی جائے گی یہ جنگ بنی بکر کے مرتدوں اور عجم کے کافروں کے ساتھ ہے یمامہ کے امیروں نے کہا اے ثمامہ مسیلمہ کا ساتھ دینے سے جو کچھ ہمارا حال ہوا ہے کہ مال و دولت غارت ہو نسلیں قطع ہو گئیں تجھے خوب معلوم ہے کچھ دنوں کے لئے ٹھیر جا کہ ہم سنبھل جائیں پھر جس خدمت کے لئے حکم دے گا اُسے بجا لائیں گے ثمامہ کا کہنا موثر نہوا تو وہ اپنے چچا کی اولاد سمیت بارادہ جہاد علار کے ہمراہ ہو لیا علار بنی تمیم کے علاقہ میں پہنچا ہی تھا کہ قیس بن عاصم استقبال سے پیش آیا اور رسم سلام ادا کی علار نے اس سے بنی بکر کے ساتھ جنگ کرنے کی درخواست کی اُسنے جواب دیا کہ میں اس مقصد سے تیرے پاس آیا ہوں کہ تیرا رہبر بنکر اور علاقہ بنی سعد سے گذر کر مقدمۃ الجیش ہونے کا حق ادا کروں پھر قیس بنی علار کے ساتھ ہو لیا اور جب بنی سعد کے ملک سے آگے نکل گئے تو قیس نے مناسب سمجھا کہ علار کا اور بھی ساتھ دے اب علار کے جھنڈے کے نیچے دو ہزار جوان تھے یہ سب ہجرت کرنے والے انصار ثمامہ بن آثال اور اُس کا خاندان اور قیس بن عاصم معہ عزیز و اقربا تھے بحرین کے علاقہ میں داخل ہوتے ہی جرانا قلعہ کے محصور مسلمانوں کو اُن کے آنے کی خبر مل گئی جس سے وہ نہایت ہی شاد ہوئے اور علار کو دشمنوں کی فوج کی کثرت سے مطلع کیا علار نے یہی مناسب سمجھا کہ دشمنوں پر چھاپہ مارے اہل قلعہ کو بھی اس سے آگاہ کر دیا کہ وہ بھی ہوشیار رہیں اور جس وقت ہم محاصرہ کرنے والوں سے جنگ کریں اور تم شور و غل سنو فوراً قلعہ سے نکلکر حملہ کر دینا پھر پہر رات گذرنے پر علار نے لشکر کو کمر بندی کا حکم دیا اور دبے پاؤں روانہ ہوئے جب دشمنوں کی فوج قریب رہ گئی تو یکبارگی حملہ کر دیا اور شور و غل سے آسمان سر پر اُٹھا لیا قلعہ کی سپاہ بھی اس ہنگامہ آرائی کا شور سنتے ہی دروازے کھول باہر نکل پڑی اور ہر طرف سے دشمنوں کو نرغہ میں کر کے قتل کرنا شروع کر دیا کفار خواب غفلت میں تھے بھاگ نکلے اور قلعہ ہجر میں پناہ گیر ہوئے اگرچہ اس لڑائی میں بہت سے مسلمان بھی شہید ہوئے لیکن مخالفوں میں سے اسقدر مارے گئے کہ میدانوں میں جابجا اُن کی لاشوں کے ڈھیر لگ گئے جملہ مال و اسباب اور مویشی لوٹ میں ہاتھ آئے علار نے عبدالقیس کی جماعت سے کہا اس جنگ میں تمنے اسقدر ثواب حاصل کیا ہے جس قدر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سامنے معرکہ ہائے بدر و احد اور دوسری لڑائیوں میں جنگ کرنے اور شہید ہونے والوں کو ملا ہے اب مضبوط ارادہ کے ساتھ فتح و ظفر حاصل کرنے کی غرض کر لو اور جہاد کے لئے مستعد ہو جاؤ بنی عبدالقیس نے جواب دیا کہ اے امیر خداوند تعالے نے مسلمانوں کو یہ فتح تیرے قدموں کی برکت سے دی ہے اور کافروں کو ذلیل اور خوار کیا ہے لیکن قریب ہی اک جزیرہ ہے جس کے باشندوں کی دشمنی ہمارے ساتھ دوسرے دشمنوں کے ارادوں سے بہت زیادہ بڑھی ہوئی ہے اگر امیر اپنی فوج کو اس پر حملہ کا حکم دے تو ہم پہلے اُن کا کام تمام کر دیں پھر اور کوئی خدمت بجا لائیں علار نے جزیرہ دارین پر لشکر کشی کر دی یہاں بیشمار کافر آباد تھے اور بایں وجہ کہ رستہ نہ تھا مسلمانوں کو انتہا درجہ کی کوشش اور بہادری عمل میں لانی پڑی آخر کار وہ قلعہ بھی فتح ہو گیا اکثر کفار مارے گئے اُن کی عورتیں اور بچے گرفتار ہو کر غلامی میں آگئے تمام مال و اسباب اور مویشی لوٹ لئے گئے اس کے بعد لشکر اسلام مراجعت کر کے اپنی پہلی ہی قیام گاہ پر چلا آیا جزیرہ دارین کی فتح سے فارغ ہو کر فارس کے کافروں اور بنی بکر کے لوگوں کی طرف رُخ کیا جنھوں نے قلعہ انوم کے پاس صفیں آراستہ کر کے جنگ کی دونوں لشکر غٹ پٹ ہو گئے اور طرفین سے بیشمار آدمی مارے گئے انجام کار اسلامی فوج نے ایک پرجوش حملہ کیا کفار تاب مقابلہ نہ لائے جدھر کو مُنہ اُٹھا سب بھاگ گئے عجمی کافر اور بنی بکر کے مرتد آگے دھر لئے گئے مسلمانوں نے یہاں تک پیچھا کیا کہ وہ بے آب و دانہ ہو کر جنگلوں میں پریشان و سرگردان ہو گئے منذر نے آل حنیفہ کے پاس پناہ لی اور فارس کی فوج میں سے کچھ موضع دار قطیف میں چلے گئے اور کچھ کسریٰ کی بارگاہ میں واپس گئے علار نے لوٹ کو جمع کیا اس کا پانچواں حصہ صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا اور باقی کو مستحق لوگوں میں تقسیم کر دیا صدیق نے فرمان بھیجا کہ تجھے اسی علاقہ میں

ٹھہرنا چاہیے حضرموت اور کندہ کے باشندوں اور قبیلوں کے مرتد ہونیکا حال اسطرح بیان کیا گیا ہے کہ جناب رسالتمآب صلعم نے حضرموت اور کندہ کی امارت اور اُنکی زکواۃ کی وصولیت کی خدمت زیاد بن لبید انصاری کو عطا فرمارکھی تھی اور وہ آنحضرت کے زمانہ زندگی میں وہاں رہا کرتا تھا جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات اور ابوبکر کی خلافت کی خبریں وہاں پہنچیں تو زیاد نے اس علاقہ کے بزرگ اور سربرآوردہ لوگوں کو جمع کرکے تمام حال بیان کیا اور چاہا کہ صدیق اکبر کی طرف سے ان کی بیعت لے اشعث بن قیس نے جو ان قبیلوں میں سب سے زیادہ معزز تھا جواب دیا کہ اے زیاد ہمنے تیری باتیں سُن لیں اور جس بات کی تو خواہش رکھتا ہے وہ بھی معلوم ہوگئی لیکن جب سب لوگ صدیق کی خلافت کو قبول کرلیں گے تو ہم بھی شریک حال ہوجائیں گے زیاد نے کہا مہاجرین اور انصار کا اتفاق کافی اور معتبر ہے اشعث نے کہا اسوقت یہ نہیں کہا جا سکتا کہ آیندہ کیا ہونا ہے پھر امرء القیس بن عباس بولنے لگا اور کہا اے اشعث میں تیرے سامنے خدا اور رسول اور ایمان و قرآن کو واز روئے شفاعت پیش کرتا ہوں کہ مسلمانوں کی مخالفت کا خیال نہ کر اور اسلام سے نہ پھر اگر تو ایسا کام کرے گا اور یہ قبیلے تیرا ساتھ دیں گے تو جس وقت اللہ تعالے دین محمدی کی مدد کرے گا اور کوئی جائے فرار نہ پائے گا تو اس وقت اندیشہ ہے کہ تو خلقت کی ہلاکت کا باعث ہو تو نے ابھی سُنا ہوگا کہ بعض کم عقل ناسمجھ اور بد اندیش لوگوں کا کیا حال ہوا ہے اشعث نے کہا اے ابن عباس محمد صلعم نے رحلت کی اور اہل عرب اپنے دادا کے معبودوں کو پوجنے لگے ہم عرب کے ایک کنارے پر آباد ہیں ابوبکر کی فوجیں ہم تک نہ آسکیں گی نہ وہ ہم سے جنگ کرے گا۔ امراء القیس نے کہا اے اشعث یقین جان کہ ابوبکر نے جس طرح اور دشمنوں پر لشکر کشی کی ہے اسی طرح ہمارے خلاف بھی فوجیں بھیجیگا اور ابن زیاد بن ولبید جو اس وقت ہم میں موجود ہے کسی ایک شخص کو بھی برخلاف ہونے دیگا اشعث نے ہنس کر کہا کیا زیاد اس بات کو غنیمت نہ سمجھیگا کہ ہم اسے نہیں ستاتے اور وہ ہم میں اپنی جان صحیح سلامت لئے پھرتا ہے امرء القیس یہ کہتا ہوا ؎ دوستوں کا کام سمجھانا ہے ہم سمجھا چلے۔ خوش نصیب اُسکو سمجھئے جو نصیحت مان لے چلدیا اور کندہ کے قبیلوں اور حضرموت کے باشندوں کے دو فریق ہوگئے ایک فریق نیک نیتی اور سچے عقیدہ سے ادائے نماز و زکواۃ میں مصروف ہوگیا اور دوسرے فریق نے سرکشی اور گمراہی کا طریق اختیار کیا زیاد یہ حال دیکھ کر گھبرایا مگر اپنی جان کی سلامتی سے خوش تھا جب کچھ دن گذر گئے اُسنے منادی کرادی کہ اے مسلمانو زکواۃ کا روپیہ جمع کرو کہ صدیق کے پاس روانہ کروں کیونکہ فوجیں بکثرت جمع ہورہی ہیں اور خرچ بڑھا ہوا ہے اور خدائے تعالے نے اہل ردہ کے شر کو مٹا دیا ہے لوگوں نے روپیہ داخل کرنا شروع کردیا ہے بعض نے بکمال آرزومندی و جوش قلبی ادا کیا بعض نے دباؤ اور مجبوری سے دیا زیاد نرمی اور گرمی جس طریقے سے مناسب سمجھتا روپیہ وصول کرتا تھا ایک دن جبکہ ایک جوان کے اونٹ کو زکواۃ کے نشان سے داغ کر بیت المال کے گلہ میں داخل کیا ہی تھا کہ وہ جوان آیا اور بولا کہ میں اس اونٹ کو بہت عزیز رکھتا ہوں اسے نہ لو اور اس سے بھی اچھا کوئی اور اونٹ مجھ سے لیلو زیاد نے اس بات کو نہ مانا یہ جوان جس کا نام یزید بن معویہ القرے تھا حارث بن سراقہ کے پاس جو اس علاقہ کے سرداروں میں سے تھا گیا اور کہا زیاد نے میرے ساتھ ایسا برتاؤ کیا میں چاہتا ہوں کہ تو اس سے میری سفارش کر کہ وہ اونٹ مجھے دیدے اور دوسرا لیلے کیونکہ مجھے اس اونٹ سے خاص اُنس ہے حارث زیاد بن لبید کے پاس آیا اور اس سے اس بات کا ذکر کیا کہ یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے یہ اونٹ اُسے دیدو اور اُس کے عوض کوئی اور لے لو زیاد نے اسکے دینے سے انکار کیا اور کہا کہ اس اونٹ کو زکواۃ کے نشان سے داغ دیا ہے اب اسکا واپس دینا جائز نہیں یہ سنکر سراقہ کے بیٹے کو غصہ آیا اونٹوں کے گلہ کے پاس پہنچکر اس جوان سے کہا اپنا اونٹ نکالکر لیجا اور میرے سامنے سلامتی سے اپنے گھر پہنچ جا اگر تجھ سے کوئی شخص کچھ بولے گا تو میں زور بازو سے اُسکا بھیجا نکال ڈالوں گا ہم اسیوقت تک خدا و رسول کے حکم کے تابع تھے جبتک صاحب شریعت ہم میں موجود تھا اب کہ اسکی طلبی بہ فرمان الٰہی پہنچ چکا ہے اگر اُس کے اہل بیت میں سے کوئی اس کی جگہ مقرر ہوا تو ہم اسکی اطاعت کریں گے بوقحافہ کے بیٹے کی حکمرانی کیسی اور ہم پر اسکا کیا حق اس مضمون کا ایک شعر بھی تصنیف کرکے جس سے خاندان مصطفوی کی طرف سے تمنائے التجا اور ابوبکر سے بیزاری ظاہر ہوتی تھی زیاد کے پاس بھیجدیا زیاد اس شعر کو پڑھتے ہی کانپ اٹھا اور اپنے دوستوں کو ساتھ لیکر جا

مدینہ روانہ ہو گیا دو منزل طے کر کے ایک شعر تاکیداً و تنبیہاً اشعث کے پاس بھیجا اشعث بن قیس اور اسکے تمام قبیلہ پر پورا اثر پڑا اشعث نے کہا اگر سبھی امر پر رائے مستقل ہو گئی ہے تو لازم ہے کہ ہم ہر طرف سے پختہ بندوبست کریں اور بہ احتیاط تمام اپنے ملک کو دشمنوں سے بچائیں مجھے یقین ہے کہ اہل عرب ابوبکر کے خاندان یعنی تیم بن مرہ کی اطاعت اختیار نہ کریں گے اور بطحا کے سرداروں یعنی بنی ہاشم کا ساتھ نہ چھوڑیں گے کیونکہ یہی لوگ معدن رسالت اور لائق امامت ہیں اور اگر بنی ہاشم کے علاوہ کسی اور شخص کے لئے خلافت جائز ہے تو ہم سے زیادہ اور کوئی اس کا مستحق نہیں ہے ہمارے باپ دادا اس زمین کے بادشاہ ہو گذرے ہیں اسوقت دنیا میں نہ قریشی تھے نہ بطحا والے پھر اسی مضمون کا ایک شعر کہہ کر مخالفت پر مستقل مزاج ہو بیٹھے زیاد بن لبید قبائل کندہ میں سے بنی زہد کے پاس گیا اور بنی کندہ کی شکایت کر کے ان کو ابوبکر کی اطاعت کی ترغیب دی انھوں نے بھی جواب دیا کہ ہم سے ایسے شخص کی اطاعت کیوں چاہتا ہے جس کی اطاعت کے لئے رسول صلعم نے کسی فرد بشر کو حکم نہیں دیا نہ اس کے لئے کوئی ایسی مثال قائم کی ہے زیاد نے کہا یہ سب سچ ہے مگر تمام مسلمانوں نے متفق ہو کر اسے خلیفہ بنا لیا ہے انھوں نے جواب دیا کہ اجتہاد ہی کو اختیار کیا تھا تو رسول پاک کے اہلبیت کو کس لئے چھوڑ دیا یہ حق انہیں کے لئے سزاوار تھا جیسا کہ خداوند تعالے نے فرمایا ہے اولوا الارحام بعضہم اولی ببعض فی کتٰب اللہ یعنی زیاد سے کہا کہ مہاجرین اور انصار اسلام کے حق میں ہم تم سے زیادہ سمجھ رکھتے ہیں اسنے کہا خدا کی قسم انھوں نے حسد کیا اور حقدار سے حق چھین لیا ہمکو پورا یقین ہے کہ جبتک رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اہل بیت میں سے ایک شخص کو امت کا پیشرو قرار نہیں دے لیا اسوقت تک دنیا سے رحلت نہیں فرمائی ہے اے زیاد تو ہمارے قبیلہ سے دور ہو تیری التجا بیشک نہیں اور ہم تیری باتوں کو ہرگز نہ مانیں گے پھر ایک شخص عدی بن عوف نامی نے اٹھ کر کہا اے بھائی نیند و غفلت کی نیندیں چھوڑ دو اور ان باتوں کا خیال جانے دو جنکو بعض آدمی اس لئے بیان کرتے ہیں کہ تمکو ایمانی طریقے سے پھیر دیں اور دوزخ میں پہنچا دیں خدا اور اس کے رسول کی طرف متوجہ رہو اور زیاد بن لبید کی بات کو مانو جس بات کو مہاجرین اور انصار نے اختیار کر لیا ہے اسکو تم بھی اختیار کرو کیونکہ وہ لوگ مسلمانوں کی بھلائی برائی کو ہم تم سے بہت اچھی طرح جانتے اور سمجھتے ہیں اس معاملہ میں وہ ہم سب سے زیادہ باخبر اور رازداں ہیں عدی کہنے کو تو یہ باتیں کہہ گذرا لیکن اسکے عزیز باتیں سنتے ہی غیظ و غضب سے بھڑک اٹھے عدی کو گالیاں دینے لگے اور زیاد سمیت قتل کر دینے کا ارادہ کیا زیاد یہ رنگ دیکھتے ہی بھاگ نکلا اور ایک اور قبیلہ سے پناہ گیر ہوا لیکن جہاں جاتا تھا اسی طرح لوگ انکار کر دیتے تھے آخر مجبور و لاچار ہو کر صدیق اکبر کے پاس گیا اور تمام حال بیان کیا صدیق اکبر کو سنتے ہی اضطراب پیدا ہوا اور اس واقعہ کے تدارک کے لئے متفکر ہوئے کہ اس مہم پر کس شخص کو مقرر کریں کہ فساد دور ہو خاطر مبارک میں آیا کہ خالد بن ولید اگرچہ اس کام کے لئے لائق ہے مگر وہ سرزمین یمامہ کو گیا ہوا ہے اور زیاد بن لبید کا ان لوگوں کے معاملہ میں علم اور تجربہ بڑھا ہوا ہے اس لئے اسی کو بھیجنا چاہیے مہاجر و انصار میں سے چار ہزار سوار نامزد کر کے زیاد کو حکم دیا کہ باشندگان حضرموت اور اہل کندہ کی سرکشی مٹانے کے لئے جائے زیاد صدیق کا حکم سنتے ہی مع لشکر چل پڑا لوگوں میں یہ خبر پھیل گئی کہ اسلامی فوجیں نزدیک آپہنچی ہیں اور نواحیں ٹھیر کر مخالفوں کو تہ تیغ کر ڈالا ہے اور ان کا تمام مال و اسباب لوٹ لیا ہے سکال اور رجوں کے قبیلے ان باتوں کے سنتے ہی کانپ اٹھے اور جان بچانے سے مایوس ہو کر رات کے وقت زیاد کے پاس آئے اور مل بیٹھے زیاد نے ان کو امان دی اور مسلمانوں کی امداد کے لئے کہا پھر قبیلہ بنی منہد کے پاس آیا انکی سرو نیر قضا کھیل رہی تھی کافر مردوں کو قتل کر ڈالا عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا غرضکہ جس قبیلہ پر پہنچا دشمنوں کو قتل کر ڈالتا اور اطاعت قبول کرنے والوں کو امان دیتا یہاں تک کہ قبیلہ بنی حجر کی باری آئی جو حضرموت کے جلیل القدر لوگ تھے زیاد نے اُنپر رات کیوقت چھاپہ مارا کچھ دیر تو یہ لوگ لڑتے رہے آخر کار بھاگ نکلے اسلامی فوج نکو لوٹ میں بہت سا مال ہاتھ آیا اور انکے تمام اہل و عیال پکڑ لئے گئے پھر بنی حمیر کی طرف رخ کیا یہ لوگ بھی بڑے بہادر اور دلیر مشہور تھے زیاد کے آنے کی خبر سنتے ہی اسلحہ اٹھا لئے اور بڑے جوش و خروش سے شیروں کی طرح غراتے ہوئے حملہ کیا لمحہ بھر میں بیس مسلمانوں کو شہید کیا اور ان کے بھی بہت سے مارے گئے انجام یہ ہوا کہ زیادہ مقابلہ کی تاب نہ لا کر بھاگ نکلے تمام مال و اسباب اور زن و فرزند کو چھوڑ گئے لشکر اسلام نے تمام لوٹ

کو جمع کیا اور اس فتح سے بہت ہی شاد ہوئے شکر الٰہی بجا لائے جب اشعث بن قیس نے سُنا کہ زیاد نے ان قبیلوں کا ایسا حال کیا ہے مُنہ میں جھاگ بھر لایا اور کہا کہ اے میرے چچا کی اولاد جنگ کے لیے مستعد ہو جاؤ اپنے عزیزوں میں بنی مُرّہ وجبلہ کو جمع کیا ایکہزار آدمی اس کے جھنڈے کے نیچے آئے اور زیاد کے ساتھ چار ہزار مہاجرین و انصار موجود تھے اور پانچسو سکال اور حجوں والے علاقہ حضرموت کے نامور شہر بریم کے دروازے پر جنگ ہوئی پھر پہر بھر مقابلہ ہوا تھا کہ اسلامی فوجیں بھاگ نکلیں تین سو نو آدمی شہید ہوئے اور باقی بچ نکلے اور بریم کے قلعے میں جا چھپے اشعث نے تمام مال غنیمت اور قیدیوں پر قبضہ کر لیا اور جس قدر سامان دوسرے قبیلوں کا لوٹا برآمد ہوا سب اُن کے مالکوں کے حوالہ کر دیا باقی کو اپنے لشکر اور قبیلوں میں تقسیم کر دیا زیاد نے قلعہ بریم میں محصور ہونے کے بعد کسی بہانے سے مہاجر بن ابی امیہ کو خط لکھکر روانہ کیا اور تمام کیفیت سے اطلاع دی مہاجر لشکر لے کر زیاد کی مدد کے واسطے جانب قلعہ بریم روانہ ہوا اشعث کو بھی خبر لگگئی وہ قلعہ کے دروازے سے دو فرسنگ پرے چلا گیا اور جب مہاجر زیاد سے آملا تو پھر قلعہ کے دروازے پر آموجود ہوا اور بنی کندہ کے پاس قاصد بھیجکر مدد طلب کی بنی ارقم و بنی حجر و بنی حمر و بنی مہد کے لوگ آئے اور اشعث کے عزیزوں اور دوستوں کا لشکر کثیر فراہم ہو گیا اب تو زیاد اور مہاجر کی جان پر آبنی اور سخت مصیبت واقع ہوئی زیاد نے بذریعہ خط صدیق کو تمام حال سے مطلع کیا صدیق کو سخت اندیشہ ہوا اشعث بن قیس اور قبائل کندہ کے مشہور سرداروں کے نام نہایت ہی مہربانی اور نرمی کا خط روانہ کیا اس میں کچھ ڈرایا دھمکایا کچھ انعام و اکرام کی امیدیں دلائیں اور خاتمہ پر لکھا کہ میں تمکو نصیحت کرتا ہوں کہ دین اسلام پر ثابت قدم رہو اور دشمن دین شیطان کی باتوں سے علیحدگی اختیار کرو اور اگر یہ خلل اور خرابی جو تمہارے اعتقادوں میں واقع ہوئی ہے زیاد بن لبید کی حرکات سے ہو تو میں اُسکو تمہاری سرداری سے معزول کردونگا اور تمہارے پاس کسی ایسے شخص کو بھیجونگا جو تمہارے ساتھ نیکی سے زندگی بسر کرے اور میں نے اس قاصد کو بھی فہمایش کر دی ہے کہ تم لوگ فرمانبرداری اختیار کرو اور راہ راست پر آجاؤ تو وہ زیاد کو ہمارے پاس پھیر لائے تم توبہ اور استغفار کرو اور گذشتہ فعلوں سے باز آجاؤ انہ ھو التواب الرحیم یعنی اللہ توبہ کو قبول کرنے والا اور رحیم ہے قاصد نے یہ خط اشعث کو دیا تو پڑھکر بہت ہی برہم ہوا خوب پیچ وتاب کھایا اور صدیق کے فرمانکو نہ مانا۔ قاصد نے بھی اشعث اور اُسکے دوستوں کو سمجھانیکی طرق سے چند نصیحت آمیز کلمے کہے اشعث کے ایک عزیز نے اُٹھتے ہی تلوار کا ایک ہاتھ قاصد کے سر پر مارا ادھر قاصد زخمی ہوا ادھر تمام مجلس میں شور پڑگیا اور اشعث نے اس شخص کی تعریف کرتے ہوئے کہا خدا تجھکو بخشے ان نا انصافوں کا جواب اس سے بہتر نہیں ہوسکتا ابو قرۃ بنی حجر نے کہا اے اشعث تجھے شرم نہیں آتی کہ پیغام کا جواب اسطرح دیا جائے خدا کی قسم تجھسے زیادہ بیعقل کوئی اور دنیا بھر میں نہیں ہوگا اور ایسی بے انصافی دیکھکر ہم میں سے کوئی بھی تیرا ساتھ نہ دیگا اگر ہم تیرے ساتھ رہینگے نامرد ہیں یہ کہکر اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے چچا کی اولاد اور دوستوں وغیرہ سے بولا کہ اس بیوفا شخص سے الگ ہو جاؤ اور اسکی محبت کو چھوڑ دو نہیں تو عذاب کے امیدوار رہو اتنا کہکر اپنا راستہ لیا بنی حمر میں سے ابو الشمر نے بھی اس قسم کی گفتگو کی اور اشعث کو چھوڑ گیا اور اسیطرح اور لوگ بھی گروہ گروہ اسکے پاس سے چلے گئے اور اشعث صرف دوہزار سواروں کے ساتھ جو اسکے بھائی مند تھے رہگیا سکالک اور حجوں کے پانچہزار جوان زیاد بن لبید اور مہاجر بن ابی امیہ سے جا ملے وریگارتان پر جنگ ہوئی طرفین سے بیشمار آدمی ہلاک ہوئے اور مہاجر بن ابی امیہ اشعث کی تلوار سر پر کھاکر زخمی ہوا اپھر بھی اسلامی لشکر نے شکست کھائی اور بھاگ کر قلعہ بریم میں پناہ لی اشعث دروازے پر آپڑا اور ہر طرف سے مضبوطی کرکے مسلمانوں کو سخت تنگ کیا زیاد نے جس طرح بن پڑا صدیق اکبر کو صورت حال سے آگاہ کیا صدیق نے خط پڑھکر مہاجرین و انصار کے سرداروں کو طلب کیا اور زیاد و مہاجر کا سارا حال کہہ سنایا ابو ایوب انصاری نے کہا اے خلیفہ رسول بنی کندہ کی جماعت بہت بڑی زور آور اور اُنکی فوجیں بڑی مضبوط ہیں مجتمع ہونے پر اُنکی تعداد شمار سے باہر ہوسکتی ہے مناسب ہے کہ غصہ کو ضبط کرکے اس سال کے محصولات سے چشم پوشی کی جائے بعدہ وہ خود شرمندہ ہوکر مطیع ہو جائیں گے اور بیت المال کے حقوق ادا کریں گے وہ جہان کے بادشاہ ہوئے ہیں اور دنیا کے سرداروں میں سے ہیں ان جیسا کوئی سپاہی ہے ان سے مقابلہ نہ کرنا ہی بہتر ہے صدیق نے ہنسکر کہا اے ابو ایوب میں عہد کر لیا ہے کہ بیت المال کے حقوق میں سے کسی پر بکری کا چھ ماہ کا

کب باقی چھوڑوں گا اور اگر کوئی اس سے بھی انکار کرے گا تو حتی الامکان اُس سے لڑوں گا پھر سب کو رخصت کرکے اپنے گھر چلے آئے اور فاروق رضی کو بلایا اور سب حال سنا کر کہا میری یہ رائے ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کو اشعث کے مقابلہ کے لیے روانہ کروں کیونکہ وہ عقل اور سمجھ اور فضیلت اور شجاعت اور علم اور رفتار و گفتار اور ہدایت کرنے میں سب سے ممتاز ہے یہ کھٹ انہی سے کھلے گی اور انہی کے ہاتھ سے کام انجام پائے گا فاروق نے کہا آپ کا فرمانا درست ہے علی ان صفات سے آراستہ ہے لیکن میں ایک بات سے ڈرتا ہوں اور اسکا کچھ علاج نہیں جانتا اور وہ یہ ہے کہ میں جانتا ہوں علی اس امر میں پوری احتیاط کو کام میں لائے گا اگر خدا نخواستہ اُسنے اُن لوگوں کے مقابلہ پر جانا گوارا نہ کیا اور کفر و اسلام میں کسی قدر تامل واقع ہوا تو پھر کوئی ایک آدمی بھی اس فرقہ سے جنگ کرنے کو اچھا نہ سمجھے گا بہتر یہی ہے کہ علی تیرے ساتھ مدینہ ہی میں رہے اور تو انکی صحبت اور مشورہ سے فائدہ حاصل کرتا رہے اور عکرمہ بن ابی جہل کو اشعث سے لڑنے کے لئے بھیجے کیونکہ وہ بھی بڑا بہادر اور نامور شخص ہے صدیق نے فاروق کی رائے کو پسند کیا اور خط لکھ کر بن ابی جہل کو مطلع کیا کہ آگاہ ہو قبیلہ بنی کندہ نے علانیہ گنہگاری کا راستہ اختیار کیا ہے اور زیاد بن لبید اور مہاجر بن ابی امیہ کا قافیہ تنگ کر رکھا ہے اس خط کے پڑھتے ہی لشکر سمیت جانب قلعہ بریم علاقہ حضرموت روانہ ہو اور اُن بدمعاش گنہگاروں کو سزا دے اور اثنائے راہ میں اہل مکہ اور دوسرے عربی قبیلوں میں سے جو کوئی تیرا ساتھ دے اسے اپنے ہمراہ لے جا خط کے دیکھتے ہی عکرمہ نے ملازموں اور خادموں وغیرہ کو طلب کیا کل کیفیت سنا دی سب نے اس امر کو قبول کیا تقریباً دو ہزار سواروں کی جمعیت سے چل نکلا علاقہ صنعا میں پہنچکر لوگوں کو بنی کندہ کے جنگ پر آمادہ کیا وہ بھی اس درخواست کو منظور کرکے عکرمہ کے ساتھ ہوئے جب مارب میں پہنچے اور قیام کیا تو اہل دبا کو اطلاع ہوئی کہ عکرمہ بنی کندہ سے لڑنے جاتا ہے بہت ہی برافروختہ ہوئے اور کہا کہ ہم عکرمہ کی ایسی گوشمالی کریں گے کہ وہ بنی کندہ سے لڑنا بھول جائے گا اس ارادہ پر مستقل ہو صدیق کے عامل کو اپنے علاقہ سے نکالدیا اور خود سر بن بیٹھے حذیفہ بن عمر نے جو دبا کا حاکم تھا صدیق کو اہل دبا کی بغاوت سے مطلع کیا صدیق اس اطلاع پانے سے سخت متردد ہوا اور عکرمہ کو لکھا کہ دبا والوں نے شرارت اور سرکشی کی ہے پہلے انہی کو واجبی سزا دے اور فراستی تک جب فتح پائے اور تمام کام حسب مراد ٹھیک ہو جائے تو باشندگان دبا کو قید کرکے میرے پاس بھیجدے پھر زیاد بن لبید کے پاس جانا اور اُسکے ساتھ ہو کر مخالفوں کی سرکوبی کرنا اور کوشش بلیغ سے کام لینا شاید اللہ حضرموت کے علاقہ کو تمہارے ہاتھ سے فتح کرا دے اور یہ فساد مٹ جائے عکرمہ نے صدیق کا خط پڑھتے ہی اہل دبا کی طرف رخ کیا اور دوسری طرف سے لقیط بن مالک نے فوج جمع کرکے عکرمہ کی سمت کو کوچ کیا دونوں فوجوں میں سخت جنگ ہوئی لقیط نے شکست کھائی اور عکرمہ نے تعاقب کرکے بہتوں کو قتل کیا اور بھگوڑوں نے اپنے قلعہ میں پناہ لیکر دروازہ بند کر لیا۔ عکرمہ نے زور آور حملہ سے قلعہ فتح کرکے اکثر سرداروں کو قتل کیا اور بعض کو قیدی بنایا تمام عورتیں اور بچے پکڑ لئے مال غنیمت کے تین سو اونٹ لادکر صدیق کے پاس مدینہ کو روانہ کئے صدیق اس فتح سے بہت خوش ہوا اور چاہا کہ قیدیوں کو سزا دے فاروق نے سفارش کی اور کہا کہ وہ کلمہ گو ہیں اور نماز ادا کرتے ہیں اگر اُن کے قتل میں توقف کرے تو مصلحت سے بعید نہ ہوگا اسلئے حکم دیا کہ انکو قید میں رکھیں یہ لوگ صدیق کی خلافت کے زمانہ میں قید رہے اور فاروق کے عہد میں آزاد کئے گئے کچھ تو اپنے وطن کو چلے گئے اور کچھ بصرے میں رہنے لگے الغرض عکرمہ اہل دبا سے فارغ ہو کر حضرموت کے شہروں کی طرف چلا اشعث کو بھی خبر لگی اُسکے قبضہ میں نجیر نام قلعہ تھا خوب مضبوط کرکے اپنے اہل و عیال اور نوکر چاکروں کو مال و دولت سمیت اس میں لے گیا اور لڑائی کے ارادہ سے مستعد ہو بیٹھا زیاد نے عکرمہ کے آنے کی خبر سنکر اپنی فوج میں منادی کر دی کہ ان دشمنوں سے جنہوں نے کفر کا طریق اختیار کر لیا ہے اگرچہ مقابلہ کرنا ناممکن ہے لیکن میں نے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ ان سے جنگ کروں اور عکرمہ کے پہنچنے سے پہلے جو ہماری امداد کے واسطے بڑی بھاری فوج کے ساتھ آرہا ہے فتح حاصل کروں جس سے ہمارا اور تمہارا نام دنیا بھر میں نیکی اور دلیری کے ساتھ مشہور ہو جائے اشعث نے بھی اس معاملہ کو سنکر اپنی فوج سے اسی قسم کی گفتگو کی اور کہا کہ دشمنوں کی کثرت سے نہ ڈرو تلواریں کھینچ لو اور جہانتک ہوسکے خوب کوشش کرو کہ دنیا میں شہرت ہو جائے اسکے ساتھیوں نے بطیب خاطر اسکی بات کو سنا اور اسکا ساتھ دینا اور لڑنے پر آمادہ ہو گئے زیاد نے صبح کے وقت فوج کو ترتیب دیکر دائیں بائیں اور سامنے کی دستوں کو قائم کیا اور خود میدان میں نکلکر جنگ کی خواہش ظاہر کی اشعث نے بھی میمنہ اور میسرہ اور جناح کی فوجوں کو قائم کرکے آ

قلب لشکر میں جا گزین ہوا پھر تو دونوں فوجیں غتبڑ ہو گئیں خوب ہی جنگ ہوئی طرفین سے بیشمار آدمی مارے گئے زیاد بن لبید کا بازو اشعث کی تلوار سے زخمی ہوا آخر اسکا لشکر بھاگ نکلا اور اپنی جگہ دشمنوں کے قبضے کے لئے چھوڑ کر خود قلعہ بریم میں جا چھپے دوسرے دن عکرمہ فوج کو درست کر کے آگے بڑھا زیاد بن لبید اور مہاجر بن ابی امیہ سے آملا مسلمانوں کو اُنکے آنے سے بہت ہی خوشی حاصل ہوئی مخالفوں پر دہشت طاری ہوئی اشعث اپنی فوج کا دل بڑھاتا تھا کہ دشمنوں کی کثرت سے نہ ڈرو اور ان لوگوں کو پژمردہ ہونے دو شیر کو بکریوں کی کثرت کا ڈر کیا اور چیتے کو گیدڑوں کے ہجوم کا خطر کیا۔ عکرمہ نے بھی اپنی فوج کو مردانہ حملہ کرنے کی ہدایت کی اور کہا کہ انکی صفوں کو سامنے سے ہٹا دو عکرمہ کی فوجوں نے یکلخت گھوڑے اشعث کے جھنڈے تک جا پہنچے اور شیر مردنے دشمنوں کو شل کر دیا نصور کے سامنے سے ہٹا دیا اشعث نے اپنی فوج کے ساتھ مضبوطی سے قدم جمائے رکھے اور اس حملہ میں اپنی جگہ پر قبضہ ہونے دیا اس قدر گرد و غبار بلند ہوا کہ گویا قیامت آگئی بیشمار آدمی قتل اور زخمی ہو گئے ظہر کے وقت سے نماز عصر کے وقت تک لڑائی ہوتی رہی جب شاہ مشرق سورج کی سواری افق مغرب میں پہنچی عکرمہ اور زیاد نے اپنی فوجوں کو سنایا کہ اے دوستو دشمن شکستہ دل ہو گیا ہے اور اُن کے بہت سے آدمی زخمی ہو چکے ہیں مل کر ایک حملہ کرو اور تلواروں سے کام لو ممکن ہے کہ فتحیاب ہو جاؤ پھر تو عکرمہ اور زیاد نے ایک ساتھ حملہ کر کے ان فاجروں کا کام تمام کر دیا اور ان کا پیچھا کر کے قلعہ کے اندر داخل کر دیا خود قلعہ کے گرد آپڑے اور لشکر گاہ قائم کیا ہر طرف سے راستے بند کر دیئے اور خوب مضبوطی کر لی جب محصورین تنگ ہوئے تو اشعث نے کہا اے چچا کی اولاد اور خوشی اور غمی کے ساتھیو اس مہم دشوار کی اب کیا تدبیر کی جائے اور اس مشکل کے حل کرنے کے لئے تمہاری کیا رائے ہے سبنے ایک زبان ہو کر کہا ہم خوشدل دشمن کے زندہ رہنے کے سبب عزت و آبرو کے ساتھ مرجانا دل سے قبول ہے تو مطمئن رہ کہ جب تک ہمارے تن میں رمق جان باقی ہے تجھے تنہا نہ چھوڑیں گے اور جن دوستوں اور عزیزوں نے بسبب رنجش سابقہ اسکا ساتھ چھوڑ دیا تھا اب اُسے مبتلائے مصیبت دیکھ کر حمایت کے لئے دوڑے آئے اور مدد کی اور کہا دل کو مضبوط رکھ اور قلعہ دشمن کے حوالہ نہ کر اشعث اُن کے آنے سے بہت خوش ہوا اور لڑنے کا مصمم ارادہ کر لیا دوسرے دن فوج کو درست کر کے زیاد پر حملہ کیا ایسی سخت لڑائی ہوئی کہ پہلے کبھی ہوئی تھی بہت سے جوان مارے گئے بہت سے زخمی ہوئے عکرمہ کے سر پر تلوار لگی اور مسلمانوں کے دل چھوٹ گئے زیاد نے لشکر اور عکرمہ کا یہ حال دیکھ کر کہا اے مہاجرو انصار اور اے یاران وفادار ہمارے دشمن خستہ اور مغلوب ہو چلے ہیں صبر و استقلال ہی سے راحت ملتی ہے ذرا دل کڑا کر کے ایک دن مردانگی کی داد دو اور قدم مضبوطی سے جمائے رہو دشمنوں کو کھانے پینے تک کی مہلت نہ دو ممکن ہے کہ پردۂ غیب سے ہماری فتح ظاہر ہو اور یہ مشکل کام آسان ہو جائے ساتھیوں نے جواب دیا جس قدر ہم میں قوت ہے اور جب تک رمق جان بدن میں موجود ہے دشمنوں کے دفع کرنے میں سستی نہ کریں گے باقی امیدیں اللہ تعالےٰ کے فضل کے ساتھ ہیں یہ کہا اور اپنے قیامگاہ میں چلے آئے زیاد بن لبید اور تمام مسلمانوں نے دعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے اور خدا کے فضل پر بھروسہ کیا اللہ تعالےٰ نے اپنی عنایت سے مسلمانوں کا رعب مخالفوں کے دل میں ڈالدیا زیاد نے تمام راستے بند کر دیئے محصورین آب و دانہ کی قلت سے عاجز ہو گئے اشعث نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یہ لوگ لڑائی سے ذرا نہیں اکتاتے مناسب ہے کہ اُن سے صلح اور صفائی کر لیں اور امان طلب کریں جب دن ہوا اور اشعث اور اُسکے لوگوں پر سخت تنگی واقع ہوئی اور آدمی بھوک پیاس کے صدموں سے بے طاقت ہونے لگے تو ایک قاصد زیاد کے پاس بھیجا اور اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لئے امان چاہی زیاد نے منظور کیا اور امان نامہ لکھا گیا ـ بنی کندہ نے جانا کہ اپنے سب کے لئے امان طلب کی ہے کسی نے بھی کچھ نہ کہا اشعث قلعہ سے باہر نکل آیا زیاد نے پوچھا اے اشعث کیا تو نے اپنے چچا زادوں کے لئے امان نہیں چاہی ہے اور اسی اقرار پر میں نے عہد نامہ لکھا ہے اشعث نے کہا ہاں زیاد نے کہا خدا نے تیری عقل محو کر دی ہے کہ تو نے عہد نامے میں اپنا نام نہیں لکھا ہے اور اپنے لئے امان حاصل نہیں کی ہے خدا کی قسم میں تجھکو تیرے کئے کی سزا دونگا اور تیرے شر سے دنیا کو پاک کر دونگا اشعث نے کہا اے زیاد تو نے مجھے ایسا ناسمجھ سمجھا ہے کہ سب کے لئے تو امان لوں اور اپنے آپ کو ہلاک کر دوں اگر تو مجھے قتل کریگا تو تمام یمن کو اپنے اور اپنے آقا کے خلاف غضبناک بنائیگا اور تیرے مقابلہ کے لئے اسقدر سوار اور پیادے امنڈ کر آئیں گے کہ تو اپنے پچھلے دن بھول جائیگا زیاد نے اشعث اور اسکے دوستوں

کو خوب طرح سے قبضے میں کر لیا اور قلعہ کے اندر داخل ہوا ایک ایک جنگجو جوان کو سامنے بلاتا تھا اور جلاد کو حکم دیتا تھا کہ اس کا سر اڑا دے جب
کچھ آدمی قتل ہو چکے تو باقیوں کو امان دی ہیل بن اوس الانصاری کا بیان ہے کہ میں نے اسدن کشتوں کی طرف نظر کی تو انکو بنی قریظہ کے اس دن کے
کشتوں کی مانند پایا کہ جبکہ رسول مقبول اُن کو دوزخ میں داخل کر رہے تھے پھر زیاد نے بنی کندہ کے بقیۃ السیف شرفا کی گنتی کا حکم دیا ۸۰ آدمی تھے
سب قید کر کے اشعث سمیت صدیق کے پاس روانہ کیے گئے جب سامنے آئے تو صدیق نے کہا اے اپنی جان کے دشمن اشعث خدا کا شکر ہے کہ اسنے تجھ کو
مرے حوالے کر دیا اشعث بولا ہاں اے صدیق خدا نے تجکو ہمپر فتحیاب کیا کیونکہ میری قوم نے میرا ساتھ نہ دیا اور جو کچھ مجھے ظہور میں آیا وہ زیاد کا قصور
تھا وہ میرے ہم قوم لوگوں کو ظلم و ستم سے قتل اور بے عزت کرتا تھا مجھ سے بھی جو کچھ بن پڑا کئے گیا پھر قسم کھائی کہ میں دین اسلام پر ثابت قدم ہوں
نہ مذہب بدلا ہے نہ مال سے بخیلی کی ہے لیکن زیاد ہم پر ظلم کرتا تھا اور بے گناہوں کو مارتا تھا مجھ سے اس ذلت کی عار نہ اٹھائی گئی نہ اپنی قوم
کو مصیبت میں چھوڑ سکا اب تو جو کچھ گذرا گذر گیا خدا کی قسم اب میں باز آیا اپنی زندگی کو بادشاہوں کی جانوں کی عوض خریدتا ہوں یمن کے تمام قیدی
رہا کر دوں گا اور اسلام کی مدد ظہر من الشمس کر دوں گا صدیق نے اسکو اور اسکے چچازاد بھائیوں کو چھوڑ دیا اور سب کو خلعت عطا کئے اشعث کو اپنا
داماد بنایا یعنی ام فروہ سے اس کا نکاح پڑھ دیا اور بھی بیشمار احسان و اکرام کیے اشعث نے صدیق کے نزدیک بہت بڑی عزت اور آبرو پائی
ام فروہ سے اشعث کی چار اولادیں پیدا ہوئیں۔ محمد اسمعیل۔ اسحاق اور جعدہ محمد عمر و عثمان و علی کے ہواخواہوں میں گذرا ہے۔ جناب
امیر المومنین حسین ابن علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی شہادت کے وقت میدان کربلا میں حاضر تھا اسمٰعیل اور اسحاق عبد الملک بن مروان
کے عہد خلافت میں قتل کئے گئے اہل ردہ کا مجمل حال یہی ہے فتوحات ذیل کے بعد انشاء اللہ بیان کیا جائے گا۔

## صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد کی ان فتحمندیوں کا ذکر جو مسلمانونکو حاصل ہوئیں

مورخ لکھتے ہیں کہ جب صدیق مرتد لوگوں کی درستی اور اصلاح سے فارغ ہو چکے تو روم اور عجم کے قبضہ میں لانے اور ان اطراف ممالک میں
دین اسلام کو پھیلانے کا مصمم ارادہ کر لیا سب سے پہلے جس شخص نے عرب و عجم میں جنگ شروع کی اور مخاصمت پھیلائی وہ مثنیٰ بن حارث شیبانی
تھا اس واقعہ کی بنا یہ ہے کہ قبائل ربیعہ بوجہ قحط سالی تہامہ اور حجاز سے نقل مکان کر کے عراق میں داخل ہوئے جزیرہ اور یمامہ کی سرزمین میں
قیام کیا نوشیرواں نے بلا کر دریافت کیا کہ تم یہاں کیوں آئے انھوں نے کہا کہ ہمارے شہروں اور میدانوں میں قحط سالی واقع ہوئی ہم مجبور ہوئے
کہ حضور عالیجاہ کی دولت و حشمت کے زیر سایہ پناہ لیں اگر اجازت ہو تو ہم یہاں ٹھیر جائیں ورنہ اور کسی طرف کو نکل جائینگے کسریٰ نے اس شرط پر
ٹھیرنے کی اجازت دی کہ وہ فساد اور شورش برپا نہ کریں اور نیک طریقہ سے بسر اوقات کریں انھوں نے بھی اس امر کو قبول کر لیا اور عرصہ دراز
تک وہاں ہو نہایت نیک چلنی سے بسر کی اور ایرانیوں نے بھی اُن سے کچھ مخالفت نہ کی نہ انھوں نے ہی اُن کی کسی چیز سے کچھ واسطہ رکھا آخر کار اُنپر
ایرانی فوج کی بُری نگاہیں پڑنے لگیں اور طمع دامنگیر ہوئی پھر تو انھوں نے بھی ہاتھ پاؤں نکالے اور مخالفت اختیار کی اس خاندان کا ایک
سردار مثنیٰ بن حارث شیبانی نام تھا لوٹ مار کرنے لگا کوفہ اور اُس کے نواح میں ڈاکے ڈالتا زمینداروں کو لوٹتا اور دین اسلام کے قبول کرنے
کی درخواست کرتا لوگوں نے صدیق رضی اللہ عنہ سے بھی اس کا حال بیان کیا اور ایرانیوں کے ساتھ اُس کے فتنہ و فساد کا سب حال
کہہ سنایا صدیق رضی اللہ عنہ نے پوچھا جس شخص کا ایسا حال سُنا جاتا ہے وہ کون ہے لوگوں نے جواب دیا اے خلیفہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
حسب اور نسب کے لحاظ سے یہ شخص بڑا معزز و دانشمند صاحب دولت و حشمت اور با شوکت ہے مثنیٰ بن حارث شیبانی نام ہے صدیق نے اُس کے
لیے خلعت اور جھنڈا تجویز کیا اور ایرانیوں سے جنگ کرنیکی ترغیب دی اور بڑی دلجوئی کی مثنیٰ بھی زیادہ شیر دل بنگیا کوفہ اور اُسکی نواح پر حملہ
آور ہوا اور لوٹ سے ایک چوپایہ باقی نہ چھوڑا ایک برس تک ایسا ہی کرتا رہا پھر اپنے چچازاد بھائی سوید ابن قطبہ کو بلا لیا اور فوج دیکر بصرہ کی

طرف بھیجا کہ پارسیوں پر حملہ کرے اور خود کوفہ کی طرف رجوع رہا اور سویدا کو بصرے کی دھن لگ گئی مثنی کے ہمراہ اسکے چچا کی اولاد بھی اور سوید کے ساتھ خاص و عام لوگوں کی جمعیت آخر کار ان کی دست درازیوں کی فریاد ایران تک پہنچی کسریٰ نے اُن کے دفعیہ کا حکم دے دیا تمام اطراف کی فوج جب ان پر اُمنڈ پڑیں صدیق کو بھی اس حال کی اطلاع ملی سخت فکر مند ہوئے فاروق نے کہا اے خلیفہ رسول مجھے ایک بات سوجھی ہے اگر حکم ہو تو عرض کروں صدیق نے کہا ضرور بیان کرنا چاہئے فاروق نے کہا خالد بن ولید علاقہ یمامہ کو فتح کر چکا ہے اور اب اسی طرف مشغول ہے اور مہم سے فارغ ہو کر ان لوگوں سے رشتہ داری پیدا کر لی ہے اُسے حکم دے کہ عراق کیطرف متوجہ ہو اور مثنی کے ہمراہ ہو کر ایرانیوں سے جنگ کرے شاید اللہ تعالیٰ ایران کو بھی اُنکے ہاتھوں فتح کرا دے اور مسلمانوں کی آرزوئے دلی بر آئے صدیق نے کہا بہت اچھی رائے ہے فوراً خالد کو اس مضمون کا خط لکھا کہ حمد و ثنا باری تعالےٰ اور جناب رسالتمآب پر درود و سلام کے بعد خالد کو دعا اور سلام پہنچے اور تمام گروہ صحابہ اور مہاجرین و انصار اور اُن اشخاص کو جو اسکی خدمت میں موجود ہیں معلوم ہو کہ خدائے عزوجل نے اپنے کلام پاک میں کافروں کے ساتھ جہاد کرنے کو واجب ٹھیرایا ہے اور رسول صلعم نے بھی بہت ترغیب دلائی ہے اے بندگان خدا اس کے عہد پر ثابت قدم رہو اور فرمانبرداری میں کوشش کرو اور اپنا آپا نہ بچاؤ نہ سختیوں اور دقتوں سے کچھ اندیشہ کرو ذالکم خیر لکم ان کنتم تعلمون تمہارے حق میں ایسا کرنا بہتر ہے اگر تم سمجھتے ہو۔ اے خالد اس خط کو پڑھتے ہی عراق کی طرف جا اور مثنی بن حارث سے مل کر اس کا معین و مددگار بن اور تمام مسلمانوں کے لئے بھی حکم ہے کہ تیرے ہمرکاب جائیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے دونو جہان کی نیکیاں پائیں پھر ابو سعید خدری کو طلب کیا اور خط دیکر کہا خالد کے پاس لیجا اور جبتک وہ عراق کیطرف نہ چل کھڑا ہو تو اُس کے پاس نہ ٹلنا اُسے خلوت میں سمجھا دینا کہ مسلمانوں کی ایک جماعت ایرانیوں سے جنگ کر رہی ہے تو پہنچ کر اُن کو مدد دے اللہ تعالےٰ ایران کو تیرے ہاتھ سے فتح کرے گا اور اگر تجھ سے کوئی اور کام آپڑا تو واپس بلالوں گا تو جس جگہ ہو اپنے لشکر کا سردار ہے میرے سوا اور کوئی تیرا امیر نہیں ابو سعید خالد کے پاس گیا خط دیا خالد نے کہا ابو سعید یہ تجویز تو خلیفہ کی نہیں معلوم ہوتی محض عمر کی کارستانی ہے کیونکہ اس نے سن لیا ہے کہ میں نے ابو حنیفہ سے رشتہ داری جوڑ لی ہے اُسی وقت سے وہ پیچ و تاب میں ہے غرض خالد نے لشکر جمع کیا اور جہاد کی خوب طرح سے تیاری کی پھر سب کو صدیق کا حکم سنایا انھوں نے کہا ہم سب کو منظور ہے خالد دوسرے دن چل پڑا اور زبرقان بن بدر کو فوج کا ہراول بنایا صدیق نے مثنی بن حارث کو بھی خط لکھا کہ میں نے خالد بن ولید کو لکھ بھیجا ہے وہ بھی تیری امداد کو پہنچا چاہتا ہے اُسکا استقبال و احترام کیجیو کیونکہ یہ آیت تعریف اسکے حسب حال ہے اشداء علی الکفار رحماء بینہم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا یعنی جبتک خالد عراق میں رہے گا وہ امیر اور تو وزیر سمجھا جائے گا اور جب میں اُسے بلالوں گا تو اپنے علاقہ کا امیر ہو گا مثنی نے خط پڑھتے ہی اپنے ہمراہیوں کو بلایا اور کہا صدیق نے ہماری بڑی تعظیم و توقیر کی ہے اور خالد کے آنے کی خوشخبری دی ہے ہمکو انتظار کرنا چاہیے کہ خالد آپہنچے خالد بھی منزل و منزل چلا آرہا تھا جب بصرہ کی حد پر پہنچا سوید امع فوج نہایت خوشی سے استقبال کے لئے آیا خالد نے بھی اظہار مسرت کیا اور پوچھا کہ اس علاقہ میں کون قوم زیادہ ہے اور اسلحہ اور سامان حرب میں کون برتر ہے شجاعت میں کون مشہور ہے سویدا نے کہا اے امیر ابلہ قوم کے لوگ بہت اور بہادری میں مشہور اور سرکش ہیں خالد نے کہا پہلے اُن ہی کو ایسی سزا دینی چاہئے کہ عربوں کا خوف اور رعب اُن کے دلوں میں بیٹھ جائے اور پھر سرکشی نہ کریں سویدا نے کہا امیر کی رائے عین صواب ہے پھر خالد نے سویدا کو حکم دیا کہ تو فوج لے کر اُن کے مقابل ہو اور میں ان کی پس پشت سے حملہ کروں گا سویدا نے فوج کو متعین کیا ابلہ کی طرف روانہ ہوا وہ لوگ بھی اس سے لڑنے کے لئے نکلے جب دونو میں جنگ ہونے لگی خالد کمین گاہ سے نکل آیا مہاجر اور انصار کے لشکر نے باہم مل کر اہل ابلہ کو شکست دی ایرانیوں نے دشمن کی طرف پشت کی اور جانب حصار منہ اُٹھایا سامنے دریا تھا اور پس پشت تلوار چار ہزار جوان مارے گئے اور اسی قدر دریا میں ہلاک ہوئے باقی ماندہ حصار میں پناہ گیر ہوئے خالد آگے کی طرف روانہ ہوا منزل در منزل کوچ کر تا نباج کے علاقہ میں داخل ہوا بنی بکر کی جماعت کے پاس قیام کیا مثنی بن حارث بھی اپنے چچازاد بھائیوں اور فوج کو ساتھ لیکر خالد کے پاس آیا اور اُسکی آمد کا شکریہ ادا کیا خالد بھی ہم

ہزیمت اور دلجوئی کی پھر سوار ہو کر نواح کوفہ کی طرف فوج کشی کی عجمیوں کے دلوں پر اسقدر خوف چھا گیا تھا کہ خالد اور مثنی جس طرف جاتے تھے وہ راستہ چھوڑ دیتے تھے اور کسی اور موضع کی طرف بھاگ جاتے تھے۔ خالد نے کوفہ میں پہنچکر شہر کے باہر خیمہ نصب کیا اور چھاونی ڈالدی پھر عجمیوں کو لکھا مطیعان اہل ہدایت پر درود وثنا اور اس خدائے عز وجل کی حمد وشکر کے بعد جس نے تمہاری جمعیت کو ابتر اور تمہاری عزت کے پودے کو بے جڑ اور تمہارے ارادوں کو سست کر دیا ہے اور تمہاری گھڑی اختتام کو پہنچا دی ہے تم میں اختلاف ڈالدیا ہے اور تمہاری دلیری کو خوف اور گریہ وزاری سے بدل دیا معلوم ہو کہ جو شخص گمراہی کا رستہ چھوڑ کر ہمارے قبلہ کی طرف جھکیگا اور خدا اور اس کے رسول کا حکم مانے گا اور جس امر کی ہم گواہی دیتے ہیں اس کی گواہی دے گا اور ہماری دشمنی سے باز آئے گا وہ ہم میں سے ہے اور ہم اسکے ہیں اور جو شخص ہماری پناہ میں آئے گا اور جزیہ دینا قبول کرے گا وہ بے خوف رہیگا اور جو شخص مخالفت پر مستعد ہوگا اور میدان میں قدم نکالے گا وہ یاد رکھے کہ ہم بھی آیا ہی چاہتے ہیں ہم سب شمشیر زن ہیں تلوار اور موت سے اسی قدر مانوس ہیں جس قدر تم عیش اور زندگی سے اور ہم تنگی میں اسطرح بسر کرتے ہیں جس طرح تم فارغ البالی میں فقط والسلام جب یہ خط ایرانی حاکموں کے پاس پہنچا بہت ہی جوش وخروش میں آئے مگر جواب میں کچھ دم نہ مارا خالد دستہ دستہ فوج چار طرف کو بھیجا اور لوٹ مار کا حکم دیا یہاں تک کہ وہ علاقہ مویشیوں سے خالی کر دیا اور خالد کے پاس لائے پھر خالد نے وہاں حیرہ کی طرف لشکر کشی کی ان اطراف میں بڑے مضبوط قلعے دیکھے عمدہ سپاہی اور اسلحہ وافر پائے جب خالد اس علاقہ میں پہنچا وہ لوگ زیادتی کرنے لگے اور گالیاں دیتے تھے خالد نے چاہا کہ معرکہ آرا ہو ضرار بن الازور اسدی نے کہا اے امیر یہ لوگ بہت بے وقوف اور اپنے آپ دشمن ہیں اگر تمہاری رائے ہو تو ان میں سے کسی کو طلب کرو اور سمجھاؤ شاید بغیر بدلہ لئے کام بن جائے اور یہ مشکل حل ہو جائے پھر اسی تجویز کے مطابق ایک آدمی کو قلعہ کی طرف روانہ کیا اس نے کہا تم اپنی جماعت میں سے کسی ایسے شخص کو بھیجو جو عقل اور سمجھ میں مشہور ہو تا کہ ہماری باتیں سنے اور تم سے بیان کرے اور پھر ان کا جواب ہم تک پہنچا دے انھوں نے عبد المسیح بن بقیلۃ الغسانی کو منتخب کر کے بھیجا اور یہ بات قرار دی کہ اگر صلح ہو سکے تو تمام اسلامی فوج کو واپس ہٹا آئے یہ شخص عبد المسیح نام بڑے رعب وداب اور نورانی چہرہ کا بوڑھا تھا دو سو کئی سال کی عمر تھی خالد کے پاس پہنچکر اس نے شعر پڑھے جن میں آل غسان کی تعریف اور ان کے ملک کی خوبیاں کی کہ منذر اور آل نعمان کے بعد یہ ہیں اور کہا ان چراگاہوں میں کبھی شیروں نے بھی شکار نہیں کیا اور اس جگہ درندوں نے پرہیزگاری کا جام پیا ہے۔ بھیڑوں کے گلے حیرہ کی چراگاہوں میں چرتے تھے اور چڑیاں تخت خورنق کے سایہ میں اڑتی تھیں اب یوں ہی بے فائدہ خراب خستہ اور غیر آباد بیکار پڑے ہیں ہاں سچ ہے یہی ہے دنیائے دوں کا نام جہاں ہوا ہے۔ جب وہ بوڑھا اس خطبہ سے فارغ ہوا خالد نے پوچھا تو کون ہے اس نے کہا خدا کا بندہ پوچھا کہاں کا باشندہ ہے کہا دنیا کا جب اس نے یہ سن لیا تو اس سے دریافت کیا کہ کہاں سے آیا ہے کہا باپ کی پشت سے پوچھا کس مقام سے آیا ہے بولا ماں کے پیٹ سے کہا کس حال میں ہے کہا کپڑوں میں پھر پوچھا کس پر ہے کہا زمین پر خالد نے کہا مجھے تیری باتوں سے گمراہی کے سوا اور کسی بات کا پتہ نہیں ملتا۔ سچ بتا تجھ میں کچھ عقل ہے یا نہیں اور تو نے اونٹ کا گھنٹہ بھی باندھ دیا ہے یا نہیں اسنے آخری بات کو سمجھا اور کہا میں نے اونٹ کا گھنٹہ باندھ دیا ہے اور خوب مضبوط کر رکھا ہے خالد نے کہا میں تجھ سے آدمیوں کی باتیں کرتا ہوں بڈھے نے جواب دیا کہ میں بھی آدمیوں ہی کا جواب دیتا ہوں خالد نے پھر دریافت کیا تم کون لوگ ہو جواب دیا ہم آدم کی اولاد ہیں خالد نے پوچھا تم لڑنے کے لئے آئے ہو یا صلح کے لئے کہا صلح کے واسطے خالد نے کہا تم عرب ہو یا ایرانی بڈھے نے کہا ہم عربی تھے ایرانی بن گئے اور ایرانی تھے عربی ہو گئے خالد نے کہا اللہ اکبر میں اب تیری بات سمجھا اب بتا کہ یہ دیواریں کس کام کے لئے بنائی ہیں کہا بے وقوفوں کے لئے اس قدر آڑ رہے کہ عقل مند ہی ہماری بات سن سکیں اور ان کو جبر ظلم کرنے سے روکیں خالد نے کہا میں تیرے ہاتھ میں کوئی چیز دیکھتا ہوں وہ کیا ہے کہا زہر قاتل ہے خالد نے کہا یہ زہر مٹھی میں کیوں لے رکھا ہے کہا اس احتیاط کے لئے کہ اگر تمہاری طرف سے کوئی ایسی بات ظاہر ہو جو میری قوم کے لائق ہو تو خیر ورنہ یہ

زہر کھا کر مرجاؤں کیونکہ میری عمر انتہا کے درجے کو پہنچ چکی ہے اور آخری دن آپہنچا ہے خالد نے کہا یہ زہر مجھے دے کہ اسے دیکھوں اس بڈھے نے وہ زہر خالد کو دے دیا خالد نے اُسے ہتھیلی پر رکھا اور کہا بسم اللہ وباللہ رب الارض والسماء الذی لا یضر مع اسمہ شیئ فی الارض ولا فی السماء یعنی میں اللہ تعالےٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں اور زمین اور آسمانوں کے بنانے والے خدا کی قسم ہے کہ اس کے نام لینے کے سبب سے دنیا اور ما فیہا کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی پھر اس زہر کو منہ میں ڈالا اور نگل گیا اللہ تعالےٰ نے اسیوقت پسینے کی راہ سے اس کے ضرر کو خارج کر دیا خالد نے کہا اے بڈھے خدا سے ڈر اور محمدی دین کو اختیار کر دیں تمہاری جنگ کے لئے ایسے شخصوں کو لایا ہوں [illegible] کوئی چیز نہیں اور زندگی بے حقیقت شے ہے بڈھے نے کہا مجھے اس قدر اجازت دے کہ میں اپنی قوم کے پاس ہو آؤں اور حال سنا دوں خالد نے کہا جا بڈھے نے اپنی قوم کے پاس جا کر تمام حال سچ سچ کہہ سنایا اور کہا یہ لوگ وہ ہیں جنکو زہر کچھ اثر نہیں کرتا اور وہ موت سے ایسے خوش ہوتے ہیں جیسے ہم زندگی سے غرض عبد المسیح کے ایما کے مطابق وہ لوگ صلح کے لئے رضامند ہو گئے اور ایک لاکھ درم اور شیرویہ بن کسریٰ کی طیلسان یعنی چادر کے عوض صلح قرار پائی اس چادر کی قیمت بیس ہزار درم تھی عبد المسیح نے وہ نقد و جنس خالد کے حوالہ کر دی خالد نے سب کا سب صدیق کے پاس پہنچا دیا اور یہ پہلا ہی موقع تھا کہ ایران سے مدینہ رسولؐ کو روپیہ پہنچایا گیا پھر خالد بن ولید نے اس صلح پر عہد نامہ لکھ کر ان لوگوں کے حوالہ کر دیا اور مراجعت کی جریر بن عبد اللہ البجلی کو ایک ہزار آزمودہ کار جوانان مہاجر و انصار دے کر موضع بانقیا کی طرف بھیجا جہاں داویہ بن فرخان موجود تھا جب جریر کا لشکر دریا کے کنارے پر پہنچا اور چاہا کہ عبور کریں بانقیا کی طرف سے ایک قاصد آپہنچا اور ایک لاکھ درم دے کر جریر بن عبد اللہ سے صلح کر لی جریر نے عہد نامہ لکھ کر ان کے حوالہ کیا داویہ بھاگ کر یزدجرد کے پاس پہنچا تمام حال کہہ سنایا یزدجرد بہت غمگین ہوا اسی اثنا میں خالد نے اپنی جگہ سے کوچ کر کے موضع عین التمر کا محاصرہ کر لیا اور تمام باشندوں کو پکڑ کر مال مویشی سب کچھ لوٹ لیا اسی طرح عراق کے اور بھی کئی شہر اور قریبی علاقہ کے لئے اور جس جس موضع کو لیتا اس کے مال و غنیمت میں سے خمس یعنی پانچواں حصہ علیحدہ کرتا اور صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس روانہ کر دیتا باقی فوج میں بانٹ دیتا۔

## صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں شام و روم کی ولایتوں کا فتح ہونا

راویوں کا بیان ہے کہ جب شام کی طرف سے یہ خبریں پہنچیں کہ کافروں کے لشکروں نے روم اور شام پر تسلط کر کے فتنہ و فساد برپا کر رکھا ہے تو صدیق کا ارادہ ہوا کہ اُن کے مقابلے کے لئے اسلامی فوجیں روانہ کی جائیں اور وہ فساد کو دفع کریں مگر اس ارادہ کو دل میں پوشیدہ ہی رکھا اور ایک دن عشرہ مبشرہ اور مشہور و معروف صحابیوں رضوان اللہ علیہم کو جمع کر کے کہا اے رفیقو تم جانتے ہو کہ خلاق عالم کی نعمتیں ہم پر حاوی ہوئے ہیں شکر خدائے عز وجل کہ اُسنے ہم سب کے ظاہر و باطن کو باہمی الفت سے آراستہ کیا اور مخالفت اور دشمنی کو ہم سے نکال ڈالا ہمیں کلمہ گو بنایا ہمارے گروہ سے شیطان کو بھگا دیا نجاست اور شرک سے پاک کیا ہم خالص دوست بن گئے تم اسبات سے واقف ہی ہو کہ ہم سب عرب ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہیں میں نے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ عربی لشکروں کو شام کی طرف بھیجوں اور رومیوں سے جنگ کر کے ان اطراف کے ملعونوں کو ہلاک کروں تم میں جو شخص فتح پائیگا دولتمند اور مشہور ہو جائے گا اور جس کی موت آجائے گی وہ اپنا جھنڈا بہشت میں جا گاڑے گا اور اس فعل کا اجر جو خدا کی طرف سے ملیگا وہ بے شمار ہے اُسے کوئی شخص اندازہ نہیں کر سکتا اب میں نے اپنا ارادہ ظاہر کر دیا ہے اور تمہاری رائے کا منتظر ہوں امیر المومنین عمر و عثمان و طلحہ و زبیر و سعد و ابو عبیدہ میں سے ہر اک نے اپنا اپنا خیال ظاہر کیا پھر صدیق نے امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا اے ابو الحسن تمہاری کیا رائے ہے کچھ آپ بھی ارشاد فرمائیں علی رضی اللہ عنہ نے کہا اگر تو لشکر روانہ کرے گا تب بھی کامل فتح پائے گا اور اگر خود اس مہم پر روانہ ہوگا اور اللہ تعالےٰ جل شانہ کی مدد پر بھروسہ رکھے گا تب بھی کامیاب ہوگا اور سب کام درست ہو جائیں گے

صدیق نے کہا اے ابوالحسن خدا تمکو شاد رکھے تم یہ بات کس طرح کہتے ہو جواب دیا کہ میں نے کئی دفعہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ قیامت تک ہمیشہ دین اسلام تمام دینوں پر غالب رہے گا اے خلیفہ جلدی کر اور اس کام میں ثابت قدمی اختیار کر خدائے تعالے نے تجھ کو عرب کے مرتد لوگوں پر فتح دی اب روم وغیرہ کے کافروں پر بھی فتح نصیب کرے صدیق نے کہا اے ابوالحسن تم نے مجھے یہ بات سنا کر دل شاد کر دیا اللہ تعالے تم کو بہشت کے اعلیٰ مدارج عطا کرکے دل شاد فرمائے پھر دوستوں کی طرف منہ کرکے کہا کہ اے یارو یہ شخص علم پیغمبر صلعم کا وارث ہے جو شخص اس کے صدق کلام میں شبہ کرے گا بے شک وہ منافق ہے ان کی باتوں نے مجھے جنگ روم کا زیادہ ساعی ومشتاق بنا دیا اور مجھ کو بہت ہی بڑی خوشی حاصل ہوئی اب تم سب اس کام میں کوشش کرو پھر بلال سے کہا کہ صحابہ کو حاضر ہونے کے لئے کہو جب اہل مدینہ حاضر ہوئے صدیق نے اٹھ کر جنگ کا خطبہ پڑھا مضمون یہ تھا۔ خلاق عالم کے حمد وشکر اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام کے بعد تمام بھائیوں اور دوستوں کو معلوم ہو اللہ تعالے نے تم سب لوگوں کو بطور انعام ایمان کرامت فرمایا اور تم کو قرآن شریف نازل کرکے سب سے زیادہ عزیز بنایا اور تمہارے دین کو اور دینوں پر فضیلت بخشی لازم ہے کہ تم بھی اس نعمت وبخشش کی قدر کرو اور اس عطیہ کا شکریہ بجالاؤ اور جنگ روم کا ارادہ مصمم کرو میں کچھ شخصوں کو تم پر مقرر کردوں گا۔ تم ان کی فرمانبرداری کرنا اور نیک نیتی اور ثابت قدمی کے ساتھ جہاد کی طرف متوجہ ہونا عمر بن عاص کا بھائی خالد اٹھا اور کہا اے رسول صلعم کے خلیفہ ہم سب تیری رعیت ہیں اور تو ہمارا امیر ہے تیرا کام حکم دینا اور اسکو بجالانا ہمارا کام ہے جو کچھ تو حکم دے گا ہم اس کو بجا لائیں گے اور جس طرف بھیجے گا اودھر ہی جائیں گے صدیق نے کہا خدا تجھ پر رحمت نازل کرے اور نیک بدلا دے اب تو اپنی تیاری کرلے کہ میں تجھے اس لشکر کا سردار مقرر کروں گا۔ خالد نے قبول کیا اور کہا کہ اب میں نے اور میرے بھائی اور چچا کی اولاد نے اپنے آپ کو خدا کی راہ میں جہاد کے لئے وقف کردیا ہے اور جہاں تک ہوسکے گا کافروں کے لیے جنگ کرنے میں سعی بلیغ کیجائے گی کہ یا تو خداوند تعالی نے ہمارے قبضہ بنا دیا یا ہماری عمریں تمام ہوگئیں اور میں اس اقرار پر تجھکو اور تمام حاضرین کو اسقدر گواہ کرتا ہوں اور ان خدمت کے لئے لوگوں سے تعریف کا خواستگار وامیدوار نہیں ہوں پھر صدیق نے اس کی تعریف کی اور یہی خالد تھا جس نے بحکم جناب رسول صلعم ولایت یمن کا انتظام کیا تھا فاروق نے کہا اے خلیفہ رسول خالد بن سعید جسے تو نے اس لشکر کی سرداری عطا کی ہے اس کام کے لایق اور مناسب ہے اور تیرے پاس بہت سے ایسے لوگ ہیں جو اس سے محبت رکھتے ہیں یا اس وجہ کہ یہ بہت ہی بڑا کام ہے اگر ابو عبیدہ جو بڑا تجربہ کار سخت کوش موقع ومحل سے واقف زمانہ کی اونچ نیچ کو دیکھے ہوئے ہے اور معاذ بن جبل اور شرجیل بن حسنہ اور یزید بن ابی سفیان جیسے سربرآوردہ اور لایق لوگوں کو بھی خالد بن سعید کے ساتھ کردے اور یہ لوگ باہمی اتفاق سے کام کریں تو بہت مناسب ہو۔ صدیق نے اس بات کو بہت ہی پسند کیا پھر ان کو بلا کر کہا اے ابو عبیدہ اے معاذ اے شرجیل اے یزید تم دین رسول کے حامی ہو اور بے دین کافروں کے آئین کے مٹانے والے اس جنگ میں جو رونق دین کی باعث ہے میں تمکو ان لشکروں کا سردار بناتا ہوں خوب کوشش کرنا اور جاکر قدم رکھنا اگر دشمن تم سے لڑنا چاہے تو تم بھی متفق رہ کر جنگ کرنا عمر نے کہا اے خلیفہ رسول یہ لشکر بہت تھوڑا ہے بہتر ہے کہ ایک فرمان لکھ کر اہل یمن کو بھی جہاد کے لئے بلایا جائے خلیفہ نے اس مشورہ کو پسند کیا اور اہل یمن کو خط لکھ کر روم کے ساتھ جہاد کرنے کے واسطے بلایا خط پہنچتے ہی تمام اہل یمن راضی ہوگئے چار ہزار سوار مدینہ میں آپہنچے انکا سردار قیس بن البیرۃ المرادی تھا صدیق نے تعریف کی اور قیس مع اہل یمن ابو عبیدہ و خالد وشرجیل ویزید بن ابی سفیان اور لشکر مہاجر وانصار کے ساتھ ہولیا صدیق کچھ دور بطور مشایعت پاپیادہ ساتھ گئے یزید نے کہا اے خلیفہ ہم خدا کے غضب سے ڈرتے ہیں یا تو آپ بھی سوار ہوجائیں یا ہمکو اجازت دیں کہ ہم بھی گھوڑوں پر سے اتر پڑیں ابوبکر نے کہا میں یہ قدم خدا کی راہ میں رکھ رہا ہوں غرض اسی طرح ثنیۃ الوداع تک پاپیادہ گئے پھر کہا اے یزید لڑائیوں میں بہت کوشش کرنا اور گھبرانا نہیں مطلع رہو

کہ تم ایسے ملک میں جاتے ہو جہاں دشمن بھی بہت ہیں اور دولت بھی بہت ہے ہوشیار رہے کسی وقت بھی یاد خدا سے غافل نہ رہنا دل کو اُسکی درگاہ کی طرف رجوع رکھنا عورتوں اور بچوں کے قتل کا ارادہ نہ کرنا باغوں اور میوہ دار درختوں کو نہ کاٹنا بڈھوں اور بچوں کو ہلاک نہ کرنا اور کسی شخص کو فضول طور سے نہ مارنا بستیوں کو نہ اُجاڑنا اللہ تمہاری مدد کرے گا وہی سب پر غالب اور سب سے زیادہ طاقتور ہے پھر صدیق نے ہاتھ اُٹھائے اور قبلہ رو ہو کر دعا مانگی کہ اے خدا تو نے ہمکو پیدا کیا اور اپنا پیغام حضرت محمد صلعم کی زبانی ہم پر نازل کیا اور ہمکو دین کی لازمی تعلیم دی بہشت کا امیدوار کیا دوزخ سے ڈرایا گمراہی سے نکالا جبکہ ہم کافر تھے ہدایت کے ذریعہ ایمان بخشا ہم کم تھے تیرے فضل سے زیادہ ہو گئے پریشان تھے اور تیرے لطف سے متفق ہو گئے تو نے ہی ہمکو حکم دیا کہ دین کو نہ چھپاؤ اور کلمہ کے ظاہر کرنے میں ایسی کوشش کرو کہ مخالف بھی ایمان لائیں یا ذلت سے جزیہ دینا قبول کریں اب ہم تیرے راستے میں چلتے ہیں تیری رضامندی چاہتے ہیں اُن لوگوں سے لڑتے ہیں جو تجھے نہیں جانتے اور اُن آدمیوں سے دشمنی کرتے ہیں جو تیرا شریک اور ہمسر بتاتے ہیں اے خدا اپنے دوستوں کی مدد کر مشرکوں کی پیشانیوں کو ہلاکت کے داغوں سے داغدار کر امت محمدی کو ان پر دلیری بخش مجاہدین کے قدموں کو قایم رکھ دشمنوں کے پاؤں اُکھاڑ اُن کے دلوں میں خوف اور دہشت ڈال اُن کی امیدوں کو خاک میں ملا ان کے ملک مومنوں کو نصیب کر اس کے بعد ان سب کو رعیت کے ساتھ رعایت سے پیش آنے باہم لشکروں سے موافقت رکھنے اور ایک دوسرے سے اتحاد و محبت برتنے کی نصیحت کی اور سب کو خدا کے حوالہ کیا اسلامی فوجیں ایک دوسرے سے رخصت ہو بہ ارادہ جنگ روم شام کیطرف روانہ ہوئیں ہرقل بادشاہ روم کو بھی پرچا لگا اسوقت وہ فلسطین میں تھا یہ سنتے ہی کہ اہل عرب مع زن و بچہ آتے ہیں اور اپنے مذہبی طریق پر قسم کھا بیٹھے ہیں کہ جنگ و جدال میں یہانتک ثابت قدمی کرینگے کہ جب تک ایک بھی زندہ رہے گا پیچھے نہ ہٹیگا اور جب تک فلسطین کو فتح نہ کر لیں گے دل میں واپس جانے کا خیال تک نہ لائیں گے پھر ہرقل نے اپنی فوج کو طلب کیا اور عربوں کے آنے کا حال کہہ سنایا اور کہا کہ عربوں نے بہت ہی بڑی بات کا ارادہ کیا ہے اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمکو ہمارے پیغمبر نے خبر دی ہے کہ اس ملک کو فتح کر لیں گے اسی خوشخبری کے سبب چڑھ کر آئے ہیں وہ اپنے پیغمبر صلعم کے بیان میں کسی طرح کا شک و شبہ نہیں رکھتے اللہ تعالے نے تمہارے دین کو بہت اچھا بنایا ہے اور دینوں یہود و مجوس وغیرہ پر ترجیح دی اور بزرگی بخشی ہے کیونکہ وہ خدا کے سوا اور چیزوں کو پوجتے ہیں اور تم حضرت عیسیٰ روح اللہ کی نورانی کتاب کے مطابق ہمیشہ حق سبحانہ تعالیٰ کی عبادت کرتے اور اسکی قدرت و عظمت اور یکتائی کا اقرار رکھتے ہو اور تم حضرت عیسیٰ کو جو اللہ کی روح ہے اور جس کا علم خلق خدا کا رہنما ہے اور راستہ درست اور سیدھا ہے برابر مانتے ہو لازم ہے کہ مستعد اور آمادہ ہو جاؤ اپنے ہتھیاروں کو درست کر لو اور ہر طرح سے ہوشیار اور باخبر رہو اور اپنے زن و بچہ اور عزیزوں قریبوں ملک و مال کے لئے ہمت مردانہ کو کام میں لائیں اور ہماری طرف سے مطمئن اور قوی دل رہو ہم بے شمار بہادر سپاہیوں اور کارآزمودہ سواروں سے برابر مدد دیتے رہیں گے اور بڑے بڑے نامور اور جانباز بہادر اور جنگجو سرداروں اور امیروں کو سر لشکر مقرر کریں گے تمکو لازم ہے کہ اُن کے حکم سے سرتابی نہ کرو اور اُنکے خلاف نہ چلو پھر ہرقل نے شام کے شہروں کی طرف خط روانہ کئے دمشق حمص انطاکیہ حلب وغیرہ سے لشکر طلب کئے بے شمار جمعیت فراہم ہو گئی ابو عبیدہ اور اسلامی فوجیں وادی القریٰ میں داخل ہوئیں وہاں سے موضع قرعہ علاقہ ملک حجر میں جو حضرت صالح پیغمبر کا ملک ہے آئے پھر وہاں سے منزل در منزل سفر کرتے ہوئے شام کے ملک میں آ پہنچے ہرقل بادشاہ روم نے بھی بے شمار فوج انکی مخالف حرکت کی اور انطاکیہ میں فوجیں لا ڈالیں ابو عبیدہ کو بھی خبر ملی اور اُنہوں نے امیر المومنین ابو بکر صدیق کو خط لکھا کہ یہ خط عامر جراح خلیفہ رسول عبداللہ ابو بکر کے نام لکھا ہے اور خداوند سبحانہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد خلیفہ رسول خدا کو اطلاع دیتا ہے کہ ہرقل نے پہلے پہنچکر بے تعداد جمعیت شہر انطاکیہ میں قیام کیا ہے اس کے پاس ان غلاموں اور خواصوں اور شاہی ملازموں اور سواروں کے علاوہ جو خاص درگاہ شاہی کے ملازم ہیں اسی ہزار جوانوں سے بھی زیادہ لشکر ہے اطلاعاً لکھتا ہوں کہ خلیفہ رسول اس امر میں غور فرما کر حکم صادر کرے کہ ہمکو کیا کرنا چاہیے جس پر ہم عمل کرینگے فقط والسلام۔ امیر المومنین صدیق نے جواب میں لکھا خط پہنچا حال معلوم ہوا تو نے جو لکھا ہے کہ ہرقل فلسطین سے انطاکیہ میں آ گیا ہے اسکا

یہ فعل اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا لشکر شکست کھائے گا اور انطاکیہ تمہارے قبضہ میں آئیگا اگرچہ اسکے پاس بے شمار جمعیت فراہم ہو گئی ہے مگر یہ اس بات کی علامت ہے کہ وہ اپنے ملک سے نکالے جائیں گے خدا کا شکر ہے کہ تیرے ساتھ جو تھوڑے سے آدمی ہیں وہ ایسے ہیں کہ لڑائی کے وقت موت کو زندگی سے زیادہ اچھا سمجھتے ہیں اور خدا کے راستے میں کوشش کرنیکو اپنا شعار بنائے ہوئے ہیں مجھے امید ہے کہ تم کافروں سے جنگ کرکے ثواب عظیم پاؤگے دل کو مضبوط رکھو اور ان ہی لوگوں کو لیکر جنگ کرنے میں کمی سے نہ گھبرا ایک مسلمان سر دلڑائی کے وقت ہزار مشرکوں پر غالب ہے اس مقولہ کو سچا جان اور یقین کامل رکھ کہ اللہ تیرے ساتھ ہے وہ اپنا وعدہ پورا کرے گا علاوہ ازایں پے درپے فوجیں روانہ کی جائیں گی اور وہ ایک کے بعد ایک ایک کرکے تیرے پاس پہنچیں گی یہاں تک کہ تو اس مہم کو سر کرے گا اسی طرح کا ایک خط معاذ بن جبل و شرحبیل بن حسنہ اور یزید بن ابی سفیان اور ان امیروں کے نام جو اس لشکر میں سردار مقرر کئے گئے تھے روانہ کیا مضمون یہ تھا کہ ہم جب جناب رسول مقبول صلعم کی خدمت میں حاضر رہ کر دشمنوں کے مقابلہ پر صف بستہ ہوئے اور سچی نیت اور یقین کامل کے ساتھ جنگ کرتے تھے تو اللہ تعالےٰ ہماری مدد کے لئے فرشتوں کو بھیجتا تھا اور فتح دیتا تھا یہ دین وہی دین ہے جس پر آج اپنا عقیدہ رکھتے ہیں اور آج بھی ہمارا خدا وہی خدا ہے جو کل تھا اُسی خدا کی قسم جسکی طرف بندے رجوع کرتے ہیں کہ شرک کسی حالت میں بھی موحدوں کی برابری نہیں کر سکتے اور خدا کی عبادت کرنے والوں سے صلیب پوجنے والے ہمسری نہیں کر سکتے اے خدا کے دوستو آپس میں محبت اور اتحاد پورا پورا رکھو اور جب کافروں سے مقابلہ ہو تو سنجیدہ ارادوں مضبوط دلوں اور نیک نیتوں او ثابت قدمیوں کے ساتھ مردانہ جنگ کرو اور یقین رکھو کہ خدا تمہارے ساتھ ہے اور اُس نے کلام مجید میں خبر دی ہے کہ کم من فئۃ قلیلۃ غلبۃ فئۃ کثیرۃ باذن اللہ واللہ مع الصابرین۔

یعنی اکثر حکم خدا سے چھوٹی چھوٹی جماعتیں بڑے بڑے گروہوں پر غالب ہو جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ صبر کرنیوالوں کے ساتھ ہے۔ پھر صدیق نے ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص کو بلا کر کہا اے ہاشم خوش نصیبی سے تو وہ شخص ہے جسے اللہ تعالےٰ نے اس گروہ میں پیدا کیا ہے کہ جس سے امت رسول دشمنان دین کے دفعیہ کے لئے مدد کی خواستگار ہوتی ہے۔ ابو عبیدہ جراح نے مجھے خبر دی ہے کہ روم کے سب کافر امنڈ آئے ہیں اور اس سے لڑنا چاہتے ہیں تجھے اسوقت اسکی مدد کرنی چاہئیے ابھی شہر سے باہر نکل کر قیام کر تاکہ جو لوگ تیرا ساتھ دینا چاہتے ہوں وہ تجھ سے آملیں ہاشم نے خلیفہ کے حکم کو مان لیا فوراً روانگی کی تیاریاں شروع کر دیں پھر خلیفہ نے مسلمانوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا اے دوستو میں نے ہاشم بن عتبہ کو عبیدہ و معاذ بن جبل کی مدد کے لئے مقرر کیا ہے اور وہ شہر سے باہر چلا گیا ہے اور خیمہ لگا کر مقیم ہے تم میں سے جو جو بہادر ہو اور اُسکا ساتھ دینا چاہتا ہو وہ اس جہاد میں شریک ہو جائے یہ بہت ہی بڑا کام ہے اور اس جنگ میں دو سعادتیں ہیں فتح اور لوٹ یا جنگ اور شہادت ایسا سنکر قبیلہ ہمدان و اسلم غفار مدینہ۔ ازد۔ مواد اور جہینہ کے بہت سے آدمی مستعد ہو گئے اور ہاشم سے جا ملے ازد قبیلہ میں سے ایک شخص ملقام بن حرث بن سمر عبکی ازدی بڑا بزرگ اور نہایت ہی بہادر اور جری تھا ہزار سواروں کے برابر اکیلا سمجھا جاتا تھا۔ زمانہ جاہلیت میں بڑے بڑے مشہور اور جنگ جو تجربہ کار مردوں سے برسر مقابلہ رہ چکا تھا اور تمام عرب میں شہرت پا گیا تھا اور صدیق کے عہد میں سعادت اسلام سے بہرہ مند ہو چکا تھا اس وقت جبکہ ہاشم بن عتبہ ابو عبیدہ بن جراح کی مدد کے لئے جانب شام جا رہا تھا اور مختلف قبیلوں کے آدمی اُس کے ہمراہ تھے یہ شخص صدیق کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُس کے ساتھ خاندان۔ عزیز اور گروہ اور چچا کی اولاد میں سے ستر آدمی تھے پھر ہاشم بن عتبہ کے ہمراہ ہو لیا الغرض جو لشکر ہاشم کے ساتھ شام کو روانہ ہوا اس کی تعداد تین ہزار سوار تھی۔ سعد بن ابی وقاص ہاشم کے چچا نے اس کو نصیحت کی کہ اے بھتیجے یہ بہت بڑی مہم ہے اور عرب کے سردار تیرے ساتھ ہیں اُن کے ساتھ ہر وقت تواضع سے پیش آنا ہرگز غرور اور رعونت کو اپنے پاس نہ آنے دینا سب کے سب نیک روش اختیار کرنا شریعت کے لحاظ سے کسی شخص کو دوسرے پر فضیلت نہیں ہے لیکن پرہیزگاری کو سب پر فضیلت ہے جب دشمنان دین سے جنگ پیش آئے ہر اک نیزہ اور ہر اک تیر خدا کی رضامندی کے لئے لگایا جائے کیونکہ دنیا رہ گذر ہے اُسنے کسی کے ساتھ وفا نہیں کی تجھ سے بھی وفا نہ کریگی اور جب تو دنیا سے جائیگا تو عمل نیک اور خلقت کے ساتھ برتتے ہوئے احسانوں کے سوا

اور کوئی چیز تیرا ساتھ نہ دے گی آخرت پرہیزگاروں کے لیے ہے ہاشم بن عتبہ مع ہلقام بن حرث الازدی اور ہبیرہ جو اپنی قوموں کے سردار اور بہادری اور دلیری میں ایسے نامی گرامی تھے کہ خلقت کی انگلیاں اُن کی طرف اٹھتی تھیں اور جنکی سفارش بھی صدیق نے حد سے زیادہ کی تھی تین ہزار سوار لے کر روانہ ہوا ابو عبیدہ اور تمام مسلمان ہاشم اور اس بھاری لشکر کی آمد سے بڑے خوش ہوئے اور دل بڑھ گئے پھر ایک نہایت ہی نیک مرد مسلمان سعید بن عامر بن خدیم صدیق کے پاس آیا اور کہا اے خلیفہ رسول میں بھی روم کے کافروں کے ساتھ جہاد کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں اور اس کام کی طرف میری دلی رغبت اور نہایت درجہ کا شوق ہے اگر کچھ بہادر میرے ساتھ کیے جائیں تو حکم بجا لاؤں اور انشاء اللہ خدمت جہاد پر کمر بستہ رہ کر مہم کو انجام دوں۔ صدیق نے دعا دی اور اہل عرب کی ایک جماعت اس کے ساتھ کر دی تقریباً دو ہزار جوان اس کے پاس فراہم ہو گئے۔ بلال نے بھی جو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے موذن تھے صدیق سے کہا اے خلیفہ مجھ کو تم نے آزاد کیا ہے اور میں اب تک تمہاری خدمت میں رہتا ہوں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مسجد میں اذان دیتا ہوں مگر جب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس دنیا سے جانب دار آخرت رحلت فرمائی ہے میرا دل اذان دینے کو نہیں چاہتا اگر تم اجازت دو تو میں بھی روم کی طرف جاؤں اور خدائے تعالےٰ کی راہ میں جہاد کروں صدیق نے جواب دیا تو خود مختار ہے جو چاہے سو کر اعمال نیک میں کوشش بلیغ کر کے آخرت کا توشہ حاصل کر اس کے بعد صدیق نے سعید بن عامر کو اور اس گروہ کو جو اس کے ساتھ تھا دعا دے کر رخصت کیا سعید بن عامر دو ہزار جوانوں کے ساتھ مدینہ سے نکل کر جانب شام روانہ ہوا منزل در منزل چلا جاتا تھا یہاں تک کہ ابو عبیدہ سے جا ملا ابو عبیدہ نے یہ قاعدہ ٹھہرا رکھا تھا کہ جس وقت کوئی جماعت اس کے پاس پہنچتی تو اسے ملک شام کی طرف روانہ کر دیتا رومی یہ حال دیکھ کر کہ عربی فوجیں لگاتار آ رہی ہیں بخیال کثرت ڈر گئے اور اپنے بادشاہ ہرقل کو لکھ کر مطلع کیا اور مدد طلب کی ہرقل نے جواب دیا کہ تم بار بار فوج عرب کی کثرت کا حال لکھ کر بھیجتے ہو مجھے اس بات سے بہت بڑا تعجب ہوتا ہے کیونکہ شام کے شہروں میں سے ایک ہی شہر سے اس قدر جوان بہم پہنچ سکتے ہیں کہ جس قدر ایک لشکر کے لیے کافی ہوں بلکہ اس سے بھی زیادہ تمکو لازم ہے کہ پوری کوشش سے مسلح ہو کر بہ رغبت تمام جنگ کرو اور اپنے دشمنوں کو بھگا دو میں روح اللہ عیسیٰ بن مریم کی روح پاک کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس خط کے بعد اتنی فوجیں روانہ کروں گا کہ اُن کے سامنے کا وسیع میدان تنگ اور تاریک نظر آنے لگیگا۔ پھر اس نے ملک روم کے حاکموں کے نام فرمان لکھوائے اور مدد طلب کی بے شمار فوجیں امنڈ پڑیں ابو عبیدہ نے بھی صدیق کو اس حال سے مطلع کیا صدیق فاروق سے عثمان۔ علی اور عشرہ مبشرہ اور دوسرے دوستوں کو بلایا اور رومی لشکروں کے غلبہ کی کیفیت کہہ سنائی اور ابو عبیدہ کا خط بھی پڑھ دیا انجام کار یہ امر قرار پایا کہ عمرو بن العاص کو فوج دے کر اور سر لشکر بنا کر ابو عبیدہ کی مدد کے لیے روانہ کریں عمرو نے اس بات کو منظور کر لیا لیکن یہ کہا اس شرط سے جاتا ہوں کہ شام کی تمام فوجوں کا سپہ سالار سمجھا جاؤں صدیق نے اس کو فہمائش کر کے اس خیال سے باز رکھا کہ فوج تیرے ساتھ ہے اس کا سر لشکر تو تو ہی ہے اور جو سردار اور جو فوجیں شام میں ہیں اُن کا سپہ سالار اور امیر ابو عبیدہ ہی کو سمجھنا چاہیے غرض عمرو عاص نے ناچار ہو کر اس بات کو مان لیا اور مدینہ سے نکل کر خیمے نصب کیے کہ لوگ آ آ کر اس کے پاس فراہم ہوں پہلے سہیل بن عمرو بن حرث اہل مکہ اور اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں اور دوستوں وغیرہ میں دو ہزار سوار لے کر اس کے ساتھ آ ملا پھر ابو الاعور سلمی اور معین بن یزید سلمی ایک ہزار سات سو سوار لے کر آیا پھر ضحاک بن قیس فہری تین سو سواروں کے ساتھ آ ملا اُس کے بعد حمزہ بن مالک ہمدانی بھی تین سو سواروں کے ساتھ آ شامل ہوا پھر جنید بن سلمہ فہری چار سو سوار لے کر آ پہنچا اس کے بعد عمرو بن خرام المرادی دو سو سوار لیے ہوئے آیا غرض کل چھ ہزار سوار عمرو بن عاص کے پاس فراہم ہو گئے اور عمرو نے اس لشکر کو ترتیب دیکر شام کی مہم کا ارادہ کیا صدیق نے ابو عبیدہ کو خط لکھا کہ تیرا خط پہنچا دشمنوں کی فوجوں کی فراہمی اور اُن کے بادشاہ کو

ان کے نام یہ لکھنا اور وعدہ دینا کہ اس قدر کمک روانہ کروں گا کہ وسیع میدان تنگ ہو جائے گا ذرہ ذرہ سب حال معلوم ہوا زمین خود اُن ہی لوگوں پر بوجہ اُن کے ظلم وستم اور غرور وجہالت کے تنگ ہو رہی ہے مجھے اسی خدا کی قسم ہے جو واحد ہے کہ ابوبکر کو یہ امید واثق ہے کہ ہرقل کی جڑ اس کی ولایت سے اُکھاڑی جائے گی اور اُس کا ملک انشاء اللہ مسلمانوں کے ہاتھ آئے گا اس خط کے پہنچتے ہی اپنے لشکر کو فراہم کر رکھنا اور ہوشیاری سے کام لینا جن راستوں سے دشمن کی رسد پہنچتی ہو اُن کو بند کر دینا۔ آگاہ ہو کہ ہرقل جس قدر مدد روانہ کرے گا اس سے دو چند میں تیرے پاس روانہ کرتا رہوں گا ان سب امور کو سمجھ لے اور ہر طرف سے اطمینان رکھ خدا کا شکر ہے کہ قدرتی سامان فراہم ہیں کسی چیز کی کمی نہیں فوج کو گروہ در گروہ شام کی حدود پر روانہ کر کہ وہ لوٹ کا مال حاصل کریں اور اگر دشمن مقابلہ پر آئے تو اُس کا مقابلہ کریں اور خدا تعالٰی کی امداد پر بھروسہ رکھیں تم خدائے تعالٰی کی خوشنودی کے لئے لڑتے ہو اور وہ شیطان کے خوش کرنے کے واسطے خدا ہی تمہارا غمخوار اور مددگار ہے بہت جلدی تمکو فتح نصیب کریگا عمر عاص کو جسکی عقل وتجربہ کا حال معلوم ہے اور جس کی جنگجوئی اور شجاعت وکوشش ودانائی بیان سے باہر ہے تیری مدد کے لئے روانہ کرتا ہوں میں نے اُسے سمجھا دیا ہے کہ وہ تیرے حقوق کو ضایع نہ کرے گا اور تیرے کہنے سے منحرف نہ ہوگا تجھے بھی لازم ہے کہ اسکی بہت بڑی عزت کرتا رہے اور مشکل موقع پر اس سے مشورہ لے اور اس کی رائے سے فائدہ اُٹھائے اور اُسکی خاطرداری کو لازمی امر جانے زیادہ سلام یہ خط عمر عاص کی روانگی سے پیشتر روانہ کیا گیا تھا۔ جب ابو عبیدہ کو ملا اور مضمون معلوم ہوا تو عمر عاص اور فوج کثیر کے آنے سے بہت خوش ہوا اور تمام مسلمانوں کی کمر ہمت مضبوط ہو گئی دوسرے دن عمر عاص مع فوج ابو عبیدہ کے لشکر میں آپہنچا بڑی خوشیاں منائی گئیں ابو عبیدہ نے عمر عاص سے ملاقات کر کے کہا تیری رائے نہایت عمدہ اور تجویز بڑی مبارک ہے مسلمانوں کو تو نے جن جن امور میں صلاح دی ہے اُس کی بیشمار برکتیں ظاہر ہوئیں اور ان باتوں کا انجام نہایت خوب نکلا اب اس مہم میں جو مجھے درپیش ہے مشورہ دیتے رہنا اسی اثنا میں خبر آئی کہ ہرقل بادشاہ روم نے جبلۃ الایہم الغسانی کو چالیس ہزار جوان دے کر بھیجا ہے اور وہ دمشق کے غوطہ میں پہنچ گیا ہے ابو عبیدہ نے عمر کے بھائی ہشام بن عاص کو بلا کر ہرقل کے پاس جانے کے لئے مقرر کیا اور کچھ دیندار لوگ متعین کئے کہ اُس کے ہمراہ جائیں اور دین اسلام کو ہرقل پر ظاہر اور ثابت کریں اگر وہ دین اسلام کو قبول نہ کرے گا تو ہم اس سے جنگ کرنے کے لئے مجبور ہوں گے پھر ہشام کو حکم دیا کہ دمشق کے غوطہ کی طرف روانہ ہو اور جبلہ کے پاس جائے اور اسلام کو اُس پر ظاہر کرے ہشام اپنے ہمراہیوں کے ساتھ چلکر دمشق کے غوطہ میں پہنچا اور اجازت طلب کی جب اندر پہنچے تو دیکھا دربار لگا ہوا ہے جبلہ ایک اونچے تخت پر بیٹھا ہے دہنی طرف یمن کے بادشاہ سنہری کرسیوں پر متمکن ہیں اور زربفت کے لباس زیب تن کئے ہوئے ہیں اور عربی طریق کے عمامے سروں پر ہیں دربار میں سیاہ دیبا کا فرش کیا ہوا ہے جبلہ کے سر پر سنہری تاج رکھا ہے اور سیاہ ریشمی لباس پہنے ہے اوس نے مسلمانوں کو دیکھ کر کہا بیٹھو وہ لوگ کچھ دور بیٹھ گئے نقیب نے آکر پوچھا جبلہ دریافت کرتا ہے کہ تم کس غرض سے آئے ہو ہشام نے کہا جبلہ سے کہو اگر ہم سے گفتگو کرنی ہے تو تخت سے اُترے اور ہم سے باتیں کرے اور ہمارا مدعا سُنے نقیب نے جبلہ سے ایسا ہی کہدیا اور اُس نے بھی قبول کیا تخت سے اُتر کر ایک اور کم درجہ بلند جگہ پر بیٹھا اور ہشام کو زیادہ نزدیک بلا لیا ہشام اور اُسکے ساتھی قریب آگئے اور اُسکے تخت کے پاس ہو بیٹھے پھر ہشام نے قرآن شریف کی کئی آیتیں پڑھیں اور جبلہ کو اسلام کی طرف بلایا بہشت اور دوزخ اور ثواب وعذاب کی اطلاع دی اور دین اسلام کی چند شرطیں اور بعض طریقے بتائے جبلہ نے منظور نہ کئے ہشام نے کہا اگر تو اسلام کو قبول نہیں کرتا تو میں چند باتیں دریافت کرنا چاہتا ہوں اُن کے جواب [illegible] پوچھ ہشام نے کہا تو نے یہ سیاہ لباس کس لئے پہنا ہے جبلہ نے کہا میں نے اس لئے پہنا ہے کہ جبتک تم لوگوں کو اپنے ملک سے نہ [illegible] اسے بدن پر سے نہ اُتاروں گا ہشام نے ہنسکر کہا خدا کی قسم تو ہمکو اس دربار سے بھی نہیں نکال سکتا ولایت شام تو دوسری چیز ہے قسم خدا کی

ہم تجھ کو اور تیرے بادشاہ کو بھی گرفتار کریں گے جو روم میں موجود ہے جبلہ نے کہا کیا تم سمرا ہو ہشام نے کہا سمرا کون ہوتا ہے اُسنے جواب دیا کہ سمرا وہ قوم ہے جس کا ذکر انجیل میں آیا ہے کہ وہ دن میں روزہ رکھتے ہیں اور رات کو عبادت خدا میں مصروف رہتے ہیں نیک کاموں کے لئے تاکید کرتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں اور اُن کے مقبوضات مشرق سے مغرب تک پھیل جائیں گے تمنے غلطی سے اپنے آپ کو سمرا سمجھ لیا ہے۔ ہشام نے کہا خدا کی قسم ہم وہی لوگ ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے انجیل میں کیا ہے اور یہی صفتیں ہم میں موجود ہیں اس میں ذرا بھی شک نہیں جبلہ کو اس بات سے بڑی حیرت ہوئی اور کچھ دیر سوچ کر کہا تمہیں میرے پاس بھیجا ہے یا شہنشاہ کے پاس ہشام نے کہا تیرے پاس بھی اور ہرقل کے پاس بھی جبلہ نے کہا مناسب یہی ہے کہ تم ہرقل کے پاس جاکر اس امر کو بیان کرو اگر وہ قبول کرے گا تو میں بھی قبول کرونگا اور کوئی انکار نہوگا ہشام اور اس کے ہمراہی انطاکیہ کی طرف چل کھڑے ہوئے روم کا بادشاہ وہاں قیام پذیر تھا انطاکیہ میں داخل ہوتے وقت لوگ اُنکو دیکھتے تھے ہرقل کے محل سرا کے دروازے پر آتے ہی اونٹوں کو بٹھلایا اور سبنے ملکر با آواز بلند تکبیر کہی اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد پھر کلمہ پاک پڑھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ان کلمات کا با آواز بلند نکلنا تھا کہ ہرقل کے کمرے کی چھت گر پڑی جس سے ہرقل پر خوف چھا گیا پوچھا کیا جب تم یہ کلمہ زبان سے نکالتے ہو تو چھت گر پڑتی ہے ہشام نے کہا اب تک ہمنے یہ معاملہ کبھی نہیں دیکھا شاید یہ امر اس لئے وقوع میں آیا ہو کہ تجھے تنبیہ ہو جائے ہرقل کچھ دیر سوچتا رہا پھر پوچھا تم کہاں سے آتے ہو اور تمہارا کیا مطلب ہے اپنا پیام پہنچاؤ مسلمان اُسکے سامنے گئے اسوقت وہ سونے کے تخت پر جسپر سرخ دیبا بچھی ہوئی تھی بیٹھا تھا اور سونے کا تاج سر پر تھا وہ عربی زبان سے واقف تھا مگر اچھی طرح نہ بول سکتا تھا مسلمان اُس کے سامنے جاکر کھڑے ہوگئے نہ اُسے سلام کیا نہ اس کی تعریف کی ہرقل نے مسکرا کر پوچھا تمنے بادشاہ کی تعریف اس طریق پر کیوں نکی جسطرح تم اپنے بادشاہ کی کرتے ہو۔ ہشام نے کہا ہمارے لئے یہ امر جائز نہیں کہ تیری ثنا کریں کیونکہ تو غیر دین پر ہے ہرقل نے پوچھا تم میں ورثہ کس طریق پر پہنچتا ہے ہشام نے کہا جو مرنیوالے سے زیادہ قریبی رشتہ رکھتا ہو وہی پاتا ہے پھر ہرقل نے نماز اور روزے کا حال پوچھا کہ تمہارے دین میں کس طریق پر ہے ہشام نے اُسکو بیان کیا ہرقل نے کہا میں نے تمہارے لئے ایک مکان خالی کرا دیا ہے وہاں جاؤ اور ٹھہرو۔ ہشام اور سب مسلمان اُس مکان میں چلے آئے ہرقل نے اُن کو مہمان رکھا اور رسد پہنچائی دوسرے دن اپنے سامنے بلایا اور طرح طرح کے حالات پوچھتا رہا پھر اپنے غلام کو بلاکر کہا وہ صندوقچہ لاؤ وہ ایک چھوٹا سا مگر بڑا صندوقچہ لائے جس میں مختلف خانے بنے ہوئے تھے ایک خانہ کھول کر ایک سیاہ ریشمی کپڑا نکالا جس پر دراز قد سفید رنگ بڑی بڑی آنکھوں اور رانوں اور روشن چہرے والے کسی مرد کی تصویر تھی ہرقل نے کہا اُسے جانتے ہو ہشام نے کہا میں نہیں جانتا ہرقل نے کہا یہ آدمؑ انسانوں کے باپ کی تصویر ہے پھر دوسرا خانہ کھولکر اور ایک اور سیاہ ریشمی کپڑا نکالا اُسپر بھی ایک مرد کی تصویر تھی۔ رنگت سفید لمبے لمبے ہاتھ آنکھوں کے حلقے اُبھرے ہوئے رانیں اور پنڈلیاں نیار کہا یہ نوحؑ کی تصویر ہے پھر اُسکو بھی لپیٹ کر رکھدیا اور ایک اور خانہ کھولا اُسمیں سے بھی ایک شبیہ نکلی میانہ قد گول سر نرم اور کشادہ پیشانی سیاہ آنکھیں مُنہ کا دہانہ لطیف ڈاڑھی پر پیری کی علامتیں عیاں دکھاکر کہا یہ ابراہیمؑ کی شبیہ ہے پھر اس سیاہ کپڑے کو بھی اپنی جگہ رکھ کر ایک اور خانہ کھولا جس میں سے سفید ریشمی کپڑا نکلا اس پر ایک گندمی رنگ سیاہ بالوں لمبے قد گنجان ریش والے مرد کی تصویر تھی کہا یہ موسیٰ بن عمران کی شکل ہے غرض اسیطرح بہت سے نبیوں کی تصویریں دکھلائیں بعدہ ایک اور سیاہ ریشمی ٹکڑا نکالا جسکے کنارے پر زری کا کام تھا ہشام کو دکھا پوچھا یہ کون شخص ہے ہشام اور اسکے ساتھی اس شبیہ کو دیکھتے ہی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے ہرقل نے کہا تم کیوں روتے ہو انھوں نے کہا یہ ہمارے پیغمبر کی شبیہ ہے اور گویا ہم اُسے دیکھ رہے ہیں یہ بتاؤ کہ یہ تصویر تم کو کہاں سے ملی جواب دیا کہ آدم صفی اللہ نے اللہ تعالیٰ سے انبیاء کی شبیہیں طلب کی تھیں خدا نے اُنکے کہنے کو پورا کیا اور جبرئیل ان شبیہوں کو سبز دیبا پر بنا کر لائے حضرت آدمؑ سے حضرت شیثؑ کو اور ان سے نبیوں کو ملتی چلی آئیں یہاں تک کہ میرے آباؤ ا

کے ہاتھ آگئیں اور اب میرے قبضہ میں ہیں مجھے حق کی قسم ہے کہ اگر اس سلطنت سے دل پھر سکتا یا میرے لوگ میرا ساتھ دیتے تو میں تمہارے دین کو قبول کر لیتا اور تمہارے ساتھ ہو جاتا کیونکہ تمہارا دین درست ہے مگر مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ سلطنت کو برباد کر کے فقیری اختیار کر لوں اور اس عیش و راحت کو چھوڑ دوں پھر حکم دیا کہ ہشام اور اس کے ساتھیوں کو خلعت گراں بہا اور انعامات کثیر عطا کریں ہشام نے لینے سے انکار کیا اور ان عطیوں پر ذرا توجہ نہ کی اپنی سواری پر چڑھ کر ابوعبیدہ کی طرف چل کھڑا ہوا اور خدمت میں پہنچ کر جبلہ اور ہرقل کا تمام حال کہہ سنایا ابوعبیدہ متعجب ہوا اور سمجھا کہ انجام کار لڑائی ہوگی ہرقل نے جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں اور فراہمی و درستی اسلحہ اور آراستگی افواج و افزونی سامان حرب و ضرب میں سعی بلیغ کی ابوعبیدہ نے یہ حال سن کر اپنے پھیلے ہوئے لشکر کو جمع کیا اور جائزہ لینے سے معلوم ہوا کہ کل تیس ہزار کی جمعیت ہے اس فوج کو لیکر جابیہ مقام تک کوچ کیا اور چھاؤنی ڈالدی ہرقل نے اس امر سے مطلع ہو کر اسی ہزار جنگجو روانہ کئے کہ انکو پیچھے ہٹا دیں ابوعبیدہ نے تمام کیفیت صدیق کو لکھ بھیجی صدیق نے عمر و عثمان و علی مرتضیٰ اور جملہ اصحاب کو فراہم کر کے مشورہ کیا عمر نے کہا میری تو یہ رائے ہے کہ خالد بن ولید کو خط لکھ کر حکم دیا جائے کہ جس قدر سوار پیدل اس کے ساتھ ہوں انہیں لے کر ابوعبیدہ کی مدد کرے خالد اس وقت عراق میں تھا صدیق نے خالد کو ایک خط لکھا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ خط ابی بکر کی طرف سے خالد بن ولید کے نام ہے میں نے تجھے اسلامی فوج کا امیر بنا کر رومیوں سے جنگ کرنے کے لئے مقرر کیا ہے پس جلدی کر اور خدا کے دشمنوں کا مقابلہ کر اور ان لوگوں میں سے ہو جنہوں نے جہاد کا حق ادا کیا ہے۔ خدا بھی فرماتا ہے کہ اس تجارت میں آخرت کا فائدہ ہے میں نے تجھ کو ابوعبیدہ اور اس کے لشکر پر بھی امیر مقرر کیا ہے خط پہنچتے ہی اگر بیٹھا ہے تو اٹھ کھڑا ہو اور اگر کھڑا ہے تو بیٹھنا مت فوراً لشکر کی تیاری کر کے اور اپنے معتمد نائب کو عراق میں اپنی جگہ چھوڑ کر خود مع فوج اس کام کی طرف متوجہ ہو ابوعبیدہ اور مسلمانوں سے جا مل مجھے بھروسہ ہے کہ جس وقت تو وہاں پہنچکر فوجوں کی مدد کرے گا تو وہ قوی دل ہو جائیں گے اور فتح حاصل ہوگی اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہے اور خدائے تعالیٰ کے سوا کسی کو طاقت نہیں جب یہ خط پہنچا خالد نے اس فرمان کی پیروی کی اور مثنیٰ بن حارث کو ملک عراق میں اپنا نائب قرار دے کر اپنی جمعیت کا جائزہ لیا اس میں حجاز اور یمامہ کے لوگ تھے اور کل سات ہزار سوار تھے تیاری کرتے ہی شام کی طرف روانہ ہوا منزل در منزل جاتا تھا اور اثنائے راہ میں مخالف قوموں کو قتل و غارت کرتا تھا اسیطرح شام کی سرحد پر آ پہنچا یہاں تو کوئی رستہ نہ جانتا تھا رافع بن عمیر طائی سامنے آیا اور کہا میں راستہ کو جانتا ہوں اگر حکم ہو تو بتلا دوں پھر خالد یہ رافع اس عمیر کا بیٹا ہے جس سے بھیڑیے نے باتیں کی تھیں اور یہ حکایت اسطرح ہے کہ رسول کے عہد میں عمیر طائی کے پاس بہت سی بکریاں تھیں جنکو وہ چرایا کرتا تھا ایک بھیڑیا بکری کو لے گیا عمیر نے پیچھا کیا اور بھیڑیے سے چھڑا لی بھیڑیے نے کہا خدا نے مجھ کو روزی دی تھی کھانا چاہتا تھا تو نے چھین لی عمیر بولا عجب ہے بھیڑیا باتیں کرتا ہے بھیڑیے نے کہا اس سے زیادہ تعجب کی یہ بات ہے کہ سچا پیغمبر ظاہر ہو کر سیدھے راستہ پر تم کو بلاتا ہے اور تم اس کی بات کو نہیں مانتے اپنے بتوں ہی کی طرف متوجہ ہو اور ان ہی کی عبادت کرتے ہو اور بتوں کی پوجا کو اللہ کی عبادت پر ترجیح دیتے ہو عمیر بھیڑیے کی گفتگو سے بہت ہی حیران اور متعجب ہوا دل میں کہا کہ اس نے سچ کہا ہے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر بھیڑیے کا حال کہہ سنایا اور ایمان لا کر مسلمان ہو گیا اس نے دین اسلام میں اعلیٰ مرتبہ حاصل کیا غرض خالد نے رافع کو اگوا مقرر کیا۔ رافع رہبر بن کر اسلامی لشکر کو اس بے آب و دانہ دشت سے نکال لے گیا پھر بافراط آب و دانہ والا علاقہ آیا منزل در منزل کوچ کرتے ہوئے ابوعبیدہ کے متصل آ پہنچے تو خالد نے مسلمانوں کی امداد کے لئے اپنے آنے کی اطلاع دی ابوعبیدہ اس کے آنے سے بہت شاد ہوا اور بعض آدمی اس بات سے رنجیدہ بھی ہوئے کہ خالد ابوعبیدہ اور سرداران لشکر کا امیر مقرر کیا گیا ہے۔ مگر ابوعبیدہ کی حالت حسب معمول تھی جب خالد قریب آیا تو ابوعبیدہ اور دوسرے امیران لشکر اور نامور فوجی اشخاص سوار ہو کر خالد کے استقبال کے لئے گئے اور نہایت ہی عمدہ طریق سے اظہار خدمت گزاری کیا اور اس کے آنے پر بے انتہا خوشی ظاہر کی خالد ایک صومعہ میں جو دمشق سے تین میل دور تھا

اترا اُسی وقت سے وہ صومعہ دیر خالد کہلانے لگا خالد نے مہم کی تیاری اور کاموں کی درستی شروع کی یزید بن ابی سفیان کو پانچ ہزار سوار دے کر بلقا کی طرف روانہ کیا اور وہ علاقہ اُس کے حوالے کر دیا عمر عاص کو بھی پانچ ہزار سوار دے کر کہا کہ فلسطین کی طرف کوچ کر کے اُسے فتح کرے اور اسلام کے طریقوں کو پھیلائے پھر شرجیل بن حسنہ کو بلا کر تین ہزار سوار دیئے کہ بصرہ کی نواح میں جائے سعید بن العاص کو بھی بلایا اور چار ہزار سوار دے کر سرحد جوزان پر مقرر کیا معاذ بن جبل کو دو ہزار سوار دے کر بعلبک کی طرف بھیجا اس طرح اُنیس ہزار سوار ان سرداروں کے تحت میں دے کر ولایت شام کی سرحد پر مامور کر دیئے ابو عبیدہ کو پندرہ ہزار دے کر دمشق کے غوطہ میں قیام رکھنے کے لیے کہا اور جاسوسوں اور مخبروں کو ہر چہار طرف بھیجا کہ بادشاہ ہرقل اور رومی لشکر کے حالات معلوم کر کے صحیح صحیح حالات سے مطلع کرتے رہیں اتفاقاً ایک جاسوس خبر لایا کہ چالیس ہزار رومی لشکر اجنادین موضع میں فراہم ہوا ہے اور تم سے لڑنے کا ارادہ رکھتا ہے اور وہ عرب جنھوں نے ترسا مذہب اختیار کر لیا ہے ہر طرح سے اُن کو مدد دے رہے ہیں پس اُن کی طرف سے بڑی احتیاط رکھنی لازم ہے خالد اور ابو عبیدہ نے ان امیروں اور لشکری سرداروں کو جنہیں حدود شام پر متسلط کیا تھا خط لکھ کر خبردار کیا کہ رومی فوجیں مسلمانوں پر حملہ آور ہیں جنگ پر مستعد ہو کر خالد سے آملیں اور راستہ میں ہر طرح کی ہوشیاری اور احتیاط عمل میں لائیں پھر آپ پندرہ ہزار سوار لیکر بسرعت تمام غوطہ سے دشمنوں کی طرف بڑھا ابو عبیدہ نے کہا اے خالد اس قدر جلدی نہ کر آہستہ چلنا بہتر ہے کہ جو لشکر اِدھر اُدھر پھیلا ہوا ہے ہم سے آملے خالد نے کہا مجھ سے ایسی باتیں نہ کرو قسم خدا کی اسی لشکر سے جو میرے ساتھ ہے بادشاہ روم سے جنگ کر سکتا ہوں اور ذرا نہ ڈروں گا گو اُن کا لشکر شمار میں دس گنہ ہی ہو فتح اور کامیابی اللہ تعالے کے قبضہ قدرت میں ہے غرض اجنادین کا رخ کیا جمعہ کا دن اور نماز مغرب کا وقت تھا کہ اس موضع میں پہنچے لشکر کفار کے مقابل اتر پڑے اسی منزل میں امداد کے لیئے وہ فوجیں بھی آآکر شامل ہونے لگیں جن کو خالد نے متفرق مقامات پر متعین کیا تھا صبح کو ہفتہ کا دن تھا سورج نکلتے ہی خالد نے لشکر کو صف آرا کیا دائیں بائیں جناح اور ساق اور قلب لشکر کو ترتیب دیا عورتوں اور لونڈیوں کو مردانہ لباس پہنا کر کہ جمعیت زیادہ معلوم ہو عقب میں جگہ دی اور کہا تم دعا سے مدد کرتی رہو اور خدا سے مسلمانوں کی فتح مندی کے لئے التجا کرتی رہو پھر لشکری سرداروں اور امیروں اور جوانوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا اے خدا کے بندو خدا سے ڈرو اور اس سے شرم کرو اور خدا کی راہ میں کافروں سے جو دین حق کے دشمن ہیں جنگ کرو قدم جماؤ اور پشت نہ پھیرو اور بھوکے شیروں کی طرح حملہ کرو دل سے دنیاوی زندگی کے خیالات دور کرو اور آخرت کے ثواب کی آرزو کرو فتح اور نصرت حاصل کرو اور دشمنوں سے اس زرخیز ولایت کو چھین لو خدا تم سے خوش ہو گا پھر تو رومی لشکر بھی سب طرح سے مع سامان جنگ وغیرہ مکمل اور درست ہو کر آگے بڑھا اور صفیں قایم ہونے کے بعد جنگ جو بہادر میدان میں نکلے گھوڑوں کو کاوے دیتے تھے اور اشعار رجز پڑھتے تھے یکایک ایک رومی بطریق قلقط نام نکلا زری کا لباس اور سونے کا تاج سر پر تھا اشکی گھوڑا زیر ران زین اور لگام سر تا سر زرین اپنے مرکب کو کاوے دیتا اور مرد مقابل کو طلب کرتا تھا اس طرف سے بھی کار آزمودہ بہادر میدان میں نکل پڑے باہم جنگ ہونے لگی ایک دوسرے کو قتل کرتے تھے یہاں تک کہ رومی لشکر کو غلبہ حاصل ہوا وہ تیر برسا رہے تھے اور مسلمان بکثرت زخمی ہونے لگے خالد اُن کا دل بڑھا بڑھا کر لڑنے کی ترغیب دے رہا تھا جوانوں نے فریاد کی کہ اے امیر کافروں کے لشکر نے ہمیں تیروں سے مجروح کر دیا اور تو اجازت نہیں دیتا کہ ہم ان پر حملہ کریں یہ کیا بات ہے ہمکو اجازت دے کہ ہم بھی اُن کی خبر لیں خالد نے کہا جلدی نہ کرو ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی لڑائی میں کبھی جلدی نہیں کی اور فرماتے تھے کہ جلدی شیطان کا کام ہے اور ڈھیل رحمانی کام ہے اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے پھر حکم دیا کہ سب مل کر ایک ہی دفعہ نعرہ تکبیر باواز بلند

کیسی نا کہ خدائے تعالےٰ ان کے دل میں رعب پیدا کر دے اور وہ ابتر ہو جائیں غرض مسلمانوں نے اس زور سے تکبیر کا نعرہ لگایا کہ رومی کافروں کے دل ہل گئے اور اُن کے ہوش و حواس جاتے رہے اب خالد نے کہا کہ سب کے سب متفق ہو کر حملہ کردو فی الفور اُنھوں نے گھوڑے اُڑا کر حملہ کیا اور تلواریں گھسیٹ کر کافروں پر ٹوٹ پڑے پہلے ہی حملہ میں ایک ہزار سات سو جوان مار ڈالے اور اُن کا سردار قلقط بھی اسی حملہ میں قتل ہو گیا رومیوں میں مقابلہ کی تاب نہ رہی پشت پھیری اور بھاگ نکلے جھنڈے گرا دیے اور جدھر کو مُنہ اُٹھا نکل بھاگے اسلامی فوج نے پیچھا کیا سوار اور پیدل جو سامنے آیا اُسے قتل کر ڈالتے جو تلوار کی آنچ سے بچ رہے اُنھوں نے قلعوں میں پناہ لی ہتھیار لوٹ مسلمانوں کے ہاتھ آئے اور آٹھ سو رومی سوار گرفتار کئے گئے جب اُن کو خالد کے سامنے حاضر کیا تو حکم دیا کہ اُن کے سامنے دین اسلام کو پیش کریں مگر نہ قبول کرنے پر سب گردن مارے گئے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایسی بڑی فتح نصیب کی کہ وہ لوٹ کے مال و اسباب سے نہال ہو کر شکر الٰہی ادا کرتے تھے اس کے بعد خالد بن ولید نے امیر المومنین صدیق کی خدمت میں خط لکھا مضمون یہ تھا کہ بسم اللہ الرحمان الرحیم بعد ادائے لوازم خدمت و تحفت سلام و درود خالد بن ولید خلیفہ رسول کی جناب میں تحریر کرتا ہے کہ خلیفہ کے حکم سے خالد نواح شام میں پہنچا ابو عبیدہ اور دوسرے امیروں اور لشکر کے سرداروں سے جا ملا اور سب باہمی اتفاق سے مہم کی طرف متوجہ ہوئے شام کے متصل ایک موضع اجنادین ہے کافر وہاں جمع ہوئے صلیبیں اور جھنڈے بلند کر کے آپس میں عہد باندھا کہ مسلمانوں کے مقابلہ پر جہاں تک ہو سکے گا جان توڑ کر لڑیں گے اور اُن کو اپنی جگہ سے نکال دینگے اور جب غیروں کو اپنے ملک سے خالی نہ کرالیں گے آرام سے نہ بیٹھیں گے غرض یہ قول و قسم کر کے ایک دوسرے کی مدد پر تل گئے اور ہمارے قتل و دفعیہ کے لئے ایک زبان ہو گئے ہم نے بھی تیاری کی اور خدا پر بھروسہ کر کے باہمی اتفاق سے بارادہ حصول شہادت و ثواب جہاد پوری کوشش اور مضبوط دلوں کے ساتھ متوجہ ہوئے تلواریں کھینچ لیں موقع بموقع ہندی شمشیروں خطی نیزوں اور تیروں کی بوچھاڑوں سے باہم جنگ کر کے دشمنوں کو مغلوب اور خستہ حال کر دیا اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو اُن سب پر فتحیاب کیا اور صحابہ کی نیک دعاؤں کی برکت سے ایسی عظیم الشان فتح نصیب ہوئی ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ یعنی یہ خدا کا فضل ہے جسے چاہے عطا کرے جس وقت یہ فتحنامہ امیر المومنین صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا نہایت ہی دلشاد ہوئے اور جبین مبارک سے مسرت اور خوشی کے آثار ظاہر ہونے لگے خالد بن ولید کے خط کے جواب میں امیر المومنین نے ایک خط تحریر کیا اُس کی سعی اور کوششوں کی بہت تعریف کی اور لشکر کے دوسرے سرداروں اور بہادروں کی خدمتوں کی بھی خوب داد دی اور درگاہ الٰہی سے بے حساب ثواب حاصل ہونے کی خوش خبری دیتے ہوئے ہدایت کی کہ اُس کے افضال بے پایاں کا شکریہ ادا کرتے رہو اور ہر وقت اُس کو یاد رکھو اس فتح کے بعد خالد اور فوج کے امیروں نے دمشق کی طرف واپس چلے آنے کو مناسب سمجھا دشمن دمشق کے قلعہ میں موجود تھے اس لئے اسلامی فوج نے اس کے دروازوں کی تقسیم کے بعد مورچا بندی قایم کر کے قیام کیا اور دمشق کو ہر طرف سے محاصرہ کر لیا اب دمشق کے قلعے والے دشمنوں پر سختی کے ساتھ تنگی شروع کی وہ بھی خوب خوب لڑتے اور جوانوں کو تیروں اور پتھروں سے زخم پہنچاتے تھے طرفین سے کال جد و جہد وقوع میں آئی تھی اسی اثنا میں ایک جاسوس نے روم کیطرف حاضر ہو کر خبر دی کہ ہرقل نے اہل قلعہ کی کمک کے واسطے فوج روانہ کی ہے جو عنقریب یہیں پہنچا چاہتی ہے خالد نے سنتے ہی دمشق کا محاصرہ اُٹھا دیا اور رومی لشکر کے مقابلہ کی غرض سے تیاریاں کر کے اُنکو موضع مرج صفر میں جا لیا دیکھا کہ رومی فوج کے دو نشان ہیں اور ہر نشان کے نیچے دس ہزار سپاہی ہیں خالد نے اپنے جوانوں کا دل بڑھایا اور کہا ڈرنا نہ حوصلہ نہ چھوڑو جس وقت میں حملہ آور ہوں اسیوقت تم سب ایک دل ہو کر دشمن پر لوٹ پڑو تا کہ اللہ تعالےٰ کے فضل اور مدد سے ہم دشمنوں کا بھیجا نکال ڈالیں غرض اسی طرح تمام فوج نے ایک ہی دفعہ حملہ کر دیا کافروں کے بہتیرے آدمی مار ڈالے اور فضل الٰہی سے اس جنگ

میں لشکر اسلام کا ایک آدمی بھی نہ بھیجا - بیس ہزار سے زیادہ کافر واصل جہنم ہوئے - رومیوں کا سردار ایک بطریق قسطا نام تھا جلیل القدر تھا ایک سو ساٹھ آدمیوں سمیت گرفتار کر کے خالد کے سامنے لایا گیا خالد نے اُسے دین اسلام کی ہدایت کی اُس نے انکار کیا کہ میں اپنے مذہب سے نہ پھروں گا اسلیئے یہ حکم خالد مع ہمراہیوں کے اسکا سر قلم کیا گیا اسلامی لشکر مظفر اور منصور بحکم کمال شادمانی مع مرجع مرجع صفر سے مراجعت کر کے دمشق کی طرف آیا اس لڑائی سے بے شمار لوٹ کا مال و اسباب ہاتھ لگا تھا اور یہ ایں وجہ کہ اسوقت کے حکم کے مطابق جو لوٹ کا مال ہوتا تھوڑا یا بہت یہانتک کہ رسی کا ٹکڑا یا اُن کا پارچہ ہی کیوں ہوتا کوئی شخص بال برابر بھی تصرف نہ کرتا تھا اور تمام لوٹ عامل کے سامنے لائی جاتی تھی تاکہ امیر کے حکم دینے کے بعد برابر برابر حصہ سے آپس میں تقسیم کی جائے جسوقت خالد نے قلعہ دمشق کے گرد قیام کیا سرداران فوج مال غنیمت لا لا کر اُس کے سامنے رکھتے جاتے تھے اور خالد اُس کو تمام مسلمانوں پر تقسیم کرتا جاتا تھا قلعہ کے اندر ایک بطریق قلقلان نام تھا اُس نے یہ حال دیکھا تو مسلمانوں کی کمال امانت اور حسن سیرت پر بڑا تعجب کیا اور مصاحبوں سے کہا مجھے اس قوم کے طریقوں سے حیرت ہوتی ہے کہ دشمنوں کا جو مال ہاتھ آتا ہے اپنے افسر کے حکم بغیر اُس میں ذرا سا تصرف بھی نہیں کرتے اور نہ امیر کی اجازت بغیر کسی چیز کو حلال سمجھتے ہیں راتوں کو نمازیں پڑھتے ہیں اور دن میں روزے رکھتے ہیں اگر بادشاہ کا بیٹا بھی چوری کرے تو ثابت ہو جانے کے بعد اُس کا ہاتھ بھی کاٹا جاتا ہے اور اگر اُن میں سے کوئی کسی کی عورت سے زنا کرتا ہے تو اُسے سنگسار کرتے ہیں مجھے ہرقل کی ناراضی کا اندیشہ ہوتا تو ان سے صلح کر لیتا اور اُنہیں کے دین میں جا ملتا غرض خالد اور اسلامی لشکر اُن کو گھیرے پڑے تھے اور محاصرہ کی تنگی میں بڑی کوششیں ہو رہی تھیں جن سے کامل امید تھی کہ دمشق جلدی فتح ہو جائے گا اور ایسا بارونق اور متمول اور خوشحال شہر مع خزانوں قبضے میں آجائے گا کہ اتنے میں خالد بن ولید کو پرچا لگا کہ صدیق بیماری سے نہایت کمزور اور ناتوان ہو گیا ہے اس خبر سے تمام مسلمانوں کو بے حد رنج ہوا اور تفکر کی حالت میں اس خبر کو بند رکھا کہ مبادا دشمن سن پائیں اور قلعہ کے فتح ہونے میں مشکلات واقع ہو جائیں ؛

## صدیق کی بیماری اور دنیائے فانی سے عالم جاودانی کیطرف انتقال کرنیکا حال

لکھا ہے کہ جب صدیق کی بیماری حد سے زیادہ بڑھ گئی اور تاب و طاقت بالکل گھٹ گئی تو قلم دوات اور کچھ کاغذ مانگا اور ایک عہد نامہ لکھ کر کسی صحابی کے حوالہ کیا کہ جا اور صحابہ کو باہر جمع کر کے جو کچھ اس میں لکھا ہوا ہے پڑھ کر سنا دے اور کہدے کہ خلیفہ کی اس تحریر پر عمل کریں اور جس کو ولی عہد قرار دیا ہے بغیر عذر مان لیں وہ شخص رسولخدا کی مسجد میں آیا وہاں تمام مہاجرین اور انصار اور مدینہ اور کل ربع مسکون کے شریف جمع تھے کہا اے دوستو رسول خدا کے خلیفہ نے کچھ لکھا ہے اور حکم دیا ہے کہ تم اس کی پیروی کرو لوگوں نے کہا جو کچھ فرمایا ہے اُسے بیان کر اُسنے وہ کاغذ نکالا اور پڑھا جو صدیق نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا اور جس میں عمر خطاب کو اپنا جانشین قرار دیا تھا بعض آدمیوں نے کہا ہمنے سنا اور دل وجان سے منظور کیا اور بعض سن کر خاموش ہو رہے اُس کے بعد طلحہ بن عبداللہ امیر المومنین ابوبکر صدیق کے پاس گیا اور کہا اے خلیفہ رسول تو عمر خطاب کو مسلمانوں پر خلیفہ مقرر کرتا ہے صدیق نے کہا کس لیئے اُسے خلیفہ بنا دوں طلحہ نے کہا عمر سخت مزاج شخص ہے اور تو بھی جانتا ہے کہ تیرے زمانہ میں بھی اُس کی سختی سے کتنے آدمیوں کو رنج پہنچا ہے اگر خدانخواستہ تو نے اس سرائے فانی سے عالم جاودانی کی طرف انتقال کیا تو لوگوں کو کچھ ایذا نہ پہنچے گی اور یہ انسانی سمجھ میں آسکتا ہے کہ وہ ہمارے ساتھ کس طرح پیش آئے گا قدا شک نہیں کہ آخرت میں اس امر کی باز پرس تجھ سے کیجاوے گی کہ مانحتوں کے کام کو کس طرح انجام دیا اور کس شخص کو مسلمانوں پر خلیفہ اور نائب مقرر کیا صدیق طلحہ کی باتیں سن کر

کچھ دیر خاموش رہا اور اس معاملہ پر غور کرنے لگا پھر سر اٹھا کر کہا اے طلحہ تو مجھے خدا سے ڈراتا ہے اور موت کی تنبیہ کرتا ہے جب میں اس دنیا سے گذر جاؤں گا اور خدا مجھ سے ماتحتوں کی نسبت سوال کرے گا کہ ان پر کس شخص کو امیر اور خلیفہ کیا ہے تو کہوں گا اے بزرگ خدا میں نے ان پر سب سے بہتر آدمی کو خلیفہ کیا ہے اس کے بعد عثمان بن عفان کو اپنے پاس بلایا اور کہا میری طرف سے وصیت نامہ لکھو عثمان نے قلم دوات لے کر اس مضمون کا وصیت نامہ لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ وہ وصیت ہے جسکو عبداللہ ابوبکر رسول خدا کے خلیفہ نے اپنی حیات کے اس آخری وقت میں جو دار عقبیٰ کے شروع زمانہ سے ملحق ہونے والا ہے بیان کیا ہے کہ میں نے عمر بن خطاب کو امت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر خلیفہ کیا اگر وہ انصاف پروری عدل گستری اور دیانت داری سے چلے گا اور راست بازی اور نیک خصلت اختیار رکھے گا تو میری رائے اسکے حق میں بے غلطی پر نہ ہوگی اور اگر اس کے خلاف کچھ نااہلیتی کرے گا اور رعایا کا حق نہ پہچان کر ظلم و ستم اور سرکشی کا تخم بووے گا تو اس کا مظلمہ اسی پر پڑے گا اور اس کی جواب دہی بھی اسی کو کرنی ہوگی اپنے قول و فعل کی ذمہ داری وہ آپ بھگتے گا پھر آدمی بھیجکر عمر کو بلایا اور اپنے پاس بٹھا کر کہا اے عمر آدمی دوستی اور دشمنی سے خالی نہیں ہوتے بیشک کچھ لوگ تیرے بھی دوست ہوں گے اور کچھ دشمن وہ نہ چاہیں گے کہ یہ مرتبہ تجھکو حاصل ہو تو اس امر کا کچھ خیال نہ کرنا ایسا ہی ہوا کرتا ہے میں نے تیرے لئے وصیت نامہ لکھا ہے اور تجھے اپنا خلیفہ کیا ہے اس عہد نامہ کو لے اور مضبوطی و استقلال سے امت کے کام میں مشغول ہو۔ آگاہ ہو کہ تو آج سے امت رسول پر میرا خلیفہ ہے اور قیامت کے دن تجھ کو اپنے کاموں کی جواب دہی کرنی ہوگی عمر نے کہا اے خلیفہ یہ بہت مشکل کام ہے میں اس سے عہدہ برا نہ ہوسکوں گا مجھے اس کی ضرورت نہیں صدیق نے جواب دیا کہ تجھے خلافت کی ضرورت نہ ہو مگر خلافت کو تیری ضرورت ہے میں تجھے خلافت نہیں دیتا بلکہ میں خلافت پر تیرا احسان مند بناتا ہوں کیونکہ اسکو تیری ذات سے زیب و زینت اور عظمت و جلال حاصل ہوگا نہ تجھ کو خلافت کے سبب تو خیالات نفسانی کو اپنے نفس سے دور کر اور اپنے نفس کی حکمرانی سے بچنا اور خود کو بھی اور لوگوں سے حفاظت میں رکھنا کیونکہ بہت سے سینوں میں کینہ پنہاں ہے اے عمر جبتک تو خدا سے ڈرتا رہیگا اور اسکی رضامندی کو اپنی خواہشوں پر ترجیح دیتا رہے گا تمام آدمی تجھ سے ڈرتے رہیں گے جان رکھ کہ اہل بہشت کے اچھے اعمال بیان کئے گئے ہیں اور دوزخی کی بری خصلتیں قیامت کے دن عملوں کی ترازو حق کی پیروی میں قایم ہوگی وہ باطل کے واسطے کم اترے گی اے عمر میری نصیحت سن کہ اسے نہ بھلا دینا مہاجرین اور انصار کی جانب داری کیجیو انکی رعایت کرنا انکی فضیلتوں کے حقوق کو پہچانتے رہنا کبھی انکو اپنے سے دور نہ رکھنا ان کے ساتھ حلم اور تواضع سے بسر کرنا ان برتاؤ سے وہ بھی تجھکو ملنے اور پیٹھ پیچھے دوست رکھینگے اور ظاہر و باطن میں تیرے رفیق ہونگے جب عمر رضی اللہ عنہ کو ہر طرح کی وصیتیں کر چکے تو اور لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اسوقت وہاں باہر جانب بیشمار خلقت موجود تھی کہا اے رسول کی امت میں نے عمر بن خطاب کو تم پر امیر مقرر کیا تم بھی قبول کرو اور اسکے حکم سے سرتابی نہ کرنا جسکے سبب تمکو خدا تعالےٰ اور اسکے رسول کی قربت حاصل ہوگی سب نے کہا ہم نے سنا اور منظور کیا پھر بادل غمگین باہر چلے گئے اور امر الٰہی پر رضامند ہوئے اسکے بعد صدیق نے عائشہ کو اپنے پاس بلایا اور کہا اے میری بیٹی میرا آخری وقت آپہنچا عمر کا کوئی لمحہ باقی ہے جب میں شربت مرگ پی چکوں مجھے اچھی طرح غسل دینا حنوط اور کفن دے کر نماز جنازہ پڑھوانا پھر گنبد رسول کے قریب لیجا کر اجازت طلب کرنا کہ بوڑھا غلام ابوبکر دروازے پر حاضر ہے اگر اجازت پاؤ تو بہتر ورنہ مسلمانوں کی قبرستان میں دفن کر دینا پھر کہا انا للہ وانا الیہ راجعون یعنی ہم خدا کے واسطے ہیں اور ہم اسی کی طرف رجوع کرنے والے ہیں جس دن صدیق نے وصیت کی وہ اتوار کا دن تھا اور دوسرے دن پیر کو وفات پائی اس دن مدینہ میں عام بیقراری تھی ہر سمت سے ویسی ہی رونے پیٹنے کی آوازیں آرہی تھیں جیسے پیغمبر کی وفات کے دن غرض غسل دیکر حنوط چھڑکا اور کفن پہنا کر نماز پڑھی اور میت کو اٹھا کر رسول خدا کے روضہ مبارک کے پاس لائے جنازے کو زمین پر رکھ کر سب آدمی دیکھنے لگے کہ پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے یکایک روضہ کے دروازے کے کواڑ ہلے اور قفل الگ ہو کر گر پڑا اور روضہ کا دروازہ کھل گیا یہی اجازت کی علامت تھی تمام حاضرین نے شور مچایا اور جنازہ کو اٹھا کر اندر لے گئے پھر مرقد رسول کے پہلو میں دفن

کیا اسوقت ۱۳ ہجری تھا جمادی الآخر کی ساتویں تاریخ گزر کر بیماری لاحق ہوئی پندرہ روز بیماری میں گذر کر اور بائیسویں جمادی الآخر کو وفات پائی تریسٹھ برس کی عمر تھی مدت خلافت دو برس تین مہینے بائیس دن ہیں باقی خدا ہی خوب جانتا ہے۔

# امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت کا بیان

عمر رضی اللہ عنہ نے خلیفہ ہوتے ہی پہلا خط لشکر شام کے نام لکھا مضمون یہ تھا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ فرمان امیر المومنین عمر بن خطاب کی طرف سے ان مسلمانوں اور مومنوں کے نام ہے جو ملک شام میں ہیں۔ السلام علیکم سب آگاہ ہوں کہ رسول کی امت پر ابو بکر کی وفات سے بڑی مصیبت نازل ہوئی ہے اور یہ بہت ہی بڑا حادثہ وقوع میں آیا ہے وہ بڑا راستگو منصف مزاج حلیم الطبع رحم دل پرہیزگار کریم النفس نیکو کار اور برائیوں سے بچا ہوا پسندیدہ خصلتوں اور مبارک جلال والا تھا اس کا زہد تقوے حلم اور ورع زمانہ کی زینت اور اس کے حالات کی لباس تھی سو خدا کی امت ایسے پیشوا سے محروم ہوگئی اور اسکی وفات سے بہت بڑا نقصان ظہور میں آیا لیکن خدا کی مرضی یہی تھی اور سبکو یہی شربت پینا ہے اسکے حکم پر صبر اور رضا و تسلیم کے سوا اور کوئی چارہ نہیں حکم اسی کے لئے ہے اور ہم اسیکی طرف رجوع کرنیوالے ہیں اس مصیبت عظیم اور حادثہ دردناک واقع ہونے سے پیشتر مہاجرین و انصار کبار اور صحابہ کرام کی موجودگی میں مجھے اپنا نائب اور خلیفہ مقرر کر کے اس امت بزرگ کی باگ میرے ہاتھ میں دی اگرچہ میں نے انکار کیا مگر کچھ حاصل نہ تھا قبول کرنیکے سوا کچھ بن نہ پڑا ناچار آج سے مسلمانوں کے کاموں کی فکر کرنی اور حتی المقدور مصلحتوں اور کاموں کی درستی اور مہموں کے انتظام میں کوشش کرنی چاہئیے اب مصلحت یہ ہے کہ خالد بن ولید امیر ہونے سے دست بردار ہوجائے اور ابو عبیدہ بن جراح کو لشکر کی سرداری سونپ دے جب تم اس فرمان کے مطلب سے آگاہ ہو جاؤ تو ابو عبیدہ کو اپنا امیر سمجھو لازم ہے کہ اپنے کاموں کی درستی کے لئے اسی کے مشورہ پر چلو اور دشمن کے مقابلہ کے لئے اسکے حکم اور تجویز سے انحراف نہ کرو پھر ایک اور خط ابو عبیدہ بن جراح کے نام اس مضمون کا لکھا کہ یہ تحریر عبد اللہ عمر کیطرف سے ابو عبیدہ بن جراح کے نام ہے اے ابو عبیدہ خدا کا شکر ہے کہ تیرے پاس اسقدر فوج ہے جو دمشق کے قلعہ کے فتح کرنیکے واسطے کافی ہے جسوقت تیرے پاس یہ خط پہنچے لشکر کے سرداروں کو بلا کر یہ خط سنا دینا کہ وہ تیرے امیر مقرر کئے جانے سے آگاہ ہو جائیں مطلع رہو کہ خالد معزول کر دیا گیا ہے اسے تیری فرمانبرداری لازم ہے جسقدر فوج کی تجھے ضرورت ہو تیرے پاس بھیجدے اور جسقدر لشکر تیرے واسطے ضروری ہو اسے اپنے پاس رکھ خالد بن ولید بھی انہی لوگوں میں سے ہے جنکی تجکو ضرورت ہوگی اُسے بھی اپنے پاس رکھ جب امیر المومنین عمر کا خط ابو عبیدہ کے پاس پہنچا تو اُسے شرم آئی کہ خالد کو اسکے معزول ہونے کی خبر سنائے بدستور سابق خالد کے پیچھے نماز پڑھتا رہا ایک دن خالد نے سن پایا کہ سب آدمی گفتگو کے وقت اسے امیر کہتے ہیں سمجھ گیا کہ امیر المومنین عمر نے اُسے معزول کر دیا ہے اور ابو عبیدہ کو امیر مقرر کیا ہے کہا خدا صدیق پر رحمت نازل کرے اگر وہ زندہ ہوتا تو مجھے کبھی معزول نکرتا پھر ابو عبیدہ کی طرف متوجہ ہوکر کہا تم نے مجھے میرے معزول ہونیکی خبر کیوں نکی اور کیوں میرے پیچھے نماز پڑھتے ہو اُس نے جواب دیا کہ بیٹے اسلئے اس حال سے مطلع کرنا نچاہا کہ دنیا کے کاروبار اور اسکی امیری کچھ چیز نہیں اور ہم تم بھائی ہیں پھر خدا کے رشتہ میں ایک بھائی دوسرے کا حاکم کس طرح ہو سکتا ہے دینی اور دنیوی امور کے متعلق فرق رکھنا عبث ہے ممکن ہے کہ حاکم رعیت کے بعض باریک امور کی حفاظت کے متعلق غلطی میں پڑ جائے صرف خدا ہی اسکو بچا سکتا ہے الغرض اسلامی فوجوں نے اسی طرح دمشق کے قلعہ کو محاصرہ میں رکھا اور اہل قلعہ کو زیادہ تنگ اور مجبور کرتے گئے دمشق کا حاکم قلقلاق نام فوج جمع کر کے قلعہ سے نکلتا اور مسلمانوں سے لڑتا مسلمان بھی مقابلہ کرتے اور اہل دمشق شکست کھا کر قلعہ میں پناہ گیر ہو جاتے اسیطرح ایک برس تک محاصرہ رہا اب اہل قلعہ بہت ہی تنگ آگئے تھے انھوں نے اپنے بادشاہ ہرقل کو اپنی مجبوری کی اطلاع دی ہرقل اسوقت انطاکیہ میں تھا جواب میں لکھا کہ قلعہ کی حفاظت میں بخوبی کوشش کرتے رہنا اور جہانتک ہوسکے لشکر عرب سے جنگ کرنا قلعہ اُن کے حوالے نہونے دینا مابدولت بھی اس فرمان کے بعد پیادوں اور سواروں کے لشکر جرار سمیت تمہاری مدد کو پہنچتے ہیں اہل دمشق کو اس خبر سے ڈھارس بندھ گئی ہر روز مدد کے آنیکا انتظار کرتے تھے جب ایک عرصہ گذر گیا اور کوئی مدد نہ آئی اور عربی فوج کی طاقت بڑھتی

گئی تو کچھ نامور لوگ ابو عبیدہ کے پاس بھیجکر صلح کی درخواست کی ابو عبیدہ نے بھی منظور کرلیا یہ بات قرار پائی کہ دمشقی ایک لاکھ دینار نقد حوالہ کریں [illegible] صلحنامہ لکھا گیا اور امیر دمشق نے صلح کے متعلق جو روپیہ قرار پایا تھا ابو عبیدہ کے پاس بھیجدیا ابو عبیدہ نے لیکر اس کا پانچواں حصہ [illegible] کر کے امیر المومنین عمر کے پاس بھیجدیا اور صلح کے ہوجانے اور اس قرارداد سے جو اہل دمشق کے ساتھ وقوع میں آیا اطلاع دی باقی مال لشکر میں تقسیم کردیا اُسوقت اُس کے پاس تیس ہزار مرد تھے دمشق کے دروازے کھولدیئے گئے اور مسلمان شاد شاد شہر میں داخل ہوئے فتح دمشق کے وقت عمر کی خلافت کو تیرہ مہینے گذرے تھے اور سنہ ۱۴ھ تھا جب رومیوں کو اس حال کی خبر ہوئی کہ مسلمانوں اور اہل دمشق میں کس طریق سے صلح ہوئی اور عراق میں اسلامی لشکر کسی قدر جمع ہو چکا ہے تو بہت ہی ہراساں ہوئے اور دلوں پر سخت رعب چھا گیا ہر طرف سے رومی فوجیں حرکت میں آئیں بیس ہزار روم کے ترسا اور دس ہزار دہ عرب بھی جنھوں نے روم میں پہنچکر مذہب ترسا اختیار کرلیا تھا جمع ہوئے یہ سب تیس ہزار کا لشکر تھا جس وقت یہ خبر ابو عبیدہ کو پہنچی وہ دمشق میں مقیم تھا عمر عاص کو بلایا سات ہزار سوار جو سامان سے آراستہ کارآزمودہ اور دلیری میں منتخب اور نامور تھے اُس کے حوالے کر کے روم کی طرف روانہ کیا اور اُس کے پیچھے یزید بن ابی سفیان کو سات ہزار سوار دیکر بھیجا اور اُس کے عقب میں شرجیل بن حسنہ کو چھ ہزار سوار دیکر چلتا کیا اب اسلامی فوجوں کی تعداد بیس ہزار تک پہنچ گئی تھی جنھوں نے رومی لشکر کی طرف پیش قدمی کی اُسوقت رومی فوجوں کا قیامگاہ ایک موضع نخل نام تھا اُنھوں نے یہ خبر پاتے ہی کہ بیس ہزار مسلمان اُن پر چڑھے چلے آتے ہیں اپنے بادشاہ ہرقل والی روم کو خط لکھا اور مسلمانوں کے حالات اور اُن کے لشکر کی جمعیت سے آگاہ کیا اور مدد طلب کی ہرقل نے دو بطریقوں کو دو جھنڈے دیکر روانہ کیا ہر اک جھنڈے تلے دس ہزار جوان تھے یہ بیس ہزار کا لشکر مدد کے لئے چلا اب اُنکی ساری جمعیت ساٹھ ہزار ہوگئی۔ عمر عاص نے بھی خط لکھ کر ابو عبیدہ کو اطلاع دی ابو عبیدہ نے خالد بن ولید سے مشورہ کیا کہ جاسوس خبر لائے ہیں فلسطین میں ساٹھ ہزار سوار فراہم ہوگئے ہیں اور بعلبک سے بھی خبر آئی ہے کہ وہاں بیس ہزار کی جمعیت ہے اور فلسطین کی فوجوں سے ملنا چاہتے ہیں یہ بڑی بھاری مہم پیش آئی ہے اور عمر عاص میں اُن لشکروں سے جنگ کرنے کی طاقت نہیں ہے اب کونسی تدبیر مناسب ہے خالد نے کہا آپ عمرو عاص اور جملہ مہاجرین اور انصار کو لکھ بھیجیں کہ مقابلہ میں جلدی نہ کریں تا وقتیکہ میں بعلبک پہنچکر وہاں کی جمعیت کو منتشر نہ کر دوں پھر میں بہ امداد اللہ جل شانہ اس مہم سے فارغ ہوکر فلسطین کی طرف کوچ کر کے وہاں کے مسلمانوں کو مدد دوں گا ابو عبیدہ نے عمر عاص اور تمام سرداران اسلام کے نام جو فلسطین کے مقابلہ پر تھے خط لکھا کہ جنگ کرنے میں جلدی نہ کرنا اس خط کے بعد خالد بن ولید کو مدد کے لئے روانہ کرتا ہوں خالد بن ولید پانچ ہزار سوار لے کر دمشق سے بعلبک کی طرف روانہ ہوا جب قریب پہنچا بعلبک والے اسلامی فوج کو دیکھتے ہی آگے بڑھے شور کرتے تھے اور ڈھول بجاتے تھے آخر لڑائی شروع ہوگئی۔ صبح سے نماز ظہر کے وقت تک جنگ ہوتی رہی اب خالد نے تمام فوج کے ساتھ ایک ایسا دلیرانہ حملہ کیا اور اس قدر رومی قتل کئے کہ تمام زمین اُن کے خون سے لال ہوگئی اللہ تعالیٰ نے مدد کی مسلمان فتحیاب ہوئے رومی تاب مقابلہ نہ لاکر بھاگ نکلے کچھ مارے گئے اور کچھ بعلبک کے قلعے میں جا چھپے اور کسی قدر فلسطین کی طرف چلے گئے بے شمار مال و دولت اور سامان جنگ اور قیدی خالد کے ہاتھ آئے خالد نے خط لکھ کر ابو عبیدہ کو اس فتح مندی سے اور بیشمار لوٹ ملنے سے مطلع کیا اور تمام مال غنیمت ابو عبیدہ کے پاس بھیجدیا۔ ابو عبیدہ نے خوش ہوکر جواب میں لکھا کہ خدائے تعالیٰ نے تجھ کو اہل بعلبک پر فتح دی اب دلجمعی سے فلسطین کی طرف جا۔ خالد بن ولید فرمان کے مطابق فلسطین کی طرف روانہ ہوگیا اور جب رومیوں نے دیکھا کہ مسلمانوں کی کمک ہر طرف سے آرہی ہے اور اُن کی جمعیت روز بروز بڑھتی اور قوت ترقی کرتی جارہی ہے سب کے سب موضع نخل میں جمع ہوگئے اور بہت بڑا اجماع کرلیا ابو عبیدہ نے بھی خبر پائی کہ رومیوں کی تعداد بہت بڑھ گئی ہے اور لشکر عظیم فراہم ہوا ہے دمشق میں ایک نائب چھوڑکر خود بھی مع فوج جانب فلسطین کوچ کیا جس وقت مسلمانوں کے لشکر میں جا پہنچا رومیوں نے بھی آگاہ ہوکر ڈرانے اور دھمکانے کے طریق سے ایک خط بھیجا کہ ہمارے علاقہ

موضع حضیب ہے جو نعمتوں اور میووں اور غلوں سے پُر ہے اپنی جماعت کو نکال لیجاؤ اور جو لوگ اپنے ہی مذہب پر رہنا چاہتے ہیں [illegible]
اپنے ہی ملک میں جو قحط اور مصیبت کی جگہ ہے چلے جائیں ورنہ ہم اسقدر فوجوں سے حملہ آور ہونگے کہ تم کو تاب مقابلہ نہوگی [illegible] تم
میں سے ایک آدمی کو بھی زندہ نچھوڑیں گے سب کو تہ شمشیر کر ڈالیں گے اب ہمنے یہ خط لکھ کر تم کو جتادیا اور اپنے ذمہ سے بری ہو [illegible] فقط
والسلام ابو عبیدہ نے اس خط کو پڑھ کر جواب لکھا کہ تم نے اس ولایت سے نکل جانے کی نسبت جو کچھ لکھا ہے وہ بہت بڑی بھول ہے ہمنے
اس علاقہ کو تم ہی سے بزور شمشیر لیا ہے اور جناب باری سے امید ہے کہ تمہارا باقی ملک بھی ہمکو عطا فرمائے گا تمام ملک اسکا ملک ہے اور ہم
اُس کے بندے ہیں وہ جسے چاہے ملک دے اور دوست رکھے اور جس سے چاہے ملک چھین لے اور ذلیل و خوار کرے اور تمنے جو ہمارے
ملک کی نسبت لکھا ہے کہ وہ محنت و مصیبت اور تکلیف کی جگہ ہے یہ درست ہے ہمنے تکلیف و مصیبت میں صبر کیا اور تمنے نعمتوں کی ناشکری
کی ہم اللہ تعالےٰ کے رسول پر ایمان لائے اور اس کی بھیجی ہوئی کتاب اور اُس کے رسول کی وحی کو ہمنے سچا اور برحق مانا تم نے ناشکری کے
ساتھ کفر کو ترقی دی ہے اسی واسطے اللہ تعالےٰ نے تمہارے ملک کو جو راحت و آسایش اور نعمت و دولت کی جگہ ہے ہمارے فاقہ زدہ اور
ضرر رساں علاقہ کے عوض ہمکو عطا فرمایا اب تم اس خیال کو جانے دو ہم اس ملک سے ہرگز نہ نکلیں گے اور اپنے گھروں کی طرف لوٹ کر نجائیں گے اور ہم سے لڑنے
کے لیے جس لشکر کے بھیجنے کا ذکر کیا ہے کہ ہم اسکا مقابلہ نہ کرسکیں گے اب تک تمہارا جو لشکر ہمسے لڑنے کے لیے آیا ہے ہم اس سے دو چند رہے ہیں اور
ہماں حرب و ضرب اور بہادری میں افضل اور جو لشکر ہماری مدد کے واسطے آیا ہے خدا کی عنایت سے دشمنان دین کے لیے کافی ہے تم بہت جلدی اپنی
سزا پاؤگے اور پچھتاؤ گے ابو عبیدہ کے اس خط کے پہنچنے سے وہ اور بھی شکستہ دل ہوگئے اور بہت بڑا خوف و خطر لاحق ہو گیا ابو عبیدہ کے پاس قاصد
بھیجا کہ اپنے کسی ہوشیار سردار کو ہمارے پاس بھیجو کہ ہم اُس سے گفتگو کریں اور معلوم ہو کہ تم اس ملک میں کس غرض سے آئے ہو اور کسلئے جنگ پر تلے ہوئے ہو
ہم تمہارا حال معلوم کرکے جواب دیں گے ابو عبیدہ نے معاذ بن جبل کو جو صحابہ میں سے بہت بڑے متقی اور سرلشکر تھا اُن کے پاس بھیجا معاذ نے ایک
کشادہ زرہ اور اس پر ریشمی زرد ریشمی لباس پہنکر سر پر لال عمامہ باندھا اور شمشیر آبدار حمایل کرکے ایک تنگی گھوڑے پر سوار ہو اُن کے پاس پہنچا بطریقوں اور
سرداروں کی جماعت کثیر ایسے بیش قیمت اور پُر تکلف فرش پر عمدہ عمدہ تکیے لگائے بیٹھی تھی کہ اُن کی خوشنمائی دیکھ کر آنکھیں جھپک جاتی تھیں
معاذ نے گھوڑے سے اتر کر باگ ہاتھ میں لی اور اُن سے بہت دور کھڑا ہو گیا ہر چند سب نے اصرار کیا کہ گھوڑے کی باگ ہمارے کسی غلام کو دیکر
خود ہم میں آکر بیٹھیے اور جو کچھ ہم کہنا چاہتے ہیں سُنکر اسکا جواب دیجیے اُس نے کہا ہمارا یہی قاعدہ ہے کہ ہم کیا لوگوں سے علیحدہ رہتے ہیں اُن سے
مل کر نہیں بیٹھتے ہیں جو کچھ کہنا ہے کہو میں اُسے سُن کر کھڑے ہی کھڑے جواب دے دوں گا جب انھوں نے اُس کے بیٹھنے کے لئے بہت ہی کہا
تو گھوڑے کی باگ دونوں ہاتھ میں لے کر زمین پر بیٹھ گیا اور کہا لو اب کہو کیا کہتے ہو انھوں نے کہا اے عرب تم خوب سمجھ لو کہ ہم میں معرکہ آرائی
کی جرأت اور قوت بہت زیادہ ہے اور ہماری فوجیں بیشمار ہیں اور ہمارے شہروں اور قلعوں کا کچھ شمار ہی نہیں ہے اگر تمنے ایک دو شہر یا قلعے
لے لیے اور لوٹ کر خراب کر دیے تو کیا ہوا اُن کی وجہ سے ہمکو کوئی نقصان یا کمزوری محسوس نہیں ہوتی کیونکہ ہمارے پاس اعلیٰ درجہ کے
مضبوط اور مستحکم قلعے شمار سے باہر ہیں اور فوجیں بے اندازہ موجود ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہمنے سنا ہے کہ تم حضرت عیسیٰ کو پیغمبر مانتے اور
اُن کے کلام کو سچا سمجھتے ہو اگر یہ سچ ہے تو پھر تم ہم سے کیوں لڑتے ہو اور کس نے ہمارے مال کو لوٹ لینا حلال اور ہمارے بچوں کو غلام
بنالینا جائز تصور کرتے ہو۔ معاذ نے جواب دیا تم نے اپنی فوجوں کی کثرت اور اُن کی دلیری و بہادری کی نسبت جو کچھ کہا ہے اُس کا جواب یہ
ہے کہ گو تمہاری فوجوں کا شمار اور اُن کی تیاری ہم سے بہت زیادہ ہے مگر اہل عرب کی بہادری تم پر روشن دن کی طرح ظاہر ہو چکی ہے اور لڑائی
کے وقت ہم کو اللہ تعالیٰ کی مدد اور فضل پر بھروسہ ہوتا ہے نہ کثرت لشکر پر جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة
باذن الله یعنی اکثر حکم خدا سے چھوٹی چھوٹی جماعتیں بڑے بڑے گروہوں پر غالب آجاتی ہیں تم ہرقل کی سلطنت پر فخر کرتے ہو اور اسی کی مدد

اور ساٹھ ہزار کا دم کرتے ہیں اپنی فوجوں کی کثرت اور دلیری پر تکیہ کئے ہوئے اور ہم محض اس اللہ تعالیٰ کی قدرت اور نصرت پر نظر رکھتے ہیں
جو کبھی نہیں مرے گا اور نہ موت اس تک پہنچ سکتی ہے وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے وہ سب سے بڑا پاک خدا اور برتر قدرت رکھنے والا
ہے تم جس پر بھروسہ رکھتے ہو وہ مرجانے والا ہے اس کا نام و نشان نہ رہیگا اور نہ کوئی اسکا نام لیوا رہیگا ہاں تم نے جو ہمارے سردار کی
نسبت دریافت کیا ہے کہ وہ کس عادت و خصلت کا ہے سُن لو ہمارا حاکم اور امیر ہم ہی میں سے ایک شخص ہوا کرتا ہے جو ہم پر ظلم نہیں کرتا
مخالفت اختیار کرتا ہے جبتک وہ اللہ تعالےٰ کے فرمان کو پورا کرتا رہتا ہے اور اللہ تعالےٰ کی کتاب اور پیغمبر کے طریقہ کے موافق عمل درآمد
کرتا رہتا ہے انصاف سے تجاوز نہیں کرتا عدالت کو برتتا ہے ہم پر امیر اور سردار رہتا ہے نہیں تو اسکو علیحدہ کرکے کسی دوسرے کو جس کی عادت
و خصلت زیادہ نیک ہوتی ہو امیر بنا لیتے ہیں وہ لوٹ کے مال میں سے ہماری برابر حصہ پاتا ہے زرین لباس نہیں پہنتا ہے مخملی تکیہ پر سر نہیں
رکھ سکتا نہ سُنہری کرسی پر بیٹھتا ہے صاحب تواضع ہوتا ہے ۔ حضرت عیسےٰ کے ماننے کی نسبت یہ ہے ہم اُن کو پیغمبر راست گو جانتے ہیں اور
خدا کے بھیجے ہوئے نبیوں میں شمار کرتے ہیں لیکن تمہاری طرح ہم اُن کو خدا نہیں سمجھتے اور تین خداؤں میں سے ایک خدا کہتے ہیں جیسا کہ
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے عما یقول الظالمون علواً کبیراً یعنی ہم اللہ تعالےٰ کو یکہ و تنہا سمجھتے ہیں اور اُس کے واحد ہونے کا اقرار کرتے ہیں اور
اسکو قادر مطلق جانتے ہیں اور تمہارے قول کو ہم مطلق کفر جانتے ہیں اگر تم بھی حضرت عیسیٰ کو ایسا ہی سمجھو جیسا ہم کہتے ہیں تو پھر ہم تم میں کوئی
لڑائی نہو اور ہم تم سے صلح کرلیں اور تمہیں بھی اپنے ہی جیسا سمجھیں لیکن تمہارا قول اور ہے اور ہمارا عقیدہ اور تمہارا یہ سوال کہ ہم تمکو کس چیز کی طرف
رغبت دلاتے ہیں ہم اللہ تعالیٰ کی کتاب اور محمدؐ کی رسالت پر ایمان لانے کے لئے کہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تم بھی اسلامی شریعت مثل نماز روزہ
حج زکواۃ وغیرہ کو قبول کرو صلیبوں کو توڑ ڈالو شراب اور سود اور حرام چیزوں کا کھانا چھوڑ دو اگر تم اُن سب امور کو اختیار کرلو تو ہم تمہارے اور
تم ہمارے ہو ہم تمہارے دشمنوں کے دشمن ہونگے تمہارے مخالفوں سے تمہاری حمایت میں جنگ کریں گے اور ہر ایک امر میں تمہاری امداد اور کمک کو
لازمی امر تصور کریں گے اور اگر اسلام کو قبول نہیں کرتے تو جزیہ دینا اختیار کرو یعنی جو رقم قرار پا جائے سالانہ ادا کرتے رہو پھر کوئی عذر و حیلہ
نہ کرو تو بھی اچھا ہے ہماری طرف سے ہر طرح بے خوف رہ سکتے ہو اور اگر ایمان لانا یا جزیہ دینا منظور نہو تو جنگ کے لئے تیار ہو رہو
رومیوں نے کہا کہ ہمارے تمہارے درمیان بات بہت بڑھ گئی ہے ہمارے قول اور تمہاری خواہشوں میں بہت بڑا فرق ہے ہم تم سے اس
امر پر صلح کرنا چاہتے ہیں کہ ولایت بلقا کو جس پر تم قبضہ کرچکے ہو تمہارے لئے چھوڑ دیں اور تم ملک روم کے اور علاقوں سے ہاتھ روکو
زیادہ لالچ نہ کرو اور اس امر پر صلح کرنا چاہتے ہیں کہ ولایت بلقا کو جس پر تم قبضہ کرچکے ہو تمہارے لئے چھوڑ دیں اور تم ملک روم کے
علاقوں سے ہاتھ روکو زیادہ لالچ نہ کرو اور اس صلح کا وثیقہ لکھا جائے جس پر تمہارے سردار دستخط کردیں اور اُلٹے پھر جائیں اور قبول کردہ
عہد کے پابند رہیں اور ہم بھی اُن قولوں اور اقراروں پر ثابت قدم رہیں گے اس کے بعد تم فارس کے ملک پر چڑھائی کرنا
اور ہم عجم کی معرکہ آرائی میں تم کو مدد دیں گے معاذ نے جواب دیا کہ ولایت بلقا اور روم کے اور علاقے سب ہمارے قبضہ میں ہیں اور
ہمارا یہ قصد ہے کہ اللہ جل شانہ کی مدد سے تم کو تمہارے ملک سے نکال دیں گے اور تمام روم کو اپنا بنا لیں گے جس طرح کی صلح تم چاہتے
ہو وہ بہت ہی بعید اور ناممکن ہے اُنھوں نے کہا ہم تم سے صلح چاہتے ہیں اور تم ہم سے بہت دور کھینچتے ہو اور امن کی خواہش
نہیں رکھتے اُلٹے پھر جاؤ ہم جنگ کے لئے مستعد اور تمہارے نکالنے کے لئے کمربستہ کھڑے ہیں یہ کہکر معاذ کے پاس سے چلے گئے معاذ
نے جب یہ امر ملاحظہ کیا اُٹھا اور اپنے گھوڑے پر سوار ہوکر چلا آیا ابو عبیدہ کے پاس پہنچکر تمام کیفیت بیان کی دوسرے دن صبح کے وقت اسلامی
لشکر نے کوچ کیا ۔ تخمیناً بیس ہزار جوانوں نے کفار پر حملہ کیا رومیوں نے بھی یہ حال دیکھ کر اپنے لشکر کو درست کیا اور اسلامی فوجوں
کی طرف بڑھے اُسوقت رومی لشکر کی تعداد ساٹھ ہزار تھی مقابل پہنچکر علم کھول دئے اور صلیبیں بلند کیں اور معرکہ آرائی کے لئے مستعد

ہو گئے اسلامی فوجوں نے اپنا میمنہ اور میسرہ اور قلب و جناح اس طریقہ سے قایم کیا کہ یزید بن ابی سفیان میمنہ پر تھا شرجیل بن حسنہ میسرہ پر خالد بن ولید قلب میں اور ابو عبیدہ جناح میں سب سے پہلے رومی لشکر نے یزید بن ابی سفیان پر حملہ کر دیا مگر یزید نے بڑی مردانگی سے اس حملہ کو روکا اور اپنی جگہ سے ذرا نہ سرکا اب ایک اور رومی دستہ نے شرجیل پر دھاوا کیا شرجیل نے بھی دلیرانہ جواب دیا اور ذرا نہ ڈگمگایا اسکے بعد دس ہزار سے بھی زاید سیع فوج قلب لشکر پر ٹوٹ پڑی دل و جان توڑ کر جنگ کی خالد نے اعلیٰ درجہ کی بہادری کے ساتھ مقابلہ کیا اور چپہ بھر زمین خالی نہ کی رومی اس غضب کی دلیری کو دیکھ کر عش عش کر گئے اور اہل عرب کی ثابت قدمی سے حیران اور ششدر تھے پھر تو ابو عبیدہ نے دلیرانہ آواز دی کہ اے مسلمانو اس لشکر کی بہادری اور جنگ صرف اسیقدر تھی جو تم نے دیکھ لی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہمکو بچائے رکھا یہی وقت ہے کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے یکبارگی سب کے سب کافروں پر گر پڑو اللہ نے چاہا تو اس کی مدد سے فتح ہوگی یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور دائمی جنت بجز ایسے موقع کے صبر کے اور کہیں نہیں ہے جو اس میدان میں مارا جائے گا شہادت کا درجہ پائیگا اور جو بچ رہے گا فتح اور لوٹ کا مال پائیگا دل سے جنگ کرو اور تلوار و نیزے سے کام لو اسی وقت تمام فوج نے ابو عبیدہ کا ساتھ دیا اور دفعتہً حملہ کر دیا سخت خونریزی واقع ہوئی یکبارگی رومی صفوں پر اسطرح گرے کہ میمنہ اور میسرہ کو توڑ کر منتشر کر دیا لشکر کفار کا بہت بڑا حصہ قتل ہو گیا اور باقی با حال خراب و خستہ بھاگ نکلے اور مسلمانوں نے تکبیر کہتے ہوئے دور تک انکا تعاقب کیا قیس بن ہبیرۃ المرادی نے جو نامور بہادروں میں سے تھا اس لڑائی میں نیزہ و تلوار سے اس قدر کام لیا کہ کئی نیزے ٹوٹ ٹوٹ کر رہ گئے اور تلواروں کی باڑیں گر گئیں جب ایسا ہوتا تھا واپس آکر دوسرے ہتھیار لیجاتا تھا اور پھر دشمنوں سے جا بھڑتا تھا اور ان کے کئی نامور سردار انکو داخل جہنم کیا بیان کرتے ہیں کہ اسدن قیس بن ہبیرہ کے ہاتھ سے دس نیزے اور دو تلواریں شکستہ ہوئیں اور بیس سے بھی زیادہ نامی لوگوں کو قتل اور زخمی کیا اس کے اپنے بدن پر بھی سینتالیس زخم آئے تھے تاہم زندہ اور سلامت رہا الغرض رومی بھاگنے کے بعد پھر جمع ہو کر بیٹھے اور ڈھول تاشے بجانے لگے خالد بن ولید نے ابو عبیدہ کے پاس پہنچکر قلب سپاہ میں قیام کیا اور میمنہ و میسرہ و جناح کو ترتیب دیکر ہر ایک شخص کو اپنی اپنی جگہ پر قایم کر دیا پھر سر کھول ڈالا اور یہ اسکی عادت تھی کہ ننگے سر ہو کر حملہ کرتا تھا اور یہ اسیطرح جنگ کرتا تھا سب نے اسکے ساتھ تکبیر کا نعرہ مارا اور رومی لشکر پر جا پڑے رومی ان کے مقابلہ کی طاقت نہ لا کر بھاگ نکلے مسلمان پس پشت تعاقب کناں تھے اور تلواروں اور نیزوں سے ہلاک کرتے جاتے تھے اس لڑائی میں گیارہ ہزار کے قریب کافر مارے گئے اور مسلمانوں میں سے سات سو آدمی شہید ہوئے بہت سے کافر جو قیدی بن گئے تھے مار ڈالے گئے اور بے شمار لوٹ کا مال جو ہاتھ آیا تھا ابو عبیدہ کے سامنے پیش کیا گیا جسمیں سے خمس نکالکر باقی فوج پر تقسیم کیا گیا ابو عبیدہ نے خمس کا حصہ امیر المومنین عمر کے پاس بھیجدیا اور اس فتح کی اطلاع دی حضرت عمر اس فتح کی خبر پاکر نہایت ہی خوش ہوئے اور خدا کا شکریہ ادا کیا مال خمس مسلمانوں میں تقسیم کر دیا پھر اس کے خط کا جواب لکھا کہ مسلمانوں کی اس فتحمندی کی خبر سے میں شکر الہی بجا لایا تمکو لازم ہے کہ چند روز اس سرزمین میں قیام کرو تاکہ لشکر آرام پائے اور تاوقتیکہ سعد وقاص عراق میں پہنچکر فارس کی فوج کو نہ مٹا دے تم اور علاقوں پر ہاتھ نہ ڈالنا۔

## عمر کی خلافت کے دوسرے سال مطابق ۱۴ سنہ ہجری کے واقعات اور عجم کے مقابلہ پر سعد بن وقاص کا مقرر ہونا

جب خالد بن ولید ابو عبیدہ کی مدد کے واسطے دمشق سے فلسطین کیطرف روانہ ہوا اور عراق میں مثنی بن حارث شیبانی کو اپنا نائب مقرر کر گیا فارس کے بادشاہ یزدجرد اور اسکے سرداروں نے جمعیت کثیر کے ساتھ ارادہ کیا کہ مثنی بن حارث کو عراق اور اسکے نواح سے نکالدیں جب اتفاق ایک دن یزدجرد بادشاہ بارادہ شکار جنگل میں آیا اور ایک گورخر کے پیچھے گھوڑا ڈالا گورخر ٹھہر گیا اور بادشاہ کیطرف مڑکر بحکم الہی گویا ہوا کہ اے یزدجرد اٹھا پھر جا اور خدا کے پیغمبر پر ایمان لا کہ تیری نجات تیرے واسطے اسی میں ہے کفران نعمت سے باز آ میا دا موجب زوال ہو یزدجرد گورخر سے فصیح الفاظ میں یہ بات کو سنکر ڈر گیا فوراً مراجعت کر کے اپنے قیام گاہ پر آ گیا ابھی حیرانی اور پریشانی کے عالم میں تھا اور

حکما کو طلب کرکے گورخر کی بات کہ سنائی عقلمندوں نے کہا یہ تو بڑی ہی عجیب بات ہے ہمارا قیاس یہ چاہتا ہے کہ عراق میں وارد ہونے والے عربوں کی ذات سے کوئی عجیب و غریب امر ظہور پذیر ہوگا۔ مثنیٰ ابن حارث نائب خالد بن ولید نے بھی ایک عجیب خواب دیکھا کہ ایک وجیہ شخص ہاتھ میں علم لئے آرہا ہے اور جب قریب پہنچا تو اس جھنڈے کو میرے ہاتھ میں دیکر کہا فارس کے بادشاہوں کا زمانہ ختم ہوچکا ہے وہ ذلیل و خوار ہوگئے اُٹھ اور خدا سے فتح و فیروزی طلب کر اور خلیفہ سے امداد اور اجازت طلب کرکے عجمی کافروں سے جنگ کر مثنیٰ نے لوگوں سے اس خواب کو بیان کیا تو اُنھوں نے کہا یہ خواب سچا ہے فارس کے بادشاہوں کا زوال شروع ہوگیا ہے وہ بے عزت اور خراب خستہ ہوجائیں گے اور تو مسلمانی فوجوں کا سپہ سالار ہوگا اور تیرے ہاتھ سے عظیم الشان کام بن پڑیں گے اٹھ اور امیر المومنین عمر کے پاس جاکر اس لشکر اور سرزمین کے حالات کہ سنا مثنیٰ نے بھی اس مشورے کو پسند کیا گھوڑے پر سوار ہو چند معتمد آدمی ہمراہ لئے مدینہ کی طرف روانہ ہوا امیر المومنین عمر کی خدمت میں پہنچکر دیکھا کہ آپ مسجد رسول خدا میں موجود ہیں اور گرد و پیش بہت سے مہاجر اور انصار اور صحابہ اور بزرگ اشخاص بیٹھے ہوئے ہیں مثنیٰ نے آگے بڑھ کر سلام کیا امیر المومنین نے جواب دیکر پوچھا تو کون ہے کہاں سے آیا ہے اور کیا مطلب تھا مثنیٰ نے کہا عراق سے آتا ہوں مثنیٰ میرا نام ہے عمر نے کہا مرحبا آج کل عراق کا کیا حال ہے اس نے کہا یزدجرد بادشاہ نے بڑی جمعیت فراہم کی ہے لوریں اسی لئے آیا ہوں کہ اس کی اور اُسکے ملک کی کیفیت عرض کروں عمر نے فرمایا تو نے بہت اچھا کیا جو کچھ تجھے معلوم ہے بیان کر اُس نے کہنا شروع کیا کہ اے امیر المومنین سرزمین عراق بڑی زرخیز ہے مویشیوں اور طرح طرح کے مناعوں سے بھری ہوئی اور دولت سے مالا مال ہے امیر المومنین اس خبر کو سنکر بہت خوش ہوئے اور اسیوقت اُٹھکر منبر پر گئے اور خطبہ پڑھا اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد سرور انبیا حضرت محمد مصطفےٰ صلعم پر درود بھیجکر کہا اے مسلمانوں آگاہ ہو کہ خدا نے اپنے رسول سے وعدہ کیا ہے کہ روم اور فارس کو اہل اسلام فتح کرینگے اس لئے یہ امر بلا شبہہ ظہور میں آکر رہے گا عجم کے کافروں سے جنگ کرنے میں جلدی کرو اور یقین جانو کہ ان معرکہ آرائیوں سے کسرے اور فارس کے اور بادشاہوں کے خزانے تمہارے ہاتھ آئیں گے جبتک تم جہاد کی مشقت نہ اٹھاؤ گے لوٹے اور ثواب حاصل نہ کرسکو گے اور تاوقتیکہ معرکہ آرائیوں کی محنت برداشت نہ کروگے دین و آخرت کی سعادت نہ پاؤ گے میں تمکو ان جہادوں اور جنگوں کی ترغیب دلاتا ہوں تم قبول کرو اور پوری کوششوں اور کامل ارادوں سے اس مہم کو اختیار کرو سستی اور کاہلی کو راہ نہ دو یہ سنتے ہی ابو عبیدہ بن مسعود الثقفی اور سلیط بن قیس الانصاری اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا اے امیر المومنین ہم تابع فرمان ہیں آپ کے حکم کو دل و جان سے بجا لائیں گے جس طرف بھیجو گے جائیں گے اور جدھر کا حکم ہوگا مع عزیزوں رفیقوں اور زن و فرزند کے اسی طرف پہنچیں گے حتی الامکان لڑیں گے اور جب تک ہمارے جسموں میں رمق برابر بھی جان رہے گی کافروں سے مُنہ نہ موڑیں گے امیر المومنین نے ابو عبیدہ ثقفی اور سلیط انصاری کی یہ آمادگی دیکھ کر آفرین کی اور سب لوگوں کے سامنے بڑی تعریف کی پھر کہا اس مہم میں تجھ کو فوج کا سردار کیا اور سلیط کو وزیر اصلاح کار سب آدمیوں نے ابو عبیدہ کی سرداری اور سلیط کی وزارت سے رضامندی ظاہر کی پھر تیاری جنگ ہونے لگی مہاجر و انصار اور ملازمین و خدمتگاران سمیت چار ہزار جنگ جو آدمیوں کا لشکر فراہم ہوگیا اور یہ ہمراہی ابو عبیدہ و سلیط و مثنیٰ کوچ کیا عراق میں داخل ہوتے ہی ربیعہ قبیلہ کے ایک ہزار جرار سوار مثنیٰ سے آملے اب کل پانچ ہزار سوار ہوگئے اور عجمی لشکر کے مقابل جو اس سرحد میں پہنچ گیا تھا خیمہ زن ہوئے فارس کی فوج کے سردار کا نام جاباں تھا عربی لشکر کی آمد سے مطلع ہوکر فارس کی فوج نے جنگ کی تیاری کی اور علی الصباح میمنہ اور میسرہ کو ترتیب دے کر میدان میں آنکلے طرفین نے ایک دوسرے کی طرف بڑھ کر جنگ شروع کردی اور ایسی خونریز لڑائی ہوئی کہ ہر طرف خون کے ندی نالے بہ نکلے اسی اثنا میں ایرانی لشکر کا سردار جاباں نام میدان جنگ میں نکلا اور جوڑ طلب کی اور لشکر اسلام کے چار بہادر

جوان بیکے بعد دیگرے شہید کر دے آخر کار گروہ انصار میں سے ایک شخص جسکا نام مطر بن فضہ تھا سلیط بن قیس الانصاری کی صف سے نکلا اور جاپان سے معرکہ آرا ہوا کچھ دیر تک دونوں لڑتے رہے آخر کار مطر نے ایک نیزہ مار کر اُسے گھوڑے سے گرا دیا اور خود اُتر کر اُس کے سینے پر چڑھ کر چاہتا تھا کہ اُس کا سر کاٹ لے جاپان نے کہا میں مسلمان ہوتا ہوں اور تجھے ایک غلام اور ایک لونڈی مع زر و زیور دونگا تو مجھے نہ مار اپنے سردار کے پاس لے چل مطر اُس کے سینہ پر سے اُٹھ کھڑا ہوا اور اپنے گھوڑے پر سوار کرا کر ابو عبیدہ ثقفی کے پاس لایا ربیعہ قبیلہ کے ایک آدمی نے کہا تو اپنے قیدی کو جانتا ہے کہ وہ کون ہے اُس نے کہا دشمنوں کی فوج کا ایک جوان ہے وہ مسلمان ہوتا ہے اس لئے میں نے اُسے پناہ دی ہے اُس نے کہا یہ جاپان ہے جو اس فوج کا سردار اور فارس کا سپہ سالار ہے تو نے اُسے مفت ہاتھ سے کھو دیا اگر تو اس سے ایک سو لونڈی غلام بھی طلب کرتا تو وہ دے دیتا مطر نے کہا اب تو میں نے اسی بات پر اقرار کر لیا ہے اپنی بات سے نہ پھروں گا عہد سے پھرنا اچھا نہیں اور مردوں کی ایک ہی بات ہوا کرتی ہے جاپان نے اس سے عذر کیا اور دس غلام دو لونڈیاں اور دو ہزار درم دے اور مسلمان ہو گیا پھر اُس نے اسلام میں بڑا مرتبہ پایا اور سب اُسے عزیز رکھنے لگے یزدجرد جاپان کے مسلمان ہونے کی خبر سن کر بہت ہی غمگین ہوا اور آذربائیجان کے بادشاہ مہران کو خط لکھ کر عربی لشکر کے غلبہ اور فتح سے اطلاع دی کہ تو خود آئے اور اپنے لشکر سے میری مدد کر کے عربی فوجوں کو اس ملک سے نکال دے تو فارس کی بادشاہت تجھے دے دونگا اور اپنی لڑکی پوران دخت سے تیرا نکاح کر دوں گا مہران یزدجرد کا خط پاتے ہی آذربائیجان اور اُس کے نواح سے اسی ہزار سوار اور جنگی ہاتھی فراہم کر کے اور ہر طرح کے ساز و سامان سے درست ہو کر یزدجرد کے پاس آیا یزدجرد نے اُس کے پہنچنے سے شیر دل ہو کر بڑی خاطر داری کی اور اپنے اقراروں کو وفا کر کے اُسے مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کر دیا مہران اس لشکر کو لئے ہوئے دریائے فرات پر آپہنچا اور اُس کے کنارے پر خیمے لگا دئے۔ ابو عبیدہ اور سلیط نے اس خبر کو سن کر فارسی فوجوں کی کثرت سے اندیشہ کیا اور مسلمانوں کی دل جوئی کر کے حوصلے بڑھائے اور کہا اگرچہ یہ لشکر شمار میں بے شمار ہے مگر اللہ تعالیٰ ہمارا مددگار ہے ہم کو اپنا دل مضبوط رکھنا چاہئے گھبراہٹ اور بزدلی کا مقام نہیں ہے اس کے بعد حکم دیا کہ دریائے فرات کا پل باندھ کر لشکر اسلامی عبور کر جائے اس دن ابو عبیدہ کے لشکر میں صرف پانچ ہزار آدمی تھے دوسرے دن طرفین کی فوجیں جنگ کے لئے مستعد ہو گئیں اور میدان میں نکلیں فارسی فوجوں کا ایک حصہ مع چند ہاتھیوں کے جن پر سنہری ہودج کسے ہوئے اور ایک ایک سورما جوان اُن کی گردنوں پر بیٹھا ہوا تھا آگے بڑھا اور پیدلوں کے دستے اور سواروں کے پرے جو سر تا پا ہتھیاروں سے آراستہ اور پیراستہ تھے آنے شروع ہوئے اسلامی لشکر نے جب اُن فوجوں اور ہاتھیوں کو دیکھا اور اُن کی اس شوکت و عظمت تیاریوں کو ملاحظہ کیا تو خوف طاری ہو گیا اور دل لرزنے لگے ابو عبیدہ اور سلیط نے آگے بڑھ کر دل بڑھایا اور کفار سے جنگ کرنے کی ترغیب دی اُس کے بعد ابو عبیدہ نے گھوڑے سے اُتر کر پیادہ شمشیر کھینچکر ایک ہاتھی کی طرف رُخ کیا جس پر کافروں کو بہت بڑا بھروسہ تھا تلوار سے سونڈ کاٹ کر ہاتھی کو خاک پر گرا دیا اور پلٹ کر چاہا کہ اپنی فوج میں آجائے مگر پاؤں پھسلا اور گر پڑا دشمنوں نے اس پر دوسرا ہاتھی ریل دیا اور ہلاک کر دیا اس کے بعد وہب بن ابو عبیدہ نے علم سنبھالا اور کافروں کی طرف جھک پڑا کئی نامور بہادر قتل کئے آخر کار خود بھی شہید ہو گیا اور اُس کے بعد اُس کے بھائی مالک بن ابو عبیدہ نے علم لیا اور میدان جنگ میں نکلکر خوب ہی داد شجاعت دی اور کئی کافر قتل کر کے جام شہادت نوش کیا پھر اُس کے دوسرے بھائی جبیر بن ابو عبیدہ نے اپنے باپ بھائیوں کے انتقام کے لئے حملہ کیا اور خوب لڑا اور کئی سرداروں کو مار کر شہید ہو گیا پھر سلیط بن قیس الانصاری نے علم اُٹھایا اور کفار پر حملہ کر کے خونریز جنگ کے بعد شہادت پائی جب اس طرح سے اسلامی فوج کا اکثر حصہ بحکم الٰہی شہید ہو چکا تو مثنی بن حارث شیبانی نے جو بڑا بے نظیر بہادر اور تجربہ کار شخص تھا جھنڈا لیا اور مسلمانوں کا دل بڑھانے کے

لئے کہتا جاتا تھا کہ اے مسلمانو ایمان والو جان جوکھوں کی نوبت ہے اور شمشیر ہڈی تک پہنچ گئی ہے مرنے مارنے کی ٹھان کر مردانگی کی داد دو جو شخص آج مارا جائیگا شہید کہلائے گا اور سیدھا دائمی بہشت میں داخل ہوگا پس تلواریں کھینچ لو اور ایک دل ہو کر کافروں پر ٹوٹ پڑو سب نے اسکا ساتھ دیا اور یک بارگی حملہ کرکے دشمن پر جا پڑے خوب ہی گھمسان کا رن پڑا طرفین نے جی توڑ کر مقابلہ کیا آخر کار مرضی الٰہی یہی تھی کہ مسلمانوں کو شکست ہو راہ فرار بند کرنے کے لئے پہلے ہی پل کو توڑ دیا تھا۔ عربی لشکر کے بہت سے آدمی پانی میں کود کود کر ڈوب گئے اور بہت سے لڑائی میں مارے گئے اسی اثنا میں آفتاب غروب ہوگیا اور لشکروں نے اپنی اپنی جگہ قیام کیا مثنیٰ کے پاس تین ہزار سے زاید آدمی فراہم ہوئے دریا کے کنارے پہنچکر دیکھا کہ پل موجود نہیں ہے مگر بہ بدقت تمام پل باندھا اور دریا کو عبور کرکے دوسری طرف پہنچے دوسرے دن صبح کے وقت بہمن جادو فوج لیکر دریا کے کنارے آیا کہ اہل عرب کا تعاقب کرے پل کو شکستہ پایا اس لڑائی میں مثنیٰ کو بھی سخت نقصان پہنچا تھا اُس کی پسلی کی ہڈیاں ٹوٹ گئی تھیں وہ پہلے اپنے لشکر گاہ میں آیا اندرات کے وقت ایک قاصد مع خط عمر کی طرف روانہ کیا اور لشکر عرب کی شکست اور ابو عبیدہ وغیرہ سردارونکے قتل کا تمام حال لکھ دیا مثنیٰ کا قاصد اسوقت مدینہ میں داخل ہوا کہ حضرت عمر منبر پر بیٹھے ہوئے تھے آگے بڑھکر خط دیا اور سب حال کہہ سنایا عمر نے سر اٹھا کر کہا اے لوگو ابو عبیدہ شہید ہو گئے اور مسلمانوں نے شکست کھائی لیکن تم لوگ غمگین نہ ہو کیونکہ رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ اسلام کو روز بروز ترقی ہوگی یہ کہکر منبر سے اتر آئے بھاگے ہوئے مسلمان بھی تنہا کسی وقت مدینہ میں آئے اپنے اپنے گھروں میں چھپکر ہو بیٹھے زار قطار روتے تھے اور کہتے تھے کہ ہائے ہم کافر ہو گئے کہ کافروں کے مقابلہ پر پیٹھ دکھائی اور جہاد پر سے بھاگ آئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا ایہا الذین آمنوا اذا لقیتم الذین کفروا زحفا فلا تولوھم الادبار ومن یولھم یومئذ دبرہ الا متحرفا لقتال او متحیزا الی فئۃ فقد باء بغضب من اللہ وماواہ جہنم وبئس المصیر یعنی معاذ انصاری ہر شب ان لوگوں کے سامنے اس آیت شریفہ کو پڑھتا تھا اور وہ چیخیں مار مار کر روتے تھے عمر نے ان لوگوں کو طلب کیا وہ نہ آئے پھر عبد الرحمٰن بن عوف کو بھیجا وہ سب کو لیکر آیا عمر نے انہیں مخاطب ہو کر کہا تم اس امر میں معذور ہو اور لڑائی میں ایسے معاملے اکثر پیش آجاتے ہیں اور معاذ قرآن شریف کا مطلب نہیں سمجھا اللہ تعالیٰ نے متحیزا الی فئۃ فرمایا ہے کہ یہ واپسی جہاد سے بھاگ آنے میں داخل نہیں ہے بلکہ متعدد خدمتوں کے لئے ہے اب میں تمکو قوت پہنچاؤں گا کہ کافروں سے بدلہ لے سکو پھر جریر بن عبد اللہ بجلی کو بلا کر کہا اے جریر بات بہت بڑھ گئی ہے مثنیٰ بن حارث زخمی ہے اور دوسرے سرداروں کے مارے جانے اور اب کوئی افسر موجود نہ ہونے کے سبب سے سمجھ سکتا ہے کہ باقی ماندہ فوج کا کیا حال ہو رہا ہوگا تجھے عراق میں پہنچنا چاہئے شاید اللہ تعالیٰ تیرے ذریعہ سے کافروں کے غلبہ کو نیست و نابود کرکے انکے شر کو مٹا دے جریر نے اس امر کو منظور کرکے چھ سو جنگجو جوان ہمراہ لئے اور جانب عراق روانہ ہو گیا جب عراق میں پہنچگیا اور چند منزل جگہ باقی رہگئی تو اُس نے مثنیٰ بن حارث کو خط لکھا کہ تو نے اسقدر جمعیت کے باوجود اتنے مسلمان قتل کرا دئے اور خود زخمی ہونیکا بہانہ کرکے عیش و آرام میں پڑا ہے اور خلقت کو پریشان کر رکھا ہے اب میں آ پہنچا ہوں مردونکی بہادری کو دیکھنا اور ملاحظہ کرنا کہ سردار اور افسر ایسا کچھ کیا کرتے ہیں مثنیٰ جریر کے اس خط کو پڑھکر طعن و تشنیع سے بھڑک اٹھا اور جواب لکھا کہ میں اس فوج کو عراق میں لایا ہوں اور مدتوں ہی کافروں سے معرکہ آرائیاں کی ہیں جسقدر بہادرانہ مقابلے میری ذات سے ظہور میں آئے ہیں وہ سب فوج کے نامور اشخاص پر ہویدا ہیں مرضی الٰہی سے فوج کے چند سردار قتل ہو گئے اور کچھ لوگوں نے دل چھوڑ کر فرار اختیار کیا اور میں باوجود زخمی اور خستہ ہونے کے دشمنوں کے مقابلہ پر موجود ہوں اور رات دن جنگ میں مصروف ہوں اگر امیر المومنین نے تجھے اس لشکر کی مدد کے لئے بھیجا ہے تو دیر کس لئے ہے اور دور ہی دور سے یہ خط و کتابت کیسی بہادری کی شیخی بگھارنی طریقہ انسانیت سے بعید ہے قدم آگے بڑھا اور دشمنوں کا جواب دے پھر ہر ایک کی مردانگی اور دلیری کا حال کھل جائیگا غرضکہ جریر اور مثنیٰ میں اس قسم کی گفتگو پیش آئی مخالفت باہمی کے آثار ظاہر ہونے امیر المومنین عمر کو یہ خبر پہنچی تو یہ امر مناسب سمجھا کہ خود عراق کا عزم کریں صحابہ نے روکا اور کہا آپ کا مدینہ میں رہنا ہی اچھا ہے اسبات سے کافرونکے دلپر اسلام کا رعب جمیگا اور مسلمانوں کو فتح و نصرت نصیب ہوگی امیر المومنین علیؓ نے بھی اس رائے کو پسند فرمایا اور کہا کہ مناسب یہی ہے کہ تم مدینہ میں رہو اور مسلمانوں اور کافرونکے اطراف مملکت پر نظر رکھو اور سعد بن وقاص کو بلا کر اسلامی لشکر کی مدد کے واسطے

نامزد کردو کیونکہ یہ کام اسی سے بن پڑے گا امیر المومنین عمر کو امیر المومنین علی علیہ السلام کی رائے پسند آئی اور کہا ہاں سعد ہی اس کام کی لایق ہے اور اس کے سوا اور کسی سے یہ کام ہو سکیگا نہیں سعد وقاص کو بلایا اور کہا اے سعد جب خداوند تعالے آدم کی اولاد میں سے کسیکو دوست رکھتا ہے تو تمام خلقت اسکو عزیز رکھنے لگتی ہے اور الحمد للہ کہ یہ صفت تجھ میں موجود ہے تو نے عراق کے لشکر کا حال سن ہی لیا ہوگا کہ وہ بغیر سرداروں اور سپہ سالاروں کے تنہا کافروں سے جنگ کر رہا ہے اور جریر بن عبد اللہ اور مثنی بن حارث میں مخالفت آپڑی ہے میں چاہتا ہوں کہ کسی اور کو ان کا سردار بناکر بھیجوں کہ وہ مسلمانوں کی مدد کرے میں تجھی کو اس کام کے لایق پاتا اور تمام لوگوں میں سے تجھی کو پسند کرتا ہوں تو ہی اس لشکر کا سردار ہوگا جو عراق میں ہے اور تو ہی اس تمام فوج کا سپہ سالار ہوگا جواب روانہ کیجائے گی اٹھ اور اس کام کی تیاری کرکے اسطرف روانہ ہو جا میں اللہ تعالی کے فضل و کرم سے امید کرتا ہوں کہ یہ کام تیرے ہی ہاتھ سے انجام پائے گا سعد نے امیر المومنین کے حکم کو قبول کرکے لشکر جمع کیا سات ہزار فوج فراہم ہوگئی سعد وقاص اس فوج کو لیکر روانہ ہوگیا امیر المومنین عمر عرب کے نامور لوگوں میں سے ہر شخص کو جو خدمت میں حاضر ہوتا سعد وقاص کی مدد کیلئے روانہ کر دیتے چنانچہ عمر بن معدی کرب پانچسو سوار ونکی ساتھ آیا اور طلحہ بن خویلد الاسدی آٹھ سو سواروں اور پیدلوں کی جمعیت لایا اور شرجیل بن سمط الکندی سات سو سوار اور پیادوں کے ساتھ اور فراط بن حیان العجلی بھی سات سو سواروں اور پیادوں اور مغیرہ بن شعبہ تین سو کی جمعیت کے ساتھ جنمیں سے بعض گھوڑوں پر سوار تھے اور بعض سانڈنیوں پر اسیطرح اور بھی کئی سر گروہ جو امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوئے سعد وقاص کے پیچھے روانہ کئے گئے ابھی سعد منزل مقصود پر بھی نہ پہنچا تھا کہ یہ فوجیں بھی عقب سے پہنچکر جا ملیں سعد وقاص سردی کی شدت اور مینہہ اور برف کی کثرت کے سبب جس سے تمام آدمی اور مویشی تکلیف میں تھے اشراف نام منزل میں مقیم تھا کہ خبر آئی کہ مثنی بن حارث زخموں کے سبب سے رحلت کر گئے عالم آخرت ہو گیا سعد وقاص نے اس کی زوجہ سلمی بنت حفصہ سے عدت گزرنے کے بعد نکاح کر لیا اور اسی مقام پر قیام پذیر رہا جب موسم سرما کی سختی گذر گئی اور موسم بہار نمودار ہوا سعد وقاص قادسیہ میں داخل ہوا اسوقت یزدجرد مداین میں تھا لوگوں نے اسے خبر دی اور اس نے سعد وقاص کے پاس قاصد بھیجکر درخواست کی کہ چند عقلمند اور نیک خصلت شخصوں کو ہمارے پاس روانہ کرے ہم ان سے دریافت کریں گے کہ تمہارے یہاں آنیکا کیا مطلب ہے اور لڑائی اور صلح کی نسبت اپنے کچھ کہینگے سعد وقاص نے مصاحبوں کے ساتھ مشورہ کرکے لشکر میں سے چند مشہور سردار طلحہ بن خویلد الاسدی جریر بن عبد اللہ البجلی مغیرہ بن شعبہ عامر بن عمر التمیمی شرجیل بن سمط الکندی منذر بن حسان الضبی فرات بن حیان العجلی ابراہیم بن حارث الشیبانی۔ نعمان بن مقرن المزنی بشیر ابی حرما۔ حنظلہ بن الربیع چن کر یزدجرد کے پاس بھیجے اور ہدایت کی کہ اسے دین اسلام کی ترغیب دیں ممکن ہے کہ ہمکو لڑنے کی ضرورت نہ پڑے یہ لوگ سفر کرتے ہوئے دریائے دجلہ اور فرات کو عبور کرکے مداین میں آئے اور یزدجرد کے محل سرائے کے دروازے پر ٹھیر کر داخل ہونے کی اجازت چاہی یزدجرد اولاد سلاطین کے ساتھ شراب نوشی کی محفل گرم کر رہا تھا بالائے بام سے دیکھ کر کہ اہل عرب آرہے ہیں حکم دیا کہ شراب نوشی کے پیالے اور دوسری ناجائز چیزیں اٹھا ڈالیں پھر انکو بلایا عرب کے لوگ یزدجرد اور شہزادوں کے برابر آکھڑے ہوئے یزدجرد نے کہا بیٹھ جاؤ سب اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے مگر مغیرہ بن شعبہ جست کرکے بادشاہ کی تخت پر جا بیٹھا مغیرہ لحیم شحیم آدمی تھا تخت کے پائے اسکا بوجھ نہ سہار سکے ایک طرقے کی آواز آئی جس سے اندیشہ ہوا کہ یزدجرد بھی گر پڑیگا مغیرہ فوراً تخت کے بیچمیں سیدھا کھڑا ہو گیا اور تخت بھی سنبھل گیا یزدجرد کے چوبدار نے چاہا کہ مغیرہ کا ہاتھ پکڑ کر تخت سے نیچے اتارے مگر بادشاہ نے روکا اور چوبدار الٹا پھر گیا یزدجرد عربی زبان خوب جانتا تھا اور بڑی فصاحت سے بول سکتا تھا اور آج جملہ مردمان سفارت کی رائے سے مغیرہ کی باری تھی کہ یزدجرد سے گفتگو کرے مغیرہ شمشیر باندھے ہوئے تھا اور ایک خاص قسم کا صوفدار کپڑا لپیٹ رکھا تھا یمنی چادر پشت پر تھی اور ہاتھ میں کوڑا تھا یزدجرد مغیرہ کی طرف دیکھ رہا تھا کہ اسکی نظر یمنی چادر پر جا پڑی ایک شخص عبور نامی سے جو ترجمانی کی خدمت کیلئے حاضر تھا پوچھا اس کپڑے کا کیا نام ہے اس نے کہا برد یمانی بادشاہ نے اس نام کو فال بد تصور کیا اور کہی دفعہ کہا برد جہاں را یعنی مجھ سے جہان کو لے لیا پھر مغیرہ سے کہا تو قاصد تھا تجھے لازم تھا کہ میری مجلس میں داخل ہونیکے بعد جہاں میں حکم دیتا بیٹھ جاتا

تو میری اجازت بغیر تخت پر کیوں آبیٹھا مغیرہ نے کہا تیرے تخت پر بیٹھنے سے مجھے کوئی بزرگی حاصل نہیں ہوئی مگر میں نے اپنی لائق اس سے زیادہ اور
کوئی جگہ نہ پائی اب اس بات کو چھوڑ دو اور مطلب کی بات کہو یزدجرد نے کہا تم عربوں نے میرے ملک میں کبھی سوداگری کے لئے اور کبھی سفیر بن کر اور
کبھی بھیک مانگتے ہوئے گذر کیا مزیدار کھانے کھائے ٹھنڈے پانی پئے اور ریشمی لباس دیکھے پھر واپس جا جا کر اپنے ساتھیوں کو مطلع کیا اب تم پھولے ہو
اور ایک نیا دین نکال کر لائے لوگوں کو اسکی ترغیب دلاتے ہو اور چاہتے ہو کہ اس حیلہ سے ہماری سلطنت اور دولت و نعمت پر اپنا قبضہ کریں تمہاری مثال
اس لومڑی کی سی ہے جس نے انگوروں کے تختہ میں پہنچکر کچھ کھائے کچھ خراب کئے انگوروں کے مالک نے کچھ خیال نہ کیا جانے دیا پھر اسنے اپنے ساتھیوں
سے جا کہا اور سب کی سب جمع ہو کر آئیں اسوقت باغ کے مالک نے چار دیواری کے تمام دروازے اور رخنے بند کر کے سب کو مار ڈالا اب اگر میں چاہوں تو تم
سب کا یہی حال کر دکھاؤں لیکن میں ایسا کرنا نہیں چاہتا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تم نے غلے کے نہونے اور معاش کی تنگی اور سختیوں کی کثرت کے
سبب اس ملک کا قصد کیا ہے تم کو کھانا اور کپڑا دوں گا اور تم کو عمدہ طور سے بخشش اور خلعت بخشوں گا اور تمہیں میں سے کسی شخص کو تمہارا سردار قرار
دوں گا مغیرہ نے کہا اب تم اپنی سب باتیں بیان کر چکے یزدجرد نے کہا ہاں مغیرہ نے جواب دیا کہ قحط زدگی اور تنگیوں کی بنسبت جو کچھ آپ نے کہا بیشک
سب سچ ہے ہم ایسے ہی تھے چوہے اور گوہ سوسمار کھایا کرتے تھے بکریوں کے بالوں کا کپڑا پہنتے تھے اور حرام و حلال میں کچھ تمیز نہ کرتے تھے اور اپنے چچا
کی اولاد کو ایک کوڑی کے مقابلہ ناچیز سمجھتے تھے اور اپنی ان حالتوں پر ہم فخر کرتے تھے اور ہمارا یہی حال رہا اب خدا نے ہم میں اپنا
رسول بھیجا اور ہم کو بتوں اور بیہودہ چیزوں کے پوجنے سے روکا اور عبادت الٰہی کی توفیق دی حرام و حلال امور سے آگاہ کیا اور حکم
دیا کہ ہم کافروں سے جنگ کریں اور ان ملکوں اور شہروں کو بھی ظاہر کر دیا جو ہم مسلمانوں کے قبضے میں آئیں گے تیرا یہ شہر اور محل بھی ہمارے
قبضے میں آئیگا ۔ تجھے اب ان تین باتوں میں سے ایک قبول کر لینی چاہیے اول یہ کہ تو اس دین الٰہی کو قبول و منظور کرے جس سے تیری بادشاہت
تیرے پاس رہے پھر ہم میں سے کوئی تیری اجازت بغیر تیرے ملک میں نہ آئے گا نہیں تو خراج دینا قبول کر اور خراج دینے کے وقت صاغر بنا اختیار
کر اور اگر یہ بھی منظور نہو تو لڑائی کی تیاری کر جسے خدا چاہے ہلاک کرے اور جسے چاہے سلامت رکھے یزدجرد نے کہا میں نے سب سمجھ لیا لیکن صاغر
لفظ سمجھ میں نہیں آیا مغیرہ نے کہا صاغر کا یہ مطلب ہے کہ جسوقت تو خراج ادا کرے تو کھڑا رہے اور ایک کوڑا تیرے سر پر اس غرض سے رہے
کہ تو اس کے ادا کرنے میں سستی نہ کیا کرے یزدجرد اس بات کو سنتے ہی غضبناک ہوا اور کہا میں نہیں سمجھتا تھا کہ جیتے جی تم جیسوں کی ایسی باتیں
سنوں گا میرا ارادہ تھا کہ تم پر مہربانی کروں گا اور انعاموں اور بخششوں کا برتاؤ رکھوں گا اب تم نے میرے سامنے ایسے بے ادبانہ کلام کئے
ہیں تو میری جانب سے تم کو خاک کے سوا اور کچھ نصیب نہو گا پھر غلام کو حکم دیا کہ مٹی کا ایک طشت بھر کر ان کے حوالے کر دے کہ لے اپنے
امیر کے پاس لیجائیں اور سنا دیں کہ میرے پاس تمہارے واسطے یہی حصہ تھا اور میں ابھی ایک لشکر کو بھیجتا ہوں جو تم سب کو قادسیہ کی
خندق میں زیر خاک دفن کرے گا مغیرہ تخت پر سے اتر آیا اور ہمراہیوں کے ساتھ سوار ہو سعد وقاص کے پاس پہنچا جو کچھ گفتگو پیش
آئی تھی کہ سنائی سعد نے مغیرہ کی سفارت سے خوش ہو کر تعریف کی یزدجرد نے بھی عربی لشکر کے مقابلہ کی تیاری کی اپنے وزیر رستم نام
کو جو بے نظیر بہادر اور تمام فوج کا سپہ سالار تھا بلا کر کہا موسم گذر گیا ہے اور مویشیوں کا چارہ ہر طرف بکثرت موجود ہے فوجوں کو
جمع کر کے عربی لشکر پر چڑھائی کرنی چاہیے اور انہیں اس ملک سے ہٹا دے رستم نے فرمان شاہی کی تعمیل کی اور ہر ایک جانب خط لکھ کر فوجوں
کو طلب کیا سب سے پہلے ہمدان کا سردار پچیس ہزار سوار اور پیدل لیکر حاضر ہوا اس کے بعد شیرزاد حاکم قم و کاشان پچیس ہزار سواروں اور پیدلوں
کی جمعیت سے آیا اصفہان سے شیروان شاہ اسی قدر لشکر جرار لے کر آیا غرضکہ اسی طرح ہر ایک طرف سے صوبہ دار اور حاکم فوجیں لے کر
یزدجرد کے دربار میں حاضر ہو گئے یزدجرد نے انکو بیشمار انعام و اکرام دے کر بالحقی رستم مسلمانوں سے جنگ کرنے کیلئے روانہ کر دیا لشکر کفار نے جسکی
تعداد ایک لاکھ تیس ہزار سوار اور تیس ہزار پیدل تھی اور سب کے سب تو اعددان اور ہر طرح کے سامان جنگ سے آراستہ تھے اسلامی فوجوں کے سامنے

قیام کیا سعد وقاص نے کفار کی تعداد اور تیاری دیکھ کر اندیشہ کیا کیونکہ اس کے جھنڈے تلے کل چالیس ہزار عرب تھی فوراً امیر المومنین عمر کو خط لکھا اور فارسی لشکر کی شمار اور تیاری سے آگاہ کیا عمر نے ابوعبیدہ جراح کو لکھا کہ بیس ہزار بہادروں کی جمعیت سے سعد وقاص کی مدد کرے اس نے بہ تعمیل ارشاد خلیفہ بیس ہزار تجربہ کار جوان روانہ کردیے اب اسلامی لشکر کی تعداد ساٹھ ہزار ہوگئی طرفین کی فوجیں معرکہ آرائی کے لئے نکلیں سعد وقاص نے دائیں بازو پر عمر ابن معدی کرب اور جریر بن عبداللہ بجلی کو مقرر کرکے دس ہزار سپاہ حوالہ کی اور بائیں پہلو پر ابراہیم بن حارث اور علی بن محش عجلی کو دس ہزار فوج دے کر قایم کیا اور قلب میں طلحہ بن خویلد الاسدی اور منذر بن حسان الضبی کو پندرہ ہزار سوار اور پیدل دے کر متعین کیا اسی طرح جناح اور ساق اور کمینگاہ میں چیدہ چیدہ فوجیں مقرر کیں اب دونو طرف کے بہادروں نے ہتھیار سنبھالے سب سے پہلے آذربائیجان کا امیر مہران نام جو یزدجرد کا داماد بھی تھا بڑی شان وشکوہ سے میدان جنگ میں گھوڑا اڑاتا ہوا آیا حریر کی قبا اور دیبا کا قمیص زیب تن تھا جواہر نگار ٹپکہ کمر میں تھا اور دو بیش قیمت موتی کانوں میں پڑے ہوئے تھے اور ایک قوی ہیکل گھوڑا زیر ران تھا ہندی تلوار ہاتھ میں لئے آتش شعلہ کی طرح گھوڑے کو کاوے دیتا جاتا تھا اور کہتا تھا کہ میں آج عربوں کے خون سے اس میدان میں ندیاں بہادوں گا اور یزدجرد کو ان کی طرف سے مطمئن کرکے خلقت کو ان لوگوں کے غرور اور تکبر سے آزاد کردوں گا سعد وقاص نے اپنے ہمراہیوں کی طرف مڑکر کہا اے بہادر پہلوانو دیکھتے ہو کہ یہ کافر کیا بیہودہ بک رہا ہے تم میں سے کون شخص میدان میں نکل کر اس کو سزا دے سکتا ہے منذر بن حسان الضبی قلب لشکر سے نکلکر مہران کی طرف بڑھا اور بولا اے جوان تو یہ شیخی کب تک بگھارے جائے گا ذرا ٹھیر اور مردوں کا حملہ ملاحظہ کر پھر تو دونو نیزے لیکر گتھ گئے اور خوب ہی داد مردانگی دی آخر کار منذر نے نیزہ مارکر مہران کو گھوڑے سے نیچے گرادیا اور خود نیچے اتر کر سر کاٹنے کے ارادے سے تلوار کا ایک ہاتھ چھوڑا مگر مہران نے یہ وار پاوں پر کا اور تلوار بھی پاوں پر لگ کر ٹوٹ گئی اب منذر سر کی طرف آیا کہ بدن سے علیحدہ کرے اسی اثنا میں منذر کا گھوڑا بھاگ نکلا اور وہ پکڑنے کے لئے اس کے پیچھے گیا جریر بن عبداللہ بجلی نے لپک کر مہران کی ڈاڑھی پکڑ لی اور سر کاٹ کر تمام ہتھیار اور قیمتی کپڑے اتار لئے منذر بھی اپنے گھوڑے کو پکڑ کر آیا کہ مہران کا کام تمام کرے دیکھا کہ جریر نے سر کاٹ لیا ہے اور تمام کپڑے اتار لئے ہیں منذر نے کہا میں نے اسے نیزہ مار کر گھوڑے سے گرایا ہے اور تلوار سے اس کا پاوں کاٹا ہے اس کے ہتھیار اور سامان سب میرا حصہ ہے دونوں میں بحث ہونے کے بعد یہ بات قرار پائی کہ جڑاو ٹپکہ منذر پائے اور باقی تمام اسباب جریر بن عبداللہ جب ہتھیاروں اور ٹپکہ وغیرہ کی قیمت کا اندازہ کیا تو ٹپکہ بتیس ہزار درم کا نکلا اور باقی تمام چیزیں دس ہزار درم کی ہوئیں اس دن صبح سے شام تک دونوں لشکر لڑتے رہے رات ہونے پر اپنے اپنے خیموں کی طرف پلٹ آئے دوسرے دن بھی میدان میں نکل کر جنگ شروع ہوئی سب سے پہلے ایرانی فوج کا ایک پہلوان فیروز نام کوہ تمثال ہاتھی پر سوار ہوکر نکلا اور بہادر سپاہیوں کی ایک جماعت اس کے اردگرد تھی مسلمانوں میں سے ایک شخص واسن نام جسکی کنیت ابالہول تھی بنی اسد کے قبیلہ سے نکلا اور فیروز سے جنگ کرنے کا قصد کیا یہ شخص بڑا بہادر اور بہت پھرتیلا تھا گھوڑے کو چند کوڑے لگا کر گرم کیا پھر اس ہاتھی پر حملہ کردیا اور تلوار کی ایک ہی ضرب میں سونڈ دو ٹکڑے کرکے گرادی اسی اثنا میں فیلبان نے بھی ایک وار کیا جس سے اسدی جوان زخمی ہوکر گھوڑے سے نیچے آرہا دوسری طرف سے فیروز بھی ہاتھی پر سے آپڑا مسلمان اسے گرتے ہوئے دیکھ کر ٹوٹ پڑے اور دم زدن میں تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کردیا فیروز کے قتل ہوتے ہی کافروں نے بھی مسلمانوں پر یکبارگی حملہ کیا طرفین سے بڑی خوں ریز جنگ ہوئی آخر کار مسلمان فتحیاب ہوئے کافروں میں سے بہت سے مارے گئے باقی پسپا ہوگئے اور محل قادسیہ جس پر کافر قبضہ کئے ہوئے تھے مسلمانوں کے ہاتھ آیا اس میں بے شمار مال اور غلہ اور ہتھیار برآمد ہوئے یہ محل بہت ہی عالیشان اور نہایت ہی مضبوط تھا سعد وقاص نے بہت پسند کیا اور اسی جگہ قیام فرمایا اور اسلامی فوجیں اسکی گرد اتر پڑیں ایرانی لشکر یہ دیکھ کر کہ کوشک قادسیہ پر مسلمان قابض ہوگئے ہیں اور اسکا تمام مال واسباب انکے ہاتھ آگیا ہے بہت جوش وخروش میں آئے اگلے دن سب نے متوجہ ہوکر اور [illegible] دوسروں کو جنگی ہاتھیوں سے آراستہ کرکے میدان جنگ کا رخ کیا ان کوہ پیکر ہاتھیوں کی ہیبت اور شان وشوکت کو دیکھکر

مسلمانوں کے چھکے چھوٹ گئے اور سوچنے لگے کہ ان ہاتھیوں کا مقابلہ کس طریق سے کرنا چاہئے آخر کار یہی صلاح ٹھیری کہ پیدل ہو کر حملہ کریں سب گھوڑوں پر سے اتر پڑے اور تلواریں کھینچکر ایکدم سے ہاتھیوں پر جا پڑے اُن کی سونڈوں کو لقمہ شمشیر بنا کر تمام گرد و پیش کی جمعیت کو کاٹ ڈالا ایک ایرانی بہادر شہنشاہ نامی صفوں کے درمیان سے گھوڑا اُڑاتا ہوا آیا اور لڑنے والوں کو طلب کیا یکے بعد دیگرے مسلمانوں میں سے چار بہادروں کو ہلاک کیا عمر بن معدی کرب نے جو نہایت ضعیف اور بوڑھا تھا اس کے مقابلہ کا ارادہ کیا اُس کے چچا کی اولاد اُسے روکنے لگی کہ تم بوڑھے ہو گئے ہو اور تم میں پہلی طاقت نہیں ہی اور مرد مقابل جوان اور بہت شہ زور معلوم ہوتا ہے ایسا نہو کہ تمکو صدمہ پہنچے عمر معدی کرب نے ایک نہ سنی اور گھوڑا اُڑا کر میدان میں نکل آیا دونوں نے ایک دوسرے پر حملہ کیا اور میان سے تلواریں گھسیٹ لیں انجام کار عمر معدی کرب نے اُسکے سر پر ایک ایسا ہاتھ چھوڑا کہ وہ زخمی ہو کر گھوڑے سے نیچے آرہا عمر فوراً گھوڑے پر سے کود پڑا اور سینہ پر سوار ہو کر سر کاٹ لیا سر کا تاج اور بدن کا لباس اور کل ہتھیار لیکر اپنی فوج میں واپس آیا تمام بھائی بند نہایت ہی شاد ہوئے اور مرحبا کہتے تھے آج بھی شام تک دونوں فوجیں لڑتی رہیں بہت ہی سخت لڑائی ہوئی رات کے وقت دونوں لشکر اپنی اپنی جگہ پر واپس آگئے چوتھے دن بھی اسی طریق سے صف آرائی ہوئی اور کسی قدر کافروں کو غلبہ حاصل ہوا اور بہتیرے مسلمان قتل اور زخمی ہو گئے قریب تھا کہ وہ بھاگ کر کوشک قادسیہ میں پناہ لیں کیونکہ کافروں کی جمعیت کا رات دن تانتا لگا ہوا تھا اور اُن کی تعداد دم بدم بڑھتی جاتی تھی جب کمک آتی تھی تو وہ ڈھول اور نقارے بجاتے اور بڑا شور و غل کرتے تھے مسلمان بھی خدا کو یاد کر کے نعرۂ تکبیر لگاتے تھے مگر اُن کی جمعیت شہادت پانے کے سبب سے گھٹتی جاتی تھی ان دنوں میں ابو المحجن ثقفی جو عرب کے نامور بہادروں میں یکتا اور بڑا شمشیر زن اور نیزہ باز تھا بجرم شراب نوشی کوشک قادسیہ میں قید تھا ایرانی لشکر کے غلبہ کی خبر اور اُن کے نقاروں کے شور و غل کو سن کر سعد وقاص کی منکوحہ سلمٰی کے پاس آدمی بھیجا کہ تو دیکھتی ہے لشکر اسلام مغلوب ہوتا جاتا ہے اور کافر ہر طرف سے بڑھتے آرہے ہیں میں قید میں ہوں اور شرمندگی کے سبب سعد وقاص سے کچھ نہیں کہہ سکتا کیا تو مجھے خدائے پاک اور پیغمبر دین اسلام کی قسم لے کر اور ایک گھوڑا اور اسلحہ دے کر چھوڑ سکتی ہے کہ میں آج کی جنگ میں شجاعت اور بہادری دکھا کر اپنی شرمندگی کو مٹاؤں شاید میں مسلمانوں کی مدد کر سکوں اور کافروں کو سزا دوں جس سے دنیا میں ناموری اور آخرت میں ثواب پاؤں گا اور تو بھی میرے ساتھ ثواب میں شریک ہو جائے گی سلمٰی کو یہ بات پسند آئی اور اپنایت کی محبت نے جوش مارا اُسے قسم دلا کر قید سے رہا کر دیا کہ اگر جنگ سے زندہ پھر کر آئے تو سعد وقاص کے سامنے نجائے بلکہ اپنی جگہ اسی قید خانہ میں داخل ہو جائے پھر سعد وقاص کی سواری کا گھوڑا اور انہی کے اسلحہ دے کر خدا کے سپرد کر دیا اسوقت سعد کوشک قادسیہ کی بلندی پر کھڑا ہوا تھا اور لڑائی کی کیفیت دیکھ رہا تھا اور اُسے برابر خبر پہنچا رہے تھے اور یہ مسلمانوں کا دل بڑھاتا تھا اور جس طرف مدد کی ضرورت پڑتی تھی سواری کے گھوڑے اور اسلحہ پہنچا رہا تھا ابو المحجن ہتھیار لگا اور سعد کے ابلق گھوڑے پر بیٹھ مسلمانوں کی صفوں میں آیا اور مُنہ پر نقاب لئے ہوئے تھا کہ کوئی شخص اُسے نہ پہچانے پھر وہاں سے نکلکر میدان میں آیا اور اُس ایرانی فوج پر جو غلبہ حاصل کئے برابر مسلمانوں کو دباتی چلی آرہی تھی حملہ کیا کبھی تلوار سے اور کبھی نیزے سے جنگ کرتا تھا تمام مسلمان اُسکی دلیری اور بہادری پر عش عش کر رہے تھے سعد وقاص بھی اُسے دیکھ کر بہت خوش ہو کر تعریف کرتا تھا اور مصاحبوں سے پوچھتا تھا کہ تم اس سوار کو پہچانتے ہو کہ یہ کون ہے وہ کہتے تھے ہم نہیں جانتے بظاہر کوئی فرشتہ معلوم ہوتا ہے جسے اللہ تعالے نے مسلمانوں کی مدد کے واسطے بھیجا ہے یا حضرت خضر علیہ السلام ہیں اور بحکم الٰہی ہماری مدد کو آئے ہیں کیونکہ یہ کسی انسانی طاقت کا کام نہیں ہے کہ اس غضب کی جنگ کرے اور ایسی بہادری دکھا سکے سعد کہتا تھا بیشک یہی بات ہے غرضکہ ابو المحجن جس طرف حملہ کرتا تھا غلبہ حاصل کرتا تھا جس پر ہاتھ چھوڑتا تھا دو ٹکڑے کر دیتا تھا یہاں تک ہوا کہ ایرانیوں کا بڑھنا ہوا قدم پیچھے ہٹنے لگا اور کوئی شخص اُسکے مقابلہ کے لئے کوئی نہ بڑھتا تھا اب ابو المحجن اپنی صف میں چلا آیا اور کسی طرف سے کترا کر اُن سے علیحدہ ہو کر کوشک قادسیہ میں آ داخل ہوا گھوڑے کو طویلہ میں باندھ دیا

اور اسلحہ کھولکر قید خانہ میں آبیٹھا اور سعد کی منکوحہ سے کہلا بھیجا کہ میں واپس آگیا ہوں اپنی لونڈی کو بھیجدے کہ میرے پاؤں میں بیڑی پہنا جاوے سعد کی زوجہ نے تعریف کی اور وعدہ کی سچائی سے خوش ہوئی اور کہلا بھیجا کہ مطمئن رہ جس وقت سعد گھر میں آئیگا تو اُس سے تیری رہائی کے واسطے جس قدر ممکن ہوگا کہا جائے گا جب رات کے وقت سعد گھر میں آیا سلمیٰ نے پوچھا کہ آج اسلامی لشکر کا کیا حال رہا اُسنے کہا کچھ نہ پوچھ مسلمان بھاگ نکلنے ہی کو تھے کہ خدائے تعالے نے ہم پر بڑا احسان کیا ایک بڑا بہادر اور چالاک سوار نمودار ہوا میں نہیں جانتا کہ وہ آدمی تھا یا فرشتہ ایسی مردانہ جنگ کی کہ بیان نہیں ہو سکتی پس پا ہونے کے بعد مسلمانوں کو اُسی کی بہادری کی بدولت غلبہ حاصل ہوا سلمیٰ نے کہا وہ شخص ابو محجن تھا سعد حیران ہوا سلمیٰ نے اسکا تمام حال کہہ سنایا سعد اوس کے پاس آیا بڑی تعریف و توصیف کی اور حکم دیا کہ اسکے پاؤں سے بیڑی نکال ڈالیں اور نصیحت کی اپنے اعمال پر نظر رکھ اور عاقبت سے ڈرتا رہ الغرض تمام شب لشکر کا یہ حال تھا کہ وہ بیحد کوشش کرنے سے تھکے ہوئے تھے اور کشتوں اور زخمیوں کی کثرت کے سبب غمزدہ اور اندیشناک تھے اور سعد وقاص بھی زخمی ہونے کے سبب میدان جنگ میں نہ آسکتا تھا مگر صبح کے وقت ایک تیز رفتار گھوڑے پر زین ڈلوا کر سوار ہوا اور باہر نکلا تمام سردار اُسکے گرد جمع ہو گئے اور کہا اے امیر ہم تمہارے حال اور تمہاری تکلیف سے بخوبی واقف ہیں تم باہر نہ آنے کے لئے مجبور ہو اب اطمینان گھر میں واپس جاؤ ہم جہاں تک قوت مدد دے گی لڑائی میں سخت کوشش کریں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ توفیق حسنہ کی بدولت اس مہم کو بخوبی انجام دینگے سعد نے کہا تم سچ کہتے ہو اور میری تکلیف سے خدا خوب آگاہ ہے تمکو اس جنگ اور مہم کا خود ہی زیادہ خیال ہے میرے کچھ کہنے کی حاجت نہیں ہے کہ تمکو زیادہ ترغیب جنگ دلانے کیلئے فہمایش کروں اس لڑائی کو چار دن گذر چکے آج پانچواں دن ہے میں امید کرتا ہوں کہ آج فتحمندی اور نصرت کا دن ہے انشاء اللہ تعالیٰ لاحول ولا قوۃ الا باللہ یہ کہکر سعد وقاص گھر میں چلا گیا اور بالائے بام بیٹھکر لڑائی کا رنگ ملاحظہ کرنیلگا ایرانی لشکر بڑی تیاری اور انتظام کے ساتھ میدان جنگ میں آیا مسلمان بھی حسب دستور مستعد اور رئیس ہو کر نکلے سب سے پہلے مسلمانوں میں سے جریر بن عبداللہ بجلی نے نکلکر ایرانی صفوں پر حملہ کیا اُسکے بعد علیان بن محش العجلی دشمن پر جا پڑا اُسکے پیچھے ہی ابراہیم بن حارث الشیبانی نے حملہ کر دیا پھر تو عمرو بن معدی کرب اور اور سرداروں اور امیروں نے یکے بعد دیگرے کافروں پر چڑھائی کر دی خوب ہی گھمسان کا رن پڑا مسلمانوں کی تکبیروں کی آواز جن آسمان پر جا رہی تھی فارسی لشکر کے بہت سے سپاہی کشتہ اور خستہ خاک و خون میں لوٹ رہے تھے اور جنگ بڑی خونریزی کے ساتھ جاری تھی کہ اچانک شام کی طرف سے غبار اڑتا ہوا نظر پڑا دونو فوجوں کی آنکھیں اسی طرف لگ گئیں کہ یہ کسکی کمک آتی ہے اسلامی لشکر غمگین تھا اتنے میں گرد ہٹی اور لشکر نظر آنے لگا دیکھا کہ اُن کا سردار ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص ہے جسے بموجب فرمان عمر ابو عبیدہ جراح نے ملک شام سے سعد وقاص کی مدد کے لئے بھیجا ہے ہاشم نے اپنے چچا سعد وقاص کے لشکر کو دیکھتے ہی اپنی دس ہزار فوج کے دس حصے یعنی ہزار ہزار جوانوں کا ایک ایک دستہ قرار دیا اور آپ سب سے اگلے دستہ کے ساتھ آگے بڑھا اور اسلامی لشکر میں پہنچکر سعد وقاص اور دوسرے مشہور و معروف سرداران عرب کا حال پوچھا لوگوں نے کہا سعد بھی سلامتی سے ہے اور اور دوست بھی زندہ ہیں لیکن ایرانی لشکر کو غلبہ حاصل ہے کیونکہ اُنمیں سے ایک مرتا ہے تو سو آدمی اُن کی مدد کے لئے آموجود ہوتے ہیں ہاشم نے کہا تم کچھ فکر نہ کرو اللہ ہمارا اور تمہارا حامی ہے پھر اسکی فوج کے دستے ایک دوسرے کے بعد پہنچنے لگے آخری دستہ کا سردار قعقاع بن عمر ضبی تھا آتے ہی اُسنے ایرانی لشکر پر حملہ کیا بیان کرتے ہیں کہ اُسنے دن بھر میں تیس حملے کئے اور ہر حملہ میں ایک ہی نیزہ سے تین بہادروں تک قتل کئے ایرانی لشکر پر اُس کے پیہم حملوں سے خوف اور رعب چھا گیا اور اُسکی بہادری کے ثنا خواں ہوئے رستم کا بھائی شہریار جو اس فوج کا سردار تھا قعقاع کی جرأت کو دیکھ کر اپنی صف سے نکلا اور قعقاع پر حملہ کیا پھر تو دونو میں جنگ ہونیلگی ایک گھنٹہ نہ گذرا تھا کہ قعقاع نے اُسکی کمر میں ایسا نیزہ مارا کہ وہ گھوڑے سے گر کر مر گیا کافروں نے شہریار کے مرتے ہی شور و غوغا بلند کیا اور زور سے نقارے اور ڈھول تاشے اور جھانجھ بجنے لگے اور جوق جوق مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے طرفین سے بڑے جوش و خروش کی جنگ ہونیلگی بڑا معرکہ کا رن پڑا اسقدر گرد و غبار بلند ہوا کہ دنیا تاریک ہوگئی ایک مسلمان بلند آواز سے کہہ رہا تھا کہ اے

دوستو جنگ بدر واحد کو دیکھنا ہو تو اس معرکہ کو دیکھ لو اب عمر بن معدی کرب نے اپنی قوم کو لیکر بلند آواز سے تکبیر کہتے ہوئے کافروں پر حملہ کیا رجز پڑھتا جاتا تھا اور حملہ پر حملہ کر رہا تھا اور ہر حملہ میں کئی کئی ایرانی جوانوں کو خاک و خون میں ملا دیتا تھا پھر تو جملہ مسلمانوں نے اپنی جگہ سے بڑھکر ایرانیوں پر تاخت کی اور اُن کو اپنی صفوں کے آگے رکھ لیا اور دریائے فرات کے کنارے تک پسپا کر دیا اس جنگ میں دس ہزار سے زیادہ ایرانی قتل ہوئے اور اُنکا لشکر بھاگ نکلا جسطرف جسکا منہ اُٹھا چلا گیا مسلمانوں کو لوٹ میں بے شمار مال و دولت ملی وہ لوٹ سے فارغ ہو کر قادسیہ میں واپس آگئے اور شکست خوردہ فوج کے باقی ماندہ آدمیوں نے مداین کا رخ کیا اور وہاں پہنچکر امن سے ہو بیٹھے سعد وقاص کی یہ رائے ہوئی کہ شکست خوردہ فوج کے عقب میں لشکر بھیجنا چاہیے حکم دیا کہ دس ہزار فوج مع ساز و سامان جنگ لیس ہو کر کافروں کا پیچھا کرے اور ایرانی لشکر کا کام تمام کرکے اطمینان قلبی حاصل کریں مسلمانوں کا لشکر اُن کے پیچھے روانہ ہوا ایرانی اس امر سے واقف ہو کر کہ اسلامی لشکر ہمارے پیچھے آرہا ہے بعالم مجبوری مقابلہ کے لئے مستعد ہوئے مسلمانوں میں سے ایک بہادر سردار ہلال بن علقمہ العقیلی نے رستم پر جو یزدجرد کا سپہ سالار اور وزیر تھا حملہ کیا رستم نے ایک نیزہ مارا جس سے ہلال کا پاؤں مع رکاب چھد کر بستہ ہو گیا ہلال نے بھی اسی گرما گرمی میں ایک ایسی تلوار لگائی کہ رستم کا تاج اور سر کٹ گیا اور شمشیر اس کے سینہ تک اتر آئی رستم گھوڑے پر سے گر پڑا ہلال نیزہ پاؤں سے نکال کر گھوڑے سے اترا اور رستم کا تاج اور اُس کے تمام کپڑے اور اسلحہ لیکر سر کاٹ لیا ایرانی لشکر اپنے سردار کو بے سر دیکھ کر بھاگ نکلا اور مداین میں داخل ہوا یہاں حوضوں کو پانی سے لبریز کرکے زہر قاتل ملا دیا اور بہت سا زہر آمیز کھانا پکا کر ساباط مداین میں رکھ چھوڑا اسکے بعد دریائے دجلہ کو عبور کیا اور اُسکے پلوں کو توڑ کر کہ لشکر عرب اسطرف نہ آسکے یزدجرد کے قیامگاہ کی طرف بھاگے جب مسلمانوں کا لشکر ساباط میں داخل ہوا تو بہت ہی بھوکا اور پیاسا تھا کھانا تیار اور پانی خوشگوار پایا خوب سیر ہو کر کھایا پیا اور آسودہ ہو کر لیٹ بیٹھ رہے خداوند کریم کے فضل سے زہر نے بھی اُنکو کچھ نقصان نہ پہنچایا مسلمانوں نے جگہ جگہ اکثر مکان مقفل پائے اُنکو کھولا تو بے شمار مال و دولت اور اسلحہ ہاتھ آئے سب کے سب اس غنیمت کی بدولت مالا مال ہو گئے پھر تو بڑی خوشیاں منائی گئیں اور شکر الٰہی ادا کیا دوسرے دن سعد وقاص کی یہ رائے ہوئی کہ چند روز اسی جگہ قیام کریں اور جب دریا پر پل تیار ہو جائیں تو پار جاکر کافروں کا کام تمام کریں ایک شخص نے کہا اے امیر جس خدا نے ہمیں خشکی میں حفاظت سے رکھا ہے وہی ہمکو پانی سے بھی بچا سکتا ہے میری یہ رائے ہے کہ فوراً دریا سے گزر کر کفار کا پیچھا نہ چھوڑیں اس امر سے ہماری ہیبت اُن کے دلوں میں جم جائے گی علاوہ نے کہا بے شک یہ رائے درست ہے مگر دجلہ طغیانی پر ہے اور اُسے عبور کرنا مشکل کام ہے اس جوان نے کہا اے امیر سب سے پہلے میں اپنے آپکو گھوڑے سمیت دریا میں ڈالتا ہوں اور مجھے فضل الٰہی سے پورا بھروسہ ہے کہ صحیح سالم پار جا پہنچوں گا یہ کہہ کر پانی میں گھوڑا ڈالدیا اُس کے پیچھے ہی ہلقام بن الحرث العقلی جو عرب کے بہادر لوگوں میں شمار ہوتا تھا داخل آب ہوا اس کی تقلید مرسد بن عبد اللہ اور عمر بن معدی کرب نے کی اس نظارے کو ملاحظہ کرکے تمام سردار اور امیر دریا میں اتر پڑے اور اُن کے پیچھے ہی تمام لشکر نے بھی اپنے اپنے گھوڑوں کو کودا کر کے پانی میں ڈالدیا اور باآواز بلند تکبیر کہتے جاتے تھے اور یہ دعا پڑھتے تھے اللّٰھم لا اجر الا اجرک۔ اُن کے بعد وقاص نے بھی اپنا گھوڑا دجلہ میں ڈالدیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل شامل حال فرما کر سب کو صحیح سلامت دوسرے کنارے پر پہنچا دیا ایک آدمی یا ایک گھوڑا بھی ضایع نہیں ہوا یزدجرد بادشاہ ایران اپنے محل کے جھروکوں سے اس کیفیت کو دیکھ رہا تھا اُن کو اس طریق سے دریا عبور کرتے اور صحیح سلامت اس پار پہنچا ہوا دیکھ کر وزیروں سے کہا کہ یہ لوگ نہ آدمی ہیں نہ پری ضرور شیطانی زمرے سے ہیں دیکھتے نہیں کہ ایسے بڑے دریا کو بغیر کشتی اور پل کے کس طریق سے عبور کر آئے ہیں مناسب ہے کہ ہم یہاں سے اور طرف نکل جائیں اور پہاڑوں اور میدانوں میں پناہ گیر ہوں پھر اُنھوں نے مع زن و فرزند و سامان و دولت جلولا کی طرف رخ کیا اور عرب اُنکے عقب سے داخل مداین ہوئے جو کچھ پایا خوب لوٹا بیان کرتے ہیں کہ کافور کا ایک بھرا ہاتھ آیا جسے نمک کی بجائے برتتے تھے۔ اور کہتے تھے یہ نمک بُرا ہے یکبار اچھا نمک خرید ایک عربی کو دو سونے کے پیالے ملے اُس نے آواز لگائی کہ کوئی ہے جو ان دو زرد رنگ کے پیالوں کے عوض ایک سفید جام دے ایک اور عرب نے اسیوقت ایک چاندی کے پیالے کو بطور قیمت ادا کرکے وہ دو سونے

کے پیالے حزید لئے الغرض سعد وقاص نے مدائن میں قیام کیا اور مال وغنیمت کا پانچواں حصہ عمر کے پاس بھیجا اور تمام کیفیت لکھدی اور عمر بن معدی کرب کی بہت سی تعریف کی یہ خط مع مال وغنیمت عمر کو دیکر جانب مدینہ روانہ کیا جب عمر مدینہ میں پہنچا تو سعد کا خط عمر خطاب کے حوالے کیا آپ نے عمر بن معدی کرب کی تعریف کو پڑھ کر پوچھا سعد کا کیا رنگ ہی اور وہ دوسروں لوگوں سے کس طرح پیش آتا ہے اس نے کہا وہ لشکریوں کا باپ ہے اور معاش کے کام کو عمدہ طور پر انجام دے رہا ہے اپنے مواقع اور اوقات میں ذرا نہیں گھبراتا وہ ایسا ہی جیسا عرب والا اپنے لباس میں یا شیر اپنے جنگل میں اور نبطی جوان اپنی ریاست گاہ میں وہ لوٹ کے مال کو مساوی حصوں سے تقسیم کرتا ہے منصفانہ حکم جاری کرتا ہی اور لشکر سے باقاعدہ کام لیتا ہے آپ نے فرمایا وہ تیری تعریف لکھتا ہے اور تو اُس کی توصیف بیان کرتا ہے اُس کے بعد عمر خطاب نے سعد وقاص کے خط کا جواب لکھا کہ کچھ عرصہ تک مداین ہی میں ٹھہرا رہے اور کسی دوسرے مقام کی طرف حرکت نہ کرنا اور جس لشکر کو ابو عبیدہ نے مدد کی غرض سے بھیجا تھا اُسے واپس کر دے کیونکہ رومی فوجوں نے اپنے مقام سے کوچ کر کے حمص میں قیام کیا ہے اور جمعیت فراہم کی ہی جنگ کو شام کیطرف سے کوئی اطلاع نہ ملے مداین ہی میں قیام رہی سعد نے خلیفہ کے حسب الحکم مداین میں قیام کر دیا اور جو فوج شام سے آئی تھی اُسے واپس بھیجدیا

## سنہ ۱۴ ہجری میں ابو عبیدہ بن الجراح کا مُلکِ شام میں فتح پانا اور شہر حمص کا تسخیر ہونا

جب عمر بن الخطاب کے حکم سے عربی فوج نے عجمیوں کی جنگ سے ہاتھ روک لیا اور رومیوں کیساتھ نبرد آزمائی کی نوبت آئی تو ابو عبیدہ بن جراح متردد تھا کہ بیت المقدس کیطرف بڑھے یا ہرقل پر حملہ آور ہو اُس نے عمر بن خطاب کو خط لکھا کہ ان چند مہینوں کے عرصہ میں اجازت جنگ نہونے کے سبب اہالیان لشکر عیش و راحت سے بسر کرنے لگے ہیں اور بعض شراب نوشی کی طرف راغب ہو کر اُسے اچھا سمجھتے ہیں ایسے لوگوں کی نسبت کیا حکم ہے عمر بن خطاب اس خط کو پڑھ کر متفکر ہوئے کہ کیا جواب دیں حضرت علی علیہ السلام سے دریافت کیا کہ مسلمان اپنے آپ کو شراب سے نہیں روکتے اور حد شرعی کو خاطر میں نہیں لاتے اُسے خفیف امر تصور کرتے ہیں حضرت نے فرمایا ان السکران اذا سکر ھذی و اذا ھذی افتری و اذا افتری فعلیہ ثمانون یعنی اب شراب نوشی کی سزا اسّی دُرّے مقرر ہوگئی تو عمر بن خطاب نے ابو عبیدہ کے جواب میں لکھا کہ سب کو جمع کر کے یہ احکام سنا دے شاید شراب خوری ترک کر دیں اور آئندہ کے لئے توبہ اور عہد کر لیں جب یہ خط پہنچا تو ابو عبیدہ نے تمام مجمع کر کے روبرو پڑھ کر سُنا دیا اور کہا سفر کی تیاری کرو میں یہاں سے حلب جاؤں گا اور اُسکے فتح کرنے کے بعد انطاکیہ کا عزم ہو کہ ہرقل سے معرکہ آرا ہوں سب مسلمانوں نے کہا ہم آپ کے حکم کی تعمیل کے لئے حاضر ہیں اسی وقت ابو عبیدہ نے عامر بن صفوان بن عامر الاسلمی کو اپنا نائب قرار دے کر دمشق میں چھوڑا اور پانسو سواروں کا دستہ اس کے حوالہ کیا خود دمشق سے باہر نکلکر خیمے کھڑے کئے پھر بقاع اور بلدہ کی طرف کوچ کیا وہاں پہنچکر فوج کو قلعہ کے گرد ڈالدیا اور حکم دیا کہ محاصرہ میں سختی کریں کوئی شے ہو تھوڑی یا بہت حمص کے حصار کے اندر پہنچانے دیں حصار کے لوگ تنگ حال ہو گئے کھانا تک نہ رہا جب زیادہ سختی گذرنے لگی سامان جنگ کر کے باہر نکلے اور لڑائی شروع کر دی خالد بن ولید نے شرقی دروازہ کی طرف سے اور ابو عبیدہ نے غربی دروازہ کی سمت سے حملہ کیا اور مخالفین کی بہت سی جمعیت قتل کر ڈالی اہل حمص یہ حال دیکھ کر حصار کے اندر چلے گئے اور دروازہ بند کر کے پناہ گیر ہوئے مگر اُن کے دلوں میں اسقدر ہیبت سما گئی تھی کہ وہ رات بمشکل تمام بسر کی علی الصباح ابو عبیدہ کے پاس قاصد بھیجا کہ مصالحت کر لیں ابو عبیدہ نے کہا ستر ہزار دینار نقد حوالہ کریں اور ہر سال فی کس چار دینار جزیہ دینا قبول کریں اور جس وقت مسلمانوں کا عامل اُن کے پاس پہنچا کرے تو اُسکو تعظیم و تکریم کے ساتھ ایک دن اور ایک رات مہمان رکھا کریں اور مسلمان بھی اُن کے ساتھ رعایت کرینگے طرفین سے ان امور پر رضامندی ہوگئی اور ایک عہدنامہ لکھا گیا جس پر مشہور و معروف لوگوں

دستخط بھی ہو گئے اُسکے بعد حصار کے دروازے کھل گئے اور مسلمان اندر داخل ہو گئے اور باہم امن و اطمینان سے رہنے لگے ابو عبیدہ نے حمص کے حصار میں قیام کیا اور فوجوں کو لوٹ مار کرنے کی غرض سے ہر سمت بھیجنا شروع کیا پھر امیر المومنین عمر کی خدمت میں اس مضمون کا خط لکھا کہ سلام و نیاز کے مراسم کی بعد امیر المومنین کو معلوم ہو کہ حمص جو شام کے سب سے عمدہ شہروں میں سے ایک شہر ہے اور جس کا خراج اور دیگر فوائد بے شمار ہیں اہل اسلام نے فتح کر لیا ہے اور کیفیت یہ ہے کہ ہم نے حمص کے قریب پہنچکر اول اس کا محاصرہ کر لیا تھا آخر کار اس مستحکم قلعہ کی جمعیت کثیر نے باہر نکل کر جنگ کی بڑی سخت لڑائی پیش آئی ہم نے جماعت کثیر کو قتل کر دیا باقی بھاگ کر قلعہ میں پناہ گیر ہوئے اور دروازے بند کر لئے دوسرے دن انھوں نے صلح کا پیغام بھیجا میں نے شرائط مفصلہ ذیل پر صلح منظور کر لی کہ ستر ہزار دینار نقد حوالے کریں اور ہر شخص سالانہ چار دینار جزیہ دیا کرے اس قرار داد پر عہد نامہ لکھا گیا ہے جس پر اکابران قوم کے دستخط ہو کر پختہ صلح ہو گئی ہے اب زر مصالحت کا پانچواں حصہ بھیجا جاتا ہے اور جو کچھ میں نے امیر المومنین کی خدمت میں عرض کیا ہے اُسکا خیال ہے فضل باری تعالیٰ سے امید ہے کہ لشکر اسلام کو اب روز بروز فتح حاصل ہوتی جائے گی اور مومن ہی فتحیاب ہونگے فقط والسلام جب یہ خط امیر المومنین کی خدمت میں پہنچا تو بہت بڑی خوشی منائی گئی اس فتحیابی اور مال و غنیمت کے لئے شکر یہ الٰہی بجا لائے اور تمام مسلمان شاد و شاد ہو گئے اور خدا کا شکر کرتے تھے امیر المومنین نے ابو عبیدہ کی خط کا جواب لکھا کہ حمد و ثنا اور درود محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ابو عبیدہ کو واضح ہو کہ خط پہنچا اور مسلمانوں کی فتحمندی پر شکر الٰہی ادا کیا گیا اور تمام احوال مندرجہ سے کہ ہر سمت کو اس غرض سے فوج بھیجی جا رہی ہے کہ کافروں کا مال و متاع لوٹ لائیں اور اُنکے زن و فرزند کو گرفتار کر لائیں تا کہ وہ اسلام کو قبول کریں یا جزیہ دینا اختیار کریں آگاہی حاصل ہوئی میری رائے میں یہ امر مناسب ہوگا کہ ابھی فوجوں کو اپنے پاس سے علحدہ نہ ہونے دیں اور حمص میں قیام رکھے زیادہ سلام اس خط کے پہنچتے ہی ابو عبیدہ نے خلیفہ کے فرمان کی تعمیل کی جن امیروں اور سرداروں کو ادھر اُدھر بھیج رکھا تھا اپنے پاس واپس بلا لیا اور شہر حمص میں قیام کیا

## اسلامی فوجوں سے لڑنے کے لئے رومی لشکر کا جمع ہونا

جب مسلمانوں نے شہر حمص کو فتح کر لیا تو وہاں کے شکست خوردہ بطریق بھاگ کر روم کے بادشاہ ہرقل کے پاس آئے ہرقل اُسوقت انطاکیہ میں تھا اپنی قبضہ سے شہر حمص کی نکلجانیکا حال سنکر نہایت ہی غمگین ہوا اور کہا مجھ سے اُن عربوں کا حال بیان کرو کیا وہ تم جیسے آدمی نہیں ہیں یا تمہاری تعداد اُن سے زیادہ نہیں ہے جواب دیا ہاں یہ سب سچ ہے کہ ہم جیسے ہی آدمی ہیں اور شمار میں بھی ہم اُن سے زیادہ ہیں ہرقل نے کہا پھر تم اُن کے سامنے سے کیوں بھاگ نکلتے ہو ایک بڈھے عقلمند نے جواب دیا اے بادشاہ میری سمجھ میں ایکبات آتی ہے اگر حکم دے تو عرض کروں ہرقل نے کہا بیان کر بڈھے نے کہا اہل عرب نیکوکار آدمی ہیں اور ہم اُن کے برخلاف بدکار وہ اصلاح کرنے والے ہیں اور ہم فسادی وہ پاکباز ہیں اور ہم فاجر جب ہم اُن پر حملہ کرتے ہیں وہ قدم جمائے رہتے ہیں اور جسوقت وہ ہم پر حملہ آور ہوتے ہیں تو ہمارے پاؤں اُکھڑ جاتے ہیں ہرقل نے کہا مجھے اس بات سے بڑی حیرت ہے کہ جب تم اُن سے بہت زیادہ ہو اور اسلحہ اور شان و شکوہ میں بڑھے ہوئے پھر کیوں قایم نہیں رہتے بڈھے نے جواب دیا کہ اُن لوگوں کے عمل ہمارے اعمال سے زیادہ فضیلت رکھتے ہیں وہ دن میں روزہ رکھتے ہیں اور رات کو نمازیں پڑھتے ہیں اقرار کے پورا کرنے والے ہیں حکم الٰہی پر چلنا اور ممنوعات سے بچنا اُن کے افعال و اعمال کا خاص حصہ ہے ہم لوگوں پر جبر کرتے ہیں قول کے پابند نہیں ہیں شراب پیتے ہیں گناہ کرنے کو سہل سمجھتے ہیں اور خدا کو ناراض کرتے ہیں ہرقل نے کہا جو کچھ تو نے بیان کیا بالکل سچ ہے اور بہت ہی کم آدمی ہیں جو تیرے جیسی صاف بات کہہ گذرتے ہیں اب میری یہ رائے ہے کہ خاص و عام سمیت اس شہر سے نکل جاؤں اور کسی شہر میں سکونت اختیار کروں کیونکہ مجھے تم لوگوں کے ساتھ رہنے میں اچھی چیز نظر نہیں آتی تم خراب کام اور بری حرکتیں

کرتے ہو بڈھے نے کہا اے بادشاہ شام جیسے علاقہ کو جو دنیا کی بہشت اور جہان کا خلاصہ ہے ایسی حالت میں کہ یہاں ابھی تک کوئی جنگ نہیں ہوئی نہ دشمن کا قدم ہی اس جگہ تک آیا ہے چھوڑ جانا مناسب نہیں ہرقل نے کہا اے بڈھے ہم دشمن سے مختلف مقاموں پر لڑے نہ مراجنادین بعلبک دمشق نحل اردن اور بلقا پر مقابلے ہوئے لیکن ہر جگہ انہی لوگوں کو فتح حاصل ہوئی اب شہر حمص بھی جو روم کا دار الحکومت تھا ہم سے چھین لیا بڈھے نے جواب دیا کہ یہ تقدیری باتیں ہیں ان کے سبب دل نہ ہارنا چاہئے لڑائیوں میں ایسا ہی ہوا کرتا ہے کبھی فتح ہے کبھی شکست تمکو اپنا کام درست کرنا چاہئے لازم ہے کہ فرمان جاری کرو اور تمام اطراف ملک سے تجربہ کار بہادر سپاہیوں کو فراہم کرو اور عربوں سے لڑنے کے لئے چیدہ چیدہ بہادر بھیجو اللہ نے چاہا تو فتحیاب ہوگے اور ان کو اپنے ملک سے نکالدو گے اگر الٹا معاملہ ظاہر ہوا اور دشمن غالب آیا تو اسوقت ملک کو ان کے حوالے کر دینا مجبوری میں داخل ہوگا اور پھر کوئی شخص تجھکو ملامت نہ کرے گا ہرقل کو بڈھے کی نصیحت پسند آئی تیز رو قاصد ہر طرف کو دوڑا دیئے اور تمام حاکموں اور سرداروں اور امراء دولت کو لکھدیا کہ فی الفور سپاہی فراہم کر کے حضور والا میں روانہ کریں تھوڑے ہی عرصہ میں بے شمار فوجیں آموجود ہوئیں جن میں بڑے بڑے بہادر اور نامور لوگ شامل تھے ہرقل نے اپنے وزیر مسمی ماہان کو طلب کیا گراں بہا خلعت بخشا اور تین لاکھ دینار نقد بطور انعام دے کر ایک لاکھ فوج کا افسر مقرر کیا اسی طرح دوسرے وزیر کو بھی بلایا انعام واکرام دے کر ایک لاکھ جوانوں کا سردار بنایا تیسرے وزیر کو بھی خلعت وانعام دے کر ایک لاکھ سپاہ پر مامور کیا اور ان سب پر وزیر اعظم کو مقرر کر کے حکم دیا کہ وزیر اعظم کا حکم مانیں باقی فوج اپنی پاس رکھی پھر فوج کے سرداروں اور امیروں کی طرف مخاطب ہو کر کہا تم دیکھ رہے ہو اور جانتے ہو کہ عربی فوجوں نے ہم پر کیسا غلبہ حاصل کیا ہے شہر چھین لئے ہیں اور اب ہماری طرف آرہے ہیں ہمارے زن و فرزند اور مال و دولت کی لوٹ کی طمع دامن گیر ہے چاہتے ہیں کہ سبکو باندھ لیجائیں اور اپنے کام میں لائیں لازم ہے کہ ایکدفعہ خوب ہی جان توڑ کر مقابلہ کرو اور انکو اچھی طرح سے سزا دو اگر ذرا بھی سستی اور بزدلی اختیار کروگے تو بعینہ وہی حال ہوگا جس کا میں نے ذکر کیا ہے سب نے دل سے قبول کیا اور اس ارادہ سے کہ مردانہ جنگ کریں گے مسلمانوں کی طرف متوجہ ہوئے رومی فوجوں کی تیاری اور فراہمی کی خبر سنتے ہی ابو عبیدہ نے بھی اپنے سرداران لشکر کو جمع کیا اور صلاح لی سب نے کہا ہم تھوڑے سے ہیں اور دشمن بے شمار اور ہمارے اہل و عیال بھی مخالفوں کے ملک میں موجود ہیں یہ بات مناسب معلوم ہوتی ہے کہ ہم اپنے بال بچوں کو شہر حمص سے دمشق میں پہنچا دیں کیونکہ یہاں کے باشندوں کی نسبت وہاں کے لوگوں پر زیادہ بھروسہ ہے وہاں پہنچکر اپنی مضبوطی کرلیں اور خلیفہ کو اطلاع دیں اگر دشمن نے اسقدر توقف کیا کہ امیر المومنین عمر کے پاس سے جواب اور مدد آجائے تو گویا مراد بر آئی ورنہ خدائے تعالیٰ پر بھروسہ کر کے خود ہی معرکہ آرا ہوں گے اور فتح اللہ کی طرف سے ہے پس اس صلاح کے مطابق حمص سے کوچ کر کے مع زن و فرزند دمشق میں چلے آئے اور ابو عبیدہ نے عمر رضی اللہ عنہ کے نام خط لکھا جس کا مضمون یہ ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم دعا و ثنا کے بعد امیر المومنین کو معلوم ہو کہ انطاکیہ سے جاسوس خبر لائے ہیں کہ روم کے بادشاہ ہرقل نے بیشمار جمعیت کو فراہم کر کے سامان جنگ سے ایسا آراستہ کیا ہے کہ کسی بادشاہ کو یہ شوکت نصیب نہیں ہوئی اب وہ ہم سے لڑنیکا ارادہ رکھتا ہے آج کل ہی میں حملہ کیا چاہتا ہے ہمکو اندیشہ ہے اگرچہ حمص کا قلعہ بہت مضبوط ہے لیکن بایں وجہ کہ وہاں کے باشندوں پر زیادہ اعتماد نہیں ہو سکتا اور اس بیشمار جماعت سے مقابلہ کی طاقت نہیں تھی وہاں رہنا مناسب نہ سمجھ کر ہم مع اہل و عیال دمشق میں چلے آئے ہیں اور صورت حال سے امیر المومنین کو اطلاع دیتے ہیں اس معاملہ میں جو حکم مناسب ہو صادر فرمایا جائے فقط والسلام عمر نے ابو عبیدہ کا خط لیکر کھولا اور پڑھا تو بشرہ مبارک سے آثار رنج و ملال ظاہر ہوئے اور فرمایا کہ خدا نے مسلمانوں کو پے در پے کئی فتوحات عطا کی ہیں لوٹ میں بہت سا مال و متاع ہاتھ آیا ہے یہ بات مناسب نہ تھی کہ بغیر جنگ کئے دشمن کے سامنے سے پیچھے ہٹ آئے کیونکہ اس بات کا بڑا اندیشہ ہے کہ دشمن ہمارے دمشق میں واپس چلے آنے کو ہماری کمزوری سمجھ کر زیادہ دلیر بن جائیگے دوستوں نے کہا اے امیر المومنین دیکھنے والے خوب جانتے ہیں دور بیٹھنے والے ایسے واقف نہیں ہو سکتے اسدفعہ ہرقل نے اسقدر جمعیت بہم پہنچائی ہے کہ پہلے کبھی نہ دیکھی تھی اور نہ کسی اور بادشاہ

کو نصیب ہوئی ہے اسوقت یہی بات مناسب ہے کہ امیر المومنین زبردست فوج بھیجکر انکو مدد دے امید ہے کہ اسدفعہ بھی ہمکو فتح نصیب ہوئی
تو تمام ملک روم مسلمانوں کے ہاتھ آجائے گا اور کافر ایسے نیست و نابود ہوجائیں گے جیسے عاد و ثمود ہلاک ہوئے تھے امیر المومنین نے کہا اے
دوستو خوش رہو اللہ جل شانہ اپنے بندوں کا مددگار ہے وہی انشاء اللہ اس کام کو انجام دیگا جس سے تمام مسلمان بشاش ہوجائیں گے پھر ابوعبیدہ
کی مدد کے لئے عامر بن حذیم کے ہمراہی میں تین ہزار نامور بہادر مہاجرین اور انصار دیکر کہا کہ اسی وقت شہر سے نکل جاؤ عامر نے قبول کیا اور
فی الفور شہر سے باہر خیمے لگا لئے اس کے بعد امیر المومنین نے ابوعبیدہ کے خط کا جواب لکھا کہ دعا و سلام کے بعد ابوعبیدہ کو واضح ہو کہ
تمہارا خط پہنچا مضمون معلوم ہوا حمص جیسے پرنعمت شہر کو جسے اللہ تعالے نے تمکو بخشا تھا چھوڑ کر دمشق میں چلے آنا میرے رنج و افسوس کا باعث
ہوا اور مجھکو یہ کام بہت ناگوار گذرا لیکن میں یقینی طور پر سمجھتا ہوں کہ سمجھدار اور تجربہ کار اشخاص نے ازروئے صلاح و مشورہ اسی کام
کو مناسب اور مفید سمجھا ہوگا اور جس مہم کو وہ فکر و تامل اور مشورہ سے انجام دیں گے ضرور اس میں کامیاب ہوں گے اور اسکا نتیجہ ہر طرح
نیک اور اچھا ہوگا اور جو مدد طلب کی تھی اسے میں منظور کرتا ہوں عامر بن حذیم کو لشکر جرار کے ساتھ مدد کے لئے بھیجتا ہوں وہ اس خط سے پہلے
تمہارے پاس پہنچ جائے گا ہاں اس دفعہ دشمنوں کی کثرت اور رومی فوجوں کی زیادتی کی نسبت جو کچھ لکھا ہے اس سے شکستہ خاطر ہونا چاہئے کیونکہ
فتح اور نصرت لشکروں کی زیادتی پر منحصر نہیں ہے اکثر ایسا ہوا ہے کہ تھوڑی جمعیت نے بڑے لشکر کو شکست دے کر پریشان کر دیا ہے اللہ تعالی
کی عنایتوں پر بھروسہ رکھو وہی اچھا مالک اور سچا مددگار ہے جب عمر کا یہ خط ابوعبیدہ کو ملا تو وہ دمشق میں تھا خط پڑھتے ہی دل بڑھ گیا دمشق کی موجودہ فوج کا
شمار کیا گیا سب ۲۴ ہزار آدمی تھے اور عامر بن حذیم کے پہنچنے پر جسے امیر المومنین نے مدد کے لئے بھیجا تھا ۲۷ ہزار جوان ہوگئے ابوعبیدہ نے عمرو بن عاص کو بلا کر
چار ہزار سوار دیکر کہا کہ شہر اردن کو روانہ ہوجاؤ اور وہاں پہنچکر قیام کرو اور جہاں تک ہو سکے لشکر کفار کو اسلامی فوج سے ڈراؤ اسی اثنا میں ابوعبیدہ کو
خبر لگی ہرقل کا وزیر ماہان ایک لاکھ فوج لیکر حمص میں داخل ہوگیا اور اہل شہر کو بہت ملامت کی اور سخت و سست کہا کہ ایسے مضبوط شہر کو مسلمانوں
کے حوالہ کیوں کر دیا تھا انھوں نے جواب دیا کہ ہمسے شہر کی حفاظت ہونی ناممکن تھی اور نہ ہم عربوں سے جنگ کرنے کی طاقت رکھتے تھے تم بادشاہ
اور امیر وزیر ہونے کے سبب اس ملامت کے زیادہ حقدار ہو کیونکہ ان کے مقابلہ کی تاب نہ لاکر بھاگ نکلے اور ہمکو چھوڑ گئے ہماری کچھ مدد نہ کی جب
ضرورت ہمسے ان سے صلح کر لی روپیہ دے کر اپنے اہل و عیال اور مال و اسباب اور جانوں کو بچایا پھر خبر آئی کہ ایک اور سردار ایک لاکھ جوان
لیکر یرموک کے متصل خیمہ زن ہوا ہے ماہان اپنی جمعیت کے ساتھ حمص سے نکلکر دوسرے سرداروں کے ساتھ آملا سب کی فوجیں مل ملاکر چار لاکھ
ہوگئیں مسلمانوں کو اس خبر سے اضطراب پیدا ہوا اور انجام کار کو سوچنے لگے اور حیران تھے ابوعبیدہ نے فوراً امیر المومنین کے نام خط لکھا سب کیفیت درج
کی اور ایک تیز رفتار قاصد کو دیکر تاکید شدید کر دی کہ اثناء راہ میں کسی بستی میں نہ ٹھہرے اور بہت جلدی جائے خط کا مطلب یہ تھا کہ دعا اور حمد
گذاری کی رسم کے بعد امیر المومنین آگاہ ہو کہ رومی فوجیں تمام خشکی اور تری میدان اور پہاڑوں میں پھیلی پڑی ہیں یہاں تک کہ گرجا کے رہبان اور ترسا قوم کے
تاہتک اور وہ سب لوگ جو ان کے دین پر ہیں اور ہتھیار اٹھا سکتے ہیں امنڈ آئے ہیں اور وہ عرب بھی جنہوں نے ترسا مذہب اختیار کر رکھا ہے سب کے سب
اس مقام پر جسے یرموک کہتے ہیں جمع ہوگئے ہیں ان کا شمار چار لاکھ سوار اور پیدل ہے اسلحہ اور شوکت بہت زیادہ ہے اگر ممکن ہو ہماری مدد روانہ کی جائے
ورنہ قریب ہے کہ مسلمانوں کو سخت صدمہ پہنچے اور ایک آدمی بھی جانبر ہو سکے بہت ہی سخت مہم آپڑی ہے اور اسقدر کثیر فوجیں ہم پر حملہ کیا چاہتی ہیں اللہ تعالی اپنے فرشتوں سے
ہماری مدد کرے اور اپنے فضل و کرم سے ہماری فریاد کو پہنچے امیر المومنین عمر ابوعبیدہ کا یہ خط پڑھتے ہی بہت متفکر ہوئے رنج کو ضبط نہ کر سکے اور باآواز بلند روئے اور ان کے پاس
بھی آپ کے ساتھ رونے لگے اور گویا ہوئے کہ اے امیر المومنین ہمکو اپنے بھائیوں کی مدد کے لئے جانے دو کیونکہ کفار نے اگر قابو پالیا تو پھر انکے بغیر ہماری زندگی ہیچ ہے اور ہمارے جینے کا
نہ لطف ہے نہ آرام نہ راحت کی صورت عمر اس امر میں فکرمند تھے کہ کیا کیا جائے آخر کار رائے مبارک میں یہ بات قرار پائی کہ جہاد کا ارادہ کرکے اپنی ذات سے مسلمانوں کی
امداد کریں بزرگوں کی ایک جماعت نے مشورہ کیا کہ نہیں ایک فوج مرتب کرکے مدد کے لئے بھیجی جائے لیکن بایں وجہ کہ کفار کا لشکر بہت قریب تھا اور صرف تین دن کا رستہ

میں تھا کہا افسوس افسوس کس طرح ان تک مدد پہنچائی جائے پھر ابو عبیدہ کے خط کا جواب لکھا اور وہ یہ ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم سلام اور درود
کے بعد ابو عبیدہ کو معلوم ہو کہ تیرا خط وصول ہوا حال معلوم ہوا اور لشکر کفار کا سلطنت روم کے ہر گوشہ سے فراہم ہونا یہانتک کہ قیسیوں اور جنی لوگوں
اور شہری آدمیوں کا ہجوم کرنا معرض اطلاع میں آیا اللہ تعالےٰ کو قیسیوں اور جنتیوں کا حال معلوم تھا اس لئے ہمارے پیغمبر کو تمہارے پاس بھیجا اور اسکو
فتح و نصرت سے ممتاز فرمایا کفار کے دلمیں آپ کا رعب پیدا کیا اسی امر میں یہ وحی نازل ہوئی ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق
لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون ؕ یعنی اللہ تعالیٰ وعدے سے تجاوز نہیں کرتا اے ابو عبیدہ خوب یاد رکھ کہ کوئی تکلیف اور محنت ایسی
نہیں جس کے بعد خوشی و راحت حاصل نہیں ہوتی دشمنوں کی کثرت سے نہ ڈرنا چاہیے خدا اُن سے بیزار ہے اور جس سے خدا بیزار ہوتا ہے اُس کا
پھر کوئی مددگار نہیں بنتا اور جس کو اللہ کی طرف سے مدد نہ ملے وہ برباد ہونے والا ہے اور برباد ہونے والوں سے کیا ڈرنا مسلمانوں کی کمی اور کفار کی
زیادتی سے نہ گھبرا جس کا اللہ نگہبان اُسکو کسکا غم جس جگہ تمنے قیام کیا ہے اسیجگہ ٹھیرے رہو اور جنگ کرو خدا پر نظر رکھو اور اسکی امداد پر بھروسہ کرو
اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت کافی ہے اس خط کے پیچھے ہی پیچھے کمک کو فوج بھیجی جاتی ہے جو قبل از جنگ تمہارے پاس پہنچ جائے گی خط لپیٹ کر ابو
عبیدہ کے پاس روانہ کر دیا اور آپ نے منبر پر چڑھ کر لوگوں سے ابو عبیدہ کی مدد کے لئے کہا تین ہزار جوان مستعد ہوگئے صوبت بن الصامت الانصاری
کو انکا سردار مقرر کر کے شام کی روانگی کا حکم دیا سوید رات دن تیز رفتاری سے سفر کرتا ہوا اُس سے پہلے کہ خلیفہ کا خط ابو عبیدہ کے پاس پہنچے اسلامی
فوجوں سے جا ملا تمام اہل اسلام اسکے آنیسے بہت خوش ہوئے اب کل ۳۴ ہزار عرب تھے ہرقل کے وزیر ماہان کو اسلامی کمک کی آنیکی خبر پہنچی تو ایک قاصد
بھیجکر درخواست کی کہ کسی عقلمند اور معتبر شخص کو ہمارے پاس بھیجو جس سے لڑائی اور صلح کے بارے میں کچھ گفتگو کیجائے اور اس امر میں جو کچھ کہنا ہو
کہا جائے ابو عبیدہ نے خالد سے کہا اس کام کے لئے نیک بختی کے ساتھ تجھے جانا چاہیے دیکھ اُن کا کیا خیال ہے اور جواب میں جو کچھ مناسب معلوم
ہو بجا لا اور واپس آکر صورت حال سے مجھے خبر دے خالد نے کہا نماز کا وقت ہے پھر قاصد سے کہا ٹھیر میں نماز پڑھ لوں پھر چلونگا قاصد مسلمانوں کے
پاس بیٹھ گیا اور اُن کی جانب دیکھتا رہا اور یہ معلوم کر کے کہ وہ کیسے اچھے طریقہ سے نماز پڑھتے ہیں خدا سے دعا مانگتے ہیں اور اسکی درگاہ میں گریہ
وزاری کے ساتھ توبہ کرتے اور مغفرت چاہتے ہیں بہت متعجب ہوا اور اسکا دل مسلمان ہونے کی طرف مایل ہو گیا ابو عبیدہ سے کہا میں چاہتا ہوں
کہ مجھے مسلمان بنا لو میں تمہارے پیغمبر کا دین قبول کرتا ہوں مجھے بتاؤ کیا تم سب ایک ہی ساتھ مسلمان ہوئے ہو ابو عبیدہ نے کہا ہم میں سے کچھ شخصوں
نے اُس وقت اسلام کو اختیار کیا ہے جس وقت کہ ہمارے پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسلام کی طرف بلاتے تھے اور بہت
سے حضرت پیغمبر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد ایمان لائے ہیں رومی نے پوچھا کیا تمہارے رسول صلی اللہ علیہ
وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ میرے بعد کوئی اور پیغمبر پیدا ہوگا جواب میں کہا کہ نہیں بلکہ فرمایا ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے اپنی قوم کو
میرے آنے کی خوشخبری دی ہے رومی نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے انجیل میں اس بات کی
بشارت دی ہے کہ میرے بعد ایک پیغمبر پیدا ہوگا جو لال بالوں والے اونٹ پر سوار ہوا کرے گا اور مجھے یقین ہے کہ وہ تمہارا
ہی پیغمبر ہے لیکن مجھے بتاؤ کہ تم عیسیٰ بن مریم کے حق میں کیا کہتے ہو ابو عبیدہ نے کہا ہم وہی کہتے ہیں جو خدائے تعالےٰ نے فرمایا ہے
ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون اور ہمارے پیغمبر نے ہمکو بذریعہ وحی اطلاع دی ہے
قل یا اھل الکتاب لا تغلوا فی دینکم ولا تقولوا علی اللہ الا الحق اور نیز لن یستنکف المسیح ان یکون عبد اللہ ولا الملئکۃ المقربون
تا۔ پڑھکر سنایا رومی نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ تمہارا پیغمبر سچا ہے اور تمہاری قوم بھی سچی اور سچے راستے پر ہے اگر میں مسلمان ہو جاؤں اور تمہارے
ساتھ ہوکر جہاد کروں تو کیا تم مجھے بہشت دلوانے کے لئے ضامن ہو سکتے ہو ابو عبیدہ نے پوچھا تو بہشت کو جانتا ہے کہا کیوں نہیں حضرت
عیسےٰ نے اسکی تعریف کی ہے اور انجیل میں اُسکا حال درج ہے ابو عبیدہ نے کہا اگر تو کلمہ شہادت پڑھ کر نماز روزہ ادا کرے گا اور جہاد میں بیباک ہوگا اور

ٹھہر جائیگا اور واپس نہ جائے گا تو کل جب ہمارا قاصد اُن کے پاس پہنچیگا وہ بھی تیرے عوض اُسے روک لیں گے اور واپس نہ آنے دیں گے مناسب ہی کہ تو خیریت سے چلا جا اور اسوقت اپنی اسلام کو پوشیدہ رکھ کہ ہمارا قاصد جاکر حالات سُن لے اور ہمکو معلوم ہو جائے کہ وہ کیا چاہتے ہیں اور کیا بات قرار پاتی ہے جب ہمارا قاصد واپس آجائے گا تو پھر ہمکو تجھ سے زیادہ اور کوئی عزیز اور پیارا نہیں ہوگا رومی نے کہا تم بہت ٹھیک کہتے ہو اور یہی تدبیر اچھی ہے چلا گیا اور ماہان کے پاس پہنچکر کہا میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا اور اُنھوں نے کہا ہے کہ کل خالد بن ولید کو تمہارے پاس روانہ کریں گے وہ تمہاری باتیں سنے گا اور ہماری کہ سنائیگا۔

## رومیوں کے لشکر گاہ میں خالد بن ولید کا قاصد بنکر جانا اور ماہان سے گفتگو کرنا

خالد بن ولید نے رومیوں کے لشکر گاہ میں جانیکا مصمم ارادہ کرکے حکم دیا کہ اُسکا لال خیمہ جو تین سو درم کی خرید تھا باہر نکالیں اور رومیوں کی لشکر گاہ کے قریب کھڑا کریں پھر خالد اور میسرہ بن مسروق عبسی ہمراہ نکلکر اُس خیمہ میں آبیٹھے اور دروازہ پر غلاموں کا پہرہ کھڑا ہوگیا ماہان کے حکم سے اُسکی گرد بیس مسلح جوان صف باندھکر کھڑے ہو گئے ہر ایک کے بدن پر زرہ سر پر خود ہاتھوں میں سنہرے دستانے تھے اور تلواریں لٹکا رکھی تھیں آنکھ کے سوا اور کوئی عضو نظر نہیں آتا تھا۔ ماہان زرین کرسی پر متمکن ہوا اور سر پر جواہر نگار سنہری تاج رکھا فرش بھی بہت بیش قیمت بچھایا اور دیبا کے تکیے لگائے دائیں بائیں جانب رومی غلام سنہری اور روپہلی عصا ہاتھوں میں لیکر کھڑے ہو گئے اُسوقت آدمی بھیجکر خالد کو طلب کیا خالد اپنے خیمہ سے نکلا اُسکی شمشیر زمین پر خط کھینچتی جا رہی تھی اور بائیں جانب میسرہ بن مسروق تھا خالد دراز قد اور بڑے رعب وداب کا شکیل جوان تھا ہر شخص اس کی طرف نظر اٹھاکر دیکھنے سے ڈرتا تھا ماہان اُسے آتا دیکھ کر کھڑا ہوگیا اور بڑے اعزاز واکرام سے اپنے قریب بٹھایا اور اُس کے پہلو میں میسرہ بن مسروق کو جگہ دی ماہان نے خالد سے کہا تمہارے ساتھ یہ کون شخص آیا ہے خالد نے جواب دیا میرا ایک بھائی ہوتا ہے اپنی معاملات میں مشورہ لینے کے لئے اسے ساتھ لے آیا ہوں ماہان عربی زبان خوب جانتا تھا اور اس زبان کے لغات سے بھی واقف تھا بولا اے خالد میں نے تمکو تمام اہل عرب میں سے اسلئے طلب کیا ہے کہ تم عالی حسب اور بڑے خاندانی ہو اور میں نے سنا ہے کہ نہایت عقلمند اور مضبوط رائے کے آدمی ہو عقلمند آدمی کی ساتھ ہر ایک معاملہ بسہولت طے ہو جاتا ہے وہ لائق اعتماد ہوتا ہے اور اسکی ذات سے فائدہ بخش باتیں معلوم ہو سکتی ہیں خالد نے کہا ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفی صلعم نے فرمایا ہے ان حسب الرجل دینہ ومن لا دین لہ فلا حسب لہ یعنی مرد کا حسب دین ہی اور جو بے دین ہے اُسکا کچھ حسب نہیں ہی میری کاملیت عقل کی نسبت جو کچھ تُنے سنا اور بیان کیا ہے تشکر خدا کہ ایسا ہی حال ہی عقل کا عطا کرنا اللہ کی طرف سے ہے اپنے بندوں پر بے انتہا احسان ہے ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفی نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالے اپنی پیدا کردہ اشیا میں سے عقل کو سب سے زیادہ دوست رکھتا ہی بندہ عقل ہی کے ذریعہ سے اپنی خالق کی عبادت کرتا ہے اور اسی کے وسیلہ سے بہشت پاتا ہی جس شخص میں عقل نہوگی وہ بیوفا ہوگا ماہان نے کہا بیشک تم نہایت ہی عقلمند آدمی ہو کیونکہ وہی شخص اس قسم کا عمدہ کلام کر سکتا ہے جس میں اعلیٰ درجہ کی عقل ہوتی ہے اور ایسی کامل عقل کے باوجود تمکو دوسرے شخص کے ہمراہ لانیکی کیا حاجت تھی خالد نے جواب دیا یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہی ہمارے لشکر میں ہزاروں آدمی اس سے مشورہ لینے کے محتاج ہیں کیونکہ یہ شخص بڑا عقلمند اور عالم وفاضل ہے ماہان نے کہا میں اسے ایسا نہ سمجھتا تھا خالد نے کہا نہیں یہ ایسا ہی ہی ماہان نے کہا سب سے پہلی بات یہ ہی کہ کسطرح ہم اور تم میں دوستی اور محبت کی بنیاد قایم اور مضبوط ہو جائے خالد نے کہا یہ کیونکر اور کس طریق اور کس طرح پر یگانگت اور اتحاد قایم ہو سکتا ہی حالانکہ ہم دونوں ایک دوسرے کے قتل پر کمر بستہ ہیں ماہان نے کہا بات تو ایسی ہی ہی اور میں نہیں سمجھ سکتا کہ ہم تم میں کس طرح سے صلح اور صفائی ہو سکتی ہے خالد نے کہا اگر منظور الہی ہے تو کچھ بات نہیں ماہان نے کہا میں تم سے بے تکلفانہ باتیں کرنی چاہتا ہوں اور حشمت وعظمت کے لحاظ کو درمیان سے اٹھائے دیتا ہوں بھائیوں کی طرح ہم تم کو ہونا چاہیئے اور گستاخی ومزاح کے دروازے مفتوح رہنے چاہئیں مجھے یہ لال خیمہ جو تمہارے واسطے نصب کیا گیا ہی بہت پسند آیا ہی تمہارے لشکر میں

اس سے زیادہ خوشنما چیز اور کوئی نہیں ہے میں چاہتا ہوں کہ اُسے مجھے دیدو اور معاوضہ میں جو شے تمکو پسند ہو وہ لیلو خالد نے کہا میں نے وہ خیمہ تمکو دیدیا اور اُسکے عوض میں بھی کوئی شے درکار نہیں ہے پھر حکم دیا کہ اس خیمہ کو اُٹھاکر ماہان کے حوالے کردیں پھر ماہان نے کہا کہ اب ہمکو طرفین کے مدعا کی نسبت گفتگو کرنی چاہیے اور پہلے میں کچھ کہوں یا تم بیان کروگے خالد نے کہا مجھے خوب طرح سے معلوم ہے کہ تمہاری گفتگو سے واقف ہوں کیونکہ تمہارا مقولہ عیاں ہے اور کسی متنفس سے پوشیدہ نہیں رہا ہے تمہارے بادشاہ ہرقل کو ہماری لڑائیوں کی حقیقت جو غیر قوموں کے ساتھ ہے اچھی طرح معلوم ہے زیادہ وضاحت کی ضرورت نہیں ہے اور مقامات اجنادین مرج صفر دمشق فلسطین فحل حمص بعلبک وغیرہ میں ہمارے تمہارے لشکروں کے ساتھ جو کیفیت گذری ہے ظاہری ہماری بات اکثر دفعہ پیش ہو چکی ہے اور تمہارے کانوں تک پہنچ چکی ہے اگر تم کو کچھ اور کہنا ہو تو بیان کرو ماہان نے کہا اس خدائے جلیل کے لئے حمد و ثنا واجب ہے جس نے ہمارے پیغمبر کو سب پیغمبروں سے افضل اور ہمارے بادشاہ کو سب بادشاہوں سے برتر اور ہماری قوم کو اور قوموں سے بہتر بنایا ہے خالد نے ماہان کی اس بات کو درمیان ہی سے قطع کرکے کہنا شروع کیا کہ اس بزرگ و برتر خدا کا شکریہ واجب ہے جس نے ہمکو اپنے اور تمہارے پیغمبر پر ایمان لانے اور اپنی اور تمہاری کتاب برحق ماننے کی توفیق کرامت کی ہے اور شکر گذاری ہے اس خدائے جلیل کی کہ جس نے ہمکو ہدایت کی سعادت عطا کی کہ ہم خلقت کو نیکی کا حکم دیں اور بدی سے روکیں اور گناہوں کی مغفرت مانگیں ہم ایک خدا کی عبادت کرتے ہیں اور کسی کو اُسکا شریک نہیں کرتے خالد کی ان باتوں کو سنتے ہی ماہان کا رنگ سُرخ متغیر ہو گیا اور غمگینی کے آثار بشرے سے پیدا ہونے لگے پھر بولا کہ اس خدا کا شکریہ ادا کرتا ہوں جس نے ہمکو سب سے عمدہ نعمتیں عطا کی ہیں اور ہمیں افلاس سے بچا رکھا ہے اور دشمنوں پر فتحیاب کیا ہے اور ہمیں ظالموں کو علیحدہ کرکے ہمارے اہل و عیال کو اپنی پناہ میں لے رکھا ہے اور توفیق شکریہ عطا کی ہے اے امیر آگاہ ہو کہ اب سے پہلے ہم میں تم میں ہمسائگی کے حقوق مرعی تھے اور تم ہمارے اچھے ہمسائے تھے اور ہم بھی تمہارے حقوق کا خیال رکھتے تھے تم پر مہربانی کرتے تھے اور تمہارے ساتھ جملہ عہد و پیمان پورے کرتے تھے تم جہاں چاہتے ہمارے ملکوں میں قیام کرتے تھے اور فارغ البالی سے زندگانی بسر کرتے تھے ہم سمجھتے تھے کہ تم بھی ہمارے ان احسانوں کو نہ بھولوگے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ تمنے ہمارے تمام احسانوں اور مہربانیوں کو فراموش کردیا ہے ہماری نعمتوں کے حقوق بالائے طاق رکھدیے ہیں اول چڑھائی کرکے آئے اور جنگ وجدل کرکے ہمیں اپنے قدیم وطنوں اور پیارے شہروں سے نکال باہر کیا اب پھر آئے ہو اور چاہتے ہو کہ ہمیں بیخ و بنیاد ہی سے برباد کراؤ اور ہمارے تمام مقامات اپنے تصرف میں لاؤ تم اس امر سے غافل ہو کہ تم سے پیشتر بہت سی ایسی قومیں گذری ہیں جن کی عظمت و شوکت تم سے بہت زیادہ تھی مگر پھر بھی اُن کو یہ دن نصیب نہوا بلکہ بدنصیب اور اسیر و قتل ہو کر پسپا ہوئے غالباً تم نے سنا ہی ہوگا کہ اہل ایران نے ہماری سلطنت پر حملہ کیا تھا پھر انہیں کس حال سے اُلٹا بھاگنا پڑا ہماری نگاہوں میں مشرق سے لیکر مغرب تک تم سے زیادہ حقیر و ذلیل اور کمزور قوم کوئی دوسری نہیں تھی کیونکہ تم اونٹوں اور بھیڑ بکریوں کے چرانے والے تھے یا موٹے کپڑے پہنتے تھے مزیدار کھانے کھاکر اور ریشمین لباس پہن پہن کر لالچی بن گئے کہ ہم سے ہمارا ملک چھین لو اور تمہیں تمہارے خیالات فاسدہ نے آمادہ کردیا کہ سلطنت روم پر قبضہ کرو اور ہمکو پریشان کرو لیکن تمہارا یہ خیال بالکل محال ہے اور یہ آرزو بر آنے والی نہیں ہے ہاں اگر کسی قرارداد پر صلح کرلو اور مال طلب کرو تو کچھ مضائقہ نہیں ہے بلکہ میں طلب سے زیادہ حوالہ کردونگا کہ تم خوش خوش اپنے وطن کو پھر جاؤ تمہارے امیر عمر بن خطاب کو دس ہزار دینار ابو عبیدہ کو پانچہزار تمکو بھی اسیقدر اور تمہارے لشکر کے مشہور سرداروں میں سے اکیس آدمیونکو ہزار ہزار دینار دونگا سپاہیوں اور لشکریوں کو فی کس ایک سو دینار اور پیدلوں کو فی جوان پچاس دینار نقد حوالہ کردونگا اور تم ایک عہدنامہ لکھ کر ہمارے حوالے کردو کہ یہ مال لیکر اپنی ولایت کو واپس چلے جاینگے اور پھر کبھی چڑھائی نہ کرینگے ہماری تم سے اسیقدر خواہش ہے اور بس خالد نے کہا الحمد للّٰہ ماہان نے کہا بہت اچھا کلمہ ہے خالد نے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ ماہان نے کہا بہت درست ہے خالد نے کہا وحدہ لاشریک لہ ماہان خاموش رہا اور کچھ نہ بولا خالد نے کہا اشہد ان محمد عبدہ و رسولہ ماہان نے کہا میں نہیں جانتا کہ محمد خدا کے رسول ہیں خالد نے کہا تم نے جو کچھ کہا میں نے سنا اپنی ہمارے ساتھ عمر بھر مہربانی کرنے اور انعام واکرام دینے کی نسبت جو کچھ کہا سب سچ ہے تمنے اپنی سلطنت کی بہبودی کیلئے کیا ہوگا جس سے تمہارے ملک کو ترقی حاصل ہوئی ہے انعام واکرام کے سبب سے بہت سے اہل عرب تمہارے ملک اور

تمہارے مذہب میں داخل ہوئے اور اب تمہارے ساتھ ہوکر ہم سے جنگ کررہے ہیں مثلاً جبلہ ابن الایہم الغسانی مع متعلقین جسکی جنگ ہمارے مقابلہ پر تم لوگوں کی نسبت زیادہ سخت ہی بھیڑوں اور اونٹوں کے چرانے کی نسبت جو کچھ کہا ہے یہ کام عقلمندوں کی نزدیک موجب شرم یا باعث ذلت نہیں ہی ہمارے نزدیک وہ قوم جو اونٹ چراتی اور بکریاں پالتی ہے تمام گروہوں سے افضل اور بہتر ہے بھیڑ بکری کے بالوں کے لباس سے ہمکو شرم عاید نہیں ہوسکتی اور جو تکلیف ور محنت و مشقت میں بسر کرنے کا طعنہ دیا ہے ہاں ہم اس سے بھی بہت زیادہ رنجوں اور بلاؤں میں گزران کرتے تھے ہماری عادتیں اور خصلتیں سب خراب تھیں جوا کھیلتے تھے بتوں کو پوجتے تھے قطع رحم کرتے تھے اولاد کو افلاس کے خوف سے خود ہلاک کردیتے تھے پتھر اور لکڑی کاٹ تراش کر بت بناتے تھے پھر ان کو سجدہ کرتے تھے اسی عالم گمراہی اور بیدینی کی حالت میں اللہ تعالے نے ہم پر عنایت کی ایک مبارک پیغمبر ہماری ہدایت کیلئے بھیجا اور پاک کتاب نازل کی کہ ہم راہ حق اختیار کریں ہمکو ذات الہٰی کی معرفت بخشی کہ وہ قادر مطلق ہے اور فرد ہے اُس کے نہ کوئی بیٹا ہے نہ بیوی کوئی اُسکا شریک اور مثل نہیں ہے وہ سب سے بے نیاز ہے ہم نے اُس کی ذات پاک کے سوا اور چیزوں کی عبادت سے نفرت اختیار کی اور اسی ایک خدا کی عبادت کی طرف ہم جھک پڑے جو مذہب ہے اور بوت سے مستثنی اُسنے ہمیں حکم دیا ہی کہ جس شخص کا یہ اعتقاد اور مذہب ہو کہ خدا زوجہ اور بچے رکھتا ہے اور دو باتیں میں سے ایک ہو اُس سے جنگ کریں یہانتک کہ وہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمد عبدہ ورسولہ کا قایل ہو جائے اے ماہان اگر تم اس کلمہ کے قایل ہوجاؤ اور ایمان اختیار کرو اور شرک کو چھوڑدو تو پھر تمہارا مال اور خون ہم پر حرام ہی تم ہمارے دینی بھائی ہوگے اور اگر اسی طریق سے کفر و شرک میں ملوث رہنا چاہتے ہو اور ہمارے پیغمبر پر ایمان نہیں لاتے ہو تو جزیہ دینا قبول کرو اور حالت صاغرون اختیار کرو اس کے معاوضہ میں ہم تمہارے محافظ ہونگے اور لڑائی بند کردیں گے اور اگر یہ بھی منظور نہیں تو جنگ کیلیے آمادہ رہو ہم تم سے جنگ کرینگے ہمکو یقین کامل ہے کہ ان لڑائیوں میں جو شخص ہم میں سے مارا جائیگا بہشت میں داخل ہوگا اور شہید کہلائیگا اور جو تم میں سے ہلاک ہوگا دوزخ میں پڑے گا اے ماہان اب ان باتوں میں سے جو پسند ہو اختیار کر اور آگاہ رہو کہ یہ لوگ جو تم سے جنگ کرنے آئے ہیں وہ لوگ ہیں جو موت کو اس سے بھی زیادہ عزیز رکھتے ہیں جس قدر تم زندگی کو جو کچھ مجھے کہنا تھا کہ چکا اب تمہیں اختیار ہے حتی یحکم اللہ بیننا وھو خیر الحاکمین وان الارض للہ یورثھا من یشاء من عبادہ والعاقبۃ للمتقین یعنی یہانتک کہ اللہ تعالیٰ طرفین کا فیصلہ فرمائے گا اور وہی سب سے بہتر فیصلہ کرنیوالا ہی اور فی الحقیقت زمین اللہ تعالیٰ کی ہے وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اسکا وارث بناتا ہے اور پرہیزگاروں کے لئے نیک انجام ہے ماہان نے کہا اے خالد تمہارے پیغمبر کے دین کا قبول کرنا یہ تو ناممکن ہی رومی ہرگز اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑ کر تمہارا دین اختیار نکریں گے اور جزیہ دینا کس طرح مان لیں جبکہ تم حالت صاغرون کے مدعی ہو ہم اس ذلت و خواری کو گوارا نہیں کرسکتے رہی جنگ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ طرفین میں فیصلہ فرمائے اور وہی سب سے بہتر فیصلہ کرنیوالا ہے بجان و دل منظور ہے میں بھی یہ فوجیں اسی غرض سے لایا ہوں کہ معرکہ آرا ہوں تا وقتیکہ ہم تم میں خدائے تعالےٰ سبحانہ کے سوا اور کوئی فیصلہ نکرے اے خالد تمہارا یہ بیان کہ ان الارض للہ یورثھا من یشاء من عبادہ والعاقبۃ للمتقین بالکل سچ ہے ملک خدا کا ملک ہی پیشتر اور قوموں کے قبضے میں تھا اُن سے ہمنے بہ قہر و غلبہ لیا اور ہم یقین کئے ہوئے ہیں کہ ہمیشہ ہمارے پاس بھی نہ رہے گا کیونکہ کارخانہ دنیا کا یہی حال ہے دنیا میں کبھی نیکی کا دور ہے اور کبھی بدی کا اب یہ زمانہ ہی کہ ہم لڑائی کے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے ہیں خالد یہ سنتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا اور بیسرہ کے ساتھ باہر آکر گھوڑے پر سوار ہوا اور ابو عبیدہ کے پاس آیا تمام گفتگو کہ سنائی ابو عبیدہ نے حکم دیا کہ تمام لشکر اسلام دشمنان دین سے جنگ کرنے کیلئے مستعد ہو رہے اب وقت بہت قریب آپہنچا ہی خدا کے فضل پر بھروسہ رکھو اور اسی کی مہربانی اور کرم پر نظر رکھو نعم المولیٰ ونعم النصیر یعنی وہی سب سے اچھا آقا اور سب سے اچھا مددگار ہے ماہان نے بھی خالد کے جاتے ہی بادشاہ ہرقل کو خط لکھا اور تمام گفت و شنید سے اطلاع دی کہ میں نے ابو عبیدہ کو جو امیر لشکر ہے اور خالد ولید اور دوسرے نامی سرداروں کو صلح کی طرف رغبت دلائی اور بکثرت انتہا مال و دولت دینا کیا اور خوش آیندہ وعدوں سے امیدیں بڑھائیں اور ہیبت ناک باتوں سے ڈرانے دھمکانے کی کوشش کی مگر نہ وہ مال کیطرف راغب ہوئے اور نہ اور ہی کسی

بات کا اثر مانا ہر چند میں نے اُن کو بادشاہ کی طرف سے طرح طرح کے الطاف اور مہربانیوں اور انعامات وغیرہ کا امیدوار ٹھیرانا چاہا مگر اکیبات پر بھی رضی نہوئے صاف انکار کر گئے اُن کا مصمم ارادہ یہی ہے کہ ہمکو نیست و نابود کردیں معرکہ آرائی کے سوا اور کسی شئے کے طالب نہیں ہیں یہی چاہتے ہیں کہ لوٹ مار کریں اور ہماری عورتوں اور بچوں کو قیدی بنائیں اب ہم نے بھی اُن سے مقابلہ کرنیکا ارادہ کرلیا ہے اللہ تعالیٰ کی مدد اور قوت سے ہم اُن کے نکالنے کی کوشش کریں گے خط لکھ کر بطریقوں اور تمامی امرا اور سرداروں لشکر کی طرف مخاطب ہوا اور پوچھا کہ تم اہل عرب کے ساتھ مقابلہ کرنے کو کیسا سمجھتے ہو اور کونسی تدبیر بہتر ہے اُنھوں نے جواب دیا کہ جہاں تک ہوسکیگا ہم اُن سے لڑیں گے اور امید کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہمکو اُنپر فتحیاب کرے گا دوسری یہ بات ہے کہ ہمارا لشکر اُن سے کئی حصے زیادہ ہے ہماری جمعیت چار لاکھ ہے اور وہ چالیس ہزار ہیں ہر روز ہم میں سے ایک لاکھ کا لشکر اُنسے جنگ کرنے کے لئے جایا کرے اگر شکست بھی ہوئی تو تین لاکھ باقی رہے گی جو اُن کو روک سکتے ہیں۔ ماہان نے کہا اس سے بھی زیادہ اچھی کوئی اور رائے ہونی چاہئے ایک بطریق بولا میں کچھ کہنا چاہتا ہوں اگر حکم ہو وزیر نے کہا بیان کر اُسنے کہا سب کے سب ایک ہی دفعہ صف آرا ہو کر مقابلہ کو نکلیں اور جب کوئی شخص اُن میں سے جنگ کے لئے نکلے تو ہم میں سے دس آدمی مقابلہ پر جائیں اور جنگ کرکے اسکو ہلاک کریں یا باندھ لائیں وزیر نے کہا یہ رائے ٹھیک نہیں ہے کیونکہ وہ اس بات کو گوارا نہ کریں گے ہم دس نکلیں گے تو وہ بھی دس نکل آئیں گے میری یہ رائے ہے کہ تمام فوج چار لاکھ کی جمعیت سے ایک ہی دفعہ آمادہ جنگ ہوکر اُنپر جا پڑیں یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ ہم میں اور اُن میں فیصلہ فرمادے تمام بطریقوں اور سرداران لشکر نے اس رائے کو پسند کیا کہ اس سے بہتر اور کوئی صورت نہیں ہے ماہان نے ہرقل کو اپنے ارادہ اور صورت جنگ سے اطلاع دی کہ فلان دن مبارک اور سعید ہے اُسی دن جنگ کیجائیگی مجھے امید ہے کہ ہم فتح پائیں گے اور بادشاہ کے اقبال کی مدد سے اہل عرب کو نکال دیں گے لیکن انہی ہی دنوں میں میں نے ایک رات کو یہ خواب دیکھا ہے کہ کسی نے میرے پاس آکر کہا اے ماہان اس لشکر سے جنگ مت کرنا اگر تو لڑیگا تو شکست کھائے گا اور مارا جائے گا بیدار ہو کر مجھے اس خواب کا خیال آیا ہر چند کہ میں اسے شیطانی وسوسہ اور خواب پریشان تصور کرتا ہوں اور جزم بالجزم ہے کہ اُن سے لڑونگا تاہم مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضور اپنی حرم اور خزانوں اور شاہی سامانوں کو قسطنطنیہ میں پہنچادیں اور خود انطاکیہ میں قیام فرما ہوں اور جریدہ طور پر منتظر رہیں کہ اس قوم کی معرکہ آرائی کا نتیجہ کیا نکلتا ہے اگر اللہ تعالےٰ نے ہمکو اُنپر فتحیاب کیا تو فہو المراد اور اگر دگرگوں حالت ہوئی اور کوئی صدمہ پہنچا تو جائے افسوس نہیں کیونکہ زمانہ کا یہی رنگ ہے ملک خدائے جلیل کا ملک ہے جس سے چاہے چھین لے اور جسے چاہے بخشدے حضور غمگین نہوں اور اپنے دار الحکومت میں جا بیٹھیں رعیت کو خوش رکھیں ماہان نے خط کو تمام کرکے ایک معتمد کے حوالہ کیا کہ ہرقل کی خدمت میں پہنچادے پھر ایک عیسائی عرب کو طلب کرکے حکم دیا کہ عربی لشکر میں جاکر اُن کے سردار سے دریافت کر کہ اب لڑائی کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے فرمائے کس وقت اور کس دن جنگ کے لئے نکلوگے کہ ہم بھی میدان میں آکر جنگ کریں اور دیکھیں کسکو فتح نصیب ہوتی ہے ابو عبیدہ نے کہا ہم کل نکل کر معرکہ آرا ہوں گے واللہ المؤید بنصرہ من یشاء اور اللہ تعالیٰ جس کی چاہے مدد کرے سفیر نے ماہان پاس واپس آکر ابو عبیدہ سے جو کچھ سُنا تھا بیان کردیا اُسیوقت ایک بطریق نے کھڑے ہوکر بیان کیا کہ اے وزیر میں نے شب کو ایک خواب دیکھا ہے اُسے بیان کرنا چاہتا ہوں ماہان نے اجازت دی اُس بطریق نے کہا میں نے دیکھا کہ آسمان سے ایسے دراز قد آدمی نیچے اتر رہے ہیں جنکے سر آسمان سے باتیں کرتے ہیں اُن کا لباس سفید ہے اور سر پر سبز عمامے ہاتھوں میں نیزے لئے ہمکو مار مار کر گراتے ہیں اور کہتے ہیں بھاگو بھاگو اور اپنی راہ لو نہیں تو سب کے سب مارے جاؤگے ہم بھاگتے ہیں اور بعض گر پڑتے ہیں اور جو لوگ اپنی جگہ قائم رہے ہیں وہ کچھ نہیں کر سکتے جو آتے جاتے ہیں وہ غائب ہوتے جاتے ہیں اور پھر ہم اُنکو نہیں دیکھتے میں اس قسم کا خواب دیکھ رہا تھا اور ہم شکست کھا رہے تھے کہ میں بیدار ہوگیا ماہان نے کیفیت خواب سنکر کہا تیری آنکھیں پھوٹ جائیں اور کبھی تجھے راحت نصیب نہو اور نہ کوئی خوشی کی خبر سنے تو بڑا نامبارک اور منحوس شخص ہے ہمارے واسطے یہ خواب نہایت عمدہ ہے اور تیرے واسطے بد تو نے جن لوگوں کو گرتے ہوئے یا ایک جگہ بے حس و حرکت کھڑے ہوئے دیکھا ہے یہ وہ لوگ ہیں جو ہلاک ہوجائیں گے

اور تو ان لوگوں میں سے پہلا شخص ہوگا اور جو لوگ آتے جاتے تھے اور غائب ہوتے جاتے تھے وہ ہیں جو اس لڑائی میں زندہ رہ کر نجات پائیں گے اور میری آرزو ہے کہ مجھے نجات نصیب ہو اور اس لشکر میں سب سے پہلے تو ہی مارا جائے کیونکہ تونے خبر بد سنائی ہے اور ہولناک خواب بیان کیا ہے ماہان نے اس شخص کو اسی قسم کے جواب دئے مگر دل میں بہت ہی پریشان اور فکر مند ہوا دوسری طرف مسلمانوں نے صبح کے وقت نیند سے بیدار ہو کر فرائض حق ادا کئے راشد بن عبداللہ ازدی کہتا ہے کہ جس وقت ہم نماز صبح کے لئے ابو عبیدہ کے پیچھے کھڑے ہوئے میں نے سوچا کہ ابو عبیدہ قرآن شریف کی جو سورتیں پڑھیں گے اُن سے نتیجہ جنگ کی فال لوں گا ابو عبیدہ نے پہلی رکعت میں سورہ الحمد کے بعد سورۃ الفجر پڑھی اور جب اس آیت پر پہنچے الم تر کیف فعل ربک بعاد ارم ذات العماد التی لم یخلق مثلھا فی البلاد یعنی کیا تونے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے ستون والے درقوی ہیکل قوم عاد کا کیا حال کیا دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ والشمس پڑھی اور جب ان کلموں کی نوبت آئی فکذبوہ فعقروھا فدمدم علیھم ربھم بذنبھم فسوٰھا ولا یخاف عقبٰھا یعنی انھوں نے اُسکو جھٹلایا اور اُسکی کونچیں کاٹ ڈالیں تو اُن کے رب نے اُن پر گناہوں کے سبب عذاب نازل کیا اور سب کو برباد کردیا اور اُن کے انجام کا فکر نہ کیا میں نے اپنے دل میں کہا اللہ تعالےٰ ان دشمنوں کا وہی حال کرے گا جو ثمود اور فرعون وغیرہ کا کیا ہے ابو عبیدہ نے نماز اور دعاؤں اور وظیفہ سے فارغ ہو کر کہا میں نے کل رات ایک خواب دیکھا ہے مسلمانوں نے کہا انشاء اللہ مبارک ہوگا فرمائیے ہم سب سننا چاہتے ہیں دیکھیں اس میں کیا خوشخبری نکلتی ہے۔

## ابو عبیدہ جراح کا خواب دیکھنا اور ہمراہیوں سے بیان کرنا

ابو عبیدہ نے کہا میں نے کل رات کو خواب میں دیکھا کہ بہت سے خوبصورت اور بارعب آدمی سفید پوشاک پہنے میرے پاس آئے ہیں اور میرے گرد حلقہ باندھ لیا ہے اس کے بعد تم میں سے کچھ لوگوں کو طلب کر کے کہا ہے کہ ان دشمنوں سے مت ڈرو بلکہ ان پر حملہ کرو اللہ تعالیٰ تمکو فتحمندی بخشیگا اور تم ہی اُس جنگ میں غالب آؤ گے اس کے بعد میں کیا دیکھتا ہوں کہ ہم سب نے مع سواروں اور پیدلوں کے جانب دشمن حملہ کیا ہے اور وہ ہمیں حملہ کرتے دیکھ کر بھاگ نکلے ہیں ہم اُن کی فوج میں جا گھسے ہیں اور وہ سب کے سب ایسے منتشر اور پریشان ہوگئے ہیں گویا اس جگہ پر اُن کا نام و نشان تک نہ تھا اس خواب کو سن کر تمام مسلمان بہت ہی شاد اور بشاش ہوئے اور کہا بڑا مبارک خواب ہے اور صاف صاف خوشخبری ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے مطلع کیا ہے پھر یزید خولانی نے کھڑے ہو کر کہا اے امیر میں نے بھی ایک خواب دیکھا جو انشاء اللہ تعالیٰ ضرور ہی نیک ہوگا ابو عبیدہ نے کہا بیان کر تو نے کیا دیکھا ہے یزید نے کہا میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ ہم سب نے دشمنوں کے مقابل صفیں باندھی ہیں اور عزم جنگ ہے اتنے میں آسمان سے عقاب جیسے بڑے بڑے سفید پرند آنے شروع ہوئے اور دشمنوں سے جس شخص کے پاس گئے ہیں ایک چونچ مارتے ہیں جس کے صدمے سے وہ جوان ہلاک ہو کر گر پڑتا ہے میں بھی دیکھ رہا تھا کہ آنکھ کھل گئی ابو عبیدہ اس خواب کو سنکر نہایت ہی خوش ہوا اور کہا تو نے بھی بہت اچھا خواب دیکھا ہے اللہ تعالیٰ تیرے اور تیرے خواب کو سچا کرے اور ہمکو فرشتوں کی مدد عطا کرے تاکہ ہم ان دشمنوں کو قتل کریں اور اللہ کے نزدیک ہمارا مرتبہ بلند ہو

## رومی سپاہ کا صف آرا ہونا

القصہ کافروں نے اپنی فوج کو سامان جنگ سے درست کر کے صف بستہ کیا حسب اتفاق اسدن ہوا تیز تھی گرد و غبار پھیلا ہوا تھا اور آسمان پر سیاہ بادل نمودار تھا ماہان نے اپنے لشکر کی بیس صفیں قرار دیں اور ہر صف میں تیس ہزار جنگجو بہادر رکھے فوج میسرہ قناطیر اور جرجین کے حوالہ کی اور میمنہ پر سرجیس اور دیرجان کو مقرر کیا یہ چاروں شخص بادشاہ ہرقل کے وزیر تھے میمنہ کی جناح پر جبلہ ابن ایہم غسانی کو مع جدید جماعت کے نامزد کیا اور

جناح میسرہ علقمہ بن منذر جرامی اور اُنکی قوم کے حوالے کی اور ہر موقع پر بطریقوں کی بیس صفیں قایم کیں کہ سپاہیوں کو ہٹنے نہ دیں بلکہ جوش
جنگ دلاتے رہیں ماہان بذات خود سب سے پہلی صف میں کھڑا ہوا ایک بڑا قد آور گھوڑا زیر ران تھا جسکا لگام اور زین سب سنہری اور جواہرات
سے جڑاؤ تھا۔ فراخ زرہ زیب بدن تھی اور اُس کے اوپر زربفتی دیبا کا لباس تھا سنہری مرصع شمشیر حمایل کئے ہوئے تھا اور آبدار جواہرات کا تاج
سر پر تھا لشکر اسلام اُنکی طرف تعجب کی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا اس لشکر کی تعداد اس قدر کثیر تھی کہ کسی نے پیشتر نہ دیکھی ہوگی گویا وہ لشکر ایک
سیلاب تھا یا خوفناک تیرہ و تاریک رات تھی کہ ہر طرف چھائی ہوئی تھی اور انجام تک نظر کام نہیں کر سکتی تھی مقابلہ پر ابوعبیدہ نے بھی اپنی
فوج کو مرتب کیا میمنہ پر عمرو عاص اور یزید بن ابی سفیان کو لیکر دی دسہزار مرد مہاجرین مقرر کیا فوج میسرہ معاذ بن جبل اور یزید بن صامت
انصاری کے حوالہ کی اور دسہزار بہادر حوالہ کئے۔ جناح میمنہ شرجیل بن حسنہ کو مع تین ہزار جوانان انصار دی اور اسی قدر جمعیت سعید بن عامر
کو دی سعید بن زید بن عمر بن نفیل کو چار ہزار سوار دیکر کمینگاہ پر چھوڑا یہ سب تیس ہزار تھے آپ قلب لشکر میں جگہ لی اور باقی تیرہ ہزار سواروں کا
لشکر اپنے پاس رکھا پھر خالد سے کہا کہ سواروں کا انتظام میں نے تیرے حوالہ کیا اُن کی طرف پوری توجہ رکھنا اور ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص سے
کہا تو پیدلوں سے خبردار رہ ہر شخص کو اپنی اپنی جگہ قایم رکھنا اُس کے بعد اسلامی لشکر بہ آہستگی کافروں کی فوجوں کی طرف بڑھا سوار اور پیدل
سب جان سے ہاتھ دھوئے تھے اور زندہ رہنے کا خیال ترک کر دیا تھا آپس میں پند و نصایح بیان کرتے تھے اور جان توڑ کر لڑنے کی ترغیب
دلاتے تھے ابوعبیدہ نے لشکر کی طرف متوجہ ہو کر کہا اے مسلمانوں نیت کو درست رکھو اور دل سے خدا کی طرف متوجہ ہو اُسی سے مدد طلب کرو اور
صبر کو اپنا چلن قرار دو اور دوستوں کو صبر کے ساتھ اطمینان دلاؤ واتقوا اللہ لعلکم تفلحون یعنی اللہ سے ڈرو شاید تم نفع پاؤگے اُس کے
بعد خالد بن ولید نے کہا اے مسلمانوں اپنے دلوں کو نیکی کی طرف مائل رکھو اور لڑائی کو محض اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے اختیار کرو اور
بروقت جنگ اپنی جگہ پر جمے رہو خود لڑائی میں پیشقدمی نہ کرنا اور جب مقابل سے لڑائی چھیڑ دی جائے تو تم تلواریں سونت لو اور
نیزے اُنکی طرف سیدھے کرو تیر انداز تیروں کو کمان میں جوڑ لیں اور ڈھالوں کو منہ کے سامنے لیکر خاموش کھڑے رہیں مگر اللہ کو یاد کرتے رہیں اور
جب تک میں اجازت نہ دوں حملہ نہ کریں معاذ بن جبل نے کہا اے قرآن کے پڑھنے والو اور دین کی مدد کرنیوالو ان رحمۃ اللہ قریب من المحسنین یعنی
بالتحقیق اللہ کی رحمت نیکوں سے بہت قریب ہے ثواب کی طرف دل سے راغب ہو کیونکہ اللہ تعالے نے غازیوں کو جہاد میں صبر کی ہدایت فرمائی ہے
اور وہ صبر کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے فان اللہ مع الصابرین بتحقیق اللہ صبر کرنیوالوں کے ساتھ ہے عمرو عاص نے بھی اپنے دوستوں سے کہا اے مسلمانوں اپنی آنکھیں
نیچی کرکے اپنی جگہ پر قایم رہو اور نیزوں کو دشمنوں کی طرف سیدھا کر لو اور جب وہ حملہ کریں تو اتنی دیر خاموش رہو کہ وہ نزدیک آجائیں پھر ان پر اسطرح کود
پڑنا جسطرح بھوکا شیر شکار پر گرتا ہے اُس خدا کی قسم جو راستی پسند کرتا ہے اور اسپر ثواب عطا فرماتا ہے اور جھوٹ کو برا سمجھتا ہے اور اُسپر عذاب نازل فرماتا ہے
اور نیکی کا بدلہ نیک دیتا ہے گناہوں کو بخشتا ہے اُسنے اپنے پیغمبر سے وعدہ فرمایا ہے اور اس امر سے مطلع کیا ہے کہ یہ زرخیز اور پرنعمت سلطنت اور اسکے عالیشان
محلات سب مسلمانوں کے ہاتھوں سے فتح ہونگے اور ان ممالک میں دین اسلام اشاعت پائیگا تم کافروں کی کثرت اور اُنکے جنگی ساز و سامان کی تیاریوں سے بالکل ڈرو
انشاء اللہ تعالے خدا تمہارا مددگار ہے اب رومی لشکر اندھیری رات کی طرح چھا گیا اور اُنکے پیدل چیونٹیوں اور ٹڈی دل کیطرح امنڈ پڑے علم کھلے
ہوئے تھے صلیبیں بلند تھیں اور اُنکے پادری اور عالم زاہد انجیل سنا سنا کر لشکر کو لڑائی کا جوش دلا رہے تھے ہر صف میں اکہزار کرنا پھونکی جا رہی تھی
اور نقاروں اور ڈھولوں کی آوازیں رعد کی طرح گرج رہی تھیں رومی بہادر صفوں سے نکل نکلکر چیخیں مارتے تھے اُنکے لشکر میں سب سے پیشتر ایک مرتد
عرب جسنے ترسائی دین اختیار کر لیا تھا میدان میں نکلکر دونوں صفوں کے بیچ میں آکر کھڑا ہوا اور بہ آواز بلند بولا اے گروہ عرب تمکو شیطان نے دھوکہ
دیکر مغرور بنا رکھا ہے اسی سبب سے تم اپنی جگہ سے نکلکر سلطنت روم میں داخل ہوئے ہو تم اُن لوگوں پر حسد کرتے اور چاہتے ہو کہ اللہ تعالے نے جو
نعمتیں اُنکو عطا کر رکھی ہیں انھیں چھین لو اور خود اُن کو نیست و نابود کر دو روم کے بادشاہ سلطنت اور حکومتیں تم سے بہت زمانہ پیشتر کے ہیں اور تمہاری نسبت

حکومت اور سامان حفاظت میں بہت زیادہ واقف ہیں تم نے ایسے کام میں ہاتھ ڈالدئے اور ایسی چیز کا لالچ کیا ہی جو تمکو میسر نہیں ہو سکتی تمہیں لازم ہی کہ اور مدینے کو چلے جاؤ اپنے سر سے اس غرور کو نکال ڈالو اب تم میں سے وہ شخص مقابلہ پر آئے اور مردانہ جنگ کا ملاحظہ کرے جو سب سے زیادہ بہادر اور جری ہو خالد بن ولید نے اس جنگجوئی کو دیکھکر کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ کوئی باہر نکلے اور اسکا کام تمام کرے قیس بن ہبیرہ مرادی خالد سے اجازت طلب کر کے میدان میں آیا دونوں میں جنگ ہونیلگی اور خوب ہی لڑے آخرکار قیس نے اپنے گھوڑے کو اسکی طرف پلٹ کر تلوار کا ایسا وار کیا کہ وہ سر کے بل زمین پر آرہا قیس نے فوراً ہی نیچے اتر کر سر کاٹ لیا اور نیزے پر رکھکر سوار ہوا اور گھوڑے کو میدان میں کاوے دینے لگا کافر قیس کی طعن اور ضرب کا معائنہ کر کے کہ کس طریق سے سر قلم کر کے نیزہ پر رکھ لیا ہی بہت ہی اندوہناک ہوئے اور مسلمان پھولے نہ سمائے اسوقت خالد نے ابو عبیدہ سے کہا اے امیر شاد ہو کہ مطلع مہم سے اس ظفر کا نمودار ہونا فال نیک ہی یقیناً اس کے بعد سعادت کلی نمایان ہو گی اور انشاء اللہ تعالے اور دولت و اقبال اور فتح و ظفر کا آفتاب مشرق سے بلند ہو گا لا قوۃ الا باللہ پھر بلند آواز سے کہا اے مسلمانوں خدائے سبحانہ و تعالیٰ کے فضل پر بھروسا رکھو اور قوی دل رہو اور امداد الہیٰ کی یقینی امید کے ساتھ ہم سب ایک دل ہو کر حملہ کر دو دیکھیں کیا نتیجہ نکلتا ہے اور کیا رنگ نمایاں ہوتا ہے مسلمان خالد کا حکم سنتے ہی ٹوٹ پڑے اور پہلے ہی حملہ میں چار صفونکو درہم برہم کر کے ایک ہزار آدمی مار ڈالے اور خود سلامتی کے ساتھ پلٹ کر اپنی جگہ آکھڑے ہوئے اتنے میں ایک مسلمان بہادر نے ابو عبیدہ کے پاس آکر کہا اے امیر میں نے یہ ارادہ کر لیا ہے کہ ان کافروں کے ساتھ آج اسقدر جنگ کروں کہ انجام کار شہید ہو جاؤں جناب رسول خدا صلعم کی درگاہ میں کوئی پیغام بھیجنا ہو تو فرما دیجئے ابو عبیدہ نے کہا میری طرف سے سلام پہنچانا اور کہنا کہ ہم دین کے دشمنوں سے جنگ و جدل کر رہے ہیں اور خدا کے وعدوں اور آپ کے فرمانوں پر کمر بستہ ہیں جسقدر ممکن ہو گا جہاد کریں گے کہ اسکا ثواب ہمکو نصیب ہو اس کے بعد وہ بہادر اپنی صفوں سے نکلکر کفار پر حملہ آور ہوا مردانہ جنگ کی اور کتنے ہی نامی لوگوں کو قتل کر کے شہید ہو گیا اس پر اللہ کی رحمت ہو پھر کافروں کے لشکر میں سے ایک بڑی جماعت آگے بڑھی ہتھیاروں سے خوب طرح مسلح تھی اور باہم عہد و پیمان کر رکھا تھا کہ جبتک بدن میں جان باقی ہو دشمن کے لشکر کے مقابلہ سے پشت نہ پھیرینگے خالد نے ان کے ارادہ سے مطلع ہو کر اپنی فوج سے کہا اے امت محمد ایسے مقام پر صبر کرنا موجب عزت دنیا اور سبب حصول نجات عقبےٰ ہے ان کافرونکی جنگ میں جو شخص ثابت قدم رہے گا اور رضائے الہیٰ کے لئے اپنی جگہ پر قایم رہ کر ان شیطانوں اور دین کے دشمنوں کے دفعیہ کے لئے کوشش کرے گا اس کے مدارج بہشت بلند ہوں گے میرا قصد ہے کہ تم سب کے ہمراہ اس سوارونکی فوج پر حملہ کروں لازم ہے کہ تم بھی ہوشیاری اور یقین کامل کے ساتھ میرا ساتھ دو اور جب تک انکو شکست نہ دے لو قدم نہ ہٹاؤ مجھے فضل الہیٰ سے قوی امید ہی کہ ان دشمنوں پر اللہ تعالیٰ ہمکو فتحیاب فرمائے گا یہ کہکر حملہ کر دیا اور دس ہزار مسلمان سپاہ نے ساتھ دیا سب کے سب یکدل ہو کر جا پڑے اور بہ مدد خدا کافروں کی اس لشکر کو جس نے باہم عہد کر رکھا تھا اور غالب آنیکا جھنڈا اٹھا رکھا تھا شکست دی اور بہت ہی کم آدمی ان میں سے جانبر ہو سکے اس کامیابی سے رومی لشکر کا انتظام خراب ہو گیا اور اس ٹوٹ گئی اور جو نقصان اٹھایا اسکا ذکر کر کے اور متفق ہو کر مسلمانوں پر تیر برسانے شروع کئے اتفاقاً ایک تیر مالک بن حرث نخعی کے آنکھ کے کونے پر آلگا اور رگ کٹکر اشتر ہو گئی اسیدن سے اسے مالک اشتر کہنے لگے مالک آنکھ کے صدمہ سے غضبناک ہو کر دشمن کے لشکر پر گرا کئی کافر قتل کئے پے در پے عقب سے اسکو بھی کئی زخم آئے اور کافروں نے اسے گھیر لیا اور تیر برسانے لگے زخم پر زخم پڑتے تھے اور وہ مردانہ وار حملے کر رہا تھا یہانتک کہ اور بھی کئی زخم لگے اور وہ زخموں کی کثرت سے چور چور ہو گیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس فوج میں تھا فوراً باآواز بلند پکارا کہاں ہی وہ گروہ جسنے اپنے آپکو خدا تعالیٰ کے ہاتھ اسکی رضامندی کے لئے فروخت کر دیا ہو اور وہ جماعت کہاں ہی جو دائمی بہشت کی مشتاق اور آرزومند ہے اے قوم اسد میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں جنتوں اور حوروں کی طرف دوڑو مسلمانوں نے کامل جوش و خروش کے ساتھ رومی لشکر پر حملہ کیا باہم قتل و قمع کرتے تھے طرفین کے بہادروں اور جوانوں کے نعرے پیہم بلند تھے ڈھول اور نقارے گرج رہے تھے دار و گیر کا غل اور شمشیر مردونکی للکار آسمان تک پہنچ رہی تھی

ابو عبیدہ کہ رہے تھے کہ اے مسلمانو ثابت قدم ہو ثابت قدم ہو تمہارے ساتھ تمہاری عورتیں اور بچے بھی ہیں اپنے زن و فرزند کو دشمن کے حوالہ کر دینا
مردانگی نہیں ہے جب تک بدن میں جان ہو دل توڑ کر جنگ کئے جاؤ اللہ تعالیٰ تمہارا مددگار اور حامی ہے فتح و ظفر تم سے بہت ہی
قریب ہو اتنے میں یزید ابی سفیان نے دشمن پر حملہ کیا عمرو بن عاص بھی اُسکے ہمراہ تھا رومی لشکر کے ایک حصّہ پر ٹوٹ پڑے وہ پسپا ہوئے
اور کچھ مارے گئے عکرمہ بن ابوجہل نے گھوڑے سے اتر کر اور پیادہ ہو کر حملہ کیا اور کافروں کو مار مار کر بھینکتا جاتا تھا خالد نے دیکھ کر کہا اے
عکرمہ پیدل ہو کر جنگ نہ کر اس طرح تو اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالتا ہے اور تیرا مارا جانا مسلمانوں کے لیے سخت حادثہ ہوگا سوار ہو کر مقابلہ کر اُنھنے
جواب دیا اے خالد تو مجھ سے ہاتھ دھو بے پیغمبر صلعم نے مجھ سے اور میرے باپ سے بہت ایذا اُٹھائی ہے شاید آج مجھ سے کوئی ایسی خدمت
بر آئے جس کے ذریعہ سے میرے بعض گناہ بخشے جائیں یہ کہکر اپنے گھوڑے کو چھوڑ دیا اور تلوار برہنہ پکڑ کر اور ڈھال مُنہ کے سامنے لیکر دشمن
کی فوج میں گھس گیا بڑی جرأت سے جنگ کرتا تھا اور کافروں کو مار مار کر گراتا جاتا تھا اسی اثنا میں کئی مہلک زخم آئے اور شہید ہو گیا اور مسلمان
بھی یکبارگی رومیوں کی صفوں پر جا پڑے بڑے گھمسان کا رن پڑا آخر لشکر اسلام کے غلبہ سے رومی جمعیت پسپا ہوتے ہوتے دریائے یرموک کے
کنارے جا پہنچی اب سامنے دریا تھا اور پس پشت عربی لشکر حسب اتفاق اسد ان دنوں یا تقدطغیانی پر تھا کہ رومیوں کے بہت سے آدمی اسمیں ڈوب
گئے اور مسلمان اسی طرح حملہ پر حملہ کر رہے تھے۔ ماہان نے بطریقوں کو ڈانٹا اور ایک ایک کا نام لیکر مسلمانوں کے مقابلہ کی ترغیب دلائی یہاں تک کہ رومیوں
نے جمع ہو کر پھر ایک دفعہ مسلمانوں پر حملہ کیا اور کچھ دُور پیچھے ہٹا لئے گئے اُسی وقت ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص کی ایک آنکھ تیر کے لگنے سے بیکار ہو گئی
اب مسلمانوں کے لشکر میں ایک غل مچا اور اکثروں کے دل چھوٹ گئے خالد بن ولید نے یہ حالت دیکھ کر کہا اے مسلمانوں یہ کیسی سستی اور کم ہمتی ہے
تم ہی ان رومیوں کے لشکر عظیم کو پست کر چکے ہو اب کیا ہوا کہ جی چھوڑے دیتے ہو خدا کی قسم تم اُنپر غالب آچکے ہو اور وہ اب زیر ہیں اور اُن کے لئے
مہلک دریا سامنے ہے زمین پر گھٹنے ٹیک دو اور بینہ پر ڈھالیں لیکر ڈٹ جاؤ اُنکی کثرت سے مت ڈرو کیونکہ اُن میں سے بہادر اور جنگجو لوگ مارے
جا چکے ہیں خالد اسطرح فوج کی کمرہمت بندھوا چکا تو اور سرداروں اور امیروں نے بھی اسی طرح کی کلاموں سے دل بڑھایا اور سب مسلمان
پھر یکبارگی حملہ آور ہوئے اور رومیوں کے قلب لشکر پر جا گرے اور چار صفوں کو جن میں اسّی ہزار جوان ہونگے قلب سے نکالکر علیحدہ
کر دیا باقی فوج پر بھی باقی لشکر اسلام لوٹ پڑا یہ اسّی ہزار کی جماعت تاب مقابلہ نہ لاکر بھاگ نکلی اب مسلمان اُن کا تعاقب کر رہے تھے
اور قتل کرتے جاتے تھے یہاں تک کہ رومیوں نے اس بلند مقام پر جو لب دریا واقع تھا پناہ لی اور رات ہو گئی مسلمانوں نے ہو تا تک
بھی اُن سے ہاتھ کو نہ روکا تھا پہنچ پہنچ کر قتل کرتے تھے بہت سے لوگ جو تلوار کی آنچ سے بچ نکلے تھے دریا کے پانی میں گھسکر ڈوب
گئے اُس اسّی ہزار کی تعداد میں سے صرف تھوڑے ہی سے بھاگ کر بچنے پائے دن نکلنے پر اُن میں سے بھی اکثر آب شمشیر کے گھاٹ
اُتارے گئے جنگل میں کشتوں کے پشتے لگ گئے تھے کہ شمار نہ ہو سکتا تھا بہت سی کوشش سے اندازہ لگایا گیا تو ستر ہزار سپاہی اور بطریق
اور سرداران فوج شمار میں آئے اور جو دریائے یرموک میں ڈوب کر مرے وہ اس شمار کے علاوہ تھے ماہان نے بھاگ کر دمشق کی راہ لی
اور عاصم بن یربوعی نے اُسکا پیچھا کر کے قتل کیا اور مسلمانوں کے ہاتھ رومی لشکر کا بے حد و حساب مال و متاع لوٹ میں آیا ابو عبیدہ اور تمام مسلمان
نہایت ہی شاد ہوئے زمین پر سر رکھ کر شکر کے سجدے کرتے تھے بعد ازاں لوٹ کا خمس علیحدہ کر کے باقی مال اہل فوج پر تقسیم کر دیا اور امیر المومنین عمرؓ کو خط
لکھا مضمون یہ تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم وصلوٰۃ علی نبیہ المجتبیٰ ورسولہ المصطفیٰ من ابی عبیدہ عامر بن الجراح اما بعد فانی احمد اللہ الذی لا الٰہ الا
ہو واصلی علی محمد نبی الرحمۃ وشفیع الامۃ واعلمک انی نزلت الیرموک ونزل ماہان بالقرب منہا ولم تر المسلمون اکثر من جمعہم ولا عدتہم فقض
اللہ تلک الجموع ونصرنا علیہم بمنہ وفضلہ وقتلنا منہم زہاء ما ئۃ الف وخمسۃ آلاف واسرنا اربعین الفا وقتل من المسلمین اربعۃ
آلاف ختم اللہ لہم بالشہادۃ ووجدت رؤسا قد قطعت لم یعرف اصحابہا فصلیت علیہا ودفنتہا وقتل ماہان علی دمشق قتلہ

عاصم بن الیربوعی دقد کان قبل الوقعۃ نصب علیہم رجل یقال لہ ابو الجعید من اہل حمص فالقاھم فی موضع من الیرموک یقال لہ الواقوصۃ فنہم منہم مالا یحصی عددھم واما من قتل منہم فی الاودیۃ والجبال من المھزمین وغیرھم فحصرت عدتہم تسعون الفا وقد ملکنا اللہ اموالہم وحصونہم وبلادھم وکتابی ھذا الیک من دمشق بعد الفتح وجمعت الغنائم والسلام علیک وعلی جمیع المسلمینؐ

یعنی از طرف ابو عبیدہ معلوم ہو کہ ہم جب یرموک کی سرزمین میں داخل ہوئے تو ماہان بھی اسقدر فوج کثیر لے کر آیا کہ پیشتر کبھی نہ دیکھی تھی باہم جنگ شروع ہوئی اور ہم نے اُن کے ایک لاکھ پانچہزار آدمی قتل کئے اور چالیس ہزار قید کر لئے مسلمانوں میں سے بھی چار ہزار آدمیوں نے جام شہادت نوش کیا میدان میں بہت سے ایسے سر بھی پائے گئے جنکی پہچان نہو سکی کہ وہ کافروں کے سر ہیں یا مسلمانوں کے ہم نے ان سب پر نماز پڑھی اور ایک جگہ فراہم کر کے دفن کر دیے گئے ماہان دمشق کی جانب بھاگ گیا تھا عاصم بن یربوعی نے اُسے قتل کر دیا ابو جعید نے اس قوم کے خلاف ایک دھوکہ دہی اختیار کی جس سے بیشمار کافر ہلاک ہوئے اور جو لوگ جنگلوں اور پہاڑوں میں بھاگ گئے تھے اُن میں سے نوے ہزار لقمۂ اجل ہوئے اللہ تعالےٰ نے ان کی تمام سلطنت اور مال پر ہمکو قبضہ عطا فرما دیا اب میں نے یہ خط دمشق سے روانہ کیا ہے اور تمام مال غنیمت کو جمع رکھ چھوڑا ہے اُس کی نسبت کیا حکم ہے اس خط کو ختم کر کے اپنی مُہر ثبت کی اور مال غنیمت کا خمس حذیفہ الیمان کو دے کر مع دس سواروں کے جانب مدینہ روانہ کیا حذیفہ سفر طے کر کے مدینہ میں داخل ہوا اور ابو عبیدہ کا خط مع مال غنیمت عمر بن خطاب کے حوالہ کیا آپ بہت ہی خوش ہوئے اور سجدہ شکر بجا لائے پھر حذیفہ سے پوچھا کہ ابو عبیدہ نے مال غنیمت کو فوج پر تقسیم کر دیا ہے یا نہیں اسکے بعد عبیدہ کے خط کا جواب لکھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ابو عبیدہ کو معلوم ہو کہ اسکا خط وصول ہوا احوال مندرجہ سے اطلاع ہوئی ہم مسلمانوں کی فتح کے لئے سجدہ شکر الٰہی بجا لائے اور بہت ہی شادمان ہوئے کہ ایسی عظیم الشان فتح اللہ تعالیٰ نے کرامت فرمائی اور اس لشکر کثیر کفار کو جس سے تمام میدان اور پہاڑ بھر گئے تھے خراب خستہ اور بدحال کر کے ہلاک کر دیا تمکو یقین کر لینا چاہیے کہ اس بیشمار جمعیت پر اپنی قوت اور بہادری کے سبب تم غالب نہیں ہوئے ہو بلکہ حقیقی خدا تعالےٰ کی مدد سے یہ نصرت نصیب ہوئی ہے مبادا تم اپنے دل میں غرور کرو وللہ المن والفضل العظیم وتبارک اللہ احسن الخالقین والحمد للہ رب العالمینؐ یعنی اللہ تعالےٰ بہت بڑا فضل اور احسان فرمانے والا ہے برکت والا اللہ ہے اور سب سے اچھا خالق ہے اور حمد خلایق کے پرورش کرنے والے اللہ ہی کے واسطے ہے لشکر روم کی شکست کھانے کے بعد کچھ لوگ بُرے حال سے گرتے پڑتے انطاکیہ میں پہنچے بادشاہ ہرقل اس خبر کو سنکے نہایت ہی مضطرب ہوا اور ایک بطریق کو بلا کر فرمایا کہ بھاگ کر آئے ہوئے لوگوں میں سے ایک ایسے شخص کو جو زیادہ صاحب عقل ہو میرے سامنے حاضر کرو میں اُس سے حقیقت حال دریافت کروں گا بطریق نے ایک عرب کو جس کا نام جذبہ بن عمر تنوخی تھا اور جو اسی معرکہ سے بچ کر آیا تھا بادشاہ کے سامنے لا کھڑا کیا ہرقل نے رومی زبان میں دریافت کیا لشکر اور افسران و سرداران لشکر کا کیا حال ہے اُس نے کہا رومی لشکر نے شکست کھائی اُن کا اکثر حصہ قتل ہو گیا اور بہت تھوڑے بحال خستہ و مجروح جنگلوں اور پہاڑوں میں بھاگ کر منتشر ہو گئے ہرقل نے جس جس کا نام لے کر پوچھا جواب میں یہی سنا کہ وہ مارا گیا تب ہرقل نے کہا بد آدمی سے خبر بد کے سوا اور کیا سنتا پھر اُس سے کہا جذبہ بن عمر تنوخی تو ہی ہے اُسنے کہا ہاں ہرقل نے کہا تجھے یاد ہے کہ جب ان محمد رسول کا خطاب ہمارے پاس آیا تھا اور قبولیت دین کے لئے لکھا تھا تو میں اُسے منظور کرنے کو تھا مگر تجھ سے زیادہ اور کسی نے نہیں روکا تھا جذبہ نے کہا بیشک ایسا ہی ہوا تھا بادشاہ نے حکم دیا کہ اسکا سر قلم کر دیں بعدہ فرمایا مجھے یقین تھا کہ عربی لشکر میری فوجوں کو شکست دیگا اور یہ ملک اُن کے قبضہ میں چلا جائیگا پھر گھوڑا طلب کیا اور سوار ہو کر اہل و عیال اور شہروں امیروں کی ہمراہ قسطنطنیہ کی طرف سفر کیا ولایت شام کی سرحد پر سر راہ ایک بہت بلند پہاڑ تھا اُسکی چوٹی پر چڑھ کر اطراف شام پر نظر ڈالی اور زار قطار روتے ہوئے کہا اے پاک زمین تجھ کو ہمارا اسلام ہے اور اے دنیا کی بہشت اور نعمتوں اور راحتوں والی سرزمین ہمارا آخری سلام لے غرض کہ اسی طرح سے

چند افسوسناک کلمے کہے اور ولایت شام کو خیرباد کہکر پہاڑ سے اُترا اور جانب قسطنطنیہ روانہ ہوا اہل اسلام دوسری سمت سے حلب میں داخل
ہوئے باشندوں نے قلعہ میں پناہ لی اور محصور ہو بیٹھے لشکر اسلام نے راستے بند کر دیے اُسکے بعد محصورین نے امان مانگی اور ابو عبیدہ نے بیس ہزار
دینار نقد پر صلح کر لی اور سب پر جزیہ مقرر کیا اور عہدنامہ مرتب کیا حلب والوں نے دروازے کھولدیے اور مسلمان شہر میں داخل ہوکر قیام فرما
ہوئے ابو عبیدہ نے مالک اشتر نخعی کو بلا کر بسر کردگی ایک ہزار سوار حکم دیا کہ رومیوں کا تعاقب کرے اور دربند تک دیکھ بھال کرے اشتر فوراً
روانہ ہوگیا اُس کے بعد میسرہ بن مسروق کو ایک ہزار سوار دے کر کہا کہ اشتر کے عقب میں جائے اشتر نے دربند روم پر پہنچکر بیس ہزار سوار سے بھی سوا
رومی لشکر کی جمعیت موجود پائی اور بوجہ کثرت لشکر کفار خیال کیا کہ مقابلہ کرنا ناممکن ہے میسرہ کے ملحق ہونے تک انتظار کرنا چاہیے جب میسرہ
آملا تو دونوں نے معرکہ آرائی کا قصد کیا اور جنگ شروع کردی اور سخت جنگ ہوئی صبح سے لڑتے لڑتے تیسرا پہر ہوگیا اسوقت اللہ تعالےٰ
نے مسلمانوں کو فتح نصیب کی اور رومی جو پیشتر ہی سے شکستہ دل تھے بھاگ نکلے اب نماز کا وقت آگیا تھا میسرہ نے اپنے لشکر کو نماز پڑھائی
اور مالک نے اپنی جماعت کو بعد نماز میسرہ کے دوستوں میں سے ایک شخص نے مالک کے پاس آکر کہا تم نے امیر میسرہ کو کس لئے امام نہ بنایا اشتر نے
کہا میسرہ کون ہوتا ہے اس شخص نے جواب دیا عبسیین میں سے ہے اشتر نے کہا عبسیین کون ہے اس نے کہا سبحان اللہ تم عبسیین کو بھی نہیں جانتے پھر بولا
تم کون ہو اشتر نے کہا میں مالک بن حارث نخعی ہوں اُسنے کہا میں نخعی کو نہیں جانتا اور نہ اُنہیں کچھ سمجھتا ہوں اس کلام کو سنکر اشتر کی جماعت میں سے
کئی شخصوں نے اُسے سزا دینے کا قصد کیا اشتر نے روکا کہ اسے نہ ستاؤ وہ محض اپنے عزیزوں کے لئے الجھتا ہے پھر اُس سے کہا اے شخص انصاف کی بات
ہے ابو عبیدہ نے مجھے اس لشکر کا سردار بنایا ہے اور انکو میری فرمانبرداری کا حکم دیا ہے اور کسی شخص کو مجھ پر سردار نہیں کیا میسرہ اپنے لشکر کا سردار ہے اور
میں اپنے لشکر کا اُس شخص نے واپس جاکر یہ سب گفت و شنید میسرہ سے کہی میسرہ نے پوچھا تو کسکے حکم سے اشتر کے ساتھ جا الجھا اور ابو عبیدہ کی عطا کی ہوئی
سرداری پر اُس سے جھگڑا کیا غرض وہ رات اشتر اور میسرہ نے اسی مقام پر بسر کی پہرے لگے رہے صبح کے وقت ابو عبیدہ کے پاس سے قاصد پہنچا اور
خط دیا لکھا تھا میسرہ اور اشتر اس خط کے پہنچتے ہی پلٹ کر میرے پاس چلے آئیں خط پڑھتے ہی مراجعت کی اور حلب میں ابو عبیدہ سے آملے رومی
لشکر سے جو جنگ ہوئی تھی اسکی کیفیت بیان کی ابو عبیدہ بہت خوش ہوکر سجدۂ شکر بجا لایا اور دوسرے مسلمانوں نے بھی اسلامی فوج کی سلامتی
کا شکریہ ادا کیا ابو عبیدہ نے اب دمشق کی مہم کا عزم بالجزم کرکے حبیب بن مسلمہ فہری کو طلب کیا اور حلب اور اُسکے نواح کا امیر مقرر کرکے آپ
جانب دمشق روانہ ہوا شام کے جس شہر میں گذر ہوتا ایک سردار وہاں کا امیر مقرر ہوتا اور عدل و انصاف کے لئے تاکید کی جاتی تھی اسی طرح
داخل دمشق ہوئے اور وہاں سے امیر المومنین عمرؓ کی خدمت میں خط لکھا جس میں شرح و بسط کے ساتھ رومی لشکر کی شکستوں اور ہرقل کے قسطنطنیہ کی
طرف فرار کرنے اور اپنے داخل دمشق ہونے کی تمام کیفیت درج کی امیر المومنین نے خط لکھا کہ ابو عبیدہ کو معلوم ہو کہ اُسکا خط وصول ہوا جملہ حالات سے
پوری اطلاع ملی ان فتوحات عظمیٰ اور نعمہائے بیکراں کے لئے شکریۂ الٰہی ادا کیا گیا ہے اے ابو عبیدہ ابھی ملک شام میں او بہت سے شہر باقی ہیں جن کو
فتح کرنا ضروری ہے اور بہت سی مہمیں پوری کرنی ہیں لیکن بالفعل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دمشق میں قیام کرکے لشکر کو آرام دینا چاہیے اور کسی جا نکلو اور کسی طرف
بھیجنا چاہیے تاوقتیکہ میں کچھ حکم دوں اُسوقت اسکی موجب عمل درآمد کرنا ہوگا یہ بھی معلوم ہو کہ سعد وقاص کا خط آیا ہے اُس سے معلوم ہوا ہے کہ ایرانی لشکر
موضع جلولا میں جمع ہو رہا ہے اور ہم جناب باری تعالیٰ سے مدد کے خواستگار ہیں کہ کافر زیر فتحیاب ہوں ابو عبیدہ نے امیر المومنین عمرؓ کے اس خط کو پڑھ کر
حسب الحکم خلیفہ کے دمشق میں قیام کر دیا اور دمشق اور اُسکے نواحی حفاظت شروع کی امیر المومنین عمرؓ نے سعد وقاص کو بھی خط لکھا کہ لشکر میں سے کسی مشہور شخص کو
حسب منشا خود مداین کا حاکم مقرر کرکے اور آپ جلولا پر لشکر کشی کر خدائے تعالیٰ اُس مقام کو تیرے ہاتھ سے فتح کریگا اس خط کے پہنچنے پر سعد وقاص نے اپنے بھتیجے عمر بن عتبہ
بن ابی وقاص کو بلا کر بسرکردگی دس ہزار سوار ان جرار مہم جلولا پر روانہ کیا اور خود بیماری کی وجہ سے مداین میں توقف کیا عمر بن عتبہ جب جلولا کے قریب
پہنچا وہاں کی ایرانی لشکر نے گرد اگرد خندق کھودلی اور اپنی معقد میں آگ کی قسم کھائی اور سبنے باہم عہد کرلیا کہ عربی لشکر کے مقابلہ سے مُنہ نموڑینگے جلوان میں ان

وغیرہ ہر چہار سمت سے بار بار ایرانی فوجیں آ آکر فراہم ہو رہی تھیں اور بادشاہ یزدجرد بھی جو حلوان کو دار الحکومت بنائے موجود تھا فوجوں پر فوجیں جلولا کی طرف روانہ کر رہا تھا اسوقت اس موضع میں ساٹھ ہزار فوج تھی اور ولایت اہواز کا حاکم ہرمز بیس ہزار تستر کے جوانوں کی کمک لیکر آیا جملہ اسّی ہزار کی جمعیت ہو گئی عتبہ نے ایرانی فوجوں کی یہ کثرت دیکھ کر سعد وقاص کو خط لکھا اور یہ سب کیفیت درج کی سعد نے بھی اسی وقت امیر المومنین کی خدمت میں خط روانہ کیا اور سب حال لکھدیا امیر المومنین عمرؓ نے فوراً ابو عبیدہ بن جراح کو لکھا کہ اپنے لشکر میں سے بیس ہزار کی جمعیت سے سعد وقاص کو مدد پہنچائے اُنہوں نے بتعمیل ارشاد خلیفہ دس ہزار سوار ہمراہ کر کے عتبہ بن ہاشم بن ابی وقاص جو سعد کا بھتیجا تھا روانہ کر دیا مکشوح مرادی بھی اس لشکر میں تھا جب مدائن میں پہنچے مکشوح مرادی دو ہزار کی جمعیت سے آگے بڑھا اس کے پیچھے ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص تین ہزار سواروں سے چلا اور اُسکے پیچھے سعید و حجر بن عدی کندی نے دو ہزار سواروں سے کوچ کیا اس کے پیچھے منذر بن حسان الضبی تین ہزار کا لشکر لیکر روانہ ہوا اور اس کے پیچھے جریر بن عبد اللہ بجلی چار ہزار سواران لشکر کے ساتھ تھا اس ترتیب سے لشکر اسلام کو پوری تقویت حاصل ہو گئی اور اُن کا شمار ۲۴ ہزار تک پہنچ گیا سعد نے اپنے برادر زادہ ہاشم بن عتبہ کو اس لشکر کا سردار مقرر کیا اور اُنہوں نے لشکر کو اسطرح ترتیب دیا میمنہ پر جریر بن عبد اللہ بجلی کو میسرہ پر حجر بن عدی خلج پر مکشوح مرادی کو متعین کیا اور عمرو بن معدی کرب کو تمام سواروں کا سردار بنایا طلیحہ بن خویلد کو پیدلوں کی سرداری دی اسی طرح کافروں نے بھی اپنے لشکر کو آراستہ کیا میمنہ خراد بن ہرمز کے ہاتھ میں تھا یہ شخص مشہور ایرانی بہادروں میں سے تھا میسرہ پر فیروز بن جرہ مامور ہوا اور قلب میں ہرمز بن نوشیرواں حاکم اہواز قایم ہوا پھر طرفین سے لڑائی شروع ہو گئی اور ایسی جنگ عظیم واقع ہوئی کہ بہتیر کسی نے نہیں دیکھی تھی سب سے پہلے تیر باراں کئے گئے جب ایک تیر بھی باقی نہ رہا تو نیزوں سے لڑنے لگے جب وہ بھی شکستہ ہو گئے تو تلواریں گھسیٹ کر پہر دن چڑھے سے زوال کے وقت تک لڑتے رہے اب نماز ظہر کا وقت آ گیا سب نے تکبیروں اور اشاروں سے نماز ادا کی ہاشم بن عتبہ نے ایک مرد مسلمان کو جس کا نام سعد بن عبید الانصاری تھا یہ کہتے سنا کہ میں آج اپنے آپ کو اس جنگ میں خدا کے ہاتھ فروخت کرونگا شاید میرے گناہوں کا کفارہ ہو جائے اُس کے بعد تلوار سونت کر دشمنوں کی صفوں میں جا گھسا اور ایسی سخت جنگ کی کہ دونوں لشکر تعجب سے دیکھتے تھے انجام کار شہید ہو گیا اُس پر اللہ کی رحمت ہو جریر بن عبد اللہ بجلی نے اپنی قوم سے مخاطب ہو کر کہا اے عزیزو اور دوستو یاد رکھو کہ اس جنگ میں تمکو دو نیکیوں میں سے ایک تو ضرور ہی حاصل ہو گی اگر شہید ہوئے تو اُسکے ثواب میں اللہ تعالیٰ وہی بہشت کرامت فرمائے گا اور اگر فتحیاب ہوئے تو بیشمار مال غنیمت پاؤ گے تم ہرگز ناموری یا دکھلاوے یا خلقت سے تعریف کرانے کی غرض سے جنگ نہ کرنا کیونکہ وہ تعریف و توصیف جس میں رضائے الٰہی نہو کچھ مفید نہیں میں نے اس لشکر کو آزما لیا ہے اور اُن سے لڑ چکا ہوں یہی ٹیڑھی کمانیں اور لمبے نیزے اُن کے سب سے عمدہ ہتھیار ہیں جب تیر باران کریں سر کو ڈھالوں میں چھپا لو اور اُنکے حملے کے وقت ثابت قدمی اختیار کرو اللہ تعالیٰ تمہارا مددگار ہے پھر یہ کہکر ہمراہیوں سمیت دشمن کے لشکر پر حملہ کیا داد شجاعت دی اور بہت سے کافروں کو داصل جہنم کر کے اپنی جگہ پلٹ آیا اسی اثنا میں ایرانی بہادروں میں سے ایک شخص جس کا نام رستم کوچک تھا اور بڑا ہی چالاک بہادر اور لوگوں میں رستم دستان مشہور تھا اپنی صف سے نکلا اور دونوں لشکروں کے بیچ میں کھڑے ہو کر گویا ہوا اے قوم عرب میدان میں نکلو اور مجھ سے جنگ کرو اور بہادروں کے زور بازو کا ملاحظہ کرو دو بھائی عوام اور زہیر عبد شمس کے بیٹے میدان میں اُسکے مقابلہ پر نکلے رستم دونوں کا جواب دیتا تھا اور بہت دیر تک جنگ ہوتی رہی آخر زہیر نے غضبناک ہو کر ایک نیزہ لگایا کہ رستم نیچے آ رہا مگر وہ سنبھل گیا اور زہیر میدان میں گھوڑا اُڑا کر فخر کرنے لگا کہ میں نے رستم کو زخمی کر دیا ہے رستم بھی اسیطرح لاف زنی کرنے لگا اتنے میں لشکر اسلام سے ایک اور شخص جابر بن طارق نخعی نام رستم کو اس شان و شکوہ کا بہادر دیکھ کر میدان میں نکل آیا کہ اپنے بھائیوں کی مدد کرے رستم بھی اُسے آتا دیکھ کر حملہ آور ہوا زہیر نے جابر سے کہا میرے پاس آ جا اس گنوار سے تنہا مقابلہ نہ کر ایسا نہو تجھے کچھ صدمہ پہنچے رستم تینوں جوانوں سے نبرد آزمائی کر رہا تھا جب وہ کسی ایک پر حملہ کرتا تو باقی اُس پر جھپٹتے اور اسطرح سے ہر ایک کو اُس کے پنجہ سے بچا لیتے غرضکہ عوام اور زہیر نے رستم کو ایسی

خود چھوڑ گیا اور جابر نے موقع پا کر اس کے سر پر ایسی تلوار لگائی کہ تاج اور آہنی خود کو کاٹتی ہوئی سر میں اُتر گئی اور سر کے دو حصے کرتی ہوئی سینہ میں داخل ہوئی رستم بے جان ہو کر زمین پر آ رہا تینوں شخصوں نے اس کے ہتھیار اور کپڑے اتار لئے ایک ہزار دینار قیمت جانچی گئی اور تینوں نے آپس میں بانٹ لی اب شام ہو چلی تھی اور لڑنے والے مردانہ جنگ کرتے کرتے تھک گئے تھے گھوڑے بھی چور چور ہو گئے تھے چاہا کہ طرفین سے اپنے قیام گاہ کو لوٹ جائیں مگر اسی وقت فارسی لشکر کے بعض سرداروں نے ایک تازہ دم فوج اسلحہ سے بخوبی آراستہ کر کے بڑی شان و شکوہ کے ساتھ اپنی صفوں سے علیحدہ کی اور لشکر اسلام پر دھاوا کر دیا سلمان ایسے وقت میں اس مستعد فوج کو دیکھ کر دہل گئے اور سخت رعب چھا گیا عمر بن معدی کرب للکارا کہ اے مسلمانوں ان سواروں سے مت ڈرو دلکو مضبوط رکھو الحمد للہ کہ ہم نے ایسی بہت سی لڑائیاں دیکھ رکھی ہیں تم میدان کے بہادر اور جنگجو شیر ہو اسوقت کا حملہ شیر کی لڑائیوں سے زیادہ سخت نہیں گھوڑوں سے اتر پڑو نیزہ اور شمشیر ہاتھ میں لیکر ایک دم سرعت سے بڑھو مقابل کے حملہ کے وقت ثابت قدمی اختیار کرو اور اپنے وقت پر سخت حملہ کرو مجھے خدا تعالیٰ کی درگاہ سے امید قوی ہے کہ اس قوم پر تم فتحیاب ہو گے اور اللہ تعالیٰ تمہاری امداد دیگا کہ دین اسلام کو سرخرو رکھیگا اور انشاء اللہ تمہارے دشمن ذلیل و خوار اور ہلاک ہوں گے یہ کہکر گھوڑے پر سے اتر پڑا اسی قبیلہ کے ایک ہزار جوانوں نے اسکا ساتھ دیا عمر بن معدی کرب شانے پر تلوار رکھے رجز خواں تھا اور اپنی معرکہ آرائیاں بیان کرتا تھا کہ فوج کفار نے بڑے جوش و خروش سے عمر معدیکرب پر حملہ کیا مگر جب اسکی جمعیت پہاڑ کیطرح اپنے مقام سے ذرا نہ سرکی تو جریر بن عبد اللہ میمنہ کی طرف سے اور حجر عدی میسرہ سے اور مکشوح مرادی جناح کی فوج سے مدد کو آ پہنچے اور ایکدم سے ایرانی لشکر پر لوٹ پڑے بڑی خونریز جنگ وقوع میں آئی آخر کار اللہ نے اہل اسلام کو فتحمند کیا اور لشکر کفار نے شکست کھائی مسلمانوں نے تلواریں سنبھالیں اور کافر بھاگتے خانقین تک تعاقب کیا انکو اسی موقع میں صبحکو جلولا میں داخل ہوئے اور مال غنیمت فراہم کیا اس جنگ میں جسقدر مال و متاع اور نفیس نفیس اشیاء مسلمانوں کے ہاتھ آئیں اندازے سے باہر تھیں ایک مسلمان بولا اللہ تعالیٰ مثنی بن حارث شیبانی پر رحمت نازل کرے اگر آج کے دن وہ زندہ ہوتا تو فتح جلولا سے کس قدر شادمان ہوتا کیونکہ وہ اکثر آرزو کیا کرتا تھا کہ کسیطرح میں مسلمانوں کے ہاتھوں میں جلولا کو فتح کیا ہوا دیکھ لوں خواہ وہ میری زندگی کا آخری ہی دن کیوں نہ ہو ایک اور معزز آدمی بول اٹھا اگرچہ اسکی آنکھیں دنیا میں اس فتح سے روشن نہیں ہو سکیں لیکن اسکی دونوں آنکھیں دار البقا میں روشن ہیں اسکے بعد ہاشم بن عتبہ نے جلولا کا تمام مال غنیمت جمع کرکے اپنے چچا سعد کی خدمت میں بھیجا مسلمانوں کو اس نصرت سے نہایت ہی خوشی حاصل ہوئی فتح جلولا کے بعد لشکر اسلام خانقین کی طرف روانہ ہوا ایرانی فوج انکے آنیکی خبر سنکر خانقین میں بھی قدم نہ جما سکی ایک اور موضع میں جسے قصر شیریں کہتے ہیں قیام کیا اور وہاں سے اُٹھ کر حلوان کی طرف بھاگے یہاں یزدجرد بادشاہ غلاموں اور خواصوں کے ہمراہ قیام فرما تھا یہ سنکر کہ اسلامی لشکر تعاقب کئے چلا آرہا ہے جانا کہ اس قوم کا مقابلہ کرنا محال ہے ایک مشہور عجمی سردار منوچہر بن ہرمز کو طلب کیا اور حلوان میں اپنا نائب بنا کر خود جانب نہاوند کوچ کیا اسلامی لشکر نے قصر شیریں میں پہنچکر سعد وقاص کو نامہ لکھا تمام حالات درج کرنے کے بعد اجازت چاہی کہ ہم حلوان کی طرف بڑھیں یا خود بھی پہنچو کہ سب متفق ہو کر حلوان پر چڑھائی کی جائے اگرچہ سعد نہایت کمزور تھا لیکن اپنی شرکت کو زیادہ مناسب تصور کر کے سلمان فارسی کو مداین میں اپنا نائب قرار دیا اور خود گھوڑے پر بیٹھ اسی بیماری کی حالت میں چل پڑا قصر شیریں میں پہنچکر ایک دن قیام کیا دوسرے دن حلوانکیطرف بڑھے منوچہر نائب یزدجرد جو حاکم حلوان تھا سعد وقاص اور اسلامی فوج کی آنے کی خبر سنکر بھاگ نکلا اور یزدجرد کی خدمت میں پہنچا پھر دونوں نے اس جمعیت سمیت جو ان کے ہمراہ تھی مسلمانوں کے آگے سے گریز اختیار کی سعد وقاص نے حلوان میں قیام کر کے جریر بن عبد اللہ بجلی کو حکم دیا کہ جسقدر مویشی اور مال و دولت اور خزانے دستیاب ہوتے ہیں سبکو جمع کرو اسکے بعد مکشوح مرادی کو طلب کیا اور ۲ ہزار سوار دیکر علاقہ ماسندان اور اسکے نواحی طرف روانہ کیا اور عدی بن زید طائی کو بھی ۵ ہزار کی جمعیت دیکر شہر زور اور اسکے نواحیں بھیجا علاقہ ماسندان اور شہر زور سے اسقدر مال و دولت لوٹ میں ملا جسکا اندازہ نہ ہو سکتا تھا اس سب کو فراہم کرنے کے بعد ہر دو سردار صحیح سلامت ظفرمندی

فتح جلولا و خانقین

ارادہ سعد وقاص بحلوان

کے ساتھ مراجعت کر کے سعد وقاص کی خدمت میں حاضر ہوئے سعد نے ایک انصاری بہادر نضلہ بن معاویہ نام کو بلایا اور تین سو سوار کا دستہ دے کر فرمایا کہ حلوان کے گرد پھر جائے اور جسقدر مویشی اور سامان ملے لوٹ لائے نضلہ تمام اونٹ گھوڑے بھیڑ بکری اور دیگر چوپائے وغیرہ فراہم کر کے حلوان کی طرف چلا آرہا تھا کہ حسب اتفاق حلوان کے دو پہاڑوں کے درمیان اُسے ایک عجیب غریب معاملہ پیش آیا نماز عصر کا وقت ہو گیا تھا نضلہ نے ادائے فریضہ کے لئے قیام کیا اور جب اللہ اکبر اللہ اکبر کی آواز بلند کی تو پہاڑ میں سے ایک آواز غیب آئی اے نضلہ کبرت تکبیراً اور جب اشہد ان لا الہ الا اللہ کی نوبت آئی تو ہاتف نے صدا دی اخلصت اخلاصا یا نضلۃ یعنی اے نضلہ تو نے خالص نیت سے کہا اور جب اشہد ان محمد رسول اللہ کہا تو ندا آئی یہ وہ پیغمبر ہے جس کے بعد اور کوئی پیغمبر نہ ہوگا جب حی علی الصلوٰۃ کہا ہاتف نے کہا یہ وہ نماز ہے جسے اللہ تعالیٰ نے فرض ٹھیرا دیا ہے اور کیا اچھا ہے وہ شخص جو ہمیشہ وقت پر ادا کرتا رہتا ہے پھر جب حی علی الفلاح کہا تو اُس نے کہا الفلاح لامل الصلاح والصلاح لامل الفلاح یعنی یہ نماز نیک شخصوں کے لئے موجب بخشش ہے نضلہ نے اذان سے فارغ ہو کر قامت شروع کی اور جب اس کلمہ مبارک قد قامت الصلوٰۃ پر پہنچا ہاتف نے کہا امت محمد رسول اللہ کا زمانہ بہت دراز ہوگا تا قیام قیامت رہے گا نضلہ نے نماز سے فارغ ہو کر باآواز بلند کہا اے ہاتف میں نے تیری آواز سُنی اور مطلب معلوم کیا اگر تو فرشتہ ہے تو تجھ پر فضل خدا ہو اور اگر تو قسم جن و پری سے ہے تو تجھے مرحبا ہے اور اگر تو آدم زاد ہے تو سامنے آ کہ میں تجھ سے ملکر خوش ہوں اُسی وقت ایک ضعیف العمر بڈھا پہاڑ کی کھوہ سے نکلا ہاتھ میں عصا اور بدن میں سفید اُون کے دو جامے تھے اُس کے تمام بال سفید تھے اوسط درجہ کا قد تھا قریب آکر عصا پر سہارا لیا اور کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ نضلہ نے جواب سلام کے بعد کہا تم کون ہو اور یہاں کس لئے پڑے ہو اُس نے کہا میرا نام زریب ہے اور جناب عیسیٰ علیہ السلام کے وصی تزلیما کا بیٹا ہوں میرے حق میں دعا ہے کہ ان پہاڑوں میں اُسوقت تک زندہ رہوں جب تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے تشریف لائینگے میں تمکو اطلاع دیتا ہوں کہ جب امت محمدی میں یہ چند عادتیں دیکھی جائیں تو اُن سے بھاگنا چاہئے نضلہ نے کہا اُن عادتوں کا ذکر کیجئے ہم اُن سے بچیں گے زریب نے کہا مرد مردوں سے اور عورتیں عورتوں سے صحبت اختیار کریں گے اور اُنہی کے ہو بیٹھیں گے امیر غلاموں ہی میں مبتلا ہونگے اور لونڈیوں چاکروں کے ساتھ شراب نوشی کریں گے بیگناہونکو قتل کرینگے کہ گنہگار عبرت پکڑیں صدقہ دینا بند کر دیں گے قرآن شریف کو راگ اور لَے سے پڑھیں گے سجدوں میں سنہری نقش و نگار بنائیں گے اور مناروں کو بلندی دیں گے جھوٹی گواہی دیں گے سود کھائیں گے زنا کریں گے مینہ کم برسے گا اور غلہ باوجود زیادہ پیداوار کے گراں فروخت ہوگا جب یہ علامتیں ظاہر ہوں خوف کرنا چاہئے زریب یہ باتیں بیان کر کے غار کی طرف پھر گیا اور لشکر اسلام کوچ کر کے خدمت سعد میں پہنچا زریب بن تزلیما کی روئیداد اور اُسکے بیانات عرض کئے سعد وقاص نے امیر المومنین عمر کو خط لکھا اور زریب کے ماجرے سے بھی اطلاع دی عمر نے جواب لکھا اور بڑی تعریف کی اور فرمایا کہ اس خط کو پڑھتے ہی بذات خود اُن پہاڑوں میں جانا اور زریب کو تلاش کرنا اور جو حالات اس سے معلوم ہوں تفصیل وار لکھ لینا پھر ہمکو لکھنا اس خط کے آتے ہی سعد وقاص حسب الحکم خلیفہ سوار ہوا اور اُن پہاڑوں میں پہنچا اذان دی کوئی آواز نہ آئی آدمیوں کو حکم دیا کہ جابجا اذان کہیں۔ پھر بھی کوئی جواب نہ سننے میں آیا اُس کے بعد سواروں کو حکم دیا کہ حلوان کے پہاڑوں میں گشت کر جاؤ اور زریب کا حال معلوم کرو کئی شبانہ روز اسی جستجو میں پھرتے رہے نہ کوئی نشانی ملی نہ اور کوئی بات معلوم ہو سکی سعد واپس چلا آیا اور امیر المومنین عمر کو یہ حال لکھ بھیجا بعد ازاں جریر بن عبد اللہ بجلی کو بلا کر اور اسکی قوم اور قبیلہ میں سے ایکہزار سوار دیکر حکم دیا کہ حلوان میں قیام رکھے اور فارسی کافروں کی طرف سے کوئی تعرض ہو تو انکو دفع کرتا رہے بعدہ حلوان جلولا خانقین مداین قادسیہ وغیرہ کے اموال غنیمت میں سے خمس امیر المومنین عمر کی خدمت میں روانہ کیا عمر نے ان غنیمتوں کا ملاحظہ فرما کر اُن کی کثرت اور خوبیوں پر بڑا تعجب کیا اور مسلمان بھی دیکھ دیکھ کر حیران ہوتے تھے کہ اسقدر مال و دولت اور خزانے اور ظروف کبھی نہ دیکھے تھے ایک مسلمان نے پوچھا اے امیر اس لوٹ کے مال کو آپ خزانے میں رکھینگے یا مسلمانوں کو حصہ وار مرحمت فرمائینگے امیر المومنین نے قسم کھائی کہ اس مال پر کسی مکان کی چھت کا سایہ نہ پڑیگا یعنی اسکو بیت المال میں نہ رکھونگا پھر حکم دیا کہ یہ سب دولت مسجد رسول میں جمع رہے اور امانت دار اور نیک بخت لوگ رات بھر اسکا پہرہ دیں اور حفاظت رکھیں صبح کے وقت مہاجرین اور انصار کو طلب کیا ہر شخص

کو اسکے درجہ اور حق کے بموجب مال غنیمت میں سے حصہ دیا اس کام سے فارغ ہو کر سعد وقاص کو خط لکھا کہ سلمان کو مداین اور اُس کے نواح کا حاکم مقرر کر کے آپ کوفہ میں داخل ہو اور وہاں کی امارت اختیار کر کے لوگوں کی دلجوئی کرے سعد بموجب ارشاد کوفہ میں آیا اور اُسی جگہ پر قیام کیا اُسی وقت سے تمام اہل عرب کوفہ میں آباد ہونے شروع ہوئے اُسکے بعد امیرالمومنین عمرؓ نے سعد کو حکم دیا کہ کوفہ میں جو بڑی مبارک اور عمدہ جگہ ہو ایک مسجد بنائے لوگ بیان کرتے ہیں کہ ایکدفعہ جبکہ حضرت امیرالمومنین ابن ابیطالب مسجد کوفہ میں تشریف فرما تھے ایک شخص حاضر خدمت ہوا اور عرض کی یا امیر میں مسافر ہوں اور کوئی فرزند نہیں رکھتا اور ایک فرض حج کر چکا ہوں اب ارادہ ہے کہ حج کر کے بیت المقدس چلا جاؤں اور وہاں گوشہ نشین ہو کر نماز اور عبادت میں مشغول ہوں حضرت نے فرمایا تیرے پاس جو توشہ ہے وہ کھالے اور سامان سفر بیچ ڈال اور کوفہ کی مسجد میں ٹھہر جا کیونکہ یہ مسجد دنیا کی چار مقدس مسجدوں میں سے ایک مسجد ہے اور مسجدوں کے مقابلہ پر اسجگہ دو رکعت نماز پڑھنا دس رکعتوں کے برابر ہے بلکہ اُن سے بھی سوا اور اس مسجد کی ایک فضیلت یہ ہے کہ طوفان نوح علیہ السلام کے وقت سب سے پہلے جس مقام سے پانی ابلنا شروع ہوا تھا وہ اسی مسجد کا ایک گوشہ میں واقع ہے اور جس جگہ پانچ ان سو انبیاء ہو وہاں ابراہیم خلیل اللہ نے نماز پڑھی ہے آدم اور نوح بھی اس مسجد میں نماز ادا کر چکے ہیں اور عرصہ تک حضرت موسےؑ کا عصا اس مسجد میں رکھا رہا ہے مشہور خلایق یغوث اور یعوق بت اسی مسجد میں توڑے گئے ہیں کوہ اہواز اس مسجد کا میدان ہے قیامت کے روز کئی ہزار خلقت اسی مسجد سے اٹھیگی جن کا نہ حساب لیا جائے گا نہ کوئی عذاب ہوگا اسی مسجد کے وسط میں ایک بہشتی چمن نمایاں ہوگا اسی مسجد میں ایک چشمہ ہے جو امام آخر الزمان کے عہد میں عیاں ہوگا ایک سوت پانی کا دوسرا دودھ کا تیسرا روغن کا ہوگا یہ چشمہ جانب راست واقع ہے اگر انسان اس مسجد کے جملہ فضائل سے آگاہ ہوتے تو وہ کبھی اس سے علیحدہ ہونے پھر فرمایا اے لوگو کوفہ والوں کو برا نہ کہو کیونکہ اس کوفہ میں راہ راست پر چلنے اور ہر دم یاد الٰہی کرنے والے لوگ بھی ہیں اسی مقام پر آخری دور میں اہل فساد کے ہاتھ پاؤں توڑے جائیں گے حضرت امیرالمومنین علیؑ فرمایا کرتے تھے کوفہ اسلام کا گنبد اور دین کا گوشہ ہے اور اہل کوفہ ہی کے ہاتھوں اللہ تعالےٰ نے منافقوں کو سزا دیگا سعد وقاص نے کوفہ کی سکونت اختیار کر کے ہرست کو فرات کے گھاٹ تک فوجیں روانہ کیں اور حکم دیا کہ اس علاقہ کو فتح کرو اور لوگوں کو اسلام میں داخل ہونے کے فہمایش کرو غرضکہ اُس کی فوجیں اُن اطراف میں پہنچیں اور اکثر حصہ فتح کر لیا اسی دوران میں خلیفہ عمرؓ نے ابو عبیدہ کو خط لکھا کہ بیت المقدس پر چڑھائی کر کے وہاں کے باشندوں سے معرکہ آرا ہو تا وقتیکہ وہ دین اسلام یا جزیہ قبول کریں ابو عبیدہ نے اس خط کو ملاحظہ کر کے سعید بن زید بن عمر بن نفیل کو طلب کیا اور دمشق میں اپنا نائب مقرر کر کے خود مع لشکر جانب اردن روانہ ہوا وہاں پہنچکر قیام کیا اور بیت المقدس کے حاکموں کے نام اس مضمون کا خط بھیجا کہ ابو عبیدہ کی طرف سے اہل ایلیا اور دوسرے سرداروں کو معلوم ہو اور سلام ہو اس شخص پر جو راہ راست پر چلتا ہے اور اللہ پر ایمان لایا ہوا ہے پھر میں تم سبکو قبولیت دین اسلام اور ترک کفر کا پیغام پہنچاتا ہوں کہ راہ راست کو اختیار کرو کلمہ شہادت پڑھو اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرو اور محمدؐ کو برحق پیغمبر جانو اور قرآن مجید کو کلام الٰہی تسلیم کرو اگر تم ان سب باتوں کو اختیار کرو گے تو تم ہمارے دینی بھائی ہو اور تمہارا ہمارے شریک حال اور پھر تمہارا خون اور مال ہم پر حرام ہو جائیگا اور اگر تم ایسا نہ کرو گے اور ایمان نہ لاؤ گے تو میں ایک ایسا لشکر چڑھا کر لاؤنگا جو اللہ کے راستہ میں شہادت کو اس سے بھی زیادہ عزیز رکھتے ہیں جیسے زندگی کو اور میں واپس جاؤنگا جبتک کہ تم مردوں کو قتل تمہاری عورتوں اور بچوں کو قید اور مال و دولت کو غارت نہ کر لونگا آیندہ تمکو اختیار ہے اہل ایلیا نے خط پڑھکر انکار کر دیا اور ایمان نہ لائے ابو عبیدہ نے انکی طرف کوچ کیا اور متصل پہنچکر ایک حصار کے نیچے اتر پڑے باشندگان ایلیا معرکہ آرائی کے لئے شہر سے نکلے اور لشکر اسلام سے جنگ چھیڑ دی اور خونخوار جنگ کے بعد شکست کھائی مسلمانوں نے بہت سی جمعیت کو قتل کر دیا اور کسی قدر بھاگ کر قلعہ میں پناہ گیر ہوئے اور کچھ دنوں تک مقابلہ کرتے رہے آخر کار تاب مقابلہ نہ لا کر ابو عبیدہ کی خدمت میں قاصد بھیجا کہ ہم تم سے صلح کرنا چاہتے ہیں لیکن بایں وجہ کہ ہمکو تمہاری صلح پر بھروسہ نہیں ہے اپنے سردار عمر بن خطاب کو لکھو کہ بذات خود یہاں تشریف لائیں اور ہمارے واسطے ایک عہد نامہ اور سند تحریر کر دیں اور ہمکو امن دیں تب ہمکو اعتماد اور یقین امن حاصل ہوگا

بنائے مسجد کوفہ

فتح بیت المقدس بدست اہل اسلام

رفتن امیر المومنین عمر بن الخطاب بجانب بیت المقدس

ابو عبیدہ نے مناسب سمجھا کہ امیر المومنین عمر کو اہل ایلیا کے حال سے مطلع کرے خط لکھا کہ ان لوگوں نے پہلے لشکر اسلام کا مقابلہ کیا ہے اور اب صلح کی خواستگار ہیں لیکن ہماری صلح پر بھروسہ نہ کرکے چاہتے ہیں کہ آپ یہاں تشریف لائیں اب اگر امیر المومنین کی رائے ہو انکی درخواست کو شرف قبولیت بخشا جائے با جیسی رائے قرار پائے عمر نے ابو عبیدہ کی اس خط کو پڑھکر مہاجر اور انصار اور نامور اشخاص کو جمع کیا اور بیت المقدس کی طرف جانے کے باب میں اُن سے مشورہ کیا سب نے اس امر کو پسند کیا آپ نے عباس بن عبد المطلب کو بلایا اور فرمایا کہ شہر سے باہر خیمہ لگاؤ اور لشکر کی جگہ ترتیب دو کہ لشکر جمع ہو اسکے بعد منبر پر جاکر اول حمد و ثنا بیان کی پھر کہا اے لوگو مجھے اس مہم کے ختم کرنیکی ضرورت سے جسکو تم جانتے ہو بیت المقدس کی طرف جانا پڑا ہے اگر بھی ان مسلمانوں کی فکر لاحق نہوتی تو میں کبھی تم سے علحدہ نہوتا مگر اب مسلمانوں کی امداد کے لئے جانا ضروری ہے علی ابن ابی طالب بعد سعادت مدینہ میں ہیں جب کوئی ضرورت لاحق ہو انکیطرف رجوع کرنا اُن کے مشورہ سے فائدہ اٹھانا اور جو حکم صادر فرمائیں یا جس امر کو مناسب تصور فرمائیں اس سے انحراف نکرنا انکی فرمانبرداری کرنے وہنا مسجد کے ہر گوشہ سے سمعنا و اطعنا یعنی ہمنے سنا اور قبول کیا کی آوازیں بلند ہوئیں پھر امیر المومنین عمر نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دین اسلام سے ممتاز کیا ہے اور عزت بخشی ہے اور قرآن مجید جیسی کتاب نازل فرماکر بہت بڑا احسان فرمایا ہے اور محمد مصطفیٰ جیسا پیغمبر بھیجکر ہمارے دلوں سے ظلم جہالت کفر اور بدی کی تاریکیوں کو نکالدیا ہے اور ہم سبکے دلوں میں باہمی الفت پیدا کردی ہے دشمنوں پر ہمکو فتحیاب کیا ہے باہمی ربط وضبط اور محبت کو استحکام بخشا ہے اے بندگان خدا اللہ کی ان نعمتوں کا شکریہ ادا کرو اور شکر یہ وہ چیز ہے جس سے اللہ تعالیٰ اپنی مزید نعمتیں عطا فرماتا ہے والسلام علی من اتبع الھدیٰ پھر منبر پر سے اوترکر حکم دیا کہ تیاری کرلو اور باہر خیمہ لگاؤ شہر سے باہر تشریف لاکر ایک اونٹ پر دو ظروف باندھے ایک میں ستو اور دوسرے میں خرمے بھرے اور پانی کا مشکیزہ سامنے لٹکایا اور سفر کیا ہر روز مسافت طے کرکے جب بیت المقدس کے علاقہ میں داخل ہوئے تو ابو عبیدہ نے اطلاع پاکر مشہور و معروف اشخاص اور امیروں اور سرداروں کی جمعیت کے ساتھ استقبال کیا اور نزدیک پہنچکر دیکھا کہ امیر المومنین اونٹ پر سوار ہیں بدن میں صوف کا لباس اور ایک تلوار حمائل اور کندھے پر عربی کمان پڑی ہوئی ہے ابو عبیدہ گھوڑے سے اوترکر رسم سلام بجا لایا اور عمر بھی ابو عبیدہ کو پیدل دیکھکر اونٹ سے اتر پڑے اور باہم بغلگیر ہوئے اور عذر کرتے تھے عمر رضی اللہ عنہ نے ابو عبیدہ کا ہاتھ پکڑکر بوسہ دیا اور ابو عبیدہ نے اپنا ہاتھ اُن کے پاؤں سے مس کیا امیر المومنین نے انکے پاؤں پر اپنا سر جھکایا اور چاہا کہ بوسہ لے ابو عبیدہ انکے قدموں کو چھوکر الگ ہوگیا اور عرض کی امیر المومنین آپ کو یہ کیا ہوگیا ہے خدا کے واسطے ایسا تو نہ کیجئے میں گنہگار ہوتا ہوں امیر المومنین بھی طرح سر جھکائے آنسوؤں سے روتے اور عذر کرتے تھے پھر ایک دوسرے نے گلے میں باہیں ڈالکر احوال پرسی کی اس کے بعد سوار ہوکر دمشق تک آئے اور قیام کیا ہر اک قبیلہ کے لوگ آتے تھے اور امیر المومنین کو سلام کرتے تھے حضرت محمد مصطفیٰ کے تمام صحابہ ابو ہریرہ ابو درداء اور بلال نے شرف حضور حاصل کیا ابو عبیدہ نے کہا اگر آپ اس پشمینہ کے جبہ کو اتار ڈالیں اور سفید لباس پہن لیں تو غیر ملک میں ہونے کے سبب کافروں کی نگاہ میں زیادہ رعب اور خوف کا موجب ہوگا آپنے فرمایا اے ابو عبیدہ مجھے اس بالدار کپڑے کی عادت پڑی ہوئی ہے اگر نرم کپڑے پہنونگا تو تن آسانی کی عادت پڑ جائیگی اور عادتکو تبدیل نکرنا چاہئے اے دوستو تم بھی تکلف اور امیری کی عادت ترک کرکے میانہ روی کی عادت پیدا کرو تیز گام گھوڑوں پر سوار ہوکر غرور کو راہ نہ دو کیونکہ گھوڑے پر سوار ہوتے وقت ہر شخص کے دل میں کچھ نہ کچھ غرور پیدا ہو ہی جاتا ہے اونٹوں ہی کی سواری کی عادت رکھو اللہ نے بدر کے دن انہی اونٹوں کے ساتھ ہمکو فتح بخشی تھی اور پیشتر بھی ہم کئی مرتبہ ہمراہی جناب رسالتمآب اونٹوں پر سوار ہوکر جنگ کر چکے ہیں دو تین دن روانہ ہوکر بیت المقدس کی ترتیب دی تو لشکر کے تمام سرداروں امیروں اور مشہور و معروف لوگوں مثل معاذ بن جبل و یزید ابو سفیان نے جو ایلیا کے محاصرہ میں مشغول تھے امیر المومنین کا استقبال کیا یہ سب گھوڑوں پر سوار تھے اور دیبا کے لباس پہنے تھے یہ سب روم کی لوٹ کا سامان تھا امیر المومنین نے انکو اس حال میں دیکھکر فرمایا اے عزیزو تمہارے واسطے ان کپڑوں کا پہننا حرام ہے انھوں نے جواب دیا ہم اس وقت جہاد اور جنگ میں مصروف ہیں اور ان ہی کی جنگجو ہے یہ لباس ہم نے پہنا ہے تو فرمایا بالفرض تمکو نماز پڑھنی پڑتی ہے ان کپڑوں سے نماز جائز نہیں مگر دشمنان دین سے جنگ کرنیکو وقت انکا پہنتا روا ہے معرکہ آرائی کے وقت پہنو اور نماز کے وقت اتار ڈالو کیونکہ

مردوں کو ریشمی اور زربفتی لباس پہننے سے منع کیا ہے اور اپنی امت کے مردوں کے لیے حرام فرمایا ہے صرف عورتوں کے لیے حلال ہی یزید بن
سفیان نے کہا اے امیرالمومنین ہم ایسے ملک میں ہیں جہاں ریشمی کپڑا بہت سستا اور بہت بے اندازہ اور مویشی بکثرت ہیں اور مسلمانوں کو بقدر لوٹ
کا مال ملا ہے کہ سبکے سب متمول ہو گئے ہیں اگر مناسب معلوم ہو تو آپ بھی یہ صوف کا جبہ اتار ڈالیں اور سفید مہین لباس پہنکر گھوڑے پر سوار ہو جائیں
اور حکم دیدیں کہ ہم سب بھی قیمتی لباس پہنکر اور گھوڑوں پر سوار ہو کر ہمرکاب چلیں جس سے کافروں پر زیادہ ہیبت طاری ہو جائے گی اور کفار آپکو
اس صوف کے لباس میں دیکھیں گے تو حقیر جانیں گے آپ نے کہا اے عزیز ویں اس لباس کو جسکی وجہ سے مجھی درگاہ باریمیں پشیمانی ہو خلقت کی
خوش کرنے کے لیے زیب بدن کرنا نہیں چاہتا اور نہ میں اس امر کو پسند کرتا ہوں کہ وہ مجھے بہت بڑا سمجھیں غرضکہ بیت المقدس کے دروازہ
پر پہنچے تو باشندگان ایلیا کو خبر ملی اُنھوں نے ایک شخص ابو الجعید کو امیرالمومنین کی خدمت میں بھیجا کہ صلح ہو جائے اور اس شرط پر کہ وہ اپنے
وطن میں رہنے پائیں جزیہ قبول کریں امیرالمومنین نے رضامندی ظاہر کی اور ایک عہدنامہ لکھدیا کہ نسلاً بعد نسلاً اُسے اپنے پاس رکھیں اسکے بعد
امیرالمومنین بیت المقدس میں داخل ہوئے اور قوم ترسا کے ایک بڑے عبادتخانہ میں اترے کعب الاحبار جو ترسا قوم کا بڑا ممتاز اور عابد تھا
آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ دین اسلام کو قبول کرے امیرالمومنین نے اسے آتے دیکھ کر قرآن شریف کی یہ آیہ پڑھی یا ایھا الذین اوتوا الکتب
امنوا بما نزلنا مصدقا لما معکم من قبل ان نطمس وجوھا فنردھا علی ادبارھا او نلعنھم کما لعنا اصحاب السبت وکان
امر اللہ مفعولا کعب اس آیت کو سنتے ہی ایمان لے آیا امیرالمومنین اُسکے مسلمان ہونے سے بہت ہی خوش ہوئے کیونکہ وہ اپنی قوم میں بہت
بزرگ اور دانا سمجھا جاتا تھا اُس نے کہا اے امیرالمومنین توریت میں مذکور ہے کہ بنی اسرائیل کے شہر ایک ایسے نیک آدمی کے ہاتھ سے فتح ہونگے
جو ایمان والوں پر بہت ہی مہربان ہوگا اور کافروں کے حق میں سخت گیر اُسکا ظاہر و باطن یکساں ہوگا اور قول و فعل مساوی اُسکے پیرو اہل توحید
اور خداپرست ہونگے آپس میں متفق اپنے مال کا دوسروں سے دریغ نکرنے والے اپنی اندام نہانی کو دھونے اور ازار کو کمر میں باندھنے والے ہونگے
ہر وقت اُن کی زبان سے تکبیر اور تقدیس اور تہلیل سننے میں آئے گی کہیں ہوں پہاڑ میں یا بیابان میں ہر حالت میں تکبیر اور تعریف
الٰہی بجا لائینگے اور یہی امت سب سے پہلے روز قیامت داخل بہشت ہوگی امیرالمومنین نے کہا اے کعب جو کچھ تو نے بیان کیا ہے یہ سب
سچ ہے؟ اُس نے کہا خدا کی قسم میں نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ سب سچ ہے عمر نے زمین پر منہ رکھکر سجدہ شکر الٰہی ادا کیا اور کہا خدائے عزوجل
کا احسان ہے کہ ہمکو اسلام کے ساتھ عزیز اور مکرم فرمایا اور حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے واسطہ سے ہمپر رحمت نازل فرمائی اور شرف بخشا پھر لوگوں
کی طرف متوجہ ہوکر کہا اے مسلمانوں تمکو خوشخبری ہو کہ اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ فرمایا تھا اُسے پورا کر دیا ہمیں دشمنوں پر فتح دی اُن کے شہر ہمیں
عطا کیے ان نعمتوں کے عوض میں شکر بہ ادا کرو اور گناہوں سے بچو کیونکہ گناہ کرنا اور گناہوں پر مصر ہونا کفران نعمت ہے اور کسی قوم کی نعمت
وحشمت کو زوال نہیں آیا ہے اور نہ اُسپر دشمن نے قابو پایا ہے مگر اسوقت جبکہ اُسنے ناشکری اور کفران نعمت کو اختیار کیا ہے امیرالمومنین
نے بیت المقدس میں چندروز قیام کیا اور مشغول عبادت الٰہی رہے ایکدن عمرو بن عاص نے کہا اے امیرالمومنین شہر والے انگور کا شیرہ نکالکر آگ
پر پکاتے ہیں پھر اُسے کھاتے ہیں وہ پانی جیسا اور نہایت ہی شیریں اور بامزہ ہوتا ہے اُسکا پینا حلال ہے یا حرام امیرالمومنین نے کہا اسمیں کی قدر
منگاؤ میں دیکھنا چاہتا ہوں لوگوں نے شیشہ کے برتن میں تھوڑا سا لاکر سامنے رکھدیا عمر نے کسی قدر لیکر سونگھا پھر شہر والوں سے پوچھا
کہ تم اسے کس طرح بناتے ہو انھوں نے جواب دیا کہ انگوروں کا شیرہ نکالکر اور ایک دیگ میں ڈالکر آگ پر پکاتے ہیں یہانتک کہ دو حصہ جلکر ایک حصہ
باقی رہجاتا ہے امیرالمومنین نے کہا اگر اسیطرح تیار کرتے ہو جیسا بیان کیا تو جوش کرنیسے جسقدر حرام ہے وہ زایل ہو جاتا ہے اور باقی رہا ہوا حلال ہے پھر انگلی بھر کر چاٹی اور فرمایا
اسکے حلال ہونے میں کوئی شک نہیں خوشی سے کھاؤ پیو اور جب جانو کہ آگ بغیر خود بخود جوش کھا کر تیار ہوا ہے تو وہ حرام ہے اسے مت کھاؤ پھر اُن
رہبانوں اور قوم ترسا کے عالموں کیطرف دیکھا جو اُس عبادتخانہ میں کمبل پہنے عبادت کر رہے تھے اور فرمایا حمد و ثنائے خدائے عزوجل وہ جسے چاہے

گمراہ کرے اور جسے چاہے ہدایت فرمائے ایک رہبان نے سنکر کہا خدا نے کسی کو گمراہ نہیں کیا ہے امیرالمومنین کو سنکر غصہ آگیا اور کہا اے دشمن خدا اگر اسوقت
صلح ہو چکی ہوتی اور امن کا عہد نامہ لکھکر دیا ہوا ہوتا تو اسیوقت تمہارے سر اڑادیتا اور نام و نشان مٹا دیتا تو دعوے کرتا ہے کہ خدا کسی کو گمراہ نہیں کرتا
بھی تجکو گمراہ کر دیا ہے اور گمراہی کی مہر تیرے دل اور آنکھوں پر لگادی ہے جس کے سبب تو راہ راست کو نہیں پا سکتا اور دیکھتی آنکھوں اسے چھوڑ رکھا ہے
اگر تم آخر تک اسی حال میں ہوگے تو اللہ تعالیٰ تمکو دوزخ میں ڈالیگا اور یہ کوئی ظلم کی بات نہوگی رہبان سنکر خاموش ہو رہے اب امیرالمومنین نے واپسی
کا ارادہ کیا حکم دیا کہ خیمہ باہر لگائیں پھر سوار ہو کر مدینہ کی راہ لی ابو عبیدہ اور لشکر کے ممتاز سردار مہاجر و انصار مشایعت کے لئے ہمرکاب ہوئے آپ نے
شام کی حد سے گزر کر انہیں واپس کر دیا اور خود جانب مدینہ سفر کیا راستے میں عرب کی ندیوں میں سے ایک ندی پیش آئی جسے ذات المنار کہتے تھے بنی غلام
وہاں کے باشندے تھے امیر کی خدمت میں حاضر ہوئے سلام کیا اور کہا ہمارے ہاں دو مسلمان مرد ایسے ہیں جو ایک ہی عورت کو اپنی اپنی زوجہ سمجھتے ہیں
اُن کا یہ فعل حلال ہے یا نہیں امیرالمومنین سنتے ہی غضبناک ہوئے اور کہا ان تینوں شخصوں کو حاضر کرو جب وہ حاضر ہوگئے دیکھا کہ ان میں ایک بڈھا
دوسرا جوان ہے پوچھا تم کیا دین رکھتے ہو کہا ہم مسلمان ہیں پھر پوچھا اس عورت کا کیا دین ہے کہا وہ بھی مسلمان ہے پھر فرمایا لوگوں نے مجھ سے بیان کیا
ہے کہ تم دونو اس عورت سے تعلق رکھتے ہو اور اس فعل کو حرام نہیں سمجھتے ہو انھوں نے جواب دیا ہم اس فعل کو حرام نہیں جانتے پھر عورت سے پوچھا کہ
تیرا پہلا خاوند کونسا ہے اس نے کہا یہ بڈھا آدمی امیرالمومنین نے کہا افسوس اے بڈھے کس سبب سے تو نے اس بُرے فعل کو اختیار کر رکھا ہے میں نے اب
تک ایسا معاملہ کبھی نہ سنا تھا اور نہ کسی قوم میں ایسی بے عزتی پائی جاتی ہے بڈھے نے کہا میں بڈھا ہو گیا ہوں میری دو تو آنکھیں خراب اور اعضا بہت
سُست ہوگئے ہیں اور میرے پاس کئی اونٹ ہیں اس قدر طاقت نہیں ہے کہ انہیں چراگاہ میں لے جاؤں نہ میرے کوئی فرزند ہے اور نہ عزیز
جو اونٹوں کی خدمت کرے اور مجھے فارغ کر سکے اس آدمی نے میرے پاس آکر درخواست کی تھی کہ ایک رات دن کے لئے اُسے بھی اس عورت
میں شراکت کر لوں میں نے اجازت دی اور وہ میرے اونٹوں کی خبر گیری رکھتا ہے اب جیسا آپ فرمائیں گے اس پر عمل کروں گا امیرالمومنین
کو بڑا تعجب ہوا اور اس شخص کو بہت سخت و سست الفاظ کہے اور فرمایا اس عورت کو گھر میں بٹھا اس میں کسی کا کچھ حصہ نہیں پھر اس جوان کو
بلا کر دھمکایا کہ اگر تو قسم کھا کر اس فعل کی حرمت سے لاعلمی نہ بیان کرتا تو میں ضرور ہی شرعی حد جاری کرتا جا کوئی اور عورت نکاح میں لا اور اگر
پھر اس عورت کے پاس آیا اور میں نے سنا تو حکم دوں گا کہ تیرا سر کاٹا جائے اس کے بعد امیرالمومنین اس بستی سے روانہ ہوئے اور مدینہ میں پہنچے
تمام مہاجر و انصار اور مدینہ کے رہنے والے مسلمان استقبال کے لئے آئے اور صحت و عافیت کی مبارکباد دی ان ہی دنوں میں کہ امیرالمومنین
عمرؓ شام سے مدینہ تشریف لائے تھے جبلہ ابہم غسانی مع ایک سو ستر جوانوں کے جو اس کے عزیز اور رشتہ دار تھے مسلمان ہونے کے ارادہ سے حاضر ہوئے
اس نے مدینہ کے قریب پہنچکر ہمراہیوں سے کہا عمدہ عمدہ گھوڑوں پر سوار ہو جائیں ان کے سروں پر چاندی کی کلغیاں لگائیں بالوں میں موتی اور پیشانیوں
پر جواہرات لگائے جبلہ بھی اسطرح ایک نہایت بیش قیمت گھوڑے پر سوار ہوا سونے کا تاج سر پر رکھا اور موتیوں کا طرہ کان کی طرف لٹکایا۔
باشندگان مدینہ جبلہ کے آنے سے مطلع ہو کر نہایت خوش ہوئے اور امیرالمومنین سے اجازت استقبال طلب کی آپ نے اجازت دی شہر کے تمام امیر
و غریب نے اسکا استقبال کیا اور عمرؓ کے پاس لائے امیرالمومنین نے اُس کے آنے کو عزیز سمجھا اور بہت اچھی طرح مزاج پرسی کی جبلہ نے کلمہ شہادت
پڑھا اور مسلمان ہو گیا امیرالمومنین نے بڑی عزت حرمت کی اور اپنے پاس بٹھایا اور اُس کے مسلمان ہونے کی بہت بڑی خوشی کی انصار کو حکم دیا کہ اسکی
تعظیم بہت رکھا کریں اور جسقدر ممکن ہو دلجوئی کرتے رہیں جبلہ مدینہ ہی میں رہنے لگا جب مسلمانوں کے حج کا وقت آیا امیرالمومنین نے حج کا ارادہ
کیا آپ خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے اور بنی فزارہ کا ایک آدمی بھی آپ کے عقب میں طواف کر رہا تھا ناگاہ اس شخص کا پاؤں جبلہ کے تہ بند
پر پڑ گیا اور تہ بند کھلکر نیچے گر گیا جبلہ کو طیش آگیا فوراً ایک شخص کی ناک پر ایک گھونسا رسید کیا جس کے صدمے سے اُس کی نکسیر پھوٹ نکلی وہ شخص شکایت
لیکر امیرالمومنین کی خدمت میں حاضر ہوا اور جبلہ سے بدلہ چاہا آپ نے جبلہ کو بلایا اور پوچھا کس وجہ سے تو نے اس شخص کی ناک پر ایسا گھونسا مارا کہ

تکبیر جاری ہو گئی جبلہ نے کہا اے امیر المومنین میں طواف کعبہ میں تھا اس شخص نے دیدہ و دانستہ میرے تہبند پر پاؤں رکھدیا جس سے تہبند کھل کر گر گیا
اور میرے اعضائے مخصوصہ سب کے سامنے برہنہ ہو گئے اُس نے مجھے طواف کعبہ میں رسوا کیا اس سبب سے میں نے اُسے تنبیہ کی اور اگر اسوقت میرے پاس
تلوار ہوتی تو خدا کی قسم میں اُسکا سر تن سے جدا کر دیتا امیر نے کہا تو نے اپنے قصور کا اقرار کر لیا ہے جا اس شخص کو راضی کر لے ورنہ میں حکم دونگا کہ جسطرح
تو نے اُسے مارا ہے اُسی طرح وہ تجھے مارے جبلہ نے کہا اے امیر وہ ایک بازاری شخص ہے اور میں بادشاہ کی اولاد میں سے ہوں اُسے ایک گھونسا مار دیا
ہے تو اُسکے بدلہ آپ اُسی طرح مجھے پٹوانا چاہتے ہیں خدا کی قسم میرا تو یہ خیال تھا کہ مسلمان ہونے سے میں زیادہ عزیز و محترم ہو جاؤنگا امیر المومنین نے
جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کا یہی حکم ہے اور مذہب اسلام کے قوانین جاہلیت کے قاعدوں کے خلاف ہیں میں تجھے حکم دیتا ہوں کہ اُسے اپنے سے راضی کر لے جبلہ
نے کہا اگر نہ کروں امیر نے کہا اگر نہ کریگا تو حکم دونگا کہ تیری ناک پر گھونسا لگائیں جیسا تو نے اسکی ناک پر لگایا ہے کیونکہ تو اور وہ اسلام
اور شریعت کے لحاظ سے برابر ہیں اور اسلام میں کسی شخص کو دوسرے پر ترجیح نہیں ہے مگر اتقا کے لحاظ سے جبلہ یہ کہکر کہ جو امیر المومنین کا حکم
ہوگا دیکھا جائیگا چلا گیا انصار آپکی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا جبلہ کے واسطے ہم اُسے رضامند کر دیتے ہیں جبلہ مرد بزرگ اور بزرگزادہ
ہے شریعت کی رو سے جو گھونسا اُسپر واجب ہوا ہے ہم اس شخص کو کچھ دیکر راضی کر دیتے ہیں تاکہ جبلہ شکستہ دل نہو عمرؓ نے قسم کھائی کہ جبلہ راضی کریگا
تو جبلہ سے اس شخص کا بدلہ لونگا جب رات ہو گئی اور سب آدمی سو رہے جبلہ اُٹھا اور اسباب باندھکر مع اُن رشتہ داروں کے جو شام سے اُسکے
ہمراہ آئے تھے روم کیطرف چلا اور بادشاہ ہرقل کی خدمت میں مقام قسطنطنیہ پہنچکر دین اسلام سے پھر گیا اور مرتد ہوکر نصرانی مذہب اختیار کر لیا ہرقل اس واقعہ
سے بہت ہی شاد ہوا اور اُسنے اتفاق حسنہ سمجھا اُسے اور اُسکے چچازادوں کو ولایت روم میں بڑی بڑی جاگیریں عطا کیں اور خود اُسکو اپنا وزیر اعظم بنا لیا اور
کاروبار سلطنت حوالہ کر دیا جبلہ بصد جاہ و جلال رہنے لگا چند روز کے بعد امیر المومنین عمرؓ نے حذیفہ یمانی کو سفیر بنا کر ملک ہرقل کے پاس بھیجا اور خط دیا
جس میں ہرقل کو قبول دین اسلام کی ہدایت کی تھی حذیفہ مدینہ سے چلکر روم میں داخل ہوا اور بادشاہ ہرقل کی خدمت میں حاضر ہو کر خط دیا اور حق سفارت
بجا لایا ہرقل نے دین اسلام کے قبول کرنے سے انکار کیا اور اثنائے گفتگو میں کہا اپنے چچازاد بھائی کے پاس جاؤ اُسنے ہمارے پاس آکر تمہارے
دین کو ترک کر دیا ہے اور ہمارا مذہب اختیار کر لیا ہے اگر تمہارا مذہب اچھا ہوتا تو جبلہ جیسا عقلمند آدمی ہمارے دین کو اختیار نہ کرتا
حذیفہ ہرقل سے رخصت ہوکر جبلہ کے مکان پر آیا دیکھا کہ اُسکے دروازہ پر بادشاہی ڈیوڑھی سے بہت زیادہ شان و شوکت اور ہجوم خدم و حشم ہے اندر جانیکی اجازت
حاصل کرنیکے بعد جبلہ کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ سنہری تخت پر بیٹھا ہے اور یاقوت و زبرجد کا جڑاؤ تاج سر پر ہے حذیفہ کو دیکھکر بڑے جوش سے فراخ پیشانی اور بہت ہی
مہربانی فرمائی اپنے قریب بٹھایا پھر امیر المومنین عمرؓ اور اُنکے اصحاب اور دیگر اصحاب کا حال دریافت کیا حذیفہ کا بیان ہے کہ جب میں اُسکے قریب بیٹھا تھا تو میں نے اچھی طرح نہ دیکھا کہ کس چیز پر
بیٹھا ہوں تھوڑی دیر کے بعد جب مجھے معلوم ہوا کہ سونے کی کرسی پر بیٹھا ہوا ہوں تو میں فوراً اُٹھ کھڑا ہوا اور زمین پر بیٹھ گیا جبلہ نے مسکرا کر
کہا دل پاک ہے تو کوئی سا کپڑا پہن لو اور کسی چیز پر بیٹھ جاؤ کوئی اندیشہ نہیں میں نے کہا رسول خدا محمد مصطفےٰ نے اپنی امت کے مردوں کو زری
کے لباس اور سونے کے استعمال سے ممانعت کر دی ہے اے جبلہ تو نے کس سبب سے دین اسلام کو اور اپنے ملک اور وطن کو ترک کر دیا حالانکہ تو
شرائط اسلام سے آگاہ ہو چکا تھا اور قرآن شریف پڑھتا تھا اور فرض حج ادا کیا تھا اُس نے کہا اے حذیفہ کیا تجھے خبر نہیں
کہ عمرؓ نے میرے ساتھ کیا برتاؤ کیا میں نے ایک بازاری شخص کو سزا دی تھی عمرؓ اُس کے بدلے میں مجھے سزا دینا اور اُس کے
مساوی کرنا چاہتا تھا حذیفہ نے کہا امیر المومنین کا حکم شریعت کے موافق انصاف پر مبنی تھا اور تجھے منصفانہ حکم ہونے کی وجہ سے رد
کرنا چاہیے تھا تو نے اسلام کو بھی ترک کر دیا اور یہاں چلا آیا اب بھی آسان بات ہے اس واقعہ کا تدارک ہو سکتا ہے اشعث بن قیس کندی اور طلیحہ بن
خویلد اسدی دونوں دین سے برگشتہ ہو گئے تھے اور زکوٰۃ منع کی تھی پھر انہوں نے توبہ کر لی اور دین اسلام کو قبول کیا اُنکی توبہ قبول ہو گئی اور دین
اسلام میں بہتر اور اعلیٰ و بلند درجہ پایا اگر تجھے بھی منظور ہو تو واپس چل سکتا ہے جبلہ نے کہا اے حذیفہ اب وہ وقت گذر گیا اُن باتوں کو

چھوڑ پھر ایک غلام کو جو اُس کے سامنے کھڑا تھا حکم دیا اس نے دسترخوان لا بچھایا اور طرح طرح کے کھانے چن دئے جو نہایت ہی عمدہ اور نفیس پکے ہوئے تھے جبلہ تخت سے اُتر کر اُس فرش پر جو تخت کے سامنے بچھا ہوا تھا آبیٹھا اور مجھے بلا کر اپنے قریب جگہ دی اُس کے سامنے سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا اُترا ہوا تھا کہ نوش جان کرے میں نے سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا کھانے سے کراہت کی جبلہ سمجھ گیا اور حکم دیا کہ ایک لکڑی کا خوان لاؤ پھر میرے سامنے رکھ کر اس میں طرح طرح کے گرم اور سرد نہایت لذیذ کھانے کہ میں نے کبھی نہ دیکھے تھے لالا کر رکھتے گئے بعدہ شراب لائے اور چاہا کہ دسترخوان پر رکھیں میں نے کہا مہربانی رکھئے اور کہدیجئے کہ شراب نہ لائیں خدمتگار اس کے حکم سے واپس لے گئے جب کھانا پینا فارغ ہو گئے تو ایک طلائی طشت اور لوٹا ہاتھ دھونے کے واسطے حاضر کیا میں نے ایکطرف جا کر جہاں تک رواج جو تھا ہاتھ دھوئے اور پھر اپنی جگہ آبیٹھا جبلہ نے حکم دیا کہ شربت کے پیالے لائیں شربت پیکر ایک خادم سے کہا گانیوالوں کو حاضر کر اسی وقت دس لونڈیاں جن میں ہر ایک تصویر کی الٹ تھی حاضر ہوئیں اور اُنکو ساتھ ہاتھی دانت اور آبنوس کی مرصع کرسیاں جنپر زربفت منڈھا ہوا تھا لائی گئیں وہ کنیزیں نہایت ہی خوشنما اور قیمتی لباس مرصع جواہرات پہنے ہوئے عجب ناز و انداز سے خراماں خراماں آکر اُن کرسیوں پر بیٹھ گئیں اور ستار سنبھالی پھر ایک اور سب سے زیادہ حسینہ جمیلہ لونڈی آئی ایک ہاتھ میں مشک و عنبر کا جام تھا اور دوسرے میں گلاب کا پیالہ اور ایک نہایت ہی سپید اور پاکیزہ پرند گویا برف کا بنا ہوا اُسکے سر پر بیٹھا تھا یہ کنیز اس آن بان سے آکر جبلہ کے سامنے کھڑی ہو گئی اور ایک سیٹی بجائی سیٹی کے بجتے ہی پرندا اُڑ کر مشک و عنبر کے پیالے میں جا پڑا اور لوٹ پوٹ کر اپنے پر مشک و عنبر میں بالتودہ کر لئے اس لونڈی نے پھر سیٹی بجائی تو وہ اُڑ کر جبلہ کے تاج پر جا بیٹھا اور اس طرح پھڑ پھڑایا کہ خوشبو اُس کے سر پر چھڑک گئی اس کام کے بعد وہ پھر اُسی لونڈی کے سر پر آبیٹھا اور لونڈی واپس چلی گئی اب جبلہ نے جام شراب پیا اور کنیزوں کیطرف جو جانب دست راست بیٹھی ہوئی تھیں متوجہ ہوا اور کچھ دیر کے لئے اپنی عزیز دوستوں اور وطن کی جدائی کا خیال کر کے غمگین ہوا اور لونڈیوں نے بھی بربط بجا کر آل جفنہ کے وطنوں اور محلوں کی مفارقت کے نہایت ہی موثر اشعار گائے اور اپنے مکانات سے نکلنے اور دوسری جا پڑنے کے مضامین مناہیر کی آواز سے ادا کئے جبلہ زار قطار رونے لگا اور اشک تمام رخساروں اور ڈاڑھی پر بہنے لگے تب ایک کنیز نے اُٹھ کر دیبا کے رومال سے اشک پونچھے اور جبلہ نے حذیفہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا پہچانتے ہو کہ اس قصیدہ میں کس جگہ اور کس مقام کے حالات ہیں اس نے کہا کسی قدر سمجھتا ہوں حذیفہ نے کہا غوطہ دمشق میں ہمارا ایک موضع تھا حسان بن ثابت نے اُسی جگہ کی تعریف میں یہ قصیدہ لکھا ہے حسان اُن دنوں میں اکثر ہمارے پاس آیا کرتا تھا حذیفہ نے کہا حسان تمکو بہت ہی یاد کرتا ہے تمہارے اور تمہارے خاندان کے اکثر حالات بیان کیا کرتا ہے اور اُن انعاموں اور احسانوں کو یاد کرتا رہتا ہے جنکا برتاؤ تمہارے خاندان نے اُس کے ساتھ کیا ہے جبلہ نے پوچھا کیا حسان اب تک زندہ ہے حذیفہ نے کہا ہاں زندہ ہے لیکن نابینا ہو گیا ہے کسی چیز کو نہیں دیکھ سکتا جبلہ نے اُسی وقت پانسو اشرفیاں اور جامہائے دیبا خز اور بریون کے پانچ پانچ تھان منگائے اور حذیفہ کو دیکر کہا کہ مدینہ پہنچکر حسان بن ثابت کو میرا سلام کہنا اور یہ ہدیہ دیدینا حذیفہ نے کہا ایسا ہی کرونگا پھر جبلہ نے حذیفہ کو بھی کچھ نذر کرنا چاہا مگر اُسنے نہ لیا اور کہا مجھے اسکی حاجت نہیں جب ہرقل کے دربار سے حذیفہ کو واپسی کی اجازت ملگئی تو وہ پھر رخصت لینے کے لئے جبلہ کے پاس آیا اور پوچھا اپنے دوستوں کو کچھ پیغام دیتے ہو کہا اے جبلہ کیا پیغام دوں مجھی میری بدنصیبی اور کم بختی اور سرکشی نے سعادت اسلام سے محروم کر کے میری جائے پیدائش اور وطن مالوف سے علیحدہ کر دیا ہے اور میں اس ولایت میں آپڑا ہوں کاش میں اس وقت اپنے وطن اور اپنے گھر میں ہوتا گو اس حالت سے بدتر کوئی اور حالت نہیں ہو سکتی پھر اس مضمون کا ایک قطعہ پڑھا حذیفہ نے یہ دیکھ کر کہ میری نصیحت نہیں سنتا اور دین اسلام کیطرف ذرا رجوع نہیں ہوتا اس سے علیحدہ ہوا اور سفر مدینہ کیا اور خدمت امیر المومنین عمرؓ میں پہنچکر ہرقل اور جبلہ کے تمام حالات جو سنے اور دیکھے تھے اور اُنکے تجمل اور شکوہ کی سب کیفیت عرض کر دی امیر المومنین نے کہا اے حذیفہ تو نے اُسے دیکھا کہ وہ اسلام لانیکے بعد شراب پیتا ہے حذیفہ نے کہا ہاں پھر پوچھا تو نے اُسے صلیب لٹکائے ہوئے دیکھا اُنہوں جواب دیا ہاں کہا اُسنے زوال پذیر شئے کو دائمی سے بدل لیا ہے اور باقی کو فانی کے عوض بیچ ڈالا ہے اس معاملہ میں اُس نے کوئی فائدہ حاصل نہیں کیا نہ آیندہ فائدہ

اٹھائیگا بلکہ اس گمراہی کی سزا ضرور پائیگا اور اسوقت کی شرمندگی فائدہ بخش ہوگی حذیفہ نے کہا اے امیر المومنین میرے ہاتھ جبلہ نے حسان بن ثابت کے
لئے کچھ تحفہ بھیجا ہے آپ نے حسان کو بلایا ایک شخص اسکا ہاتھ پکڑ کر لایا اُسنے مسجد میں داخل ہوکر کہا اے امیر المومنین السلام علیک ورحمۃ اللہ
وبرکاتہٗ عمرؓ نے جواب سلام کے بعد کہا اے ابو الولید اللہ نے تجھے کسی جگہ سے کچھ عطا فرمایا ہے اور اللہ تعالی کی حمد وثنا کے ساتھ اسکا ذکر
ادا کیا کہ اُسنے یہ اشرفیاں اور ریشمی تھان اس کے ہاتھ سے نکالکر تجھے دئیے ہیں حسان نے وہ اشرفیاں لے لیں اور تھانوں کو ہاتھ سے ٹٹول کر آل
جبلہ کی تعریف میں فی البدیہہ یہ قطعہ انشا کیا اور ان عطیات کو لیکر خوش خوش اپنے گھر چلا گیا حذیفہ نے کہا میں نے دوران گفتگو میں جبلہ سے
پوچھا تھا کہ تجھے قرآن شریف میں سے بھی کچھ یاد رہا ہے اُس نے کہا نہیں سب بھول گیا ہوں صرف ایک آیت جو میرے نقاوت مآل حال
کے مطابق ہے یاد رہ گئی ہے اور وہ یہ ہے ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الآخرۃ من الخٰسرین ؀

# اٹھارواں سال ہجری میں قصہ عمواسؓ اور سرزمین شام کے دیگر مقامات میں وبا کا پھیلنا اور ابو عبیدہ کا وفات پانا

راوی بیان کرتے ہیں کہ ملک شام کے علاقہ فلسطین میں ایک قصبہ عمواس شہر رملہ کے مضافات سے تھا اسمیں سخت وبا پھیلی جس سے بہت سے مسلمان
ضائع ہوگئے اور ابو عبیدہ بھی سخت مبتلا ہوگیا چندروز اسی بیماری میں گذرے جب حالت بگڑ گئی لشکر کے مشہور سرداروں کو بلاکر کہا میں تمہیں
وصیت کرتا ہوں اسے سنو اور عمل میں لاؤ وصیت کا خلاصہ یہ تھا نماز کے ادا کرنے زکوٰۃ دینے روزہ رکھنے حج کرنے عاجزی سے رہنے باہم اچھا برتاؤ
رکھنے دوسروں کی بھلائی چاہنے کو اپنا شعار بنائے رکھنا ہرگز ہرگز دنیا پر فریفتہ ہونا یقین رکھو کہ تم میں سے کسی کی عمر ہزار برس کی بھی ہو جائے
تو کیا ہے آخر اُس کا بھی انجام فنا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اولاد آدم کے واسطے موت قرار دیدی ہے اور چار ناچار اُسے یہ شربت پینا ہی پڑیگا
بے عقلمند وہ شخص ہے جو اس دنیا میں آخرت کا توشہ فراہم کرتا ہے اور اس دنیا میں ایسے کام کرتا ہے جو یادگار رہ جاتے ہیں پھر معاذ
بن جبل کی طرف مخاطب ہوکر کہا اے معاذ جا مسلمانوں کا پیش نماز بن میں نے تجھے اپنا نائب بنایا یہ کہکر کلمہ شہادت پڑھا اور وفات پائی
اس پر اللہ کی رحمت ہو ملک شام ہی میں بمقام اردن مدفن بنا اس واقعہ کے بعد معاذ بن جبل نے مسلمانوں کی درستی احوال کی طرف
توجہ کی اور ایک خطبہ مشتمل بحمد وثناء باری تعالیٰ ونعت ومنقبت حضرت محمد مصطفیٰ صلعم پڑھا اس کے بعد کہا اے مسلمانوں اپنے گناہوں
سے توبہ کرو اور اپنے رب کیطرف متوجہ ہوجاؤ کیونکہ جو بندہ بغیر توبہ کئے مرجاتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے نہیں بخشتا تا وقتیکہ اس کی رحمت کا نزول
ہو اور جس شخص کی گردن پر حقوق دین ہوں اُسے لازم ہے کہ ادا کرے کیونکہ زندگانی کا کچھ بھروسہ نہیں جس شخص نے مسلمان بھائی سے گفت و
شنید کرکے ملنا جلنا ترک کردیا ہے اُسے چاہئے کہ صلح کرکے ملجائے کیونکہ حضرت محمد مصطفیٰ نے فرمایا ہے کہ مسلمانوں کو آپس میں تین روز سے زیادہ رنجش
یا بات چیت بند رکھنی نہ چاہئے آج ہمیں ایسے شخص کی وفات کا صدمہ عظیم پہنچا ہے کہ میں نہیں جانتا کہ کوئی شخص اس سے زیادہ خوش اعتقاد اور نیک
حال ہو یا اسکی نسبت مکر و فریب سے دور اور مسلمانوں کا نیک خواہ ہو اللہ تعالیٰ ابو عبیدہ پر رحمت نازل کرے جبتک میں زندہ رہونگا اسکا ثنا خوان رہونگا
اور اسکی جو تعریف کیجائے وہ جھوٹ ہوگی اللہ تعالیٰ سے اسکے واسطے ثواب کی التجا کرتا رہونگا کیونکہ وہ بہت ہی رحم دل اور متواضع تھا یتیموں کی پرورش کرتا
تھا فقیروں کو دیتا تھا خلق خدا سے نرمی کا برتاؤ رکھتا تھا عمرو عاص ایک مسلمان سے جو اسکے برابر بیٹھا ہوا تھا کہا ابو عبیدہ نے جو اپنا نائب بنا دیا
تو اس سے کیسا خوش اور رضامند ہے اور اسی سبب اُسکی کیسی تعریفیں کر رہا ہے کسی نے معاذ سے بھی جا کہا کہ عمرو عاص تیری نسبت ایسا کچھ کہتا ہے

معاذ نے عمرؓ کو بلایا اور پوچھا کیا تو نے ایسا کہا ہے اور کس غرض سے کہا ہے اگر تو نے سچ کہا ہے تو اللہ تعالے مجھے اسی بیماری سے جس میں ابو عبیدہ
مرا ہے مار ڈالے اور شہید کرے جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ جو شخص وبا سے مرتا ہے درجہ شہادت پاتا ہے اور اگر تو نے جھوٹ کہا ہے تو اللہ تجھے
اسی بیماری میں مبتلا کرے اور زندہ نہ رکھے اے عمرؓ عاص تو اس دنیا میں امارت کا بہت ہی مشتاق ہے ممکن ہے کہ تو بھی اس رتبہ کو پہنچ جائے اور روز حشر
امارت پائے عمرؓ عاص نے کہا میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں کہ غصہ نہ کر اور کلمہ خیر کے سوا کچھ اور نہ کہہ میں نے برائی کی راہ سے نہ کہا تھا معاذ نے کچھ پھر نہ کہا
چپ ہو رہا اور امیر المومنین عمرؓ کو اس مضمون کا خط لکھا کہ یہ نامہ معاذ بن جبل کی طرف سے بنام عمر بن خطاب تحریر ہے اور میں ایسے شخص کی وفات سے
مطلع کرتا ہوں جو ہمارا سردار اور آپ کے اور ہمارے نزدیک نہایت عزیز تھا یعنی ابو عبیدہ بن جراح رحمۃ اللہ علیہ وغفر لہ ما تقدم
من ذنبہ وما تاخر فانا للہ وانا الیہ راجعون میں یہ خط ولایت شام سے روانہ کرتا ہوں امیر المومنین کو واضح ہو کہ اس علاقہ میں
سخت ترین وبا پھیلی ہوئی ہے بہت سی خلقت مر چکی ہے اور لشکر کے اکثر آدمی وبا میں مبتلا اور قریب مرگ ہو رہے ہیں اللہ انجام بخیر کرے
اور امیر المومنین کو جزائے خیر کرامت فرمائے والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ امیر المومنین اس خط کو پڑھ کر بہت روئے اور تمام لوگوں نے
جو اس وقت موجود تھے بہت افسوس کیا اور خدا سے اُنکی بخشش کی دعائیں مانگیں اس کے بعد مرض طاعون اسلامی لشکر میں بڑی شدت
سے پھیلا اکثر آدمی مبتلا ہو گئے اور بہت سے جان بحق تسلیم ہوئے عمرؓ عاص کہا کرتا کہ یہ وبا نہیں ہے بھوت پریت کی مخالفت ہے اسلئے یہ مرض
لاحق ہوتا ہے اور دوسری جگہ جانے سے انسان بچ جاتا ہے معاذ بن جبل نے یہ بات سُنی اور غصہ ہو کر کہا کہ عمرؓ عاص جو کچھ کہتا ہے
لاعلمی سے کہتا ہے ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے سے موت نہیں مل سکتی اور حکم الہی کس طرح بدل سکتا ہے پھر منادی کر دی کہ تمام
آدمی جمع ہوں اُن کے جمع ہونے پر خطبہ پڑھا اور کہا اے لوگو عمرؓ عاص وبا کے متعلق ایک من گھڑت بات کہتا ہے اُسے بھوت پریت کی مخالفت
سمجھتا ہے ہم نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہ کر اسلام اختیار کیا ہے اُنکے ساتھ نمازیں پڑھی ہیں اور زبان مبارک سے
بہت سی حدیثیں سنی ہیں اسوقت عمرؓ عاص گمراہ تھا اور علیحدہ پڑا ہوا تھا ہم نے رسول پاک کی زبان سے وبا کی نسبت کبھی کوئی ایسی بات نہیں سنی
ہے جو عمرؓ بیان کرتا ہے آگاہ ہو کہ وبا اللہ تعالے کی رحمت ہے اور ہمارے پیغمبر کی دعا کی مقبولیت کا نشان ہے اور نیک بندوں کی وفات کی
ایک صورت ہے اے خدا معاذ اور اُس کے فرزندوں کو اس وبا سے بہت سا حصہ عطا کر معاذ یہ دعا مانگ کر گھر واپس گیا تو اُسکا بیٹا عبدالرحمان
اس وبا میں مبتلا ہو چکا تھا شدید تپ لاحق تھی اور وہ اسیدن مر گیا معاذ نے اُسے غسل وکفن اور حنوط کر کے نماز جنازہ پڑھی اور دفن کر دیا گھر
پہنچکر آپ بھی بیمار ہو گیا اور وبائی علامتیں ظاہر ہوئیں لوگ بیمار پرسی کے لئے آتے تھے اور اُسکی واسطے تندرستی کی دعا مانگتے اور اُسکے مرنے
سے اندیشناک ہوتے تھے جو گروہ اُس کی عیادت کو آتا معاذ اُسی کو نصیحتیں اور فہمائشیں کرتا کہ اے لوگو آخرت کی تیاری کرو تم آج کر سکتے ہو
وقت کو غنیمت جانو ایسا نہ ہو کہ تم اُسوقت آرزو کرو جبکہ تم کچھ نکر سکو جو کچھ تمہارے پاس ہے قبل از یں کہ اس دنیا سے سفر کرو اور میراث
چھوڑ جاؤ خدا کے رستہ میں خرچ کرو کیونکہ دنیا میں تمہارا حصہ وہی ہے جو کھا لیا پہن لیا یا تصدق کر دیا اور جو کچھ چھوڑ جاؤ گے وہ گیا
گذرا ہوا اسی اثنا میں ایک شخص نے اس سے کہا میں جانتا ہوں تو مسلمانوں پر بہت ہی مہربان ہے اور دل سے نیک خواہ میں چاہتا ہوں کہ مجھے
ایسی نصیحت کر جس پر کاربند ہونے سے پھر کسی کی نصیحت کا محتاج نہوں معاذ نے کہا اے بھائی دن میں روزے رکھ اور رات کو وقت
نمازیں پڑھا کر صبح کے وقت اللہ تعالی سے مغفرت اور بخشش کی دعا کیا کر اور جسقدر ہو سکے یاد خدا میں مشغول رہ شراب نہ پینا زنا سے پرہیز کرنا
فساد سے بچنا پارسا عورتوں اور مردوں کو برا نہ کہنا اور اپنی بدکرداری نہ بتانا جس وقت لشکر اسلام کی صفوں سے نکلکر کافروں کے ساتھ جنگ کرنا چاہے
تو پیٹھ نہ دکھانا اور بھاگنا نہیں فریضہ نماز کو وقت پر مع شرائط ادا کرتے رہنا زکوٰۃ بند نہ کرنا عزیزوں اور رشتہ داروں سے صلہ رحم سے پیش آنا
مومنوں پر مہربان رہنا اگر تو ان باتوں کو جو میں نے بیان کی ہیں اختیار کریگا اور انپر عمل در آمد رکھیگا تو تیرا ضامن ہوتا ہوں کہ ضرور ہی بہشت میں جگہ

پایگا اس کے بعد اسے غش آگیا اور رات بھی آپہنچی تمام آدمی غمگین ہو کر باہر چلے آئے کچھ عرصہ کے بعد ہوش آیا تو نوکری سے جو سرہانے موجود تھی پوچھا کس قدر رات باقی رہ گئی اس نے جواب دیا پہر رات باقی ہے کہا اے خدا تو خوب جانتا ہے کہ معاذ نے کبھی دنیا کو عزیز نہیں رکھا اور نہ زندگی کے لئے تکلیفوں کی برداشت کو اور روزوں میں پیاسا رہنے اور ذکر الٰہی کے حلقوں میں بیٹھنے کو اپنی جان سے اچھا سمجھا رہتا ہوں اب میں تجھ سے اپنے گناہوں کی معافی کا خواستگار ہوں اور دینی اور دنیوی بھلائی تجھ سے طلب کرتا ہوں اس کے دوستوں میں سے ایک شخص نے کہا اے ابو عبد الرحمن ہمیں کچھ نصیحت کر کہ تجھ سے یاد رکھیں اور عمل میں لائیں ہم دنیا اور دین میں تجھ جیسا دیندار اور دیانت دار و امانت دار شخص کوئی اور نہیں پاتے کہا مجھے بٹھا دو انہے بٹھا دیا اور ایک شخص سہارا دے کر پیچھے ہو بیٹھا معاذ نے کہا میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں اور ایسے وقت میں کوئی شخص جھوٹی قسم نہیں کھا سکتا میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ جو مومن بندہ دنیا سے رحلت کرنے کے وقت اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ کہیگا اور تصدیق کریگا کہ قیامت کا دن برحق ہے اور قبروں سے مردوں کا اُٹھنا بھی برحق ہے اللہ تعالیٰ اُسے داخل بہشت فرمائے گا اور دوزخ کی آگ اس پر حرام ہو گی عبد الرحمن بن غنم تمانی اسوقت حاضر تھا بولا اے معاذ کچھ اور بھی وصیت کر معاذ نے کہا اے بھائی یاد رکھو کہ علم سیکھو اور تحصیل علم میں سعی بلیغ کرو اور علم حاصل کرنے کے بعد اوروں کو سکھاؤ کیونکہ علم کا سیکھنا عبادت ہے اور علم سکھانا رحمت اور مغفرت کا موجب ہے اور علمی مسئلہ بیان کرنا اور اسکی باریکیوں کو باہم ظاہر کرنا عین تسبیح ہے علم خزانہ ہے اور تعلیم صدقہ دینا اور ایسے شخص کو علم سکھانا جو اسکی قابلیت رکھتا ہو موجب قربت ہے کیونکہ علم ہی سے حلال اور حرام کی تمیز حاصل ہوتی ہے علم ہی کی روشنی سے درہائے بہشت کو کشادہ دیکھ سکتے ہیں علم مونس وحدت ہے اور بے منت حدیث گو مسافرت میں ساتھی دشمنوں کے دفعیہ کے لئے کامل ہتھیار ہے اور ظاہر اور پوشیدہ دونوں طریق سے راہ ہدایت کا رہبر ہے اللہ تعالیٰ نے اہل علم کا بہت بڑا درجہ رکھا ہے اور انہیں اہل بہشت کا سردار قرار دیا ہے اور وہ مرتبہ عطا کیا ہے کہ خیرات کرنے میں بھی انکی پیروی کرنی چاہیے اور اقسام سعادت کی تحصیل میں اُنہی کے نشان قدم پر چلنا لازم ہے انتہا یہ ہے کہ فرشتے بھی اُن کی دوستی کی آرزو کرتے ہیں اپنے پیروں کو ان سے مس کرتے ہیں تمام نوں مخلوقات سے اُن کے لئے دعائے بخشش مانگتے ہیں دنیا کی ہر ایک چیز دریا پہاڑ صحرا کا ان ہو اتمام دریائی جانور کل پرندے وغیرہ سب کے سب آفرین کرتے ہیں علم دل کی تازگی آنکھ کا نور جان کی تقویت ہے علم کی بدولت بزرگوں کی مجلسوں نیکوں کی محفلوں بادشاہوں کی صحبتوں میں پہنچ سکتے ہیں عقبیٰ میں درجات عالیہ ملتے ہیں علمی دقایق کے حل کرنے کی غور و فکر روزہ رکھنے کی مانند ہے اور علم کا پڑھنا ایسا ہے گویا فرض نمازوں کا ہمیشہ ادا کرتے رہنا علمی باریکیوں کے جاننے بغیر عبادت اور طاعت کرنا ممکن نہیں ہے اور بے علم کے عمل کا نہ ثواب ہے نہ کچھ نتیجہ صلہ رحم اور حلال و حرام کی تمیز علم ہی سے حاصل ہوتی ہے علم کا حصہ نیکبختوں ہی کو پہنچتا ہے اور بدبخت اسکے فوائد اور منافع سے محروم رہتے ہیں متقی بزرگ لوگ ہیں اور فقیہ انکے سردار علماء کی طرف دیکھنا داخل عبادت ہے اور اُن کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا برکت و سعادت ہے اس امر پر یہ چند باتیں کہیں پھر عمر عاص کو سامنے بلا کر مسلمانوں کی درستی حالات کے واسطے انہی مقرر کیا اور لشکر اسلام پر اپنا نائب بنایا اسکے بعد کلمہ شہادت پڑھا جان بحق تسلیم ہوا رضوان اللہ علیہم عمر عاص نے نماز جنازہ پڑھائی اور اسی جگہ دفن کر دیا لوگوں نے مٹی دی جب دفن سے فراغت پائی عمر عاص نے کہا اے معاذ تجھ پر خدا کی رحمت ہو تو مسلمانوں کا نیک خواہ تھا تو نے انکی کاموں کو بہت اچھی طرح پورا کیا تھا جاہلوں کو ادب دیتا تھا نیکوں کی مدد کرتا تھا خدا کی قسم علم اور زہد اور صلاحیت اور کمال میں تجھ جیسا کوئی ہو گا پھر عمر عاص نے امیر المومنین عمرؓ کی خدمت میں خط روانہ کیا معاذ بن جبل کی وفات سے آگاہ کیا اور اجازت چاہی کہ اسجگہ وبا پھیلی ہوئی ہے جس نے مسلمانوں کو برباد کر دیا ہے اور مسلمان چاہتے ہیں کہ اس جگہ سے کسی اور جگہ نقل مکان کریں پس اس امر میں امیر المومنین کی کیا مرضی ہے خلیفہ عمرؓ اس خط کو پڑھتے ہی معاذ بن جبل کی وفات پر جو ابو عبیدہ کے بعد ہی وقوع میں آئی بہت روئے اور مسلمانوں نے بہت ہی افسوس کیا اور روتے تھے امیر المومنین عمرؓ نے کہا اللہ تعالیٰ معاذ کو بخشے اور اس پر اپنی رحمت نازل فرمائے وہ بڑا عالم زاہد مرد تھا اس کے مرنے سے مسلمانوں کو بڑا نقصان پہنچا ہے لوگ

وفات معاذ بن جبل و دفن شدن او

اس کے علم وفضل کی روشنی سے محروم ہوئے مشکل مسئلوں کی وقت وہ اس سے دریافت کیا کرتے تھے اور اسکی ذات سے بڑے بڑے فائدے اٹھاتے تھے وہ حصول
وخیرا ور سبیل علم کا راستہ دکھاتا رہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ اُسے نیک مردوں کی سی جزا کرامت فرمائے اور جنات النعیم میں جگہ دے اس کے بعد امیر المومنین نے اس کو بہتر سمجھا کہ
اس لشکر اور شام کے شہر و نیز جو مسلمانوں نے فتح کر لئے ہیں یزید بن ابی سفیان کو امیر بنائے اور وہی جسے چاہے اپنا نائب قرار دے اور جس طرف مناسب سمجھے فوج
روانہ کرے اسیوقت یزید بن ابوسفیان کے نام خط لکھا مضمون یہ تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ فرمان امیر المومنین عمر کی طرف سے بنام یزید بن ابوسفیان صادر
ہوتا ہے واضح ہو کہ جیسے اُسے ابوعبیدہ بن جراح اور معاذ بن جبل اور خالد ولید اور ان دوسرے امیروں کو جگہ جا بجا پہلے ملک شام میں موجود تھی اور اب شربت
فنا پی چکے ہیں لشکر اسلام کا عمدہ امارت عطا کیا ہے اور یہ حکم جاری کر دیا گیا ہے لازم ہے کہ کمال شجاعت اور انتہا کی دانائی کے ساتھ کام انجام دے اور اس ہمت
کی مہموں اور ارادوں کو پورا کرکے ہمیں اطمینان خاطر دلائے اور ہر طرح سے فارغ ہو کر مددگار رہنا ہے آگاہ ہو کہ عمر عاص اور لشکر کے دوسرے سرداروں اور مشہور
اشخاص کو بھی لکھ بھیجا ہے کہ یزید بن ابوسفیان کی اطاعت کریں اور اسکی تجویز دل اور حکموں سے انکار و انحراف نہ کریں موافقت کا طریقہ برتیں یقین ہے کہ وہ مخالفت
اور دشمنی کو اختیار نہ کریں گے جسوقت یہ خط تجھے ملے اور مضمون سے آگاہ ہو جائے لشکر فراہم کرکے مع رفیقوں کے قیساریہ پر چڑھائی کرنا اور اس مہم میں مقدور
سعی کرنا کہ وہ شہر فتح ہو جائے ہرگز اسجگہ سے نہ ہٹنا تاوقتیکہ شہر قبضے میں آکر ملک شام کی آمدنی فراہم ہو جائے اور اُس ملک کی طرف سے ہرقل
بالکل مایوس ہو جائے اور اس شہر کے ہمارے قبضہ میں آنے سے ہرقل کی امیدیں ضرور منقطع ہو جائیں گی اس امر کو بالکل سچ سمجھنا اور ان سب باتوں پر
عمل کرنا انشاء اللہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ جسوقت امیر المومنین کا یہ خط یزید بن ابوسفیان اور لشکر کے امیروں اور سرداروں کے نام پہنچا اور وہ مضمون
خط سے آگاہ ہوئے تو یزید کی امارت سے بہت خوش ہوئے اور امیر المومنین کے فرمان کو قبول کر لیا یزید نے بموجب حکم لشکر جمع کر کے قیساریہ کی
طرف کوچ کیا سرزمین دمشق میں ایک مقام ہے جسے کسوت کہتے تھے قیام کیا اور کئی روز وہاں رہا کہ تمام لشکر جمع ہو جائے جب سب امرا اور سرداران لشکر مشہور
ومعروف اشخاص مع خدم وحشم جمع ہو گئے تو یزید بن ابی سفیان نے خطبہ پڑھا حق سبحانہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور حضرت محمد مصطفےٰ پر درود بھیجنے کے بعد کہا
اے لوگو آگاہ ہو کہ امیر المومنین نے یہ فرمان میرے واسطے بھیجا ہے اور حکم دیا ہے کہ ہم لشکر کے ساتھ قیساریہ پر چڑھائی کروں اور وہاں کے باشندوں کو کتاب خدا اور
سنت رسول کی طرف بلاؤں اگر انھوں نے دین اسلام قبول کر لیا تو فہو المراد ورنہ ان سے معرکہ آرائی کروں گا اور اللہ کی مدد اور نصرت سے اس شہر
کو فتح کر دوں گا اصل حال یہ ہے مطلع ہو جاؤ اور جہاد پر کمریں کسلو فتح اور لوٹ سے شہادت اور ثواب سے دلوں کو شاد کرو ولاحول ولا قوۃ الا
باللہ اس خطبہ سے فارغ ہو کر فوجیں بسمت قیساریہ روانہ کر دیں قیساریہ میں پہنچ کر دیکھا رومی سردار اور بطریق اور ہرقل بادشاہ کے بڑے بڑے افسر
لشکر کثیر کے ساتھ موجود ہیں حبیب بن سلمہ فہری نے جو یزید بن ابوسفیان کا پیش خیمہ تھا قلعہ قیساریہ کے دروازے پر پہنچکر ڈیرا ڈال دیا تھا رومی لشکر
نے قلعہ سے نکلکر حبیب اور اسکی فوج پر حملہ کیا اور شکست دیکر بھگا دیا کہ وہ یزید کی فوج سے آملے یزید یہ حال دیکھ کر اسی جگہ ٹھیر گیا اور فوجکو اس طرح ترتیب
دیا کہ میمنہ پر اشتر نخعی کو رکھا اور میسرہ پر ضحاک بن قیس فہری کو اور جناح میں عبادہ بن صامت کو اس ترتیب سے آگے بڑھے جب قلعہ قیساریہ کے دروازہ
پر پہنچے رومی فوجیں جنگ کے لئے باہر نکلیں اور اسقدر قریب آگئے کہ ان کے گھوڑوں کی گردنیں ایک دوسرے سے آگے نکل گئیں یزید بن ابی سفیان
نے آواز دی کہ اے مسلمانوں ثابت قدم رہنا بھاگنے کی عقوبت سے بچنا کیونکہ ایسی جگہ سے بھاگنا دوزخ کی آگ میں ڈالتا ہے دنیا میں نامراد رکھتا ہے اور
عاقبت میں سزا ملتی ہے مسلمان یہ سنتے ہی جنگ پر ٹوٹ پڑے طلوع آفتاب سے غروب آفتاب تک بڑی سخت جنگ ہوتی رہی اور دن کے ختم ہونیکے وقت
تو بہت ہی سخت خونریزی ظہور میں آئی انجام کار اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح نصیب کی اور رومی لشکر شکست کھا کر بھاگ نکلا مسلمانوں نے قتل کرتے
ہوئے تعاقب کیا رومیوں کی بہت سی فوج کٹ گئی اور تھوڑی سی جمعیت نے قلعہ میں پناہ لی یزید حصار کے دروازہ پر آپہنچا اور جنگ کرتا رہا چاہا
کہ محاصرہ کرے کئی دفعہ رومی لشکر حصار سے نکلا اور مقابلہ کیا مگر ہر دفعہ مسلمانوں ہی کو فتح نصیب ہوئی رومی یہ کیفیت دیکھ کر پھر حصار سے نہ نکلے یزید بن
ابوسفیان نے لشکر میں مشہور و معروف اور سمجھدار لوگوں کو بلایا اور مشورہ کیا کہ اسجگہ چارہ کمیاب ہے اور ہمارا لشکر کثیر چارہ نہ ملنے کی وقت کے سبب اسقدر رنج کا بار

رہنا مشکل ہے اور نہ اسقدر فوج کثیر کی یہاں ضرورت ہو میں چاہتا ہوں کہ تھوڑا سا لشکر حصار کے دروازے پر چھوڑ دوں کہ اہل حصار باہر نکل کر جنگ کرنا چاہیں تو ان سے برسر مقابلہ ہوں ورنہ انہیں محصور کئے رہے اور ہم باقی لشکر سمیت دمشق کی طرف پھر جائیں سب لوگوں نے کہا تمہاری رائے بہت درست ہے اس میں کسی قسم کا اندیشہ نہیں ہے یزید نے اپنے بھائی معاویہ بن ابی سفیان کو چار ہزار انتخابی سوار دیکر حکم دیا کہ اسی جگہ قیام کر اگر اہل حصار نکلکر جنگ کریں تو مقابلہ سے پیش آ ورنہ اسیطرح محصور کئے رہنا تا وقتیکہ اللہ تعالیٰ اس کام کو پورا کرے معاویہ نے منظور کیا یزید معاویہ کو اسی جگہ چھوڑ کر آپ باقی لشکر سمیت دمشق میں چلا آیا رومی لشکر نے دیکھ کر کہ یزید مع فوج یہاں سے چلا گیا ہے اور معاویہ تھوڑی سی فوج سے مقیم ہے خیال کیا کہ اب اچھا موقع ہے حصار سے نکلکر انہیں بھگا دیں اس لالچ میں آکر لشکر کو درست کیا اور بہت سی فوج لیکر حصار سے نکل پڑے اور جنگ شروع کی معاویہ نے بھی فوج کو آراستہ کر کے مقابلہ کیا خوب لڑائی ہوئی انجام کار مسلمان فتحیاب ہوئے رومیوں کے ایک ہزار سے زیادہ آدمی مارے گئے اور باقیوں نے بھاگ کر حصار میں پناہ لی اور سوچے ہم کسی طرح اس گروہ سے برسر نہیں آسکتے کیونکہ وہ ہماری نسبت زیادہ جنگجو اور بہادر ہیں قوت و شوکت بھی زیادہ رکھتے ہیں اور اقبال بھی انکے ساتھ ہے بہتر ہے کہ صلح کرلیں دوسرے دن ایک شخص کو معاویہ کے پاس بھیجکر ان شرائط پر صلح کرلینی چاہی کہ معاویہ ہمکو اسی شہر میں رہنے دے تو ہم بیس ہزار دینار نقد اور جزیہ ادا کریں گے اور آیندہ فرمانبردار اور خدمت گذار رہیں گے معاویہ نے یزید کو خط لکھا اور اہل قیساریہ کی جنگ اور درخواست صلح کی تمام کیفیت درج کی یزید نے لکھ بھیجا کہ صلح کرلے اور انکی درخواست مان لے معاویہ نے ان تمام امور کے متعلق وثیقہ لکھدیا اور صلح ہوگئی جب اہل شہر نے زر مقررہ ادا کر دیا معاویہ بھی اپنا لشکر لیکر دمشق میں چلا آیا غرضکہ قیساریہ کی مہم اس طریق سے انجام کو پہنچ گئی اب یزید نے امیر المومنین عمر کو خط لکھا جملہ واقعات گذشتہ اہل قیساریہ کی جنگ و جدال اور صلح و اطاعت کے متعلق حالات درج کئے اور زر مقررہ کا پانچواں حصہ بھیجا امیر المومنین اس ماجرے سے مطلع ہوکر نہایت ہی شادمان ہوئے اور حق سبحانہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کر کے جواب خط لکھا کہ یزید بن ابی سفیان کو معلوم ہو کہ تیرا خط وصول ہوا حالات مندرجہ سے آگاہی حاصل ہوئی اور فتح قیساریہ کی خبر سے نہایت ہی خوشی ہوئی کیونکہ اُس سرزمین میں یہ آخری مہم تھی جس میں اللہ تعالیٰ نے کامیاب کیا اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں کا شکریہ ادا کیا گیا الحمد للہ کہ اب اس مہم کی طرف سے دلجمعی ہوگئی اور خدا نے تمہاری روزی میں وسعت کرامت کی اور دشمن خراب خستہ ہوگیا ہمارا مطلب پورا ہوگیا تم بھی اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرو کیونکہ شکر گذاری سبب زیادتی نعمت ہے اور دائمی سعادت حاصل ہوتی ہے وان تعدوا نعمت اللہ لا تحصوہا والسلام علیکم ورحمۃ اللہ اس واقعہ کے بعد امیر المومنین کو پرچہ لگا کہ رومی لشکر جزیرہ میں بہت بڑی جمعیت کے ساتھ فراہم ہو رہا ہے سواروں اور پیدلوں کا کچھ شمار نہیں ہے اور سامان حرب و ضرب بھی بے انتہا جمع کیا ہے اب چڑھائی کی تدبیر کر رہے ہیں امیر المومنین نے فوراً انصار و مہاجر اور صحابہ کبار اور دیگر مشاہیر اشخاص کو طلب کر کے یہ کیفیت سنائی اور کہا نواح جزیرہ پر قبضہ ہوئے بغیر ولایت شام محفوظ نہیں رہ سکتی اور جبتک اس جزیرہ کا نواح فتح نہ ہوگا ولایت شام سے پورا مقصد حاصل نہ ہوگا ہمیشہ ہماری حق میں خلل واقع ہوتا رہیگا اب رومی فوجیں وہاں فراہم ہو رہی ہیں اور پیشقدمی کا ارادہ رکھتی ہے تمکو اسلئے بلایا ہے کہ اس مہم کی نسبت مشورہ کرو اور جو امر موجب ثواب اور حصول مراد معلوم ہو ظاہر کرو اور کسی ایسے شخص کو معین کرو جو اس مہم کو ختم کرے اور ہمیں اسطرف سے اطمینان بخشے جسقدر اولوالعزم اور شائستہ سردار تھے سب کے سب ملک شام میں فوت ہو چکے ہیں انمیں سے بجز یزید بن ابی سفیان کے اور کوئی ایسا باقی نہیں رہا جو اس مہم کو انجام دے سکے یزید اسوقت دمشق میں ہے اور اسی کی موجودگی کے سبب یہ ملک محفوظ اور منضبط ہے میں کسی وجہ سے بھی اسکا وہاں سے علیحدہ کرنا مناسب نہیں سمجھتا تم کسی ایسے شخص کا نشان بتاؤ جو نہایت بہادر اور صاحب عقل و فہم اور بردبار ہو اور ان اوصاف کے ساتھ پرہیزگاری اور خدا پرستی میں بھی موصوف ہو اور اس مہم میں مصروف رہ کر جزیرہ کو فتح کر سکتا ہو جماعت نے اس مہم کی نسبت بہت غور اور خوض کے بعد عیاض بن غنم فہری پر اتفاق رائے کیا کہ اس مہم کے پورا کرنے کے لئے اُس سے بہتر دوسرا شخص نہیں ہو سکتا

اور جن اوصاف کو امیر المومنین نے بیان کیا ہو سب اُس میں موجود ہیں بڑا مستعد اور نامی جنگجو شخص ہے پھر عابد اور پرہیزگار امیر المومنین نے بھی اُسے بہت پسند کیا اور عیاض کے نام جو اُسوقت ملک شام میں شریک لشکر یزید تھا اس مضمون کا خط لکھا امیر المومنین عبد اللہ کی طرف سے عیاض بن غنم فہری کو سلام پہنچے اور واضح ہو کہ ہم تجھے ہمیشہ سے مسلمانوں کی درستی احوال اور کفایت مہمات کی طرف بشوق تمام متوجہ پاتے ہیں اور دیکھا گیا ہو کہ اکثر اوقات مسلمانوں کو خیرات کی تاکید کرتا رہتا ہے اور اہل جہاں کو طاعت خدا کی طرف تحریص دلاتا رہتا ہو اور تیرے بزرگ بھی قابل تعریف عادت اور پسندیدہ طریقہ رکھتے تھے تجھے دنیا اور عقبےٰ دو جگہ کے ثواب عظیم تعریف جمیل کی بشارت ہو مجھے امید ہے کہ تو اپنے ان خصائل حمیدہ اور عادات جمیلہ کے سبب اپنے تمام مطالب و مقاصد کو حاصل کرے گا اور تیری تمام دینی اور دنیوی آرزوئیں اور امیدیں بر آئینگی تو نیکنامی اور بقائے شہرت سے مخصوص ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ تم آگاہ ہو کہ تو نے بھی سُنا ہوگا کہ بلاد جزیرہ میں رومی لشکر جمع ہو رہا ہے میں چاہتا ہوں کہ وہاں فوج روانہ کروں جو اُن کی جمعیت کو پریشان کردے مجھے سرداری لشکر کے واسطے ایک ایسے شخص کی ضرورت ہو جو بڑا بہادر اور عقلمند مرد ہو پورا آزمودہ کار اور خدا ترس بھی ہو میں نے خود بھی سوچا اور اصحاب سے بھی مشورہ کیا اور رسم مہم کی انجام دہی کی بابت صلاح کی سب کی رائے تیرے حق میں قرار پائی کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ اس مہم کو کوئی شخص تجھ سے بہتر انجام نہیں دیسکتا اس خط کو پڑھتے ہی یزید کے لشکر میں سے جن فوجوں کو بہتر جانے اور پسند کرے چن لے اور بلاد جزیرہ کی طرف قدم بڑھا تقویٰ کو اپنا شعار بنائے رہنا اور ہمیشہ خدا سے ڈرنا جو پوشیدہ باتوں کو بھی اُسیطرح جانتا ہے جیسا ظاہری حالت کو مشکل امور کے وقت خدا تعالیٰ کی کتاب اور سنت رسول خدا اور سنت خلیفہ یعنی ابو بکر صدیق کو اپنا پیشوا سمجھنا اور دشمن کی کثرت اور اپنی فوج کی کمی سے خوف زدہ نہونا اکثر دیکھا گیا ہے کہ تھوڑی سی اسلامی فوج نے کافروں کے لشکر عظیم کو ذلیل کر کے اکثر فتح حاصل کی ہو تو نے یہ بھی سُن رکھا ہوگا جنگ خندق کے دن حضرت رسول خدا نے ہماری طرف مخاطب ہو کر فرمایا تھا کہ عنقریب کسریٰ اور قیصری سلطنتیں تمہارے ہاتھوں سے فتح ہونگی اور اُن کی دولت تمہیں نصیب ہوگی اے عیاض تو نے دیکھ ہی لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے کلام کو سچا کر دیا ہم کسریٰ اور قیصر کی ولایتوں پر قابض ہو گئے ہیں کافر لوگ مسلمانوں کے ہاتھوں اسیر اور ہلاک ہو چکے ہیں اب وہ سب کے سب ہمارے زیر فرمان اور جزیہ دہندہ ہیں اُن کا بادشاہ ہرقل خوف زدہ ہو کر ملک شام سے جانب روم بھاگ گیا ہے یہ سب اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں ہمکو لازم ہے کہ اُسکا شکر یہ کرتے رہیں ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم یعنی یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے اور اللہ بہت بڑا فضل کرنیوالا ہے - میں نے یزید بن ابو سفیان کو بھی خط لکھدیا ہے اور اسکو حکم دیا ہے کہ جس قدر فوج کی ضرورت ہو اور بلاد جزیرہ کی جمعیت کو منتشر کر سکے اسیقدر فوج تیرے ہمراہ کر دے تجھے لازم ہے کہ سعادتمندی کے ساتھ اس مہم کو لیجائے اور دشمنوں کی جمعیت کو پریشان کر دے عیاض اور یزید نے امیر المومنین کے خطوط کو ملاحظہ کر کے اور حالات مندرجہ سے اطلاع پا کر پانچ ہزار منتخب سوار کہ ہر ایک اُن میں یکتا بہادر اور مردانگی و معرکہ آرائی میں فرد تھا علیحدہ کئے اور عیاض نے اس فوج کو لیکر سامان حرب و ضرب سے بخوبی آراستہ کیا جمعرات کے دن ۵ شعبان المعظم کو ملک شام سے نکلکر بلاد جزیرہ کی طرف چلا فوج کا ہراول میسرہ بن مسروق عبسی تھا میمنہ میں سعد بن عامر بن خذیم اور میسرہ میں عبد اللہ بن سعد سعدی ساق میں سفیان بن عوف سلمی سردار متعین تھے اس ترتیب سے شہر رقہ کی طرف جہاں اُسوقت میں لشکر کفار جمع تھا کوچ کیا عیاض نے شہر کے متصل پہنچکر قیام کر دیا اور فوجی دستوں کو اطراف و جوانب لوٹ مار کے لئے بھیجدیا مسلمانوں کو بیشمار مال و دولت اور مویشی دستیاب ہوئے رومی لشکر نے فصیل پر سے جنگ شروع کی پیہم پتھر اور تیر برسانے لگے جب رات ہو گئی عیاض تین سو چیدہ سوار ہمراہ لیکر شہر رقہ کے دروازے باحروں نام کی طرف بڑھا تقریبًا تین گھنٹے رات گذری ہوگی کہ اس دروازے پر جا پہنچا دیکھا کہ بہت سی بھیڑ بھاڑ دروازے کے سامنے موجود ہے شرابیں پی رہے ہیں یہ وہ لوگ تھے جنہیں حاکم رقہ نے دروازہ کی حفاظت کے لئے مقرر کر رکھا تھا جو وقت سب کے سب غافل ہو گئے اور شراب نے اپنا اثر دکھایا یکایک عیاض تین سو سوار ونکی ساتھ اُنکے سر پر جا پہنچا وہ دیکھتے ہی ڈر گئے اور چاہا کہ دست بقبضہ ہو کر گھوڑوں پر سوار ہو جائیں مگر عیاض نے اُن پر حملہ کر دیا اور تھوڑی سی دیر میں اکثروں کو قتل کر ڈالا اور باقیوں کو قید کر کے اپنی مقام پر صبح کی وقت تک لوٹ آیا جب صبح نمودار ہوئی اور رومی اس واقعہ سے مطلع ہوئے

بہت ہی روئے پیٹے اور خوف زدہ ہو گئے امیر رقہ نے ایک قاصد بھیجکر عیاض سے درخواست کی کہ مجھ کو تم سے کچھ کہنا ہے اگر امان اور اجازت دو تو باہر آکر تم سے بیان کروں عیاض نے کہلا بھیجا کہ اطمینان خاطر رکھو میری بے اجازت تجھے کوئی کچھ نہ کہیگا نہ تیری ہلاکت کا قصد کرینگے تاوقتیکہ تو باہر آکر مدعا دلی ظاہر کرے اور پھر سلامتی سے اپنی جگہ واپس چلا جائے امیر رقہ روم کے بطریقوں میں سے دس بطریقوں کے ساتھ قلعہ سے نکلا حریر اور دیبا کے لباس زیب تن تھے جواہرات کی مرصع پیٹیاں لگائے ہوئے تھے عیاض کے سامنے آکھڑے ہو گئے عیاض نے انکی طرف نظر اٹھائی اور امیر کو وجیہہ اور عمدہ لباس میں دیکھ کر کہا تمہارا کیا نام ہے اسنے جواب دیا بطر عیاض نے کہا جو کچھ کہنا ہے بیان کرو اسنے کہا تمہارا کیا نام ہے عیاض نے نام بتایا اسنے کہا تیرے باپ کا کیا نام ہے اسنے کہا غنم بطر انکے باپ کا نام سنتے ہی خوش ہوا اور تبسم کے آثار ظاہر ہوئے پھر اپنے ہمراہیوں کی طرف دیکھا اور عیاض سے کہا تم ہم سے کیا چاہتے ہو عیاض نے کہا ہم چاہتے ہیں کہ تم دین اسلام کو قبول کرو اور صاف دل سے اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمدا عبدہ و رسولہ کہو کلمہ شہادت کے بعد شریعت دین اور شرائط اسلام نماز و روزہ زکواۃ حج کو اختیار کرو اور ان فرائض کو واجب طور پر ادا کرو پھر جس چیز کو اللہ تعالی نے حلال فرما دیا ہے اسے حلال سمجھو اور جسے حرام ٹھہرا دیا ہے اسے حرام جانو ان سب باتوں کے اختیار کرنے پر تم ہمارے دینی بھائی ہو جاؤ گے پھر ہمیں تم سے کوئی تعرض نہیں ہوگا تمہارا مال اور خون ہم پر حرام ہو جائے گا بطر نے کہا اگر کلمہ نہ پڑھوں اور تمہارا دین اختیار نہ کروں تو اور کیا کرنا چاہیے عیاض نے جواب دیا جزیہ دینا اور اس کے دینے کے وقت ذلت کی حالت کو قبول کرو جب تم ان باتوں کو مان لوگے تو ہماری پناہ میں آجاؤ گے اور اہل ذمہ کہلاؤ گے ہم تمہیں تمہارے وطنوں میں چھوڑ دیں گے اور سالانہ جزیہ مقررہ لیا کریں گے اور کسی کو تم پر زیادتی نہ کرنے دیں گے اسنے کہا اے امیر میں اپنے دین سے نہیں پھرنا چاہتا ہاں جس قدر روپیہ کہو گے دیا کروں گا غرض صلح ہو گئی اور بتیس ہزار دینار نقد جزیہ مقرر ہوا یعنی ہر مرد چار دینار ادا کیا کرے اور جب کوئی بچہ سن بلوغ کو پہنچے تو وہ بھی ہر سال چار دینار دینے اختیار کرے مویشیوں میں سے دس پیچھے ایک لیں اور جب کوئی عامل روپیہ لینے کے واسطے آئے تو اسے تین دن مہمان رکھیں اس کے سوا ان کو اور کسی قسم کی ذراسی بھی تکلیف نہ دیجائیگی ان شرائط پر بطر راضی ہو گیا اور عیاض نے اس مضمون کا ایک رقعہ لکھا پھر قلعہ کے مشہور و معروف اشخاص کے دستخط کرائے پھر اپنی مہر ثبت کر کے بطر کے حوالے کر دیا اور پوچھا اے بطر جس وقت تونے میرا اور میرے باپ کا نام پوچھا تھا اور میں نے نام بتائے تھے اسوقت تونے سر ہلا کر اور مسکرا کر اپنے ساتھیوں کی طرف کیوں دیکھا تھا کس امر پر تعجب اور تبسم کیا تھا بطر نے کہا سچ بولنے سے بہتر کوئی بات نہیں ہے میں سچ بیان کرتا ہوں کہ اس شہر کا ایک بطریق ہوں اب سے پہلے میرے باپ دادا اس شہر کے بطریق تھے ان کی امارت مجھے ورثہ میں پہنچی ہے ایک دفعہ ایرانی لشکر نے ہمیں مغلوب اور شہر کو فتح کر کے طرح طرح کی ایذائیں دیں اسکے بعد روم کے بادشاہ ہرقل نے ہم پر عتاب نازل کیا اور قبطیوں کو ہم پر مسلط کر کے انتہا درجہ کے ظلم کئے اللہ تعالے کا فضل ہمارے شامل حال تھا کہ اس مصیبت کو بھی ہم سے ٹال دیا اور ہمارا ملک ہمارے قبضہ میں آگیا اور یہ سبب یہی تھا کہ ہمنے کتابوں میں پڑھا ہے کہ اس شہر پر کوئی شخص قبضہ نہ کر سکیگا اور نہ یہاں کے باشندے کسی اور کی فرمانبرداری اختیار کرینگے مگر ایک عربی جوان جسکا نام غنم یا غنم کے چچا کا بیٹا ہوگا اس شہر کو فتح کریگا میں تیرے باپ کا نام سنتے ہی سمجھ گیا کہ تو وہی شخص ہے جسکا ذکر ہمنے اپنی کتابوں میں پڑھا ہے کہ اس شہر کو فتح کریگا اور غالب آئیگا یہی تعجب کی وجہ تھی عیاض نے کہا تم کتاب سے واقف ہو اور اسے پڑھا کرتے ہو اسنے جواب دیا ہاں اے امیر حضرت عیسی ہمارے واسطے انجیل نام ایک کتاب چھوڑ گئے ہیں عیاض نے پوچھا تمہاری انجیل میں ہمارے پیغمبر کا بھی کچھ ذکر درج ہے یا نہیں اسنے کہا ہاں انجیل میں درج ہے کہ آخری دور میں ایک عربی پیغمبر پیدا ہونگے لوگوں کو راہ راست کی ہدایت کرینگے اور پیغمبروں میں سب سے افضل ہونگے اور انکی امت قیامت میں تمام امتوں سے بہتر ہوگی اور اس پیغمبر کی نشانی یہ ہے کہ آپ منبر پر بیٹھیں گے کمبل اوڑھیں گے خلقت کو نیک کاموں کی ترغیب دلائیں گے بدی سے روکینگے اے امیر میں نے اپنی قوم کو تمہارے دین کی طرف بہت ہی راغب کرنا چاہا اور اسلام اختیار کرنے کے لئے ہر طرح سے سمجھایا مگر انھوں نے میری ایک نہ سنی اور صاف

انکار کر دیا اور کہا اگر تو پھر ایسی باتیں کرے گا تو ہم تجھے بھی قتل کر دیں گے میں اپنی ہلاکت کے ڈر سے خاموش ہو رہا عیاض نے اُنکی راست گوئی اور نیک خصلت پر تعجب کیا اور چہار روز رقہ میں ٹھہر کر دارا کی طرف کوچ کیا دارا کے باشندے رقہ کی فتح کی خبر سنکر نہایت ہی خوف زدہ ہو گئے تھے غلہ اور چارہ شہر کے اندر بھر لیا اور برجوں پر سامان حرب فراہم کر کے بہت سے پتھر دیواروں پر چن لیے جب لشکر اسلام نے متصل قلعہ پہنچکر تکبیر و تہلیل کی آوازیں بلند کیں تو کفار کانپ اُٹھے اور دلوں پر سخت رعب چھا گیا مگر پھر بھی نعرے مار مار کر دلاوریاں دکھانے لگے لشکر اسلام کے قریب پہنچتے ہی وہ تیاری کر چکے تھے اور جھنڈے کھول دئے تھے باہم کہنے لگے یہ تو بڑا بھاری لشکر ہے بیس ہزار سے بھی زیادہ ہوگا ہم میں اس کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے عیاض نے بھی شہر کے سب سے بڑے دروازے کے مقابل جو سمت روم واقع تھا قیام کیا باہم سخت جنگ ہونے لگی پندرہ روز تک رات دن لڑائی ہوا کی آخر کار باشندگان دارا نے مشورہ کیا کہ یہ لوگ بڑے مضبوط اور بہادر ہیں لڑائی میں ہم سے زیادہ دلیر اور ثابت قدم ہیں ہم ان سے بھڑ کر سر نہیں ہو سکتے مناسب ہے کہ باشندگان رقہ کی طرح ہم بھی صلح کر لیں اس تجویز کے مطابق ایک قاصد کو عیاض کے پاس بھیجکر صلح کی درخواست کی عیاض نے بھی منظور کر لی اور صلح کی دستاویز لکھدی کہ وہ نقدی ادا کریں گے اور جزیہ دیں گے نیز منادی کر دی کہ ہم نے اہل دارا سے صلح کر لی ہے وہ ہماری ذمہ داری میں آ گئے ہیں کوئی شخص اُنکو نہ ستائے بے اجازت اُنکے گھروں اور مکانوں میں نہ جائیں مسلمانوں نے فوراً ہاتھ روک لیا عیاض نے زر مقررہ وصول کر کے اُس شہر کا دورہ کیا اُسکے باغات اور گلزار ملاحظہ کئے بہت پسند آئے کئی روز قیام کیا شہر کے بطریق مرطوس نے جو سپہ سالار فوج بھی تھا عیاض کی دعوت کی اور بہت ہی تکلف کیا اور عیاض کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا اے امیر میں نے تمہارے قیام کے لئے ایک بڑی کلیسا میں فرش کرا دیا ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ وہاں قدم رنجہ فرما کر عزت بخشیں اور کھانا نوش کریں اور جن سرداروں کو ساتھ لیجانا چاہیں ساتھ لے چلیں عیاض نے کہا اے مرطوس مجھے ان تکلفات کی کچھ ضرورت نہیں اگر میں کبھی تیرے دین والوں میں سے کسی کی دعوت قبول کی ہوتی تو تیری دعوت بھی قبول کر لیتا بیت المقدس میں امیر المومنین نے بھی اس شہر کے بطریق کی دعوت قبول نہ کی تھی اگر وہ بھی قبول کر لیتے تو میں بھی انکار نہ کرتا اے بطریق ان تکلفات سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک تم ہم سے ڈرتے ہو تم خاطر مطمئن رکھو کہ ہماری طرف سے تم ہر طرح سے امن میں ہو ہم نے جو عہد کر لیا ہے اُسکے خلاف ہرگز عمل میں نہ آئیگا اور جو بات قرار پا گئی ہے کبھی اس میں فرق نہ آئیگا وہ تو اپنے گھر چلا گیا پھر ایک عیسائی عورت آئی جو اپنے چچیرے بھائی پر دعویٰ رکھتی تھی عیاض نے ایسا اچھا انصاف کیا کہ دونوں رضامند ہو کر اُس کی تعریفیں کرتے چلے گئے عیاض کو اُس عورت کا حسن پسند آیا پوچھا تو شوہر رکھتی ہے اُس نے جواب دیا نہیں پھر کہا کیا تجھے شوہر کی ضرورت ہے اُس نے کہا بہت زیادہ کیونکہ میری خبر لینے والا کوئی نہیں ہے عیاض نے کہا اگر تیرا شوہر تجھے عزیز رکھے تو اُسکے واسطے اپنا مذہب ترک کر کے اُسکا مذہب قبول کر سکتی ہے اُس نے کہا نہیں اپنا مذہب ہرگز نہ بدلونگی شوہر کو میرے دین سے کیا واسطہ اور مجھے اُسکے دین سے کیا غرض وہ اپنے دین پر رہے میں اپنے دین پر عیاض نے چاہا کہ اُسے اپنی زوجہ بنائے پھر سوچا کسی قوم کے سردار کے گھر میں کافر عورت کا ہونا اچھا نہیں اسلئے اپنا ارادہ ترک کر دیا اُس عورت نے عیاض کیلئے کھانا پکا کر بھیجا عیاض نے اُسی کیلئے ایک سقلابیہ لونڈی عطا کی ابھی عیاض اُسی مقام پر تھا کہ یزید بن ابی سفیان نے بشر بن ارطاۃ کو دو ہزار جوان اور ایک سفید جھنڈا دیکر عیاض کی مدد کیواسطے بھیجا اُسکے قریب پہنچنے پر مسلمان گھبرا گئے کہ باشندگان دارا کی مدد کیواسطے رومی لشکر آ پہنچا جب معلوم ہوا کہ بشر بن ارطاۃ اہل اسلام کی مدد کے واسطے آیا ہے تو بہت خوش ہوئے اُسنے متصل پہنچکر عیاض کے پاس آدمی بھیجا کہ مال غنیمت میں سے ہمارا حصہ بھیجو عیاض نے کہا تمہارے آنے سے پہلے ان لوگوں نے محنت و مشقت اُٹھائی مقابلہ کر کے مال غنیمت حاصل کیا ہے اسمیں تمہارا کوئی حق نہیں باقی رہے ہوئے شہروں کو فتح کرنا چاہتے ہیں جب تمہاری مدد سے اور شہر فتح ہونگے اور لوٹ کا مال ہاتھ آئے گا تو تم بھی لینا اور ہم بھی مگر وہ اس بات پر رضامند نہ ہوئے بشر نے عیاض سے ایسی باتیں اسقدر گفت و شنید کی کہ باہم رنجش پیدا ہو گئی عیاض نے کہا مجھکو تیری اور تیرے لشکر کی ضرورت نہیں اگر تو چاہتا ہے تو یہاں سے چلا جا ورنہ شام کو واپس چلا جا بشر غصہ ہو کر بجانب شام واپس ہوا اور یزید کے پاس پہنچکر عیاض کی شکایت کی اور جو کچھ اُنہیں کہا سنی ہوئی تھی سب بیان کر دی یزید نے عیاض کی طرف سے رنجیدہ ہو کر امیر المومنین کیخدمت میں سب حال لکھ بھیجا امیر المومنین عمر نے عیاض بن غنم کو لکھا کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ یزید نے بشر بن ارطاۃ

کو تیری مدد کے لئے بھیجا تھا اور تو نے اُسے واپس کر دیا اس فوج کے تیرے پاس پہنچنے سے یہ مراد تھی کہ وہ تیری مدد کریں اور فوج کی زیادتی کے سبب تیرے مرتبہ اور حرمت میں ترقی ہو اور دشمن جان جائیں کہ تیرے پاس مدد پہنچتی رہتی ہے دشمن اس سے دل شکستہ ہو کر بہت جلدی تیری اطاعت اختیار کرتے میں نہیں سمجھ سکتا کہ تو نے اس فوج کو کس واسطے واپس کر دیا اب مجھ کو اس حال سے مطلع کر کہ سبب معلوم ہو والسلام جب امیر المومنین کا یہ خط عیاض کے پاس پہنچا اور وہ احوال مندرجہ سے واقف ہوا یہ جواب دیا کہ یہ خط عیاض بن غنم کی طرف سے امیر المومنین عمر کی خدمت میں بھیجا جاتا ہے واضح ہو کہ آپ کا خط پہنچا احوال مندرجہ معلوم ہوئے گزارش یہ ہے کہ شہر رقہ اور رہا بشر بن ارطاۃ کے پہنچنے سے پہلے مسلمانوں نے فتح کر لئے تھے اور مال غنیمت بھی تقسیم ہو کر ہر ایک اپنے حصہ کا مالک بن چکا تھا بشر نے بعد میں پہنچکر اس مال غنیمت میں سے حصہ لینا چاہا میں نے جواب دیا کہ دونوں شہر تمہارے آنے سے پہلے فتح ہو چکے ہیں ان کی لوٹ میں تمہارا کچھ حصہ نہیں اب جو کچھ فتح ہوگا اس کی لوٹ میں سے ہم تم دونوں حصہ پائیں گے بشر اس بات پر رضامند نہوا مجھے اندیشہ ہوا کہ مبادا مخالفت اختیار کرے جس سے اسلامی لشکر میں فساد ہو جائے اور اسکی وجہ سے دشمن غلبہ کرے مجھے اسکی موجودگی یا مدد کی ضرورت بھی نہیں تھی میں نے اس حیلہ سے اُسے واپس کر دیا اور یہی واپسی کی وجہ ہوئی ہے جو عرض کی گئی اللہ تعالیٰ آپ کو ہمدوش سعادت رکھے والسلام والاکرام امیر المومنین عمر نے عیاض کا خط پڑھ کر اس کی رائے پر آفرین کی اور جواب لکھا کہ تیرا خط پہنچا بشر بن ارطاۃ کے واپس کرنے کی وجہ معلوم ہوئی جو عین صواب تھی اللہ تعالیٰ تجھے جزائے خیر دے جناب باری تعالیٰ میں دعا کرتا ہوں کہ جب تک میں زندہ ہوں تجھے کام سے علیحدہ نکروں اور جب قریب المرگ ہونگا اور تو زندہ تو وصیت کر جاؤں گا کہ جو کوئی خلیفہ ہو وہ بھی تجھے تیرے کام سے علیحدہ نکرے اور جبتک تو زندہ رہے اپنے کام پر برقرار رہے تو ہر طرح سے مطمئن رہ اور جہاد اور جنگ میں خوب کوشش کرتا رہ والسلام عیاض نے اس خط کو پڑھ کر درگاہ الٰہی میں شکر یہ ادا کیا اور دعا مانگی کہ اے خدا میں عمر بن خطاب کے بعد زندہ رہنا نہیں چاہتا ہوں اس کی وفات کے وقت تک میری موت میں تاخیر ہو تو بعض ایک دن کی ہو اس سے زیادہ مجھے زندہ نہ رکھ وانک علی کل شیء قدیر و بالاجابۃ جدیر یعنی بالتحقیق تو ہر چیز پر قادر ہے اور قبولیت دعا کے لئے مستحکم ہے۔

## عیاض بن غنم کا حران کی طرف جانا

کچھ دنوں کے بعد عیاض بن غنم کو خبر لگی کہ شہر حران میں تیس ہزار رومی لشکر فراہم ہوا ہے فوراً منادی کر دی کہ تمام سپاہ جنگ کی تیاری کرے جب اسلامی فوجیں شہر حران کے قریب پہنچیں باشندوں کو دو چند رعب اور خوف چھا گیا ابھی عیاض کا تمام لشکر قیام نہ کرنے پایا تھا کہ قاصد بھیجکر صلح کی درخواست پیش کی عیاض نے منظور بھی کر لی جن شرائط پر باشندگان رقہ و رہا سے صلح ہوئی تھی وہی اہل حران سے قرار پائیں عیاض نے دستاویز لکھدی اور انھوں نے شہر کو دروازہ کھولدیا جبکہ مسلمان داخل شہر ہوئے اور صلحنامہ مکمل ہو گیا محرم کا مہینہ پیر کا دن اور نماز ظہر کا وقت تھا عیاض کئی دن ٹھہرا رہا زر مقررہ وصول کر کے شہر عین کی طرف جسے راس العین بھی کہتے تھے روانہ ہوا بیان کرتے ہیں کہ اس شہر والوں میں ایک شخص ایسا تیز نظر تھا جو ایک دن کی مسافت کے فاصلہ پر بذریعہ دوربین دیکھ سکتا تھا اتفاقاً جبر فوج اسلامی فوج ایک دن کے راستے پر پہنچی ایسا سیاہ بادل اٹھا اور غبار آسمان پر چھا گیا کہ اس نظر باز کو کچھ نظر نہ آتا تھا شہر والے پوچھتے تھے کسی جنبی لشکر کا کچھ پتہ لگتا ہے یا نہیں وہ کہتا تھا کہ آج ایسا ابر اور غبار چڑھا ہوا ہے کہ مجھے کچھ نظر نہیں آتا اگر تم دیکھنا ہی چاہتے ہو تو اپنے مویشی باہر نکالدو اور جنگل میں بھیجا دو گو مجھے اس دوربین کے ذریعے فوج کا نشان نہیں چلتا مگر مویشیوں کی ہل چل سے معائنہ سے معلوم ہو جائیگا پھر تمہیں خبر کر دونگا سب نے گائے بیل بھینس گھوڑے اور اونٹ اور بھیڑ بکریاں باہر نکالدیں جب عیاض قریب شہر پہنچ گیا تو ابر اور غبار تھم گیا سورج نکل آیا لشکر والے مویشیوں کو دیکھ کر سب کے سب نکال لے گئے نظر باز نے غل مچایا اور لوگوں کو مطلع کر دیا سب کے سب دروازے بند کر کے فصیل اور برج و پر آچڑھے اہل اسلام نے حصار کے قریب پہنچکر قیام کیا اور قلعہ والوں نے پتھر اور تیر مارنے شروع کئے جن سے کئی مسلمان

جواب نامہ عیاض بن غنم

محاصرہ و فتح حران بدست عیاض بن غنم

ہلاک ہو گئے شہر کا ایک بطریق قلعہ کی فصیل پر چڑھکر مسلمانوں کے ساتھ بدکلامی کرنے لگا کہ اے جو کھانے اور پشمینہ پہننے والو تمنے ہمیں باشندگان رقہ اور رہا اور حران جیسا سمجھ لیا ہے ہمارے سامنے ان کی کچھ حقیقت نہیں تم نہیں جانتے کہ اپنے پاؤں آپ موت کی طرف بڑھ کر آئے ہو ایک مسلمان نے جو فصیل کے متصل تھا کہا کہ بیہودہ مت بک تیرے رقہ اور رہا اور حران سے بھی بہت زیادہ مضبوط اور مستحکم قلعوں کو فتح کر لیا ہے اور بت پرست کافروں یہودیوں اور گبروں کو ان کے قلعوں سے نکالکر دوزخ میں پہنچا دیا ہے اے علج تیرا اور تیرے اس حصار کا ایسا نقشہ ہے جیسا ہمارے نزدیک کوئی شہری آدمی بکری کے بالوں کا سایہ بان بنا کر اس کے نیچے ہو بیٹھا ہو اور اسے اپنی حفاظت گاہ سمجھتا ہو اے علج تجھے ان باتوں کی خبر نہیں ایسا سلی جو کچھ تیرے منہ میں آتا ہے بکتا ہے تھوڑی ہی دیر میں تجھے اس زبان درازی کی کیفیت یاد آجائے گی پھر کچھ فائدہ ہو گا بطریق کو غصہ آگیا اپنے ہمراہیوں سے کہا مجھے فصیل سے نیچے اتار دو کہ میں ان ناچیز لوگوں کو سزا دوں ان لوگوں نے اسے ایک چھینکے میں بٹھا کر قلعہ کی فصیل سے نیچے لٹکا دیا اس نے چھینکے میں سے نکل کر زرہ پہنی سنہری خود سر پر رکھا اور زری کی پیٹی کسکر شمشیر آبدار ہاتھ میں لی اور دروازۂ قلعہ پر کھڑا ہوا پھر مسلمانوں کی طرف سے مقابل کو طلب کیا بنی مزینہ میں سے ایک جوان نکلا بڑا خوبصورت آدمی تھا چھواروں کے پتوں کی ڈھال ہاتھ میں تھی اور تلوار حمائل پرانا سیاہ عمامہ سر پر باندھ رکھا تھا بطریق نے اسے حقیر سمجھ کر حملہ کیا اور تلوار چھوڑی عربی جوان نے وار کو سپر پر لیا اور زانو ٹیک کر کے تلوار کا ایک ایسا ہاتھ مارا کہ بطریق کی دونوں پنڈلیاں ترشی گئیں اور وہ پشت کے بل زمین پر گر پڑا عربی جوان نے دوڑ کر اسکا سر کاٹ کر دور پھینکدیا پھر اسکے تمام ہتھیار اور کپڑے اتار لئے باوجودیکہ فصیل پر سے اسپر تیراو ہو رہا تھا مگر وہ ذرا نہ ڈرا اور بطریق کا کل سامان لیکر اور اسکی نعش کو ننگا حصار کے نیچے چھوڑ کر صحیح سلامت اپنے دوستوں میں جا ملا اہل شہر بطریق کا یہ حال دیکھ کر خوف زدہ ہو گئے اسدن لڑائی بند کر دی اور دوسرے روز باہر نکلکر سخت مقابلہ کیا کتنے ہی مسلمان مارے گئے عیاض نے کسیقدر دستہ کو حکم دیا شکست کھا جانے کا رنگ دکھاؤ جوں ہی انہوں نے پشت موڑی اہل شہر نے تعاقب کیا جب شہر سے کچھ دور نکل گئے عیاض نے پلٹ کر حملہ کرنیکا حکم دیا یکبارگی سبکے سب ٹوٹ پڑے اور اکثر حصہ قتل کر دیا باقی ماندہ بھاگ کر قلعہ میں آچھپے اب انہوں نے سمجھ لیا کہ ہم مسلمانوں سے نہیں لڑ سکتے قاصد بھیجکر صلح کی درخواست کی عیاض نے بھی ان شرائط پر صلح منظور کر لی کہ تیس ہزار دینار نقد دیں اور ہر شخص چار دینار سالانہ جزیہ وقت پر ادا کیا کرے غرض اس قرار داد پر صلحنامہ لکھا گیا اور اہل شہر کے حوالے کر دیا گیا۔

## عیاض بن غنم کا میسرہ بن مسروق عبسی کو علاقہ خابور اور اسکے نواح میں بھیجنا

عیاض نے میسرہ کو بلا کر ایک ہزار چیدہ سوار مرحمت کئے اور علاقہ خابور کی طرف بھیجا میسرہ نے حسب الحکم کوچ کیا جس موضع میں پہنچا اسکو فتح کر کے روپیہ حاصل کرتا اور عیاض کے پاس روانہ کر دیتا اسیطرح اسطرف کا کل علاقہ فتح کر لیا اور دریائے فرات کے ساحل کیطرف بڑھکر شہر قرقیسیا میں وارد ہوا وہاں چند روز رہ کر اہل قلعہ سے جنگ کرتا رہا باشندگان شہر اور لشکر اسلام میں سے بہت سے آدمی ضائع ہوئے انجام کار شہر فتح ہو گیا میسرہ نے تمام لڑنے والے آدمیوں کو قتل کر دیا اور انکے زن و بچہ اسیر کر لئے پھر باشندوں کو از روئے احسان معاف کر کے ان سے تین ہزار دینار سرخ لئے اور حسب معمول جزیہ قایم کیا اس کے بعد شہر کو باشندوں کے حوالے کر کے حاضر خدمت عیاض ہوا جسقدر مال غنیمت لایا تھا حوالے کر دیا میسرہ کے آنے پر عیاض نے نصیبین کا رخ کیا رومی اثنا راہ میں اسکے سامنے سے بھاگ کر قلعہ نصیبین میں پناہ لیتے تھے عیاض نے وہاں پہنچکر فوج کے چار حصے کئے اور ہر ایک حصہ شہر کے چاروں دروازوں میں ایک ایک پر مقرر کر دیا پھر جنگ شروع کر دی طرفین نے کئی روز تک خوب ہی داد شجاعت دی اور سخت کوشش کی قلعہ نہایت ہی مضبوط تھا اسلئے عیاض نے اسکے فتح کرنے سے عاجز ہو کر محصور رکھنے پر اکتفا کی پھر عمر بن سعد انصاری کو بلا کر اور اسکی جماعت اسکے ساتھ کر کے شہر سنجار کی طرف بھیجا عمر حکم پاتے ہی روانہ ہو گیا اور دوسرے دن اہل سنجار سے معرکہ آرائی کی باشندوں نے امان طلب کی شہر سے پناہ دی اور تین ہزار دینار نقد لینے کے علاوہ ہر شخص پر چار دینار جزیہ مقرر کیا اور صلح کر دیا۔

کے پاس آگیا عیاض نے پھر مالک اشتر بن حارث نخعی کو طلب کیا اور ایک ہزار سوار حوالے کر کے آمد اور میافارقین کی طرف روانہ کیا

## عیاض بن غنم کا مالک اشتر نخعی کو آمد اور میافارقین کی طرف بھیجنا

مالک اشتر نے آمد کی طرف روانہ ہونے کے بعد اثناء راہ میں اس شہر کی فصیل اور قلعہ کی مضبوطی کا حال معلوم کر کے اندیشہ کیا کہ وہاں زیادہ عرصہ تک ٹھہرنا پڑیگا آمد کے متصل پہنچ کر اس قلعہ کی مضبوطی کو ملاحظہ کیا اور حکم دیا کہ تمام لشکر متفق ہو کر نعرۂ تکبیر بلند کریں باشندگان آمد آوازۂ تکبیر سنتے ہی ایسے خوف زدہ اور مرعوب ہوئے کہ اُن کے پاؤں اکھڑ گئے اور سمجھے کہ یہ لشکر دس ہزار جوانوں سے بھی زیادہ ہے ہم ان سے مقابلہ نہ کر سکیں گے اسی وقت قاصد بھیجکر صلح کی درخواست کی اشتر نے صلح منظور کر لی اور کہا کہ پانچہزار دینار نقد اور فی کس چار دینار سالانہ جزیہ دیں حاکم آمد نے منظور کر کے حصار کے دروازے کھولدئے مسلمان شہر میں داخل ہوئے صبح کو روز جمعہ تھا مسلمانوں نے شہر کا گشت کیا اور باہر نکل کر شہر کے دروازہ پر قیام کیا اور زر مقررہ لیکر میافارقین کیطرف روانہ ہوئے جب وہاں پہنچے تو اس مقام کے بطریق لطوس نے اشتر کے پاس آدمی بھیجکر صلح کی درخواست کی اور تین ہزار دینار نقد اور جزیہ دینا قبول کیا اشتر نے بھی منظور کر کے دستاویز لکھدی اور زر مقررہ وصول کر کے مراجعت کی عیاض ابھی تک نصیبین کے محاصرہ ہی میں مصروف تھا کہ مالک اشتر آپہنچا اور زر وصول کردہ اسکے حوالہ کر دیا

## عیاض بن غنم کا شہر نصیبین کی فتح کے لئے مشورہ کرنا

محاصرہ نصیبین کو ایک سال گذر گیا اور فتح نہو سکا تو عیاض بہت رنجیدہ ہوا فوج کے سرداروں کو فراہم کر کے مشورہ کیا ایک مسلمان نے جو سعد وقاص کی خدمت میں رہتا تھا اور عراق سے آیا ہوا تھا عیاض سے کہا مجھے ایک تدبیر سوجھی ہے جس سے شہر ہاتھ آجائیگا عیاض نے پوچھا وہ کیا ہے کہا کسی شخص کو بھیجکر شہر زور سے جو اسوقت مسلمانوں کے قبضہ میں ہے اور وہاں بچھو نہایت کثرت سے ہیں بہت سے بچھو کوزوں میں بند کر کے منگائے جائیں اور رات کے وقت ان کوزوں کو گوپھیوں میں رکھ کر شہر کے اندر پھینکدیں وہ بچھو ایسے ہیں کہ جسکو ڈنک ماریں گے وہ فوراً مرجائے گا باشندے اس امر سے بیخبر ہونے کے سبب اپنی اپنی حالت میں مشغول ہو جائینگے پھر ہم شہر کو باآسانی لے سکیں گے۔ عیاض نے اس تجویز کو پسند کیا آدمی بھیجکر اور بہت سے کوزوں میں بچھو اور خاک بھروا کر منگائے بوقت شب انہیں شہر میں پھینکدیا کوزوں کے ٹوٹتے ہی بچھو ہر طرف کو پھیل گئے اور کتنے ہی آدمی اُن کے ڈنک مارنے سے مرگئے دن نکلنے کے بعد بھی کئی آدمی اُن کے ڈنک سے ہلاک ہوئے۔ اسلئے شہر والوں نے پیغام بھیجکر صلح کرلینی چاہی مگر عیاض نے منظور نہ کی اور جسقدر کوزے باقی تھے سب کو گوپھیوں میں رکھکر شہر میں پراگندہ کر دیئے اکثر آدمی بچھو کے مارنے میں مشغول ہوگئے ادہر عیاض نے اور دنوں کی نسبت بہت زور لگایا اور دل توڑ کر حملہ کیا غرضکہ شہر زور اور غلبہ سے فتح ہو گیا تمام لڑنے والے آدمی قتل کر دیئے گئے اور بطریقوں کے گھر مسمار انکی زن و فرزند اسیر کئے گئے انجام کار جو لوگ تلوار کی دھار سے بچ رہے تھے امان طلب کر کے عیاض کے سامنے حاضر ہوئے اسوقت عیاض نے فوج کو حکم دیا کہ ہاتھ روک لیں اور انکی زن و فرزند کو اُن کے حوالے کر کے دستاویز جس پر سرداران لشکر کے دستخط کرائے گئے تھے لکھدی پھر مال غنیمت کا خمس امیر المومنین کیخدمت میں روانہ کر کے باقی مسلمانوں میں تقسیم کردیا ہر شخص کے حصہ میں سے دس ہزار درم سے بھی زیادہ آئے اور مویشی اور لونڈی غلام اور نفیس نفیس سامان جو ہاتھ آیا تھا وہ اس تعداد کے علاوہ تھا اب عیاض نے اسی جزیرہ میں قیام کیا اور حکم امیر المومنین کا انتظار کرنا شروع کیا امیر المومنین عیاض کا خط پڑھکر اور مال غنیمت کو ملاحظہ فرما کر بہت ہی خوش ہوئے اور شکر الٰہی بجالائے

## امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کا خط بنام عیاض بن غنم

بسم اللہ الرحمن الرحیم عمر امیر المومنین کی طرف سے عیاض بن غنم پر سلام ہو اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ولایت جزیرہ پر مسلمانوں کو فتحیاب کیا

فقیری سے امیری کا رتبہ بخشا اور رزق وسیع عطا کیا اب مجھے تمہاری مفلسی کی طرف سے ڈر نہیں لیکن اندیشہ ہے کہ مبادا تم کثرت مال پر مغرور ہو کر اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالو اے عیاض تو نے کمی نہیں کی اور جزیرہ کے فتح کرنے میں حد سے زیادہ کوشش کی ہے تجھ سے پسندیدہ خدمتیں ظہور میں آئی ہیں اللہ تعالیٰ تجھکو اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر کرامت فرمائے تو اس خط کو پڑھتے ہی اپنے لشکر کے کسی مشہور سردار کو جس کے قول و فعل پر بھروسہ ہو اپنا نائب قرار دیکر مفتوحہ علاقہ کی نگرانی پر چھوڑ اور خود ملک شام کی طرف لوٹ جا کیونکہ یزید بن ابی سفیان سخت بیمار ہے اگر اس نے وفات پائی تو وہ علاقہ خراب ہو جائے گا اور مسلمانوں کے انتظام میں ہل چل پڑ جائے گی اس لیئے یہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تو فوراً شام میں پہنچ جائے اور اس علاقہ میں نہ ٹھہرے والسلام۔ اُس نے عمر کا حکم پڑھتے ہی عتبہ بن فرقد اسلمی کو بلایا اور تمام علاقہ کا حاکم بنا کر چار ہزار سوار حوالے کیئے اور باقی لشکر اپنے ساتھ لیکر شام کا رُخ کیا۔ شہر حمص میں پہنچا تو ناتوانی ظاہر ہوئی اور جان بحق تسلیم ہوا رحمۃ اللہ علیہ روایت ہے کہ جب عیاض نے وفات پائی اُس کے پاس صرف وہی دو گھوڑے تھے جنہیں جزیرہ کی مہم کے وقت وہ اپنے ساتھ رکھتا تھا اور ایک اونٹ تھا جس پر سامان لادا جاتا تھا اُسکے اسباب میں سے ایک دینار بھی برآمد نہوا وہ تمام مال و دولت جو اُسے جزیرہ سے بہم پہنچی تھی محتاجوں کو بخشدی اور صدقہ کر ڈالی تھی اپنے پاس کچھ نہ رکھتا تھا اُس پر اللہ کی رحمت ہو۔

## یزید بن ابی سفیان کا امیر المومنین عمرؓ کی خدمت میں خط روانہ کرنا

فتح جزیرہ اور وفات عیاض بن غنم کے بعد یزید بہت کمزور ہو گیا اور بیماری نے سخت شدت پکڑی اپنا یہ حال دیکھ کر اُس نے عمر بن خطاب کی خدمت میں اس مضمون کا خط لکھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ادائے مراسم و خدمت و دعا کے بعد معلوم ہو کہ یزید بن ابی سفیان کو کوئی امید نہیں رہی کہ اس خط کے بعد بھی کوئی اور خط آپکی خدمت میں روانہ کر سکے کیونکہ بیماری بہت شدت کر گئی ہے اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے آپ کو جزائے خیر کرامت فرمائے اور ہمکو جنات النعیم میں جگہ دے۔ میرا کام تمام ہو چکا ہے۔ امیر المومنین جس کسی کو مناسب سمجھیں اس ملک اور فوج کا امیر قرار دے والسلام علیک اور آپکو اس دنیا میں یزید کا یہ آخری سلام ہے اس خط کے پہنچنے سے پہلے ہی یزید نے وفات پائی امیر المومنین نے خط پڑھکر بہت رنج کیا اور قاصد سے پوچھا کہ تو نے روانگی کے وقت اُسے کس حالت میں چھوڑا ہے آیا خط اُسکے نام لکھوں۔ قاصد نے کہا آپ کی عمر دراز ہو اُسوقت یزید قریب المرگ تھا۔ عمر نے کہا اللہ تعالیٰ یزید کو بخشے بڑا نیک آدمی تھا دنیا کی طرف ذرا توجہ نہ کی۔ اسکی تمام ہمت آخرت کے امور کی طرف مصروف رہتی تھی پھر آپ نے ابو سفیان کو بلا کر اس حال کی اطلاع دی وہ بہت رویا پیٹا اور کہا انا للہ وانا الیہ راجعون پھر دریافت کیا آپنے امارت شام کی نسبت کیا تجویز کی ہے کس شخص کو وہاں بھیجیں گے۔ عمر نے کہا تیرے دوسرے بیٹے معاویہ ابی سفیان اس خبر کو سنکر بہت خوش ہوا اور امیر المومنین کو دعا دی کہ آپ نے صلہ رحم فرمایا اس کے بعد ابو سفیان اپنے مکان پر آیا ہند کو یزید کے مرنے کی خبر سنائی۔ ہند نالہ و فریاد کر کے چیخنے اور چلانے لگی مُنہ پر طمانچے مارتی تھی اور کہتی تھی کاش یزید کے بدلے معاویہ اور عتبہ مرجاتے ابو سفیان نے کہا رو پیٹ مت انا للہ وانا الیہ راجعون کہہ امیر نے ہمپر بڑی مہربانی فرمائی ہے تیرے دوسرے بیٹے معاویہ کو امیر شام بنا دیا ہے ہند خاموش ہو گئی اور کہا کہ امیر المومنین نے صلہ رحم فرمایا معاویہ کو شام کی امارت مبارک ہو اسکے بعد امیر المومنین نے معاویہ کے نام اس مضمون کا خط لکھا کہ عبد اللہ عمر کی طرف سے معاویہ کو معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو اعزاز عطا کی ہے اور شرک ذلیل و خوار ہو گئے ہیں اللہ نے اپنے رسول خداؐ کو خبر دی تھی کہ ولایت شام اور ملک اور بڑے بڑے بادشاہوں کے خزانے اور مال انکے قبضہ میں آئیں گے اب اس خوشخبری کے مطابق یہ سب چیزیں مسلمانوں کو مل گئی ہیں خاص کر ولایت شام کا شہر قیساریہ جو نہایت ہی مضبوط اور مستحکم قلعہ ہے اور رومی اس پر بڑے نازاں تھے کہ اس شان و شکوہ کا دوسرا شہر ان ممالک میں نہیں ہے فتح ہو چکا ہے اب عسقلان۔ غزہ اور اس کے نواحی علاقوں کے فتح کرنے کی طرف رجوع ہونا چاہیئے کہ حضرت رسول خداؐ نے فرمایا ہے کہ تم ممالک شام میں فتحیاب ہو گے اور میں تمکو دو زینت یافتہ شہروں کی فتح کی خوشخبری سناتا ہوں وہ غزہ اور عسقلان ہیں اور آپ نے یہ بھی ارشاد کیا ہے کہ

عنقریب میری امت کے کچھ لوگ دریا کے کنارے سکونت اختیار کریں گے واضح ہو کہ وہ یہی عسقلان شہر ہے نیز آنحضرت کا یہ بھی ارشاد ہے کہ جس وقت فتنہ و فساد کی آگ مشرق اور مغرب میں پھیلی ہوئی ہوگی اُس وقت شہرہا و دیارہا میں رہنا مشکل ہوگا اس وقت عسقلان میں قیام کرنا ملک شام پر جس شے کو ترجیح ہے وہ عسقلان ہے اس خط کو مطالعہ کرتے ہی بلا توقف جانب عسقلان چڑھائی کر و اس شہر اور اُسکے نواح کے فتح کرنے میں کوشش بلیغ عمل میں لا اللہ تعالیٰ اس علاقہ کو تیرے ہاتھ سے فتح کرے گا۔ لازم ہے کہ مقام مذکور پر پہنچکر میرے پاس روانہ خبر روانہ کرنا والسلام۔

## معاویہ بن ابی سفیان کا عسقلان پر چڑھائی کرنا

عمر بن خطاب کے فرمان کے پہنچتے ہی معاویہ نے عسقلان پر چڑھائی کر دی وہاں پہنچکر باشندوں کے ساتھ تین روز سے زیادہ معرکہ آرائی ہونے پائی تھی کہ مسلمانوں نے فتح پائی اور وہ موضع اُن کے قبضہ میں آگیا۔ معاویہ نے خط لکھ کر امیر المومنین کو فتح عسقلان کی خبر دی آپ نہایت خوش ہوئے اور اس حصول مراد پر شکر الٰہی بجالائے اور کہا کہ اگر عسقلان فتح نہوتا تو مقامات مفتوحہ کی سرحدیں خالی چھوڑ کر باشندگان عسقلان کو مجبور کرنا پڑتا اور تمہاری بھی قبریں وہیں بنتیں اگر مجھے ملک عرب شام میں قیام کرنے کا اتفاق ہوتا تو عسقلان کے سوا اور کسی جگہ نہ بہتر تا ہر شئے کا وسط ہوتا ہے اور شام کا وسط عسقلان ہے اُسکے بعد معاویہ نے سفیان بن حبیب ازدی کو بلاکر اور لشکر حوالے کرکے حکم دیا کہ وہ طرابلس پر حملہ کرے وہ اس حکم کے پاتے ہی روانہ ہو گیا اور طرابلس سے پانچ فرسنگ کے فاصلہ پر ایک چراگاہ میں جسے مرغزار سلسلہ کہتے تھے قیام کیا اور پھر وہاں سے طرابلس کی طرف حرکت کی اور وہاں پہنچکر حصار کے مقابل صف بندی کرکے جنگ شروع کر دی ہر روز اسی طرح سے معرکہ آرائی کرتا اور شب کے وقت بخوف شبخون وہاں سے واپس آجاتا جب اہل طرابلس سے جنگ کرتے ہوئے زیادہ عرصہ گذر گیا تو اسے اندیشہ ہوا کہ جزائر دریا اس سے نزدیک ہیں۔ مبادا بیخبری کے عالم میں مدد لینے کوئی لشکر آکر گھیرے فوراً معاویہ کو خط لکھا اور اس اندیشہ سے اطلاع دی معاویہ نے جواب میں لکھا کہ مصلحت یہ ہے کہ طرابلس سے دو فرسنگ پر ایک ایسا مضبوط قلعہ تعمیر کرے جسمیں تمام فوج سما سکے اور شبخون سے محفوظ رہے سفیان نے ایسا ہی کیا اور ایک بڑا مضبوط قلعہ بناکر اس میں قیام کر دیا باشندگان طرابلس یہ دیکھکر کہ سفیان نے اُن کی سرزمین میں اپنا قلعہ بنا کر سکونت اختیار کی ہے بہت ہی ناراض ہوئے اور آخرکار جزائر کو جہاں سے انہیں طرح طرح کے میوے اور پھل اور غلے بکثرت حاصل ہوتے تھے چھوڑ دیا اور ایک اور زیادہ مضبوط قلعہ میں جمع ہوکر بادشاہ ہرقل کو لکھا کہ یہاں مسلمانوں نے ایک قلعہ تعمیر کر لیا ہے تم ہماری مدد کرو۔ ہرقل نے مضمون سے اطلاع پاکر حکم دیا کہ کچھ فوج کشتیوں میں سوار ہوکر انکی مدد کو جائے مدد پہنچنے پر بھی اُنھوں نے مقابلہ کرنا مناسب نہ سمجھا اور اُسی رات تمام مال و اسباب طرابلس کے قلعہ سے نکالکر ڈھیر کر دیا اور آگ لگا دی اور کشتیوں میں سوار ہوکر قسطنطنیہ کی طرف بھاگ گئے اور خدمت ہرقل میں حاضر ہوئے دوسرے دن سفیان نے حصار سے نکل کر طرابلس کا قصد کیا تو نزدیک پہنچکر کسی آدمی کو نہ پایا قلعہ خالی تھا مسلمان اُس میں داخل ہوئے ایک یہودی کے سوا جو تہ خانہ میں چھپا ہوا تھا اور کوئی متنفس نہ ملا اُسے باہر لاکر حال پوچھا تو سب کیفیت معلوم ہوئی سفیان نے معاویہ کو یہ خط لکھ کر اس حال سے باخبر کیا معاویہ یہ دیکھکر کہ اہل جبلہ اور بھاگ گئے ہیں بہت متعجب ہوا پھر اُنکی یہودیوں کو بھیجدیا کہ طرابلس میں جاکر آباد ہوں اور مکانات بنالیں۔ معاویہ نے ساحل بحر اور جزیروں کو یکے بعد دیگرے فتح کرنا شروع کیا ایک ایک موضع پر قبضہ کرتا اور وہاں دین اسلام پھیلاتا جاتا تھا یہاں تک کہ عکا صور۔ صیدا۔ یافا وغیرہ سب فتح ہو گئے پھر امیر المومنین عمر کو خط لکھا اور اُن فتوحات سے اطلاع دی اور درخواست کی کہ جزیرہ قبرس ہم سے بہت نزدیک ہے وہاں کی مرغوں کی آوازیں ہم تک پہنچتی ہیں اور وہ مقام نہایت ہی سرسبز اور زرخیز ہے طرح طرح کے میوے اور پھل پیدا ہوتے ہیں اور اُسکا فتح کر لینا بھی آسان ہے اگر امیر المومنین حکم دیں تو وہاں پہنچکر اسے بھی فتح کر لوں امیر المومنین عمر نے مضمون خط سے واقف ہوکر سفر دریا کو پسند کیا اور کچھ غور کے بعد عمرو عاص سے جو سکندریہ میں تھا سفر دریا اور فتح جزیرہ قبرس کی نسبت مشورہ کیا لکھا کہ میرا ایک مددگار اجازت طلب کرتا ہے کہ پانی کو عبور کرکے جزیرہ قبرس پر قبضہ کرے مجھے گوارا نہیں کہ مسلمانوں کو

بحری سفر اختیار کرنے کی اجازت دوں اور وہ ایسا خطرناک کام شروع کریں بس حکم دیتا ہوں کہ مجھے اس امر میں جو کچھ معلومات ہوں من و عن تحریر کرکے میں مطلع ہوجاؤں عمر عاص نے جواب میں تحریر کیا کہ امیر المومنین کا خط پہنچا سفر بحر اور ارادہ فتح جزیرہ قبرس کی نسبت آپ کی ناپسندیدگی معلوم ہوئی فی الحقیقت اللہ تعالیٰ آپکو ہر ایک کام میں ہدایت فرماتا اور تدبیر نیک سجھاتا رہتا ہے سفر بحر بڑا ہی خوفناک کام ہے بحر میں آدمیوں کی مثال ایسی ہی جیسے لکڑیوں پر کیڑے اگر لکڑیاں سیدھی رہیں تو کیڑوں کو خطرہ رہتا ہے اور اگر انہیں حرکت پہنچتی ہے تو وہ لکڑیوں پر سے گر کر ڈوب جاتے ہیں میں نے سمندر کا لہریں مارنا اور اسکی خوفناک حالت جسقدر دیکھی ہے اگر آپ کے ملاحظہ سے گذرے تو یقیناً آپ مسلمانوں کو اسکے سفر کی اجازت دیکر خطرے میں نہ ڈالیں گے دریا کی خطرناک حالت جسقدر مجھے معلوم ہے تحریر کردی گئی والسلام عمر خطاب نے عمر عاص کے مضمون خط سے اپنے خیالات کی تائید ملاحظہ کرکے اطمینان حاصل کیا اور معاویہ کو جواب میں لکھ بھیجا کہ اللہ تعالیٰ نے امت محمد مصطفیٰ کی نگرانی میرے ذمہ عاید کر رکھی ہے میں انکی درستی حالات کے قیام کیواسطے اللہ سے مدد مانگتا رہتا ہوں میں ہرگز گوارا نہیں کرسکتا کہ انہیں کشتیوں میں بٹھاکر بحری سفر کرنے اور جزیرہ قبرس کو قبضے میں لانے کی اجازت دوں علاوہ ازیں میں نے عقلمند و تجربہ کار لوگوں سے بھی جنھوں نے عفر دریا کیا اور اسکے خطروں میں مبتلا ہوئے ہیں اس امر میں مشورہ کیا انھوں نے بھی نامناسب سمجھا اور سب نے میری رائے سے اتفاق کیا تم اس خیال کو چھوڑ دو اور پھر اسکا نام نہ لو والسلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ معاویہ نے عمر کا خط پڑھتے ہی سمجھ لیا کہ عمرو بن عاص کا مشورہ ہے انہی نے لکھا کہ جزیرہ قبرس میرے ہاتھ سے فتح ہوا اگر امیر المومنین عمر عاص کو دریا کی اجازت دیدیتے تو فوراً ہی وہ سفر بحر اختیار کرتا امیر المومنین نے فرمایا بیشک معاویہ سچ کہتا ہے اگر عمر عاص کو اجازت دیتا تو وہ بلا توقف روانہ ہوجاتا۔ غرض یہ جزیرہ زمانہ عثمان تک اپنی حال پر رہا پھر مسلمانوں نے اسے بھی فتح کرلیا جسکا ذکر انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ زیر قلم آئے گا۔ معاویہ نے ملک شام میں قیام کیا تمام علاقہ اور ساحل بحر کو قبضہ میں لاکر محاصل وصول کرنے لگا مسلمانوں نے بھی سکونت اختیار کی مسجدیں تعمیر ہوئیں اور ملک شام کا لقب سرائے اسلام ہوگیا۔ عمر عاص نے ملک مصر فتح کرکے سکندریہ میں قیام کیا۔ امیر المومنین عمر نے عمر عاص کو لکھا کہ ملک نوبہ پر چڑھائی کر اسکو اور نواح نوبہ اور برقہ اور مغربی طرابلس اور اسکے قرب و جوار طنجہ و افرانجہ کو سرحد سوس تک فتح کرے۔ عمر عاص نے سکندریہ کا خراج جو دس ہزار دینار قرار پایا ہوا تھا وصول کرکے فوج میں تقسیم کردیا اور ہر ایک شخص کو کچھ حوالے کرکے بیس ہزار کی جمعیت سے بسمت نوبہ حرکت کی سرزمین نوبہ میں داخل ہوکر فوج کو حکم دیا کہ نواحی علاقہ کو تاخت و تاراج کر ڈالیں اہل نوبہ انکی لوٹ مار دیکھکر ہر طرف سے امنڈ پڑے ایک لاکھ سے زیادہ لشکر جمع ہوگیا پھر ایسی سخت جنگ کی کہ مسلمانوں نے پیشتر نہ دیکھی تھی ہتھیار کٹے ہوئے سر اور ہاتھ میدان میں نظر آتے تھے اور تیروں سے بہت سے لوگوں کی آنکھیں نکال ڈالی تھیں۔ ایک نامی مسلمان کا بیان ہے کہ میں نے ان سے زیادہ قدر انداز اور کسی قوم کو نہیں پایا اہل نوبہ کبھی کبھی کسی مسلمان کو نشانہ بنا کر کہتے کہ اس کے کس عضو پر تیر لگائیں ان کے ساتھی کہتے فلاں عضو پر اور وہ فوراً تیر مارتا جو ذرا خطا نہ کرتا امام محمد واقدی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حمیر کے ایک بڈھے سے جو اس جنگ میں شریک تھا سنا ہے کہ ہم ایک میدان میں صف بستہ تھے اور اہل نوبہ سے جنگ ہورہی تھی ان کے تیروں کی ایک ہی بوچھاڑ سے ڈیڑھ سو آنکھیں زمین پر نکل پڑیں اور باوجود ایسی نشانہ بازی کے ہم انسے جنگ کرتے رہے انجام کار اللہ تعالیٰ نے انہیں شکست دیکر ہمکو فتحیاب کیا ان کی بے شمار جمعیت ہمنے قتل کر ڈالی جس قدر بچے پہاڑوں اور جنگلوں میں پریشان ہوگئے اور عمر عاص انکو گرفتار نہ کرسکا ایک دینار یا ایک درہم بھی اس جنگ سے ہاتھ نہ آیا۔

## عمر عاص کا بسمت برقہ و طرابلس و طنجہ و فرانجہ و سوس روانہ ہونا

راویوں کا بیان ہے کہ اہل بربر کا قدیم وطن سرزمین فلسطین اور انکا بادشاہ جالوت بن جلہم تھا جسے حضرت داؤد علیہ السلام نے قتل کیا اہل بربر فلسطین سے جانب مغرب چلے گئے اور وہاں آباد ہوئے ان کے سات قبیلے جو سب کے سب متفرق ہوگئے اتانہ۔ مرقہ۔ لواتہ۔ ہوارہ۔ نفوسہ۔ لبیہ اور غلیمہ تھے جاتو کی مار

جانے کے بعد یہ لوگ ان مغربی شہروں میں جو زمانہ قدیم میں رومیوں کے شہر تھے جا آباد ہوئے۔ کچھ برقہ کو چلے گئے اور کچھ مغربی طرابلس میں جا بسے بعضے طنجہ۔ افراجہ اور لبسوس ارفی و لبوس قطنے میں داخل ہوئے پھر رومیوں کے اُن علاقوں پر غالب آ کر انہیں نکال دیا اور اپنا وطن قرار دے لیا اور لیقہ اور برقہ والے اکثر بربر کیطرف سے ڈرتے اور احتیاط رکھتے تھے اب عمر عاص نے مع لشکر اسطرف کو شہ اُٹھایا بربر کے ایک شہر کے قریب پہنچتے ہی باشندے نکلے اور سخت مقابلہ کیا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح نصیب کی بربر والوں کے سات سو آدمی مارے گئے یہ حال دیکھ کر انپر خوف چھا گیا اور امان طلب کی عمر عاص نے اُن کی درخواست منظور کر کے اور تین سو لونڈی غلاموں اور گھوڑے اونٹ خچر لے کر لی پھر مراقیہ۔ ولیدہ۔ تشرہ۔ زوابلہ کی طرف رخ کیا جس شہر پر پہنچا باشندے صلح کر لیتے اور مال مصالحت اسی طور سے ادا کر دیتے عمر عاص جب برقہ کے متصل پہنچا تو ابھی لشکر نے قیام بھی نہ کیا تھا کہ وہاں کے باشندوں نے شہر سے نکل کر حملہ کیا کچھ دیر جنگ کی مگر ہیبت سے آدمی قتل ہو جانے کے سبب فرار اختیار کر کے قلعہ بند ہو بیٹھے اور قاصد بھیجکر صلح کی درخواست پیش کی پانسو بردے تین سو غلاموں اور دو سو کنیزوں اور مویشیوں پر صلح ہو گئی۔ عمر عاص نے فتح حاصل کرنے کے بعد امیر المومنین عمر خطاب کو خط لکھا اور ان معرکوں اور فتحمندیوں اور زر مصالحت کی تعداد وغیرہ سے تفصیل وار اطلاع دی اور یہ بھی لکھا میں اسی علاقہ میں جواب کا منتظر ہوں۔

## امیر المومنین عمر کا خط بنام ابو موسیٰ اشعری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ خط عبد اللہ عمر امیر المومنین کی طرف سے عبد اللہ بن قیس کے نام ہے واضح ہو کہ ایرانیوں نے اہواز۔ تستر۔ سوس مناور اور اس نواح میں لشکر کثیر جمع کر لیا ہے اور عنقریب مسلمانوں پر چڑھائی کرنیوالے ہیں جس وقت یہ خط پہنچے اور پڑھے ہاتھ سے نہ رکھنا تا وقتیکہ لشکر فراہم نہ کرے بصرہ کا جو شخص شریک ہونا چاہے اسکی دلجوئی کرنی چاہیئے اور جسقدر ہو سکے فوج کی کثرت فراہمی میں سعی کرنی لازم ہے پھر دشمنوں کیطرف ہمہ تن داخل سرحد ہو کر کسی کی بات پر دھیان نہ دینا سب کو دین کی طرف طلب کر جو شخص ایمان لے آئے اُسے امن دے اور اسکے زن و فرزند اور مال و دولت میں اپنا کوئی حق نہ سمجھنا مگر صرف اسیقدر لینا جس کی تجھے ضرورت لاحق ہو زیادہ طلب نہ کرنا اس امر کو خوب یاد رکھنا اور اپنے آپ کو سمجھاتے رہنا فوجوں کو معرکہ آرائیوں پر اس کثرت سے بھیجنا کہ وہ تھک جائیں ہر اک لڑائی سچائی اور صفائی عقیدہ کے ساتھ ہونی چاہیئے۔ سب سے اچھا سلوک رکھنا تو اضع نہ چھوڑنا۔ آگاہ ہو کہ درگاہ رب العزت میں مسلمان مرد سے زیادہ اور کسی کی حرمت نہیں۔ اسطرح زندگی بسر کرنی چاہیے کہ قیامت کے دن کوئی مظلمہ باقی نہ رہے ظالموں سے مظلوموں کا بدلہ لے طرفین کی اصلاح میں پوری کوشش کرنا۔ لوگوں کو قرآن شریف کی تلاوت کی ترغیب دلاتے رہنا اور خدا کے عذابوں سے ڈرانا کسی شخص کو زمانہ جاہلیت کا ذکر یا اُس کی رسم کو زندہ نہ کرنے دینا کیونکہ اُس سے باہم کینہ پیدا ہوگا اور گذشتہ عداوتیں یاد آجائیں گی اے پسر قیس خدا نے دین والوں کی فتح و نصرت کا ذمہ لے لیا ہے ایسی طرح بسر کرنا کہ رضائے باری تعالیٰ حاصل ہو اس بات سے بچنا کہ اللہ تعالیٰ تیری طرف سے رُخ پھیرے اور کسی اور کیطرف رجوع فرما کر اپنے بندوں میں سے کسی دوسرے کو تیری جگہ اختیار کرے والسلام ابو موسیٰ اشعری نے اس خط کو پڑھ کر دعا کی کہ الٰہی امیر المومنین عمر کو زندہ رکھ اور اسپر رحمت نازل فرما عجب کلمے اور عجب نصیحتیں لکھی ہیں گویا فرشتہ تلقین کر رہا ہے اور بدرجہ اعلیٰ قابلیت عطا کی ہے۔ پھر منادی کر کے لوگوں کو جمع کیا جب سب جمع ہو کر اتفاق رائے کیا تو جمعیت کا شمار کیا دس ہزار سوار اور پیدل نکلے جو اسلحہ سے بخوبی آراستہ اور پیراستہ تھے ابو موسے نے منبر پر بیٹھکر خطبہ پڑھا۔ لشکر کو جہاد کی رغبت دلائی نصیحتیں کیں اور فرمان امیر المومنین پڑھ کر سنایا اور کہا اے لوگو جس وقت دشمن سے مقابلہ کرو لازم ہے کہ جہاد میں ثابت قدمی اور صبر اختیار کرو اپنی حفاظت اور پناہ صرف ڈھال تلوار نیزہ و تیر اور زرہ جوشن سے سمجھو تلواریں اور نیزے ٹوٹ جائیں تو تیر کمان سنبھالو جب تیر بھی باقی نہ رہیں پتھروں سے لڑو دنیا کو سب چیزوں سے زیادہ ذلیل اور حقیر سمجھتے رہو کیونکہ بعض اسکا فانی ہے اور ایمان والو کا قید خانہ ہے عقبیٰ کو سب چیزوں سے بہتر

در بیان فتح بلاد و غیرہ بر دست لشکر اسلام در خلافت امیر المومنین عمرؓ

سمجھو اور جو شے وہاں کارآمد ہے اُس کے مہیا کرنے میں سعی کرو۔ ہر ایک حال میں دلکو مضبوط اور مطمئن رکھو و السلام اسکے بعد ابو موسےٰ نے منبر سے اترکر اور عمران بن حصین خزاعی کو بلا کر بصرے میں اپنا نائب کیا اور خود شہر سے نکلکر موضع ابلہ میں مقیم ہوا۔ فوج پر فوج آ آکر لشکرگاہ میں جمع ہوتی گئی جب لشکر بیکر فراہم ہو گیا ابلہ سے بسمت اہواز کوچ کیا۔ داخل سرحد ہو کر جنگ شروع کر دی یکے بعد دیگرے سرگروہوں کو گرفتار کرتا تھا اور ایرانی لوگ تکے آگے بھاگتے جاتے تھے غرضکہ قلعجات کو فتح کرتا ہوتا گھوستا تمام علاقہ اہواز پر قابض ہو گیا بیشمار مال غنیمت اور لونڈی غلام ہاتھ لگے ابھی چار شہر فتح کرنے باقی رہ گئے تھے۔ سوس۔ تستر۔ مناذر۔ رام ہرمز۔ پھر ابو موسےٰ نے مناذر کبرے پر چڑھائی کی اسجگہ ایرانی لشکر بہت کثرت سے جمع تھا شہر سے نکلکر مقابلہ کیا بہت سخت حملے ہوئے لشکر اسلام میں سے ایک شخص مہاجر نامے نے اس معرکہ میں بڑی سخت جنگ کی۔ اسکا بھائی ربیع بن زیاد ابو موسیٰ کے پاس آکر بولا میرے بھائی مہاجر بن زیاد نے آج اپنے آپ کو خدا کے ہاتھ فروخت کر دیا ہے اور روزہ دار ہے میں جانتا ہوں کہ وہ اسوقت بہت ہی پیاسا ہے۔ اگر مناسب ہو تو اجازت دیجئے کہ تھوڑا سا شربت پی لے اور پھر جنگ میں مصروف ہو ابو موسےٰ نے آواز دی کہ جو مسلمان روزہ دار ہیں اور جنگ کر رہے ہیں بحالت روزہ انکا جنگ کرنا گوارا نہیں کر سکتا مہاجر نے ابو موسےٰ کی آواز سنکر کچھ شربت طلب کیا اور پیکر کہا اے امیر کیا کہتے ہو پانی کا یہ گھونٹ مجھ میں اور بہشت میں تو حائل نہو گا ابو موسےٰ نے کہا انشاء اللہ ہرگز حائل نہو گا۔ مہاجر نے کہا کہ میری آرزو ہے کہ شہادت کا درجہ پاؤں پھر جنگ کی طرف متوجہ ہوا اور آخر کار لڑتا لڑتا شہید ہو گیا اُس پر اللہ کی رحمت ہو ایرانی لشکر میں سے جس نے اُسے قتل کیا تھا سر کاٹ کر لے گیا مہاجر کے سر کے بال لمبے تھے اُس نے ان بالوں کی ذریعے سے اسکا سر حصار کے کنگرہ پر لٹکا دیا۔ ابو موسےٰ اُسکے سر کی یہ حالت دیکھ کر غضبناک ہو گیا فوج کو سخت ترین حملہ کا حکم دیا اور بڑی خونریز جنگ وقوع میں آئی آخر کار مسلمانوں نے غلبہ کر کے قلعہ چھین لیا پھر لوٹ اور قتل پر ہاتھ کھولکر تمام جنگ جو مردوں اور بالغ لڑکوں کو قتل کر ڈالا اور ان کے زن و فرزند قید کر لئے بے انتہا مال و دولت اور مویشی لوٹے

## ابو موسیٰ اشعری کا سوس پر حملہ کرنا

ابو موسےٰ مناذر کی مہم سے فارغ ہو کر سوس کی طرف چلا اور وہاں پہنچکر فوج کو حکم دیا کہ شہر کا محاصرہ کریں اسوقت وہاں کا بادشاہ شاہ پور بن آذر ماہان تھا اُسنے ابو موسےٰ کی تدابیر محاصرہ کو شدید پاکر اپنے وزیر کو جسکا نام ماہ کردین آذر مہر تھا بلایا اور ابو موسےٰ کی خدمت میں بھیجکر اپنے اور اپنے خاندان کے دس ہمراہیوں کے واسطے پناہ مانگی۔ ابو موسےٰ نے قبول کر کے وزیر سے کہا جن دس شخصوں کے واسطے امان مانگتا ہے اُن کے نام کاغذ پر لکھوا لاؤ وزیر اس قرارداد پر کہ قلعہ سے باہر آنے والے دس شخصوں کو پناہ دی جائے گی اور وہ قلعہ حوالہ کر دینگے واپس گیا۔ شاہ پور نے اُن دس آدمیوں کے نام جنہیں وہ اپنے ہمراہ رکھنا اور قلعہ سے ساتھ لانا چاہتا تھا تحریر کر دیے پھر قلعہ سے نکلکر ابو موسےٰ کے پاس آیا۔ ابو موسےٰ نے وہ نوشتہ لیکر پڑھا اور شاہ پور سے پوچھا کہ تیری درخواست یہی تھی کہ میں دس آدمیوں کو پناہ دوں شاہ پور نے کہا ہاں ابو موسےٰ نے کہا اس کاغذ پر دس آدمیوں کے نام درج ہیں اور تیرا نام درج نہیں ان دس آدمیوں کو پناہ دی جاتی ہے اور تجھ کو نہیں دیجاتی تیرا ہلاک کرنا مسلمانوں کے واسطے داخل مصلحت ہے یہ کہکر حکم دیا کہ اس کا سر کاٹ ڈالیں شاہ پور کے قتل کرانے کے بعد قلعہ میں داخل ہوئے جس قدر مال و دولت اور خزانے قلیل و کثیر تھے قبضے میں لائے شاہی محلات میں خزانوں اور ذخیروں کی تلاشی لیتے ہوئے ایک مقفل اور نہایت مضبوط مکان کو دیکھا جس کے قفل پر مہر ثبت تھی۔ ابو موسےٰ نے سوس کے وزیر سے دریافت کیا اس مکان میں کیا چیز ہے وزیر نے کہا آپ کے کام کی کوئی شے نہیں ابو موسےٰ نے کہا ضرور کوئی شے ہو گی دیکھنا چاہئے دروازہ کھولو۔

## شہر سوس میں حضرت دانیال کی لاش کا برآمد ہونا

جب ابو موسےٰ نے دروازہ کھولنے کا حکم دیا لوگوں نے قفل توڑ کر دروازہ کھولا ابو موسےٰ اندر گیا۔ دیکھا ایک بہت ہی بڑا پتھر قبر کی مانند رکھا ہوا ہے اور اس میں ایک لاش رکھی ہوئی ہے جیسر زر لفبت کا کفن ہے اور سر برہنہ ہے ابو موسےٰ اور ان شخصوں نکو جو اُسکے ہمراہ تھے لاش کی درازی پر سخت تعجب ہوا ناک کو ناپا تو ایک ہاتھ سے بھی زیادہ تھی ابو موسےٰ نے اہل سوس سے دریافت کیا کہ یہ کون شخص ہے اُنھوں نے کہا یہ شخص عراق میں تھا تھا بارش نہونے کے وقت وہاں کے باشندے اس کے ذریعہ سے مینہہ کی دعا کرتے اور اللہ تعالیٰ اسکی دعا کی برکت سے بارش کو نازل فرماتا اور قحط کی بلا دفع ہو جاتی ہمارے ہاں بھی ایک سال بہت قحط پڑا مینہہ نہ برستا تھا اور ہماری دعائیں بھی قبول نہوتی تھیں یہاں تک نوبت پہنچی کہ ہمنے ایک قاصد بھیجکر عراق سے اس شخص کو طلب کیا تاکہ اُسکے قدموں کی برکت سے مینہہ برسے اہل عراق نے ہماری درخواست نامنظور کی آخر مجبور ہو کر ہمنے پچاس آدمی بطور ضمانت اُن کے حوالے کئے کہ تم انھیں اپنے پاس رکھو اور اس شخص کو ہمارے ہاں بھیجدو کہ یہاں پہنچنے سے یہ برکت دعا باعث ہو کر قحط کی بلا رفع ہو جاوے اور ہم پر سے یہ سختی اور زحمت ٹل جاوے اُنھوں نے ہمارے پچاس آدمی اپنے پاس رکھ کر اس نیک خصلت شخص کو ہمارے یہاں بھیجدیا ہمنے مینہہ کی دعا مانگی خوب مینہہ برسا تمام قحط اور سختی رفع ہو گئی۔ ہر جگہ سبزہ اور غلہ پیدا ہو گیا پھر ہمنے نہ چاہا کہ اس متبرک شخص کو اپنے ہاں سے جانے دیں اپنے پچاس آدمیوں کو عراق ہی میں چھوڑا اور اس شخص کو اپنے پاس رکھا اور اُس کے برکات نفس سے رفاہ اور آسایش حاصل کرتے رہے یہاں تک کہ اُسکی اجل آپہنچی جو کچھ ہمنے بیان کیا اسی قدر اس شخص کا حال معلوم ہے ابو موسےٰ نے امیر المومنین عمرؓ کو خط لکھا اپنی تمام فتوحات کی کیفیت سے اطلاع دی سوس اور مناذر وغیرہ سے جس قدر مال غنیمت حاصل ہوا تھا درج کیا اور اثنائے اظہارات میں دانیال حکیم کی لاش کی کیفیت بھی لکھدی امیر المومنین نے ابو موسیٰ کا خط پڑھکر تمام اصحاب کو جمع کیا اور دانیال کا حال پوچھا۔ کسی کو کچھ حال معلوم نہ تھا۔ لیکن حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ہاں زمانہ قدیم میں بعہد بخت نصر دانیال حکیم ایک پیغمبر نامرسل گذرا ہے۔ بخت نصر کے بعد اس عہد کے اور بادشاہوں کے ساتھ بھی رہا ہے غرضکہ آپ نے اول سے آخر تک تمام حال بیان فرمایا اور وفات کا حال بھی شرح وار ظاہر کیا پھر فرمایا کہ مصلحت یہ ہے کہ ابو موسےٰ کو لکھ بھیج کہ اُس کی لاش وہاں سے اُٹھا کر اور اسپر نماز پڑھکر کسی ایسی جگہ دفن کر دیجائے کہ اہل سوس اُس قبر کا پتہ نہ پا سکیں عمرؓ نے حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے فرمان کے مطابق ابو موسےٰ کو لکھدیا کہ بموجب ارشاد حضرت علی عمل کرے ابو موسےٰ نے خط پڑھ کر حکم دیا کہ دریائے سوس کا رُخ پھیر دیں بعدہ دانیال کی لاش وہاں سے نکال کر اور موجودہ کفن پر دوسرا کفن پہنا کر نماز جنازہ پڑھی اور اس دریا کے راستہ میں کسی جگہ بڑی مضبوط اور مستحکم سنگین قبر بنا کر دریا کو پھر اُسکی جگہہ پر جاری کر دیا کہتے ہیں کہ حضرت دانیال اسی دریا میں دفن ہیں واللہ اعلم بالصواب

## تستر پر موسیٰ اشعری کی چڑھائی

ابو موسیٰ سوس کی مہم سے فارغ ہو کر تستر کیطرف بڑھا اور جب وہاں پہنچگیا قیام کیا اسوقت نوشیروان عادل کا بیٹا ہرمزان تستر میں موجود تھا اہل عرب کو دیکھا فوج جمع کی اور یزدجرد کو جو اسوقت لشکر کثیر کے ساتھ نہاوند میں تھا خط لکھا بادشاہ نے خط پڑھکر معلوم کیا کہ ہرمزان مدد چاہتا ہے اپنا ایک وزیر شاپور نام کو بلا کر دس ہزار سوار دیئے اور بسمت ہرمزان روانہ کیا اسکے بعد دوسرے وزیر دار نوش کو دس ہزار سوار دیکر بھیجا اور اسیطرح دو اور سرداروں کو بھی فوج دے دیکر یکے بعد دیگرے ہرمزان کی کمک پر بھیجا ہرمزان نے خاص اپنے لشکر کا شمار کیا تو وہ ۲۵ ہزار تھا اب کل ایرانی فوجوں کی تعداد ۶۵ ہزار ہو گئی ابو موسےٰ نے یہ حال دیکھ کر امیر المومنین کو کثرت لشکر عجم قلت فوج عرب سے مطلع کیا امیر المومنین نے اسیوقت جریر بن عبداللہ بجلی کو

جو حلوان میں موجود تھا خط لکھا کہ اپنے لشکر سمیت ابو موسیٰ کی مدد کرو اور دوسرا خط عمار یاسر کے نام کوفہ کو روانہ کیا کہ وہ بھی ابو موسیٰ کی مدد کے لئے
جائے جریر نے اپنے چچازاد بھائی عروہ بن قیس بجلی کو بلا کر بہت دلجوئی کی اور انتظام ملک اور رعایا پروری کے متعلق بہت سی عمدہ اور فائدہ بخش نصائح بیان
کر کے اُسے اپنا نائب مقرر کیا اور ایک ہزار سوار دے کر حلوان میں چھوڑا۔ خود چار ہزار سوار لیکر ابو موسیٰ کی مدد کے واسطے روانہ ہو گیا عمار یاسر نے عبد اللہ بن
مسعود کو کوفہ میں اپنا نائب قرار دیکر ادھر ادھر سے فوج فراہم کی اور چھ ہزار کی جمعیت سے بجانب ابو موسیٰ کوچ کیا ان دونوں کے پہنچنے سے ابو موسیٰ کو تقویت
ہو گئی اور اسلامی فوج کی تعداد مع سوار اور پیدل بیس ہزار تک پہنچ گئی۔ اب یہ تقویت پا کر نعمان بن مقرن مزنی اور جریر کو رام ہرمز کیطرف بھیجا کہ وہاں کے
باشندوں کو دین اسلام کی طرف راغب کریں۔ دونو اس طرف روانہ ہوئے جریر نے رام ہرمز کے حصار کے دروازے پر قیام کر کے محاصرہ کی تدبیر کی
اور نعمان نے اسی علاقہ کے ایک اور قلعہ میں اتر کر جنگ شروع کی اللہ تعالٰے کی مدد سے اُسنے دو قلعے فتح کئے اور بہت سا مال غنیمت پایا جریر کو مقابلہ
باشندگان رام ہرمز بہت سخت جنگ پیش آئی۔ انجام کار بڑی کوشش اور غلبہ سے اس شہر پر قابو پایا اُن کے زن و فرزند قید کر لئے اور تمام مال و
اسباب اور مویشی لوٹ لئے ابو موسیٰ کو بھی یہ خبر پہنچی اُس نے بصرہ والوں سے کہا میں نے رام ہرمز کے باشندوں کو چھ ماہ کی مہلت دی رکھی
تھی کہ اس عرصہ میں اپنا مال انجام کار سوچ سمجھ لیں جریر اور اہل کوفہ نے جلدی کر کے اُن کے شہر کو نامناسب طور پر بزور شمشیر فتح کر لیا اور اُن کا مال و
متاع اور زن و فرزند کو آپس میں بانٹ لیا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ امیر المومنین عمر کو اس کیفیت سے مطلع کر دوں۔ پھر ایک خط لکھ کر بھیجدیا عمرؓ
مضمون خط سے آگاہ ہو کر ابو موسیٰ کے فوج کے نامی سردار وں حذیفہ الیمانی انس بن مالک۔ سعد بن زید عمر انصاری وغیرہ کے نام سے خط روانہ
کئے کہ اس واقعہ پر غور کر کے اور اصل کیفیت دریافت کر کے لکھیں۔ اگر ابو موسیٰ نے جیسا کہ اُسکا بیان ہے باشندگان رام ہرمز کو کسی خاص مدت کی
لئے امان دے رکھی ہو تو احتیاط برتیں اور ابو موسیٰ کو قسم دے کر دریافت کریں اگر وہ قسم کھائے تو جسقدر بردے رام ہرمز سے لائے ہیں وہ
واپس پہنچادیں اور قیدیوں میں کوئی عورت حاملہ ہو تو اُسے اسوقت تک روکے رکھیں کہ وضع حمل ہو جائے اور اسلام قبول کرنے یا واپس
جانیکا اُسے اختیار حاصل ہے جو کوئی جس رستہ کو چاہے اختیار کرے۔ جب سرداران لشکر کے پاس امیر المومنین کا فرمان پہنچا اس امر میں احتیاط اختیار
کر کے ابو موسیٰ کو قسم دلائی اور قیدیوں کی نسبت بھی جو حکم صادر ہوا تھا بجا لائے۔ لشکر کے ایک نامی سردار جریر بن عبد اللہ نے عمر کو قسم کھا کر
لکھا کہ میں نے اپنی مرضی سے کوئی کام نہیں کیا۔ محض ابو موسیٰ کے حکم سے رام ہرمز پر چڑھائی اور وہاں کے باشندوں سے معرکہ آرائی کی
ہے امیر المومنین نے اُسے راست گو سمجھا اور ابو موسیٰ کو ملامت کر کے بیوقوف اور بے عقل ٹھیرایا اب ہم تستر کی مہم کا حال بیان کرتے ہیں جب
ابو موسیٰ کے پاس فوجیں جمع ہونے سے قوت بہم پہنچ گئی تو مسلمانوں نے باشندگان تستر سے مقابلہ کرنیکا قصد کیا ابو موسیٰ نے فوج کو اس طرح
مرتب کیا کہ میمنہ میں جریر بن عبد اللہ بجلی کو میسرہ میں نعمان بن مقرن مزنی کو جناح میں برا ابن عازب کو اور سواروں پر عمار یاسر کو امیر مقرر
کیا اور پیدلوں کی فوج حذیفہ یمانی کے سپرد کی اس ترتیب سے جانب تستر بڑھے ہرمزان نوشیروان عادل بڑی شان و شوکت سے آراستہ
ہو کر شہر سے نکلا ہر چہار سمت سے سپہ سالار اور افسران فوج اور منتظمان ملک افواج کثیر کے ساتھ آ آ کر اُسکے گرد جمع ہونے لگے ایک مسلمان
جوان نے اس جمعیت کثیر کو دیکھ کر کہا اللّٰھم انک تعلم انی احب لقائک وابغض اعدائک فانصرنا علیھم واقبضنی الیک انک علیٰ
کل شیٔ قدیر یعنی اے خدا تو جانتا ہے کہ میں تجھے دوست رکھتا ہوں اور تیرے دشمنوں سے دشمنی رکھتا ہوں ہمکو ان لوگوں پر فتحیاب
کر اور مجھے اپنے پاس بلالے۔ بالتحقیق تو تمام چیزوں پر قدرت رکھنے والا ہے۔ یہ کہکر وہ اہل تستر پر حملہ کناں ہوا اور کئی شخصوں
کو مار کر میدان میں آکھڑا ہوا۔ کچھ دیر تک پیغمبر خدا صلعم اور دین اسلام کی تعریفیں بیان کیں پھر دوستوں پر سلام بھیجکر دوبارہ حملہ کیا
اور لڑتے لڑتے شہید ہو گیا۔ اس پر اللہ کی رحمت ہو اب دونوں لشکر ایک دوسرے کی طرف بڑھے اور کچھ دیر تک جنگ ہوتی رہی ایک
ایرانی سردار مردان شاہ نامی نے ایک ہزار بہادر سوار ونکو لیکر فوج کوفہ کے بائیں بازو پر جس میں کسیقدر باشندگان کندہ بھی شریک تھے اور اُنکا سردار مقبول بکر

بن وائل نے حملہ کیا۔ اس سردار کو اس شان و شکوہ سے حملہ کرتے ہوئے دیکھ کر کسیقدر اسلامی سپاہ نے پسپائی اختیار کی اور مروان شاہ زادہ دلیر ہو کر بیچ میں جا گھسا پھر تو بنو بکر وائل اور باشندگان کندہ پلٹ پڑے اور تلوار پکڑ کر کشت و خون کا بازار گرم کیا انجام کار فوج مخالف بھاگ کر قلعہ میں پناہ گیر ہوئی ابو موسے نے دوسرے دن فوج کو ترتیب دیکر میمنہ اور میسرہ کو شہر کی طرف بڑھایا ہرمزان بھی بڑے رعب وداب کے ساتھ شہر سے نکلا اس کے راس و چپ یزدجرد کا ایک سپہ سالار مہریار نام دس ہزار سوار کی جمعیت کے ساتھ موجود تھا اسیطرح ایک اور سردار حاکم شہر رے سمی شیر وہاں بارہ ہزار سوار و پیادہ ہمراہ لئے اور ایک اور جنگ آزما پرویز نام چار ہزار منتخب سواروں کے ساتھ موجود تھا اور پیش میں اہواز کا بادشاہ خورشید بن بہرام دس ہزار سواران جرار کی جمعیت سے صف بستہ تھا یہ فوج سرتاپا اسلحہ خود و زرہ اور جوشن میں غرق تھی گھوڑوں پر پاکھریں اور سموں پر نعل آہنی نصب تھے ہرمزان اس لشکر کے قلب میں سر پر سونے کا خود اور جوشن فراخ پہنے سنہری قبضہ کی تلوار ڈاب میں لگائے طلائی گرز ہاتھ میں لئے زرین سپر دوش پر آراستہ کئے ہوئے موجود تھا یہ ہتھیار یزدجرد بن شہریار نے تحفہ بھیجے تھے ابو موسیٰ نے ہرمزان کو اس کروفر کیساتھ دیکھ کر بہ آواز بلند کہا اے اہل اسلام قرآن شریف پڑھنے اور ایمان کے لانے والو اس فوج سے مت ڈرو یہ وہی لشکر اور وہی تیاریاں ہیں جنسے تم ہمیشہ مقامات پر مقابلہ پیش آچکا ہے۔ اب دل کو مضبوط کر کے جہاد اور جنگ اختیار کرو ہرگز وہم و ہراس کو پاس نہ آنے دو یہ کہکر اہل اسلام کو ترغیب جنگ دلائی دونوں فوجوں کے مقابل ہوتے ہی تیروں کی بوچھاڑ شروع کی پھر تو دو طرف سے حملہ ہو گیا بڑی سخت جنگ ہوئی طرفین نے جی توڑ کر مقابلہ کیا یہاں تک کہ طلوع آفتاب سے لڑتے لڑتے نماز ظہر کا وقت آگیا۔ اب جریر بن عبد اللہ نے دونو صفوں کے بیچ میں کھڑے ہو کر بلند آواز سے کہا اے مسلمانوں جہاد کا ثواب بہت بڑا ہے اور یہ ایسا دن ہے کہ ہمارے بعد اکثر خلقت اس دن کا ذکر کیا کرے گی اللہ تعالیٰ نے ہمیں کافروں کے ساتھ جہاد کرنیکی بڑی تاکید فرمائی ہے اور ثواب بیحد کرامت کرنے کا وعدہ فرمایا ہے اے مسلمانو آج ایسا کام کرو کہ اللہ تعالیٰ تم کو اس کا ثواب عطا فرمائے یہ کہکر جریر نے میمنہ سے اور نعمان نے میسرہ سے حملہ کیا اور دونوں لشکر غٹ پٹ ہو گئے بڑی خونریز جنگ ہوئی جسمیں ہرمزان کی جمعیت کثیر قتل ہو گئی انجام کار ہرمزان نے پشت دکھائی اور شکست فاش کھائی مسلمانوں نے تعاقب کر کے بہت سے لوگوں کو ہلاک کر دیا اور بہت سے قید کر لئے بقیۃ السیف بھاگ کر حصار میں جا چھپے جن میں اکثر سخت مجروح تھے۔ غرض کہ مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور ابو موسے نے مراجعت کر کے اپنے لشکرگاہ میں آیا قیدیوں کو طلب کر کے دین اسلام کی طرف ہدایت کی بعض نے قبول کیا اور بعض نے انکار کر دیا جن لوگوں نے دین اسلام سے انکار کیا تھا اُن کے سر اسی وقت قلم کر دئے گئے دوسرے دن نماز شام کے وقت تستر کا ایک باشندہ سینیہ بن داؤد نام ابو موسے کے پاس گیا اور بولا اگر امیر مجھکو اور میرے بیٹوں اور رشتہ داروں اور مال و متاع کو امان دے اور کچھ تعرض نکرے تو میں اس شہر میں داخل کر سکتا ہوں اور اس قلعہ کے لینے کی راہ بتا سکتا ہوں ابو موسے نے کہا میری طرف سے تجھے تیرے متعلقین اور مال و دولت کو امان دیجاتی ہے بشرطیکہ تو ایسا عمل میں لائے اُسنے کہا اسیوقت ایک معتمد کو میرے ساتھ روانہ کیجئے میں اُسے رستہ دکھا دونگا جہاں سے فوج اوپر چڑھ سکتی ہے ابو موسے نے عوف بن حزام کو ساتھ کر کے کہا اسکے ساتھ جاؤ وہ تجھے ایسا رستہ دکھائیگا جہاں سے فوج داخل قلعہ ہو سکتی ہے عوف آدھی رات کے وقت اُس ایرانی شخص کے ساتھ روانہ ہوا اور دریائے تستر کو ایک گھاٹ کی جگہ سے جس سے ایرانی واقف تھا عبور کر کے ایک پہاڑی میدان میں لیگیا یہاں پہاڑ کے درمیان ایک باریک راستہ پایا سینیہ نے کہا اس راستہ کو اچھی طرح دیکھ لے اور یاد رکھ اس رستے کو طے کرنیکے بعد وہ قلعہ پر جا پہنچے ہرمزان نے اس جگہ پر چوکیدار مقرر کر رکھے تھے حسب اتفاق اسوقت وہ سب غافل ہو کر سو گئے تھے وہ ایرانی اور عربی جوان انکے پاس سے گذر کر شہر میں ہوتے ہوئے سینیہ کے گھر پہنچے سینیہ نے انکو رات بھر پوشیدہ رکھا دوسرے دن اسکا لباس تبدیل کرا کر کہا میرے ساتھ آ عوف اسکے پیچھے ہو لیا یہانتک کہ وہ ہرمزان کے محل تک پہنچے ہرمزان اسوقت کھانے پر سے اُٹھا تھا اور خادم کھا رہے تھے۔ سینیہ نے عوف سے کہا یہ ہرمزان کا محل ہے اچھی طرح یاد رکھ اسکے بعد شہر کے دروازے پر لایا اور سب دروازے دکھا کر شہر کے گرد پھرایا تمام سرداروں اور امیروں کے مکانات دکھا کر اپنے گھر واپس لایا جب رات ہو گئی اسجگہ سے جہاں سے شہر میں لایا تھا باہر نکال لایا اور جب دریا کو

عبور کرنے کی جگہ پہنچے اس سے کہا اسی جگہ سے دریا کو عبور کرنا چاہئے اب یہاں سے چلکر اپنے امیر کے پاس جا اور قلعہ کی کیفیت سے مطلع کر اور کہہ کہ تھوڑے سے تجربہ کار بہادر تیرے ہمراہ کر دئے جائیں وہ تیرے ساتھ اسی راستہ سے جو میں نے تجھے دکھایا ہے۔ قلعہ کی فصیل پر آجائیں اور کوشش کرکے ان پہرہ داروں کو جنھیں تو نے سوتا پایا تھا مار ڈالیں پھر قلعہ کے دروازے پر پہنچکر قفل توڑ کر دروازہ کھولدیں تاکہ امیر مع لشکر کے جو دروازہ پر تیرے مستعد ہو قلعہ میں گھس آئے اور شہر پر قبضہ کرے اے شخص یاد رکھ کہ میں نے تجھے ان مقامات سے بخوبی آگاہ کردیا ہے۔ جہاں سے شہر میں داخل ہو سکتے ہیں یا باہر جا سکتے ہیں اپنے امیر سے ہر ایک امر کہدینا اور یہ سب باتیں جتلا دینا اور اسے بھی یہ راستہ دکھا دینا۔ عوف نے اسے رخصت کر دیا اور خود دریا کو عبور کرکے راتوں رات ابو موسےٰ کے پاس آ پہنچا اور جو کچھ دیکھا تھا سب اول سے آخر تک مفصل عرض کر دیا۔ ایک دن ابو موسےٰ لشکر میں گشت کرتا ہوا نصر بن حجاج کے پاس آیا یہ شخص بہت ہی بہادر اور حسین عالم شباب میں تھا

## بنی تمیم کے قبیلہ کے ایک شخص نصر بن حجاج کا قصہ

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم پہلے نصر بن حجاج کا قصہ درج کریں یہ شخص ایسا حسین اور خوبصورت تھا کہ اسکے پرنور چہرہ کی شعاعیں آفتاب کو شرمندہ کرتی تھیں اور اس کے بالوں کی خوشبو مشک اذفر کو مات کرتی تھی مدینہ کی عورتیں اسیر دل و جان ہو فریفتہ اور عاشق ہو جاتی تھیں ایک دفعہ شب کے وقت عمر بن خطاب مدینہ کی گلی کوچوں میں گشت کر رہے تھے ناگاہ ایک عورت کی آواز آپ کے کان میں آئی آپ کھڑے ہو گئے اور اسکے زبانی اشعار سنے هَلْ مِنْ سَبِیْلٍ اِلٰی خَمْرٍ فَاَشْرَبَهَا ۞ اَمْ هَلْ سَبِیْلٌ اِلٰی نَصْرِ بْنِ حَجَّاجٍ ۞ اِلٰی فَتًی مَاجِدِ الْاَعْرَاقِ مُقْتَبِلٍ ۞ سَهْلِ الْمُحَیَّا کَرِیْمٍ غَیْرِ مِلْجَاجٍ ۞ تُمِیْنُهُ اَعْرَاقُ صِدْقٍ حِیْنَ تَنْسِبُهُ اَخُو قِدَاحٍ عَنِ الْمَکْرُوْبِ فَرَّاجٍ ۞ سَامِی النَّوَاظِرِ مِنْ بَهْجَتِهِ لَهُ قَدَمٌ ۞ یُضِیْئُ صُوْرَتُهُ فِی الْحَالِکِ الدَّاجِیْ عمر نے ان شعروں کو سن کر جانا کہ زلفا نام ایک عورت نصر پر عاشق ہو گئی ہے اور وہی یہ اشعار پڑھ رہی ہے اسی وقت زلفا کو گھر میں سے نکلوا کر قید خانہ میں بھیج دیا صبح کے وقت نصر بن حجاج کو بھی طلب کیا اور پوچھا کیا سبب ہے کہ مدینہ کی عورتیں تیرے لئے غزل خوانی کرتی ہیں نصر نے کہا اس میں میرا کچھ قصور نہیں آپ ممانعت کر دیں کہ میری نسبت کوئی شعر نہ کہے عمر نے کہا تیرے یہ بال اور چہرہ فتنہ گر ہے حکم دیا کہ اس کے سر کے بال مونڈ دیں بال دور کرنے کے بعد جو دیکھا تو انوار عارض کو اور بھی زیادہ تابناک پایا آپ نے کہا یہ بات کافی نہیں ہے مصلحت یہ ہے کہ وہ شہر بدر کر دیا جائے غرضیکہ نصر کو جلا وطن کر دیا اور زلفا نے خوف کھا کر کہ مبادا عمر زیادہ سزا دے قید خانہ ہی میں سے یہ شعر لکھ کر عمر کے پاس بھیجے۔ قُلْ لِلْاَمِیْرِ الَّذِیْ تُخْشٰی بَوَادِرُهُ ۞ مَالِیْ وَ لِلْخَمْرِ اَوْ نَصْرِ بْنِ حَجَّاجٍ ۞ اِنِّیْ بُلِیْتُ اَبَا حَفْصٍ بِغَیْرِهِمَا ۞ شُرْبُ الْحَلِیْبِ وَ طَرْفٌ فَاتِرٌ سَاجٍ ۞ لَا تَجْعَلِ الظَّنَّ حَقًّا اَوْ تُبَیِّنَهُ اِنَّ السَّبِیْلَ سَبِیْلُ الْخَائِفِ الرَّاجِیْ ۞ مَا مُنْیَةٌ قُلْتُهَا عَرْضًا بِضَائِرَةٍ ۞ وَالنَّاسُ مِنْ هَالِکٍ قِدْمًا وَ مِنْ نَاجٍ ۞ ان الهوی رمیته التقوی حتی اقرّ بالجام و اسراج عمر نے اس کے استغاثہ سے مطلع ہو کر رہائی دیدی نصر بن حجاج مدینہ سے نکل کر بصرے پہنچا اور وہاں پہنچکر پھر یہ اشعار عمر کو لکھ کر بھیجے بسم اللہ لعبد اللہ عمر امیر المومنین من نصر بن حجاج سلام علیک یا امیر المومنین لعمری لئن سیرتنی و حرمتنی لما نلت من عرضی علیک حرام ۞ لئن غنت الذلفاء یوما بمنیة ۞ و بعض امانی النساء غرام ۞ ظننت بی الظن الذی لیس بعده ۞ بقاء فما لی فی الندی کلام ۞ و اصبحت منفیا علی غیر ریبة ۞ و قد کان لی بالمکتین مقام ۞ سیمنعنی عما تظن تکرمی ۞ و آباء صدق صالحون کرام ۞ عمر نے ان اشعار کو پڑھ کر ابو موسےٰ کو تحریر کیا کہ نصر بن حجاج کی مدارات کرتا رہے اور اسے اختیار ہے کہ چاہے بصرہ میں رہے چاہے مدینہ میں چلا آئے۔ نصر نے بصرے ہی کی سکونت اختیار کر لی۔ جب ابو موسےٰ نے اہواز کی مہم پر جانا چاہا تو نصر بھی اس کے ساتھ ہو لیا تستر کے معرکہ کے دن نصر سرنگ گھوڑے پر سوار تھا ابو موسےٰ اسکے پاس آکر گھوڑے کی طرف بغور دیکھنے لگا نصر نے پوچھا اے امیر تم اس گھوڑے میں کیا بات دیکھ رہے ہو امیر نے مذاق سے کہا یہ گھوڑا کچھ نہیں ہاں اسکا زین بہت عمدہ ہے اگر یہ تمہارا

چاہتا ہے تو میں خرید لونگا نصر نے غصہ ہوکر کہا تم گھوڑے کو کیا جانو اسکی نسبت اور چیزونکو خوب پہچان سکتے ہو۔ ابو موسےٰ نے کہا تو نے سچ کہا ہے اے دوست جس گائے پر تو سوار ہے اسکا سر اور ناک بھی خوب ہو اور دونو کان باریک اور پیشانی چوڑی پیٹ بڑا ہو اسے نہ بیچنا نصر نے کہا اے امیر آؤ اور آزما کر دیکھئے اگر تو مجھ سے آگے نکلیگا تو میں اپنی گائے تجھے دیدونگا قربانی کے کام میں لے آنا اور اگر میں آگے نکل گیا تو جس بیل پر تو سوار ہے اُسے میں لے لونگا نصر کی اس کلام سے ابو موسےٰ شرمندہ ہوکر نیچے کی طرف دیکھنے لگا اسوقت نصر کا چچازاد بھائی بھی موجود تھا بولا اے امیر مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تم میرے چچازاد بھائی سے ناراض ہوگئے اور اسکے گھوڑے کو بُرا بتاتے ہو اور جس گھوڑے پر تم سوار ہو وہ بایں وجہ بیل سے زیادہ شباہت رکھتا ہے کہ اسکا سر بڑا کان چوڑے دُم میں بال کم اور باریک ہیں اور دو پاؤں چھوٹے ابو موسےٰ ہنس پڑا اور کہا اے بھائی میری باتیں مذاق کی راہ سے تھیں اور تیرے چچازاد بھائی کی نسبت خیر اندیشی کے سوا میرا اور کوئی خیال نہیں ہے۔ اب جہاد اور معرکہ آرائی کا زمانہ ہے ایسی باتوں کا موقع نہیں غصہ اور جواب سوال کو جانے دو جہاد کی طرف توجہ کرنی چاہیے الغرض دن نکلنے پر ابو موسےٰ نے لشکر میں سے کچھ لوگوں کو طلب کیا۔ تمام حال سنا کر کہا اس پانی کی بڑی خندق کے سبب جو شہر کے گرد موجود ہے اس شہر کا فتح کرنا مشکل ہو رہا ہے۔ لیکن ایک تدبیر سے فتح ہوسکتا ہے اور وہ تدبیر یہ ہے ایک شخص نے بیان کرکے اس شہر میں آنے جانے کے راستے دکھادئے ہیں اب تم میں سے جو شخص اپنی جان راہ خدا میں دینا چاہتا ہو عوف کے ہمراہ جائے شاید اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی سعی و کوشش سے اس شہر کو فتح کرادے ستر آدمیوں نے بخوشی اس مہم کو قبول کیا ہتھیار لگا کر عوف کے ساتھ ہوئے تستر کی پر آب خندق کو ایرانی کی بتائی ہوئی جگہ سے گزر کر اور تنگ راستہ سے ہوکر فصیل پر جا پہنچے تمام پہرہ دار بیخبر پڑے سوتے تھے سبکو ہیجگہ مار کر یہ لوگ شہر کے دروازے پر آ پہنچے اس میں تین بھاری قفل پڑے ہوئے تھے اور کنجیاں ہرمزان کے محل میں محفوظ تھیں جونہی مسلمانوں نے قفل توڑنے کی کوشش کی وونہی اُس کی آواز سے اہل قلعہ خبردار ہوگئے اور کچھ لوگ مسلمانوں پر آپڑے انمیں سے بعض قفلونکی توڑنے میں مصروف رہے اور بعض مقابلہ کرتے رہے دو قفل ٹوٹ چکے تھے اور ایک جو بہت ہی زیادہ مضبوط تھا شکستہ نہوا تھا کہ ہرمزان بھی ہمہ سرداروں و سپاہیوں سمیت آپہنچا اور شریک جنگ ہوگیا ان ستر مسلمانوں میں سے زیادہ تر شہید ہوگئے چند ہی باقی رہ گئے تھے وہ کچھ دیر مقابلہ کرتے اور کچھ قفل توڑنے میں زور لگاتے رہے یہاں تک کہ تین شخصوں کے سوا سب مارے گئے انجام کار ان تینوں شخصوں نے قفل توڑ ڈالا اور دروازہ کھولکر نعرہ تکبیر بلند کیا ابو موسےٰ دروازہ کے باہر فوج لئے مستعد کھڑا تھا فوراً اندر گُھس پڑا اور فوج بھی امنڈ پڑی۔ ہرمزان یہ حال دیکھ کر دوسرے دروازہ سے مصاحبوں اور مشیروں سمیت نکل بھاگا اور دوسرے قلعہ میں جو شہر تستر کے قریب ہی واقع تھا اپنے اہل و عیال اور مال و متاع کو لیجا کر پناہ گیر ہوا وہ تینوں مسلمان جنہوں نے قفل توڑ کر دروازہ کھولا تھا فوج اسلام کے داخلہ کے وقت گھوڑونکی روندوں میں آکر ہلاک ہوگئے اُن پر اللہ کی رحمت ہو اب اسلامی فوج قتل و غارت گری میں مصروف ہوئی بیشمار زر و دولت ہاتھ آیا شہر کے لوگ بھی جہاں تک ہوسکا شہر کے دروازے سے نکل نکل کر بھاگ گئے ابو موسےٰ نے مال و غنیمت فراہم کرکے خمس علحدہ کیا اور باقی کو لشکر میں تقسیم کردیا پھر تستر سے نکلکر اس قلعہ کا محاصرہ کیا جس میں ہرمزان پناہ گیر تھا جب قلعہ والوں کا حال بہت تنگ ہوا ایک سفیر بھیجکر اس شرط پر امان طلب کی کہ میں قلعہ سے نکل آؤں تو مجھ سے اور میرے متعلقین اور خاندان اور مال و دولت سے کچھ تعرض نہ کریں اور مجھے معہ متعلقین خلیفہ کی خدمت میں پہنچادیں ابو موسےٰ نے صلح منظور کرلی اور معتبر قسموں کے ساتھ دستاویز لکھدی۔ ہرمزان وہ دستاویز لیکر مع متعلقین و سامان گرانبہا قلعہ سے نکل آیا اور مسلمانوں نے داخل قلعہ ہوکر باقی اسباب سمیٹ لیا اسکے بعد ابو موسےٰ نے ہرمزان کو مع متعلقین خدمت امیر المومنین میں روانہ کردیا اور زر خمس بھی اسکے ساتھ بھیجدیا جب متصل مدینہ پہنچے شہر کے لوگ باہر آکر اس مال غنیمت کو حیرت سے دیکھتے تھے اور اس حصول دولت پر شکر خدا بجالاتے تھے ابو موسےٰ کے آدمی جو ہرمزان کے ہمراہ تھے امیر المومنین کے دروازے پر آئے مگر خلیفہ کو موجود نہ پایا کچھ آدمی تلاش کیلئے اِدھر اُدھر بھیجے معلوم ہوا کہ آپ مسجد کی دوسری طرف دھوپ میں سوتے ہیں

فتح تستر و اسلام ہرمزان

ہرمزان کو خلیفہ کی اس کیفیت سے بہت تعجب ہوا پھر یہ لوگ وہاں گئے اور امیرالمومنین خواب سے بیدار ہو کر اٹھ بیٹھے ۔ لوگوں نے سلام کیا آپ نے جواب
سلام دے کر الگ ہوئے اور اس کے لشکر کا حال پوچھا اور فتوحات کا ذکر سنکر درگاہ باری میں سجدہ شکر ادا کیا پھر ہرمزان اور اس کے خاندان کی طرف جو قید میں
تھے نگاہ کی اور کہا حمد خدائے عزوجل جسنے ایسے ایسے شخصوں پر ہمیں قابو عطا کیا اور عجم کے سرکش و زور آور بادشاہوں پر غالب کیا وہاں سے اٹھکر
مسجد میں آئے تمام مہاجر اور انصار کو بلا کر وہ خمس کا مال تقسیم کردیا ۔ پھر ہرمزان کو بلا کر کہا کہ اے ہرمزان تونے قدرت الہی کا کیسا معائنہ کیا اس نے
کہا میں ہی پہلا شخص نہیں ہوں جو مشکل امتحانوں سخت بلاؤں میں مبتلا ہوا ہوں بلکہ رنج اور سختی خاص مردوں ہی کا حصہ ہے اور کسی مرد کو زیبا
نہیں کہ وہ کسی مصیبت اور تکلیف میں زبان شکایت ہلائے عمر نے کہا اگر تو جان بچانا چاہتا ہے تو ایمان قبول کر ورنہ قتل کرا دوں گا اس نے کہا
تم مجھے قتل کروگے تو تھوڑا سا پانی پینے کے واسطے دو ۔ عمر نے کہا اسے پانی دو لوگوں نے ایک لکڑی کے پیالے میں پانی دیا اس نے کہا میں اس پیالے سے
نہ پیوں گا کیونکہ میں ہمیشہ جواہر نگار آبخوروں سے پیا ساہوں حضرت علیؑ اسوقت تشریف فرما تھے آپنے فرمایا یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے شیشہ کے
آبخورے میں پانی دیدو کیونکہ شیشہ بھی ایک جوہر ہے اس لئے اسے شیشے کے آبخورے میں پانی دیا اس نے آبخورہ ہاتھ میں لے لیا اور بغیر پئے ہاتھ
میں لئے رہا ۔ عمر نے پوچھا اب کیوں نہیں پیتا اسنے کہا میں ڈرتا ہوں کہ مبادا تو اس پانی کے پینے سے پہلے مجھے مار ڈالے ۔ عمر نے کہا میں خدا سے
عہد کرتا ہوں کہ جب تک تو یہ پانی نہ پی لیگا میں تجھے ہلاک نہ کروں گا ۔ ہرمزان نے اسی وقت وہ جام زمین پر دے مارا کہ جام ٹوٹ گیا
اور پانی ضایع ہوگیا ۔ عمر نے مسلمانوں کی طرف دیکھ کر کہا تم نے اس شخص کا فریب دیکھا اب میں کیا کروں سب خاموش تھے کہ امیرالمومنین علیہ السلام
نے فرمایا جب تم امان دے چکے ہو کہ جب تک یہ پانی نہ پی لے گا مارا نہ جائے گا اور اب وہ پانی ضائع ہوگیا ہے تو اب تم اسے مار بھی نہیں سکتے
اس پر جزیہ مقرر کردو اور وہ مدینہ میں سکونت رکھے ۔ ہرمزان نے کہا مجھ جیسے شخص سے جزیہ کیونکر لے سکتے ہیں ۔ میں بادشاہ اور بادشاہ کی
اولاد ہوں لیکن محض میں اپنی پسند اور دلی رغبت سے بغیر کسی کراہت اور جبر کے مسلمان ہوتا ہوں پھر کلمۂ شہادت پڑھا اور مسلمان ہوگیا اس کے
تمام متعلقین اور فرزند بھی جو جو ہمراہ تھے مسلمان ہوگئے امیرالمومنین اور سب اصحاب رسول ان کے مسلمان ہونے سے بہت ہی خوش
ہوئے امیرالمومنین نے اسے اپنے پاس جگہ دی اور بڑی عزت سے لطف آمیز باتیں کیں مدینہ میں ایک محل اس کے رہنے کے واسطے دیا وہ وہاں
رہ کر دینی فرائض اور شرایع سیکھنے میں مصروف ہوا اور مسلمانوں سے بہت اچھی طرح ملتا جلتا ایک دن کا ذکر ہے کہ حسب اتفاق ابو موسے کے لشکر
کا ایک سپاہی ہرمزان کے قلعہ کی سیر کر رہا تھا ایک محل سے دوسرے میں جاتا اسی اثناء میں اسکی نظر پتھر کی ایک مورت پر پڑی جو دیوار میں نصب
کی گئی تھی اور نیچے کی جانب سے وہ اشارہ کناں تھی گویا وہ اس زمین کی طرف یہ اشارہ کر رہی تھی کہ اس جگہ پر ضرور کوئی
خزانہ دفن ہے وہ شخص بڑا سمجھدار تھا فوراً تاڑ گیا کہ اس مورت کا یہ اشارہ خالی از علت نہیں ہے ضرور اسجگہ خزانہ دبا ہوا ہوگا اور یہ مورت
نشانی کے لیئے نصب کیگئی ہے اسیوقت ابو موسے کے پاس آیا اور اس مورت کا ذکر کیا ابو موسے نے کچھ معتمد آدمی اس کے ہمراہ کردیے جنھوں
نے وہاں پہنچکر زمین کھودی اور ایک مقفل صندوق برآمد کرکے ابو موسے کے پاس لائے بحکم امیر اسے کھولا تو بہت زر نقد اور طلائی سامان
مثل گوشوارہ اور گلوبند اور کڑے ہائے مرصع بجواہر اور ایک انگوٹھی جو نہایت ہی خوبصورت تھی بنام کسرا برآمد ہوئی ابو موسے نے اس طلائی سامان کو ملاحظہ کیا
اس میں یاقوت کا ایک نگینہ نہایت ہی خوبصورت تھا ابو موسے کو پسند آیا اٹھا کر اپنے پاس رکھ لیا اور قفل لگا کر معتبر آدمی کے ہاتھ امیرالمومنین کی خدمت میں
بھیجدیا اور اس صندوق کے پانیکی کل کیفیت درج کردی عمر ابو موسے کے مضمون خط سے آگاہ ہوکر ہرمزان کو بلایا اور اسکی مال و اسباب کی کیفیت پوچھی
اس نے کہا میرا اپنے متعلقین کا تمام مال و اسباب غارتگری کیوقت ابو موسے کے ہاتھ آگیا تھا جس سے خمس آپکے پاس بھیجکر باقی لشکر میں تقسیم کردیا تھا
عمر نے پوچھا کچھ مال قلعہ میں بھی رہ گیا تھا یا نہیں اسنے کہا نہیں لیکن ایک صندوق زیر زمین پوشیدہ کیا ہوا ہے جس کی کوئی شخص واقف نہیں ہو سکتا
امیرالمومنین نے منگا کر وہ صندوق منگایا اور سامنے رکھ کر کہا کیا چھپا کر رکھا تھا ۔ ہرمزان نے کہا ہاں یہ وہی صندوق ہے کس شخص نے اسے دریافت کیا

خلیفہ نے کہا ابو موسیٰ نے نکالکر میرے پاس بھیجا ہے اسکو دیکھ لو کوئی شے گم تو نہیں ہوئی ہرمزان نے صندوق کھولکر نقدی اور اسباب کو ایک ایک کرکے دیکھا اور کہا سب موجود ہے مگر یاقوت کا ایک نگینہ نہیں ہے جسکی قیمت اس صندوق کی کل مالیت کی تہائی کے برابر ہے امیر المومنین نے کہا ابو موسیٰ نے لکھا ہو کہ اس صندوق میں سے میں نے یاقوت کا ایک نگینہ نکال لیا ہے اور اپنے پاس رکھ چھوڑا ہے ہرمزان وہ نگینہ تو اُسے بخشدے اُس نے کہا میں نے بخشدیا کیونکہ ابو موسیٰ بڑا معتمد اور امین شخص ہے اُس نے جھوٹ نہیں بولا اس واقعہ کے بعد کوفیوں اور بصرے والوں میں خصومت پیدا ہوئی بصرے والے دعوا کرتے تھے کہ ہمارے سبب سے فتح میسر ہوئی ہے اور کوفی کہتے تھے ہمنے فتح کیا ہے یہ مخالفت اس درجہ کو پہنچگئی قریب تھا کہ باہم تلواریں کھینچکر لڑ پڑیں ابو موسیٰ نے اس لئے تمام کیفیت خلیفہ کو لکھکر بھیجی کہ وہاں سے جو حکم صادر ہوگا اس پر عمل کریں گے اور دونوں فریق بہ انتظار جواب امیر المومنین خاموش ہو کر بیٹھ گئے امیر نے لکھا کہ تستر بصرے والوں کے ہاتھ سے فتح ہوا ہے کیونکہ کوفہ والے اُن کے مددگار ہوگئے ہیں اور اس مہم کے سر کرنے میں انھوں نے اعانت کی ہے اور مسلمانوں نے ایک دوسرے کی تقویت سے دشمنوں کو مغلوب کیا ہے دینداری کے لحاظ سے تمام مسلمان آپس میں بھائی ہیں۔ تستر کو بصرے والوں نے فتح کیا ہے اور مال غنیمت میں کوفے والے اُن کے شریک حال ہیں سب کو لازم ہے کہ ایک دوسرے کا لحاظ رکھیں اور مخالفت سے احتراز کریں والسلام عمر بن خطاب کے فرمان کے پہنچنے پر اہل کوفہ اور اہل بصرہ باہم مل گئے اور مخالفت کو ترک کردیا پھر کوفہ والوں نے اپنے امیر عمار یاسر کے ساتھ کوفہ کی طرف اور اہل بصرہ نے جریر بن عبداللہ کے ساتھ بصرے کی طرف مراجعت کی۔

## اہل عرب سے جنگ کرنیکے لئے دوبارہ ایرانی لشکروں کا جمع ہونا

کوفہ کی طرف عمار یاسر اور اُس کی فوج کے واپس جانے کے بعد خبر لگی کہ ایرانی نہاوند میں جمع ہو رہے ہیں اور ہر طرف قاصد بھیجکر امداد طلب کی گئی ہے مقامات رَے۔ سمنان۔ دامنان اور اُن کے نواح سے تیس ہزار ہمدان اور اصفہان سے دس ہزار سپاہی قم اور کاشان سے بیس ہزار سوار فارس اور کرمان سے چالیس ہزار اور آذر بائجان سے پچاس ہزار کی جمعیت یعنی ایک لاکھ پچاس ہزار سوار اور پیدل جنمیں ہر ایک علاقہ کے نامور بہادر اور مشہور و معروف سردار شامل ہیں نہاوند میں آکر جمع ہوئے ہیں اور ستر جنگی ہاتھی ساتھ ہیں سبنے باہم عہد کیا ہے کہ عربی لشکر کا قلع قمع کرنے کے بعد عرب پر چڑھائی کرکے ان کے بادشاہ کو گرفتار کریں گے اور اُن کے شر کو روئے زمین سے دور کرکے مسلمانوں کا نام و نشان مٹادیں گے عمار یاسر اور اہل کوفہ نے امیر المومنین عمر کو لکھا اور ادائے مراسم خدمت کے بعد گذارش ہے کہ مقامات رَے سمنان دامنان۔ ہمدان۔ قم کاشان۔ اصفہان فارس۔ کرمان اور آذر بائیجان سے ایک لاکھ ۵۰ ہزار جنگ جو بہادر سامان جنگ سے آراستہ ہو کر نہاوند میں جمع ہوئے اور ایران کے چار بادشاہوں ذوالحاجب بن حداو۔ سفار بن حرز۔ جہانگیر بن برزو۔ سروشان بن اسفندیار کو اپنا سپہ سالار قرار دیکر ہم سے جنگ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ہمکو نہ صرف ایران ہی سے بلکہ عرب سے بھی نکالدیں اور جہانتک ممکن ہو نور اسلام کے معدوم اور ملک عرب کے قتل و تتبع میں کوشش کریں ہم نے اس حال سے اطلاع پاتے ہی آپ کو خبر کردی ہے مبادا یہ لشکر ہمارے علاقوں کو نقصان پہنچائے۔ اب آپ کی کیا رائے ہے اور کیا ارشاد صادر ہوتا ہے والسلام۔ امیر المومنین عمر عمار یاسر کے مضمون خط سے واقف ہو کر غیظ و غضب سے کانپنے لگے کہ سب لوگوں نے دیکھ پایا وہاں سے اُٹھ کر آپ مسجد رسول خدا میں تشریف لائے اور تمام مہاجر و انصار بھی جمع ہوگئے امیر المومنین نے عین حالت غضب میں کانپتے ہوئے منبر پر جا کر حمد و ثنائے باری تعالی اور درود بر محمد مصطفی کے بعد فرمایا اے بھائیو اور اے دوستو واضح ہو کہ کفار عجم نے شیطان کے ورغلانے سے منحرف ہو کر نہاوند میں فوج جمع کی ہے اور آس پاس کے مسلمانوں کو قتل کردیا ہے عمار یاسر نے یہ خط بھیجا ہے کہ نہاوند میں ایک لاکھ پچاس ہزار سوار اور پیدل فراہم ہوئے ہیں اور حلوان خانقین اور جلولا کی طرف فوجیں روانہ

کی ہیں اور اس بات پر کمر بستہ ہیں کہ مداین اور کوفہ کو فتح کریں اگر یہ دونو شہر اون کے قبضہ میں چلے گئے تو بہت نقصان پہنچیگا اور اسلام میں ایسا فتور واقع ہوگا جس کا انسداد نہو سکیگا اور یہ واقعہ ہی جس کا ذکر عرصہ دراز تک ہوتا رہیگا اب اس مہم کی تدبیر سوچو اور اس فساد عظیم کے دفعیہ پکریں کہ راہ خدا میں سونپنے کے لیے مستعد ہوجاؤ اور جو کچھ سمجھ میں آئے بیان کرو میں اوسے سنونگا کیونکہ تم بھی رفاہ خلایق میں میرے ساتھ شریک ہو امیر المومنین کا یہ کلام سنکر طلحہ زبیر اور عبدالرحمان عوف نے بالاتفاق عرض کیا الحمد للہ آپ بڑے تجربہ کار زمانے کے نشیب و فراز سے واقف اور صائب الرائے ہیں آپ کی سوچی ہوئی تدابیر بالکل درست ہونگی ہمسے فرمایئے اور جو کچھ مناسب ہو حکم کیجیے ہم فرماں بردار ہیں اُن کے بعد زبیر بن عوام نے کھڑے ہو کر کہا اے امیر المومنین اللہ تعالی نے اس دین کے سبب تم کو عزیز کیا مسلمانوں کی پشت و پناہ بنایا جیسے تمہارے فضائل اور مناقب ہیں ہم میں سے کسی کے نہیں جناب باری تعالے تمہاری عمر میں برکت عطا فرمائے۔ تمہاری تدابیر بمقابلہ دیگر اشخاص زیادہ درست اور ارادے زیادہ پختہ ہیں اور ہر اک کام میں آپ کی معلومات اور جانچ زیادہ صحیح ہے اس مہم کی نسبت جو کچھ آپ نے سوچا ہے بیان فرمایئے اور اپنی رائے کے مطابق عمل درآمد کیجیے کیونکہ تمہاری رائے ہم سب کی رائے سے افضل ہے ہم سب گوش بر آواز ہیں جو کچھ حکم ہوگا انشا اللہ بجا لائیں گے امیر المومنین نے طلحہ اور زبیر کی باتیں سنکر کہا جو کچھ تم کہتے ہو تدبیر کا سوچنا اس سے زیادہ اچھا ہی پھر عبدالرحمان بن عوف نے کھڑے ہو کر عرض کیا اے امیر ہر شخص اپنی سمجھ اور عقل کے موافق بات کہتا ہی آپکی رائے سب سے زیادہ بڑھی ہوئی ہی اور آپکی تدبیر سب سے برتر ہے اسی سبب سے اللہ تعالے نے آپکو ہمارا سردار بنایا اور فضیلت بخشی ہے آپکا جو ارادہ ہو اوسے پورا فرمایئے اور اپنے خالق پر بھروسہ رکھئے کیونکہ جو مناسب معلوم ہوتا ہے ہم سب مطیع اور فرمانبردار ہیں جیسا حکم صادر ہوگا بجا لائیں گے اور اللہ تیرا مددگار ہی اُس نے پہلے بھی دشمنوں پر فتحیاب کیا ہے والسلام امیر المومنین نے فرمایا اس سے بھی زیادہ عمدہ رائے کی ضرورت ہی پھر عثمان نے کہا اے امیر المومنین تم بھی جانتے ہو اور ہم بھی خوب واقف ہیں کہ ابوبکر صدیق کے بعد اللہ تعالی نے تمکو امت رسول پر فضیلت دی ہے اصحاب رسول نے تمہارے قول اور فعل کو پسند کیا ہی شریر اور فاجر لوگ تمہارے خوف و ہیبت کے سبب فسق و فجور سے باز آگئے ہیں کافر اور مشرک تمہاری سختی سے ڈرتے اور بھاگتے ہیں تمہاری رائے سب کی رائے سے اچھی ہے اور میری رائے یہ ہے کہ تم خود اس مہم پر جاؤ لشکر جمع کرو اور بنفس نفیس عنان مہم ہاتھ میں لو جو فوجیں شام اور یمن اور دوسرے ممالک میں گئی ہوئی ہیں سب کو طلب کر لو اور یہاں سے چلکر کوفہ اور بصرے میں قیام کرو جب وہاں کی فوجیں بھی ساتھ ہوجائیں تو ان افواج کثیرہ کی بھیڑ بھاڑ کے ساتھ اللہ پر بھروسہ کر کے چلدو اور نہاوند کے لشکر کفار کو تحت دیگر پریشان کردو آیندہ جو تمہیں منظور ہو والسلام

## امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کا رائے دینا

انجام کار امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی علیہ السلام کیطرف مخاطب ہو کر کہا یا ابوالحسن تم بھی اپنی رائے ظاہر کرو جس میں مسلمانوں کی بہتری شامل ہو آپ نے فرمایا اے خلیفہ رسول تم خوب جانتے ہو کہ جب اللہ تعالی نے اپنے رسول کو عزیز فرماکر اس امت کی ہدایت کے واسطے بھیجا تو اُس وقت نہ کوئی دوست ہی تھا نہ کوئی پیسہ ہی پاس تھا حق سبحانہ تعالے نے مدد کی ایک دل دوستوں سے قوت بخشی دین کے جھنڈے کو بلند کیا مشکل کاموں کو حل کر دیا بڑے بڑے سرکش اور مغرور سرداران روزگار کی گردنیں توڑ ڈالیں بہت سی فتوحات اور خوشیاں عطا کیں جس خدا نے ہمیں ایسے وقت میں کہ ہم بہت تھوڑے سے تھے فتوحات کرامت کی ہیں وہی خدا اس وقت بھی کہ ہم بہت زیادہ ہیں ہمکو ظفر مند فرمائے گا الحمد للہ کہ آج امیر المومنین اپنے اصحاب میں زیادتی عقل اور فضیلت رائے کے سبب مستثنیٰ ہی اور جبکہ اللہ تعالی نے رعایا کی بہتری کا ذمہ وار ٹھیرایا ہے تو جو کچھ اُنکے لیے بہتر و انسب ہوگا اسی امر کی توفیق کرامت کریگا اور مشرکوں اور کافروں پر غلبہ بخشے گا خلیفہ کو اس مہم سے شادمان رہنا اور اللہ کی طرف سے نصرت اور ظفر کی امید واثق رکھنا چاہیے اور وقت جو مہم پیش آئی ہی اُسکا تدارک نہایت

ضروری ہے۔ ہر شخص اپنی رائے ظاہر کر چکا ہے اور کسی کی رائے تمکو پسند نہیں آئی اس لئے میری یہ رائے ہے کہ شام اور یمن کے لشکروں کو واپس بلا لینے سے رومیوں
کو موقع مل جائیگا کہ اپنا لشکر لیکر شام پر چڑھ آئے اور وہاں کے رہنے والے تمام مسلمانوں کو قتل کر کے اُن کے زن و فرزند کو اسیر کر لیجائے اور جو مسجدیں تعمیر ہو چکی
ہیں انہیں گرادے پھر ایسا فساد پھیل جائیگا جسکا دفعیہ آسان نہ ہوگا ایسا ہی یمن کا حال ہے اگر وہاں کا لشکر چلا آئیگا تو وہاں کے مسلمانوں اور مساجد کی
بھی یہی کیفیت ہوگی جسکی تلافی ناممکن ہے اور یہ رائے کہ امیر المومنین خود چڑھائی کریں مصلحت سے بہت بعید ہے کیونکہ مدینہ سے بصرے اور کوفہ کیطرف
امیر المومنین کے چلے جانے سے اطراف وجوانب کی سرکش گروہ مدینہ اور مکہ پر چڑھ آئیں گے اور یہ دونوں شہر جو اسلام کے مرکز ہیں ہاتھ سے جاتے رہیں
گے اور امیر المومنین کے لئے موجب تشویش اور مسلمانوں کے واسطے خطرناک امر ہوگا کیونکہ اسوقت یہاں پر کوئی لشکر موجود نہیں جو تمہارے بعد مکہ اور مدینہ
کی حفاظت کر سکے تمہارے جانیکے بعد مکہ اور مدینہ والوں کے لئے کوئی جائے پناہ نہیں کہ حادثے کے وقت پناہ لے سکیں مسلمانوں کی پشت پناہ صرف اُنکا
خلیفہ ہی ہے لہذا مصلحت یہی ہے کہ امیر المومنین مدینہ ہی میں قیام رکھے لشکر میں موجود ہونیکی نسبت یہاں رہنے سے دشمنوں کو زیادہ خوف رہیگا
کیونکہ امیر المومنین خود مہم پر جائیں گے تو ایرانی چرچا کریں گے کہ عرب کا بادشاہ ہم سے ڈر گیا اس لئے خود مہم پر آیا ہے اور جسقدر فوج اُسکے
ساتھ ہے سب اسیقدر ہوگی اپنے مقام پر رہنے اور مقابلہ کے لئے کسی بہادر تجربہ کار سردار کو شائستہ فوج بمعیت روانہ کرنے سے زیادہ رعب داب
پیدا ہوگا اور آبرو بنی رہیگی آیندہ جو تمہاری رائے ہو عمر نے کہا یا ابا الحسن آپ ہی ان مسلمانوں میں سے جسے پسند فرمائیں مقرر کر دیں کہ وہ اس مہم کو انجام
پہنچائے آپنے فرمایا نعمان بن مقرن مزنی اس مہم کے لائق ہے عمر نے جوں ہی حضرت علی کی زبان مبارک سے نعمان مزنی کا نام سنا اچھل پڑے اور حضرت علی کی بڑی
تعریفیں کیں اور تمام اصحاب اس رائے کو بہت ہی پسند کر کے حضرت علی کی مدح سرا ہوئے الغرض یہ بڑی مہم نعمان کے حوالے کی گئی امیر المومنین نے منبر سے
اُتر کر سائب بن اقرع کو بلایا اور کہا میں تجھے عراق کیطرف ایک مہم پر بھیجنا چاہتا ہوں اگر تجھے منظور ہو وہاں جانے کی تیاری کرے سائب نے کہا میں
تیار ہوں جو کچھ حکم دو بجالاؤں عمر نے کہا میں لہذا الہٰی عراق کی طرف لشکر روانہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس لشکر کو جو نہاوند میں فراہم ہو رہا ہے شکست دے
لشکر اسلام فتحمند ہو تو مال غنیمت کو تو تقسیم کرنا اور ہر شخص کا حق بہت احتیاط سے ادا کرنا کہ بلا استحقاق کسی کو کچھ نہ دیا جائے اگر اس مہم میں فتح نصیب ہوئی تو
دولت اور نیکنامی پائیگا اگر بار الہا تو بہت ہیں جگہ سے گی اور اگر خدا نخواستہ مسلمانوں کو شکست ہو گئی اور تو زندہ رہا تو میرے پاس نہ آنا اور کسی طرف
کو نکل جانا سائب نے کہا میں فرمانبردار ہوں جس میں آپکی رضامندی ہو مجھے قبول ہے میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالے مسلمانوں کو فتح نصیب کریگا اور حق کو باطل
پر غالب کریگا امیر المومنین نے نعمان بن مقرن مزنی کے نام جو اُسوقت عراق میں تھا اور سعد وقاص نے اسے ایک گاؤں میں جسے کسکر کہتے تھے حاکم مقرر
کر دیا تھا اس مضمون کا خط لکھا کہ سلام کے بعد واضح ہو کہ اہل کوفہ نے خط بھیجکر اطلاع دی ہے کہ نہاوند میں ایرانی فوجیں بہ کثرت جمع ہو کر اس خیال میں ہیں کہ نور اسلام
کو معدوم کر دیں اور میں اللہ تعالے کے فضل وکرم پر بھروسہ رکھکر امید کرتا ہوں کہ مسلمان ظفریاب ہونگے میں نے نہاوند میں جمع ہونیوالے کفار
کے دفعیہ کے لئے ایک فوج مقرر کی ہے اور تجھے اسکی امارت پر مامور کیا ہے لازم ہے کہ مضمون خط سے آگاہ ہوتے ہی اپنی جمعیت لیکر سبقت اختیار کر اور اُس
موضع میں جسے کوشک سفید کہتے ہیں اور مدائن میں واقع ہے قیام کر اور اُسے لشکرگاہ قرار دے جب بصرہ اور کوفہ کے لشکر جو تیرے زیر فرمان رہنے
کے لئے نامزد ہو چکے ہیں پہنچ جائیں تو سبکو فراہم کرکے اور اللہ تعالیٰ کے فضل اور مدد پر نظر رکھکر نہاوند پر چڑھائی کر دینا اور اس مہم کو انجام دینا
یقین صادق اور امید واثق ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ تیرا معین و مددگار ہوگا اور دشمن مغلوب و خوار سائب بن اقرع کو بھی ایک خدمت سپرد کر کے
جسکا ذکر تجھ سے مل کر کرے گا تیرے پاس روانہ کرتا ہوں وہ تیری مصاحبت اور موافقت میں رہے گا اللہ تعالے کے فضل پر پورا بھروسہ
رکھنا چاہئے اُسنے روم اور فارس پر ہمکو فتح یاب کرنے کا وعدہ فرمایا ہے اور اُسکا فرمان ہے ان اللہ لا یخلف المیعاد یعنی اللہ تعالے
کا کوئی وعدہ خلاف نہیں ہے جب دشمن سے مقابلہ ہو ثابت قدمی اختیار کرنا اور صبر کو اپنا شعار بنائے رکھنا کیونکہ اللہ صابروں کی شان میں فرماتا
ہے انما یوفی الصابرین اجرہم بغیر حساب یعنی سوائے اس کے نہیں کہ صابروں کو اُنکے صبر کا بدلہ خاطر خواہ دیا جائیگا اسی قسم کی اور بہت سی نصیحتیں لکھ

کہ بصرہ کی فوج میں سے تہائی فوج علیحدہ کرکے اہل کوفہ کی امداد کے لئے روانہ کرے کہ باہم شریک ہوکر جانب عراق جائیں اور ایک خط عمار یاسر کے نام لکھا کہ کوفہ کی فوج کا تہائی حصہ سامان حرب سے درست کرکے اہل بصرہ کی مدد کیواسطے روانہ کرکہ وہ انکے ساتھ متفق ہو کر عراق کی طرف کوچ کریں اور کوشک سفید میں جو مدائن کے علاقہ میں واقع ہے پہنچکر نعمان بن مقرن سے جاملیں اور ان کو زیر فرمان ہوکر کافروں سے لڑیں امیر المومنین کے حکم کے پہنچتے ہی نعمان حسب الحکم خلیفہ مع متعلقین روانہ ہوگیا اور مدائن کے متصل کوشک سفید میں پہنچکر چھاونی ڈالدی جب کوفہ اور بصرہ کی فوجیں آئیں تو نعمان نے تمام فوج کا جایزہ لیا تیس ہزار سے کچھ زیادہ فوج شمار میں آئی نعمان نے طلیحہ بن خویلد اسدی کو چار ہزار سوار بصرے اور کوفہ کی فوج میں سے دیکر پیش خیمہ قرار دیا وہ مداین میں پہنچکر اسوقت تک ٹھیرا رہا کہ نعمان باقی لشکر کے ساتھ مدائن میں داخل ہوا۔ پھر طلیحہ وہاں سے کوچ کرکے دسکرہ میں آیا اور وہاں سے جلولا میں پڑاؤ ڈالا غرض اسی ترتیب سے ایک منزل آگے پیچھے سفر کرتے رہے جسوقت طلیحہ جولا میں پہنچا تو کسریٰ کا ایک سردار شاذین آزار نام دس ہزار کی جمیعت سے وہاں موجود تھا۔ لشکر اسلام کی آمد سنتے ہی مع لشکر فرماسین کی طرف بھاگ گیا طلیحہ نے حلوان میں قیام کیا اور اُسوقت تک ٹھہرا رہا کہ نعمان بھی عقب سے آپہنچا چند روز یہاں آرام کیا کہ لشکر کی تکان راہ دور ہوجائے اور گھوڑے تازہ دم ہوجائیں اسکے بعد نعمان نے شجاعان عرب میں سے ایک شخص قیس بن ہبیرہ مرادی کو جو ابو عبیدہ بن جراح کی فوج کے ساتھ شام میں رہچکا تھا بلا کر کہا طلیحہ بن خویلد فقط الابیض سے یہاں تک مقدمہ لشکر رہکر فرائض شجاعت اور مردانگی بجالائیگا اور تو اُس کے لشکر کا پیش خیمہ بنکر تا حد امکان خدمتیں کوئی کمی نکرنا قیس نے کہا امیر کا فرمان بجالاؤنگا نعمان نے چار ہزار چیدہ سوار جو اسے کرکے سب آگے روانہ کردیا قیس حلوان سے نکلکر فرماسین کی طرف چلا اس جگہ شاذین آزاد جو طلیحہ کے سامنے سے پسپا ہوکر ایک اور عجمی سردار مہر وبہ سے آملا تھا بیس ہزار کی متفقہ جمعیت سے مقیم تھا جب اسلامی لشکر قریب پہنچا تو دونو سردار خوف زدہ ہو وہاں سے بھی بھاگ نکلے اور ایک موضع ماذروان میں آکر دم لیا قیس نے فرماسین میں داخل ہوکر قیام کیا یہ موضع نہایت ہی عمدہ سرسبز و شاداب تھا اور صحت بخش آب و ہوا رکھتا تھا کہ موسم بہار میں خوا ہوں اور شہروں کے ہمراہ کچھ دنوں یہاں قیام کرکے عیش و عشرت کا لطف اٹھایا کرتا تھا قیس اسوقت تک یہاں ٹھہرا رہا کہ نعمان مع فوج عقب سے آملا نہاوند کے لشکر کا مقدمہ اسی نواح میں تھا جب اسلامی فوج کے آنے کی خبر ہوئی اُسپر سخت رعب چھاگیا اور بوجہ خوف پسپا ہوکر نہاوند کو چلا گیا اور وہاں کے سرداران افواج کو اسلامی فوج کے آنے سے مطلع کیا سرداروں نے انجمن فراہم کرکے باہم عہد و پیمان کئے اور قسمیں کھائیں لشکر اسلام کے مقابلہ میں ذرا سستی یا کمی نہ کرینگے اور ہرگز اُن کے سامنے سے قدم نہ ہٹائیں گے اور جبتک ہم اُن کو اپنے ملک سے نہ نکالدینگے اپنے وطن کا رُخ نہ کریں گے نعمان نے بھی اس حال کی خبر پاکر فوج کا دل بڑھایا اور اللہ کے وعدہ ہائے فتح جو حضرت رسول سے کئے تھے انہیں یاد دلائے اور فارسیین سے خوب تیار ہوکر آگے بڑھے اور موضع ماذیان میں قیام کرکے طلیحہ بن خویلد اور بکر بن شماخ لیثی کو جو بڑے بہادر اور ہیبت میں لڑائیاں لڑے ہوئے تھے بلایا اور کہا تم دونو لشکر سے علیحدہ ہوکر نہاوند کی فوجوں کی کیفیت دریافت کرو پھر تمام صحیح حال سے مجھے اطلاع دو دونو روانہ ہوگئے اور کچھ فاصلہ تک جاکر دائیں بائیں اطراف کا جسقدر حال ممکن ہوسکا معلوم کیا اب رات ہوگئی بکر نے واپس آکر نعمان کو اطلاع دی اور طلیحہ سے آگے جانیکی اجازت لیکر تنہا آگے روانہ ہوگیا اور نہاوند کے قریب پہنچکر حالات سنے جب ایرانی فوجوں کا حال معلوم ہوگیا تو پلٹ کر اپنے لشکر میں آملا لوگوں نے اُسے دیکھ کر تکبیر کی آوازیں بلند کیں طلیحہ نے سبب تکبیر دریافت کیا لوگوں نے کہا تیرا واپس آنا کیونکہ جب بکر آگیا اور تو نہ آیا تو سب کو یہی گمان ہوا تو نہاوند کو چلا گیا ہے اور مسلمانوں سے علیحدگی اختیار کرکے لشکر کفار سے جاملا ہے طلیحہ غصہ میں بھر آیا اور بولا سبحان اللہ مجھ جیسا شخص ایسی ناپسندیدہ حرکت کس طرح کرسکتا ہے خدائے واحد کی قسم اگر میں عرب کے نسب سے علاوہ کوئی صفت رکھتا تب بھی عجم کو بمقابلہ عرب اختیار نکرتا اور کیوں ایسا ہوتا جبکہ اللہ تعالے نے مجھے راہ راست دکھائی اور دین اسلام کرامت فرمایا ہے اُسکے بعد نعمان سے نہاوند اور ایرانی لشکر کا سب حال بیان کیا اب یہاں سے تمام فوجیں متفق ہوکر بسمت نہاوند بڑھیں اور عجمی سرداروں کو بھی خبر لگی کہ اسلامی فوجیں مستعدی کے ساتھ بڑھی چلی آرہی ہیں حکم دیا کہ نہاوند میں جابجا کنوئیں کھود دئیے جائیں جس سے مسلمانوں کی فوج شہر کے متصل نہ ٹھہر سکے نعمان نے بڑے کروفر سے شہر کے نواح میں داخل ہوکر ایک موضع میں

ذکر صف آرائی مسلمانوں و مجوس در نہاوند

قیام کیا اور لشکرگاہ بنایا خیمے نصب کیے اور تمام اطراف لشکر کو کانٹوں لکڑیوں اور مٹی سے مستحکم کر لیا ایرانی سرداروں نے بھی لوہاروں سے آہنی گوکھرو بنوا کر راستوں میں ڈلوا دئے۔ نعمان نے عرب کے نامی بہادروں میں سے ایک شخص کو بلا کر کہا میں نے سنا ہے کہ نہاوند کا قلعہ فصیل اور برج نہایت ہی مضبوط و مستحکم ہیں تو کار آزمودہ آدمی ہے میں چاہتا ہوں کہ تو سوار ہو کر جائے اور قلعہ کے گرد پھر کر اس کے اندر جانے آنے کے راستوں کو دریافت کرے اُس نے کہا ابھی دن ہے رات کے وقت جاؤنگا اور خوب اچھی طرح دیکھ بھال کرونگا جب رات آئی ہتھیار لگا سوار ہو بسمت نہاوند چل نکلا اور قلعہ کی ایک سمت سے گشت کر کے چاروں سمتیں دیکھ لیں اور اچھی طرح سمجھ کر اپنے لشکر کی طرف پلٹا جب گذرگاہ سے گذرنا چاہا تو گھوڑا رک گیا اور جب تازیانہ کھا کر بھی نہ ہلا تو بڑا حیران ہوا گھوڑے سے اُترا اور اُسکے اگلے پچھلے پاؤں کو ہاتھ سے چھو کر دیکھنے لگا تو ایک آہنی خار کیکر کے کانٹے کی نوک سے بھی زیادہ تیز تین نوکوں والا پایا اُسے نکالکر اپنے پاس رکھ لیا اور سوار ہو کر اپنی فوج میں آیا نعمان کو قلعہ کی حالت اور دیگر امور سے مطلع کیا اور وہ تکونا آہنی خار بھی دکھایا کہ دشمنوں نے یہ کچھ بند و بست کر رکھا ہے۔ ہمارے راستوں میں ایسے آہنی خار پھیلا دئے ہیں اور جا بجا کنوئیں کھود رکھے ہیں لشکر کو ان خطرناک امور سے باخبر کر دینا چاہیے کہ ہوشیار رہیں اور خطرناک راستوں پر نہ جائیں نعمان نے لشکر کے سرداروں کو بلا کر ایرانی فوج کی تیاریوں اور اُن تدبیروں سے جو عمل میں لائی گئی تھیں بتفصیل وار اطلاع دی اور علی الصباح لشکر کو نہایت خوبی کے ساتھ آراستہ کر کے میمنہ پر اشعث بن قیس کندی کو میسرہ پر مغیرہ بن شعبہ ثقفی کو جناح پر طلیحہ بن خویلد کو مقرر کیا اور قیس بن ہبیرہ مرادی کو کمینگاہ پر چھوڑا قلب میں عمرو بن معدیکرب کو جگہ دی اس ترتیب سے نہاوند پر بڑھے تھوڑے سے فصل پہنچے ہی ایرانیوں کی بے شمار فوج نکل پڑی اور ڈھول تاشے نقارے نفیریاں بجاتے غل و شور کرتے شمشیر کے ہاتھ نکالتے ہوئے مسلمانوں کے قریب آئے مسلمان بھی مستعد تھے جنگ ہونے لگی۔ کفار نے تیر برسا کر کچھ مسلمانوں کو زخمی کیا اور پیہم حملے کرنے شروع کئے مسلمان اُن کے حملوں کے وقت اپنی جگہ پر جمے رہے۔ پھر تو اس طرف سے بھی حملے شروع ہوگئے اور طرفین جی توڑ کر مقابلہ کر رہے تھے آخر کار مسلمان بلند ہمتی غالب آئے عجمی لشکر نے شکست کھائی عین معرکہ سے منہ پھیر کر بھاگ نکلے مسلمانوں نے سخت تعاقب کیا قتل و قمع کرتے تھے اور قابو پا کر قید بھی کرتے جاتے تھے۔ اسی اثنا میں عجمی لشکر کا ایک امیر بجبر جان نام جو کسریٰ کا وزیر بھی تھا کسی مسلمان کے ہاتھ سے مارا گیا مسلمانوں میں سے گنتی کے آدمی شہید اور زخمی ہوئے اُس عجمی لشکر کے بھاگ جانے کے بعد ایک اور فوج نے اُنکی کمک پر للکار حملہ کیا۔ بڑی خونریز جنگ ہوئی طرفین کٹ کٹ کر گرتے تھے اور بہادروں کی للکاریں آسمان تک جاتی تھیں اسی کیفیت سے شام تک معرکہ آرائی ہوتی رہی جب تاریکی نے دونوں کا ہاتھ روک کر ناچار اپنے لشکرگاہ کیطرف مراجعت کی تھکے ہوئے گمراہ رہے تھے اور زندہ اپنے مقتولوں کو رو رہے تھے اور زخمی معالجہ میں مصروف تھے متقی اور صالحین گریہ و زاری خدا کیطرف متوجہ تھے اور فتح کی دعائیں مانگ رہے تھے سورج نکلتے ہی طرفین کے بہادر دونوں لشکروں سے آنے لگیں عجمی لشکر میں نقارے اور ڈھول بج رہے تھے نعمان نے میمنہ میسرہ۔ قلب جناح اور ساق لشکر کو مقررہ ترتیب سے درست کر کے میدان جنگ میں صف بندی کر دی اور خود ہتھیار لگا کر سر پر خود رکھا اور شمشیر حمایل کر کے سوار ہوا اور امیر المومنین عمرؓ کا بھیجا ہوا جھنڈا ہاتھ میں لیکر گھوڑا اکڑاتا ہوا صفوں سے آگے نکلکر کھڑا ہوا اور لشکر کو بغور ملاحظہ فرما کر کہا اے مسلمانوں میری بات سنو اور میری نصیحت کو یاد رکھو ایرانی لشکر غصہ میں بھرا ہوا ہے اور جنگ پر تلا ہوا ہر طرف سے تمہارے راستے روک دئے ہیں اگر تم انہیں شکست دے کر بھگا دوگے تو اُن کے گھر اور وطن کچھ دور نہیں ہیں بھاگ کر اپنے اہل و عیال میں جا ملیں گے اور بآرام ہو بیٹھیں گے اور اگر خدانخواستہ تم کو شکست دی تو تم کہاں جاؤ گے نہ تم بصرے میں جا سکتے ہو نہ کوفہ اور مدینہ یا مکہ میں کیونکہ فاصلہ بہت دور دراز کا ہے ممکن نہیں کہ بھاگے ہوئے اپنے وطن تک پہنچ جائیں اور یہ بھی واضح ہو کہ تم آج اسلام اور کفر کے بیچ میں ایک دیوار بنے ہوئے ہو اگر خدانخواستہ یہ دیوار ٹوٹ گئی تو اسلام میں بہت بڑا فتور پڑ جائے گا۔ الحمد للہ کہ تم خدا کی وحدانیت کے قابل ہو اور اُس کی فرمان برداری کی توفیق تمہیں حاصل ہے اور تم ایسی جماعت سے جنگ کر رہے ہو جو خدا سے علیحدہ رہکر سورج چاند اور آگ کو اپنا معبود قرار دے کر پوجتے اور اُنکو سجدہ کرتے ہیں اور اپنی محرمات عورتوں سے نکاح کرنا روا سمجھتے ہیں گناہان کبیرہ اور فحش باتوں پر مصر ہیں اور راہ حق سے منہ پھیر کر باطل کے لئے جنگ کر رہے ہیں ابھی

تمہارے واسطے بہت ہی بڑا ثواب ہے اور بہشتی انعام ہے اپنے دلوں کو مضبوط رکھو اور اس گروہ کے ساتھ جنگ کرنے کے وقت اللہ تعالےٰ کی امداد
اور فتح کے خواستگار رہو۔ آگاہ ہو کہ میں شہادت کی آرزو رکھتا ہوں اور جس دن کو خدا سے طلب کر رہا تھا وہ آج کا دن ہے اب کافروں پر حملہ کروں گا
اللہ تعالےٰ مجھے جام شہادت نصیب کرے اگر میں شہید ہو جاؤں میرے بعد حذیفہ الیمان امیر ہوگا اور اگر حذیفہ بھی شہید ہو گیا تو جریر بن عبد اللہ
بجلی تمہارا امیر ہوگا اور اگر وہ بھی درجہ شہادت پا گیا تو اشعث بن قیس کندی امیر ہوگا۔ اور وہ بھی زندہ نہ رہا تو مغیرہ بن شعبہ
امیر ہوگا۔ پھر آسمان کی طرف منہ کر کے کہا اے خدا مقرن کے بیٹے کو ان کافروں پر فتح یاب کیجیو اور مجھے اپنے فضل و کرم سے درجہ شہادت
عطا کرنا انک علیٰ کل شئی قدیر تحقیق تو سب شے پر قادر ہے۔ پھر کہا اے دوستو آج جمعہ کا دن ہے جب آفتاب نصف النہار سے تجاوز کریگا
اور ہوائے فتح و نصرت چلے گی مسلمان مدینہ اور مکہ کے مسجدوں میں ہمارے واسطے اللہ تعالےٰ کی فتح و نصرت کی دعائیں مانگیں گے میں اس وقت حملہ
کر کے مقابلہ کفار جہاد کروں گا ممکن ہے کہ ہمارا حملہ اُن کی دعاؤں کی برکت سے مقبول ہو جائے اور اللہ تعالیٰ ہمیں فتح نصیب کرے نعمان یہ باتیں
کر رہا تھا کہ ایرانی لشکر گروہ در گروہ آنے شروع ہوئے فوجوں کے سردار قوی ہیکل گھوڑوں پر جو نہایت عمدہ زین و لگام سے آراستہ
تھے سوار ہو کر جھنڈے اُٹھائے ہر طرف سے امنڈے چلے آ رہے تھے بہت سے کوہ پیکر ہاتھی اور قسم قسم کا سامان حرب و ضرب ساتھ تھا مسلمان
اس شکوہ و شان اور فوج کی اس کثرت اور ہیبت کو دیکھ کر خوف زدہ ہو گئے ایک مسلمان نے کہا میں اس دن کو گویا تصور کرتا ہوں جس میں
دریائے فرات کے کنارے ابو عبیدہ ثقفی اور اس کے ہمراہی شہید ہوئے ہیں عمرو بن معدیکرب نے قلب لشکر سے آواز دی اے مسلمانوں امیر
کے جھنڈے پر نظر رکھو اور اپنا قتل گوارا کرو۔ آج کا دن بڑا سخت دن ہے جب نماز ظہر کا وقت ہوا نعمان نے اوّل مرتبہ جھنڈے کو حرکت دی
مسلمانوں نے مشاہدہ کر کے فوراً گھوڑوں کو علیحدہ کر دیا بعجلت نماز ادا کی۔ نعمان نے اپنے جھنڈے کو پھر دوسری دفعہ حرکت دی سب گھوڑوں پر
سوار ہو کر حملہ کے لئے مستعد اور تیار ہو گئے ہر شخص ایک دوسرے سے معافی طلب کر کے معانقہ کرتا اور زار زار روتا تھا اب نعمان نے تیسری دفعہ
جھنڈے کو حرکت دے کر بلند کیا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا ایک سفید پرندا ہوا میں بازو پھیلائے اُڑ رہا ہے ساتھ ہی تکبیر کہی اور کفار
پر حملہ کر دیا تمام لشکر نے اُس کی متابعت میں آوازہ تکبیر بلند کی اور ایک بارگی فوج مخالف پر جا پڑے اس وقت ان کی تکبیر کی
صداؤں سے دشمن پر ایسی ہیبت چھائی اور خوف طاری ہوا کہ ہاتھ پاؤں کانپنے لگے۔ کمانداروں کے ہاتھوں سے تیر اور کمانیں چھوٹ پڑیں
اور قدم ڈگمگا گئے نعمان کے حملہ کرتے ہی سب مسلمان ٹوٹ پڑے تھے خوب گھمسان کا رن پڑا اور بے شمار خلقت ماری گئی اسی جوش و خروش کی حالت میں
نعمان نے ایک عجمی بہادر کو نیزہ مار کر گرا دیا اور ایک دوسرے ایرانی نے نعمان کی پشت پر حربہ لگا کر شہید کر دیا امیر اللہ کی رحمت ہو ایک عرب سوار اُسی گرما گرمی
میں نعمان کو کشتہ دیکھ کر گھوڑے پر سے کود پڑا اور نعمان کا عمامہ اُس کے مُنہ پر ڈھلکا دیا کہ اُسے پہچان کر مسلمانوں کے قدم جہاد سے نہ ڈگمگا جائیں نعمان
کے بھائی معقل بن مقرن نے آگے بڑھ کر جھنڈا سنبھال لیا اور رجز خوانی کرتے ہوئے حملہ کیا اور کشت و خون کرتے کرتے خود بھی شہید ہو گیا اسکے بعد نعمان کے دوسرے بھائی سوید
بن مقرن نے جھنڈا لیا اور رجز خوانی کر کے حملہ کیا کئی عجمی بہادروں کو مار کر زمین پر گرا دیا جب زخمی ہو گیا تو الٹا پھرا اور حذیفہ ایمانی نے علم لیا حملہ پر حملہ ایسے
جوش سے کیا اور کرتا تھا نماز عصر کے وقت تک جنگ ہوتی رہی اور طرفین خوب ہی کٹ کٹ کر لڑے جب رات ہوگئی تو دونوں فوجیں اپنی اپنی لشکر گاہوں میں چلی آئیں اب دوسرا
دن ہوا اور سورج نکلا تو دونوں لشکروں نے پھر معرکہ آرائی کی تیاری کر کے میدان جنگ میں قدم جمایا ایک ایرانی سوار جو بڑے قد آور گھوڑے پر خوب جما بیٹھا تھا دونوں
صفوں کے بیچ میں آ کر کھڑا ہوا شاہان عجم کی تعریفیں بیان کر کے کہا میں گودرز کا بیٹا پوران ہوں تمہارے لشکر میں کوئی شخص ہے جو مقابلہ پر نکلے
مسلمان اُس کی لاف و گزاف سنتے تھے اور اُس کے مقابلہ کی ہمت نہ کرتے تھے پوران نے لشکر اسلام پر حملہ کیا اور ایک طرف سے گھس کر دوسری طرف نکل گیا اور وہاں
سے پلٹ کر پھر صفوں میں در آیا اور ایک مسلمان کو گھوڑے کی پیٹھ پر سے اُٹھا کر اپنی فوج میں لے گیا اور قتل کر دیا اُس کے بعد پھر پلٹ کر آیا اور دونوں صفوں کے
بیچ میں کھڑے ہو کر مرد مقابل کو طلب کیا مگر جب کوئی نہ نکلا تو اس نے پھر فوج اسلام پہ حملہ کیا اور ایک کو اٹھا کر دوسری طرف کو متوجہ ہوا اور اپنے لشکر میں لے گیا جب

تیسری دفعہ حملہ کرکے ایسا ہی کرنا چاہا عمر معدی کرب نے اسکے پیچھے گھوڑا ڈالا اور تلوار کا ایسا ہاتھ اسکے سر پر چھوڑا کہ خود کو کاٹ سر کو شگافتہ کرتی ہوئی سینہ میں در آئی بوران گھوڑے سے گر پڑا اور جان مالک دوزخ کے حوالے کردی عمر نے گھوڑے پر سے کود کر اسکے تمام اسلحہ اتار لئے کہتے ہیں کہ بوران جو پیٹی باندھے ہوئے تھا وہ عمر کے ہاتھ آئی اسکی قیمت سات ہزار دینار جانچی گئی عمر معدی کرب کے ہاتھ سے بوران کے ہلاک ہوتے ہی فارسی لشکر نے حملہ کیا اور مسلمانوں کی صفوں کے قریب پہنچ کر تیر برسانے شروع کئے بہت سے مسلمان زخمی ہوگئے اور اس سبب سے کہ وہ قریب پہنچکر برابر تیر برسا رہے اور کوئی تیر خطا نہ کرتا تھا مسلمان بڑی طرح سے خستہ اور زخمی ہو رہے تھے یہ حال دیکھ کر عمر معدی کرب نے آواز دی کہ اے مسلمانوں قرآن شریف کے پڑھنے والو یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ فارس کے باشندے جنگ کے وقت تم سے زیادہ صابر اور ثابت نکلیں اور تم ایسے بیدل اور خستہ جگر ہو جاؤ اپنی عورتوں اور بچوں کا خیال چھوڑ دو اور انکی طرف سے کچھ اندیشہ نہ کرو جنگ کیطرف متوجہ ہو جاؤ کیونکہ جو شخص تم میں سے مارا جائے گا شہید ہوگا اور دنیا میں نیکنامی کے ساتھ شہرت پائے گا یہ کہکر گھوڑے پر سے کود پڑا اور اسکے ہمراہی بھی پیدل ہوگئے عجمی دلیروں نے بڑی شکوہ سے عمر پر حملہ کیا اس حملہ میں تیس جنگی ہاتھی بھی کفار کے ساتھ تھے اور ہر اک ہاتھی پر کئی کئی شخص سوار عمر نے ان کے حملہ کے وقت قدم جما رکھا اور قابل تعریف طریقہ سے جنگ کرتا رہا ایک گھنٹہ بھی نہ گذرا تھا کہ میدان جنگ کی زمین ایرانیوں کے خون سے رنگین ہوگئی اور سب کے سب ہاتھی اپنے سواروں سمیت مارے گئے ان میں سے ایک متنفس بھی زندہ نہ بچا۔ یہ حال دیکھکر ایک عجمی گروہ جسمیں تقریباً دس ہزار سوار تھے مسلمانوں کی طرف بڑھا اسکا سپہ سالار شہر کاشان کا باشندہ کسریٰ کا ایک سردار آذر گرد نام آگے آگے چلا آتا تھا تاج مرصع جواہر سر پر تھا اور خدام بالائے سر جھنڈا لئے ہوئے داہنے بائیں جانب دس جنگی ہاتھی مسلح اور آراستہ آ رہے تھے اور ہر اک ہاتھی پر کئی کئی نامور بہادر نیزہ باز سوار تھے آذر گرد کا ہاتھی سب ہاتھیوں کے آگے تھا مسلمان اس نظارے کو دیکھکر حیران تھے کہ کیا تدبیر کی جائے قیس ابن ہبیرہ مرادی یہ حال دیکھ کر شیر گرسنہ کی طرح جھپٹا اور شمشیر کھینچکر ہاتھی کی سونڈ پر ایسا وار کیا کہ وہ کٹکر زمین پر جا پڑی ہاتھی الٹا پھرا چند ایک ہمراہیوں نے اسے روکنا چاہا مگر نہ رکا اور ایک ندی میں جا پڑا آذر گرد کا اس سے علیحدہ ہونا ہی تھا کہ مسلمان بھی جا پہنچے تیروں اور تلواروں سے اس کے پرزے پرزے کر دیئے اس کے بعد ایک اور ایرانی سردار مہر بندان بن رادان نام ایک ہزار نیزہ دار سوار لیکر مقابلہ پر آیا وہ بھی ایک بڑے ہاتھی پر سوار طلائی تاج سر پر رکھے برہنہ شمشیر ہاتھ میں لئے ہوئے تھا اور کئی جنگی ہاتھی گرد و پیش موجود تھے عروہ بن زید طائی نے اپنی فوج سے کہا اے بھائیو تمہاری قوم کے سوا عرب کا کوئی قبیلہ باقی نہیں رہا جسنے ایرانیوں کی جنگ میں اجر عظیم حاصل نہیں کیا میں چاہتا ہوں کہ اس سرکش سردار کو جو اس آن بان سے بڑھا چلا آرہا ہے پسپا کر دوں تم کو میری امداد کرنی چاہئے۔ اس کے چچا کی اولاد میں سے تین سو سواروں نے اسکا ساتھ دیا اور مہر بندان کے لشکر کی طرف چلے عروہ نے پہنچ کر نعرہ تکبیر بلند کیا اور مہر بندان کے ہاتھی پر حملہ کرکے تلوار سے سونڈ کاٹ ڈالی۔ ہاتھی کے گرتے ہی مہر بندان بھی نیچے آرہا اب پھر بھی عروہ نے شمشیر کا ایسا ہاتھ رسید کیا کہ سر تن سے جدا ہوکر میدان میں گیند کیطرح دور جا پڑا پھر تو مسلمان کافروں پر ٹوٹ پڑے مردانہ وار کشت و خون شروع کیا یہاں تک کہ ان ایک ہزار سواروں میں سے پچاس سے بھی کم بھاگ کر جان بچا سکے مسلمانوں کو مہر بندان کی لوٹ زر کثیر اور مال وافر دستیاب ہوا بہت سے گوشوارے دستانے۔ پٹکے اور طوق اور سامان جنگ کے متعلق بھی بہت سی اشیا مثل خود و زرہ جوشن وغیرہ وغیرہ ہاتھ آئے غرضکہ تمام دن جنگ کرتا رہا جب رات ہوئی تو دونوں فوجیں اپنی اپنی جگہ واپس چلی آئیں اور اپنی درستی میں مصروف ہوئیں۔

## تیسرے دن کی لڑائی

جب صبح نمودار ہوئی نہاوند کی جمعیت عظیم شہر سے نکلی ڈھول نقارے بجنے شروع ہوئے اور مسلمانوں کی صفوں کے مقابل آ جمے آج حذیفہ یمانی نے اسلامی لشکر کی میمنہ و میسرہ اور قلب و جناح کی سپاہ کو مقررہ ترتیب سے قائم کیا تھا اتنے میں ایک عجمی سردار نوش جان بن بادان نام خرش خرش ایرانی سپاہ سے نکلکر آگے بڑھا وہ خود ایک جنگی ہاتھی پر سوار تھا اور بہت سے ایرانی بہادر گرد و پیش موجود تھے عمر بن معدی کرب نے اس کے مقابلہ کی تیاری کرکے شمشیر نیام سے لی اور نوشجان

کے ہاتھی کیطرف جھپٹا جب قریب پہنچا تو نوش جان نے بھی تیر و کمان سنبھالی اور عمر پر تیروں کی بوچھاڑ شروع کردی پیہم ایک سو تیر عمر پر خالی کئے جس سے
عمر زخمی ہوگیا عمر کے بھائی اُس کی مدد کیواسطے دوڑ پڑے کہ اُسے بچالائیں نوش جان نے بھی اپنے ہمراہیوں کو تنبیہ کی وہ یکبارگی باگیں اوٹھا کر مسلمانوں
پر آپڑے دست بدست جنگ ہونے لگی اس اثنا میں عمر سنبھل گیا اور لشکر سے علیحدہ ہو کر نوش جان کے ہاتھی کی سونڈ پر وار کیا سونڈ کا کٹ کر گرنا
تھا کہ ہاتھی بھاگا۔ اور کچھ دور جاکر گر پڑا مسلمان دیکھ کر دائین بائین جانب سے دوڑ پڑے اور نوش جان کے قریب پہنچتے ہی بضرب شمشیر
کام تمام کردیا۔ دونون لشکروں سے شور و غوغا بلند ہوا اور گرد و غبار سے تمام رزمگاہ اٹ گیا نوش جان کے قتل ہوتے ہی ایک اور
نہاوندی بہادر ہرمزبن داران نام پانچہزار چیدہ عجمی سوار لیکر مقابل ہوا حذیفہ نے اپنی فوج کیطرف خطاب کر کے کہا اے مسلمانوں
ان عجمیوں میں ذرا بھی انصاف نہیں ہے کہ ایک مرد کے مقابل ایک ہی شخص کو بھیجیں اُن کے مقابلے کے لئے ایک آدمی جاتا ہے تو مرد مقابل کے یاردن
اور رشتہ داروں میں سے ہزار آدمی اُس کی مدد پر نکل آتے ہیں اور سب یکہ و تنہا شخص پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ اب لشکر کثیر نکلکر مقابلہ پر آیا ہے سب اسلحہ اور
سامان حرب سے آراستہ ہیں بہت سے جنگی ہاتھی ساتھ ہیں تم اللہ تعالٰے کے فضل و کرم پر بھروسہ رکھو اور اُس کی طرف سے حفاظت اور امداد پہنچنے کے اُمیدوار
رہو اور محض دین اسلام کی تقویت اور شریعت خیر الانام کی رونق قائم رکھنے کے ارادہ سے جانوں پر کھیل جاؤ۔ میں اس باطل قوم پر حق کیطرح حملہ کرونگا
تمکو میرا ساتھ دینا چاہیئے۔ سب نے اقرار کیا اور حملہ کے لئے مستعد ہوگئے۔ اتنے میں قیس غیلان کے قبیلہ کے دو بھائی بکر اور مالک اپنی صفوں سے نکلے کہ ہم اس امیر
جسکا نام ہرمز ہے حملہ کرینگے۔ اور جزائے نیک کے سوا اور کوئی خواہش نہیں پھر متفق ہو کر مقابلہ پر نکلے کچھ دیر تک نیزے سے جنگ کرتے رہے اور لشکر میں سے راستہ نکالکر
ہرمز پر جا پڑے ایک نے دست راست سے اور دوسرے نے دست چپ سے حملہ کر کے نیزہ مارا ہرمز ہاتھی سے نیچے گر کر مر گیا اور اُس کے لشکر نے یہ حادثہ دیکھ کر دونو
بھائیوں کو گھیر لیا حربہ پر حربہ اور تلوار پر تلوار مارتے تھے یہانتک کہ دونو شہید ہوگئے اللہ تعالٰے دونو پر رحمت نازل کرے پھر تو بہت ہی گرد و غبار بلند ہوا
اور ہر طرف سے لشکر کفار نے ہجوم کر کے مسلمانوں کا رُخ کیا عمر معدیکرب نے اس طوفان گرد و غبار اور سیل گیر و دار کو دیکھ کر کہا اے مسلمانوں اس کو معرکہ
قادسیہ کے دن جیسا سمجھنا چاہیے۔ اے بنی زبید کے بہادرو اور اے بنی مذحج کے دلاورو اور اے بخت نخع کے سپاہیو۔ خوب سمجھ لو کہ آج جو شخص جنگ مین
ثابت قدم رہیگا۔ مدینہ میں قریش اور دوسرے باشندگان عرب اُس کی تعریفیں اور توصیفیں بیان کر کے اُسکی شجاعت اور بہادری کا ذکر کرینگے
پھر جریر بن عبد اللہ بجلی نے مخاطب ہو کر کہا اے مسلمانوں تمہیں دشمن سے جنگ کرتے آج تیسرا دن ہے ہرچند ہم اُنہیں قتل کرتے ہیں مگر اُن کی تعداد
میں کمی نہیں ہوتی جب ہم کسی لشکر کو شکست دیکر بھگا دیتے ہیں تو اُس سے بھی زیادہ فوج مقابلہ پر آپہنچتی ہے ہمارا امیر نعمان بن مقرن اور اُسکے
بھائی اور سردار شہید ہو چکے ہیں اور یزدجرد بادشاہ اصفہان میں موجود ہے ہمکو اُسکی طرف سے بے فکر رہنا نچاہیے مبادا وہ ہمارے سر پر اور
فوج بھیجدے۔ اسلئے مصلحت یہی ہے کہ جسقدر ممکن ہو اس مہم کو بہت جلدی ختم کر دینا چاہیئے ہم میں سے جو مارا جائیگا بہشت میں جائیگا اور جو زندہ
رہے گا وہ نیکنامی کے ساتھ شہرت پائیگا طلیحہ بن خویلد نے قسم کھا کر کہا کہ جریر سچ کہتا ہے۔ اس سے انکار نہ کرنا چاہیئے۔ اس مہم کا خاتمہ اس جگہ
میں ہونا چاہیئے۔ خواہ فتح نصیب ہو خواہ شکست۔ ہم میں ایرانی لشکروں کے مقابلہ کی زیادہ طاقت نہیں عمرو بن معدیکرب نے کہا اے سرداران عرب
شکست کا نام نہ لو انشاء اللہ تعالٰے ہم فتح پائینگے اور میرا دل گواہی دے رہا ہے کہ مسلمان ضرور ظفرمند ہونگے۔ پھر کہا اے بھائیو آج کا دن ایسا
ہے کہ جو شخص آج کوشش کرے گا آئندہ زمانے میں نیکنام ہوگا میں چاہتا ہوں کہ مجھے آج شہادت نصیب ہو اور جس کسی کو آرزوئے شہادت
ہو میرے ساتھ آئے خدا کی قسم میں واپس نہ ہٹونگا۔ تا وقتیکہ مسلمانوں کو فتح نصیب ہو یا مجھے شہادت یہ کہہ کر گھوڑے پر سوار ہوا اور قبضۂ شمشیر پر ہاتھ رکھکر نعرہ
تہی اور تکبیر کہہ کر کفار پر جا پڑا۔ قبیلۂ مذحج کے سوار اُسکے ساتھ لگ لئے۔ بڑی سختی سے کفار کا مقابلہ کیا تلوار پر تلوار بجنے لگی۔ حربہ پر حربہ پڑتا تھا اس قتل و قمع
کی گرم بازاری میں عمر کے گھوڑے نے گردنی کھائی عمر گھوڑے پر سے نیچے آرہا اور گھوڑا بھاگ گیا۔ ایرانی فوج نے عمر کو گھیر لیا عمر جنگ کرتا رہا یہانتک کہ اُسکی تلوار ٹوٹ گئی عمر نے ایک
اور تلوار ذوالنون نام بھی لگتے ہوئے تھا وہ گھسیٹ لی اور مردانہ جنگ کر کے بہت آدمی قتل کئے انجام کار وہ تلوار بھی ٹوٹ گئی۔ اب عمر نے سمجھ لیا بچنا دشوار ہے

بھائیوں کو آواز دی کہ اے رفیقو جان پر کھیل کر لڑتے رہو۔ آج ہی کا دن معرکہ آرائی کے لایق ہے اِدہر کفار ہجوم کر کر کے مسلمانون پر ٹوٹے پڑتے تھے اور مسلمان بھی حملوں پر حملے کرتے اور جان توڑ کر لڑ رہے تھے مگر ایرانی لشکر کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ ہر طرف سے اُمنڈ آتے تھے اِسی اثنا میں ایک ایرانی بہادر بہرام نام نے عمرؓ پر حملہ کیا اور موقع پاکر ایک تلوار سر پر لگائی عمرؓ زخمی ہو کر گر پڑا پھر تو تمام لشکر اُس طرف جھک پڑا اور شہید کر دیا۔ اسپر اللہ کی رحمت ہو عمرؓ کے شہید ہوتے ہی عجمی لشکروں نے زیادہ دلیر ہو کر مسلمانوں پر پے در پے سخت حملے کرنے شروع کر دئے اور پس پا کرتے ہوئے لشکرگاہ سے بھی دور ہٹا لے گئے اور مسلمانوں کے گروہ ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے۔ مگر ہر ایک جماعت جنگ میں مشغول تھی۔ اب لشکر کی سرداری ساریہ بن علیم حنفی کے ہاتھ میں تھی۔ مسلمانون کی کچھ جمعیت اُسکے گرد فراہم ہو گئی اور نہایت ہی غیظ و غضب سے مُنہ میں کف لاکر کافروں پر حملہ کیا اور اُنکی آگے بڑہی ہوئی جمعیت کو پیچھے پھینکدیا اور قلب لشکر پر جا پڑنے کا قصد کیا کہ شاید اس آخری کوشش سے مہم سر ہو جاءے۔ پس با آواز بلند تکبیر کہہ کر بکھری ہوئی جمیعت کو ایک جگہ کیا اور سبنے متفق ہو کر ساریہ کے زیر حکم ایرانیوں کے قلب لشکر پر حملہ کیا۔ رزمگاہ کے ایک سمت پہاڑ واقع تہا اور کچھ ایرانی بہادر اور افسر کمینگاہ میں لگے ہوئے تھے کہ لشکر اسلام اس جگہ سے گزر جائیگا تو عقب سے حملہ آور ہو کر روک لینگے۔ اُنکی جمعیت تھوڑی سی رہگئی تھی سب کو قتل کر دینگے مُسلمانوں کو اس بات کی مطلق خبر نہ تھی تکبیر کہتے ہوئے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ جب اُس پہاڑ کے متصل پہنچے تو ساریہ کے کانمیں آواز آئی کہ یا ساریہ الجبل الجبل کہ یا ساریہ آگے پہاڑ ہے خبردار رہو اور عقب میں دشمن گھات لگائے ہوئے ہیں ساریہ نے فوراً گھوڑے کی باگ روک لی اور سب مُسلمان بھی ٹھہر گئے بغور دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایرانی فوج پہاڑ کی آڑمیں گھات لگائے مستعد کھڑی ہے قریب تہا کہ مُسلمان کچھ اور آگے بڑہجاتے تو وہ کمینگاہ سے نکل کر گھیر لیتے ساریہ نے کہا لے لو گویہ محض عنایت الٰہی ہے کہ ہمیں ایسے خطرناک مقام سے اسطرح مطلع کیا اور لشکر کفار کا مکر و فریب کارگر نہ ہوا اگر ہم بیخبری کے ساتھ آگے بڑہجاتے تو سخت نقصان اُٹھاتے۔ اب مُناسب یہی ہے کہ سبکے سب اُن گھات لگانے والوں پر حملہ کریں اور اُنہیں منتشر کر کے قلب لشکر کی خبر لیں۔ مُسلمانوں نے یکبارگی پہاڑی اطراف پر حملہ کر کے بعضوں کو قتل کر دیا اور کچھ بھاگ گئے جب خداتعالی کی مدد سے اس گروہ کو منتشر کر دیا تو قلب لشکر کی طرف رُخ کیا اور ایسی خونریز جنگ ہوئی کہ بیان نہیں ہو سکتا زیادہ عرصہ نہ گزرا تہا کہ ایرانی لشکر کا بہت سا حصہ خاک و خون میں غلطان نظر آنے لگا۔ ہر طرف کُشتوں کے پشتے لگ گئے اور خون کے نالے بہنے لگے۔ جدہر ایرانی لشکر جاتا اُدہر ہو تا مُسلمان شیرانِ گرسنہ کی طرح اُسی سمت کو جھپٹتے اور مار گراتے۔ انجام کار ایرانی مغلوب ہو کر بھاگ نکلے نہاوند کا علاقہ مسلمانوں کے ہاتھ میں چھوڑ کر منتشر ہو گئے جسکا جسطرف منہ اُٹھا چلا گیا۔ مسلمانوں نے دو فرسنگ تک پیچھا کیا بیشمار آدمی قتل اور اسیر کئے مسلمانوں نے وہ رات نہاوند میں بسر کی اور اس اندیشہ سے کہ مبادا ایرانی جمع ہو کر بیخبری میں چھاپہ ماریں۔ شب بھر گرداگرد پہرہ دیا۔ اللہ تعالٰے نے شکست خوردوں کے دل میں اسقدر رُعب اور ہراس پیدا کر دیا تھا کہ وہ فراہم نہ ہو سکے کچھ قم کی طرف اور بعضے کاشان کی جانب بھاگ گئے اور باقیوں نے باسندان اور اصفہان کی راہ لی دوسرے دن مُسلمانوں نے ایسی فتح عظیم کے بعد لوٹ کا سامان فراہم کیا۔ ہر قسم کا اسباب تو دوں جمع ہو گیا۔ پھر اپنے اپنے کشتوں کو تلاش کر کے دفن کیا۔ بعضے کشتوں کو اُسیجگہ جہاں مارے گئے تھے دفن کیا اور بعضے شہدا کو اُس مقام پر دفن کیا جسے قبور الشہدا کہتے ہیں۔ شہیدوں کے دفن سے فارغ ہونے کے بعد ایک نہاوندی نے سائب بن اقرع کے پاس حاضر ہو کر کہا اے امیر میں تجھ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں سائب نے کہا بیان کر اُس نے کہا اگر تم مجھے اور میرے کنبہ کو امان دوگے تو بحیرجان کا خزانہ بتادونگا سائب نے کہا ایسا ہی کیا جاوے گا تو خزانہ کا حال بتا کہاں ہے اور بحیرجان کون شخص گزرا ہے۔ نہاوند کے باشندے نے کہا بحیرجان بادشاہ یزدجرد کا وزیر تہا۔ یزدجرد بحیرجان کی بیوی سے جو نہایت ہی حسین اور نازک تھی چھپواں محبت رکھتا تہا بحیرجان نے اس راز کو معلوم کر کے اُس عورت کے پاس جانا چھوڑ دیا۔ رفتہ رفتہ بادشاہ کو بھی اُسکی خبر ہو گئی۔ ایک دن بحیرجان سے پوچھا میں نے سُنا ہے تیرے قبضہ میں آبِ صاف کا چشمہ ہے۔ مگر تو اُس سے لب تر نہیں کرتا اُسنے جواب دیا بیشک یہی بات ہے جس نے اُس چشمہ کے متصل شیر کے پنجوں کے نشان دیکھ پائے ہیں۔ اسلئے بخوفِ جان اُسکے پاس نہیں جاتا۔ بادشاہ سمجھ گیا کہ بحیرجان کو اس امر کی اطلاع ہو گئی ہے اُسے ایک تاج مرصع بجواہر اور طلائی سامانِ کثیر بطور انعام بخشا۔ بحیرجان نے وہ سب اپنے خزانہ میں جس سے میرے سوا اور کوئی شخص واقف نہیں رکھ چھوڑا ہے اور بحیرجان مسلمانوں کے مقابلہ کے

در بیان [illegible]

وقت مارا گیا ہے۔ سائب نے کہا بہت اچھی بات ہے۔ نہاوندی نے سائب کو خزانہ بتادیا اور اُسنے تمام سامان کو ایک مقفل صندوق میں بند کرکے اور مُہر لگا کر پوشیدہ اپنے پاس رکھ چھوڑا جسوقت لوٹ کا تمام سامان فراہم ہوگیا خمس نکالکر باقی کو فوج پر تقسیم کردیا۔ الغرض خمس مال غنیمت اور اُس خیرۂ بحیرجان کو ساتھ ہمراہ لے کر مدینہ میں بخدمت امیر المومنین حاضر ہوا۔ امیر المومنین سائب کو دیکھتے ہی اُٹھہ کھڑے ہوئے اور پوچھا اے سائب بتا لشکر کا کیا حال ہے میں اُنکی فکر کے سبب بےچین ہوں سائب نے کہا امیر المومنین کو بشارت ہو کہ آپ کی دعا کی برکت سے سلمانوں کو بہت بڑی فتح حاصل ہوئی ہے اور کفار مقہور و برباد ہوگئے ہیں۔ یہ نہاوند کی لوٹ کا خمس حاضر ہے عمرؓ نے لشکر والوں میں سے ایک ایک شخص کا نام پوچھا سائب جواب دیتا رہا جب عمرو بن معدیکرب کو پوچھا سائب نے کہا عمرؓ امیر المومنین دراز ہو۔ وہ معرکہ کفار میں شہید ہوگیا۔ اُسنے اِسقدر زخم کہائے تھے کہ شناخت میں نہ آتا تھا صرف کپڑوں سے پہچانا گیا پھر نعمان کو پوچھا سائب نے کہا پہلے روز کی لڑائی میں سب سے پہلے وہی شہید ہوا تھا امیر المومنین نعمان۔ عمرؓ اور تمام شہیدوں کے واسطے بہت ہی روئے اور کہا اے بار الٰہا جن لوگوں نے اسلام کو قوت پہنچانے اور دین کو رونق بخشنے کے واسطے جانیں دی ہیں اُنکو بخشدیجیو۔ پھر کہا اے سائب لشکر کا کیا حال ہے۔ سائب نے جواب دیا کہ تقسیم غنیمت کے اور قبضۂ ملک کے بعد خمس میرے ہمراہ مدینہ کیطرف روانہ کرکے کوفہ والے کوفہ کو اور بصرہ والے بصرہ کو چلے گئے ہیں۔ اُسکے بعد امیر نے خمس غنیمت طلب کیا جو مسجد میں حاضر کیا گیا۔ اور تمام مہاجر و انصار بھی آگئے اُسوقت ہر ایک کو اُسکا حصہ دیدیا گیا۔ اِس تقسیم کے بعد سائب نے امیر المومنین کے پاس حاضر ہو کر بآہستگی خزانہ بحیرجان کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا کہاں ہے حاضر کر سائب نے سامنے رکھکر کھولا عمرؓ اُن جواہرات کو دیکھہ دیکھہ کر تعجب کرتے تھے۔ عثمان بن عفان حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام۔ طلحہ اور زبیر نے بھی معائنہ کیا امیر المومنین نے اُن سب کے سامنے اُس صندوق کو اُسیطرح مقفل کرا کر بیت المال میں بھیجدیا کہ کسی دن مسلمانوں کے کام آئیگا۔ اُس کے بعد سب اپنے اپنے گھر چلے گئے دوسرے دن امیر المومنین عمرؓ نے مسجد میں آکر تمام دوستوں اور سائب کو طلب کیا اور کہا اے سائب تو نے مجھے کس لئے آگ میں جلانا چاہا تھا۔ اُسنے کہا خیر ہے جان فرمائے کیا بات ہے۔ آپ نے کہا اُس صندوق کو جسے تو نے لاکر دیا ہے۔ اور اب بیت المال میں رکھا ہوا ہے میں نے خواب میں دیکھا کہ اُس سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں اور اُسکی لپٹوں کی گرمی مجھ سے قریب ہوتی جاتی ہے میں پیچھے ہٹتا ہوں کہ مبادا جل جاؤں اسی حیرانی و پریشانی میں کسیکو کہتے سنا کہ اے پسر خطاب اِس طلائی سامان کو اُنہی سلمانوں کے پاس بھیجدے جنہوں نے اپنی جانیں عزیز نہیں کی ہیں وہ لوگ اس میں سے اپنا حق لیکر خمس تیرے پاس بھیجدیں گے اے سائب تو اس صندوق کو ابھی کوفہ اور بصرہ میں بیچا اور فروخت کرکے جس جس کا حق اسمیں شامل ہے اُنکو تقسیم کر پھر خمس میرے پاس واپس لاکہ یہاں کے سلمانوں میں تقسیم کروں سائب نے بحکم امیر المومنین اُن جواہرات کو لیا اور کوفہ کی مسجد جامع میں رکھکر فروخت شروع کی عمرو بن حریث مخزومی نے اس سب مال کو بعوض رقم کثیر خرید کرلیا۔ سائب نے خمس علیحدہ کرکے باقی زر کوفہ اور بصرہ کے اُن سلمانوں کو تقسیم کردیا جو جنگ نہاوند میں شریک تھے اور زر خمس بخدمت امیر المومنین عمرؓ پہنچادیا اور وہ صحابۂ پیغمبر پر تقسیم کیا گیا۔

## امیر المومنین عمرؓ کے زمانہ میں علاقہ رَے اور دَشت پے کا فتح ہونا

جب سلمانوں نے نہاوند کو فتح کرلیا اور بے اندازہ مال غنیمت ہاتھ آیا تو اسلامی لشکر کو زر و مال اور سامان جنگ کی طرف سے بہت سی تقویت حاصل ہوگئی اب امیر المومنین عمرؓ نے علاقہ رَے اور دشت پے کی فتوحات کا خیال کیا کوفہ کے حاکم عمار بن یاسر کو نامہ لکھا جسکا مضمون یہ تھا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم عبداللہ عمرؓ امیر المومنین کی طرف سے یہ خط عمار یاسر کے نام ہے۔ خدائے جل شانہ کے لئے حمد و ثنا زیبا ہے جسنے اپنے وعدہ کو سچ کر دکھایا۔ اہل اسلام کو فتح و نصرت عطا فرمائی اور کافروں کو ذلیل و خوار کیا اے خدا کے بندو! جناب باری تعالےٰ کی حمد و ثنا اور اُسکی نعمتوں کا شکر و سپاس بجالاؤ۔ اُسی نے دشمنوں کے ممالک پر تم کو قبضہ دیا ہے اور اُسی نے اُنکا مال و متاع تمہیں بخشا ہے اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم پر بھروسہ رکھو وہی سب سے اچھا آقا اور سب سے بہتر مددگار ہے۔ اے عمار یاسر اِس خط کے پہنچتے ہی تمام سلمانوں کو اِسکے مدعا سے مطلع کرکے حصول فتح و نصرت کا یقین دلانا۔ کیونکہ خدا بہترین مددگار ہے پھر لشکر کوفہ کا جائزہ لیکر سب

قبیلوں میں سے دس ہزار جنگجو بہادر منتخب کرنا اور عروہ بن زید طائی کو اس لشکر کا سردار بناکر جانب علاقہ رے و دشتِ پے چلتا کردینا خدا نے چاہا تو اُس کے فضل وکرم و قدرت سے یہ سرزمین عروہ کے ہاتھوں سے فتح ہوجائیگی۔ اللہ تعالےٰ تمام چیزوں پر قادر ہے اور وہی پشت پناہ ہے۔ امیرالمومنین عمرؓ کے خط کے پہنچتے ہی عمارِ یاسر نے مضمونِ خط سے واقف ہوکر منادی کردی کہ سب لوگ جامع مسجد میں جمع ہوجائیں۔ جب سب فراہم ہوگئے تو امیرالمومنین کا فرمان دکھا کر باشندگان رے سے جنگ کرنے کی تحریص و ترغیب دلائی۔ سب نے اِس مہم کو دل وجان سے منظور کیا۔ جائزہ کے وقت کل دس ہزار آدمی نکلے یہ لشکر عروہ کے حوالے کرکے مہم رے کا حکم دیا اور اسکی تسخیر کے لیے سخت تاکید کی۔ عروہ نے تعمیل حکم کے لئے تیاری کی اور فوج لیکر رے کی سمت روانہ ہوا حلوان میں پہنچکر جریر بن عبداللہ بجلی سے جو آٹھ ہزار کی جمعیت سے اس علاقہ کی نگرانی کررہا تھا ملا عروہ نے دو روز قیام کیا کہ لشکر آرام پائے پھر ہمدان کا رُخ کیا اُس وقت ہمدان میں ایک ایرانی سردار کسیقدر فوج سمیت موجود تھا۔ جب اسلامی لشکر قریب پہنچا تو اُسے پتہ چل گیا اور وہ اپنی فوج سمیت قُم کی طرف بھاگ نکلا عروہ نے ہمدان میں داخل ہوکر چند روز قیام کیا اور جسقدر رسد فراہم ہوسکی ہمراہ لیکر رے کی طرف بڑھا بمقام سادہ میں ایک عجمی فرمانروا زادن بن ارذمان تمام دشتِ پے کے دہقانوں اور باشندگانِ سادہ کی دو ہزار جمعیت لئے مقیم تھا عروہ کے لشکر کی آمد سنکر بذریعہ منادی فوج کو فراہم کیا اور جانب رے ہزیمت اختیار کی۔ اب اسلامی فوجیں سادہ میں آپڑیں رے کے بادشاہ فرخندہ بن زاد مہر کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو بہت گھبرایا اور قاصد بھیجکر دیلم سے فوجیں طلب کیں اُسکی مدد کے لئے دیلم سے بیس ہزار آدمی آئے اور بیس ہزار باشندگان رے کی جمعیت اُسکے ساتھ ہوگئی غرضکہ اُسکا لشکر چالیس ہزار سے بھی تجاوز کرگیا عروہ نے حقیقتِ حال معلوم کرکے اپنی فوجوں کا دل بڑھایا اور ایرانیوں سے معرکہ آرائی کرنے کی ترغیب دلاکر سادہ سے بسمتِ رے کوچ کیا۔ تین شبانہ روز کی مسافت کے بعد رے کے متصل پہنچکر اور شہر سے دو فرسنگ کے فاصلہ پر قیام کیا رے کا بادشاہ چالیس ہزار بہادر لیکر نکلا اور مسلمانوں کی طرف بڑھا عروہ نے لشکر کو ترتیب دیکر میمنہ میں حنظلی بن زید کو۔ میسرہ میں سماک بن ہلال علیمی کو جناح پر سوید بن مقرن مزنی کو سردار مقرر کیا۔ اور خود جمہور اسلام کے ساتھ قلب لشکر میں جگہ لی اور بآوازِ بلند کہا خوب سمجھ لو کہ بہشت ایمانداروں کے واسطے ہے اور دوزخ کافروں کیلئے خدا کی قسم تم اُسی قوم کے بہادر ہو جس نے قادسیہ۔ مدائن۔ جلولا۔ خانقین اور حلوان کو فتح کیا ہے۔ اور اُن مقامات کے لشکر ہائے بیشمار کو ہلاک اور پراگندہ کردیا ہے۔ تمہیں نے نہاوند کو تسخیر کیا ہے اور اُس قوم کو اور اُسکی جنگ کو اچھی طرح آزما رکھا ہے۔ جبتک اُن کے ترکش میں تیر رہتے ہیں تیرباران کرکے لڑتے رہتے ہیں۔ اور یہ حالت چند لمحہ سے زیادہ نہیں رہتی جب تیر نہیں رہتے تو پھر تاب مقابلہ نہیں لاتے۔ تم نے اون کی یہ کیفیت دیکھ رکھی ہے اور اُنکی بہادری اور دلیری کو جانتے ہی ہو۔ اب معرکہ آرائی کیطرف متوجہ ہو کر اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے دلوں کو قوی رکھو عروہ یہ کہہ ہی رہا تھا کہ رے کا ایک بہادر زادہ نام لشکر کفار کی صفوں سے نکلا اور میدان میں گھوڑے کو کاوادے کر اپنا نام ظاہر کیا اور اپنی بہادری بیان کرکے مرد مقابل طلب کیا قیس بن سعید بجلی فوج اسلام میں سے نکلا اور اوسکے مقابل ہوکر کچھ دیر تک گھوڑے کو گرمایا پھر جنگ نیزہ شروع کی عین ہنگام ضرب وطعن میں بجلی نے موقع پاکر ایسا نیزہ مارا کہ وہ گھوڑے سے نیچے آرہا اور مرگیا۔ مسلمانوں کو اِس پہلی فتح یابی سے بڑی شادمانی ہوئی سب نے نعرہ مار کر بآوازِ بلند تکبیر کہی جس سے کافروں کے دلوں پر اون کا رعب چھاگیا۔ اب عروہ بن زید قلب لشکر سے نکلا زرد رنگ گھوڑے پر سوار تھا اور عمامہ باندھے ہوا تھا۔ کہا اے مسلمانوں فتح ہمارے ہی مقدر میں ہے کفار اِس بہادر کے مارے جانے سے بیدل ہوگئے ہیں اور ہمارے خوف سے قدم آگے نہیں بڑھا سکتے آج مجھے تمہاری امداد کی ضرورت ہے۔ تمہیں قسم دلاتا ہوں کہ میرا ساتھ دو سستی اور خوف کو ذرا پاس نہ آنے دو مجھے بدنام اور دشمنوں کو خوش نہ کرنا میں ان کافروں پر حملہ کرتا ہوں تم میرے ساتھ الگ نہ ہونا۔ قبیلہ طے کے جوانوں نے ہر طرف سے آواز دی کہ ہم فرمانبردار ہیں۔ جو کچھ حکم دیگا بجا لائینگے اُسکے بعد عروہ نے رجز پڑھی اور حملہ کیا ساتھ ہی مسلمانوں نے بھی باگیں اُٹھائیں اور ایسی سختی سے جنگ کی کہ اُسی ایک حملہ میں دیلم اور رے کے سات سو آدمی قتل کردیے رے کا بادشاہ مسلمانوں کی شجاعت کا یہ حال دیکھ کر زیادہ تاب مقابلہ نہ لاسکا میدانِ جنگ سے ہزیمت اختیار کی اور اُسکا لشکر بھی بہت بُری حالت سے شکست کھاکر شہر میں داخل اور محصور ہوا مسلمانوں کو لوٹ میں بیشمار زر و مال اور اسلحہ و مواشی ہاتھ آئے دوسرے دن ملک فرخندہ نے قاصد بھیجکر صلح کی درخواست کی کہ اسے

رے سے علیحدہ نہ کریں وہ بالفعل دو لاکھ دینار حوالہ کریگا اور سالانہ جزیہ تیس ہزار دینار دیتا رہیگا۔ عروہ نے اس معاہدہ کو منظور کر لیا اور زر مقررہ
یک خمس امیر المومنین عمرؓ کی خدمت میں بھیجدیا اور جملہ کیفیت جنگ فیروز سندی بھی لکھ بھیجی۔ امیر المومنین نے جواب میں لکھا کہ اپنے لشکر کے کسی سردار کو رے میں چھوڑ کر کہ مقررہ
روپیہ وصول کرے جو تعجیل تمام قم اور کاشان پر حملہ آور ہو۔ عروہ نے امیر المومنین کے مضمون خط سے آگاہ ہو کر قبیلہ عبد القیس کے ایک جوان زکات بن مصعب کو رے
میں چھوڑا کہ مقررہ جزیہ وصول کرے اور کوفہ کے تین سو سوار لے دیگر خود بجانب قم و کاشان روانہ ہوا۔ حاکم قم نے اسلامی فوجوں کی اس نقل و حرکت سے
مطلع ہو کر کاشان کی راہ لی اور وہاں بھی کچھ دیر نہ ٹھہر کر جانب اصفہان بھاگا کہ اسوقت یزدجرد بادشاہ اصفہان میں مقیم تھا۔ حاکم قم نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی کہ
اے بادشاہ اہل عرب غلبہ کرتے چلے آتے ہیں۔ انہوں نے ہمدان اور رے پر بھی اپنا قبضہ کر لیا ہے۔ اب قم کیطرف بڑھے چلے آرہے ہیں میں انکی مقابلہ کی تاب
نہ لا کر یہاں بھاگ آیا ہوں اور سنتا ہوں کہ وہ تعاقب کئے چلے آرہے ہیں بلکہ یکاں آن پہنچینگے جو کچھ حال تھا میں نے حضور کی آگاہی کے لئے عرض کر دیا ہے۔ یزدجرد
اس خبر کو سنکر بہت ہی گھبرایا اور کوئی تدبیر اسکی سمجھ میں نہ آئی تھی عروہ نے قم میں پہنچکر جو کچھ پایا سمیٹ لیا۔ اور وہاں سے چلکر کاشان میں آیا یہاں سے بھی جسقدر زر و مال
لوٹ لیا۔ اسی اثنا میں امیر المومنین عمرؓ کا ایک خط بمقام حلوان جریر بن عبد اللہ بجلی کے پاس پہنچا لکھا تھا کہ ہمدان میں پہنچ جائے۔ جریر نے حسب الحکم فوج سمیت ہمدان
کیطرف قدم بڑھایا اور جسقدر مال و دولت اور مویشی دستیاب ہوئے لیکر ہمدان میں ڈیرے ڈالدئے اب عروہ قم در کاشان میں مقیم تھا اور اسکا نائب
رے میں۔ یزدجرد نے ان سب حالات سے آگاہ ہو کر حالت اضطراب میں جبکہ اسے کوئی تدبیر نہ سوجھتی تھی عجمی سرداروں میں سے ایک شخص قارسغان
نام کو بلایا اور اصفہان میں اپنا قایم مقام کر کے خود فارس کی طرف متوجہ ہوا اور شہر اصطخر میں پہنچکر قیام کیا امیر المومنین عمرؓ نے خبر پاتے ہی کہ یزدجرد اصفہان
سے بھاگ گیا ہے عروہ کو لکھا کہ قم اور کاشان میں ہی قیام رکھنا اور کسی طرف نہ جانا تا وقتیکہ اور کوئی حکم صادر نہو۔ اور دوسرا خط ابو موسیٰ اشعری کے
نام جو بصرہ میں تھا روانہ کیا اور حکم دیا کہ بعجلت تمام اصفہان کی مہم پر جائے ابو موسیٰ اشعری نے مضمون خط سے واقف ہوتے ہی اہل بصرہ کی طلبی
میں منادی کرادی اور انکو امیر المومنین کا خط سنا کر کہا کہ فوراً تم اصفہان کی تیاریاں کر لو۔ ابو موسیٰ کے اس کہنے کے ساتھہی ہر طرف سے شور بلند ہوا کہ ہم
دل سے تعمیل حکم کیلئے حاضر ہیں۔ جب سب جہاد کے لئے مستعد ہوگئے تو ابو موسیٰ نے بنی بکر بن وائل کے ایک شخص حمام بن نجم کو بلا کر اور اپنا نائب مقرر کر کے بصرہ
میں چھوڑا اور خود فوج بصرہ کے ہمراہ اصفہان کیطرف روانہ ہوا اہواز میں پہنچکر تین دن قیام کیا پھر وہاں سے کوچ کر کے اصفہان کا رخ کیا اور اصفہان کے متصل
پہنچکر خزاعہ کے ایک شخص عبد اللہ بن بدیل کو دو ہزار جوانان بصرہ کی جمعیت دیکر پیش خیمہ کے طور پر سب سے پہلے داخل اصفہان ہونے کے لئے روانہ کیا۔ یزدجرد
کا نائب قارسغان مسلمانوں کی خبر آمد سنکر تین سو سوار ہمراہ لیکر شہر سے نکلا اور فارس کی طرف بھاگا۔ عبد اللہ نے جو مقدمۃ لشکر تھا اسکے بھاگنے سے آگاہ
ہو کر پیچھا کیا اور بہت جانفشانی کی کہ اسے جا پکڑے۔ مگر قارسغان نکلگیا تھا عبد اللہ کے ہاتھ نہ آیا۔ اب عبد اللہ نے پلٹ کر اصفہان کے دروازے پر
خوج ڈالدی اور اہل شہر نے ایک قاصد بھیجکر صلح کی درخواست کی۔ عبد اللہ نے ابو موسیٰ کے پہنچنے تک انتظار کیا جب وہ آگیا اور شہر کے مقابل اتر پڑا تو عبد اللہ
قاصد کو ابو موسیٰ کے پاس لے گیا اور خواہش صلح ظاہر کی۔ ابو موسیٰ نے صلح منظور کر لی اور یہ معاہدہ قرار پایا کہ ایک لاکھ درہم نقد اور جزیہ دیں ابو موسیٰ
نے بغیر لڑے بھڑے اور کسی شخص کا خون کئے بغیر آسانی سے اصفہان پر قبضہ کر لیا۔ اور شہر میں داخل ہو کر اس جگہ جسے میدان کہتے ہیں قیام کیا۔ امیر المومنین
کی خدمت میں عریضہ لکھا۔ شہر اصفہان کی تسخیر اور جملہ حالات سے اطلاع دی اور یہ بھی لکھا کہ میں اصفہان میں مقیم ہوں اور امیر المومنین کے حکم کا منتظر
ہوں کہ جو کچھ ارشاد ہو بجا لاؤں امیر المومنین ابو موسیٰ کے خط کو پڑھکر نہایت مسرور ہوئے اور خدائے سبحانہ تعالے کی حمد و ثنا بیان کی جسوقت قارسغان
نے فارس میں پہنچکر یزدجرد سے کہا کہ اصفہان پر مسلمان متصرف ہوگئے وہ بہت ہی مضطرب اور خوف زدہ ہو گیا عجمی فرمانرواؤں میں سے ایک
فرمانروا شاہک بن ماہان کو بلا کر کہا اے شاہک عربوں کی طاقت بہت ہی بڑھ گئی ہے میں چاہتا ہوں کہ فارس کے ملک سے نکل جاؤں اور کرمان
میں جا رہوں۔ تو یہاں ٹھہر کر اپنے دین و مذہب اور اپنے ملک وطن کے لئے جہانتک قوت یاری دے ان لوگوں کا مقابلہ کرے۔ اور حتی الامکان
کوشش تمام معرکہ آرائی کرے شاید تو فارس کی دار الحکومت کو محفوظ رکھ سکے یہ کہکر اصطخر سے ہی کوچ کیا اور کرمان کی راہ لی۔ جب وہاں پہنچا تو شاہ کرمان

کے محل میں اُترا۔ اس بادشاہ کو ہزار مرد کہتے تھے۔ اور کرمان کا کوئی بادشاہ اُس سے زیادہ طاقتور نہیں گذرا ہے۔

## ابوموسےٰ اشعری کے ہاتھ سے فارس کا فتح ہونا

جب یزدجرد اصطخر سے بھاگ کر کرمان کیطرف چلا گیا تو وہاں کے مشہور و معروف لوگوں نے آتش پرستوں کے بڑے پیشوا کے پاس حاضر ہو کر کہا کہ اہل عرب نے بہت بڑی ترقی کی ہے۔ اُن کے نصیبہ کی نحوست جاتی رہی ہے۔ اور بخت سعید نے ساتھ دے رکھا ہے۔ ثبوت یہ ہے کہ اُنہوں نے فارس کے تمام شہروں پر قبضہ کر لیا ہے۔ لوٹ اور قتل کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ اب اصفہان کی طرف متوجہ ہوئے ہیں قاروسفان بن ارشاسف بادشاہ اصفہان وہاں سے بھاگ آیا ہے۔ اور مسلمان بآسانی تمام اُس شہر پر قابض ہو گئے ہیں اُنکی ہر ایک آرزو دلی خواہش کے مطابق بر آتی ہے اور جس ملک کیطرف رجوع کرتے ہیں۔ سہولیت سے لے لیتے ہیں۔ اصطخر فارس کے دل کی مانند ہے۔ اگر یہ شہر بھی اُن کے ہاتھ آگیا تو سلطنت عجم کا انتظام درہم برہم ہو جائیگا۔ اب تجھے لازم ہے کہ ملک شاہک سے اِس باب میں گفتگو کرے اور کوئی ایسی تدبیر بتائے کہ فوجیں جمع کرکے عربوں کی پیش قدمی کو روک دے اور ہم تک پہنچنے سے پہلے ہی منتشر کر دے۔ پیشوا نے یہ باتیں سنکر شاہک سے بیان کیں شاہک نے کہا یہ تو کہو کہ اہل عرب ہیں کیا چیز جیسے ڈرنا چاہئے۔ چند گنتی کے ہیں۔ اُن سے اتنا خوف وہراس کرنا کس لئے۔ شاید یزدجرد کے بھاگنے اور خوف زدہ ہونے سے تم بھی ڈر گئے ہو۔ انکا دفعیہ نہایت آسان امر ہے۔ میں اُنکو ایسی سزا دونگا۔ کہ پھر اس ولایت کا نام تک زبان پر نہ لائینگے۔ اے پیشوا صاحب آپ جائیں اور منادی کرا دیں کہ فارس کے علاقوں کی سب فوجیں عربوں کے مقابلے کے دفعیہ کے لئے اسلحہ سے درست ہو کر فراہم ہو جائیں۔ اور ہر شخص ایک ایک رسّی اپنے ساتھ رکھے میں اُس سے اُن عربوں کی گردنیں باندھکر کتوں کی طرح سارے ملک میں پھرا لونگا۔ پیشوائے دین اور جملہ مددگاران وارکین اصطخر کے دل شاہک کی اِس گفتگو سے مضبوط ہو گئے۔ تیاریاں شروع کر دیں ایک لاکھ بیس ہزار کا لشکر فارس کے علاقوں سے فراہم ہو گیا۔ ہر شخص سامان جنگ سے لیس تھا اور ایک ایک رسّی اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ ابو موسیٰ نے یہ خبر سنکر فوج کا جائزہ کیا کُل سوار اور پیدل سترہ ہزار تھے۔ سب کی تنخواہ تقسیم کرکے اچھے اچھے وعدوں سے دل بڑھایا۔ اور بسمت اصطخر روانہ ہوا قریب پہنچکر لشکر میں منادی کرا دی کہ اصطخر میں پہنچکر بلند آواز سے تین مرتبہ تکبیر کہنا تاکہ بھاری آوازوں سے کافروں کے دلوں میں رُعب پیدا ہو جائے جب ابو موسیٰ اصطخر کے قریب آپہنچا تو لشکر کفار بھی قریب ہو کر شہر سے نکلا اور مسلمانوں کے مقابل آجما۔ ابو موسیٰ نے حکم دیا کہ سب مسلمان متفق ہو کر بلند آواز سے تکبیر کہیں شاہک کے کان تک تکبیر کی آواز کا پہنچنا تھا کہ اُسکے دل میں رُعب اور ہراس پیدا ہوا۔ اپنے دوستوں کی طرف متوجہ ہو کر فارسی زبان میں کہا میں کیا کروں اور کہاں جاؤں۔ اُسکا وزیر موجود تھا اُسنے دلاسا دیا کہ آپ دل کو مضبوط رکھیں کوئی خوف کی بات نہیں ہے عربی لشکر کی تعداد بہت تھوڑی ہے۔ اور ہم بہت زیادہ ہیں آپ قدم جمائے ہمت سے کھڑے رہیں کہ فوج آپ کو دیکھتی اور لڑتی رہے۔ شاہک مجبور ہو کر کھڑا رہا۔ دونو فوجیں ایک دوسرے کی طرف بڑھیں اور کچھ عرصہ تک جنگ ہوتی رہی ابو موسیٰ نے حکم دیا کہ پھر بلند آواز سے دوسری تکبیر کہیں اُنچی تکبیر کی آواز ایرانی لشکر کے کانوں تک پہنچی اُنکے ہاتھ پاؤں پھول گئے دل متحمل ہوگئے۔ غلغلہ تکبیر کے سُننے کی تاب نہ رہی۔ سب ایک دوسرے سے الگ ہو کر بھاگ نکلے سب سے پہلے جو شخص بھاگا وہ اُس لشکر کا سردار شاہک تھا اپنے گھوڑے کو بڑی تیزی سے دوڑا رہا تھا مگر اُسکو اسلامی فوج کے ایک بہادر جنید بن مسلم ازدی نے جا لیا۔ اور تلوار کا ایسا ہاتھ اُسکے تاج پر مارا کہ وہ گھوڑے سے گر کر مر گیا۔ جنید نے اپنے گھوڑے سے اُتر کر اُسکے بدن کے ہتھیار اور کپڑے اوتار لئے اور تاج لیکر اپنی فوج سے آملا۔ ایرانی لشکر مسلمانوں کے سامنے سے بھاگ کر جدھر تدھر کو منتشر ہو گیا۔ اب کرمان میں خبر پہنچی تو یزدجرد کا حال اور بھی زیادہ بتلا ہو گیا کہتا تھا افسوس مسلمانوں نے اصطخر کو فتح کر لیا اور شاہک قتل ہو گیا وہ اسی حیرانی میں ششدر بیٹھا ہوا تھا اور اُسکے تمام خدمتگار اور سپاہی بھی اُسکی طرح چپ اور متفکر تھے کہ اس عالم میں کرمان کے سرداروں میں سے ایک سردار بہدوین سیگوش نام یزدجرد کی محفل میں آیا اُسے تخت پر حیرت زدہ اور فکر و تردد سے از خود رفتہ دیکھ کر خدمت گذاری کے طور پر سبب حزن و ملال دریافت کیا۔ یزدجرد انتہائے فکر و رنج میں مبتلا ہونیکے سبب اُسکی بات نہ سُن سکا نہ کوئی جواب دے سکا۔ بہدوین نے غضبناک ہو کر ہاتھ بڑھایا اور اُسکا پاؤں پکڑ کر

ذکر غنیمت لشکر اسلام در فارس

تخت سے کھینچا اور زمین پر ڈالدیا۔ اور کئی سخت و سُست باتیں سُنائیں کہ یہ بزرگوں کا تخت تجھ جیسے بیہوش اور کم ہمت کے واسطے نہیں ہے۔ پھر لشکریوں اور خدمتگاروں سے کہہ کر کہ اِسے اِس شاہانہ مکان سے نکالدو باہر چلا گیا یزدجرد نے بسبب شرمندگی و خجالت کچھ نہ کہا اور اپنی سواری کا گھوڑا منگا کر مع خدم و حشم خراسان کا رستہ لیا۔ مرو میں پہنچکر قیام کیا جب اہالیان مرو کو معلوم ہُوا کہ وہ فارس سے بھاگ کر آیا ہے۔ بہت سی ملامت اور بے آبروئی کی اور چاہا کہ پکڑ کر مار ڈالیں اسلئے طمطاح بادشاہِ ترکان کو خط لکھا کہ عجم کا بادشاہ عربوں کے خوف سے بھاگ کر ہمارے پاس آیا ہوا ہے۔ ہم اُس کے ہواخواہ نہیں اور اُسکے مقابل آپ سے تعلق رکھنا پسند کرتے ہیں۔ اِسلئے آپ یہاں تشریف لے آئے کہ ہم شہر کو آپکے حوالہ کردیں اور یزدجرد کو پکڑ کر مار ڈالیں ترکوں کا بادشاہ طمطاح اہلِ مرو کی تحریر دیکھ کر مع فوج جانب مرو روانہ ہوا۔ یزدجرد لشکرِ کثیر کے ساتھ اُسکے آنے کی خبر سُنکر بہت ڈرا رات کیوقت یکہ و تنہا محل سے نکلکر کسی غلام یا خدمتگار کو ساتھ لئے بغیر جنگل میں نکلگیا۔ ایک طرف کو مُنہ اُٹھائے جا رہا تھا اور نہ جانتا تھا کہ کہاں جا رہا ہے کچھ دُور چلکر دریائے مرو کے کنارے کچھ روشنی نظر پڑی اُسیطرف چلدیا۔ دیکھا ایک آدمی چکی پیس رہا ہے۔ اُسکے پاس جا کر کہا میں ایک بدنصیب شخص ہوں اور دشمن پیچھے پڑے ہوئے ہیں میں نہیں ڈرتا ہوں اگر تو آج رات مجھے پناہ دے اور اپنی حفاظت میں رکھے تو کل میں تجھے اِسقدر زر و مال دونگا کہ تو مالدار ہو جائیگا۔ چکی والے نے کہا اچھا اور میری پناہ میں ٹھہر یزدجرد اُسکے گھر میں داخل ہوا اور بسبب رنج و غم پڑکر سو رہا۔ چکی والے نے اُسے سوتا پا کر اچھا موقع پایا عین خوابِ راحت میں اُسکے سر پر ایک ایسا پتھر مارا کہ پھر اُسنے سانس تک نہ لیا۔ پھر اُسکا تمام شاہی لباس اور مرصع تاج اور اسلحہ وغیرہ لیکر اُس کی نعش پانی میں ڈالدی دوسرے دن طمطاح داخل مرو ہُوا اہل شہر نے یزدجرد کی تلاش شروع کی ہر طرف ڈھونڈتے پھرتے تھے۔ یہانتک کہ اُس چکی والے کے پاس بھی آئے اور اُس سے یزدجرد کا سُراغ لگانا چاہا۔ اُسنے کہا میں اُسے جانتا بھی نہیں مگر اُس شخص میں سے خوشبو کی لپٹ اہل مرو کی ناک میں آئی تلاش شروع کی تو یزدجرد کی پوشاک عطریات سے بسی ہوئی برآمد ہوئی تو یزدجرد کی جستجو کی گئی اور اُسکا مُردہ چکی کے پانی میں سے ڈھونڈ نکالا اُسی چکی والے کو پکڑ لیا اور تمام کیفیت طمطاح سے عرض کی۔ اُسنے حکم دیا کہ یزدجرد کی نعش اور اُس چکی والے کو لاؤ۔ طمطاح یزدجرد کو اس حال سے مردہ پا کر بہت رویا اور فرمایا کہ اُسکی نعش کو خوشبوؤں سے معطر کرکے شاہانہ طریق سے تابوت میں رکھیں پھر بجانب فارس بھیجکر حکم دیا کہ اُسکے بزرگوں کے قبرستان میں شاہی رسموں کے ساتھ دفن کریں اُسکے بعد چکی والے کو قتل کر دیا۔ غرض جب فارس کی فوج ابو موسیٰ کے سامنے سے بھاگ نکلی اور منتشر ہو گئی تو ابو موسیٰ نے اصطخر کے باہر فوج ڈالکر محاصرہ ڈالدیا۔ اور ایک مہینے تک شہر کو محصور رکھا۔ آخر الامر باشندگانِ شہر نے عاجز آکر قاصد بھیجا۔ اور صلح کی درخواست پیش کی۔ ابو موسیٰ نے اِس معاہدہ پر صلح منظور کر لی کہ اہل شہر دو لاکھ درہم نقد اور سالانہ جزیہ دیں شہر والے بھی راضی ہو گئے۔ ابو موسیٰ نے روپیہ لیکر فوج کو تقسیم کر دیا اور بجانب کرمان روانہ ہُوا اب مُلکِ فارس کے ایک ایک شہر پر قبضہ کرتا اور کافروں کو سزا دیتا جا رہا تھا اور مُلک بھر میں کوئی ایسا شخص نہ تھا کہ اُسکا مقابلہ کرتا۔ آخر کار کرمان کے تمام شہروں پر قابض ہو کر بیابان خراسان کی سرحد پر آپہنچا اور وہاں قیام کرکے فارس اور کرمان کے اموالِ غنائم جمع کئے اُنکا خمس خدمت امیر المومنین عمرؓ میں بھیجا اور فارس و کرمان کی تسخیر سے جو بمددِ الٰہی ظہور میں آئی تھی اطلاع دی اور یہ جتایا کہ امیر المومنین کو معلوم ہو کہ میں یہ خط خراسان کی سرحد سے روانہ کرتا ہوں۔ اِس خط کے لکھنے اور اموالِ خمس کے روانہ کرنے کے بعد باقی تمام لوٹ لشکر والوں پر تقسیم کر دی ہے ہر سوار کے حصے میں آٹھ ہزار درہم آئے اور ہر ایک پیدل کو چار ہزار درہم ملے۔ کرمان و فارس کا فتحنامہ اور مالِ غنیمت کا خمس امیر المومنین کی خدمت میں پہنچا تو نہایت ہی شاد ہوئے اور شکر الٰہی ادا کرکے وہ مال مسلمانوں کو تقسیم کر دیا اور ابو موسیٰ کے خط کا جواب باین مضمون لکھا اے ابو موسیٰ تیرا خط پہنچا مضمون معلوم ہُوا بفضلہ تعالیٰ جو فتحیں تجھے حاصل ہوئیں اور جسطرح سے فارس و کرمان کے علاقہ مسلمانوں کے قبضے میں آئے سب کے مفصل حال سے آگاہی ہوئی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور بخششوں کا شکریہ ادا کیا گیا۔ تو نے سرحد خراسان سے اِس خط کے لکھنے کی جو اطلاع دی شاید فتح خراسان کا ارادہ ہوگا ہرگز ایسا نکرنا۔ خراسان کی سمت قدم نہ بڑھانا ہمیں خراسان کی ضرورت نہیں ہے۔ جس وقت تیرے پاس یہ خط پہنچے ہر ایک شہر میں جو بمددِ الٰہی فتح ہوا ہے ایک ایک نیک خصلت نیکوکار پسندیدہ سیرت شخص کو معتمد اور امیر مقرر کرکے خود واپس آ اور بصرہ میں قیام کر خراسان سے ہاتھ اُٹھا ہمیں خراسان سے اور خراسان کو ہم سے کوئی تعلق نہیں کاش ہم میں اور خراسان میں لوہے کے پہاڑ اور آگ کے دریا حد فاصل ہوتے سکندری دیوار جیسی ہزار دیواریں درمیان میں حائل ہوتیں۔ اُسوقت امیر المومنین علی علیہ السلام موجود تھے فرمایا اے خلیفہ ایسا کیوں کہتے ہو خلیفہ نے کہا اس سبب سے کہ خراسان ہم سے بہت دُور ہے۔ اور فتنہ و فساد

ہی کان ہے۔ وہاں کے باشندے مکار کینہ جو اور نفاق انگیز ہیں امیر المومنین علیؑ نے فرمایا اگرچہ خراسان ہم سے بہت دور ہے مگر اس ملک سے بہت سی عجیب باتیں تعلق رکھتی ہیں۔ اور جسقدر معلوم ہیں وہ یہ ہیں کہ خراسان میں ایک شہر ہرات ہے اُسے ذوالقرنین نے بسایا ہے اور عُزیر پیغمبر نے وہاں نماز پڑھی ہے وہاں کی زمین جابجا میدانوں میں بہتے دریا موجود ہیں اور اُس شہر کے ہر ایک دروازہ پر ایک فرشتہ شمشیر برہنہ لئے موجود رہتا ہے کہ اُس شہر اور نواح سے بلاؤں کو تا قیامت دفع کرتا ہے۔ اب سے پہلے اُس شہر کو کسی نے زور اور غلبہ سے فتح نہیں کیا ہے اور اُسکے بعد بھی یہ شہر کسی سے فتح نہ ہوسکیگا۔ لیکن آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کے دست مبارک سے تسخیر ہوگا خراسان میں ایک اور شہر خوارزم ہے وہ اسلامی حدود میں سے ایک حد ہے جو شخص وہاں رہیگا اُسے ایسا ثواب ہوگا گویا شمشیر آبدار لیکر خدا کی راہ میں کافروں سے جہاد اور معرکہ آرائی کی ہے۔ زہے نصیب اُس شخص کے جسنے خوارزم میں سکونت اختیار کی ہو اور وہاں پر عبادت الٰہی میں مصروف رہکر رکوع و سجود بجا لایا ہو خراسان میں ایک اور شہر بخارا نام ہے وہاں کچھ ایسے اشخاص ہونگے جو کثرت ریاضت سے ایسے نحیف ہونگے گویا انہیں بٹ دے رکھا ہے اور دھوبی کی طرح مل ڈالا ہے۔ زہے نصیب اہل سمرقند وہاں کی زمین حق تعالیٰ کی عبادت اور پرستش کی جگہ ہے لیکن آخری زمانہ میں اُس پر ترک غلبہ کرکے تمام باشندوں کو ہلاک کر دینگے۔ فرغانہ اور شاش کے باشندوں کی قسمتیں اللہ تعالےٰ نے بہت اچھی بنائی ہیں وہ شخص بہت ہی خوش نصیب ہے جسنے وہاں چند رکعت نماز ادا کی ہو خراسان میں ایک اور شہر سجاب نام ہے جو شخص وہاں وفات پائیگا بڑا ہی نصیبے والا ہوگا وہ شہیدوں میں شمار کیا جائیگا۔ ہاں شہر بلخ ایک دفعہ اُجڑ چکا ہے۔ اگر پھر اُجڑا تو آباد نہ ہوسکیگا۔ تالقان والے بھی نیک لوگ ہیں۔ اُس سرزمین پر اللہ تعالےٰ کے خزانے ہیں اور وہ خزانے زر و سیم سے علاقہ نہیں رکھتے بلکہ مردانِ خدا ہیں جو اللہ تعالےٰ کی معرفت ایسی رکھتے ہیں جیسی کہ لازم ہے۔ آخری زمانہ میں ایک دن اس شہر پر غالب آکر سب کو قتل کر دے گا ایک متنفس بھی زندہ نہ بچیگا سرخس میں بڑا بھاری زلزلہ آئیگا اور عظیم بربادی واقع ہوگی اکثر انسان دہشت اور خوف میں مر جائینگے۔ سجستان میں ایک گروہ ہوگا۔ جو قرآن پڑھے گا مگر اُن کے حلق سے ادا نہ ہوسکیگا یعنی وہ قرآن شریف پر عمل نہ کریگا۔ اور دینِ اسلام سے اسطرح علیحدہ ہوگا جسطرح تیر شست سے آخری زمانہ میں اس شہر پر ریت برسیگا اور تمام اہل شہر ریت میں دب جائینگے۔ فوشنج کا برا ہو وہاں سے تیس دجال پیدا ہونگے اور ہر ایک دوسرے سے زیادہ ناپاک ایسے شقی ہونگے کہ تمام بندگانِ خدا کو بھی قتل کر دیں تو ذرا پروا نہ کریں۔ ہاں نیشاپور والے کڑک بجلی اور صاعقہ سے ہلاک ہو جائینگے اور یہ شہر ایکدفعہ نہایت ہی سرسبز اور آباد ہوکر ایسا برباد ہوگا کہ پھر نہ بسے گا اور کوئی متنفس زندہ نہ رہے گا اور باشندے نیک سیرت ہونگے توس والوں کا بھلا ہو۔ وہاں نیک مرد بکثرت ہونگے۔ وہاں کی سرزمین اصلاح کرنے والوں سے کبھی خالی نہ رہیگی دامغان میں بھی نیک آدمی سب ہونگے اور وہ جگہ صلحاء سے خالی نہ ہوگی۔ سمنان کے باشندے ہمیشہ تنگ حال رہیں گے مگر بوقت ظہور امام مہدی علیہ السلام آسودہ حال ہو جائیں گے طبرستان ایسا شہر ہے جہاں ایمان والے کم اور فاسق بہت ہونگے دریا اس شہر کے متصل آجائیگا۔ پہاڑ اور میدان سے اُس شہر کو بہت نفع ہوچکا۔ شہر رے فتنہ کی جگہ ہے وہاں ہمیشہ لڑائیاں اور جھگڑے ہوتے رہیں گے اور آخری زمانہ میں اُسے دیلم والے برباد کرینگے جو دروازہ پہاڑ کے متصل ہے اس پر ایسی سخت جنگ ہوگی کہ اُن کی تعداد سے خدا تعالیٰ کے سوا اور کوئی واقف نہیں ہوگا اُسی دروازہ پر بنی ہاشم قبیلہ کے آٹھ بزرگوار نماز ادا کرینگے۔ اور اُن میں سے ہر شخص خلافت کا دعوے دار ہوگا۔ اُسی شہر رے میں پیغمبر کے ہمنام ایک بزرگ آدمی کو محصور کرینگے۔ اور چالیس روز کے بعد اُسے گرفتار کرکے مار ڈالیں گے باشندگانِ رے کو سفیانی زمانہ میں سخت تکلیفیں اُٹھانی پڑیں گی۔ اور ایک بہت بڑا کال پڑے گا۔ امیر المومنین علی علیہ السلام نے جب اُن شہروں کے حالات بیان فرمائے عمرؓ نے کہا اے ابو الحسن آپ نے مجھے فتح خراسان کی ترغیب دلا دی۔ آپ نے فرمایا کہ خراسان کا جو حال مجھے معلوم تھا میں نے سنا دیا اور جو کچھ میں نے کہا ہے اِس میں ذرا بھی شک و شبہ نہیں ہے۔ بہتر یہی ہے کہ خراسان کو چھوڑ کر اور ممالک کیطرف توجہ کرو کیونکہ خراسان کا فتح ہونا سب سے پہلے بنی اُمیہ کے ہاتھ سے ہوگا اور آخر میں بنی ہاشم کے ہاتھ سے والسلام۔

جب امیر المومنین عمرؓ کا خط ابو موسیٰ کے پاس پہنچا تو اُس نے بصرہ کی طرف مراجعت کی اور وہاں پہنچکر اپنا کام سنبھال لیا اب اہلِ کوفہ نے امیر المومنین عمرؓ کی خدمت میں عمار یاسر کی شکایت لکھ کر بھیجی اور چاہا کہ اُسے برطرف کر دیں عمرؓ نے کہا میں ان کوفیوں سے تنگ آگیا ہوں اور انکی بدبختی سے مجھے [illegible] کی تالیف ہم اگر میں کسی مرد جوان پرہیزگار کو انکا امیر بنا کر بھیجتا ہوں تو اُسے فسق و فساد سے منسوب کرتے ہیں اور ضعیف العمر کو بھیجتا ہوں تو اُسے خاطر میں نہیں لاتے۔ امیر المومنین نے

مغیرہ بن شعبہ کو والیٔ کوفہ مقرر کرکے چند کلمات نصیحت آمیز کہے کہ اے مغیرہ ایسا برتاؤ رکھنا کہ صلح پسند اشخاص مطمئن ہوجائیں اور اہلِ فساد دب جائیں مغیرہ نے اس امر کو تسلیم کرکے کوفہ کی راہ لی اور وہاں کی امارت سنبھالی اور عمار یاسر مدینہ واپس چلے آئے جس وقت خدمتِ امیر المومنین میں پہنچے آپ نے قسم دلا کر کہا اے عمار میں نے تجھے کوفہ کی امارت سے ہٹا دیا۔ تو رنجیدہ ہوا یا نہیں۔ سچ کہنا۔ عمار نے کہا اے امیر المومنین خدا کی قسم جب تو نے مجھے کوفہ کا امیر مقرر کیا تھا تو مجھے کچھ خوشی نہ ہوئی تھی اور اب کہ مجھے معزول کردیا ہے تو مجھے کچھ ملال نہیں ہوا اس واقعہ کے بعد مغیرہ تین برس تک حاکمِ کوفہ رہا۔ امیر المومنین عمرؓ بھی زمانہ خلافت میں ہر طرف فوج بھیجتے اور شہر و ممالک فتح کرتے رہے۔ اور آخری وقت میں حج کو تشریف لیگئے۔ وہاں ایک مصری شخص نے حاضر ہوکر کہا اے امیر المومنین میری عرض سنیے اور ظالم سے میرا انصاف کیجئے۔ آپ نے کہا جو حال گذرا ہو بیان کر۔ اُسنے کہا ایکدن میں نے اور محمد پسر عمرو عاص نے شرط باندھکر اسپ دوانی کی تھی میرا گھوڑا سبقت لے گیا اُسنے ذی عزت اشخاص کے سامنے جو وہاں موجود تھے مجھے بے خطا تازیانہ سے مارا میں نے عمرو عاص سے شکایت کی تو مجھے پکڑوا کر قید خانہ میں ڈالدیا میں چار مہینے تک اُسکی قید میں رہا پھر مجھے چھوڑدیا۔ اب حاجی زیارت کعبے کے لئے آنے لگے تو میں بھی اُنکے ساتھ یہاں آگیا۔ میں نے جو کچھ عرض کیا یہی میرا حال ہے۔ امیر المومنین عمرؓ نے دونوں کو حاضر ہونیکا حکم دیا جب حاضر ہوگئے تو اس مصری آدمی کے واقعہ کا حال اُن سے دریافت کیا۔ دونوں صاف مکر گئے امیر المومنین نے مدعی سے شہادت طلب کی مصر کے کچھ لوگوں نے حاضر ہوکر گواہی دی کہ اِسکا دعویٰ سچ ہے۔ امیر المومنین نے کہا محمد سے اپنا بدلا لے مصری نے اُسکے ایک تازیانہ لگایا۔ پھر امیر المومنین نے کہا اسکے باپ عمرو عاص کو بھی آگے لا۔ مصری نے کہا اے خلیفہ عمرو عاص نے مجھے نہیں مارا لیکن قید رکھا ہے آپ نے کہا اگر تو چاہتا ہے تو میں اُسے قید کروں اور اگر معاف کرتا ہے تو تجھے اختیار ہے مصری نے کہا اے خلیفہ میں نے اُسے معاف کیا تم بھی معاف کرو عمرو عاص غصہ ہوکر بولا اے عمرؓ تم نے میرے بیٹے کو اور مجھے بہت بے عزت کیا۔ اب مجھسے تمہارے عہد میں انتظام ملک ہوسکیگا اور نہ میں تمہارے کسی کام کو ہاتھ لگاؤنگا آپ نے کہا جا جہاں جی چاہے چلا جا مجھے بھی تیری کچھ ضرورت نہیں ہے: اُس کے بعد امیر المومنین عمرؓ منبر پر گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد کہا اے لوگو آگاہ ہو کہ جبتک میں تمہارا امیر رہا تمکو فرائض اور سنتوں سے آگاہ کرتا اور راہِ راست بتاتا رہا تم خدا سے ڈرتے رہو اور اُسکی نعمتوں کے شکر ادا کرو۔ اب میں نحیف ہوگیا ہوں کھال سست اور ہڈیاں ضعیف ہوگئی ہیں اور میں خیال کرتا ہوں کہ یہ میرا آخری خطبہ ہے اسکے بعد پھر کوئی خطبہ نہ سنا سکونگا تمہیں لازم ہے کہ ایسے کام کرتے رہو کہ خدائے تعالےٰ رضامند رہے اور ہمیشہ یہ سمجھتے رہو کہ حق سبحانہ تعالےٰ ہر وقت تمہیں دیکھ رہا ہے۔ یہ کہ کر آپ منبر سے اُتر آئے اور جانب مدینہ مراجعت فرمائی

اب مغیرہ بن شعبہ کوفہ سے چلا آیا تھا۔ اور اُسکے ساتھ ایک غلام فیروز نام تھا جسکی کنیت ابو لولو تھی یہ غلام بہت بڑا دستکار تھا اور طرح طرح کے عمدہ کام جانتا تھا ایک دن خلیفہ کے سامنے حاضر ہوکر فریاد کی کہ میرے آقا نے مجھپر زر کثیر لگا رکھا ہے ہر مہینے میں مجھسے سو درم لیتا ہے اور میں اسقدر رقم ادا نہیں کرسکتا آپ حکم دیکر کچھ کمی کرادیں۔ خلیفہ نے کہا تو کیا صنعت جانتا ہے اُس نے کہا ہوا چکی بناتا ہوں اور کچھ اور کام بھی بیان کئے خلیفہ نے مغیرہ کو بلا کر غلام کے بارے میں کہا کہ خدا سے ڈرنا چاہئے اور اُسکی حیثیت سے بڑھکر روپیہ طلب نہ کرنا چاہئے اگرچہ وہ کافر ہے مگر میرے سامنے مظلوم بنکر آیا ہے مغیرہ نے کہا کہ ایسا ہی عمل میں لاؤنگا واپس چلا گیا مگر طلب زر میں کچھ تخفیف نہ کی ابو لولو نے پھر خلیفہ کے پاس آکر مغیرہ کی شکایت کی آپ نے کہا تو جتنی صنعتیں جانتا ہے اُنکے لحاظ سے مغیرہ کا مطالبہ زیادہ نہیں ہے۔ پھر کہا مجھے بیت المال کے غلہ کی پسائی کے لئے ایک چکی کی ضرورت ہے اگر تو بنادے گا تو بہت کچھ انعام دونگا۔ اُسنے کہا میں آپکے لئے ایسی چکی بناؤنگا کہ اُسکی شہرت مشرق سے مغرب تک پہنچیگی۔ غلام تو چلا گیا۔ خلیفہ نے اپنے اصحاب سے کہا تم سمجھے یہ کیا کہہ گیا ہے۔ اُسنے مجھے قتل کی دھمکی دی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ اپنے حکم کو پورا کرنے والا ہے دوسرے دن خلیفہ نے نماز صبح مسجد میں ادا کرکے اور منبر پر بیٹھکر حمد و ثناء باریتعالیٰ کے بعد کہا اے دوستو آگاہ ہو کہ میری موت قریب آپہنچی ہے میں نے رات کو خواب دیکھا ہے کہ ایک مرغ نے میرے قریب پہنچکر دو یا تین چونچیں مجھے ماریں اِس خواب سے میرے دل میں دغدغہ پیدا ہوگیا اور مجھے خیال آتا ہے کہ وہ مرغ کوئی عجمی شخص ہے جو میرے قتل کا ارادہ رکھتا ہے۔ دو یا تین زخم لگائیگا اگر یہی بات ہے تو اللہ تعالےٰ اُسے نہ ٹالیگا۔ ایسا امر واقع ہونے پر اگر میں ہوش میں رہا تو اپنے سے بہتر شخص کو تمہارا خلیفہ مقرر کردونگا اور اگر مجھے اسقدر مہلت نہ ملی تو تم ان چھ اصحاب رسولخدا عثمان بن عفان۔ علی ابن ابیطالب۔ طلحہ بن عبداللہ۔ زبیر بن عوام۔ سعد بن ابی وقاص

عبد الرحمن بن عوف میں سے جنسے رسول خدا صلعم بہت راضی تھے کسی ایک شخص کو اپنا خلیفہ بنا لینا۔ یہ کہہ کر اور منبر سے اُتر کر عبد اللہ بن عباس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے مسجد سے نکلے۔ کچھ دُور چلکر آہِ سرد بھری اور روئے عبد اللہ نے کہا یہ آہ و زاری کیسی ہے اور کس بات کا خطرہ ہے خلیفہ نے کہا میں جانتا ہوں کہ میری موت آپہنچی ہے۔ میں موت سے تو نہیں ڈرتا۔ کیونکہ سب کا انجام یہی ہے۔ لیکن خلافت کی طرف سے اندیشہ ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کرنا چاہیے عبد اللہ بن عباس نے کہا کہ علیؑ ابن ابیطالب کے حق میں کیا کہتے ہو۔ جملہ اوصاف ہجرت۔ قرابت۔ فضیلت۔ جرأت۔ شجاعت۔ علوم میں خلیفہ نے کہا جیسا تو نے بیان کیا علی ایسا ہی ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ اگر یہ کام اُسکی تفویض میں آیا تو لوگوں کو راہِ راست پر رکھیگا۔ مگر اُسکے مزاج میں خوش طبعی ہے اور خلافت کی بڑی تمنا ہے۔ اور جو شخص خلافت کا خواہشمند ہو وہ اُسکے لایق نہیں ہے۔ عبد اللہ نے کہا عثمان بن عفان کے حق میں کیا رائے ہے کہا وہ اس کام کے لایق ہے مگر میں ڈرتا ہوں کہ یہ کام اُسکے ہاتوں جا پڑا تو آلِ ابی معیط کو مسلمانوں پر مسلط کریگا اور وہ تمہارے ساتھ اور تم اُنکے ساتھ جو جو کچھ ہونا چاہیے کرو گے عبد اللہ نے کہا اور طلحہ کے حق میں کیا کہتے ہو۔ کہا اے عبد اللہ خدا نہ کرے کہ یہ کام اُسکے تصرف میں آئے وہ بڑا سخت مغرور اور خود بین شخص ہے پھر پوچھا زبیر بن عوام کو کیسا جانتے ہو جواب دیا کہ وہ بڑا بہادر اور تجربہ کار سوار ہے۔ مگر بہت ہی بخیل اور ممسک ہے صبح سے رات تک بقیع میں پھرا رہے اور ذرا شرم نہ آئے اور ایک صاع گندم یا جو کے واسطے لوگوں سے دشمنی خرید لے اور سختیوں سے پیش آئے اس کام کیلئے ایسا آدمی ہونا چاہیے۔ جو جوانمرد ہو بخشش کے وقت سخی اور ضرورت کیوقت محفوظ رکھنے والا بخشش میں فضول خرچ نہو۔ اور بخل میں حد سے تجاوز نہ کرے۔ بلکہ دونوں حالتوں کے توسط کو عمل میں لاتا رہے۔ پھر عبد اللہ بن عباس نے پوچھا کہ سعد بن وقاص کیسا ہے۔ فرمایا وہ بہادر اور عمدہ معرکہ آرا شخص ہے سپہ داری کی لیاقت خوب رکھتا ہے۔ مگر اس کام کے لایق نہیں۔ عبد اللہ نے پوچھا عبد الرحمن بن عوف کی نسبت کیا خیال ہے کہا وہ نیک مرد نیک سیرت مسلمان ہے مگر بہت ضعیف و نحیف ہے۔ خلافت بے غرور طاقتور اور بغیر ضعف ویسے مزاج اور بغیر بخل حفاظت کنندہ اور شریف سخی کا کام ہے۔ اے بھائی اگر معاذ بن جبل زندہ ہوتا تو اس سے زیادہ اور کوئی سزاوار نہ تھا میں نے حضرت رسالت پناہ سے سن رکھا ہے کہ معاذ بن جبل ایسا امین شخص ہے۔ کہ بروز قیامت اُسکے اور خدا تعالی کے درمیان میں کوئی شخص سوائے پیغمبروں کے واسطہ نہو گا۔ اور اگر سالم مولی بن حذیفہ زندہ ہوتا۔ تو میں یہ خدمت اُسی کے حوالہ کر دیتا کیونکہ حضرت رسولخدا اُسکی نسبت فرماتے تھے کہ سالم خدا کو دوست رکھتا ہے اور خدا کے سوا اور کسی سے نہیں ڈرتا۔ اگر ابو عبیدہ جراح زندہ ہوتا تو وہ بھی اس کام کیلئے خوب تھا رسولخدا اُسکی نسبت فرمایا کرتے تھے کہ ہر ایک اُمت کا ایک امین ہے اور اس اُمت کا امین ابو عبیدہ ہے۔ خلیفہ ان باتوں کے بعد اپنے مکان میں چلے گئے اور اصحاب رسول میں سے مشہور و معروف شخصوں کو بلایا جب سب جمع ہوگئے تو اپنے پاس بٹھا کر ایک شخص کو قوم ترسا کے پیشوا جاثلیق کے بلانیکے واسطے بھیجا جب اُسے لائے تو کہا اے جاثلیق تو سب ترسا لوگوں میں زیادہ عقلمند ہے اور انجیل تجھے خوب یاد ہے۔ میں تجھ سے ایک امر دریافت کرنا چاہتا ہوں سچ سچ بیان کرنا جاثلیق نے کہا اے خلیفہ جو کچھ مجھے معلوم ہوگا تم سے سچ بیان کر دونگا عمر نے کہا ہمارے پیغمبر کی تعریف تو نے انجیل میں دیکھی ہے یا نہیں۔ جاثلیق نے کہا انجیل میں تمہارے پیغمبر کا نام فارقلیط لکھا ہے۔ پوچھا فارقلیط کے کیا معنی ہیں۔ اُسنے جواب دیا کہ حق اور باطل کو جدا کرنیوالا یہ سُنکر خلیفہ اور جملہ اصحاب و اکابر نے خدا تعالی کی حمد و ثنا بیان کی کہ ہمکو ایسے پیغمبر کی اُمت بنایا پھر پوچھا اے جاثلیق انجیل میں اس پیغمبر کے دوستوں کا حال بھی ہے جو اُسکے بعد خلیفہ ہونگے۔ کچھ تحریر ہے یا نہیں۔ اُسنے کہا مذکور ہے کہ فارقلیط کی وفات کے بعد اُسکی جگہ ایک ایسا شخص بیٹھیگا جس سے بڑے بڑے نیک کام صادر ہونگے۔ عمر نے کہا ابو بکر پر اللہ کی رحمت ہو وہ ایسا ہی تھا۔ اے جاثلیق پھر کون ہوگا۔ اُس نے کہا لکھا ہے کہ اُس جگہ دوسرا شخص ہوگا جو بڑا جوان یعنی دین کے کام میں بڑا مضبوط اور قوی ہوگا۔ پوچھا پھر کون ہے کہا اُسکے بعد وہ شخص ہوگا جو اپنے عزیزوں قریبوں کو دوسرے لوگوں پر ترجیح دیگا عمر یہ بات سُنکر عثمان کیطرف نگاہ کی اور کہا اے جاثلیق پھر کیا ہوگا اُسنے کہا اسکے بعد ایک شمشیر برہنہ ہوگی جس سے بیشمار خونریزی ہوگی عمر نے یہ بات سُنتے ہی ہاتھ پر ہاتھ مارا اور عثمان کی طرف مخاطب ہو کر کہا اگر خلافت تجھے ملیگا۔ تو خدا سے ڈرنا اور آلِ ابی معیط کو لوگوں پر حاکم نکرنا۔ پھر علی علیہ السلام

کیطرف متوجہ ہو کر کہا اے ابو الحسن مجھے معلوم ہوتا ہے کہ جب خلافت آپ کو نصیب ہوگی تو بڑے فساد اٹھینگے۔ یہ کہکر لوگوں کو رخصت کر دیا۔ اُس روز جمعہ تہا اسکے دو تین دن بعد ابو لؤلؤ نے بدھ کے دن صبح کے وقت دو دہارا خنجر لیا اور بحالتِ تفکر کوئی چیز سر پر لپیٹ کر کہ کوئی پہچان نہ سکے مسجد میں آیا اور ایک کونے میں بیٹھ رہا اتنے میں خلیفہ مسجد میں آئے اور آدمی بھی جمع ہوگئے مداخل محراب ہو کر آپ نے پیشنمازی کی۔ ابو لؤلؤ پہلی صف میں کھڑا ہو گیا۔ خلیفہ نے تکبیر کہکر نیت باندھی اور مسلمانوں نے بھی نیت باندھ لی اُسوقت ابو لؤلؤ نے بڑھکر دو زخم لگائے ایک پہلو میں دوسرا زیر ناف اور ایک روزیر ساق۔ پھر صفوں کو چیرتا ہوا بھاگا۔ اور مسجد سے نکل گیا۔ خلیفہ اُن زخموں سے نہایت ناتوان اور بے حال ہو گئے۔ عبد الرحمن بن عوف کو حکم دیا کہ پیشنمازی کرکے نماز ختم کرلے۔ اُسنے آگے بڑھکر پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد قُل یَاأَیُّهَا الْکَافِرُونَ اور دوسری رکعت میں بعد الحمد قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ پڑہی اور سلام پھیرا۔ پھر تو لوگ دوڑ پڑے اور ابو لؤلؤ کا پیچھا کرتے ہوئے۔ آواز دیتے جارہے تھے۔ کہ قاتل جو رہے پکڑو ایک شخص نے اوسکے پاس پہنچکر پکڑنا چاہا اُس نے خنجر مارا اسیطرح تیرہ مسلمانوں کو زخمی کیا جنمیں چھ آدمی مرگئے۔ آخرکار ایک شخص نے دوڑکر اُس کے سر پر کمبل ڈالدیا اور گرفتار کرلیا۔ ابو لؤلؤ نے جب دیکھا کہ پکڑا گیا۔ چھری مار کر اپنا کام تمام کر دیا۔ اور آدمی امیر المومنین کو تھام کر گھر میں لائے۔ حالت نہایت غیر تھی۔ لوگ آتے تھے اور احوال پوچھتے تھے اور زار قطار روتے تھے جب ہوش آیا کہا مجھے ابو لؤلؤ نے خنجر مارا ہے۔ یا کسی اور نے۔ لوگوں نے کہا ابو لؤلؤ نے۔ آپ نے کہا شکرِ خدا کہ میری ہلاکت ایک مسلمان کے غلام کے ہاتھ سے وقوع میں آئی ہے۔ قیامت کے دن اپنے واسطے جھگڑ سکتا ہوں اتنا کہنے کے بعد غشی طاری ہوئی نمازِ ظہر کے واسطے حرکت دیکر پکارا کہ نماز قضا ہوتی ہے۔ تو ہوشیار ہو کر کہا ہاں نماز پڑہنی چاہیئے۔ جو شخص نماز نہیں پڑہتا وہ مسلمان نہیں ہے اُسکے بعد جسطرح ہو سکا نماز پڑہی۔ لوگوں نے ایک طبیب کو بلایا اُسنے امتحان کے طور پر دودھ پلایا وہ دودھ زخموں کی راہ سے نکل آیا طبیب نے کہا اے خلیفہ وصیت کرو کیونکہ موقع نازک ہے اور یہ زخم مندمل نہوگا۔ آپنے کہا طبیب سچ کہتا ہے اُسکے بعد پُر درد دل سے ایک ٹھنڈی آہ بھری۔ عبد اللہ بن عباس نے کہا خدا آپ کو نہ رُلائے اور بہشت کرامت فرمائے۔ خدا کی قسم تمہارے اسلام سے اسلام کو عزت حاصل ہوئی اور تمہارا ہجرت کرنا بہت بڑی فتحمندی تھی۔ اور تمہاری خلافت میں رحمت شامل تھی تم اُسوقت مسلمان ہوئے جبکہ لوگوں نے اُسے چہوڑ رکھا تہا اور تم اُس گروہ میں سے ہو جنکی نسبت خدا تعالے فرماتا ہے۔ لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ یعنی اور تم اُس جماعت میں سے ہو جسکی نسبت خدا فرماتا ہے للفقراء والمهاجرين الذين اخرجوا من ديارهم واموالهم يبتغون فضلا من الله ورضوانا یعنی اور تم نے خدمت رسول میں ایسے آداب کو اختیار کیا کہ بہشت کی خوشخبری دیگئی نہ ایکبار بلکہ کئی دفعہ جناب مصطفےٰ صلعم نے زبانِ مبارک سے تمہارے حق میں اس خوشخبری کو بیان فرمایا ہے اور جبکہ آنحضرت دار السلام کو تشریف لے گئے تم سے راضی تھے۔ بعد وفات آنحضرت تم نے جناب رسولخدا کے خلیفہ کی مدد اور اعانت کی ہے اور ظاہر و باطن میں کمال سعی کرتے رہے ہو۔ یہانتک کہ وہ بزرگوار بھی دنیا سے چلا گیا اور تم سے رضامند گیا اب کہ خلافت کا کام آپ کے حوالہ ہوا تو ایسے طور سے انجام دیا کہ تمہارے سوا اور کوئی نکر سکتا اللہ تعالیٰ نے تمہارے واسطے سے اسلام کو عزیز کیا اور دشمنانِ دین کو ذلیل تم نے بہت سے شہر اور ممالک فتح کیے بتکدوں کو خراب اور مسجدوں کو آباد و تعمیر کیا۔ اچھے اچھے قانون جاری کئے رعیت کیساتھ صاحب عدل و انصاف و امانت گزار رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ تمکو ان حسنات کی جزا خیر کرامت فرمائے۔ خلیفہ نے کہا اے عبد اللہ تو نے جسقدر میری خدمتگذاریاں گنوائی ہیں کیا بروز قیامت انکی گواہی دیسکتا ہے انہوں نے جوابدیا ہاں۔ حضرت عمر نے رو کر کہا اگر میرے قبضہ میں تمام دنیا بھی ہوتی تو میں جان دینے کے خوف و دہشت سے قربان کر دیتا کاش اب کہ میں دنیا سے جاتا ہوں مجھ سے مؤاخذہ نکرتے نہ مجھے کچھ دیتے نہ مجھ سے حساب لیتے۔ پھر لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ اے بھائیو جب میں جاؤں اور اس دنیا سے انتقال کر جاؤں تو تین دن تک طلحہ بن عبد اللہ کے آجانیکا انتظار کرنا اُسکے بعد ان چھ آدمیوں سے جنکی نسبت میں نے وصیت کی ہے کسی ایک شخص کو جسے تم اس کام کے لائق سمجھو اپنا امیر بنا لینا۔ کیونکہ میں نے خلافت ان چھ شخصوں کے حوالہ کر دی ہے اور جب اس بات میں شورہ کرو تو میرے بیٹے عبد اللہ کو بلا لینا مگر اس شرط کے ساتھ کہ اُسکو خلافت سے الگ رکھو۔ جبتک امر خلافت قرار پائے صہیب خدمت پیشنمازی بجا لائیگا۔ اور جب کسیکو خلیفہ بنالو اور کوئی شخص اُسے نہ مانے تو اُسے قتل کر دینا

آگاہ ہو کر جو شخص خلیفہ بنے اُسے میری وصیت ہے کہ انصار اور مہاجرین کی رعایت کرتا اُنکی فضیلت اور اُنکے حقوق کو پہچانتا رہے اُنکے افعال نیک کا بدلہ نیک دے اور اُنکی بدکرداریوں کو معاف کرتا رہے رعیت کے ساتھ اچھا برتاؤ رکھے۔ کیونکہ وہ خراج دینے والا اور خدمتگذار گروہ ہے۔ جب دشمنوں کے ممالک سے لوٹ کا مال آئے تو حصہ مساوی تقسیم کرے۔ اہل ذمہ لوگوں کی خاطر داری کو واجب سمجھے اُن پر ظلم و ستم نہ کرے نہ اُنکے مقدور سے زیادہ خدمت لے اور جو کچھ اُن سے عہد و پیمان ہو چکا ہے آئے ایفا کرتا رہے کیونکہ یہ لوگ اللہ تعالےٰ اور اُسکے رسولِ مقبول کی حفاظت میں آئے ہوئے ہیں اہل عرب کو اسوجہ سے کہ وہ اسلام کے سر گروہ ہیں عزیز رکھے جو صدقات اُنپر عائد ہوں بسہولیت وصول کرے۔ ظلم و زیادتی سے پیش نہ آئے فقرا اور مساکین کے حقوق اُنکو پہنچاتا رہے۔ پھر اپنے بیٹے عبد اللہ کیطرف متوجہ ہو کر کہا میرا سر تکیہ پر سے اُٹھا اور زمین پر رکھدے کہ خدا مجھ پر رحم فرمائے پھر کہا عایشہ کے پاس جا اور اجازت طلب کر کہ مجھے رسولِ خدا صلعم اور خلیفہ ابو بکر صدیق کے پہلو میں دفن ہونیکی جگہ مل جائے۔ اگر اجازت ملجائے تو مجھے وہاں دفن کر دینا ورنہ مسلمانوں کے قبرستان میں گاڑ دینا۔ عبد اللہ نے خدمتِ عایشہ میں پہنچکر اس بات کی اجازت طلب کی عایشہ نے کہا امیر المومنین سے میرا سلام کہنا اور یہ کہنا کہ رسول اللہ کے روضہ میں جو تھوڑی سی زمین میرے باپ ابو بکر کے پہلو میں بچی ہوئی ہے وہ میں نے اپنے واسطے رکھ چھوڑی تھی مگر اب آپ کو دیدی آپ اس امر سے مطمئن رہیں۔ عبد اللہ نے واپس آکر عایشہ کا پیغام سنایا تو خلیفہ نہایت خوش ہوئے اور جمعہ کے دن بوقت نمازِ مغرب یعنی جمعرات کی رات کو بتاریخ ۲۶ ذی الحجہ ۲۳ھ ہجری وفات پائی۔ بیان کرتے ہیں کہ خلیفہ کی عمر ۶۳ برس کی تھی امیر المومنین علی نے افلح سے کہا کہ غسل میت دے۔ اُسے غسل و حنوط و کفن دے کر تختہ پر رکھدیا اور لوگوں سے کہا امیر المومنین عمر بن خطاب نے دنیا سے کوچ کیا اور حق سبحانہ تعالےٰ کی رحمت سے جا ملاقی ہوا۔ محمد صلعم کی اُمت کا رکنِ عظیم تھا حق و باطل کو علیحدہ علیحدہ رکھتا تھا۔ خدا تعالےٰ کے راستہ میں کبھی لوگوں کو جائے اعتراض نہوتی تھی ایمان والوں پر نہایت مہربان تھا تمام مسلمانوں سے محبت رکھتا تھا۔ کفار پر سختی کرتا فقیروں یتیموں بیوہ عورتوں کو پناہ دیتا۔ اپنی اشتہا سے روٹی بچا کر بھوکوں کو کھلاتا۔ ننگوں کو کپڑا پہناتا تھا دنیا میں زاہد اور آخرت کا طالب اور مشتاق تھا۔ خدا تعالیٰ کے امر و نہی سے ذرا ادھر اُدھر نہوتا تھا جو کچھ کہتا وہی ہوتا۔ گویا خدا نے کوئی فرشتہ اُسکے پاس بھیج رکھا تھا۔ کہ اُسکے گفتار و کردار کو راہ راست پر رکھے اُسپر خدا کی رحمت نازل ہو۔ پھر صُہیب بن سنان کی طرف رُخ کر کے بولا آگے بڑھ اور نمازِ جنازہ پڑھ کیونکہ تجھی کو نماز پڑھانے کی وصیت کی تھی اُسنے نماز پڑھی پھر میت کو تابوت میں رکھ کر روضۂ جناب رسولِ خدا میں لائے اُسوقت تمام اہلِ مدینہ رو رہے تھے۔ ہر طرف سے گریہ و بکا کی آوازیں بلند تھیں۔ غرضکہ میت ابو بکر کے پہلو میں دفن ہوئی۔ جگہ تنگ تھی۔ چنانچہ خلیفہ ابو بکر کے پاؤں حضرت رسالت پناہ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دوشِ مبارک کے متصل اور خلیفہ عمر کا سر ابو بکر کے شانوں کے قریب ہے اللہ تعالےٰ انپر رحمت بھیجے اور جزائے خیر دے۔

## امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت کا حال

امیر المومنین عمر کی وفات کو تین دن گذر گئے تو لوگوں نے فاطمہ خواہر اشعث بن قیس کے مکان میں جمع ہو کر خلافت کیلئے مشورہ کیا۔ باہم بہت سی صلاحیں ہوتی رہیں اور بڑا غل و شور مچا۔ اس امر میں سب سے پہلے عبد الرحمان بن عوف نے تقریر کی اے مہاجرو انصار میں دیکھتا ہوں کہ تم خلافت کیلئے تکرار و مخالفت کر رہے ہو۔ ہر شخص خود غرضی کی باتیں کرتا ہے۔ اسی لیے کوئی رائے درست نہیں ہوتی خدا سے ڈرو مخالفت جانے دو۔ تمہاری آپس کی مخالفت سے اُمت کو نقصان پہنچتا ہے۔ الحمد للہ کہ تم سب پیشوا اور عالم ہو اور تمہاری تقلید جائز اور تم سے ہر کام میں مشورہ لینا درست ہے۔ مبادا اس خلافت کے سبب تم میں نفاق پھیل جائے اور دشمن واقف ہو کر تلواریں سنبھال سنبھال کر گذشتہ کینہ توزی اختیار کریں۔ ہر ایک کام کا ایک وقت ہے اور ہر قوم کا ایک سردار مناسب ہے اپنے میں سے ایک شخص کو سردار بنا لو اور تمام امور کا انتظام اُسکے ذمہ ڈالدو ذاتی ہوا و ہوس سے بچو دشمنوں کی خواہش کو پورا نکرو اور رہنماؤں کے اقوال سے پشت نہ پھیرو۔ بدخواہوں اور خود غرض لوگوں کی بات نمانو تاکہ ہمارا مطلب حاصل ہو جائیگا اور دشمن ہمیں نظرِ حقارت سے نہ دیکھ سکیں اُسکے بعد سعد بن ابی وقاص نے

بیان کرنا شروع کیا کہ اے عزیزو اور بھائیو آگاہ ہو کہ جھوٹی باتوں اور شیطانی غروروں سے جو شیطان نے تم سے پہلے بہت سے لوگوں کو مبتلا غرور اور گمراہ کر کے اسدرجہ سرکش و بدراہ کر دیا ہے کہ انہوں نے کتاب خدا کو پس پشت ڈالدیا اور تمام امر و نہی کو فراموش کر کے طاعت کے عوض گناہوں کو اختیار کر لیا ہے یہانتک غفلت اور عصیان میں مبتلا ہوئے کہ حق تعالیٰ نے ناراض ہو کر انکی صورتیں مسخ کر دیں۔ سُور اور بندر بنادئے اب تم ایک رائے پر متفق ہو جاؤ۔ اور یہ کام کسی ایسے شخص کے حوالہ کرو جسمیں اسکے انجام دینے کی لیاقت موجود ہو۔ دین اور اسلام کیواسطے کوشش بلیغ عمل میں لاؤ۔ اسکے بعد حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام نے فرمایا اے عزیزو تمہیں معلوم ہے کہ ہم اہلبیت نبوت ہیں اور ہر ایک بلا و مصیبت سے اُمت کے بچاؤ کا ذریعہ ہیں۔ اگر تم ہمارا حق ہمیں پہنچاؤ گے تو حق اپنے مرکز پر پہنچ جائیگا۔ اور اگر ہمارا حق ہمیں نہ دوگے تو ہم اپنے اونٹوں پر سوار ہو کر جہاں مناسب سمجھینگے چلے جائیں گے اگرچہ کتنا ہی زمانہ گذرے ہمیں کچھ پرواہ نہیں جب ہمارا مقررہ وقت آپہنچیگا چلے آئینگے خدائے جلیل کی قسم اگر محمد رسول صلعم ہمسے عہد نہ لیتے اور ہمکو اس امر سے اطلاع نہ کر چکے ہوتے تو میں اپنا حق کبھی نہ چھوڑتا اور کسی شخص کو اپنا حق نہ لینے دیتا اپنے حق کے حاصل کرنیکے لئے اسقدر کوشش بلیغ کرتا کہ حصول میں مطلب سے پہلے معرض ہلاکت پڑنیکا بھی کچھ خیال نکرتا۔ اسکے علاوہ میں تمہیں میں سے ایک شخص ہوں اور تم سب سے پہلے میں نے دین اسلام اختیار کیا ہے میری بات سنو جو کچھ تم کروگے مجھے قبول ہے۔ میں تمھارے ساتھ مدد دونگا۔ لیکن تمہیں ٹھیک ٹھیک کرنا چاہئے۔ خود غرضیوں کو جانے دو وہ کام لازم ہے جس سے خدا اور رسول خوش ہوں۔ عبدالرحمن بن عوف علی علیہ السلام کی تقریر میں اپنا مطلب نکلتا دیکھ کر خوش ہوا اور کہا اے ابوالحسن اگر عثمان خلافت آپکو ملجائے تو کسطرح پیش آؤگے اور اُمت رسول سے کیا برتاؤ رکھوگے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا طریق عدل و انصاف جاری اور ہمیشہ اُمت میں مساوات قائم رکھونگا۔ عبدالرحمن نے پوچھا اگر یہ کام آپ سے نکلکر کسی دوسرے شخص کے سپرد ہو تو کیا کروگے آپنے فرمایا صبر کرونگا اور مسلمانوں کے مشورہ پر رضامند رہونگا۔ عبدالرحمن نے آپ کو دعائے خیر دیکر عثمان سے پوچھا اگر تمکو خلافت ملے تو کس طریق سے انجام دوگے اور کیسا سلوک کروگے عثمان نے کہا جیسی خدا توفیق دیگا۔ اُس سے بڑھکر عمل درآمد رکھونگا اور کوئی تقصیر نکرونگا عبدالرحمن نے کہا خصلت عمر پر چلوگے یا نہیں عثمان نے جواب دیا خصلت عمر پر کون چلسکتا ہے۔ لیکن میں اپنی سعی کوشش میں دریغ نکرونگا۔ اور جہانتک ہوسکے گا حسن سیرت انصاف پروری اور مساوات اُمت میں سعی کرتا رہونگا۔ اب عبدالرحمن اُٹھ کھڑا ہوا اور مناجات کے لئے ہاتھ بلند کر کے بولا اے خدا جس امر میں اُمت محمد مصطفےٰ کی بہبودی اور برتری ہو اُسے ظاہر فرما۔ اور ہمیں توفیق دے کہ اسلام کو اچھی طرح سے انجام دیں یہی دعا تین مرتبہ مانگ کر لوگوں سے کہا اے مسلمانوں میں نے تمام قوم کو آزمادیکھا اور ظاہر و باطن میں انکا حال معلوم کر لیا ہے۔ سب آدمی عثمان بن عفان کی خلافت پر رضامند ہیں سب یہی بات چاہتے ہیں اور سب کے سب متفق اللفظ ہیں اسیوجہ سے میں بھی شیخ الاسلام عبیدہ بن اُمیہ یعنی عثمان بن عثمان کی خلافت پر رضامند ہو کر بیعت کرتا ہوں۔ پھر عثمان نے کہا اے ابو عمر ہاتھ بڑھا عثمان نے آگے ہاتھ بڑھایا اور عبدالرحمن نے ہاتھ پکڑکر بیعت کرلی پھر تو تمام اکابر و صحابہ نے عثمان سے بیعت کرلی۔ پھر تو عام و خاص لوگوں نے بیعت کی اسطرح سے عنان خلافت عثمان کے ہاتھ میں آگئی اور سب نے آپکی خلافت سے رضامندی ظاہر کی لیکن بنی ہاشم کے بزرگوار اشخاص کی جماعت باقی رہی جب سب آدمی چلے گئے عبداللہ بن عباس نے امیرالمومنین علی علیہ السلام سے کہا اے ابوالحسن لوگوں نے آپکو دھوکہ دیکر خلافت عثمان کی اجازت حاصل کرلی آپنے فرمایا انھوں نے مجھے دھوکہ نہیں دیا بلکہ میں جانتا تھا کہ سب اسی سے رضامند ہیں اور مسلمانوں کی مخالفت مجھے منظور نہ تھی کیونکہ اُمت میں فساد پڑجاتا۔ بیعت کے دو تیسرے دن طلحہ بن عبداللہ سفر سے واپس آیا آدمیوں نے رسم پیشوائی ادا کر کے خلیفہ عمر کی وفات سے مطلع کیا۔ بہت رویا اور کلمہ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ کہکر پوچھا امر خلافت کی نسبت تمنے کیا سوچا ہے۔ لوگوں نے کہا جیسا امیرالمومنین عمرؓ نے فرمادیا تھا تین روز تک تیرے پہلے انتظار کیا گیا تو نے آنیمیں تاخیر کی آخرکار سبنے متفق ہو کر عثمان بن عفان سے بیعت کرلی اور خلافت اُسے ملگئی۔ اگر تو راضی نہو تو از سر نو تیرے سامنے آئین جمع کریں تاکہ تیری رضامندی بھی حاصل ہو جائے طلحہ نے کہا معاذ اللہ میں نہیں چاہتا کہ جس کام کو مسلمانوں نے متفق ہو کر کر لیا ہے۔ اُسے درہم برہم کروں اور اہل اسلام سے مخالفت اختیار کروں۔ عثمان اس خدمت کے لایق ہے اور اس سے بڑھکر اور کوئی شخص نہیں ہے۔ غرضکہ عثمان کی

بیان فتح خراسان و نیشاپور

خلافت قایم ہوگئی اور ۲۳ سنہ ہجری سے عثمان نے نظم و نسق ممالک شروع کیا۔ سب سے پہلے ابوموسیٰ اشعری کو جسے عمرؓ نے بصرہ کا حاکم مقرر کر رکھا تھا معزول کیا اور اُسکی جگہ عبداللہ بن عامر بن کریز کو مامور کیا۔ یہ شخص عثمان کی خالہ کا بیٹا تھا اور عثمان کی ماں کریز بن ربیعہ کی بیٹی تھی۔ جب عبداللہ عامر بصرہ میں داخل ہوا اُسکی عمر پچیس برس کی تھی اہل بصرہ استقبال کیلئے بہم آداب بجالائے اور خوب تعریفیں کیں کہ تو ایسا امیر ہے۔ جو عقل کامل علم و فہم صفائی خاطر تیز فہمی اور درشتی کے ساتھ نرمی اور نرمی کے ساتھ سختی بھائی کیساتھ یکجائی اور دولت مندی کے ساتھ تواضع۔ نیز دینی شرایط کے ساتھ معرفت اور خصلتوں کے ساتھ صبر و یقین کا مجموعہ ہے اللہ تعالیٰ تیری عمر دراز کرے اور تیری نیکیاں جملہ مسلمانوں کے شامل حال ہوں۔ تو ہمیشہ اپنے پسندیدہ دین اسلام پر قایم رہے اور بہشت میں جگہ ملے۔ عبداللہ کو بصرہ میں آئے ہوئے تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا۔ کہ فارس میں ابتری نمایاں ہوئی عثمان کو بھی خبر ملی کہ ماہک بن شاہک نے تیس ہزار فوج کی جمعیت سے فارس میں سر اوٹھا کر تمام علاقے جو مسلمانوں کے قبضے میں آچکے تھے چھین لیتے ہیں۔ عبداللہ بن عامر کو خط لکھا کہ فارس میں پہنچکر ماہک کی آتش فساد کو بجھائے اور تمام علاقہ کو از سر نو قبضہ میں لاکر مستحکم انتظام کرے پھر خراسان پر چڑھائی کرکے وہاں کے شہروں پر قبضہ جمائے عبداللہ نے امیر المومنین عثمان کے خط کے پہنچتے ہی اہل بصرہ کو جمع کیا۔ خلیفہ کا خط پڑھکر جنگ و جہاد کی رغبت دلائی سب نے راضی ہوکر تیاریاں شروع کردیں الغرض عبداللہ نے لشکر جرار کے ساتھ بصرہ سے نکلکر جانب فارس کوچ کیا قریب پہنچنے پر ماہک نے بھی اطلاع پاکر لشکر فراہم کیا صحرائے اصطخر میں دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا۔ صبح سے نماز ظہر کے وقت تک جنگ ہوتی رہی انجام کار ماہک مسلمانوں کی حرب و ضرب دیکھکر گھبرا گیا اور ثابت قدم نہ رہکر بھاگ نکلا شکست فاش کھائی اسلامی لشکر نے پیچھا کرکے خوب ہی قتل و قمع کیا فوج کفار کا بہت سا حصہ قتل ہوگیا اور بقیۃ السیف نے اصطخر میں گھسکر پناہ لی مسلمانوں کے لشکر کے ایک دستہ نے ماہک کا تعاقب کیا اور یزید بن محکم الازدی نے اُسے جالیا چاہا کہ اُس پر تلوار کا ہاتھ چھوڑے ماہک نے سر پر سے تاج اُتار کر اُسکی طرف پھینکدیا یزید تاج اُٹھا کر اپنے لشکر کی طرف پلٹ آیا اور یہ حال بیان کیا عبداللہ بن عامر نے اصطخر کے محاذی قیام کیا اور محاصرہ کرکے ہر روز حملہ کرتا سخت معرکہ آرائیاں ظہور میں آئیں آخر کار اصطخر قہر و غلبہ سے فتح ہوگیا مسلمان شہر میں گھس گئے وہاں جسقدر جنگی آدمی تھے چنگر قتل کیے گئے اور بیشمار مال و غنیمت ہاتھ آیا ماہک نے عبداللہ کے پاس قاصد بھیجکر امان چاہی اُسنے اِس شرط سے پناہ دی کہ اصطخر میں آکر رہے اور جزیہ دیا کرے ماہک نے سب باتیں مان لیں اور عبداللہ کے پاس چلا آیا عبداللہ نے دلجوئی کی اور حسب قرارداد اصطخر میں جگہ دی اُسکے بعد عبداللہ نے خراسان پر چڑھائی کی اسکی صورت یہ ہوئی کہ مجاشع بن مسعود کو بلاکر کرمان کا حکم فرمایا اور ایکہزار سواروں کی جمعیت سے جانب کرمان روانہ کردیا خود خراسان کا رُخ کیا اور مقدمہ لشکر پر احنف بن قیس تمیمی کو سردار بنایا جب نیشاپور کے علاقہ میں پہنچے تو وہاں کا بادشاہ اسوار نام مقابلہ سے پیش آیا عبداللہ نے دیہات کو غارت کرکے اہل شہر سے جنگ کی اور جسپر دسترس ہوئی قتل کردیا مگر اہل نیشاپور کیساتھ جنگ بہت طول پکڑ گئی اسی اثنا میں طوس کے حاکم کناذیک نامی نے خط لکھکر عبداللہ سے امان طلب کی اور یہ وعدہ کیا کہ میں آپ کی خدمت میں پہنچکر نیشاپور کے فتح کرنے میں مدد دونگا۔ عبداللہ نے اس امر کو منظور کرلیا۔ کناذیک جریدہ سپاہ لیکر عبداللہ سے آملا۔ عبداللہ نے بڑی خاطرداری کی اُسکو اور اُسکی فوج کے سرداروں کو گراں بہا خلعت بخشے پھر معرکہ نیشاپور کیطرف متوجہ ہوکر سخت کوششیں کیں طرفین سے بڑے بڑے معرکے ظہور میں آتے۔ پھر تو عبداللہ نے قسم کھالی کہ میں دروازہ نیشاپور سے نہ ہٹونگا تاوقتیکہ اس شہر کو فتح نکرلونگا۔ یا مرجاؤنگا۔ یا شہر کے اندر داخل ہونگا نیشاپور کے بادشاہ اسوار نے جب اس قسم کا حال سُنا تو ڈر گیا اور قاصد بھیجکر اس شرط پر صلح چاہی کہ مجھے امان دیجائے تو شہر کے تمام دروازے کھولدوں اور عبداللہ جس دروازے سے چاہے اندر آجائے عبداللہ نے یہ شرط منظور کرلی دی اور طرفین سے جبکہ شرایط اور عہد و قسم سے مضبوط ہوکر صلح ہوگئی دوسرے دن صبح کے نکلتے ہی اسوار نے شہر کے دروازے کھولدیے عبداللہ مع لشکر اسلام شہر میں داخل ہوا زور سے تکبیر کہکر قتل و غارتگری پر ہاتھ کھولا صبح سے نماز مغرب تک قتل عام اور لوٹ مار جاری رہی اب کناذیک حاکم طوس نے عبداللہ سے کہا ای امیر فتح اور غلبہ پانے کے بعد انتقام لینے سے عفو کرنا زیادہ اچھا کام ہے عبداللہ نے اُسکی سفارش کو منظور فرماکر اہل شہر کو امان دی اور اپنی فوج میں منادی کرادی فوج نے لوٹ مار سے ہاتھ روک لیا۔ اور امن ہوگیا اسکے بعد عبداللہ نے نیشاپور کی حکومت کناذیک کے حوالہ کرکے اُس شہر پر قبضہ دیدیا مرو کے باشندوں نے جب یہ خبر سُنی کہ طوس اور نیشاپور کو بن عامر نے تسخیر کرلیا اور تمام علاقہ مسلمانوں کے زیر تصرف ہوگیا اور جنگ و جدل اور قتل و غارتگری کی تمام خبریں

معلوم ہوئیں تو ڈر گئے اور قاصد بھیجکر اس قرارداد پر صلح کرلینی چاہی کہ ہر سال تین لاکھ درہم نقد جزیہ دینگے۔ عبداللہ نے صلح منظور کرلی اور بن عوف حنفی کو مرو کا امیر مقرر کرکے بھیجدیا جسنے وہاں پہنچکر جملہ شرائط کے باشندگان مرو سے صلح قرار دی اسکے بعد ہرات کے بادشاہ کشمود نام نے عبداللہ کے پاس حاضر ہوکر درخواست صلح کی اور چاہا کہ ہرات اور قہستان میرے قبضہ میں رہنے دے میں ایکہزار درہم سالانہ دیتا رہونگا۔ عبداللہ بن عامر نے رضامند ہوکر اسکو فرمان لکھدیا اور جانب ہرات واپس کردیا پھر سرخس کا سردار ماہویہ حاضر خدمت ہوا اور امان چاہی کہ سرخس اور اسکے قلعے میرے ہی قبضہ میں چھوڑ دئے جائیں تو میں ایک لاکھ درم اور ہزار ہزار کر گیہوں اور جو سالانہ ادا کرونگا۔ عبداللہ نے ان سب امور کو منظور کرکے اسے پناہ دی اور جانب سرخس روانہ کردیا پھر نسا اور ابیورد کا امیر حاضر ہوا جسنے ہر سال تین لاکھ درم اور ایکہزار کر گیہوں اور جو دینے کرکے پناہ مانگی عبداللہ نے اسکی درخواست بھی منظور کرکے فرمان لکھدیا اور کہا اپنے مقام کو چلا جا پھر فاریاب اور طالقان کا بادشاہ آیا اور اس قرارداد پر صلح چاہی کہ میں ہر سال دو لاکھ درم اور ربانسو کر گندم و جو دیتا رہونگا عبداللہ نے رضامندی کیساتھ اسے بھی فرمان لکھ کر اسکے علاقہ پر برقرار رہنے دیا۔ اسکے بعد ہر سمت کے والیان ملک اور امیر آنے شروع ہوگئے۔ ہر ایک پناہ کا خواستگار ہوا اور عبداللہ نے بھی مصالحت کیساتھ ایک ایک کو عہدنامہ لکھکر دیدیا۔ اور انہی کے علاقوں پر بحال رکھا اسکے بعد عبداللہ بن عامر نے اپنے چچازاد بھائی عبدالرحمن بن سمرۃ بن جندب بن عبدالشمس بن عبد مناف کو طلب کیا اور مسلح لشکر دیکر سجستان کیطرف روانہ کیا جب وہ شہر کے متصل پہنچا تو سجستانیوں نے مقابلہ کیا کئی سخت معرکے پیش آئے۔ آخرکار بزور شمشیر اس شہر کو مسلمانوں نے فتح کرلیا۔ اور داخل شہر ہوکر خوب ہی قتل و قمع اور دار و گیر کی بیشمار مال غنیمت اور قیدی مسلمانوں کے ہاتھ آئے پھر عبدالرحمن نے تسخیر کابل کا قصد کیا۔ فوج سے شورہ لیکر اسطرف روانہ ہوا اور کابل کے متصل پہنچکر قیام کیا بادشاہ کابل نے جو عرج مشہور تھا۔ فوج فراہم کرکے مسلمانوں سے جنگ کی پھر مقابلہ سے تنگ آکر قلعہ بند ہو بیٹھا۔ عبدالرحمن نے ہر طرف سے محاصرہ کرلیا اور کبھی کبھی طرفین سے مقابلہ بھی آپڑتا۔ اسی طرح سے ایک سال گزر گیا اور اس شہر کی تسخیر میں فوج اسلام کو سخت تکلیفیں اٹھانی پڑیں۔ انجام کار بزور شمشیر اسکو بھی فتح کرلیا مسلمانوں نے داخل شہر ہوکر کابل کے شاہ کو بھی جو وہاں کا فرماں روا تھا۔ گرفتار کرلیا جسوقت عبدالرحمن کے سامنے لایا گیا حکمدیا کہ قتل کر ڈالیں مگر اسنے کلمہ پڑھا اور بہ رضا اسلام اختیار کرلیا۔ جسکے سبب عبدالرحمن محبت سے پیش آیا اسکے بعد مال غنیمت اور قیدیوں سے جو علاقہ سجستان اور کابل سے ہاتھ لگے تھے خمس نکالکر عبداللہ بن عامر کے نزدیک بھیجدیا۔ اور خط میں فتح سجستان و کابل کی تمام کیفیت شرح و بسط کے ساتھ درج کردی۔ اب عبداللہ نے ایک اور نامور عرب اقرع بن حابس تمیمی کو بلاکر اور ایکہزار جوانوں کی جمعیت دیکر حکمدیا کہ جوزجانان پر چڑھائی کرے اور اس شہر کو قبضے میں لائے خواہ جنگ سے خواہ صلح سے جیساکہ دوسرے مقامات پر جزیہ مقرر کیا گیا ہے۔ اقرع حسب الحکم روانہ ہوا جب نزدیک شہر پہنچا اہل جوزجانان نقارے بجاتے دمامے کوٹتے اور اسلحہ سجاتے نکلے دونوں لشکروں میں بڑی خونریز لڑائی ہوتی۔ آج بہت سے مسلمان شہید ہوگئے۔ اور بہت کم بحال خراب بھاگ کر ابن عامر کے پاس پہنچے۔ عبداللہ نے احنف بن قیس کو بلاکر کہا اے ابو بحر حج کا زمانہ آن پہنچا ہے۔ میں حج کا ارادہ رکھتا ہوں اور جسطرح ہوگا اس ارادہ کو پورا کرونگا جسقدر اور بزرگان عرب میرے پاس ہیں میں سبکو پہچانتا اور انکے حالات اچھی طرح جانتا ہوں اور تجھے امارت خراسان کی نیابت کیلئے منتخب کیا ہے لازم ہے کہ تو میرے پیچھے اپنی عادت کیموافق انتہا درجہ کی حسن سیرت اور احتیاط سے میرا نائب رہکر خراسان کی حکومت اور رعایا کی دیکھ بھال بحسن و خوبی بجالائے اسکے بعد عبداللہ خراسان کا تمام مال غنیمت و محاصل فراہم کرکے بعزم حج روانہ ہوگیا مرو اور طالقان کے باشندوں نے اسکی واپسی کی خبر سنکر تیس ہزار فوج جمع کی۔ احنف بن قیس کو بھی اطلاع ہوئی۔ لشکر فراہم کرکے مخالفوں کی طرف بڑھا دریائے مرو سے دس فرسنگ کے فاصلہ پر جس مقام کو کوشک احنف کہتے ہیں قیام کیا مرو اور طالقان کی فوج نے جنگ کیلئے قدم بڑھایا جب دونوں لشکر مقابل ہوگئے اور صفیں ترتیب پاگئیں احنف نے زور سے تکبیر کہکر حملہ کیا اور خاص اپنے ہاتھ سے تین سرداروں کو جیسا اٹھتے نیزوں سے مار گرایا۔ کفار یہ حال معاینہ کرکے تاب مقابلہ نہ لائے شکست فاش کھائی مسلمانوں نے قتل و قمع کرتے ہوئے دس فرسنگ تک پیچھا کیا بیشمار قیدی اور بے انتہا مال غنیمت لیکر پلٹے احنف نے اس عظیم الشان فتحیابی کیلئے درگاہ باریتعالی میں شکر ادا کیا پھر بلخ کا رخ کیا اور متصل شہر پہنچکر ایک دیوانے کے مقابل اترے اور نوبتیں خیمے نصب کئے بادشاہ بلخ گرد نواحی سے لشکر اسلام کا سلسلہ ملاحظہ کرکے خوف کھایا اور اسکے دل پر پورا رعب چھا گیا۔ ایلچی بھیجکر صلح کا خواستگار ہوا

احنف نے اس قرارداد پر صلح منظور کرلی۔ کہ وہ چار لاکھ درم نقد ادا کرینگے اور ہر سال ایک لاکھ درم اور پانسو کر گندم وجو دیتے رہینگے پھر احنف وہان روانہ ہو کر ملک خراسان کے تمام شہروں اور قصبوں اور قلعوں کو یکے بعد دیگرے قبضے میں لایا جہاں سے گذرتا روپیہ فراہم کرتا اور خمس علیحدہ کرکے باقی کو فوج میں تقسیم کردیتا۔ اسیطرح عبدالرحمن بن سمرہ سجستان اور کابل کے علاقوں میں پھر رہا تھا مال وصول کرتا اور خمس علیحدہ کرکے امیر المومنین کی خدمت میں بھیجتا تھا۔ معویہ بن ابی سفیان حسب الحکم عثمان شام کے ملک کا حاکم تھا۔ اسنے ایک شخص حبیب بن مسلمہ فہری کو بلا کر چار ہزار سوار اور دو ہزار پیدل حوالہ کرکے بسمت آرمینا بھیجا اسنے بتعمیل حکم معاویہ آرمینا میں داخل ہو کر تمام علاقہ فتح کرلیا اور جزیرہ تک جا پہنچا جب شمشاط کی نواح میں داخل ہوا تو اسے خبر لگی کہ ایک رومی سردار اسی ہزار فوج لئے ہوئے مسلمانوں سے مقابلہ کرنیکو چلا آرہا ہے۔ حبیب نے معاویہ کو خط لکھ کر لشکر مذکور کے حال سے اطلاع دی معاویہ نے حبیب کا خط پڑھکر اور صورت حال سے مطلع ہوتے ہی خلیفہ عثمان کو بذریعہ تحریر اس حال سے آگاہ کیا عثمان نے معاویہ کے خط سے تمام حال معلوم کرکے ولید بن عقبہ حاکم کوفہ کو لکھا کہ دس ہزار لشکر کوفی منتخب کرکے باتحتی مسلم بن ربیعہ باہلی حبیب بن مسلمہ کی کمک کے لئے روانہ کئے ولید نے اس فرمان کے پہنچتے ہی لوگوں کو جمع کرکے حکم سنا دیا اہل کوفہ مصمم ارادہ سے مستعد جنگ ہوگئے۔ دس ہزار سوار و پیدل کی جمعیت مسلم بن ربیعہ کے جھنڈے تلے جمع ہوگئی مسلم نے فوراً کوفہ سے نکلکر شمشاط کی سمت کوچ کیا جس وقت حبیب کو خبر لگی کہ کمک قریب آپہنچی ہے اپنے لشکر سے کہا کہ اہل کوفہ ہماری مدد کو آرہے ہیں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ انکے پہنچنے کے بعد ہمنے دشمنوں پر فتح حاصل کی تو کوفیوں کا نام ہو جائیگا۔ اسلئے مناسب ہے کہ مدد کے پہنچنے سے پیشتر ہی ہم اپنی جمعیت سے بلا استمداد اہل کوفہ معرکہ آرائی کریں ممکن ہے ہمکو فتح نصیب ہو۔ فوج نے کہا ہم مطیع ہیں جو کچھ حکم ہوگا بجا لائینگے حبیب بڑا عقلمند اور بہادر شخص تھا نکات جنگ خوب جانتا تھا کچھ دیر سوچ سمجھ کر یہی رائے قائم کی کہ رات کیوقت چھاپہ مارے جب رات ہوئی فوجکو ترتیب دیکر تمام سرداروں اور افسروں کو اپنے منصوبوں سے مطلع کردیا اور آہستہ آہستہ چلکر دشمن کی فوج کے متصل جا پہنچا۔ اسکے بعد عین عالم بیخبری میں ہر طرف سے حملہ کردیا اور شمشیر زنی سے کام لیا۔ کافروں کی جمعیت کا کچھ حصہ قتل کردیا اور کچھ قید کرلئے اور باقی اس اندھیری رات میں ادھر ادھر کو بھاگ کر منتشر ہوگئے۔ سورج کے نکلنے کے وقت دشمن کا ایک متنفس بھی اس میدان میں نہ رہا۔ اب حبیب نے بیشمار لوٹ کا مال لیکر مراجعت کی خمس امیر المومنین کی خدمت میں بھیجکر باقی اپنی فوج میں تقسیم کردیا۔ ہر ایک شخص کو زر کثیر وصول ہوا۔ اسی اثنا میں مسلم بن ربیعہ بھی کوفی لشکر سمیت آپہنچا اور حبیب سے کہا ہمکو دار الخلافہ نے تمہاری امداد کے لئے روانہ کیا ہے اور تمنے ہمارے آنیکی شہرت سے قوی دل ہو کر دشمنوں پر فتح پائی ہے اسلئے مال غنیمت میں سے ہمیں بھی حصہ دو۔ حبیب نے کہا تمہاری یہ خواہش منصفانہ نہیں ہے۔ اللہ تعالے نے ہمیں فوج کثیر پر تمہارے آنے سے پیشتر فتح کرامت کی ہے۔ جس گروہ نے جان پر کھیل کر اور خطرہ میں پڑکر جنگ کی اور مال غنیمت پایا ہے تو اس سے واپس نہ لینا چاہئے اسمیں تمہارا کچھ حق نہیں انجام کار حبیب اور مسلم میں اسی گفت و شنید سے یہانتک نوبت پہنچی کہ دونو جماعتوں نے تلواریں سونت کر ایک دوسرے پر حملہ کیا بڑی سخت لڑائی ہوئی لشکر کوفہ بہت تھا اور چونکہ حبیب کی جماعت خستہ اور زخم خوردہ تھی انکی شکست کھائی یہ ہی سب سے پہلا موقع تھا کہ عراق اور شام والوں میں عداوت ہوگئی حبیب نے خط لکھکر عثمان کو صورت حال سے اطلاع دی عثمان نے جوابدیا کہ تمنے جو مال غنیمت حاصل کیا ہے اسسے عراق والوں سے مستثنی نہ رکھو بلکہ انکو بھی اسمیں شریک کرو حبیب نے فرمان خلیفہ عثمان پڑھکر اپنے لشکر کو مضمون مندرجہ سے مطلع کیا سب نے از روئے اطاعت منظور رکھکے اس مال غنیمت میں سے اہل عراق کو حصہ دیدیا حبیب نے اسی جگہ قیام کیا اور مسلم بن ربیعہ نے حسب ارشاد امیر المومنین لشکر کوفی کے ہمراہ آرمینا پر چڑھائی کی وہاں کے حکام عربی لشکر کے آنیکی خبر سنکر ڈر کے قلعوں اور چار دیواریوں کے اندر پناہ گیر ہو بیٹھے۔ بعضوں نے مقابلوں اور معرکہ آرائیوں میں تباہی حاصل کی سب یہی کہتے تھے کہ ہمارے مقابل آسمانی لشکر ہے انپر کوئی ہتھیار کارگر نہیں ہوتا نہ وہ مرتے ہیں۔ اب مسلم نے بیلقان کیطرف جو ولایت ارمن کا شہر ہے قدم بڑھایا راستہ میں جس شہر اور قصبے سے گزرتا تھا وہاں دین اسلام پھیلاتا جزیہ قائم کرتا اور زر مقررہ لیتا جاتا تھا اور جو شخص مخالفت سے پیش آتا اسے ہلاک کر دیتا تھا جب بیلقان کے پاس پہنچا تو وہاں کے باشندے حاضر خدمت ہوئے بہت سامان رسد پیش کیا اور خواستگار صلح ہو کر جزیہ اور فدیہ دینا قبول کیا مسلم نے پناہ دیکر زر مصالحت لیا اور وہانسے چلکر قلعہ برسع [illegible]

اہلِ بردع والوں نے بھی صلح کرلی۔ سلمہ روپیہ وصول کرکے شروان کیطرف متوجہ ہُوا دریائے کر کو عبور کرکے شہر شروان کے سامنے آپڑا۔ بادشاہِ شروان نے قاصد بھیجکر درخواستِ صلح پیش کی۔ سلمہ نے صلح منظور کی اور زرِ مقررہ لیکر شاہران و مسقط کا رُخ کیا اُس سرزمین میں پہنچکر پہاڑی حاکموں کے پاس قاصد روانہ کئے کہ حاضرِ درگاہ ہوں۔ مُلک لکز اور مُلک رقیلان اور طبرستان کے فرمانروا ایک دوسرے کے بعد حاضر ہوئے طرح طرح کے تحفے اور ہدیے پیش کئے اور اپنے اپنے علاقوں کا روپیہ داخل کرکے سالانہ خراج منظور کرلیا۔ طرفین سے پختہ عہد و پیمان ہوگیا۔ پھر سلمہ نے سب کو رخصت کرکے بجانب باب الابواب کوچ کیا اُسوقت ترکستان کا بادشاہ خاقان تین لاکھ فوج لئے وہاں موجود تھا اور اُسنے سُن رکھا تھا کہ لشکرِ عرب کی تعداد صرف دس ہزار ہے اُنہیں آسمانی مدد ملتی ہے اور کوئی ہتھیار اُنپر اثر نہیں کرتا دلمیں بہت ڈرا اور بعجلت اُس شہر سے نکلگیا۔ سلمہ نے باب الابواب میں داخل ہوکر تمام شہر کو خالی پایا تین روز قیام کیا کہ لشکر آرام پالے اُسکے بعد خاقان کی جستجو میں نکل کھڑا ہوا اثنائے تلاش میں اُسکا گذر علاقہ خزر کے ایک شہر برعوز نام میں ہُوا۔ وہاں بھی کسی متنفس کو نہ پایا سلمہ نے وہاں قیام نہ کیا اور خاقان کی تلاش میں پیچھا کئے چلا گیا جب خزر کے شہر بلنجر میں پہنچا تو اُسکے متصل ایک بہت بڑا سبزہ زار دیکھا وہیں قیام کیا یہ سبزہ زار بہت ہی وسیع تھا اور اُسمیں سے ایک بہت بڑا دریا گذرتا تھا خاقان کی فوج کے بھی کچھ لوگ اُس مرغزار میں موجود تھے ایک شخص نے چوری سے لشکرِ اسلام کا حال دریافت کرنا چاہا۔ ایک مسلمان کو دیکھا کہ دریا کے پانی میں نہا رہا ہے اُس کافر نے ڈرتے کانپتے تیر کمان میں رکھ کر نشانہ بنایا حسبِ اتفاق تیر نشانہ پر بیٹھا اور وہ مسلمان جوان مرگیا کافر دوڑ کر اُسکے پاس آیا سر تن سے اُتار کر اور کپڑے لیکر خاقان کے پاس پہنچا اور کہا یہ سر اُس لشکر کے ایک سپاہی کا ہے جسنے چڑھائی کی ہے اور جسکی نسبت مشہور ہے کہ وہ آسمانی لوگ ہیں اُنپر ہتھیار کام نہیں کرتا یہ مرد اُسی فوج میں سے تھا میں نے تیر مارا فوراً مرگیا اب سر کاٹکر تیرے پاس لایا ہوں خاقان نے وہ سر بریدہ ملاحظہ کیا اور قاتل کا بیان سُنکر منادی کردی کہ فوج فراہم ہو جہاں سردار اور حکام موجود تھے خط بھیج بھیجکر مسلمانوں سے جنگ کرنیکی ترغیب و تحریص دلائی فراہمی لشکر کے بعد خاقان ٹڈی دل جیسی فوج کے ساتھ فوجِ اسلام کی طرف بڑھا مسلمانوں نے جہانتک ہوسکا خوب ہی کوشش کی مگر مقابلہ اُن کی قوت سے بالکل باہر تھا۔ انجام یہ ہُوا کہ وہ عاجز آگئے اور ایک ہی حملہ میں اکثر مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا کافر مسلمانوں پر غالب آگئے سلمہ بن ربیعہ اور اُسکے ہمراہی دس ہزار اہلِ کوفہ سب کے سب شہید ہوگئے ایک شخص بھی زندہ نہ بچا یہ حادثہ شہر بلنجر کے میدان میں واقع ہوا اُن مسلمانوں کی خاک اسی صحرا میں ملگئی جسے قبور الشہدا کہتے ہیں رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ عثمان کو اس خبر کے سُننے سے نہایت ہی رنج و غم ہوا خواب و آرام ترک کردیا اور حبیب بن مسلمہ کو خط لکھا کہ جسقدر لشکر تیرے پاس موجود ہے اُسے لیکر آرمینا پر چڑھ جائے اور جو مسلمان وہاں شہید ہوتے ہیں اُنکا عوض خاقان اور اُسکی فوج سے لے۔ حبیب نے حسب الحکم فوج کو جمع کرکے تسلی دی اور ہر شخص کو تنخواہ اور سواری کیلئے گھوڑا دیکر جانب آرمینا روانہ ہوا۔ ہر جگہ سے ہوتا ہوا اُس گھاٹی سے جسے بند بنی زوارہ کہتے ہیں گذر کر شہر خلاط کے متصل پہنچا۔ دیکھا کہ وہاں کا قلعہ نہایت ہی عظیم الشان اور مستحکم ہے اور اُس قلعہ کے اندر جسقدر کافر ہیں سبکے سب بڑے بہادر لڑنے والے جوان ہیں باہم سخت معرکے پیش آئے انجام کار حبیب نے قلعہ فتح کرلیا اور تمام کافروں کو ہلاک کرکے اُنکے اہل و عیال کو قید کرلیا اُس قلعہ میں سے بے انتہا مال اور برتن برآمد ہوئے پھر کوچ در کوچ کرکے علاقہ مطابرہ کے ایک مقام سراج نام پر پہنچا وہاں قیام کرکے علاقہ خزران کے جملہ امیروں اور سرداروں کے نام فرمان جاری کئے کہ حاضر درگاہ ہوں اطراف و جوانب کے امرا کا ایک گروہ حاضر ہوا اور اسی ہزار درم پر صلح قرار پاگئی حبیب نے زرِ مقررہ لے کر عہدنامہ تحریر کردیا اور سب کو رخصت کیا اسی اثنا میں خلیفہ عثمان نے حبیب کو معزول کرکے حذیفہ الیمانی کو اُسکی جگہ مامور کیا حذیفہ نے آکر اُسی مقام پر قیام کیا اور اپنے چچا کی اولاد میں سے ایک شخص اوصلہ بن زر عبسی کو چیدہ لشکر کے ساتھ اُس علاقہ کے نواح میں بھیجا۔ اوصلہ نے وہاں کا انتظام نہایت ہی خوبی کے ساتھ کیا اُس ملک کے تمام بادشاہ اور امیروں وغیرہ کو فرمانبردار بنالیا سب اُسکے حکم پر چلتے اور اُس کی آواز پر کاربند ہوتے اسیطرح ایک سال کا عرصہ گذر گیا اور وہ اُسی علاقہ میں رہا پھر خلیفہ عثمان نے حذیفہ بن یمان کو بھی اس جگہ سے معزول کرکے اُسکی جگہ مغیرہ بن شعبہ کو بھیجا مغیرہ نے بھی وہاں پہنچکر کچھ دنوں قیام کیا اور قابلِ تعریف آئین مقرر کئے پھر امیر المومنین نے مغیرہ کو بھی معزول کرکے اشعث بن قیس کو اُس علاقہ کا حاکم مقرر کیا اشعث نے اُس تمام علاقہ کو قبضے میں لاکر عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل ہونے

وقت تک انتظام جاری رکھا۔

## حبشہ کے فساد اور ساحل دریا پر قتل و غارت گری کے واقعات کا بیان

راویانِ اخبار بیان کرتے ہیں کہ جسوقت خلیفہ عثمان ملک آرمینا کی تسخیر اور انتظام علاقجات دیگر میں مصروف تھے مُناکہ ملک حبشہ کے کچھہ لوگوں نے بحر شام کے کنارے پر اُتر کر اُن دیہات کو جو زمانہ خلیفہ عمرؓ میں فتح ہوئے تھے۔ لوٹ لیا ہے اور کُچھہ مسلمانوں کو قتل کرکے اُنکی عورتوں اور بچوں کو قید کرلیا ہے عثمان اس واقعہ سے غمگین ہوئے ایکدن انصار اور مہاجرین سے مشہور لوگوں کو بلاکر اس امر میں صلاح کی کہ کیا تدبیر کرنی چاہئیے اور اس جماعت کے دفعیہ کیلئے کونسا امر زیادہ مناسب ہوگا۔ انہوں نے کہا اے امیرالمومنین آپ جنگ حبشہ میں کہ جنہوں نے یہ حرکت کی ہے جلدی نفرمائیں یہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے قاصد بھیجکر شاہ حبش سے اس واقعہ کی کیفیت طلب کیجائے۔ اگر یہ نامعقول حرکت اُسکے اشارہ اور رضامندی سے ہوئی ہے تو زیادہ غور و فکر کرنا چاہئیے اور اگر اُسکی اجازت بغیر فوج کے جاہل اور بدمعاشوں نے ایسا کیا ہے تو شاہ حبش ہی سے اُسکا تدارک کرانا چاہئیے وہی اُن لوگونکو تنبیہ اور سرزنش کرے۔ عثمان نے اس رائے کو بہت پسند کیا اور اس بات میں شاہ حبش کے نام خط تحریر کرکے محمد بن مسلمہ انصاری کو دیا اور ایلچی بناکر مع دس ہمراہیوں کے بھیجا اُسنے شاہ حبش کے دربار میں پہنچکر نامہ دیا اور حق رسالت بجالایا حبش کے بادشاہ نے صاف انکار کیا کہ مجھے اس واقعہ کی کچھہ خبر نہیں میری رضامندی سے ایسا ہوا ہے۔ فوراً آدمی بھیجکر اُن لوگونکو طلب کیا اور سرزنش کرکے لوٹا ہوا مال اور قیدی واپس لیکر محمد بن مسلمہ کے حوالہ کردئے اور خلیفہ کے خط کا جواب اچھی طریق سے لکھا ایلچی پر بھی بڑی مہربانی فرمائی اور خوشنودی کیساتھہ واپس بھیجا محمد نے خلیفہ کیخدمت میں حاضر ہوکر اُس جماعت اور مال کو جو اہل حبش سے واپس لیا تہا پیش کیا عثمان خوش ہوئے اور ساحل کے رہنے والے مسلمان باشندوں پر عنایت فرماکر اسلحہ اور فوج سے تقویت بخشی کہ پھر کبھی دشمن ایسا ارادہ کریں تو اُنکو باز رکھہ سکیں اور اہل حبش اور دیگر مخالفوں کی طرف سے فارغ دل رہ سکیں

## معویہ بن ابی سفیان کے ہاتھہ سے جزیرۂ قبرس کا فتح ہونا

اسی اثنا میں معویہ بن ابی سفیان کا ایک خط خلیفہ کی خدمتمیں پہنچا کہ آج کل سمندر اُتر گیا ہے اُسکی موجیں اور سختیاں بند ہوگئی ہیں ایسے وقت میں کشتیاں باسانی آمد و رفت کرسکتی ہیں اور ہم چند روز میں داخل جزیرۂ قبرس ہوکر بہت آسانی سے اُسے اپنے قبضے میں لاسکتے ہیں جسکی فتح سے مسلمانونکو بیشمار مال و دولت ہاتھہ آئیگا اگر امیرالمومنین کا حکم ہو تو اس مُہم کو اختیار کرکے انجام دوں خلیفہ نے جواب دیا کہ زمانہ خلافت امیرالمومنین عمرؓ میں بھی تو نے ایسی درخواست کی تھی مگر قبول نہ ہوئی تہی میں بھی اس مُہم کی اجازت نہیں دیتا اور اگر تو چار و ناچار اس خطرناک مُہم کو چھیڑنا ہی چاہتا ہے تو اور کسیطرح اس ارادہ سے اپنے آپ کو باز نہیں رکھہ سکتا تو اپنے عیال و اطفال کو بھی اپنے ہمراہ لیجا جس سے مجھے اطمینان ہوجائے کہ تو سچ کہتا ہی کہ سفر دریا خطرناک نہیں ہے جب معویہ کو یہ جواب ملا۔ تو سفر دریا اور مُہم جزیرۂ قبرس کا مصمم ارادہ کرکے حکم دیا کہ کشتیاں اور ناویں تیار کرکے دریائے عکہ کے ساحل پر موجود کریں اور رسد و رکہم کے منتظر رہیں غرضکہ معویہ کے حکم سے جو جو اشیاء مطلوب تہیں مرتب و مہیا کرکے مقام مقصود پر پہنچادی گئیں اب معاویہ نے فوجکو تنخواہ تقسیم کرکے اچھے اچھے وعدوں سے دل بڑہایا اور جانب دریائے عکہ روانہ ہوا جیسا کہ خلیفہ اپنے اہل و عیال اور فرزندوں کو دمشق سے ہمراہ لیکر سفر کرتا ہوا داخل عکہ ہوا وہاں ایکدو روز قیام کرکے آرام کیا پھر معاویہ مع فرزندان و مقربان و خواصان ایک کشتی میں سوار ہوا باقی لشکر اور کشتیوں اور ناؤں میں بار ہوا کُل دو سو کتیس کشتیاں اور ناویں تھیں جسوقت یہ فوج روانہ ہوئی۔ جمعہ کا دن تہا اور نماز ظہر کا وقت گذر چکا تہا لنگر اُٹھتے ہی سب نے تکبیر و تہلیل کی آوازیں بلند کیں حسب اتفاق مخالف ہوا چل پڑی اور سمندر میں سخت تلاطم پیدا ہوا کشتیاں ایکدوسری سے علٰحدہ ہوکر کچھہ جانب راست اور کچھہ جانب چپ منتشر ہوگئیں معاویہ کی زوجہ ڈر کر چیخیں مارنے لگی اور ملاح سے کہا خدا کے واسطے کشتی ٹہرالے مجھے تاب ضبط نہیں رہی)۔ ملاح نے ہنسکر کہا اے مخدومہ سمندر بجز خدا تعالیٰ جل جلالہ و عم نوالہ اور کسیکا حکم نہیں مانتا جب موج آتی ہے تو حکم باری سبحانہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی شخص کشتی کو نہیں سنبھال سکتا

خدا کے فضل و کرم پر بھروسہ کئے صبر سے بیٹھی رہو۔ اللہ تعالٰے رحم فرما کر بادِ مخالف کو بند کر دیگا معاویہ بھی اپنی بیوی بچوں کی طرف سے جو کشتی میں سوار تھے بہت فکرمند تھا خدا کو یاد کرتا ہوا چپ بیٹھا تھا۔ آخر فضل باریتعالٰی نے مخالف ہوا کو بند کر دیا موجیں تھم گئیں سمندر میں امن ہوگیا اور تمام کشتیاں حسب مراد روانہ ہوئیں اچانک سمندر میں سامنے سے کئی کشتیاں آتی نظر پڑیں جنمیں قسم قسم کے بیش قیمت تحفے اور نذرانے منجانب بادشاہ جزیرۂ قبرس قسطنطین پسر ہرقل بادشاہ روم کیواسطے جارہے تھی ملاحوں نے معاویہ کو مطلع کیا اُسنے حکم دیا کہ سب کو گرفتار کرکے اپنے ساتھ لے چلو کنارے پر پہنچکر معاویہ نے انہیں اپنے حضور میں طلب کیا دیکھا حسین حسین لونڈیاں اور غلام اور طرح طرح کے ظروف اور قسم قسم کے فاخرہ لباس بار کئے ہوئے ہیں کہا ان سب کو بحفاظت تمام رہنے دو پھر خود جزیرۂ قبرس کی طرف متوجہ ہوا اور خشکی پر اُترکر حکم دیا کہ اِس جزیرہ کو تاراج کر ڈالیں بیشمار مالِ غنیمت ماہ طلعت کنیزیں صاحب جمال غلام اور انواع واقسام کی نفیس نفیس اشیاء لوٹ کر ساحل بحر پر لائے اور سب کو کشتیوں پر بار کر لیا اسی اثنا میں جزیرۂ قبرس کے حاکم نے ایلچی بھیجکر اس شرط پر صلح چاہی کہ بغیر دست درازی کئے واپس چلے جائیں تو ہر سال ایکہزار دو سو دینار خدمت معاویہ میں ادا کرتا رہونگا۔ معاویہ نے اس شرط کو منظور کرکے دستاویز لکھدی اور زر مصالحت لے لیا باہم یہ امر قرار پاگیا کہ اِس معاہدہ کے خلاف نکرینگے جبتک جزیرۂ قبرس کا بادشاہ زر مقررہ ادا کرتا رہیگا جزیرہ سے کوئی تعرض نہ ہوگا۔ اہل جزیرہ ہر سال زر مقررکردہ معاویہ کیخدمت میں بھیجتے رہے اور اُسیقدر شاہ روم کو دیتے رہے الغرض تمام اموالِ غنیمت اور لونڈی غلام کشتیوں میں سوار کراکر معاویہ نے مراجعت کی سمندر خاموش تھا بلا زحمت و مشقت سلامتی سے ساحل عکہ پر آپہنچے خشکی پر اُترکر اموالِ غنیمت کا اندازہ کیا تو بے اندازہ دولت تھی لونڈی غلاموں کا جائزہ لیا تو آٹھ ہزار متنفس اور سب کے سب نہایت ہی حسین اور خوبصورت تھے جنمیں سے سات سو لونڈیاں غلام کوارے بھی تھے معاویہ نے خمس نکال کر خلیفہ عثمان کی خدمت میں بھیجدیا باقی فوج میں تقسیم کیا گیا اور ایک خط کے ذریعہ جزیرہ کے حالات اسکی فتح کی کیفیت اور وہاں کے حاکم کے ساتھ معاہدۂ صلح کی شرح سے اور معہ اموالِ غنیمت صحیح و سلامت واپس پہنچنے سے خلیفہ کو مطلع کیا معاویہ کے لشکر نے ایکجگہ قیام کرکے لونڈی غلام اور سامان غنیمت باہم خرید و فروخت کرنے شروع کر دئے۔ ابو درداء موجود تھے یہ حال دیکھ دیکھ کر رو رہے تھے۔ ایک دوست نے پوچھا آج بڑا مبارک اور نہایت ہی خوشی کا دن ہے کہ مسلمانوں کو ایسی بڑی فتح میسر ہوئی اور اسقدر مال کثیر غنیمت میں ملا ہے آیا اسلامی جھنڈے کو عروج حاصل ہوا اور کفر کا جھنڈا سرنگوں ہوگیا۔ یہ ابخوشی وخورمی کا وقت ہے نہ رونے اور غم کرنیکا۔ ابو درداء نے کہا اے بھائی جیسا تو نے بیان کیا یہی بات ہے مگر میں ان عورتوں اور بچوں کے معائنہ حال میں کچھ اور نظارہ کررہا ہوں اُن کے رنج والم میں مبتلا دیکھنے سے گنہگاران اُمت کی ذلت وخواری یاد آرہی ہے۔ کہ وہ خدائے سبحانہ تعالٰے کے نزدیک کیسے ذلیل وحقیر ہونگے ان لوگوں نے عین نعمت اور دولت میں رہکر حکم خدا کو حقیر سمجھا اور گنہگار ہوئے تو انجام کار اسی غلامی بربادی اور ذلت میں مبتلا ہوئے خدا جسے کسی بندہ کا بندہ بناتا ہے۔ وہ ایسا ہی مقہور اور تباہ حال ہوتا ہے۔ المختصر مسلمانوں میں اموالِ غنیمت قبرس کی تقسیم کے وقت بوجہ خیانت فساد اور جھگڑا پیدا ہوا اسوقت قبرس کا ایک شخص موجود تھا بولا اے مسلمانوں تمہارے پیغمبر کی وفات کو کچھ زیادہ عرصہ نہیں گذرا اور اُسکے دوستوں اور تابعین کا زمانہ طویل نہیں ہوا ہے کہ تم ابھی سے ایسی خیانتیں کرنے لگے تمہارے بعد کے لوگونکا تو کیا حال ہوگا معاویہ کو بھی اس معاملہ کی خبر ہوئی بہت پریشان ہوا اور سخت ممانعت کی پھر امیرالمومنین ابوبکر صدیق کا وصیتنامہ جو یزید بن ابی سفیان کے نام امارت شام کی تقرری کے وقت لکھ کر بھیجا گیا تھا منگایا اور لشکر کو سنایا وصیتنامہ کا مضمون یہ تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ عہدنامہ ابوبکر خلیفہ رسول اللہ کیطرف سے تمام امیروں اور سرداروں اور سپاہیان لشکر کے نام تحریر کیا جاتا ہے جسمیں انہیں نصیحت اور وصیت کیجاتی ہے کہ ہر ایک امر میں پرہیزگاری اختیار کرو دنیاوی ترقیوں بلند رتبوں اور شان وشکوہ کی خواہش نہ کرو۔ فسق وفساد کی راہ سے بچو گناہوں اور شریعت کے احکام اوامر ونواہی کو خفیف اور بے حقیقت نہ سمجھو۔ جو بکریاں چارہ کھا جائیں یا جن مویشیوں سے فائدہ اُٹھاتے ہو انہیں ہلاک نہ کرو میوہ دار درختوں کو نہ کاٹو اور کھجوروں کے درختوں کو توڑ دیا جلاؤ نہیں گرجا گھروں کو ثابت نہ چھوڑو بلکہ انہیں مسمار اور برباد کردو۔ بڈھے مرد اور عورتوں اور بچوں کو قتل کرو نہ انہیں ستاؤ اور جو اشخاص صومعہ میں گوشہ نشین ہوں انہیں وہاں سے مت نکالو نہ اُنسے کسی قسم کا تعرض کرو مگر جن گروہ کے دماغوں میں شیطان نے گھر بنا کر اُٹھ رکھی ہو انہیں جہاں پاؤ وہیں قتل کر ڈالو ایک لمحہ کی بھی فرصت نہ دو۔ روئے زمین کو انکی ناپاک ہستی کی آلودگی سے صاف کر دینا چاہئے۔ مجھے خلیفہ رسول خدا کی یہی وصیت ہے

اور اِن نصیحتوں سے ذرا سرتابی نکرنی چاہئے۔ سب پر پورا پورا عمل درآمد ہونا لازم ہے۔ والسلام جب معاویہ نے یہ تحریر پڑھکر لشکر کو سنائی سب کے سب مضمون سے واقف ہو کر راہِ راست پر آگئے۔ نیکوکاری سے گذران کرنے لگے خیانت اور فساد سب باتیں ترک کر دیں۔ ہاں اسیوقت جبکہ جزیرۂ قبرس کی لوٹ مسلمانوں میں تقسیم ہو رہی تھی حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کے چند اصحاب ابو دردا عبادہ بن صامت شدّاد بن اوس واثلہ بن اسقع ابو امامہ باہلی عبداللہ بن بشر مازنی وغیرہ کسی گوشہ میں بیٹھے۔ یہ حال دیکھ رہے تھے اور روتے جاتے تھے اُنہوں نے دو انصاریوں کو دیکھا۔ کہ دو گدہے ہنکاتے لئے جا رہے ہیں عبادہ بن صامت نے پوچھا یہ کس کے ہیں اور کہاں لیجاتے ہو اُنہوں نے جواب دیا ہمارے ہیں اور معاویہ نے ہمیں دئے ہیں۔ کہ اُنپر سوار ہو کر حج کو جائیں شاید ہم انہیں کے ذریعہ سے خانہ کعبہ کی زیارت کریں عبادہ نے کہا معاویہ کے لئے یہ امر جائز نہیں ہو سکتا۔ کہ یہ جانور تمہارے حوالے کر دے اور نہ تمکو ہی اس سے لینا روا ہو سکتا ہے۔ ہاں اگر رسولِ خدا صلعم نے ایسا فرمایا ہو کہ وہ گدہے تمہیں دیدئے جائیں تو ٹھیک بات ہے۔ انصاریوں نے کہا سبحان اللہ رسولِ خدا اب کہاں ہیں عبادہ نے جواب دیا میرا یہ مطلب ہے کہ حضرت رسولِ خدا نے تمہاری نسبت وصیت فرما دی ہو کہ جسوقت جزیرۂ قبرس فتح ہو مالِ غنیمت میں ایک ایک گدہا تمہارے حوالہ کر دیا جائے اگر بطریق وصیت نہیں دو گدہے عطا کئے گئے ہوں تو لینا حلال ہے نہیں تو حرام انصاری ان دونو جانوروں کو معاویہ کے پاس لیگئے۔ اور کہا کہ عبادہ ایسا کچھ بیان کرتا ہے معاویہ نے انہیں بُلایا پاس بٹھا کر اس امر کی نسبت پوچھا عبادہ نے کہا اے امیر جنگِ حنین کے موقع پر میں خدمتِ رسولِ خدا صلعم میں حاضر تھا اُسوقت آپ مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے ایک اونٹ کے پہلو میں سے ایک بال اُکھاڑ کر قسمیہ فرمایا کہ لوٹ کے مال میں سے خمس کے علاوہ مجھے ایک بال بھی لینا حلال نہیں ہے۔ اور میں خمسِ غنیمت بھی نہیں لیتا تمہیں کو دیدیتا ہوں۔ معاویہ نے پوچھا اے ابو دردا تو گواہی دے سکتا ہے کہ روز جنگِ حنین زبانِ فیض ترجمان حضرت رسالت مآب سے تو نے ٹھیک یہی کلمے سنے ہیں عبادہ نے کہا ہاں۔ اور تجھے لازم ہے کہ جو اموالِ غنیمت جنگہائے جزیرہ وغیرہ سے حاصل ہوئے ہیں اُن کی نسبت پوری احتیاط عمل میں لائے اور تقسیم کیلئے اُسی شخص کو مقرر کرنا چاہئے جو نیک سیرت امانت گذار اور دیانت دار مشہور ہو۔ معاویہ نے کہا میں نے اس کام کا سرانجام تیری ہی رائے پر منحصر رکھا جسطرح مناسب سمجھے یہ مالِ غنیمت مسلمانوں کو تقسیم کر دے عبادہ نے کہا اور بھی بہت سے اصحاب ہیں اُنہیں چھوڑ کر یہ نازک کام مجھ پر کیوں ڈالتے ہو معاویہ نے کہا اس سبب سے کہ امیر المومنین عثمان نے مجھے لکھا ہے کہ مالِ غنیمت کی تقسیم کا کام اُس شخص کے حوالہ کرنا جو سب لوگوں میں زیادہ فاضل ہو۔ اور جو لوگ میرے ساتھ ہیں میرے مصاحب یا ہمراہی ہیں اُنمیں ایک شخص بھی تجھ سے فاضلتر نہیں کیونکہ تو شروع میں اسلام لانیوالا اور خدمتِ رسولِ خدا میں رہا ہوا شخص ہے عبادہ نے کہا یہ کام کسی اور کے سپرد کرو مجھ سے انجام نہ پا سکیگا معاویہ نے کہا نہیں چارہ و ناچار تم ہی اس کام کی دردِ سری اختیار کرکے مجھے مطمئن کرو غرضکہ یہ کام خواہی نخواہی عبادہ ہی کے سپرد ہوا کہ ابو دردا اور ابو امامہ باہلی تقسیم مال میں معاویہ کو امداد دیں بعدہ معاویہ نے بہت سے تحفے فراہم کئے اور ایک لونڈی جو نہایت ہی حسین صاحب جمال اور نازو انداز والی تھی اور جزیرۂ قبرس سے ہاتھ آئی تھی اُن ہدیوں کے ساتھ شامل کی پھر تحایف عبدہ بن عبید سلمی کے ہمراہ خدمتِ عثمان میں روانہ کئے اور تمام حالات لکھدئے جسوقت معاویہ کا یہ خط اور جملہ تحائف وغیرہ عثمان کے پاس پہنچے اور مالِ خمس جو اُس سے پیشتر ہی پہنچ چکا تھا خلیفہ نہایت ہی شادمان اور مسرور ہوئے خداوند کریم کا شکریہ ادا کیا جب اُس حسینہ جمیلہ لونڈی کو دیکھا تو ایلچی سے پوچھا کیا یہ لونڈی مالِ خمس میں ہے۔ اُسنے جواب دیا نہیں بلکہ جزیرہ کی غنیمت میں سے معاویہ کے حصے میں آئی تھی۔ اور اُسنے بطور تحفہ آپکے حضور میں پیش کی ہے۔ عثمان نے ایلچی سے پوچھا تیرا کیا نام ہے اُسنے کہا عبدہ بن عبید کہا مسلمانوں کے ہمراہ تو بھی جزیرۂ قبرس میں گیا تھا؟ اُسنے کہا ہاں میں بھی گیا تھا۔ فرمایا مجھ سے اُس جزیرہ کی کیفیت بیان کر اُسکا طول و عرض کسقدر ہے۔ عبدہ نے کہا بہت بڑا جزیرہ ہے۔ نہایت زرخیز اور آباد۔ اہلِ جزیرہ کا بیان ہے کہ طول میں اسّی فرسنگ ہے۔ اور اسیقدر عرض میں ہے وہاں بہتے دریا باغات اور چمن بکثرت ہیں طرح طرح کے درخت اور پھل اور میوے پیدا ہوتے ہیں عمارتیں بڑی بڑی عالیشان اور وسیع ہیں مکانات انسانوں سے معمور ہیں دیہات سب خوش وضع اور خوشحال ہیں غرضکہ وہاں کی خوبیاں کچھ بیان نہیں ہو سکتیں بکثرتی۔ گھوڑے۔ گائے۔ بیل۔ اونٹ۔ گدہے بھیڑ بکریاں شمار سے باہر ہیں مسلمانوں کو اُسکے فتح کرنے میں بفضل باریتعالیٰ ذرا بھی دقت پیش نہیں آئی۔ دشمن ہمارے لشکر کو دیکھتے ہی ایسے خوف زدہ ہوگئے۔ کہ ذرا مقابلہ نکر سکے ہمیں تلوار تک کھینچنی نہ پڑی۔ سب کے سب ہمارے آگے

پانی بھرنے لگے۔ ایک شخص کو بھی یہ حوصلہ نہوا کہ مخالفانہ قدم بڑھاتا۔ ایلچی صلح کے خواستگار ہوئے اور زر مصالحت اور جزیہ دینا قبول کیا عثمان نے فرمایا
ذٰلِکَ مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ وَرَحْمَتِہٖ بِعِبَادِہِ الْمُؤْمِنِیْنَ یعنی یہ امر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ظہور میں آیا اور ایمان والے بندوں پر اُس کی رحمت ہے پھر حکم دیا
کہ جزیرہ کی لوٹ کا خمس مدینہ والوں کو بانٹ دیں۔ ہر شخص کو واجبی حصہ پہنچا دیا اور لونڈی کو اپنے لیے رکھ چھوڑا مگر نائلہ بنت فرافصہ جو خلیفہ کی منکوحہ
زوجہ تھی اِس بات سے نہایت ہی ناراض ہوئی منہ پھُلا لیا اِسلئے خلیفہ نے وہ لونڈی معاویہ ہی کے پاس واپس بھیجدی اور معاویہ نے اپنے واسطے
رکھلی وہ معاویہ کی وفات تک اُس کے گھر میں رہی مگر معاویہ سے کوئی اولاد نہ جنی۔

## معاویہ بن ابی سفیان کے ہاتھ سے جزیرۂ رودوس کے فتح ہونیکا بیان

جب معاویہ جزیرۂ قبرس کو فتح کر چکا اور مسلمانوں کو وہاں کی لوٹ سے بیشمار مال ملا تو معاویہ نے چاہا کہ جزیرۂ رودوس کو جا کر فتح کرے۔ اِس ارادہ
کی نسبت خلیفہ عثمان سے اجازت طلب کی خلیفہ نے جواب دیا کہ دریائی سفر بڑا خطرناک کام ہے نہیں معلوم انجام کیا ہو لیکن تو نے مصمم ارادہ کر لیا
ہے اور یہی چاہتا ہے کہ بحری سفر اختیار کرکے جزیرۂ مذکور کو قبضہ میں لائے تو نہایت احتیاط اور ہوشیاری سے اس مہم کو اختیار کرنا اور
ہر وقت پرہیزگاری کو مدّنظر رکھنا معاویہ نے اجازت پاتے ہی سفرِ دریا و فتح جزیرۂ مذکور کا پختہ ارادہ کرکے فراہمی لشکر شروع کی اور حکم دیا
کہ کشتیاں تیار کیجائیں۔ جب کشتیاں تیار ہو گئیں ایک کشتی میں خود مع خواصوں اور خدمتگاروں کے سوار ہوا۔ اور لشکر اور جھنڈوں کو اور
کشتیوں میں سوار کرایا۔ روانگی کے وقت مسلمانوں نے نعرۂ تکبیر و تہلیل بلند کیا کشتیاں چلی جا رہی تھیں جب جزیرۂ مذکور دُور سے نظر آنے
لگا اور اہلِ جزیرہ نے بھی مسلمانوں کی کشتیوں کو اپنی جانب آتے دیکھا تو کشتیوں میں سوار ہو کر مقابلہ کو نکلے اور آگے بڑھکر جنگ شروع کی بڑی سخت
جنگ ہوئی اور طرفین سے بیشمار آدمی مارے گئے انجام کار اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو فتح نصیب کی اور دشمنوں کی کشتیاں اور سامانِ جنگ مسلمانوں کے
ہاتھ آیا جزیرہ میں پہنچکر کشتیاں کنارے پر لگا دیں اور خشکی پر اُتر کر قتل اور غارت پر ہاتھ کھولا کئی سخت مقابلے پیش آئے جنمیں بہت سے دشمن
ہلاک کئے اور اُنکا مال و متاع لوٹ لیا اسی لوٹ کے اثنا میں ایک مسلمان عبدالرحمن بن عریب اشعری کچھ لوگوں سمیت ایک عالیشان مکان میں داخل
ہوا بہت ہی دلکشا اور آباد مکان تھا اسمیں سے پانسو لونڈی غلام جو سب کے سب گلبدن گل اندام اور بہت سا نفیس نفیس قیمتی ساز و سامان برآمد ہوا
سبکو لیکر چلے اور اپنی لشکرگاہ میں آئے اتفاقاً ایک لونڈی کے پاس سے کوئی شے چھوٹی سی کپڑے میں بندھی ہوئی نکل پڑی اُٹھا کر دیکھا تو سونے
کی انگوٹھی سُرخ یاقوت کی نگینہ والی ہے معاویہ کے سامنے پیش کی معاویہ نے جوہریوں کو دکھا کر قیمت کا اندازہ کرایا نگینہ کی قیمت ایکہزار دو سو درہم
آنکی گئی معاویہ نے اپنے واسطے رہنے دی اور تقسیم اموال کے وقت اُسے اپنے حصّہ میں محسوب کر لیا۔ اس فتحیابی کے بعد تمام غلاموں لونڈیوں اور جملہ
واموالِ غنیمت کو کشتیوں میں بھر کر مراجعت کی فضلِ الٰہی سے بخیریت تمام کنارے پر پہنچے۔ اُسوقت معاویہ نے امیر المومنین کو خط لکھکر فتح جزیرۂ رودس۔
تحصیل اموالِ غنیمت اور بصحیح و سلامت واپس آنیکی جملہ حالات سے اطلاع دی اور خمس غنیمت مدینہ کو ارسال کیا خلیفہ عثمان اس کامیابی پر نہایت ہی شاد
ہوئے اور خدا تعالیٰ کا بہت ہی شکریہ ادا کیا پھر وہ مالِ غنیمت اہلِ مدینہ کو تقسیم کر دیا فتحیابی جزیرۂ رودس کے وقت اکثر باشندگان معرضِ قتل و غارت میں آگئے تھے
اور بقیۃ السیف اطراف و جوانب کو بھاگ کر منتشر ہو گئے تھے جسکے سبب سے جزیرہ معاویہ کے زمانہ خلافت کے شروع ہونے تک بالکل ویران و غیر آباد پڑا رہا
جب معاویہ نے خلافت اختیار کی اُس جزیرہ کے آباد کرنیکا حکم صادر کیا اور وہاں ایک مسجد تعمیر کی مسلمانوں کے کئی خاندانوں کو اسلحہ دیکر کہا کہ وہاں آباد ہو کر زمین
بنائیں زراعت کریں جسقدر ہو سکے مسلمانوں نے اُس جزیرہ کو پیشتر سے بھی زیادہ عمدگی کیساتھ آباد و سرسبز کر دکھایا اور روم کے بادشاہ اور دیگر دشمنوں
سے بچائے رکھا مجاہد کہتا ہے کہ سنہ ۳۳ ہجری تھا جبکہ میں اُس جزیرہ میں پہنچا خوب آباد تھا میں نے معاویہ کی بنائی ہوئی مسجد میں اذان دی اور نماز پڑھی کعب
الاحبار کی زوجہ کا بیٹا تبیع میرے ہمراہ تھا اور میں اُس سے قرآن شریف پڑھاتا تھا۔ ایکدن اُس نے مجھ سے کہا اے مجاہد میں دیکھتا ہوں کہ گویا یہ جزیرہ عنقریب

ایسا برباد ہوگا کہ اُسکا نشان تک باقی نہ رہیگا اور خراب ہونے کی صورت یہ ہوگی کہ کسی دن بڑی سخت آندھی اُٹھکر اس زینہ پایہ کو گرادے گی مجاہد کہتا ہے کہ اس کلام کو زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا کہ ایکدن زور شور کی آندھی اُٹھی جسنے اُس زینہ پایہ کو گرادیا۔ اُسی دن یزید بن معاویہ کا خط پہنچا کہ اُس کا باپ معاویہ مرگیا ہے۔ ہم اس خبر سے بہت ہی غمگین ہوئے اور وہاں سے چلے آئے ہمارے آنیکے بعد اُنہی دنوں میں وہ جزیرہ برباد ہوگیا

## معاویہ بن ابی سفیان سے بادشاہ روم قسطنطین بن ہرقل کا بحری جنگ کرنا

کہتے ہیں کہ ایکدن مخبروں نے خلیفہ عثمان کو خبر دی کہ قسطنطین بن ہرقل بادشاہ روم اس ارادہ سے فوج جمع کررہا ہے کہ عکہ کے سمندر میں مسلمانوں سے جنگ کرے خلیفہ نے اس حال سے مطلع ہوتے ہی معاویہ کو لکھا کہ شامی لشکر کو فراہم اور سامانِ جنگ سے آراستہ کرکے بادشاہ روم کے مقابلہ میں سعی کرے دوسرا خط امیر مصر عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے نام روانہ کیا کہ مصری فوجوں کو جمع کرکے جانب دریائے عکہ روانہ ہوجاتے تیسرا خط عمرو عاص کو لکھا کہ عبداللہ بن سعد اور مصری لشکر کو مال اور اسلحہ سے جہانتک ممکن ہو قوت و مدد پہنچائے غرض معاویہ شامی لشکر کے ساتھ اور عبداللہ مصری فوجیں لئے ہوئے عکہ کیطرف بڑھے۔ سب کے سب سامانِ جنگ اور اسلحہ سے بخوبی آراستہ و پیراستہ تھے ساحل عکہ پر پہنچکر پانسو کشتیاں مہیا کیں انمیں بہت سا سامان رسد بھر کر جرار و کرار سپاہیوں کو سوار کیا اور لنگر اُٹھا دیئے۔ بادشاہ روم قسطنطین بھی ایکہزار کشتیاں ہمراہ لیتے ہوئے اُنکی طرف بڑھا۔ رال کے بھرے ہوئے شیشے ہر ایک کشتی سے لٹکا رکھے تھے اور آگ روشن تھی مسلمانوں نے سمندر میں پہنچکر بادشاہ روم کی کشتیونکو دیکھا کہ بہت ہی تیزی سے بڑھی چلی آرہی ہیں اور ایسی عجیب سج کر آرہی ہیں کہ پیشتر کبھی دیکھی گئی تھیں بہت ڈرے اور زاری کناں دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھالئے۔ ملاحوں نے تمام کشتیوں کو ایک محفوظ جگہ میں مضبوطی کے ساتھ قائم کردیا اسی اثنا میں دشمن نے بھی اپنی کشتیاں برابر میں لا کھڑی کیں اب آفتاب غروب ہوگیا تھا۔ اہل اسلام نماز و وظائف اور قرآن اور ادعیہ خوانی میں مصروف تھے زاری و انکساری سے دعائیں مانگتے تھے۔ اور رومی لشکر میں تمام شب باجے بجتے ناچ رنگ ہوتے اور شراب کے دور چلتے رہے سب کے سب لہو ولعب میں مشغول رہے۔ طلوعِ آفتاب کے وقت جنگ کی تیاریاں ہوئیں معاویہ نے بادشاہِ روم کے پاس قاصد بھیجکر پیغام دیا کہ سمندر میں جنگ کرنا طرفین کے لئے مشکل امر ہے اگر منظور ہو تو کنارے پر چلے جائیں پھر باہم معرکہ آرا ہوں ورنہ نہ پھیریں تا وقتیکہ خدا جسے چاہے فتح نصیب کرے بادشاہِ روم نے کہا ہماری فوج بحری جنگ کے ارادہ سے آئی ہے۔ اور سب نے اتفاق کرلیا ہے کہ یہ معرکہ سمندر ہی میں کیا جائے۔ مسلمانوں نے یہ جواب سنتے ہی تمام کشتیونکو ایک دوسرے سے خوب بستہ کرلیا اور بہادر تیر کمان اور نیزوں سے مسلح ہوکر صف بستہ ہوگئے دوسری طرف رومی جمعیت نے بھی اُسیطرح صفیں قائم کیں اور جنگ شروع ہوئی طرفین نے ایسا سخت مقابلہ اور سعی بلیغ کی کہ کسی نے نہ دیکھی ہوگی۔ کشتوں کی کثرت سے سمندر کا پانی لال ہوگیا تھا جو شخص مارے جاتے تھے اُنکی لاشوں کو سمندر میں ڈالدیتے تھے اور دریائی موجیں اُنہیں کنارے پر پھینکدیتی تھیں جس سے لب ساحل کشتوں کے انبار لگ گئے تھے دونوں لشکروں نے بڑی ثابت قدمی اختیار کی اور ایسے بے جگر ہوکر لڑتے رہے کہ جسکی انتہا نہ تھی انجام کار بادشاہِ روم کئی زخم کھاکر نڈھال ہوگیا اپنی کشتی کو واپسی کا حکم دیا اُسکے پھرتے ہی تمام فوج نے بادشاہ کو شکست خوردہ ہزیمت یافتہ دیکھکر اپنی اپنی کشتیوں کے لنگر اُٹھا دئے اور بھاگ نکلے امیر مصر نے قبطیوں کو بآواز بلند کہا تم میں سے جو شخص کسی رومی کا سر لائیگا فی سر دو دینار زر انعام دونگا یہ سنتے ہی قبطیوں نے رومی سپاہ کا تعاقب کیا اُنہیں ہلاک کرکے سر جمع کرتے تھے اسی طرح سات سو رومی قتل کئے اور جو لوگ قتل ہونیسے بچکر نکل گئے تھے حسب اتفاق اُنکو باد مخالف نے برباد کیا ایسی تند و تیز ہوا چلی کہ رومیونکی اکثر کشتیاں ٹوٹ کر غرق ہوگئیں اور مسلمانوں کی کشتیاں ساحل کے متصل تھیں سب محفوظ رہیں مسلمانوں نے خدا کا شکر کیا معاویہ نے خط لکھکر خلیفہ عثمان کو تمام حالاتِ جنگ بحری و شکست شاہ روم سے مطلع کیا اور لکھا خدا کے فضل و کرم سے مسلمان ظفریاب و فتحمند ہوئے امیر المومنین اس مژدہ سے بہت ہی شاد ہوئے اور ایسی فتح عظیم کے لئے جناب باری میں شکر گذار ہوئے قسطنطین بادشاہ روم نے دوسری دفعہ پھر ارادہ کیا کہ مسلمانوں سے ایک اور بحری جنگ کرے اسلئے تمام اطراف سے فوجیں طلب کیں لشکر کثیر حاضر درگاہ ہوگیا۔ ایکہزار دو سو کشتیوں میں فوج سوار کراکر قسطنطنیہ سے چلا اور چاہا کہ دریائے نیل واقع ملک مصر میں داخل ہوکر مسلمانوں سے معرکہ آرا

سو جب اتفاق جسدن کشتیوں میں سوار ہوا ہوائے تند چلنی شروع ہوئی فوجکے سرداروں اور امیروں نے عرض کی نامناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضور ایسی تند ہوا کیوقت بحری سفر اختیار کریں۔ مگر بادشاہ نے اُنکا کہنا نہ سُنا اور روانہ ہو گیا سمندر میں پہنچکر مخالف ہوا چلنی شروع ہوئی اور ایسی سخت موجیں پیدا ہوئیں کہ کشتیونکو اُٹھا اُٹھا کر کناروں پر پھینکتی تھیں گویا کوئی شے ادنے کھیل رہی ہے ایکہزار دو سو کشتیوں سے ایک ہی بچی صرف بادشاہ روم کی کشتی سلامت رہی اور بہکر جزیرۂ سقلیہ کے کنارے پر جا لگی۔ وہانکے باشندے بادشاہِ روم کے ہم مذہب ترسا قوم کے آدمی تھے بادشاہ کی خبر آمد سُنکر حاضرِ خدمت ہوئے آداب شاہی بجا لائے۔ مگر جبیہ امر معلوم ہوا کہ بیشمار نصارا لوگ اُسکی ہمراہی میں غرقِ موج فنا ہو گئے اور محض بادشاہ تنہا جان لیکر یہاں آیا ہے تو اُسکے مار ڈالنے کا قصد کیا۔ بادشاہ سے کہا یہاں بہت اچھا حمام تیار ہے۔ اگر بادشاہ کی طبیعت چاہے حمام میں غسل فرمائے تکانِ راہ دور ہو جائے بادشاہ داخلِ حمام ہوا اپنے سر اور بدن کے دھونے میں مصروف تھا کہ ایک مسلح جماعت اُسکے سر پر جا پہنچی۔ اور کہا تو ترسا قوم کیلئے بڑا منحوس پیدا ہوا ہے۔ جب سے سلطنت تیرے قبضے میں آئی ہے ہزارہا ترسا لوگوں کو مسلمانوں کے مقابلہ پر بھیج بھیجکر قتل کرا دیا ہے بہتر ہے کہ تجھکو ہلاک کر کے اور کسیکو تیری جگہ تخت نشین کریں یہ کہکر اُسے حمام ہی میں قتل کر دیا خلیفہ عثمان نے قسطنطین کے مارے جانیکی خبر سُنکر بہت خوشی ظاہر کی اور کہا کہ الحمد للہ کہ اسلام اور مسلمانوں کا سب سے بڑا اور دشمنِ جانی مارا گیا۔

## عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے ہاتھ سے افریقہ کا فتح ہونا

امیرِ مصر نے خدمتِ عثمان میں باشندگانِ افریقہ کی کمزوری اور وہاں کی کثرتِ مال و متاع کی کیفیت لکھکر چڑہائی کرنے اور ان ممالک کو زیرِ تصرف لانیکی اجازت طلب کی عثمان نے جواب دیا اسطرف چڑہائی کرنا مناسب نہیں کیونکہ میں نے عمر سے سُنا ہوا ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ جبتک میں زندہ ہوں کسی مسلمان کو جنگِ افریقہ کے لئے نہ بھیجونگا جبکہ خلیفہ عمر اُسطرف مہم روانہ کرنیکو اچھا نہ سمجھتے تھے میں بھی نہیں چاہتا کہ تو مسلمانوں کو دریا کی راہ لیجائے اور پریشان کرے عبداللہ نے یہ جواب پڑھکر اپنا ارادہ ملتوی کر دیا مگر کچھ فوجی گروہ اُسطرف روانہ کئے جنھوں نے نواحِ افریقہ کو لوٹ کر بہت سا مالِ غنیمت حاصل کیا خلیفہ عثمان نے اس حال سے آگاہ ہو کر سمجھا کہ عبداللہ ان ممالک کی تسخیر کیطرف نہایت راغب ہے۔ اسواسطے ہمیشہ اسی معاملہ کی نسبت غور کیا کرتے ایکدن بڑے بڑے صحابہ کو مثل حضرت علی بن ابیطالب علیہ السلام و طلحہ و زبیر و سعد وقاص و سعید بن زید کو مسجد رسول خدا صلعم میں جمع کر کے افریقہ کی مہم کی نسبت مشورہ کیا اکثروں کی یہی رائے ہوئی کہ اُس مُلک کی چڑہائی سے باز رہنا چاہئے سعید بن زید نے اس لئے بہ زیادہ اصرار کیا خلیفہ عثمان رضی اللہ عنہ نے پوچھا تو کس سبب سے اِس مہم کو بُرا جانتا ہے اُسنے کہا اِس لئے کہ خلیفہ عمر اِس معاملہ سے خوب واقف تھے اور میں نے اُنہیں یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ میں جبتک زندہ ہوں کسیکو مہم افریقہ پر نہ بھیجونگا میں نہیں چاہتا کہ تم عمر کے مخالف کام کرو باشندگانِ افریقہ اپنے ملک میں بیٹھے ہوئے ہیں اُن سے ہم مسلمانوں کو کوئی رنج اور تکلیف نہیں پہنچ رہی وہ اِسی میں خوش ہیں کہ مسلمان ہمسے جھگڑا نہ کریں ہمیں آرام سے اپنے گھروں میں رہنے دیں زید بن ثابت اور محمد بن مسلمہ نے کہا اے امیر المومنین ہمارا یہ خیال ہے کہ تم اُسطرف لشکر روانہ کرو اور وہ مُلک تسخیر ہو جائے تو اسلامی رقبہ بڑھ جائیگا اور خدا نے چاہا تو مسلمانوں کو لوٹ سے بڑا فائدہ حاصل ہوگا۔ عثمان نے کہا اللہ اکبر یہی رائے بہت درست ہے اِس سے بڑھکر اور کوئی امر نہیں ہو سکتا یہ تسخیرِ افریقہ کا مصمم ارادہ کر کے لوگوں کو رغبت دلائی۔ سب سے پہلے بڑے بڑے صحابہ رسول کی اولاد نے اُس جہاد پر جانا قبول کیا عبدالرحمن بن ابی بکر عبداللہ بن اسود بن عبدیغوث۔ عبداللہ بن عمرو عاص بشر بن ارطاط۔ سور بن مخرمہ وغیرہ اِس مہم کے لئے مستعد ہو گئے۔ اور خلیفہ اُن کے ارادوں سے بہت خوش ہوئے پھر تو مدینہ کے آدمی گروہ در گروہ آنیلگے جب جمعیت فراہم ہو گئی امیر المومنین عثمان نے مدینہ سے نکلکر فوج کا جائزہ لیا جاں نثار دس ہزار آٹھ سو آدمی تھے جب سب تیار ہو گئے تو سلح خانہ کا دروازہ کھولدیا اور ہتھیار دیدئے اور ایکہزار اونٹ اور سامانِ ضروری حوالہ کر کے مروان بن حکم کو لشکر کے سواروں کا سردار قرار دیا اور اُسکے بھائی حارث بن حکم کو پیادوں کا افسر بنا دیا۔ پھر منبر پر بیٹھکر خطبہ پڑھا اوّل خداوند تعالیٰ کے افضال و کرم

اور عطیات عالیہ کا جو مسلمانوں کو نصیب ہوئیں شکریہ ادا کرکے حمد و ثنائے الٰہی بیان کی پھر حضرت محمد مصطفےٰ پر درود بھیجا اور کہا اے لوگو آگاہ ہو تم ایسے وقت اور ایسے مقام میں آئے ہو کہ سعی بلیغ کرنی لازم ہے اور شجاعت و دلاوری میں مبالغہ کرنا چاہیے یاد رکھو زمانہ خلیفہ عمرؓ میں عجم کے بہت سے شہر اسکی فوج کے ہاتھ سے فتح ہوئے ہیں۔ اہل مصر کی تیاریاں اور سامان جنگ افریقہ والوں کی نسبت بہت زیادہ ہیں میں اُمید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے تمکو مدد دیکر افریقہ کے کافروں پر فتحیاب فرمائیگا۔ لازم ہے کہ تم بھی اُس خدا سے جسکو کبھی فنا نہیں اور ہر شے کی موت اُسی کے قبضے میں ہے ڈرتے رہو اور اُسکی نعمتوں کی شکر گذاری میں مبالغہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کی امداد ہر وقت بندوں کے شامل حال رہتی ہے۔ یہ بھی سمجھ لو کہ اس لشکر کا امیر عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح ہے میں نے اُسے لکھدیا اور تاکید مزید کر دی ہے کہ تم سے اچھا برتاؤ کرے نرمی اور مہربانی سے پیش آئے اور اگر کسی سے کوئی جرم یا خیانت سرزد ہو تو معاف کرے اور صالح اور محسن لوگوں کی رعایت بخوبی واجب جانے مجھے یقین ہے کہ وہ ان سب امور کو بجا لائیگا اور میرے حکم سے انشاء اللہ ذرا انحراف نہ کریگا۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ یعنی سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی میں قوت ہے نہ طاقت۔ جب ہر طرح سے تیار ہو چکے تو لشکر اسلام نے مدینہ سے بجانب مصر سفر اختیار کیا۔ مصر میں پہنچکر فرمان عثمان عبد اللہ کو دیا وہ مہم افریقہ کی اجازت پانے اور تمام لشکر کے سپہ سالار ہونے سے بہت خوش ہوا اب مہم کی تیاریاں شروع کر دیں ہر طرف سے فوجیں طلب کیں جملہ سوار و پیادہ فوج کا شمار بیس ۲۰ ہزار ہوا اللہ سبحانہ تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ کرکے جانب افریقہ روانہ ہوا وہاں پر بادشاہ روم کیطرف سے ایک بڑا زبردست فرمانروا جرجین نام برسرحکومت تھا اور طرابلس مغربی سے طنجہ تک تمام علاقہ اُسکے تصرف میں تھا۔ اسلامی فوجوں نے طرابلس کا رخ کیا یہ مقام اسلامی مقبوضات کا ایک جزو تھا وہاں پہنچکر ایک دن قیام کیا دوسرے دن کوچ کرکے سرحد پر پہنچے عبد اللہ بن سعد نے فوجکو دستہ دستہ کرکے اطراف و جوانب میں تقسیم کر دیا کہ افریقہ کی حدود پر لوٹ مار شروع کریں اس عمل سے بڑا مال ملا اور بہت سے اونٹ گھوڑے گائے بیل وغیرہ ہنکا کر عبد اللہ کے پاس لائے عبد اللہ فوج طلایہ آگے روانہ کرکے خود عقب سے روانہ ہوا جسوقت وہ ساحل دریا پر جا رہا تھا دیکھا کہ حسب اتفاق افریقہ والوں کی کچھ کشتیاں موجود ہیں کچھ لوگ سوار ہو چکے ہیں اور باقی سوار ہوا چاہتے ہیں اُنہوں نے بھی دور سے اسلامی فوج کے طلایہ کو آتا دیکھ کر چاہا کہ کشتیوں میں بیٹھ کر بھاگ جائیں مگر مسلمانوں کی ایک جماعت نے دوڑ کر اُنہیں گرفتار کر لیا اور سب کو کشتیوں سمیت عبد اللہ کے پاس لائے عبد اللہ نے اُنہیں قتل کر دیا کشتیاں آگ سے جلا دیں اور جسقدر مال و متاع ہاتھ آیا فوج پر بانٹ دیا پھر آگے روانہ ہوئے جب شہر افریقہ کے قریب پہنچے قیام کیا اور لشکر گاہ قائم کرکے ایک قاصد جرجین بادشاہ کے پاس بھیجا اور دعوت اسلام کی وہ سنتے ہی غضبناک ہوا۔ کہا میں ہرگز تمہارا مذہب اختیار نہ کرونگا عبد اللہ نے کہا دو باتوں میں سے ایک کو اختیار کر یا تو مسلمان ہو جا یا جزیہ دینا قبول کر جرجین نے کہا اگر مجھ سے چاندی کا ایک ٹکڑا بھی طلب کروگے تو وہ بھی نہ دونگا۔ عبد اللہ نے کہا تو مقابلہ کیلئے مستعد ہو جانا چاہیے۔ جرجین باقاعدہ طور پر سامان درست کرکے نکلا اُسکا لشکر ساٹھ ہزار سے زیادہ تھا اور سب کے سب سامان حرب سے مسلح تھے عبد اللہ نے بھی اپنی فوجکو ترتیب دیا جب میمنہ اور میسرہ کو قائم کر چکا تو ایک قبطی جوان نے عبد اللہ سے کہا افریقہ کے آدمی بڑے بزدل ہوتے ہیں۔ میں یقین کرتا ہوں کہ وہ جنگ نکر سکیں گے اور اگر مقابلہ کیا بھی تو ایک ہی حملہ میں بھاگ نکلیں گے بہتر یہ ہے کہ کسی قدر جمعیت کو کمین گاہ میں مقرر کر دینا چاہیے تاکہ جسوقت شکست کھا کر بھاگیں ایک سمت سے آپ اور دوسری طرف سے کمین گاہ سے وہ جماعت نکلکر جنگ کرے پھر تو اُن میں سے ایک بھی زندہ بچکر نہ جاسکے گا۔ عبد اللہ نے ایک دستہ کمین گاہ پر تعینات کر دیا اور خود مسلح ہو کر جنگ شروع کر دی سورج دو نیزہ بلند ہوا ہوگا کہ عبد اللہ نے تمام لشکر سے حملہ کر دیا۔ دشمن کی فوج تک پہنچنا تھا کہ جرجین اور اُسکا تمام لشکر بھاگ نکلا۔ مسلمانوں نے تعاقب کرکے قتل کرنا شروع کیا سامنے سے کمین گاہ کی فوج نکل پڑی اور اسلحہ سے خوب کام لیا۔ افریقہ کے لشکر کا بہت سا حصہ مارا گیا۔ اور بہت سے پکڑے گئے جرجین بچکر بھاگ نکلا اور اقصائے بلاد افریقہ میں چلا گیا۔ وہاں سے ایک ایلچی بھیجکر عبد اللہ سے اس قرارداد پر صلح کی کہ میں دو ہزار غلام اور پانچ لاکھ بیس ہزار دینار دونگا۔ عبد اللہ مراجعت کرکے اُسکے علاقہ سے چلا جائے عبد اللہ نے صلح منظور کرکے روپیہ وصول کر لیا خمس خلیفہ عثمان کی خدمت میں بھیجدیا اور باقی فوج پر تقسیم کر دیا۔ اور خود مظفر

و منصور ہو کر مصر کی راہ لی جب اپنے مقام پر پہنچ گیا عثمان کو خط لکھ کر بادشاہ افریقہ کی شکست اور صلح سے اور مسلمانوں کی فتح و فیروزی اور تحصیل اموال غنیمت اور بصحیح و سلامت واپس چلے آنے سے اطلاع دی عثمان رضی اللہ عنہ اس خبر سے نہایت مسرور ہوئے اور شکر نعمائے الٰہی بجا لا کر مال خمس اہل مدینہ کو بانٹ دیا۔ ھُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ یعنی اللہ سب سے بڑا بخشنے اور مہربانی کرنیوالا ہے۔

## معاویہ بن ابی سفیان کے ہاتھ سے جزیرہ سقلیہ کا فتح ہونا

معاویہ نے جزیرہ سقلیہ کے فتح کرنیکا ارادہ کیا یہ جزیرہ بہت وسیع تھا طول و عرض میں تین شبانہ روز کی مسافت رکھتا تھا۔ اسمیں خوشگوار پانی کے بہت سے بہتے چشمے موجود تھے۔ طرح طرح کے میووں رنگارنگ پھولوں پھلوں غلوں باغوں اور چراگاہوں کی بڑی کثرت تھی بادشاہ روم کی کاشت اسی سرزمین پر ہوتی تھی غرض معاویہ نے سقلیہ کی مہم کا مصمم ارادہ کر کے عثمان کو خط لکھ کر اجازت طلب کی۔ باشندگان افریقہ نے بھی یہ خبر سن پائی قاصد بھیجکر بادشاہ سقلیہ کو خبردار کر دیا کہ اہل عرب تیرا قصد رکھتے ہیں۔ ہوشیار ہو جا اور اپنا بندوبست کر لے بادشاہ سقلیہ اس خبر کو سنکر برافروختہ ہوا۔ اور کہا کیا عربوں نے ہمیں بھی باشندگان افریقہ جیسا سمجھ لیا ہے جسطرح وہ اُن کے سامنے سے بھاگ نکلے ہماری نسبت بھی ایسا ہی گمان کرتے ہیں۔ کیا وہ اس بات کو غنیمت نہیں سمجھتے کہ ہمنے اُن سے ہاتھ اٹھا رکھا ہے۔ اُنپر چڑھائی نہیں کی اگر اسطرف کا رخ کرینگے تو کئے کی سزا پائینگے القصہ معاویہ لشکر فراہم کر کے اسطرف روانہ ہوا بحیرۂ شام کے ساحل پر پہنچکر تین سو کشتیاں بہم پہنچائیں انپر سوار ہو کر چلے اہل سقلیہ نے بھی خبر سنی کہ عرب آ پہنچے انکا بادشاہ محل کی چھت پر سے مع جماعت سرداران و بطارقہ دیکھ رہا تھا کہ مسلمان کشتیوں پر سے اتر رہے ہیں عمدہ عمدہ زرہیں پہنے ہوئے اور نفیس اور اعلیٰ قسم کے اسلحہ سے مسلح ہیں جھنڈے کھلے ہوئے ہیں اور نہایت ہی خوبی کے ساتھ بارادہ جنگ ترتیب لشکر قائم کی ہے۔ ملک سقلیہ انکی آراستگی کو ملاحظہ کر کے انگشت بدنداں ہوا۔ اور کہا میں نہ سمجھتا تھا کہ عرب ایسے ساز و سامان اور رعب و داب کے لوگ ہونگے ملک قیباریہ جو اسلامی لشکر کے سامنے سے بھاگ کر اس جزیرہ میں پناہ گیر تھا ہمیشہ ملک سقلیہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا اور لشکر عرب کی کثرت اور اُنکی شجاعت و ساز و سامان کی تعریفیں کیا کرتا تھا اور کہتا کہ وہ کسطریق سے جنگ کرتے ہیں اور کس کس طرح انہوں نے ملک شام اور علاقہائے ساحل شام تسخیر کئے ہیں۔ ملک سقلیہ نے کہا جس لشکر کو میں ملاحظہ کر رہا ہوں اور جو براہ دریا آیا ہے اسقدر نہیں جسقدر تو بیان کیا کرتا تھا اسنے جواب دیا ممکن ہے تمام لشکر نہ آیا ہو کیونکہ ہمارے ملک میں جو فوجیں آئی تھیں وہ بہت زیادہ تھیں اور سب کے سب غریب رویش تھے ہر ایک شخص کی نیت صاف سیرت نیک اور اعتقاد پختہ تھا وہ اپنے دین کے استحکام کیلئے لڑتے تھے دنیا کی طمع اور حرص سے دور تھے اور یہ فوج جسے ہم آج دیکھ رہے ہیں دنیوی مال کی طالب نظر آتی ہے نہ ثواب آخرت کی اگر بادشاہ انکو روپیہ دیکر ٹالدے تو جنگ کرنیکی نسبت بہتر ہوگا۔ کیونکہ عربوں کی شجاعت اور ثابت قدمی تعریف سے مستغنی ہے ملک سقلیہ یہ باتیں سنکر چیں بجبیں ہوا اور بولا تو بڑا بزدل ہے ذرا بھی دلیری کی بو تجھ میں نہیں۔ پھر تو نے ملک شام میں اُنکی معرکہ آرائی دیکھ رکھی ہے اور انکے سامنے سے بھاگ کر جان بچائی ہے۔ یہی سبب ہے کہ تو اُن سے اسقدر ہراساں رہتا ہے اہل عرب کا جو خوف تیرے دلمیں بسا ہوا ہے وہ میرے دلمیں نہیں ہے شکر خدا کہ آج سقلیہ میں اسقدر بہادر فوج معہ ساز و سامان جنگ موجود و مہیا ہے کہ تمام ملک شام و مصر میں بھی نہ ہوگی ہمنے اس سے پیشتر فوج کے جائزہ لینے پر ایک سو آدمی مقرر کئے تھے کہ لشکر سقلیہ کی تعداد معلوم کر کے بیان کریں مگر ایک سال کے عرصہ میں بھی نہ گن سکے نہ اُنکی تعداد معلوم ہو سکی میری فوج اسقدر کثیر ہے۔ مال خزانے اور ذخیرے بیشمار موجود ہیں یہ سب دولت و حشمت آج ہی کے دن کیلئے ہے۔ تو تماشا دیکھنا کہ ہم کسطرح سے اس گروہ کو ذلیل و خوار کرتے ہیں ملک قیبار خاموش ہو رہا کچھ نہ بولا اتنے میں مسلمانوں نے مقابلہ کی تیاری کی اور ملک سقلیہ نے قاصد بھیجکر چاہا کہ کوئی سمجھدار ذی عقل آدمی مسلمانوں کے لشکر سے ہمارے پاس آئے جس سے تمہارا منشا معلوم ہو اور ہمارا جواب تمکو سنادے۔ معاویہ نے ایک ایسے ہی مشہور عقیل و فہیم شخص کو روانہ کیا اسنے زیر محل کھڑے ہو کر بادشاہ سے گفتگو کی بادشاہ

نے پوچھا تم کون لوگ ہو اُسنے جواب دیا ہم عرب ہیں ہمارا غلغلہ تمام روئے زمین خشکی و تری اور کرہ بیابان کے اطراف و جوانب میں پھیلا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے پاس اپنا ایک رسول جو حسب اور نسب اور جود و سخاوت اور راستی و صداقت میں ہم سے بڑھا چڑھا تھا بھیجکر دینِ اسلام کی ہدایت کی ہم نے اسے قبول کیا اسکے بیان کو سچا جانا۔ اور ایمان لائے ہم میں سے جن شخصوں نے انکار کیا ہم اُنسے بجنگ پیش آئے اللہ تعالیٰ نے ہمکو اُنپر فتحیاب کیا۔ تمام عرب والے اپنے اختیار اور حالتِ اضطراب سے اُس کے فرمانبردار بنے۔ ہرقل بادشاہِ روم نے اُسکی نبوت کا اقرار کیا اور پیغمبر علیہ السلام نے ہمیں خبر دی ہے کہ اللہ جلّ شانہ مذہب اسلام کو تمام مذہبوں پر ظفریاب فرمائیگا اور اس دین کی شہرت تمام عالم میں پھیل جائیگی اگرچہ ہمارے لشکر کی تعداد کم اور سامان حقیر ہے اور ہم تنگ حال اور مفلس ہیں تاہم تو نے سنا ہی ہوگا کہ ہمنے مُلکِ شام میں کیا کچھ کیا ہے اس قتل و غارتگری اور دار وگیر کی تفصیل جو بمقابلہ مُلکِ ہرقل ہمارے ہاتھوں ظہور میں آچکی ہے۔ اور جسطرح ہمنے اُسکا اور اُسکے لشکر کا تباہ حال کیا ہے یہانتک کہ خوف زدہ اور مایوس ہوکر بھاگا اور قسطنطنیہ میں پناہ لی اور بانجام کار اسی جگہ اندوہ والم کی شدّت سے مرگیا۔ یہ سب حالات تو نے سن ہی رکھے ہوں گے اب اس امر کی ضرورت نہیں کہ ہم اپنی ہر ایک معرکہ آرائی کو مشرح بیان کریں ہرقل کے مرنے کے بعد اُسکا بیٹا قسطنطین تخت نشین ہوا اُسکے ساتھ بھی ہم دریا میں لڑے اور شکست دیکر اُسکی فوج کو سمندر میں غرق کر دیا اور وہ خود ہمارے مقابلے پر سے سخت زخمی ہوکر بھاگا۔ الطافِ الٰہی نے بذریعہ بادِ مخالف اُسکی کشتی ترسا قوم کے جزیرہ میں پہنچادی اور وہاں کے باشندوں نے اُسے منحوس تصور کرکے اپنے ہاتھ سے حمام میں مار دیا۔ غرضکہ ہمارا تمام اقبال دولت قوت و شجاعت اور جملہ فتوحات و فیروزمندیاں جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عنایت کی ہیں سب اُسکے رسول برحق کے دین وملت کی قبولیت و برکت کا ظہور ہیں۔ لازم ہے تو بھی ان باتوں کو پسند کرے کیونکہ تجھ سے کوئی امر پوشیدہ نہیں تو ان واقعات کو بخوبی جانتا ہے۔ محض دانستہ لاعلم ہو کر مجھ سے دریافت کرتا ہے گویا تو ہمکو نہیں پہچانتا اور ہمارے دستِ قدرت اور زور بازو اور غلبہ وقہر سے جو آفتابِ عالم تاب سے بھی زیادہ روشن اور واضح ہے۔ نہیں جانتا۔ ملک سقلیہ ان باتوں کو سنکر مسکرایا اور کہا گذشتہ حالتوں کو یاد نہ کر اسوقت کی باتیں کر کہ اس جزیرہ میں کس ارادہ سے آنا ہوا اور ایسے خوفناک مہلک سمندر کا سفر اختیار کیا۔ ایلچی نے جواب دیا کہ ہم اسلئے آئے ہیں کہ تمہیں دین اسلام کی دعوت دیں اگر تم اپنی بھلائی دیکھ کر اسے قبول کرو تو ہم تمہیں مواضعات میں جو تمہارے وطن اور جائے سکونت ہیں رہنے دیں اور کسی امر میں ذرا سی دست اندازی بھی نکریں اور ایک مسلمانکو تمہارے پاس اس غرض سے چھوڑ کر واپس چلے جائیں کہ وہ تمہیں دینِ اسلام کی شریعت اور نماز و روزہ حج و زکوۃ کی تعلیم دے اور اگر دین سے باز رہنا چاہو تو جزیہ دینا اختیار کرو جو ہر سال ادا کرنا ہوگا۔ پھر تم ہماری حفاظت اور پناہ میں آجاؤ گے اور اپنی جگہ قائم رہوگے اور اگر جزیہ بھی نامنظور ہو تو جنگ کیلئے تیار ہو جاؤ اور خوب سمجھ لو کہ جو شخص ہم میں سے مارا جائیگا وہ داخل بہشت ہوگا اور جو تم میں سے ہلاک ہوگا وہ دوزخ میں جائیگا وہی اُسکا ٹھکانا ہوگا۔ ملک سقلیہ نے کہا اے عربو تم نے خطرناک دریائی مُہم اختیار کی ہے شاید اس جزیرہ کو بھی روم کے شہروں جیسا سمجھ کر آگئے ہو یہ بڑی غلطی ہے۔ سقلیہ رومی شہروں جیسا نہیں ہے ہمارا لشکر بڑا جرّار اور بیشمار ہے اور سامانِ جنگ بے انتہا۔ اگر تم یہاں سے واپس جانا چاہو تو بھی ناممکن ہے تم ہمارے ہاتھوں سے بچکر کہیں نہیں جاسکتے کیونکہ تمہارے سامنے ایسا اندیشناک سمندر واقع ہوگا اور پس پشت بے شمار فوجیں پھر تم کیونکر بچ سکتے ہو اور اب ہمیں لازم ہوگیا ہے کہ تمکو نیست و نابود کر دیں۔ آگاہ ہو کہ بہت سے شخصوں نے ایسی ہی ہوسیں اختیار کی ہیں اور اس جزیرہ کے سامان نفیسہ اور اشیاء بیبہا کی امید و طمع میں مبتلا ہوکر جانیں دیدی ہیں تمہیں بھی یہاں پر تمہاری موت کھینچ لائی ہے یقیناً ایک آدمی بھی جانبر ہو سکیگا۔ میرے سامنے جو تم اپنی دین کو پیش کرتے ہو وہ ایسا کام ہے کہ کبھی ظہور میں نہ آئیگا میں کسی چیز کے عوض اپنے دین و مذہب کو نہ چھوڑونگا جزیہ کی بات بھی بالکل ناممکن ہے تمکو اسی بات سے خوش رہنا چاہئے تھا کہ ہمنے تمہیں چھوڑ رکھا ہے اور تمہارے گھروں سے نہیں نکالا ہم سے تم ایک درم چاندی بھی نہیں لے سکتے۔ عرب نے کہا اے بادشاہ تو نے حد سے تجاوز کیا اور بڑھ بڑھکر باتیں کیں اپنی حد سے اور حیثیت سے بڑھکر کلام کرنا موجب شرم اور داخل عیب ہے۔ بلکہ شیخی آدمی کو ہلاک کرتی ہے۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ ان ہی بادہوائی باتوں اور شیخیوں کی بدولت اللہ تعالیٰ ہمیں تمپر فتح بخشیگا۔ تمکو یقین

سمجھنا چاہیے کہ ہماری قوم جنگ میں مارے جانیکی ازحد مشتاق ہے۔ اور مرنے کو بالکل حقیر سمجھتے ہیں بلکہ ہم مارے جانیکو اس سے بھی زیادہ خوش گوار سمجھتے ہیں جسقدر تو شراب خواری کو۔ ٹھہر تجھکو کل ہی حقیقت حال معلوم ہو جائیگی یہ کہکر ملٹ پڑا اور بادشاہ سقلیہ نہایت ہی غمگین اور افسردہ خاطر ہو کر اُٹھ کھڑا ہوا اور مہم کے انتظام میں مصروف ہوا ایلچی نے واپس آکر معاویہ سے تمام گفت و شنید مفصل عرض کی اور مسلمانوں کا دل بڑھایا۔ سب مستعد پیکار ہو کر سقلیہ کے اطراف میں پھیل گئے خوب ہی قتل و غارتگری کی اور بیشمار مال غنیمت فراہم کر کے ساحل پر لے آئے پھر کشتیوں سے گولے سنبھال کر حصار سقلیہ پر سنگباری شروع کی بحکم الٰہی اُنکے تمام پتھر ٹھیک ٹھیک کام دیتے تھے جنسے حصار اور مکانات سقلیہ کے اندر بڑی خرابی اور بربادی ظہور میں آئی اہل سقلیہ بھی گولے مارتے تھے مگر وہ سب بیکار جاتے تھے کسی شخص کو بھی ذرا نقصان نہ پہنچاتے سب رائیگاں جاتے چونکہ مسلمانوں کیجانب سے تمام حصار کے اندر پیہم سنگباری ہو کر ضرر پہنچ رہا تھا لوگ عاجز ہو کر سوراخوں میں چھپتے تھے آخر کار ملک سقلیہ لشکر کثیر کے ساتھ حصار سے نکلا ڈھول نقارے اور ترم بجاتے اور بڑے طمطراق سے اظہار شجاعت و تہور کرتے تھے مسلمانوں نے بھی یہ حال معاینہ کر کے صفوف جنگ قایم کیں میمنہ میسرہ قلب و جناح درست کر کے کافروں کی طرف بڑھے کشت و خون شروع ہوا جنگ شدید واقع ہوئی اور طرفین سے بیشمار آدمی کام آئے نماز مغرب کے وقت دونوں فوجیں علیحدہ ہوئیں اور اپنے اپنے مقام کو لوٹ گئیں پھر رات گئے معاویہ نے کچھ فوج مرتب کر کے حکم دیا کہ دیہات اور قصبات سقلیہ کو تاراج کر ڈالیں اسیوقت فوج نے لوٹ مار مچادی اور بہت سے قریوں اور دیہات کو غارت و برباد کر ڈالا۔ اور زر و مال کثیر اور مویشی و بردے بیشمار لیکر واپس آئے صبح کو بادشاہ سقلیہ اس امر سے بہت دل تنگ ہوا افسران فوج کو بلا کر سخت ملامت کی کہ عرب بڑے دلیر ہو گئے ہیں تم پر غلبہ حاصل کر لیا ہے تمنے سستی اور نامردی اختیار کر لی ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ جسطرح رومیوں سے روم کو چھین لیا ہے۔ تمسے سقلیہ کو چھین لینگے سرداروں پر اس طعن و تشنیع کا بہت بڑا اثر ہوا باہم عہد کر لیا کہ مسلمانوں کا مقابلہ ثابت قدمی سے کرینگے دوسرے دن صفیں درست کر کے مستعد جنگ ہوئے مسلمانوں نے بھی تکبیر کہکر حملہ کیا۔ کفار بھی مردانہ جنگ کر رہے تھے انجام کار سقلیہ والے عاجز آگئے اور شاہ سقلیہ نے خفیہ ملک اعظم شاہ روم سے بمقابلہ اہل عرب فریادخواہ ہوئے شاہ اعظم نے لشکر کثیر اسلحہ سے آراستہ کر کے اور تین سو کشتیوں میں سوار کرا کر کمک کے لئے روانہ کیا۔ مسلمانوں کو بھی اس حال کی خبر ہو گئی باہم مشورہ کیا یہی رائے قرار پائی کہ ابکی دفعہ واپسی اختیار کرنی چاہیے کہ بامن اپنی ولایت میں پہنچ جائیں جب وقت شب ہوا اور سب آدمی سو رہے اسلامی لشکر نے کشتیوں میں سوار ہو کر لنگر اُٹھائے ہوا موافق تھی بلا دقت ایک شہر میں پہنچے جو سقلیہ سے بہت دور تھا۔ پھر وہاں سے باطمینان ساحل شام پر آپہنچے کشتیوں سے اُترے مال غنیمت کا خمس مدینہ بھیجکر باقی تقسیم کر لیا۔ اور خلیفہ عثمان کو جملہ حالات سفر بحر و تحصیل غنائم و جنگ اہل سقلیہ اور پھر بسلامتی واپس آنیسے اطلاع دی خلیفہ مال خمس کے پہنچنے پر مسلمانوں کی سلامتی سے بہت خوش ہوئے شکر الٰہی بجالائے اور وہ مال اہل مدینہ پر تقسیم کیا پھر عہد خلافت عثمان میں اروا جزیرہ کے سوا کوئی جزیرہ لایق تسخیر نہ رہا۔ جزیرہ اروا کی یہ کیفیت ہے کہ مسلمانوں نے ساحل روم پر ایک شخص کو گرفتار کر کے معاویہ کیخدمت میں پیش کیا۔ معاویہ نے جب اُس سے دریافت کیا کہ تو کہاں رہتا ہے اُسنے بیان کیا کہ جزیرہ اروا میں معاویہ نے کہا اُس جزیرہ کا کچھ حال بیان کر۔ اُسنے کہا یہ جزیرہ بہت لمبا ہے۔ اور ہر قسم کے میوے غلے پھل پھول پیدا ہوتے ہیں بڑا زرخیز اور مالامال ہے اور اُسکی خوبیوں کا مفصل حال عرض کروں تو بہت طول ہوگا معاویہ نے بہادروں کیطرف مخاطب ہو کر کہا تم میں سے کون اُس جزیرہ کو فتح کر سکتا ہے۔ ایک شامی بہادر جنادت بن امیہ نامی نے اُس مہم کا ذمہ لیا معاویہ نے چار ہزار جوان دیکر حکم روانگی دیا جنادت حسب فرمان معاویہ روانہ ہوا ساحل شام پر پہنچکر ایک سو بیس کشتیوں میں فوج کو سوار کیا اور اس رومی قیدی کو رہبر قرار دیکر روانہ ہوا اور اس سے یہ معاہدہ کر لیا کہ وہاں پہنچادے گا تو تیرے اہل و عیال اور مال و متاع کو ضرر نہ پہنچایا جاویگا ہوا موافق تھی باسانی کشتیاں سفر کرتی جزیرہ کے قریب پہنچیں اُس رہبر نے کہا بس ان کشتیوں کو اسیجگہ ٹھہرا دو جب رات ہو جائے تو کنارے پر جا پہنچنا مسلمانوں نے اسکی رائے پر عمل کیا وہیں کشتیاں ٹھہرا دی گئیں اور فوج بھی بیٹھ رہی جب سورج غروب ہو گیا اور رات ہوئی کشتیوں کو کنارے پر لیجا کر مضبوطی سے باندھ دیا اور خود مسلح ہو کر مستعد و منتظر ہو بیٹھے جب صبح نمودار ہوئی اہل حصار نے بیخبری کیحالت

میں دروازے کھولدئے اور باہر نکلے۔ مسلمانوں نے حملہ کرکے سبکو قید کرلیا۔ گویا بھیڑوں میں بھیڑیا گھس گیا۔ جب یہ لوگ پکڑے گئے تو اہل شہر نے نہایت ہی خوف زدہ ہوکر دروازے بند کرلئے۔ اور تاب مقابلہ نہ لاکر قاصد بھیجا اور جزیہ قبول کرکے صلح کی درخواست پیش کی جنادہ نے صلح منظور کرلی اور زر مصالحت جزیہ لیکر مراجعت اختیار کی اور سلامتی سے معاویہ کیخدمت میں آپہنچا۔ خلیفہ عثمان کے عہد خلافت میں جزیرہ ارواد کی فتح جو مسلمانوں کو بفضل باری میسر ہوئی آخری تسخیر تھی۔

## اُن ناپسندیدہ واقعات و بیانات مختلفہ کا ذکر جو خلافت امیر المومنین عثمان میں ظاہر ہوئے

سنہ ۳۲ ہجری میں عثمانی برتاؤں سے جو طریقہ جناب رسالتمآب سے علیحدہ تھے لوگوں کے دل پک گئے تمام اشخاص خلیفہ کے حق میں کچھ کچھ کہنے لگے۔ ابو محمد احمد بن اعثم کوفی رحمۃ اللہ علیہ جو بہت بڑا فقیہ اور مشہور مورخ ہے بیان کرتا ہے کہ لوگوں نے جو کچھ عثمان کے حق میں کہا ہے اور اُسکے جن جن اقوال و افعال ناپسندیدہ کو گوارا نہیں کیا ہے میں نے معتبر راویوں سے اُنکو مختلف پیرایوں اور جداگانہ الفاظ میں سُنا ہے مگر اسوجہ سے کہ مطالب یکساں ہیں میں نے اُنکی عبارتوں کو اختلاف لغات کے ساتھ ایک ہی عبارت میں فراہم کردیا ہے۔ القصہ راویوں نے کہا ہے کہ عثمان نے خلیفہ ہوکر خلیفہ عمرؓ کے عمال کو چند ہی روز اُنکی خدمتوں پر قائم رکھا بعدہٗ اُنکو معزول کرکے تمام علاقے بنی اُمیہ کو جو اُسکے چچا کی اولاد اور اپنے عزیز تھے دیدئے۔ عبداللہ بن عامر کریز کو بصرہ میں۔ ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو کوفہ میں مامور کیا۔ معاویہ بن ابی سفیان کو امیر شام برقرار رکھا۔ عبداللہ بن سعد ابی سرح کو مصر میں عمرو بن عاص کو فلسطین میں مقرر کیا۔ خراسان۔ سجستان۔ فارس۔ کرمان۔ مصر۔ شام اور جزائر عراق کے فتوحات کے بعد متواتر بے انتہا اموال غنیمت خدمت خلیفہ میں پہنچتا رہا خلیفہ عثمان بھی اچھے برتاؤ کرتے رہے طریق عدل و انصاف پر نظر رکھی۔ مگر جب مال و زر اور سامان غنیمت بکثرت فراہم ہوگیا تو خلیفہ کی عادت بدل گئی تمام مملکت پر بنی امیہ کو متصرف اور تمام شہروں کو اپنے ہی عزیزوں اور رشتہ داروں کیلئے مخصوص کردیا بیت المال کے روپیہ میں سے اُنہی کو زر کثیر بخشنا شروع کیا عبداللہ بن خالد بن اسد بن ابی عاص بن امیہ کو جو شامل حال نہ تھا حاضر ہوتے ہی ایک لاکھ دینار حوالہ کردئے حکم بن عاص کو بھی ایک لاکھ دینار دیدیئے اور اسیقدر اُسکے بیٹے حارث بن حکم کو بخشدئے لوگوں کو یہ امر بہت ناپسند آیا عبدالرحمن بن عوف سے شکایت کی اور کہا اِسکا وبال تیری گردن پر پڑیگا۔ اور تیرے ہی سبب سے ہمیں یہ نقصانات پہنچ رہے ہیں۔ جسدن تو نے اُسے خلیفہ قرار دیا تھا تو ہمنے اُن بُری روشوں اور عادتوں کے لئے اُس کی بیعت اور اطاعت کا اقرار نہیں کیا تھا اب بتا کیا کرنا چاہیئے عبدالرحمن نے کہا جو باتیں تم بیان کرتے ہو مجھے ابتک اُنکی اطلاع نہیں ہوئی ہے دوسرے دن حضرت علی بن ابی طالب عبدالرحمن سے ملے اور کہا کیا اسطرح کی کارروائیاں تجھے پسند ہیں عبدالرحمن نے کہا مجھے معلوم نہیں اگر یہ باتیں سچ ہیں عثمان کا طور وطریقہ اسی قسم کا ہوگیا ہے تو تم بھی تلوار پکڑلو اور میں تلوار کھینچتا ہوں لوگوں نے عثمان سے بھی یہ خبر جا کہی وہ بڑے غضبناک ہوئے اور کہا عبدالرحمن منافق شخص ہے اور اُسکے نزدیک میرے خون سے ہاتھ رنگنا کوئی سخت کام نہیں۔ عبدالرحمن نے بھی یہ کلمات سُن پائے بہت بگڑا اور کہا ذرا بھی گمان نہ تھا کہ عثمان کسیوقت مجھے منافق بتائے گا۔ پھر قسم کھالی کہ جبتک زندہ رہونگا عثمان سے نہ بولونگا۔ اب یہ تمام حالات مشہور ہوگئے اور ہر شخص عثمان کی نسبت سختی کرنے لگا عثمان کو بھی خبر پہنچتی رہتی تھیں۔ ایکدن حکم دیا کہ مسلمان مسجد رسول خدا میں جمع ہوجائیں۔ جب سب فراہم ہوگئے امیر المومنین عثمان نے منبر پر جاکر باری سبحانہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرکے حضرت مصطفےٰ صلعم پر درود بھیجا اُسکے بعد فرمایا اے لوگو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرتے رہو کہ تمہاری نعمتیں اور ثروتیں ترقی کرتی رہیں ہر وقت اُسے یاد کرتے اور اُسیکا نام لیتے رہو اور اُسکے حقوق کو یاد رکھو۔ تم مسلمان ہو اور کتاب الٰہی جسمیں جملہ امور درج ہیں تمہارے پاس موجود ہے آگاہ ہو کہ حکم الٰہی یہی ہے کہ صاحب حکومت کی فرمانبرداری کرتے رہو خدا سے ڈرو اُس کے حکموں کو مانو۔ مخالفتوں اور گناہوں کا رستہ چھوڑ دو مطیع ہو کر رسول خدا کی جگہ پانا اور خلافت کا بندوبست کرنا نہایت مشکل کام ہے۔ نیز خلافت کا مرتبہ اُس حد سے کہ تم خیال کرتے اور سمجھتے ہو بہت زیادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خلیفوں اور امیروں کو اسی لئے حکومت عطا کی ہے کہ عاجزوں اور زبردست لوگوں کے فیصلے کرتے رہیں اور طاقتور کو کمزور پر ظلم و زیادتی نکرنے دیں تم مین

بہت سے ایسے شخص ہیں جنہوں نے عہدِ مبارک حضرت مصطفےٰ صلعم دیکھا ہے آپ کی متبرک باتیں سُنی ہیں اُنکے طریقوں کو ملاحظہ کیا ہے علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ کی کتاب تمہارے ہاتھ میں ہے تمام امر و نواہی اور حلال و حرام اُمور کو اسمیں پڑھ چکے ہو اللہ تعالیٰ نے تم پر حجت تمام کردی ہے اور وعدہ کیا ہے کہ جو شخص نعمتوں کا شکر گذار رہوگا اُسکی نعمتوں کو ترقی کرامت فرمائیگا۔ نیکوں کیلئے ثواب اور بدکاروں کیواسطے عذاب کا بدلہ ظاہر ہے۔ تمنے عجمی سلطنت کے بادشاہوں کی شان و شکوہ اور عظمت و قوت کا حال سُن ہی رکھا ہے اُنکی طاقت ہمسے بہت زیادہ تھی اور جمعیت کثیر اُن کے شہر بڑے وسیع تھے اور عیش و راحت بے انتہا لیکن جس سبب کہ خدا کے حکم کو نہ مانا دنیا کو آخرت کے عوض اختیار کیا فتنہ و فساد پر مائل ہوگئے اور اُسکی نعمتوں کی شکر گذاری چھوڑدی اللہ تعالیٰ نے بھی دین و اقبال لیا اُنکے تمام شہر مکانات چراگاہ تمہارے حوالہ کردئے اُنکی نعمتیں تمکو بخشدیں اگر تم اُن نعمتوں کا شکریہ ادا کرتے رہوگے تمہارے واسطے قایم رہینگی نہیں تو گناہوں اور نافرمانیوں سے انہیں نقصان عاید ہوگا اور آخرکار زوال آجائیگا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے خلافت رسول عطا کی ہے اگرچہ میں اُسکے لایق و سزاوار نہیں ہوں لیکن اس امر کو اپنے ہاتھ میں رکھا ہے اور اس اہم اور خطرناک خدمت کو انجام دے رہا ہوں جس خدا نے مجھے خلافت دی ہے وہی اپنی تقدیرات کے مطابق مجھے توفیق عطا کرتا ہے اور میں بھی اس کلمہ کو کُلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ یعنی تم سب نگہبان ہو اور تم سب سے رعیت کی نسبت سوال کیا جائیگا کی روح کو پہچانتا اور حقیقت حال کو سمجھا ہے وہ یہ ہے کہ جس شخص کو امیر بنایا ہے اُسے بہت بڑی امانت سپرد کی گئی ہے اور رعیت کے ہر امر کی نسبت اُسکے نگہبان سے جواب طلب کیا جائیگا اور ذرہ ذرہ بھر کا حساب لیا جائیگا لوگوں نے مجھسے کہا ہے کہ تم میں بعض آدمی میرے خرچ کردہ مال پر اعتراض کرتے ہیں اور انہیں کہتے ہیں کہ اگر عثمان یہ روپیہ سپاہیوں اور اُنکی اولاد کو دیتا تو بہت اچھا ہوتا از روئے مصلحت یہی ٹھیک ہوتا اور درگاہ باری میں بھی مقبول ہوتا میں تسلیم کرتا ہوں اور بعد ازیں ایسا ہی کرونگا ہر شہر میں معتبر آدمی بھیجونگا کہ جسقدر روپیہ ہم پہنچے فوجی گروہ اور اُنکی اولاد کو دیا جائے اور جسقدر زائد بچے اُسے جمع رکھیں کہ کسی مشکل وقت پر کام آئے انشاءاللہ تعالیٰ میں بوڑھا ہوں۔ فقیروں یتیموں اور بیوہ عورتوں کے حقوق اُن کو پہنچاتا رہونگا اور خالی اوقات میں اُمور درپیش آمدہ کے متعلق تم سے مشورہ لیکر عملدرآمد کرونگا تم میرے پاس آؤ مصلحتوں اور کاموں کی نسبت گفتگو کرتے رہو جو کچھ مناسب اور بہتر معلوم ہو بیان کرو میں تم سبکی رضامندی اور مصلحت وقت کو دیکھکر اُس کام کو انجام دیتا رہونگا میرے دروازے پر کوئی دربان یا پہرہ دار نہیں جو شخص جسوقت چاہے آئے اور جو کچھ کہنا ہو کہے فقط والسلام تمام مسلمان عثمان کی باتیں سُنکر خوش ہوگئے اور تعریف کرتے دُعائیں دیتے اپنے اپنے گھر چلے گئے عثمان نے بھی عدل و انصاف کا طریقہ اختیار کیا سپاہیوں اور رعیت میں مساوات اختیار کی خاص و عام پر مہربانی کا برتاؤ شروع کیا فقیروں یتیموں کا خیال رکھا اسیطرح ایک سال تک گذر گیا اب پھر عادتیں تبدیل ہوئیں اور وہ امور اختیار کئے جو طریقہ سنت اور نیکی کے خلاف تھے اصحاب رسول خدا کو سخت ناگوار گزرا انجمن فراہم کرکے مشورہ کیا کہ خلیفہ کے پاس چلیں اور اُسکی شروع خلافت سے اسوقت تک جسقدر اُمور خلاف شرع وقوع ہوئے ہیں اُنکو لکھکر پیش کریں کیونکہ زبانی کہنے میں ممکن ہے کہ بعض باتیں یاد نہ رہیں یا یاد بھی ہوں تو کہی نجائیں اسلئے مناسب ہے کہ سب باتیں تحریر کرلی جائیں پھر قلم اُٹھاکر عثمان کے مسند نشین خلافت ہونیکے وقت سے تا وقت تحریر جو امور خلاف شرع نبوی ظہور میں آئے تھے لکھ لیے اور چاہا کہ سب اُنکے پاس چلیں اور نوشتہ پیش کر دیں اسکے بعد عمار یاسر سے ملے اور کہا ہمنے عثمان کیلئے ایسا کچھ لکھا ہے کیا تو یہ تحریر اُسے دے سکتا ہے اُسنے کہا ہاں دے سکتا ہوں پھر وہ نوشتہ لیکر عثمان کے دروازے پر پہنچا۔ اُسوقت خلیفہ گھر سے باہر آرہے تھے عمار کو دروازے پر نوشتہ لئے دیکھا پوچھا اے ابا الیقظان کیا مجھسے کچھ کام ہے عمار نے جواب دیا کہ میرا ذاتی کوئی کام نہیں ہے۔ اصحاب رسول خدا نے جمع ہوکر تمہارے واسطے اُن اُمور کی فہرست تیار کی ہے جو تمنے خلاف شرع اختیار کئے ہیں تاکہ تم اُنکا جواب دو خلیفہ نے غصہ ہوکر نوشتہ لیا اور چند سطریں پڑھیں اور ہاتھ سے پھینکدیا عمار نے کہا یہ نوشتہ اصحاب رسول خدا نے تحریر کیا ہے ہاتھ سے نہ پھینکئے بلکہ اچھی طرح پڑھکر جو کچھ تحریر ہے اُسپر عمل کیجئے میں یہ باتیں آپکی بہتری کے لیے کہتا ہوں عثمان نے کہا اے سمیہ کے بیٹے تو جھوٹ بولتا ہے اُسنے کہا اسمیں شک نہیں کہ میں سمیہ اور یاسر کا بیٹا ہوں خلیفہ کو زیادہ غصہ آیا اپنے غلاموں کو حکم دیکر عمار کو اسقدر پٹوایا کہ وہ بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑا پھر آپ نے ٹھوکر کی لاتیں اُسکے پیٹ اور خصیوں پر ماریں اُسکو

غش آ گیا اور عارضہ فتق لاحق ہوا اور سخت صدمہ پہنچا بنی مخزوم کے لوگ جو عمار کے رشتہ دار اور چچا کی اولاد تھے خبر پا کر ہاشم بن ولید بن مغیرہ کے ہمراہ آئے اور عمار کو اٹھا لے گئے۔ گھر پہنچا کر بستر پر لٹا دیا۔ عمار کو ہنوز غشی لاحق تھی سب نے قسم کھائی کہ عمار اس صدمہ سے مر گیا تو ہم عثمان کو قتل کر ڈالیں گے اسی حالت غشی میں عمار یاسر کی نماز ظہرین و شام و عشا قضا ہو گئیں بوقت شب ہوش آیا عمار نے اٹھکر وضو کیا قضا نمازیں پڑھیں عثمان کی جن باتوں سے صحابہ رسول نے ناراض ہو کر بیعت سے انکار کیا ہے انہیں میں عمار یاسر کا یہ معاملہ بھی داخل ہے ابوذر کو بھی اس حال سے اطلاع ہوئی وہ اسوقت شام میں تھا عثمان کے حق میں طعن آمیز کلام کرنے شروع کئے معاویہ نے خلیفہ کو خط لکھا اور ابوذر کی ان باتوں کو جو خلیفہ کی نسبت کہتا تھا اسطرح لکھا کہ بعد مراسم خدمت و دعا معاویہ بن صخر خدمت امیر المومنین میں عرض پرداز ہے کہ ابوذر نے ملک شام کو آپکے خلاف برانگیختہ کر دیا ہے۔ وہ لوگوں کے دلوں سے تمہاری محبت کو دھو رہا ہے۔ ہر وقت عمر و ابوبکر کو یاد کرتا ہے ان کے نیک اخلاق و حمیدہ عادات کا تذکرہ کرتا رہتا ہے اور جب تمہارا ذکر آتا ہے تو برائی کے کلمے کہتا ہے اور تمہارے اقوال و افعال کو عیوب اور خطا کے پردہ میں ظاہر کرتا ہے شام مصر عراق عرب میں اسکا رہنا مصلحت سے بعید ہے۔ کیونکہ ان مقامات کے باشندے فتنہ پرداز ہیں اہل شر سے بہت جلد مل جاتے ہیں بڑے فسادی ہیں جو کچھ ظہور میں آیا ہے اس سے مطلع کر دیا ہے۔ اب خلیفہ کی جو رائے ہو وہی بہتر ہے والسلام خلیفہ نے معاویہ کے مضمون خط سے واقف ہو کر لکھا تیرا خط پہنچا۔ ابوذر کی نسبت جو کچھ لکھا تھا معلوم ہوا جسوقت تیرے پاس یہ حکم پہنچے اسیوقت ابوذر کو ایک بدرفتار اونٹ پر سوار کرا کر اور کسی درشت مزاج رہبر کو اسکے ساتھ کر کے جو رات دن اونٹ کو ہنکاتا لائے کہ ابوذر پر ایسی نیند غلبہ کرے جس سے وہ میرا اور تیرا دونوں کا ذکر کرنا بھول جائے۔ مدینہ بھیجدے۔ معاویہ کے اس حکم کے پہنچتے ہی ابوذر کو بلایا اور ایک بدرفتار ننگی پیٹھ والے اونٹ پر بٹھا کر کسی بیرحم رہبر کو اسکے ساتھ کیا کہ اونٹ کو رات دن ہنکاتا لیجائے۔ لمحہ بھر کیلئے بھی کسی جگہ نہ ٹھہرنے دے تاوقتیکہ مدینہ میں نہ پہنچا دے ابوذر رحمۃ اللہ علیہ بلند قد لاغر اندام شخص تھا اور اسوقت اسقدر ضعیف العمر ہو چکا تھا کہ تمام سر اور ڈاڑھی کے بال سفید ہو گئے تھے اور خود نہایت ہی کمزور اور نحیف تھا اونٹ کی پشت پر نہ کپڑا تھا نہ ساز پھر رہبر اسکو بہت بری طرح سختی سے ہنکاتا لایا ان تکلیفوں اور صدموں سے ابوذر کی رانوں کا گوشت چھل چھل کر جدا ہو گیا اور بہت ہی سخت تکلیف اور رنج لاحق ہو گئی۔ مدینہ میں پہنچکر عثمان کے سامنے آیا تو ایک نظر دیکھ کر کہا اے جندب تجھے دیکھ کر کوئی آنکھ روشن نہ ہو ابوذر نے کہا میرے باپ جنادہ نے میرا نام جندب رکھا تھا اور رسول خدا صلعم نے عبداللہ رکھا ہے عثمان نے کہا کیا تیرا یہی گمان ہے کہ میں یہ کہتا ہوں کہ خدا فقیر ہے اور ہم دولتمند۔ ابوذر نے جواب دیا کہ میں نے کبھی ایسا نہیں کہا۔ مگر اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا ہے کہ جب ابو العاص کی تیس اولادیں ہو جائینگی تو وہ خدا کے مال کو اپنی دولت و اقبال کا ذریعہ ٹھہرائینگے خدا کے بندوں کو اپنے خدمتگار اور نوکر قرار دینگے خدا کے دین میں خیانت کرینگے اسکے بعد اللہ تعالی اپنے بندوں کو انسے آزادی بخشیگا۔ خلیفہ نے حاضر الوقت لوگوں سے پوچھا تم میں سے کسی نے حضرت رسول خدا کو ایسا فرماتے سنا ہے انہوں نے کہا ہم نے نہیں سنا خلیفہ نے کہا اے ابوذر تو رسول خدا پر افترا پردازی کرتا ہے اسنے حاضران مجلس سے کہا کیا تم لوگ میرے اس بیان کو غلط سمجھتے ہو تو انہوں نے کہا ہم نہیں جانتے کہ تو جھوٹ کہتا ہے یا سچ عثمان نے کہا حضرت علی کو بلاؤ۔ جب حضرت علی آ گئے تو خلیفہ نے ابوذر سے کہا رسول خدا کی وہی حدیث پھر بیان کر کہ ابو الحسن بھی سنے ابوذر نے جو حدیث بنی عاص کے حق میں بیان کی تھی پھر بیان کی۔ امیر المومنین نے کہا اے ابو الحسن تم نے کبھی یہ حدیث آنحضرت سے سنی ہے آپنے فرمایا میں نے حضرت رسول خدا کی زبانی نہیں سنی لیکن ابوذر جھوٹ نہیں کہتا ہے۔ عثمان نے کہا تم کس وجہ سے اسکی تصدیق کرتے ہو اور اسکے بیان کو معتبر سچ سمجھتے ہو۔ علی نے کہا اس حدیث کی بنا پر کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا ہے کہ نیلے آسمان کے نیچے اور تیرہ رنگ زمین کے اوپر کوئی شخص ابوذر سے زیادہ راست گو پیدا نہو گا۔ اسوقت حاضران مجلس بول اٹھے کہ یقینا ابوذر سچ کہتا ہے ابوذر نے کہا بنی عاص کے متعلق جو حدیث میں نے بیان کی ہے وہ رسول خدا کی زبان مبارک کی سنی ہوئی ہے اور تم مجھے جھوٹ سے متہم کرتے ہو میں گمان بھی نکرتا تھا کہ ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ تم سے اپنی نسبت یہ کلمے سنونگا۔ جواب سن رہا ہوں خلیفہ نے کہا تو جھوٹ بولتا اور فساد کرانا چاہتا ہے اور تیرا مدعا یہ ہے ہم میں تنازعہ پیدا ہو ابوذر نے کہا تو ابوبکر اور عمر کی سیرت پر قایم رہ پھر تجھ سے کوئی برگشتہ نہو گا نہ تیرے قول و فعل پر کوئی معترض ہو گا خلیفہ نے

فرمایا تجھے ان باتوں سے کیا واسطہ ابوذر نے کہا تو میں سمیں اپنے لئے کوئی گناہ کی بات بھی نہیں دیکھتا بلکہ حکم کو شائع کرنا اور تمہاری نصیحت سے روکنا ہے۔ اب خلیفہ کو زیادہ غصہ آگیا کہا بتاؤ میں اس بوڑھے دروغگو کا کیا حال کروں وہ فتنہ برپا کرنا اور مسلمانوں میں تفرقہ پھیلانا چاہتا ہے حضرت علی نے کہا تم اسے تکلیف نہ دو اگر وہ اس روایت میں جھوٹا ہے تو اسکا وبال اسپر پڑیگا۔ اور اگر سچا ہے تو جیسا بیان کرتا ہے ایسا ظہور میں آہی جائیگا۔ امیر المومنین عثمان کو حضرت علی کا یہ کلام پسند نہ آیا غصہ ہو کر علی سے کہا تیرے منہ میں خاک حضرت علی نے کہا تیرے منہ میں خاک ہو جیو تو یہ کیا کہتا ہے اور یہ کیسی بے انصافی کرتا ہے تو معاویہ کی معمولی باتوں کے لکھنے سے رسولخدا کے دوست بوذر کے حق میں جو کلمے کہتا ہے کیا یہ مناسب بات ہے۔ اور کیا تجھے معاویہ کی دشمنی۔ ظلم اور فتنہ و فساد کا حال معلوم نہیں ہے عثمان رضی اللہ عنہ خاموش ہو رہے۔ پھر حضرت علی سے کچھ نہ کہا بوذر کیطرف مخاطب ہو کر کہا اٹھ ہمارے شہر سے نکل جا۔ بوذر نے کہا ایسا ہی عمل میں لاؤنگا کیونکہ مجھے تیرا ہمسایہ ہونا سخت ناگوار ہے اگر حکم ہو شام کو چلا جاؤں۔ امیر المومنین نے فرمایا ہمنے تجھے شام سے اسلئے بلایا ہے کہ تونے وہاں کے لوگوں کو مجھ سے ناراض کر دیا تھا میں وہاں کی اجازت نہیں دیتا۔ بوذر نے کہا عراق کو چلا جاؤں خلیفہ نے کہا وہاں کی بھی اجازت نہیں کیونکہ اہل عراق امیروں اور اماموں کو طعن سے یاد کرتے اور فتنے و فساد سے نہیں ڈرتے۔ بوذر نے کہا میں جہاں جاؤنگا حق بات کے بیان کرنے سے باز نہ ہونگا جہاں حکم ہو چلا جاؤں امیر المومنین نے کہا تو کس جگہ کو سب سے زیادہ ناپسند کرتا ہے بوذر نے کہا مقام ربذہ کو جسقدر برا سمجھتا ہوں اتنا اور کسی جگہ کو نہیں سمجھتا۔ خلیفہ نے کہا اٹھ اوسیجگہ چلا جا وہیں رہنا اور کسیجگہ نہ جانا۔ پھر مروان بن حکم کو حکم دیا کہ بوذر کو ایک اونٹ پر سوار کر کے مدینہ سے باہر نکال آ اور کسی شخص کو رخصت کرنیکے لئے اسکے ساتھ شہر سے باہر نجانے دے مروان ابوذر کو ایک اونٹ پر بٹھا کر مدینہ سے باہر لیچلا اصحاب رسولخدا میں سے کچھ لوگ اس امر سے بہت رنجیدہ ہوئے اور مشایعت کے لئے آئے یہ لوگ علی بن ابی طالب اور آپکے فرزند حسن حسین عبداللہ بن عباس۔ عمار بن یاسر اور مقداد بن اسود وغیرہ تھے بوذر کے پاس پہنچکر تسلی دینے لگے۔ اور صبر کی ہدایت کرتے تھے مروان بن حکم نے کہا امیر المومنین نے اسکی اجازت نہیں دی کہ کوئی شخص ابوذر کی مشایعت کرے اور اسے رخصت کرنے کے لئے شہر سے باہر جائے حضرت علی کو یہ بات بری معلوم ہوئی کوڑا ہاتھ میں تھا مروان کی سواری کے اونٹ کے دونوں کانوں کے بیچ میں رسید کیا اور کہا دور ہو پسر زرقا تو ہمارے فعل پر اعتراض کرنیوالا کون ہوتا ہے۔ غرض بوذر اس حال سے ربذہ کی طرف چلا گیا۔ حضرت علی اور صحابہ واپس چلے آئے مروان نے امیر المومنین کے پاس آکر صورت حال بیان کی اور علی کا شاکی ہوا خلیفہ نے آدمی بھیجکر علی ابن ابی طالب کو بلایا اور کہا کیا میں نے حکم نہ دیا تھا کہ تم میں سے کوئی شخص بوذر کے رخصت کرنے کو مدینہ سے باہر نجائے تم کس لئے باہر گئے اور کیوں صحابہ کی جماعت کو اپنے ہمراہ لیگئے۔ علیؓ نے کہا یہ بات ہمپر ضرور نہیں کہ جو کچھ تم کہو ہم اسے ہی عمل میں لاویں۔ خلیفہ نے کہا مروان تمہاری شکایت کرتا ہے کہ آپ نے اسے گالی دی اور اسکے اونٹ کے سر پر تازیانہ مارا تم اس سے معافی مانگو اور اپنے سے رضامند کرو علی نے کہا میرا اونٹ موجود ہے کہدو کہ اٹھکر اسکے دونوں کانوں کے بیچ میں ایک تازیانہ مار لے۔ رہی گالی۔ وہ دے نہیں سکتا۔ خدا کی قسم اگر مروان مجھے گالی دے تو میں تلوار سے جواب دونگا کیونکہ وہ میرا ہمسر نہیں ہے اسکے بعد علی غصہ میں بھرے ہوئے عثمان کے پاس سے چلے آئے ابوذر نے ربذہ میں رہنا اختیار کیا اور ایک مدت گذر گئی آنے جانے والے حاجی اسکے پاس پہنچکر اسکی دلداری کرتے اور تحفے بھیجتے۔ مگر وہ کسیکی کوئی شے قبول نہ کرتا انجام کار اسکی وفات کا وقت آپہنچا اسکی زوجہ سرہانے بیٹھی رو رہی تھی ابوذر نے پوچھا کیوں روتی ہے اسنے کہا پردیسی ہو اور خاندان کی جدائی اور اپنی بربادی سے روتی ہوں اور بعالم غربت تیرا وفات پانا سخت ترین صدمہ ہے پھر میں ضعیفہ اور بیکس عورت ہوں مجھ سے تیری تجہیز و تکفین اچھی طرح ہو سکے گی بوذر نے کہا اے ام ذر دلکو قابو میں رکھ اور رسولخدا صلعم نے فرمایا ہے کہ پردیس میں وفات پاونگا اور اسوقت کچھ نیک آدمی تیرے پاس آئینگے وہی مجھے دفن کرینگے۔ آگاہ ہو کہ جب میں جان بحق تسلیم ہو جاؤں کسی سے کہہ سنکر ان چند بکریوں میں سے ایک بکری ذبح کرالینا اور کھانا پکا کر رکھ چھوڑنا پھر سر راہ منتظر ہو کر بیٹھ جانا وہاں سے کچھ مسلمان گذرینگے ان سے میرا حال کہکر کفن اور دفن کرنیکی درخواست کرنا جب وہ دفن سے فارغ ہو جائیں تو وہ کھانا انکے سامنے لا رکھنا کہ کھا کر چلے جائیں تو کچھ دنوں ربذہ ہی میں رہنا پھر مدینہ

چلی جانا اور اپنے زمانۂ وفات تک اسیجگہ رہنا ابوذر یہ وصیت کرکے جان بحق تسلیم ہوگیا اُسپر اللہ کی رحمت ہو اُمّ ذر نے حسب وصیت ایک بکری ذبح کرا کر کھانا پکایا
اور نہایت ہی غمگین اور اُداسی کے عالم میں سر راہ بیٹھکر آنے والوں کا انتظار کرنے لگی تھوڑی دیر بعد کچھ لوگ زیارت کعبۂ معظمہ سے واپس آتے ہوئے نظر
پڑے یہ اشخاص احنف بن قیس تیمی صعصعہ بن صوحان العبدی خارجہ بن صلت تیمی عبداللہ بن سلمہ تیمی ہلال بن مالک مزنی جریر بن عبداللہ بجلی مالک اشتر
بن حارث بن عبدیغوث نخعی وغیرہ تھے۔ جب یہ مشہور و معروف اشخاص قریب پہنچے تو ایک پیرزن کو سر راہ بیٹھے دیکھا۔ سمجھے کوئی محتاج ہے کچھ مانگتی ہوگی
جب بہت ہی پاس پہنچے تو اُمّ ذر نے کھڑے ہو کر کہا اے مسلمانوں رسول خدا کا مصاحب ابوذر دنیا سے سفر کر گیا میں اسکی بیوہ غریب بے کس ہوں مجھ
میں اُسکے کفنانے اور دفنانے کی طاقت نہیں اگر تم اس کام میں امداد کروگے تو اللہ تعالی تم سے راضی ہوگا ابوذر کی خبر وفات سنتے ہی سب رونے لگے
بہت افسوس کرتے تھے اور اللہ تعالی سے اسکی بخشش کی دعا مانگتے تھے پھر وہاں قیام کر کے ابوذر کو غسل میت دیا اور ہر شخص کی یہی خواہش تھی
کہ میرے کپڑے کا کفن پہنایا جائے اسمیں گفتگو طول پکڑ گئی انجام کار یہ صلاح قرار پائی کہ ہر شخص کے پاس سے تھوڑا تھوڑا پارچہ لیکر اور سب کو سی کر کفن
دیا جائے غرضکہ اسی طرح کیا اور ایک شخص کے اسباب میں سے کافور بھی نکل آیا اُس سے سُنّت حنوط ادا کی گئی پھر نماز جنازہ پڑھکر دفن کر دیا
دفن سے فارغ ہو کر اشتر نخعی نے اسکی قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر خدا تعالی کی حمد و ثنا کے بعد کہا اے خدا ابوذر غفاری تیرے رسول کا
مصاحب ہے وہ تیرے پیغمبروں اور کتابوں پر ایمان لایا ہے تیری راہ میں جہاد کئے ہیں شریعت اسلام پر ثابت قدم رہا ہے اور شرعی
طریقوں میں اُسنے تغیر و تبدل کو راہ نہیں دی سُنّت اور اجماع کے خلاف کچھ امور دیکھ کر اُن سے انحراف اختیار کیا جسکے سبب سے
لوگوں نے اُسے ستایا اور ذلیل سمجھا۔ تیرے حبیب کے ہمسایہ کی دولت سے اُسے محروم کر دیا۔ مدینہ سے نکالکر بربادی میں چھوڑ دیا۔ یہانتک
کہ وہ پردیس میں مر گیا اے خدا تو نے مومنوں سے جن جن بہشتی نعمتوں کا وعدہ فرمایا ہے اُن کا حظ ابوذر کے لئے زیادہ کر اور اُس شخص کو جسنے
اُسے تیرے رسول کے مدینہ سے نکالا اور تباہ کیا ہے سزا کے مستوجب دے اشتر نے ابوذر کی قبر پر یہ دعا مانگی اور سب مسلمانوں نے آمین کہی جب
دن ختم ہوگیا تو اُمّ ذر نے کھانا سامنے لا رکھا سب نے کھایا اور رات کو اسی جگہ سو رہے صبح کے وقت اُمّ ذر سے رخصت ہو کر چلے گئے ابوذر
کی وفات کی خبر جسوقت عثمان کو پہنچی۔ تو عمار یاسر موجود تھا کہا ابا ذر پر اللہ کی رحمت ہو اے خدا میں یہ دعا اُس کے حق میں جان و دل سے
مانگتا ہوں تو اُسے بخشدے یہ خلیفہ عثمان نے اُسپر غصہ ہو کر کہا اے نالائق تیرا بھی یہی حال ہوگا میں ابوذر کے مدینہ سے نکالدینے پر پشیمان
نہیں ہوا ہوں۔ عمار یاسر نے کہا خدا کی قسم میرا یہ حال نہ ہوگا۔ عثمان نے کہا اسے دھکے دو اور شہر سے نکالدو یا اُسی جگہ پہنچا دو جہان
ابوذر کو پہنچایا تھا تا کہ یہ بھی اسکی طرح اسیجگہ زندگی بسر کرے اور جبتک میں زندہ ہوں یہ مدینہ میں نہ آسکے۔ عمار نے کہا خدا کی قسم مجھے
بھیڑیوں اور کتوں کی ہمسائیگی تیرے پاس رہنے سے زیادہ پسندیدہ ہے یہ کہکر اُٹھا اور خلیفہ عثمان کے پاس سے چلا آیا خلیفہ نے ارادہ کیا
کہ عمار کو بھی مدینہ سے نکالدے بنی مخزوم جو اُس کے قریبی رشتہ دار تھے علی ابن ابیطالب کے پاس آئے اور کہا اے ابوالحسن تم اس رشتہ داری
کے حق سے خوب واقف ہو جو ہمکو تمہارے باپ کے ساتھ ہے یہ حقوق محتاج شرح نہیں ہیں آج ہم عثمان کی اس گفتگو کے لئے آپکے پاس
آئے ہیں جو اُسنے عمار کے ساتھ کی اور مدینہ سے اُس کے اخراج کی نسبت حکم دیکر ربذہ میں بھیجنا چاہا۔ آپ کو معلوم ہے کہ ایک دفعہ اُسنے عمار کو
سخت اذیت دیچکا ہے اور سخت سخت کہا ہے ہمنے درگذر کی تھی اور اُسے کچھ نہ کہا تھا اب دوسری دفعہ پھر ایسا ارادہ کیا ہے اور یہ حکم دیچکا ہے ہم
خوب جانتے ہیں اگر وہ عمار کو شہر سے نکالیگا تو اندیشہ ہے کہ ہمارے ہاتھوں سے ایسا کچھ ظہور میں آجائے جسکے لئے وہ پچھتائے اور ہمیں بھی شرمندگی
لاحق ہو ہمارا خیال ہے کہ آپ کے سوا اور کوئی اس کام کو سہولت سے انجام نہیں دے سکتا آپ ہی کی زبان مبارک سے اسکا تدارک ہو سکتا ہے آپ
مہربانی فرما کر عثمان کے پاس جائیں اور کلمات حق کہکر سمجھا دیں کہ عمار کے پیچھے نہ پڑے ہمیں اُس کے شہر اور مکان سے نہ نکالے ورنہ ایسا فساد
پھیلے گا جسکا انسداد نہ ہو سکے گا۔ علی نے یہ باتیں سُنکر اُنکو اچھی اچھی باتوں سے سمجھایا۔ اور دلاسا دے کر فرمایا جلدی نہ کرو میں جا کر اس معاملہ کو درست

کرادونگا تمہارے اس کلام کے متعلق سعی کرنا مجھ پر واجبات سے ہے۔ پھر عثمان کے پاس آئے اور کہا تم بعض کاموں میں بہت جلدی کرتے ہو دوستوں اور نصیحت کرنیوالوں کی بات نہیں مانتے اس سے پہلے ابوذر کو جو بڑا نیکوکار مسلمان رسول خدا کا بڑا اصحاب۔ مہاجرین میں سے بڑا نیک شخص تھا مدینہ سے نکالدیا اور ربذہ میں بھیجدیا کہ وہ غریب پردیس ہی میں مرگیا۔ اس معاملہ سے اور بھی زیادہ مسلمان تجسے برگشتہ ہوگئے ہیں سنتا ہوں کہ تمنے اب اور ارادہ کیا ہے کہ عمار یاسر کو بھی شہر مدینہ سے خارج کردیں۔ یہ اچھی بات نہیں خدا سے ڈرو عمار سے باز رہو صحابہ رسول خدا کو ایسے رنج نہ دو خلیفہ عثمان کو علی کی یہ باتیں پسند نہ آئیں جوابدیا پہلے تجہی کو شہر سے نکالدینا چاہتے کیونکہ عمار اور غیر عمار کو تو ہی برباد کر رہا ہے۔ علی نے کہا تیری کیا طاقت ہے کہ میری نسبت ایسا خیال بھی دل میں لاسکے اور اگر چاہیگا تو بھی اس فعل پر قادر نہو سکیگا اور میرے اس کلام میں کچھ شک ہو تو آزما دیکھ پھر تجھے حقیقت حال معلوم ہو جائیگی کہ کیسا اہم معاملہ ہے۔ اور تیرا یہ کہنا کہ عمار اور غیر عمار کو تو ہی خراب کر رہا ہے خدا کی قسم اُن کا فساد محض تیری ہی طرف سے ہے۔ میں اُنکی کوئی خطا نہیں دیکھتا۔ تیری ذات سے ایسے ایسے امور سرزد ہو رہے ہیں جو طریقہ شریعت سے باہر ہیں لوگ اُنکی تاب نہیں لاتے تجھ سے برگشتہ ہوتے ہیں اور تجھ سے یہ باتیں برداشت نہیں ہو سکتیں ہر ایک پر غصہ ہوتا ہے۔ پھر اُنہیں ستاتا ہے یہ ڈھنگ بزرگوں کے طریقوں سے بہت بعید ہے۔ حضرت علی یہ نرم و گرم باتیں کہکر امیر المومنین عثمان کے پاس سے چلے آئے جب لوگوں کے پاس پہنچے تو اُنہوں نے دریافت کیا کہ کیا فیصلہ کیا اور خلیفہ نے کیا جواب دیا آپ نے وہ تمام گفت و شنید جو عثمان کے ساتھ ہوئی تھی بیان کردی سبنے تعریفیں کی کہ آپ نے جو کچھ جوابدیا بہت خوب دیا۔ عثمان جسوقت غصے میں ہوگا آپ کی نسبت ایسے ہی کلمات کہے گا اور جسپر ناراض ہوگا اسے شہر بدر کریگا ہم میں سے کوئی اپنے عزیزوں قریبوں اور کنبہ میں وفات نپائیگا۔ سب پردیس ہی میں جانیں گنوائینگے۔ عالم غربت میں کس سے وصیت کرینگے اور اپنی اولاد اور عزیزوں کو کس پر چھوڑینگے خدا کی قسم ہمیں اپنے گھروں کے اندر فرزندوں اور عزیزوں کے سامنے مرجانا اُس حیات ابدی سے بدرجہا بہتر ہے جو غیر جگہ میں ہو۔ حضرت علی نے صحابہ سے یہ باتیں سنکر رو دئے اور کہا عمار سے کہدو اپنے گھر میں بیٹھے باہر نہ نکلے اللہ تعالے تجھکو عثمان اور دوسرے شخصوں کی شرارت سے محفوظ رکھیگا۔ بنی مخزوم نے حضرت علی کے دلاسا دینے سے مطمئن ہوکر کہا اے ابو الحسن ہم سب مسلمان آپکے دوست اور ہواخواہ ہیں اگر تم بھی ہمارے مددگار ہوگے تو پھر عثمان ہمیں کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتا۔ عثمان کو بھی لوگوں کی زبانی یہ حال معلوم ہوگیا عمار کا پیچھا چھوڑ دیا اور جو کچھ کہا تھا اُسپر افسوس کیا اُسکے بعد مسلمانوں میں سے جو شخص آتا اُس کے سامنے عثمان علی کی شکایت کرتا۔ ایکمرتبہ زید بن ثابت سے بھی یہ بات کہی اور علی کی شکایت کی اُسنے کہا خلیفہ کی منشا ہو تو میں علی کے پاس جاؤں اور تمہارے دونوں میں جو کشمکش پڑ گئی ہے اُسکا ذکر کروں خلیفہ نے کہا تجھے اختیار ہے۔ زید بن ثابت اور مغیرہ بن اخنس ثقفی علی کے پاس آئے اور سلام کرکے بیٹھ گئے۔ زید بن ثابت نے حضرت علی کی تعریف و توصیف بیان کرنی شروع کی کہ جناب رسالتمآب کی بارگاہ میں آپ کو جو تقرب اور یگانگت اور مرتبہ منزلت حاصل ہے دنیا میں اور کسیکے واسطے نہیں اور دین اسلام کے متعلق تقویت و سبقت و قدامت میں کوئی اور شخص آپ کے ہمسر نہیں ہو سکا۔ آپ چشمہ خیر اور منبع کرامت ہیں۔ ہم آج تمہارے چچازاد بھائی عثمان کے پاس جو اس امت کی خلافت پر متمکن ہے اور آپ پر بھی دو حق رکھتا ہے۔ ایک حق خلافت دوسرے حق قرابت۔ گئے تھے اُسنے آپ کی نسبت کچھ شکایت سی کی ہے کہ کبھی کبھی میری باتوں پر اعتراض کر بیٹھتے ہیں اور جن امور کو میں کرنا چاہتا ہوں اُنکی نسبت کچھ کہدیا کرتے ہیں ہمکو مناسب معلوم ہوا کہ آپکی خدمت میں حاضر ہو کر اُن باتوں کو عرض کردیں تاکہ باہمی کلفتیں اور دلوں کا غبار دور ہو جائے جس سے سب مسلمانوں کو خوشی حاصل ہوگی اور آپس کی موافقت سے انشاء اللہ سب کو بڑے بڑے فوائد حاصل ہونگے حضرت علی نے کہا خدا کی قسم جہانتک مجھ سے ہو سکا ہے کسی امر پر اعتراض نہیں کیا نہ کسی کام میں دست اندازی کرنی چاہی مگر ایسا مشکل معاملہ آپڑا ہے کہ صبر اور خاموشی کی جگہ نہیں رہی ہے۔ میں نے یہی بات کہی تھی جس میں اُسکی اور سب مسلمانوں کی بھلائی اور بہتری و خیریت و مصلحت شامل تھی مغیرہ بن اخنس بول اُٹھا تمھارا دل ملنے یا نملنے امیر المومنین جو کچھ کہے اور کرے تمکو اُسپر رضامند رہنا چاہئے اُسکے حکموں کی تعمیل اور اُسکے فرمانوں کی اطاعت لازم

سمجھنی چاہیے کیونکہ وہ تم پر قادر ہے جنتم اسپر اور ہمیں تمہارے پاس صرف اسیواسطے بھیجا ہے کہ جو کچھ تم بیان کرو ہم اسکے گواہ ہو جائیں پھر خلیفہ جو کچھ تمہاری نسبت کہے معذور سمجھا جائے مغیرہ کی ان باتونکو سنکر حضرت علیؓ کو غصہ آیا للکار کر کہا اے اُس ملعون کے بیٹے جسکے حصہ مین رہ بھر بھی نیکی اور بھلائی نہیں آئی اور وہ بن جڑ اور بن شاخوں والے درخت کی مانند ہوا ہے یعنی حسب اور نسب بھی معیوب رکھتا تہا۔ اوسکی اولاد نا سرہ اور بہرہ میں سے ہی تو مجھے عثمان سے روکتا ہے۔ خدا کی قسم جسکا تو ساتھی ہوگا وہ شخص کبھی عزت نہ پائیگا اور تو جسکو حرکت میں لائیگا وہ کبھی قائم نہ رہیگا میرے پاس سے دُور ہو جا خدا تجھے دُور کرے تجھ میں جسقدر زور ہے لگا عثمان کیخدمت اور رنیری تکلیف دہی میں جو کچھ بن پڑے وہ کر اگر تو مجھپر رحم کہلئے اور اپنی کوششوں میں کمی کرے تو خدا تجھ پر رحم نفرمائے اور نہ زندہ رکھے حضرت علیؓ کی ان باتوں سے مغیرہ کی زبان بند ہو گئی پھر کچھ نہ بول سکا مگر زید بن ثابت نے عرض کی اے ابو الحسن مغیرہ تو بیہودہ بکواسی آدمی ہے اُسنے یہ باتیں از خود گھڑ کر کہی ہیں۔ خدا کی قسم ہم آپکی خدمت میں گواہ بننے کے واسطے نہیں آئے نہ آپکی بات پر اعتراض کرنا مد نظر ہے بلکہ ہمنے باہمی صُلح اور آشتی کا دروازہ کہولنا چاہا تہا تاکہ آپ اور آپکے چچا زاد بہائی میں صفائی ہو جائے۔ رنجش جاتی رہے حضرت علیؓ نے ان باتوں کو پسند فرما کر اُسے دعائے خیر دی اُسکے بعد زید بن ثابت مع ہمراہیان عثمان کے پاس واپس آیا اور تمام کیفیت بیان کی۔

## ولید بن عقبہ کا جھگڑا اور اسکی شراب خواری کی شکایت

اب کوفہ کے لوگوں نے عثمان کے پاس آکر ولید بن عقبہ کی شکایت کی کہ اُسکی عادتیں اچھی نہیں مُسلمانوں کا سردار ہو کر بُرے کام کرتا ہے رعایا کے ساتھ عدل و انصاف ہی سے پیش آتا ہے۔ علاوہ ازیں شراب پیتا ہے مدہوش پڑا رہتا ہے اسیواسطے ہم آپکی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں کہ اسکا تدارک کیا جائے اور مناسب ہو تو اُسے معزول کر کے کسی اور شخص کو جو عادل اور شائستہ ہو اُسکی جگہ مقرر فرمائیں۔ عثمان نے یہ حال سنکر بہت تعجب کیا کہا سبحان اللہ مجھے خیال بہی نہ تہا کہ ولید ایسی حرکتیں کریگا اور میں نہیں سمجھ سکتا کہ تمہاری باتیں سچ ہیں یا جھوٹ اُنہوں نے کہا ہم سچ کہتے ہیں اور جب تک اچھی طرح نہیں دیکھ لیا کہ وہ شراب پیتا ہے اسکی نسبت یہ الزام نہیں لگایا گیا ہے اُسکے بعد اُسی جماعت میں سے ایک شخص ابو زینب نام نے آگے بڑھکر کہا اے امیر المومنین ایک دن میں کسی کام کیلئے ولید کے مکان میں اُس کے پاس گیا تہا دیکھا کہ وہ مدہوش پڑا ہے میں نے اُسکی انگلی میں سے انگوٹھی نکال لی جب بہی اُسے کچھ خبر نہ ہوئی اور وہ انگوٹھی یہ ہے سامنے ڈالدی پہر اُن لوگوں نے جو ابو زینب کے ساتھ ولید کے پاس گئے تہے اُسکے کلام کی صداقت بیان کی خلیفہ نے بڑے بڑے صحابہ اور علی علیہ السلام کو بلایا اور حضرت علیؓ سے کہا اے ابو الحسن اہل کوفہ ولید بن عقبہ کی نسبت ایسا کچھ بیان کرتے ہیں آپ کی رائے مُبارک کیا ہے۔ کہا ولید کو کوفہ سے بلا کر ان لوگوں کے روبرو کھڑا کرو اسوقت نامور اصحاب بہی موجود ہوں۔ پہر کوفیوں سے ولید کی شکایت سُنی جائے۔ غرضکہ جسوقت یہ سب حاضر ہوئے اور ہر ایک نے اپنی اپنی سی کہہلی تو ولید کا شراب پینا ثابت ہو گیا۔ خلیفہ نے حکمدیا کہ ولید کو برہنہ کر کے دُرّے لگائیں اور کوفہ کی حکومت سے علیحدہ کر کے سعد بن عاص کو اُسکی جگہ مقرر کیا اور اہل کوفہ کے نام فرمان جاری ہوا مضمون یہ تہا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم حمد و ثنا باری تعالی اور درود و نعت محمد مصطفی صلعم کے بعد عبداللہ عثمان امیر المومنین کیطرف سے اہل کوفہ کو سلام پہنچے۔ پہر واضح ہو کہ چند کوفیوں نے میرے پاس آکر ولید کی شکایت کی اور اُسکے خلاف گواہی دی تہی اگر انکا بیان دُرست تہا تو میں اُسکے اعمال کی سزا اسے دے ہی چکا ہوں اور اگر انہوں نے جھوٹ بولا تو اللہ تعالی انپر عذاب نازل کریگا۔ میں نے اُن لوگوں کی شکایت اور گواہیوں کو سنکر ولید کو حکومت کوفہ سے برطرف کر دیا ہے اور سعید بن عاص کو جو نہایت شریف اور اپنی قوم کا سردار ہے اُسکی جگہ مقرر کیا ہے اے خدا کے بندو ڈرو اُسکے حکموں کی تعمیل کرتے رہنا مدد و مشورہ سے روگرداں نہونا فوقیت نچاہنا عیب جوئی اور تہمت لگانے سے باز رہنا سعید بن عاص کے ساتھ جو تمہارا امیر ہے رعایت بلیغ کا برتاؤ رکھنا۔ رعیت ہو کے چلن سے باہر نہونا خلیفہ نے

فرمانکی تعمیل کئے جانا۔ میں نے سعید کو بھی خوب تاکید کردی ہے کہ عدل و انصاف کو ذرا بھی ہاتھ سے نہ دے سب لوگوں سے باحسان پیش آئے والسلام علیکم ورحمۃ اللہ یعنی تم سب پر سلامتی اور اللہ کی رحمت ہو۔ سعید بن عاص یہ فرمان لیکر جانب کوفہ روانہ ہوا وہاں پہنچکر جامع مسجد میں آیا اور دو رکعت نماز پڑھکر منبر پر گیا۔ لوگوں کو فراہم کرکے خطبہ پڑھا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی حضرت محمد مصطفےٰ صلعم پر درود بھیجا۔ اور کہا اے کوفہ والو آگاہ ہو کہ تم میں سے جو شخص قرآن شریف کو پڑھتا اور مسائل فقہ کو اچھی طرح جانتا ہوگا وہی مجھے سب سے عزیز ہوگا اور جسکی طبیعت بری باتوں اور لہو ولعب کیطرف راغب ہوگی اور گناہوں سے نہ بچتا ہوگا۔ فتنہ پرداز اور فسادی ہوگا میں اسکا دشمن ہوں۔ میرے پاس مقرب اور فقیہہ لوگ آمد و رفت رکھیں اور شریر بدمعاش میرے سامنے نہ آئیں مجھے اُن سے سخت نفرت ہے۔ میں صرف عقلمندوں اور امن پسند شخصوں سے محبت اور ربط ضبط رکھنا چاہتا ہوں لہذا تم سبکو اس امر سے آگاہ کردیا ہے اسیطرح کی اور چند باتیں بیان کرکے منبر سے اُتر آیا اور عبد الرحمٰن ابن خنیس اسدی کو بلاکر کوتوال شہر مقرر کیا۔ پھر دار الامارہ میں داخل ہوکر قیام کیا ہر وقت شرفاء کوفہ عالم وغیرہ اسکے پاس آتے جاتے دینی مسائل اور ملکی تدابیر پر گفتگو رہتی سعید تمام رعایا کے ساتھ رعایت و مروت سے پیش آتا۔ تواضع اور عدل و انصاف کا شیوہ برتتا حسن سیرت سے رہتا۔ یہانتک کہ ماہ رمضان آیا تقسیم خیرات اور صدقات بہت اچھی طرح کی حسب اتفاق ماہ مذکور کی آخری تاریخ نماز شام کے وقت لوگوں میں کچھ عید کا چرچا ہوا اسی اثنا میں سعید بن عاص اور ہاشم بن عتبہ میں بھی کچھ گفت و شنید ہو پڑی۔ سعید نے اُسے یکچشم کہا اور ایسا پٹوایا کہ وہ بیہوش ہوگیا۔ پھر اسکا گھر جلوا دیا۔ یہ خبر سعد بن ابی وقاص کو مدینہ میں پہنچی مہاجر و انصار کی جماعت کو ساتھ لیکر خلیفہ کے پاس آیا اور سعید کی شکایت کی کہ اُسنے ہاشم کو مارا اور گھر کو جلا دیا ہے میں انصاف چاہتا ہوں پھر قسم کھائی کہ میں امیر المومنین کے پاس سے واپس نہ جاؤنگا تاوقتیکہ آپ سعید سے بدلا نہ لینگے اور میرا انصاف نہ فرمائینگے ورنہ یہ بات ایسی بڑھیگی کہ اسکا اثر دُور دُور تک پہنچیگا۔ امیر المومنین عثمان نے سعد بن وقاص کو نرمی سے سمجھایا کہ سعید نے جو کچھ کیا اسمیں میری کوئی خطا نہیں نہ میں نے اُسے ایسے کاموں کی اجازت دی نہ مجھے اس معاملہ کی کچھ خبر۔ لیکن جو کچھ تو چاہتا ہے میں اُسے بجا لاؤنگا۔ سعد اندنوں عین عالم شباب میں تھا اور بہت ہی بہادر منچلا اپنے آپ کو ضبط نکرسکا اُٹھکر سعید بن عاص کے دروازہ پر آیا اور اُسکے گھر کو آگ لگادی عایشہؓ نے سُنکر سعد کو کہلا بھیجا کہ بس ایسی باتیں نہ کرو وہ بھی اپنے گھر میں جا بیٹھا۔ اب عثمان رضی اللہ عنہ نے سعید کو خط لکھا اور ہاشم کے ساتھ بدسلوکی سے پیش آنے پر سخت ملامت کی سعید سب کچھ سُنکر خاموش ہو رہا کچھ جواب نہ دیا اس واقعہ کے بعد ایکدن مسجد کوفہ میں بیٹھا تھا۔ اور بزرگان کوفہ بھی موجود تھے زمینی قواعد کا تذکرہ تھا کہ کس علاقہ کی زمین زیادہ نرم ہے اور غلہ اور پھلوں کی پیداوار میں زیادہ طاقت ور ہے اشتر نخعی نے کوفہ کی بہت تعریف کی عبد الرحمٰن بن خنیس جسے سعید نے کوتوال شہر بنا رکھا تھا بولا قریش کے لئے عراق اور اُسکا نواح گلزار کے مانند ہے۔ ہمکو جسقدر مطلوب ہوگا تصرف میں لائینگے اور جسقدر چاہینگے چھوڑ دینگے اشتر نے کہا بڑبولا نہ بن۔ تیرا یہ رتبہ نہیں کہ عراق کو گلزار قرار دے اسی پر دونوں میں بات بڑھگئی عبد الرحمٰن اپنے آپ کو بہت دُور کھینچے اور مغرورانہ کلام کرنیلگا۔ اشتر نے ہاتھ بڑھاکر اسکی شمشیر کا تسمہ پکڑ لیا اور اپنی طرف کھینچکر عزیزوں سے کہا اس فاسق کو پکڑکر مار ڈالو کہ اور لوگوں کو گنہگار کی اطاعت نہ کرنی پڑے اشتر کے آدمیوں نے اُسے اسقدر پیٹا کہ قریب ہلاکت ہوگیا پھر ٹانگ پکڑکر مسجد سے باہر ڈالدیا سعید بن عاص مسجد سے اُٹھکر اپنے گھر چلا گیا اور اشتر نے بھی دوستوں سمیت اپنے گھر کی راہ لی اشتر کے عزیزوں نے کہا تو نے بہت اچھا کام کیا عبد الرحمٰن کی یہی سزا تھی گویا اللہ تعالےٰ نے تجھے بطور الہام یہ توفیق کرامت کی اگر تو اس بات کو ٹال جاتا اور خاموشی اختیار کرتا تو یہ لوگ ہمارے خاندانوں تک دستِ تصرف دراز کرتے اور ہم سب کو ہمارے باپ داداؤں کے ورثہ سے بے حق کردیتے۔ سعید نے بھی گھر میں داخل ہوتے ہی عثمان کو خط لکھا اور تمام کیفیت درج کی مضمون یہ تھا۔ امیر المومنین کی جدائی اور طاقت اور خدمتگذاری شرح آرزو اور دُعا کے اظہار کے بعد معلوم ہو کہ کوفہ میں اشتر کی موجودگی سے میں کوئی انتظام نہیں کرسکتا اُسنے ایک گروہ جمع کر رکھا ہے جو اپنے مقرب ہونیکا دعوےٰ کرتے ہیں اور یہ سب بےعقل آدمی ہیں۔ اگر میں اچھا کام بھی کرتا ہوں تو یہ عیب چینی کرتے ہیں۔ اور مصلحت آمیز نصیحت

کرتا ہوں تو سخت جواب دیتے ہیں ابھی اشتر نخعی اور عبدالرحمن اخنس میں جسے میں نے شہر کا کوتوال مقرر کر رکھا ہے جھگڑا ہوا جسکی کوئی اصل و بنیاد نہ تھی اشتر نے بلا سبب غصے ہو کر میرے روبرو مصری بدمعاشوں اور اپنی قوم کے بیوقوفوں سے کہا کہ عبدالرحمن کو مارو انہوں نے اسقدر لاتیں ماریں کہ وہ مردہ سا ہو کر گر پڑا اور اُسوقت سے ابتک نہیں اٹھا بستر پر پڑا ہوا ہے۔ میں نے امیرالمومنین کو تمام حالات سے اطلاع دیدی ہے اور منتظر ہوں کہ کیا حکم صادر ہوتا ہے۔ اور اشتر کے اس بھڑکائے ہوئے شعلہ فساد کے بجھانے میں کس مصلحت کا برتاؤ ہوتا ہے۔ فقط والسلام سعید بن عاص کا یہ خط عثمان کے پاس پہنچا تو حالات مندرجہ سے واقف ہو کر رنجیدہ ہوئے اور جواب دیا کہ سعید بن عاص کو معلوم ہو تیرا خط پہنچا مضمون معلوم ہوا۔ یہ لکھنا کہ کوفہ میں اشتر کی موجودگی سے میں کچھ کام نہیں کر سکتا عبث ہے تجھے اسکی موجودگی میں کوفہ کے بڑے بڑے اختیارات حاصل ہیں اور وہ کسی عمل یا مصلحت و گفتگو سے تجھے منع نہیں کر سکتا اُسکو ان امور سے کوئی تعلق نہیں جنکا انتظام بہبودی اہل اسلام کیلئے تیرے قبضہ قدرت میں دیا گیا ہے۔ امور سلطنت میں اُسکا کچھ دخل نہیں میں نے ایک خط اُسکے نام بھی لکھا ہے اُسکو پہنچا دینا جو شریر اور بیوقوف لوگ اسکے گرد جمع ہو گئے ہیں ان سب کو اشتر کے ہمراہ اُس مقام کی طرف جسکا میں نے ذکر کیا ہے روانہ کر دینا اور خود ہر طرح سے باطمینان تمام اپنے کام میں مشغول رہنا والسلام اس خط کے بعد اشتر کے نام بھی اس مضمون کا خط لکھا۔ کہ اشتر کو معلوم ہو کہ مجھے خبر لگی ہے کہ تو نے فتنہ پردازی سے کوفہ میں آتش فساد مشتعل کی ہے خدا کی قسم تو بہت برا کام کرتا ہے انجام کار شرمندگی اٹھائیگا اور اگر انہیں عادتوں اور طریقوں پر قائم رہیگا اور بری خصلتوں سے باز نہ آئیگا تو تیرا خون بہانا حلال ہو جائیگا اور مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تو اپنے افعال قبیحہ اور افعال ذمیمہ سے باز نہ آئیگا۔ تاوقتیکہ تو کسی ایسی مصیبت میں مبتلا نہو گا جس سے تجھے مفر نہو گا اور خلاصی بہت دشوار ہو گی۔ بہتر ہے کہ تو اس وقت کوفہ میں ہے اگر تو جانتا ہے کہ خلیفہ کی اطاعت تجھے لازم ہے تو اس حکمنامہ کے مضمون سے واقف ہوتے ہی شام کیطرف روانہ ہو جا۔ اور اُس جماعت کو بھی جو تجھے فتنہ و فساد کی ترغیب و تحریص دلاتے ہیں اپنے ہمراہ لیجا کر ملک شام میں قیام کرنا تاوقتیکہ میرا خط تیرے پاس پہنچکر واضح ہو کہ تجھے کیا کام کرنا چاہیئے یقینی سمجھ کہ تو محض اسیواسطے جانب شام بھیجا جاتا ہے کہ تو نے کوفہ میں فساد کیا ہے اور وہاں کے باشندوں کے دلوں کو میری جانب سے خراب کرتا ہے ورنہ اس امر کے علاوہ تیرا اور کوئی قصور نہیں ہے۔ اشتر نے اُس حکم سے مطلع ہو کر سفر شام کی تیاری کی سعید نے آدمی بھیجکر پیغام دیا کہ تو کوفہ سے جاتا ہے تو اپنے ہمراہ اُن بدمعاش اور بے عقل لوگوں کو بھی لیتا جا جنہوں نے اس فساد کیطرف تجھے مائل کیا ہے۔ اشتر نے جواب دیا کوفہ کا ہر شخص میرا ہوا خواہ ہے جو کچھ میری خواہش ہے وہی اُن کی آرزو ہے وہ ہرگز گوارا نہ کرینگے تو اُنکے شہر اور اُنکے مکانات پر اپنا تصرف کرے اور اپنی ملکیت قرار دے تو جانتا ہے کہ میں خلیفہ کے حکم سے باہر جاتا ہوں اور کسیکو تکلیف نہیں دیسکتا کہ وہ بھی میرے ہمراہ شام کو چلیں جس کسیکو یہاں سے علیحدگی پسند ہو گی میرے ساتھ ہو لیگا غرضکہ سامان سفر درست کر کے بارادہ شام کوفہ سے نکلا بڑے بڑے مشہور معروف شرفا اور اکابر کوفہ اُسکے ہمراہ تھے دمشق میں پہنچکر کلیسائے مریم میں قیام کیا۔ معاویہ نے قاصد بھیجکر انہیں اپنے پاس بلایا۔ سب نے اُسکے پاس جا کر سلام کیا اور بیٹھ گئے۔ معاویہ جواب سلام کے بعد عزت و حرمت سے پیش آیا اور بولا اے لوگو خدا سے ڈرو ولا تکونوا کالذین تفرقوا واختلفوا من بعد ما جاءھم البینات یعنی تم اُن لوگوں جیسے نہ ہو جنہوں نے روشن دلیلیں دیکھنے کے بعد اختلاف پھیلایا اور متفرق ہو گئے کمیل بن زیاد نے جو اشتر کا ہوا خواہ تھا جواب دیا اے معاویہ فھدی اللہ الذین امنوا لما اختلفوا فیہ من الحق باذنہ یعنی اللہ تعالے نے ان لوگوں کو راہ راست کی ہدایت و رہبری کی ہے جنہوں نے جہت اختلافی میں سے بحکم الٰہی امر حق کو اختیار کیا ہے اے معاویہ خدا کی قسم ہم ہی وہی لوگ ہیں۔ معاویہ نے کہا اے کمیل جیسا تو بیان کرتا ہے یہ بات ہرگز نہیں ہے یہ آیت ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے جو خدا اور رسول اور صاحبان حکومت کی اطاعت کرتے تھے اور صاحبان حکم کے فرمودہ نیک کاموں کو نہ چھپاتے تھے اور انکے گناہ اور عیب آشکار نہ تھے کمیل نے کہا اگر امیرالمومنین اس امر کی تعمیل میں تجھپر بھروسہ نہ کرتے تو تجھے ملک کی نگرانی عطا نہ کرتے اور نہ ہمکو تیرے پاس بھیجتے۔

اشتر نے کہا اے کمیل تو ہم سب سے کمسن ہے، تو نے سب سے پہلے کیوں بحث شروع کی مناسب ہے کہ جو لوگ سن رسیدہ ہیں وہی گفتگو کریں کمیل تو خاموش ہو رہا اور اشتر نے گفتگو شروع کی اور کہا اے معاویہ تو خوب جانتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس اُمت کو حضرت رسالت پناہ محمد مصطفےٰ صلعم کے ذریعہ سے عزت بخشی ہے اور انہیں کے طفیل سے ہمکو اور قوموں پر فوقیت عطا کی ہے۔ جبتک خدا نے چاہا حضرت رسولِ خدا ہم میں زندہ رہے جب آپ کی وفات آپہنچی کہ جس سے کسی مخلوق کو چارہ نہیں اور جوارِ رحمت الٰہی میں پہنچکر داخل بہشت عنبر سرشت ہو گئے تو آپ کے بعد عرصہ تک نیک شعار لوگوں کی جماعت کتابِ خدا اور سنتِ رسول پر چلتی رہی اللہ تعالےٰ اُنسے رضامند ہوا اور اُنکے اعمالِ نیک کی جزائے خیر کرامت فرمائی اُنکے بعد کچھ ایسے اُمور واقع ہوئے جو قانونِ شریعت سے علیحدہ تھے۔ ایمانوالوں نے اُنہیں ناپسند کیا اور رو گردانی کر حق کلمے زبان سے نکالے کہ ہمارے والی بُری خصلتوں کو ترک کر کے ہمیں رضامند رکھینگے تو ہم اُنکے فرمانبردار رہیں گے اُنکی مخالفت اختیار نہ کرینگے تو ایسے لوگوں کے حالات سے خداوند تعالیٰ اپنی کتاب میں خبر دیتا ہے واذ اخذ اللہ میثاق الذین اوتوا الکتاب لتبیننہ للناس ولا تکتمونہ فنبذوہ وراء ظھورھم واشتروا بہ ثمنا قلیلا فبئس ما یشترون یعنی اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں سے جنہیں کتاب عطا کی ہے عہد لیا ہے کہ لوگوں کو اس عہد سے مطلع کرتے رہیں اور امرِ حق کو نہ چھپائیں لیکن اُنہوں نے عہدِ خدا کو پس پشت ڈالدیا اور اُسے کم قیمت پر بیچ ڈالا۔ اے معاویہ ہم اس گروہ میں سے نہیں کہ حکمِ خدا پر لات ماریں اور نافرمانی سے پیش آئیں۔ اگر ہمارے امام حق راستہ پر چلتے رہیں اور ہم اُنکی پیروی نکریں تو گویا ہمنے کتابِ خدا کو پس پشت ڈالدیا ہے۔ معاویہ نے کہا اے اشتر تیرے کلام سے مخالفت کی بُو آتی ہے اور اس سے باسانی سمجھ میں آسکتا ہے کہ تیرا کیا ارادہ ہے خدا کی قسم میں تیرے پاؤں میں بھاری بیڑیاں ڈالکر قید کر دونگا۔ عمر بن زرارہ نے کہا اے معاویہ اشتر کے عزیز قریب بیشمار ہیں اگر تو اُسے قید کریگا تو اُسکے تمام ہوا خواہ جنمیں اکثر بڑے بڑے سردار شامل ہیں خاموش نہ بیٹھ سکینگے یہ نہیں معلوم کہاںتک نوبت پہنچے اور تو بھی اس امر سے بخوبی آگاہ ہے۔ معاویہ نے کہا اے عمر مجھے تیرا زندہ رکھنا ناواجب معلوم ہوتا ہے۔ ابھی تیری گردن اُڑا دینی چاہیے۔ غلاموں کو حکم دیا کہ اِن دونوں کو قید کر دیں اُنہوں نے دونوں کو قید خانہ میں ڈالدیا زید بن مکنف نے کھڑے ہو کر معاویہ سے کہا جس گروہ نے ہمیں تیرے پاس بھیجا ہے وہ عاجز نہیں تھا اگر چاہتا تو ہمیں قید کر سکتا تھا اوس نے ہمیں تیرے پاس اسیواسطے بھیجا ہے کہ تو شفقت اور لطف و احسان سے پیش آئے اور مناسب مروت یہ ہے کہ جبتک ہمارا چند روز قیام یہاں رہے تو ہمارے ساتھ اچھے برتاؤ رکھے انعام و اکرام فرمائے کیونکہ ہم تیرے پاس زیادہ عرصہ تک نہ ٹھیریں گے اسکے بعد صعصعہ بن صوحان عبدی نے کھڑے ہو کر کہا اے معاویہ تجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ اشتر اور زرارہ کی فضیلت اور بزرگی در باب تقویت دینِ اسلام مشہور ہے اور وہ اپنی قوم اور قبیلوں کے سردار اور بزرگ ہیں انہیں بیخطا اور بیجرم قید کر دینا اچھا نہیں انہیں رہا کر دے۔ معاویہ نے حکم دیا کہ اُنہیں واپس لاؤ تین غلام جاکر لے آئے معاویہ نے اُنسے کہا تمنے دیکھا کہ مینے تمہیں کسطرح معاف کر دیا اور تمہاری جہالت اور بیوقوفی سے درگزر کی حالانکہ تم سخت سزا اور قید گراں کے مستحق تھے اللہ تعالےٰ میرے باپ ابوسفیان پر رحمت نازل کرے کیسا حلیم شخص تھا جسکے نطفہ سے ایسے بیٹے پیدا ہوئے کہ سب صاحبِ تواضع حیادار اور نیکوکار ہیں اب جاؤ اپنے گھروں کی راہ لو خدا سے ڈرو اپنے اماموں کی تعریف کرو انکو طعن تشنیع نہ کرو کیونکہ تمہارے لئے یہی امر بہتر ہے۔ دونو معاویہ کے پاس سے اُٹھے اور کہا ہم خدا کے گنہگار ہونگے جو اُسکے بندوں کے فرمانبردار ہونگے اور جو شخص خدا کے گناہ کرتا ہے اُسکی اطاعت نہ کرینگے اُسکے بعد اپنے گھر چلے آئے اور معاویہ نے کچھ آدمی مقرر کر دئے کہ اُنکی نگرانی رکھیں کہیں لوٹ نہ جانے دیں اُسی برس خلیفہ عثمان حج کیلئے تشریف لیگئے جب مدینہ میں واپس آئے تو کوفہ کے ذی عزت اور نامی اشخاص امیر المومنین عثمان کی خدمت میں حاضر ہو کر کوفہ سے اشتر کے نکالے جانے اور شام کی طرف بھیجے جانے پر اظہار ناراضی کیا اور سعید کی سخت شکایتیں کیں اسیوقت بصرہ والے بھی آئے اور اپنے عامل عبداللہ بن عامر کریز کے خلاف داد خواہ ہوئے اسی طرح اور اور اطراف سے بھی عثمان کے عاملوں کی بیحد شکایتیں لکھی ہوئی آئیں۔ اب خلیفہ نے مناسب سمجھ کر اپنے عاملوں کو سب شہروں سے طلب کر لیا اور اُن سے مخاطب ہو کر

فرمایا۔ تم نے خلقِ خدا کے ساتھہ کِس قسم کے برتاؤ کی زندگی اختیار کی ہے کہ تمام باشندگانِ دور و نزدیک کیا تاجیک والے اور کیا ترکستان والے
ادنے سے اعلےٰ تک سب کے سب تمہارے شاکی ہیں سب نے اپنا اپنا عذر بیان کیا آخرکار یہ امر قرار پایا کہ خلیفہ اُن سے عہد لے کہ وہ لوگوں کے
ساتھہ عمدہ سلوک کرینگے عدل و انصاف اور قاعدہ مساوات کو نظرانداز نہونے دینگے اور ہر شخص کے ساتھہ ایسا برتاؤ رکھینگے کہ کسیکو
شکایت کا موقع نہ ملیگا اسکے بعد اُنہیں اپنے اپنے مقامات پر واپس بھجدیا۔ معاویہ شام میں عبداللہ بن عامر بصرہ میں سعید بن عاص کوفہ میں
عبداللہ بن سعد مصر میں واپس پہنچکر اور عثمان حکومت سنبھال کر اور بھی نئی نئی طرح کے ظلم و ستم کرنے مذموم عادات پر چلنے لگے۔ غرضکہ لوگونکو
کلماتِ ناملایم اور تعرضاتِ بیہودہ سے رنجیدہ کرنیمیں وہی پہلا سا طریقہ خودسری اختیار کرلیا۔ انجام کار کوفہ کے نامور لوگ یزید بن قیس
ارحبی۔ مالک بن حبیب یربوعی۔ حجر بن عدی کندی۔ مسیب بن نجبہ فزاری وغیرہ اور کچھ رئیس جمع ہوئے سب نے متفق ہو کر کہا کہ سعید بن عاص
کی حرکتوں کو پوشیدہ نہ رکھنا چاہئے تمام ظاہری اور باطنی حالات لکھکر عثمان کو مطلع کردیں اب انہوں نے اِس مضمون کا خط لکھا کہ بعد ادائے
مراسم سلام و دُعا امیرالمومنین کو معلوم ہو کہ یہ خط ہم سب مسلمانانِ کوفہ کیطرف سے روانہ کیا جاتا ہے۔ اسمیں ہماری کوئی غرض شامل نہیں بلکہ
ہم سب اسکے لکھنے پر مجبور ہیں کیونکہ ہمیں اِس اُمت میں اختلاف اور تفرقہ واقع ہونیکا سخت اندیشہ ہے کیا تمکو فتنہ اور فساد ہی کے لئے پیدا کیا ہے
اب جو شخص تمہارا مددگار ہوگا وہی ظالم بنے گا کیونکہ جو شخص تمہارے افعال کو پسند نہیں کرتا تم اُسکو تکلیف دیتے اور اُسکے وطن اور عزیزوں سے
جدا کرکے آوارگی میں مبتلا کرتے ہو۔ تم خلاف کام کرتے اور متضاد حکم دیتے ہو۔ اے خلیفہ خدا سے ڈرو نیک بخت خلیفہ کی سُنت کو اختیار کرو اصلاح
کرنیوالوں کو شہر سے نہ نکالو۔ شریروں کو مالِ غنیمت نہ دو غلاموں کی اولادوں اور نالایق شخصوں کو مسلمانوں کا حاکم اور امیر نہ بناؤ۔ جاہل اور
بیوقوف لوگوں کو امیر مقرر نکرو تم اُسیوقت تک ہمارے امیر ہو کہ خدا کی اطاعت کرتے اُسکے حکموں پر چلتے کتابِ خدا کو پڑھتے زیردستوں سے
عمدہ سلوک کرتے اور اُنکے ساتھہ نرمی و مہربانی سے پیش آتے ہو۔ جن شخصوں کو شہر سے نکالدیا ہے اُنہیں واپسی کا حکم دو۔ اُمور حقہ میں دُور اور
نزدیک والوں قوی اور ضعیفوں سب کو یکساں سمجھو جو کچھ ہمارا فرض تھا ادا کردیا اور سمجھا دیا آئندہ تمکو اختیار ہے اگر اِن کاموں سے باز آکر
توبہ کروگے تو ہم سب حق کے راستے میں تمہارے معین اور مددگار رہینگے اور اگر تم باز نہ آؤگے اور توبہ نہ کروگے اور پھر ہم سے کوئی امر سرزد
ہوجائے تو اپنے آپ ہی کو ملامت کرنا کیونکہ بدعت اور ترک نیت کرنے پر ہم تمہارے دوست نہونگے اگر حکم خدا سے منحرف ہو کر تمہاری خوشی کے
لئے ایسے کام کرینگے جن سے خدا راضی نہیں تو بروزِ قیامت اِسکو کیا جواب دینگے اب ہم اپنے اِس قول پر خدا کو گواہ کرتے ہیں اور شہادتِ خدا
کافی ہے وہی ہمارے ساتھہ ہے اللہ تعالیٰ تمکو اپنی اطاعت کی توفیق کرامت فرمائے اور گناہوں سے بچائے اور وہ جس امر کو چاہتا ہے اس پر قادر
ہے کعب بن عبیدہ ہندی نے جو بڑا زاہد اور عابد تھا کہا خدا کی قسم میں بھی عثمان کے پاس ایک خط روانہ کرتا ہوں جسمیں اپنا اور اپنے باپ کا نام بھی
درج کرونگا۔ عثمان میرے ساتھہ جسطرح چاہے پیش آئے میں کسی بات سے نہیں ڈرتا پھر اس مضمون کا خط لکھا۔ کعب بن عبداللہ کیطرف سے
امیرالمومنین عثمان کو معلوم ہو کہ میں تمکو فتنہ و فساد برپا کرنے اور اُمت میں تفرقہ پڑنے سے ڈراتا ہوں کیونکہ تم نے نیک آدمیوں کو شہر سے نکالدیا
ہے بُرے شخصوں کو امیر مقرر کیا ہے اور اچھے لوگوں کے دشمنوں کو مالِ غنیمت میں اُنکا شریک بنا دیا ہے اِس گروہ کو جو دین اور دیانت
داری میں بہت کم ہیں برگزیدہ کر رکھا ہے۔ کتابِ خدا کو چاک کردیا ہے تم نے آسمان سے مینہہ کو اور زمین سے روئیدگی کو بند کردیا
ہے۔ اپنے عزیزوں قریبوں کو تمام لوگوں پر مسلط کردیا ہے۔ اس امر سے مسلمانوں کے دلوں میں تمہاری طرف سے بغض اور دشمنی پیدا ہوگئی ہے جن شخصوں کو
تم نے اپنا مقرب اور دولتمند بنایا ہے۔ وہ بھی اپنے روپیہ سے نہیں بلکہ ہمارے ہی شہروں کی لوٹ اور روپیہ سے اس درجہ کو پہنچے ہوئے ہیں ہم میں اور
تم میں خداوند جلیل انصاف فرمانیوالا ہے اگر تم اِن باتوں سے باز آکر ہماری دلداری کرتے رہوگے تو ہم سب تمہارے مددگار و اصلاح کار
ہیں ورنہ بصورتِ انکار خدا سے تمہارے ظلموں کی فریاد کرینگے اور صبح و شام اُسکی پناہ کے طالب ہونگے فقط والسلام پھر وہ خط قبیلہ عنزہ کے ایک جوان کو

دیگر کہا کہ امیر المومنین عثمان کی خدمت میں پہنچادے وہ داخل مدینہ ہو کر عثمان کے پاس پہنچا تو آپ اسوقت دیوان خانہ میں تشریف فرما تھے چند صحابہ رسولِ خدا حاضرِ خدمت تھے سلام کر کے خط حوالہ کیے خطوں کو پڑھنا تھا کہ رنگ فق ہو گیا پوچھا یہ خط کس نے لکھے ہیں اُسنے کہا کوفہ کے نیک شعار دیندار امانت گذار عابد زاہد لوگوں نے لکھے ہیں امیر المومنین نے فرمایا تو جھوٹ کہتا ہے بلکہ یہ خط بیوقوفوں باغیوں اور حاسدوں نے لکھے ہیں پھر کثیر بن شہاب کی طرف متوجہ ہو کر کہا تو کعب بن عبیدہ کو جانتا ہے اُسنے کہا ہاں وہ بنی نہد میں سے ہے خلیفہ نے حکم دیا عزری کے بدن پر سے کپڑے اتار کر اسقدر پیٹو کہ اور لوگوں کو عبرت ہو جائے اسوقت علی ابن ابیطالب موجود تھے پوچھا اس شخص کو کس جرم پر مارنا چاہتے ہو وہ محض ایک قاصد ہے خط لایا اور پیغام پہنچایا ایلچی جو کچھ کہے وہ جرم نہیں ہو سکتا نہ اُسے مارنا جائز ہو سکتا ہے عثمان نے کہا تو اچھا اسے قید خانہ میں ڈالدو حضرت علی نے فرمایا اسے قید کرنا بھی لازم نہیں آسکتا تب خلیفہ نے حکم دیا کہ اسے چھوڑدو مت ستاؤ لوگوں نے چھوڑ دیا اور عزری کوفہ کو واپس چلا گیا جب اپنے لوگوں سے ملا انہوں نے اسکی سلامتی سے واپس آنے پر تعجب کیا کیونکہ سب کو یہی یقین تھا کہ خلیفہ اُسے قتل یا قید یا زدو کوب کریگا لوگ اُسکے پاس جمع ہو گئے کیفیت دریافت کی عزری نے تمام سرگذشت بیان کی اور حضرت علیؑ کا شکریہ ادا کیا کہ آپ ہی نے مجھے قید اور مار سے بچایا ہے۔ اہل کوفہ حضرت علیؑ کے ثنا خوان اور دعا گو ہوئے

اب عثمان نے سعید کے نام خط روانہ کیا کہ کعب بن عبیدہ کو کسی سخت مزاج بدخصلت آدمی کیساتھ میرے پاس روانہ کر سعید نے اسے گرفتار کر کے ایک بدشکل اور اکھڑ مزاج غلام کے حوالہ کر کے خدمتِ امیر المومنین میں روانہ کیا جب مدینہ میں پہنچکر حاضرِ خدمت ہوا تو خلیفہ نے از راہِ فراست معلوم کر لیا کہ یہی شخص کعب ہے دیکھا دُبلا پتلا اور پتلی گردن والا جوان ہے کہا دیکھنے اور مشاہدہ کی نسبت تیری شہرت بہت اچھی تھی عجب رنگ ہے تو ابھی باپ کے نطفہ سے پیدا بھی نہوا تھا کہ میں نے تمام قرآنِ شریف کی تعلیم حاصل کر لی تھی اور جملہ احوال خیر و شر سے واقف ہو چکا تھا ہر ایک فائدہ اور نقصان سے اطلاع پائی تھی تو آج میرا ناصح پیدا ہوا ہے اور مجھے بتاتا ہے کہ کسطرح زندگی بسر کرنی اور کس طریق سے امرِ حق پر چلنا چاہیے کعب نے جواب دیا اے عفان کے بیٹے میری بات سن اگر قرآن شریف کے فوائد پہلے ہی لوگوں کیلئے خاص ہوتے تو آخر زمانہ والے سب محروم رہجاتے اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ کلام مجید کے فائدے جیسے پہلے شخصوں کیلئے ہیں ویسے ہی پچھلے لوگوں کے واسطے ہیں عثمان نے پوچھا تو اپنے خدا کو بھی جانتا ہے کہ وہ کہاں ہے کعب نے کہا میں خوب جانتا ہوں کہ خدائے سبحانہ تعالیٰ کو کسی جگہ کی حاجت نہیں وہ ہر جگہ موجود ہے اور اُسے جہاں چاہو پا سکتے ہو۔ اسوقت مروان بن حکم موجود تھا بولا اے خلیفہ تم ایسے ایسے بیوقوفوں کے ساتھ بردباری سے پیش آتے ہو یہی سبب ہے کہ وہ آپکے سر چڑھتے اور زیادہ دلیر ہوتے جاتے ہیں کعب نے کہا اے خلیفہ مروان ہی تمہارے کاموں کو خراب کر رہا ہے اور وہی تمکو ہمارا دشمن بنا رہا ہے۔ امیر المومنین نے اسکے کپڑے اتروائے اور بیس کوڑے لگوا کر چھوڑ دیا کہ کوفہ کو واپس چلا جائے اور سعید بن عاص کو لکھدیا کہ جسوقت کعب داخل کوفہ ہو اُسے گرفتار کر کے کسی زشت خو آدمی کے ہمراہ فلاں پہاڑ پر پہنچادینا کہ وہیں رہا کرے اور جب کعب کوفہ میں پہنچا اور سعید نے حسب الحکم خلیفہ گرفتار کر کے ایک بدخو غلام کے حوالہ کر دیا کہ اسے فلاں پہاڑ پر لیجاؤ اُسیدن طلحہ و زبیر عثمان کے پاس آئے اور کہا ہم اسلئے آئے ہیں کہ تم سے کچھ کہیں۔ خلیفہ نے کہا بیان کرو انہوں نے کہا جسدن تمکو خلافت ملی تھی تو کیا خلیفہ عمر نے تمسے عہد نہیں لیا تھا اور یہ وصیت نہیں کی تھی کہ خلیفہ ہو کر آلِ ابی معیط کو خلق اللہ پر تعینات نکرنا عثمان نے کہا ہاں یہی فرمایا تھا انہوں نے کہا پھر تمنے ولید بن عقبہ کو امیر کوفہ کیوں بنایا امیر المومنین نے جواب دیا جسطرح عمر نے مغیرہ بن شعبہ کو امارتِ کوفہ عطا کی تھی میں نے بھی اسکو اس شہر کا امیر مقرر کیا جب اس نے گناہوں کا شیوہ اختیار کیا شراب پینے اور لوگوں سے بدسلوکی کرنے لگا میں نے اُسے معزول کر دیا اور دوسرے شخص کو جو پسندیدہ خصلت اور اچھے طریقہ پر تھا اس کی جگہ بھیجدیا پھر انہوں نے پوچھا ابوذر کو شام کے علاقہ پر کیوں بھیجا جواب دیا کہ عمر کی رائے کے مطابق میں نے عمل کیا ہے انہوں نے بھی اسے شام ہی میں بھیجا تھا پوچھا رسولِ خدا کے دوستوں کو کس لیئے سخت وسُست کہا حالانکہ تم اُن سے بہتر نہیں ہو جواب دیا کہ میں نے تمکو برا نہیں کہا ہے اور جسے برا کہا ہے تو اسے کوئی عذر لازم نہیں کہ پلٹ کر جواب دے۔ پوچھا کہ تمہیں عبداللہ مسعود سے کیا تعلق تھا جو اُسکی قرأت کو خراب بتایا حالانکہ اُس نے جناب رسولِ خدا صلعم

سے قرینہ سیکھی ہے۔ اور اُسے اسقدر کیوں مارا کہ وہ ابتک گھر میں ایسا بیہوش پڑا ہوا ہے کہ اُٹھ نہیں سکتا۔ گویا بدن میں جان نہیں عثمان نے کہا میں نے
عبداللہ مسعود سے جو کلمات سُنے ہیں تم نے نہیں سُنے اُسنے یہ کہا تھا کاش میں اور عثمان ایکحالت پر ہوتے کہ وہ مجھپر اور میں اُسپر ریت ڈالتا
یہانتک دونوں میں سے ایک دب کر مرجاتا جب لوگوں نے اُس سے یہ کہا کہ عثمان تجھ سے زیادہ مضبوط ہے تو اُسکی برابری نہیں کر سکتا
تو جواب دیا تھا کہ اللہ تعالی کافر کو مومن پر غالب نہیں ہونے دیتا طلحہ اور زبیر نے پوچھا تم نے عمار یاسر کو لاتوں سے کیوں مارا اور کیوں اسقدر پٹوایا
کہ اُسے عارضہ فتق لاحق ہو گیا۔ کہا وہ لوگوں کو میرے قتل پر آمادہ کرتا تھا اور بہکاتا تھا کہ جسطرح بن پڑے عثمان کو قتل کر دو پھر پوچھا کہ بوذر
کو جو رسولِ خدا کا دوست تھا شہر سے نکالکر ربذہ میں کیوں بھیجا کہ وہ اسجگہ غیر وطن میں مر گیا۔ جواب دیا کہ اسکا یہ سبب تھا کہ وہ اہلِ شام کو مجھسے
برگشتہ کرتا تھا اور مجھے بدنام میرے عیبوں کو ظاہر کرتا تھا پوچھا کہ اشتر اور اُسکے دوستوں کو کوفہ سے کیوں نکالا انکو لیئے اہل و عیال اور
عزیزوں سے کیوں علیحدہ کر دیا جواب دیا اسلیئے کہ وہ کوفہ میں آتشِ فساد روشن کرتا تھا اور میرے عامل سعید بن عاص کی حرمت کا خیال نہ کرتا تھا
اسکے بعد زبیر نے کہا اے عثمان تمہاری یہ باتیں ٹھیک نہیں ہیں۔ جن باتوں کو ہمنے جتلایا ہے وہ اِن اُمور میں سے جو تم نے افعال و اقوال مختلفہ
کے ضمن میں کیئے ہیں بہت تھوڑے ہیں اگر تم چاہو تو ہم تمہارے تمام کاموں کو ایک ایک کر کے گنوا سکتے ہیں تاکہ تم اُنپر غور کرو اور پھر جو دل
چاہے سو کرو۔ ہم اس بات سے ڈرتے ہیں کہ مُبادا زمانہ تمپر کوئی ایسا واقعہ لائے کہ تمہیں اسکی تاب و طاقت نہو۔ پھر طلحہ بولا اے عثمان بنی
اُمیہ تمکو ہلاک کرینگے اور آلِ معیط تمہیں دامِ طمع میں پھنسا رہی ہیں۔ تمکو ہمارے ساتھ رہنا چاہیئے کہ ہم بھی تمہارا ساتھ دیں اور اگر تم ہمارے
ساتھ نہ ہو گے تو ہم تمہارے دشمنوں سے مل بیٹھیں گے اور تمہیں اپنے افعال کی بُرائی بھلائی خاتمہ کے وقت معلوم ہو گی۔ اسکے بعد طلحہ و زبیر
عثمان کے پاس سے چلے آئے اور عثمان نے دوات و قلم منگا کر سعید بن عاص کو خط لکھا کہ مضمون مندرجہ سے آگاہ ہوتے ہی کعب بن عبیدہ
کو پہاڑ پر سے کوفہ میں طلب کر اور وہاں سے میرے پاس پہنچا دے اِس کام کو بہت ہی ضروری سمجھنا اور جسقدر جلدی ممکن ہو اسکی تعمیل کرنا
سعید نے اِس حکم کے پہنچتے ہی آدمی روانہ کیا کہ کعب کو بہت اچھی طرح سے لے آئے جس وقت وہ کوفہ میں داخل ہوا اُسے مدینہ کیطرف روانہ
کر دیا خدمت امیرالمومنین میں پہنچکر اُسنے سلام کیا اور بیٹھ گیا عثمان نے جوابِ سلام کے بعد عزت سے اپنے پاس بٹھایا اور کہا اے کعب
تو نے خط میں بہت سخت باتیں لکھی تھیں اور خلافِ ادب مجھے تنبیہ اور تاکید کی تھی اگر تو ملایم طرز تحریر اختیار کرتا اچھی اچھی باتیں لکھتا تو تیری
نصیحت کو مان لیتا۔ سخت و درشت باتوں سے مجھے غصہ آگیا اسلیئے تیرے ساتھ بُری طرح پیش آیا اب میں اپنے کیئے سے شرمندہ ہوں اگر تمہارے
حقوق مجھپر ہیں تو میرے حق بھی تمہاری گردن پر ہیں یہ کہہ کر کوڑا منگایا اور کعب کے ہاتھ میں دیکر اپنے کپڑے اُتار دیے۔ پھر کہا اُٹھ میں نے تجھے مارا تھا
مجھ سے اُسکا بدلہ لیلے کعب نے کہا میں اس کام کو نکرونگا نہ اپنے ہاتھ سے بدلہ لونگا جو کچھ میرے ساتھ کیا ہے اُسے خدا پر چھوڑتا ہوں خدا کی قسم
اگر تم صلاحیت پر آجاؤ تو اس سے بھی زیادہ عزیز سمجھونگا جسقدر کہ حالتِ فساد میں سمجھتا ہوں اور رعیت کے ساتھ عدالت سے پیش آؤ گے تو حالتِ
ظلم سے بڑھکر اور اطاعتِ خدا اختیار کرو گے تو عالمِ گنہگاری سے سوا تمکو دوست رکھونگا یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور عثمان کے پاس سے چلا آیا
اُس کے دوستوں نے کہا عثمان بدلہ دینے پر راضی تھا تو تو نے بدلہ کیوں نہ لیا کعب نے کہا ہیں! یہ کیا بات کہی خلیفہ رسولِ خدا کیساتھ ایسا
برتاؤ کرنا چاہیئے اگر خلیفہ چاہتے تو ایسی باتیں کہتے اور قصاص کا ذکر تک زبان پر نہ لاتے اب انہوں نے نامناسب باتوں سے توبہ کرنیکا وعدہ کر لیا
ہے۔ اُمید ہے کہ وعدہ وفا کریں گے الغرض اُسیدن شام والوں کا بھی ایک گروہ خدمت امیرالمومنین میں حاضر ہو کر معاویہ کا شاکی ہوا اور
اُن کے بعد ہی اہل کوفہ میں سے بھی کچھ اور آدمی آپہنچے اور سعید کی شکایتیں عرض کیں عثمان نے کہا ان دو شخصوں کی شکایتیں میرے پاس کب
تک آتی رہیں گی ایک خیرخواہ بول اُٹھا لوگ انہیں دونوں کے شاکی نہیں ہیں بلکہ تمہارے سارے عاملوں کی شکایتیں کرتے ہیں اسی سبب سے تم نے
ایکدفعہ انہیں بلا کر لوگوں کے روبرو کیا اور حالات سنے تھے۔ پھر سبکو اپنی اپنی جگہ روانہ کر دیا تھا اب یہی بات مناسب معلوم ہوتی ہے کہ اپنے عاملوں کو

تمام علاقوں پر سے طلب کر کے مسجد میں جمع کریں اور اصحاب رسول خدا کے روبرو قول و قسم لیکر حجت تمام کیجائے کہ وہ رعیت کے ساتھ انصاف کا برتاؤ کرینگے اور ظلم و ستم سے باز رہینگے اور جب یہ امر اچھی طرح قرار پاجائے تو انہیں اجازت دیدی جائے کہ اپنے اپنے علاقوں پر چلے جائیں اگر اسکے بعد انہوں نے اچھی خصلتیں اختیار کریں تو اچھی بات ہے ورنہ انکو علیحدہ کر کے عقلمند اور عادل شخصوں کو ان کی جگہ مقرر کر دینا اسطرح شکایتیں بند ہو جائینگی عثمان نے اس مشورہ کو بہت پسند کیا تمام شہروں سے اپنے عاملوں کو واپس بلا کر مسجد میں جمع کیا جب اصحاب رسول خدا بھی آگئے تو کہا اے بھائیو میرے نائب اور عامل ہیں اگر تم کہو تو میں تمہاری رضامندی کے لئے انہیں برطرف کر دوں اور دوسرے شخصوں کو جنہیں تم پسند کرو انکی جگہ مقرر کر دوں حضرت علی علیہ السلام نے کہا سچی بات بہت کڑوی لگتی ہے اور لوگ اسے گوارا نہیں کرتے اور جھوٹی بات جسکی کچھ حقیقت نہیں ہوتی پسند خاطر ہوا کرتی ہے لیکن انجام کار نقصان پہنچاتی ہے اور تم ایسے شخص ہو کہ سچی اور حق بات سنکر غصہ آجاتا ہے اور جھوٹی باتوں کا یقین کر لیتے ہو بہت دفعہ لوگوں نے تمہیں سمجھایا کہ اس عادت کو ترک کر دو۔ اسپر اصرار کرنا اچھا نہیں خدا سے ڈرو اور ان کاموں سے جو مسلمانوں کو ناگوار خاطر ہیں توبہ کرو پھر علی نے کہا اے عثمان تمہاری بدعتوں اور قول و فعل کے سبب جو تم سے وقوع میں آتے ہیں اور لوگوں نے کبھی پہلے نہیں دیکھے تھے ان کے علاوہ ہیں اکثر آدمی تمہارے دشمن ہو گئے ہیں اگر تم ان باتوں کو چھوڑ دو گے اور اچھی روش اختیار کرو گے تو تمہارے لئے بہتر ہو گا ورنہ اسیطرح بدعتوں پر مصر رہنے سے دنیا اور آخرت دونو جگہ میں تجھے نقصان پہنچیگا۔ عثمان نے اُسکی باتوں سے ناراض ہو کر کہا تم مجھ سے کس بات کے خواہشمند ہو اور کیا چاہتے ہو میں نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جو نہ ہونا چاہئے تھا اور دین میں کوئی ایسی بدعت قائم نہیں کی جو لازم نہ تھی تم تہمت لگانے اور حسد کرنیوالے لوگ ہو جو کچھ دل میں آتا ہے کہتے ہو اور لوگوں کو مجھ سے برگشتہ کرتے ہو علی یہ سنکر تو عثمان کے پاس سے اٹھکر باہر چلا آیا اور خلیفہ غور و فکر فرمانے لگے کہ ان عاملوں کو علیحدہ کر دوں یا پھر ان کو انہی کے علاقوں میں بھیجدوں اسی اثنا میں خبر آئی کہ اشتر نخعی نے کوفہ میں سرکشی کی اس واقعہ کی کیفیت یہ ہے کہ جس وقت عثمان نے سعید والئی کوفہ کو مدینہ میں طلب کیا اور وہاں کوئی حاکم نہ رہا تو اہل کوفہ نے خط لکھکر اشتر نخعی کو شام سے بلا لیا وہ دو سو شخصوں سمیت بارہ روز میں سفر طے کر کے تیرھویں دن نماز ظہر کے وقت داخل کوفہ ہوا لوگوں نے اُسے مقتدا بنا کر اسکے پیچھے نماز ظہر ادا کی اور اُسے اپنا والی قرار دیکر اطاعت اختیار کی اشتر نے حکم دیا کہ مقامات کوفہ حیرہ اور جرعہ کے درمیان چھاؤنی قائم کریں پھر عائذ بن حملہ طہوری کو پانسو سوار دیکر بصرہ کے راستہ پر مقرر کیا کہ وہاں لشکرگاہ بنائے حمزہ بن سنان اسدی کو بھی پانسو سوار حوالہ کر کے عین التمر میں ٹھہرنے کو کہا کہ شام کے راستے کی نگرانی کرے۔ عمر بن حبیب الوداعی کو حلوان اور اسکے نواح میں ایکہزار سواروں کی جمعیت سے مقرر کیا یزید بن حجبہ تمیمی کو سات سو سوار دیکر مدائن میں بھیجا اور کعب بن مالک ارحبی کو پانسو سواروں کے ساتھ موضع عذیب میں بھیجدیا کہ سعید بن عاص امارت کوفہ کے ارادہ سے آئے تو اسے جانب مدینہ واپس کر دے داخل کوفہ نہونے دے سعید نے مدینہ جاتے وقت اپنا تمام مال و اسباب نقد و جنس ولید بن عقبہ کے مکان واقع کوفہ میں امانت رکھوا دیا تھا اشتر تین سو سوار لیکر اُس مکان پر آیا حکم دیا کہ اس گھر کو لوٹ لیں لوگ ٹوٹ پڑے جو کچھ پایا اٹھا لیگئے پھر مکان کے دروازے گرادئے اور تمام گھر کو آگ لگادی۔ اسکے اندر جو کچھ سامان رہگیا تھا سب جلکر راکھ کا ڈھیر ہو گیا خلیفہ عثمان کو بھی اس واقعہ کی اطلاع ہوئی بہت ہی غمگین ہوئے اور خیال کیا کہ یہ حضرت علی کا کام ہے فرمایا میں نہیں جانتا کہ علی کا کیا علاج کروں وہ لوگوں کو میری خوبیاں عیب کے پردے میں دکھاتے ہیں اور انکو میری اور میرے عاملوں کی طرف سے بھڑکاتے رہتے ہیں پھر سعید بن عاص سے کہا کوفہ کو واپس چلا جا اور وہاں کے لوگوں کی دلجوئی اور اچھے وعدوں سے اطمینان کرا اور اشتر سے کہنا کہ ان سرکشی کی حرکتوں سے باز آئے فتنہ و فساد برپا نہ کرے میں یقین کرتا ہوں کہ وہاں کے لوگ تجھے دیکھ کر اشتر کے ساتھ سے الگ ہو جائینگے اور سب تیرے ساتھی بن جائینگے سعید حسب ارشاد عثمان کوفہ کیطرف روانہ ہوا جب منزل عذیب کے پاس پہنچا عبداللہ بن کنانہ بن خطاب تین سو سوار لئے ہوئے سامنے آیا اور بولا اے دشمن خدا کہاں جاتا ہے واپس ہٹ جا اور جہاں سے آیا وہیں پھر جا۔ خدا کی قسم تجھے اسقدر مہلت بھی نہ دونگا کہ تو دریائے فرات سے ایک قطرہ پانی بھی پی سکے اور اور کا موقعہ تو کیا ذکر سعید اس گروہ سے تاب و طاقت مقابلہ نہ پاکر الٹا پھر گیا القصہ عثمان نے

سعید کو جانب کوفہ روانہ کرتے وقت اہلِ کوفہ کے نام ایک خط بھی لکھکر بدست عبدالرحمن بن ابی بکر روانہ کیا تھا مضمون یہ تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم امیرالمومنین عبداللہ عثمان کی طرف سے مالک بن حارث اور ان تمام مسلمانوں کو جو اسکے مطیع اور ہمراہ ہیں معلوم ہو کہ خلیفہ وقت پر طعن کرنا اور اسکی مخالفت پر اڑنا بہت بڑا گناہ اور خرابی عظیم ہے اور گناہوں پر مصر ہونا عاقبت کو خراب کرنا ہے اسکی جزا عذاب الیم کے سوا اور کچھ نہیں میرے عامل اور نائب کی جو کچھ بے حرمتی کیگئی ہے مجھے سب معلوم ہے یقین سمجھنا چاہیے کہ اسپر جو کچھ ظلم کیا ہے تمنے اپنی جان پر کیا ہے اور اسکے ذریعہ سے تمنے اپنے واسطے غضب و قہر الٰہی کا دروازہ کھول لیا ہے۔ تمنے عوام الناس کو فتنہ میں مبتلا کیا۔ خود عہد توڑ کر گنہگار ہوئے ہو عیت یہ سب پیشتر جسنے مخالفت اختیار کی اور سنت کے طریقہ میں تفرقہ ڈالا ہے وہ تم ہی لوگ ہو جو اُمتی فرقہ اس جھگڑے اور مخالفت میں تمہارے شریکِ حال ہوگا اور اس ناپسندیدہ فعل کو اختیار کریگا اُسکا وبال بھی تمہاری ہی گردن پر پڑیگا۔ اے خدا کے بندو خدا سے ڈرو اور حق کیطرف رجوع ہو ناپسندیدہ اعمال سے توبہ کرو کہ بخشے جاؤ اور ان افعال سے جو کچھ تمہارا مطلب و مدعا ہو اُسے صاف صاف لکھ بھیجو۔ اگر تم میرے مقرر کئے ہوئے حاکم سے ناراض ہو تو اُسے علیحدہ کر دونگا اور جس کسیکو پسند کروگے انشاء اللہ اُسے مقرر کر دونگا عبدالرحمن بن ابی بکر یہ خط لیکر اہلِ کوفہ کے پاس پہنچا اشتر اور اور لوگوں نے پڑھا مضمونِ خط سے مطلع ہو کر اشتر سے کہا اسکا جواب لکھو۔ اشتر نے جواب میں لکھا کہ مالک بن حارث اور اور مسلمانوں کی طرف سنتِ محمد مصطفےٰ سے برگشتہ و مبتلا خلیفہ کو معلوم ہو کہ خط آیا خلیفہ کی مخالفت جماعت کے تفرقہ۔ آئمہ پر طعن کی نسبت جو لکھا ہے کہ بہت بڑا وبال اور علانیہ گناہ ہے یہ سب سچ ہے۔ مگر اُسوقت جبکہ خلیفہ عادل ہو اور حق راستہ پر چلے اور اگر صلاحیت اور درستی کا طریقہ نہ برتے اور خلاف ادا اختیار کرے تو اُس سے علیحدہ ہو جانا بارگاہِ الٰہی کی تقرب کا بہت بڑا وسیلہ ہے۔ تمنے اپنے عامل کی نسبت جو کچھ فرمایا ہے کہ اُسپر ظلم کیا ہے اور اُسکی حرمت نہیں کی ہے ہمنے اُسپر ظلم نہیں کیا بلکہ اُسی کے ظلم کو ہمنے اپنے اور بندگانِ خدا پر سے دفع کیا ہے لازم ہے کہ تم اپنے آپ کو اور اپنے عاملوں کو ظلم اور سرکشی سے روکو اُسوقت ہم تمہاری فرمانبرداری و راہِ حق میں امداد کرینگے تمہارا یہ لکھنا کہ عامل کے ساتھ جو کچھ کیا ہے اپنے اوپر ظلم کیا ہے یہ محض غلط فہمی ہے اور وہ تمہارے ہی نقصان کا موجب ہوگا کیونکہ تم انصاف کو ظلم اور داد خواہی کو جور و جفا سمجھتے ہو۔ الحمد للہ کہ ہم راہِ راست پر ہیں اور نیک لوگوں کے قدم بقدم چلتے ہیں اور بر حق ہو تمہیں ہمکو ذرا بھی شک و شبہہ نہیں ہے نہ ہم اس محمود طریقہ میں کسی قسم کا ردّ و بدل کرنا چاہتے ہیں جو شخص ہمارا ساتھ دیگا وہ ضرور راہِ راست پر ہوگا اور سعادت و ہدایت اُسکے شاملِ حال ہوگی وہ دنیا اور آخرت میں عزیز اور مکرم ہوگا۔ وہ ان لوگوں میں سے ہوگا جو ظالموں کی مدد نہیں کرتے اور سنت و فرائض کے قائم کرنے کی رہنمائی کرتے ہیں۔ یہ فرمانا کہ توبہ کرو اور راہِ حق کیطرف پھر آؤ اُسکا حال یہ ہے کہ تمہاری اطاعت کرنا گمراہی کیطرف لیجاتا اور پرہیزگاری سے باز رکھتا ہے ہاں یہ استفسار کہ تمہاری کیا رائے ہے اور کس شخص کو اپنا امیر بنانا چاہتے ہو۔ تاکہ تمہاری آرزو پوری کروں اور جسکی امارت سے تم رضامند ہو اُسکے ہمارا امیر مقرر کروں اسکا جواب یہ ہے کہ اول تو ہم یہ چاہتے ہیں کہ تم خدا سے اپنی بخشش کی دعا مانگو اپنے ان ظلموں جسموں اور گناہوں سے جو تم نے جائز رکھے اور ہمیں ہمارے خاندانوں فرزندوں اور عزیزوں سے جدا کیا۔ مسلمانوں پر ظالم نائب اور بدکار عامل مقرر کئے توبہ کرو اگر تم ان سب باتوں کو اختیار کرکے ان اقوال و افعال سے جنکا ہمنے ذکر کیا ہے باز آجاؤ گے اور خدا تعالیٰ اور اُسکے رسول کی اطاعت کروگے تو ہم تمہاری فرمانبرداری سے باہر نہونگے تمہارے احکام بجا لائینگے ورنہ تم سے مخالفت اور تنازعہ کرتے رہینگے اور امرا کے ساتھ جھگڑینگے تاوقتیکہ اللہ تعالیٰ ہم تم میں انصاف چکا دے اگر تمکو ہماری نصیحتیں پسند آجائیں اور ناپسندیدہ اُمور کو ترک کرکے توبہ کرلو تو عبداللہ بن قیس کو ہمارے شہر میں بھیجدو کہ وہ رعیت میں قاعدہ مساوات اور آئین اسلام کو جاری رکھیگا۔ اور حذیفہ بن الیمانی کو تحصیلِ زر محاصل و خراج و حفاظتِ حقوق بیت المال کیلئے مقرر کردو وہ حسبِ معاملہ رعایا سے مال وصول کریگا سعید بن عاص ولید بن عقبہ اور انہی جیسے اپنے دوسرے عزیزوں قریبوں کو جو رعیت کے ساتھ ظلم و ستم سے پیش آتے ہیں اور ہوائے نفسانی میں مبتلا ہو کر شرعی ممانعتوں کو عمل میں لاتے ہیں اپنے پاس رہنے دو کیونکہ ہم اُنکی حکومت و امارت کے خواہاں نہیں اشتر نے یہ خط لکھکر اپنے معتمد بلائے اور خط دیکر کہا کہ مدینہ میں جاکر عثمان کے حوالہ کرو وہ لوگ سفر طے کرنے کے بعد داخلِ مدینہ ہو کر خدمت امیرالمومنین میں حاضر ہوئے بعض نے خلافت کے دستور کے مطابق

سلام کیا اور بعض نے نہ کیا لوگوں نے خلیفہ کو سلام نہ کرنیکا سبب دریافت کیا۔ کمیل بن زیاد نے جواب دیا۔ اسلئے کہ حرکات ناپسندیدہ کی ہیں اگر ان سے
باز آکر توبہ کریں اور ہمارے مقاصد کو راستی اور نیکی کے ساتھ پورا کریں تو خلیفہ ہمارے سردار ہیں ورا گریہی روش جاری رکھی تو ہمارے امیر نہیں
ہیں پھر پوچھا تمہارا کیا مطلب و مقصد ہے انہوں نے جواب دیا اول یہ کہ ہمکو ہمارے وطنوں سے خارج ہمارے اہل و عیال کو ہمسے علیحدہ نہ کریں ہمارے حقوق
ہمیں دیں۔ اپنے ناتجربہ کار نوجوان رشتہ داروں کو جو نفسانی خواہشوں کے تابع ہیں ہمارا امیر نہ بنائیں اور نیکوں پر شریروں کو متعین نہ کریں
عثمان نے کہا جس امر کو تم برا سمجھتے ہو میں نے اُس سے توبہ کی خدا کی قسم میں باز آگیا اور عہد کر لیا کہ تمہارے ساتھ کتاب خدا اور سنتِ محمد مصطفےٰ
کے مطابق برتاؤ رکھونگا انہوں نے جواب دیا اگر یہی بات ہے تو ہم تمہارے محکوم ہیں اور جان و دل سے فرمانبرداری کرینگے عثمان نے حکم دیا
کہ انہیں اچھی جگہ ٹھہرائیں خاطر تواضع سے پیش آئیں۔ پھر اہل کوفہ کے خط کے جواب میں لکھا واضح ہو کہ خط تمہارا پہنچا حال مندرجہ معلوم ہوا۔ جو
کچھ لکھا تھا اسپر غور و فکر کیا گیا تمہاری اسقدر دلیری سے کہ مجھپر ناکردہ عیب لگائے بہت ہی تعجب ہے جہانتک سوچا گیا کہ تمکو اس حد تک کس نے
جرات دلائی ہے یہی پایا گیا کہ شیطانی وسوسوں اور اغواکے سوا اور کسیکا کام نہیں اور یہ خط بھی شیطان ہی کا لکھا ہوا ہے کسی انسان
نے نہیں لکھا میں تمہاری جہالت بے غایت سے سخت ناراض ہوں مگر سمجھتا ہوں کہ تم مجبور اور مفتون ہو ساتھ ہی عین گمراہی میں پڑ کر باطل
یا نیکا عقیدہ رکھتے ہو اور اپنے آپ کو راہِ راست پر تصور کرتے ہو اور ابو موسیٰ کو طلب کرتے ہو کہ وہ شہر کا انتظام اور پیشنمازی کرے اور
حذیفہ الیمانی کو چاہتے ہو کہ وہ محاصل فراہم کر کے روانہ کیا کرے۔ اگرچہ مجھے اختیار ہے لیکن تمہاری یہ باتیں قبول کرتا ہوں۔ اے اہل کوفہ
اُس خدا سے جسکی طرف تمام مخلوق واپس جانیوالی ہے ڈرو اپنے آپ کو فتنہ و فساد میں مبتلا نہ کرو جماعتوں میں تفرقہ نہ ڈالو جو امور مجھسے
سرزد نہیں ہوئے یا میری زبان سے نہیں نکلے مجھپر اُنکی تہمت مت لگاؤ اور خوب سمجھ لو کہ میں اپنی درست رائے کو تمہاری خواہش نفس کے
لئے نہ بدلونگا تمہارے اور اپنے لئے خدا سے راہِ راست کی دعا مانگتا رہتا ہوں اور ہمیشہ اسکی عبادت کرتا ہوں کہ وہ مجھسے راضی ہو
لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّابِاللّٰه یعنی اللہ تعالےٰ کے سوا اور کسی میں طاقت و قدرت نہیں۔ پھر ابو موسیٰ اشعری کو کوفہ میں اور حذیفہ کو نواح کوفہ
میں مقرر کر کے روانہ کیا۔ اشتر اُس لشکر گاہ میں جہاں فوج فراہم کی تھی چالیس روز رہکر کوفہ میں آیا ابو موسیٰ ہی اُسکے پاس آمد و رفت رکھتا تھا
وہ اور حذیفہ دونو عدل و انصاف پر چلتے اور لوگوں سے نیکی سے پیش آتے تھے۔ خلیفہ نے ابو موسیٰ اور حذیفہ کو جانب کوفہ روانہ کرنے کے
بعد مسجد میں تشریف لاکر اور منبر پر بیٹھکر خطبہ پڑھا اور خدا تعالیٰ کی تعریف اور محمد مصطفےٰ پر درود بھیجکر کہا اے لوگو خدا سے ڈرتے رہو۔ صاحب حکم
کی اطاعت لازم سمجھو۔ جماعتوں میں تفرقہ نہ ڈالو بیعت کے شرائط کو نہ بھولو اور یاد رکھو کہ تمام امور خدا تعالیٰ کی مرضی سے وابستہ ہیں اور حکم قضا و
قدر کو کوئی شے نہ ٹال سکتی ہے نہ روک سکتی ہے۔ تم میں سے جو شخص زیادہ فرمانبردار اور خیر خواہ ہے وہی میرے نزدیک زیادہ دوست ہے اور ہم
خدا ہی پر بھروسہ رکھتے اور اُسی کا فضل و کرم چاہتے اور اپنے کاموں کو اُسی کے حوالہ کرتے ہیں وہی ہمارا محافظ و مددگار ہے پھر ہاتھ اٹھا کر
یہ دعا پڑھی اللھم لا تکلنی الی نفسی فاعجز عن امری ولا الی احد من خلقک فیخذلنی بل انت یا رب فتولی امر دنیای التی اعیش
فیہا و اخرتی التی انا صائر الیہا انک علی کل شیٔ قدیر یعنی اے خدا تو مجھے میرے نفس پر نہ چھوڑ کہ میں اپنے کام میں عاجز ہو جاؤں نہ میرے کاموں کو دوسروں
کے اختیار میں دے کہ وہ مجھے پست کر دیں اے خدا تو ہی میری دنیا اور آخرت کے کاموں کو انجام پہنچا تو ہر شے پر قادر ہے۔ ابو موسیٰ اور حذیفہ
مدینہ سے روانہ ہو کر سب سے پہلے اشتر کے پاس پہنچے تھے اور حج کا وقت قریب آگیا تھا۔ عثمان نے عبداللہ بن عباس کو بلا کر اور حاجیوں کا
امام قرار دیکر مکہ معظمہ کیطرف بھیجا کہ مراسم و مناسک حج بجالائے اور خلق اللہ کے ساتھ رعایت و مروت میں سعی کرے عبداللہ بن عباس
خلیفہ کے حکم سے گیا حج کے تمام امور پورے کر کے واپس آیا۔ اُسوقت شرفاء مصر کی ایک جماعت اپنے عامل کی شکایت لیکر داخلِ مدینہ ہوئی اور
مسجد رسول خدا میں پہنچکر مہاجر و انصار کے گروہ کو موجود پایا۔ رسم سلام بجالائے انہوں نے بھی جواب سلام دیا اور پوچھا تمنے کس مقصد کیلئے مصر سے

یہانتک آنیکی تکلیف گوارا کی اُنہوں نے کہا اسوجہ سے کہ ہمارے عامل سے ایسے ایسے اُمور ظہور میں آتے ہیں جو صلاح و صواب کے طریقہ سے علیحدہ ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا تمہیں جلدی نہ کرنی چاہئے بلکہ اپنا حال خلیفہ کے روبرو عرض کرو ممکن ہے کہ تمہارے عامل نے وہ کام اپنی دانست میں ٹھیک ہی کئے ہوں خدمت خلیفہ میں حاضر ہونیکے بعد اپنے عامل کے اُن اُمور کا ذکر کردینا جو تمہیں ناگوار گزرے ہیں اگر وقت خلیفہ نے اپنے عامل کو علیحدہ کردیا اور ملامت فرمائی تو تمہارا مطلب پورا ہو گیا۔ اور اگر نہ معزول کیا اور برقرار رکھا تو پھر جیسی مصلحت ہو دیکھ لینا اہل مصر نے دعا دیکر عرض کی کہ آپنے نیک صلاح دی۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ ازراہِ الطاف و کرم ہمارے ساتھ عثمان کے پاس تک چلنے کی تکلیف گوارا فرمائیں۔ علیؓ نے کہا میرے جانیکی ضرورت نہیں صرف تمہارا ہی حاضر ہوجانا کافی ہے۔ انہوں نے کہا اگرچہ یہی بات ہے لیکن ہم چاہتے ہیں یہ معاملہ آپ ہی کے روبرو طے ہو کہ آپ ہی گواہ رہیں حضرت علیؓ نے فرمایا وہاں مجھسے بہی قوی تر گواہ موجود ہے وہ تمام مخلوق سے بڑا اور بندوں کے حال پر سب سے زیادہ رحیم ہے۔ غرض مصری عثمان کے دروازے پر پہنچے اور اندر آنیکی اجازت طلب کی۔ اجازت ملنے پر اندر گئے مراسم آداب و خدمت بجالائے خلیفہ نے بہی عزت و آبرو سے اپنے پاس بٹھایا اور پوچھا کہ کس کام کے لئے آئے ہو شاید تمکو کسی نے ستایا ہوگا۔ اسلئے آزردہ ہو کر میری اور میرے عامل کی اجازت بغیر یہان آئے ہو انہوں نے جوابدیا تمہارے عامل کے ناپسندیدہ افعال کے سبب آپسے شکایت واقع ہوئی اس سبب سے ہم یہاں آئے کہ آپ سے اُسکی پوچھ پرسش کریں۔ اے خلیفہ اللہ تعالیٰ نے تمکو بہت دولت دی ہے اُسکی نعمتوں کا شکریہ ادا کرتے رہو خدا سے ڈرو۔ خلیفہ نے فرمایا یہ بتاؤ کہ مجھ سے کون کون سے افعال ناپسندیدہ ظہور میں آئے ہیں۔ مصریوں نے کہا بایں وجہ کہ آپ معاملہ کیطرف رجوع فرماکر حق امر کو دریافت کرنا چاہتے ہیں ہم سب باتیں بیان کئے دیتے ہیں پہلا ناپسندیدہ فعل جو آپ سے ظہور میں آیا یہ ہے کہ حکم بن عاص کو رسولِ خدا صلعم نے مدینہ سے نکلوا دیا تہا۔ اور طایف میں بھیج رکھا تہا تمنے اُسے مدینہ میں بلالیا۔ دوسرے قرآن شریف کو چاک چاک کرکے جلایا تیسرے بارش کا پانی جو منجانب پروردگار بندوں کیلئے کار آمد ہے تمنے اُسکے ذخیرہ کو اپنے عزیزوں کے حوالہ کرکے باقی لوگوں کو اس سے محروم کردیا ہے چوتھے رسولِ خدا کے صحابہ میں سے کچھ لوگوں کو بے خطا شہر سے نکالکر عیال اور کنبہ والوں سے علیحدہ کردیا حالانکہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے واذاخذ نا میثاقکم لاتسفکون دمائکم ولاتخرجون انفسکم من دیارکم ثم اقررتم وانتم تشہدون یعنی اور جبوقت ہمنے تم سے عہد لیا کہ آپس میں خونریزی نہ کرو اور نہ ایک دوسرے کو اپنے شہروں سے نکالو۔ پھر تمنے اقرار کرلیا اور گواہی دی پانچویں ہم چاہتے ہیں کہ تمام آدمی تمہاری پیروی اور فرمانبرداری اور اطاعت کرتے رہیں حالانکہ حکم شریعت یہ ہے کہ جو شخص حکم خدا کے خلاف کرے اور گنہگار بنے اسکی اطاعت نہ کرنی چاہئے۔ اگر تم احکامِ خدا پر چلو اور اُسکے فرمان کی متابعت کروگے تو ہم آپکے فرمانبردار اور مطیع ہیں۔ جان و دل سے ہم آپکا ساتھ دینگے ایسی حرمت کرینگے جیسی بیٹا ماں باپکی اور اگر آپ نیک کاموں سے انکار فرمائینگے اور اسی روش کو اختیار کئے رہوگے تو ہم آپکا حکم نہ مانینگے اور نتیجہ یہ نکلیگا کہ ہم اور تم سب ہلاک ہوجائینگے۔ خدا سے ڈرو اور یقین سمجھو کہ تم اُس کے بندے ہو جو کچھ کروگے ذرہ ذرہ بھر کا جواب دینا پڑیگا۔ اور اللہ تعالیٰ تمام بندوں کے حالات سے واقف ہے اور سب بندے اُسی کیطرف رجوع ہونیوالے ہیں ہر شخص سے اسکے زیردستوں کی نسبت باز پرس ہوگی۔ حاکموں اور محکوموں کا تعلق بہت ہی نازک شے ہے۔ ہمیں جو کچھ معلوم تہا کہدیا۔ اور اپنے فرض سے سبکدوش ہوگئے۔ اب آپ کو اختیار ہے۔ اہلِ مصر کی یہ باتیں سنتے ہی خلیفہ کے چہرہ کا رنگ فق ہوگیا سر جھکا کر اندیشہ مند ہوئے کچھ دیر کے بعد سر اُٹھاکر اُنکی طرف مخاطب ہوکر فرمایا۔ اے لوگو تمنے بڑا مبالغہ کیا اور اسقدر باتیں بیان کیں کہ میں حیران ہوں کس کس بات کا جواب دوں تاہم حکم بن ابی عاص کا معاملہ یہ ہے کہ حضرت رسولِ خدا اپنی نسبت اس کی کسی نالایق حرکت سے ناراض ہوگئے تہے۔ آپنے شہر مدینہ سے نکلوا دیا میں نے خلیفہ ہونیکے بعد اپنی قرابت اور عزیزداری کے خیال سے اُسے بلالیا۔ اُسنے مدینہ میں کسیکو نہ ستایا تہا اور نہ کسیکو کچھ تکلیف پہنچائی تہی۔ اور

اگر اسکی طرف سے کچھ شکایت ہے تو میں اس امر میں تمہارا طرفدار رہوں پھر مناسب سمجھا کہ اپنے تمام عاملوں کو طلب کرکے اُنسے جواب طلب کئے جائیں تاکہ وہ نیک طریقہ اور عدل و انصاف اور راستی کا چلن اختیار کریں عاملوں کے نام خط لکھے کہ میں ظلم و ستم سے خوش نہیں ہوں میں نہیں چاہتا کہ میرے عامل اور نائب احکامِ خدا کے خلاف چلیں میں قسم دلاتا ہوں کہ جو شخص اپنی گردن پر میرا حق سمجھتا اور میری فرمانبرداری کو لازم جانتا ہو اس حکم سے مطلع ہوتے ہی سفر مدینہ اختیار کرے اور میرے پاس حاضر ہو کر میرے نائبوں اور عاملوں کے حالات بیان کرے اگر اُن سے ظلم و ستم ظہور میں آرہا ہوگا تو میں اصلاح کرونگا۔ اور اُن کی جگہ امانت دار منصف مزاج شخصوں کو مقرر کرونگا اور حتی الامکان رعیت کی پاسداری کرتا رہونگا۔ انشاء اللہ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ جب ان خطوں کے مضمون سے اہل مصر و بصرہ و کوفہ مطلع ہوئے تو سب سے پیشتر اشتر نخعی ایک سو آدمیوں کے ہمراہ کوفہ سے روانہ ہو کر مدینہ میں آیا اور اُسکے پیچھے حکیم بن جبل ڈھائی سو آدمی لیکر بصرہ سے آپہنچا اُسکے بعد بو عمر بن بدیل بن ورقا خزاعی۔ کنانہ بن بشیر التجیبی اور سعید بن حمران مرادی چار سو مصری آدمیوں کے ساتھ آئے ان کے جمع ہونیکے بعد مہاجر و انصار میں سے بھی کچھ لوگ جنکے دلونمیں عثمان کیطرف سے گہری رنجش تھی اُن کے شریک حال ہو گئے اب سب نے عثمان کی نسبت صلاح و مشورہ کرکے یہ بات قرار دی کہ اُسے خلافت سے علیحدہ کردیں اور اگر خلیفہ اس امر کو قبول نہ کرے تو اُسے ہلاک کردیں جسوقت یہ بات امیر المومنین سے کہی وہ اُن کے بنانے سے بہت پچتائے مگر کچھ فائدہ نہ تھا اندیشہ ناک ہو کر اپنے مکان میں جا بیٹھے اور دروازہ بند کرلیا پھر کوٹھے پر آکر لوگوں سے کہا تم کیا چاہتے ہو اور میرے کس فعل کو برا سمجھتے ہو میں اُسے تبدیل کردونگا اور تمہاری خواہشوں کے مطابق چلونگا تمہیں رنجیدہ ہونے نہ دونگا اُنہوں نے کہا تمنے بارش کے پانی کو بند کردیا ہے نہ ہمیں لینے دیتے ہو نہ ہمارے جانوروں کو پینے دیتے ہو عثمان نے کہا میں نے اُنہیں صدقہ کے اونٹوں کے لئے محفوظ رکھ چھوڑا ہے اگر تم ناخوش ہو تو میں نے اجازت دیدی کہ جسکا جی چاہے برتے اُنہوں نے کہا تمنے قرآن شریف کو پھاڑ کر جلا دیا عثمان نے جواب دیا قرأتیں زیادہ ہو گئی تھیں اور لوگ مختلف باتیں کرنے لگے تھے حذیفہ الیمانی نے مجھسے کہا کہ لوگ قرأتوں کی نسبت بہت جھگڑتے میں ایک کہتا ہے میری قرأت اچھی ہے دوسرا جواب دیتا ہے سب سے زیادہ فصیح ہے میں نے چاہا کہ لوگوں میں سے یہ مخالفت دور ہو جائے اور ایک ہی قرأت قایم رہے۔ اسلئے میں نے جو کچھ کیا مسلمانوں کی بھلائی کے واسطے کیا ہے اگر اسی طرح رہنے دیتا تو قرآن میں بہت سی ایسی باتیں آجاتیں جو اُس کے خلاف ہوتیں اور اس اُمت کی قرأت اور قرآن میں اختلاف واقع ہو جاتا اُنہوں نے کہا یہی نہسہی جنگ بدر میں تم رسولخدا صلعم کے پاس کیوں نہ حاضر ہوئے عثمان نے کہا اسوقت میری زوجہ محمد مصطفیٰ کی دختر بہت بیمار اور نہایت کمزور تھی اسکی خدمتگذاری کے سبب سے جنگ بدر میں شریک نہو سکا اور حضرت نے بخیر و خوبی واپس تشریف لاکر بدر کے مال غنیمت میں سے اسی قدر حصہ مرحمت فرمایا جسقدر شریک ہونیوالوں کو عطا کیا تھا۔ اور اس امر سے تم بھی اچھی طرح آگاہ ہو پھر کہا کہ بیعتِ رضوان کے وقت تم کیوں نہیں آئے جواب دیا کہ تم خوب طرح سے جانتے ہو کہ اُسوقت مجھے حضرت رسولخدا نے کس جگہ بھیجا تھا اور حضرت نے بیعت کی وقت اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھکر کہا تھا کہ اس بیعت میں یہ دایاں ہاتھ میرا اور بایاں ہاتھ عثمان کا ہے پس میرا دایاں ہاتھ حضرت کے دست چپ کی مانند ہوا اُنہوں نے کہا اسکی نسبت کیا عذر ہے کہ جنگِ اُحد میں تم حضرت کو تنہا چھوڑ کر بھاگ گئے اور یہ سب سے بڑا گناہ ہے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے میرا وہ گناہ معاف کردیا ہے پھر پوچھا اسکا کیا جواب ہے کہ تمنے نیک لوگوں کو مارا اور شہر سے نکالدیا ناتجربہ کار اور نوعمر آدمیوں کو شہروں کا حاکم بنایا جنہوں نے ہمارے خون گرانے اور مال کھانیکو جائز سمجھ لیا۔ اور تمنے جنکو گھروں سے نکالا اُنکے عطیات بھی ضبط کرلئے جسکے سبب وہ اپنے اہل و عیال کی جدائی اور حالت افلاس میں مبتلا ہو کر مرگئے اور کفن تک نہ ملا اگر کسیکو ملا بھی تو بطور صدقہ و رحم ملا جواب دیا کہ جس کسیکو میں نے وطن سے نکالا اور کسی دوسری جگہ بھیجا ہے اسمیں مصلحت پوشیدہ تھی کیونکہ وہ لوگ ہمیشہ مجھے برا کہتے تھے اور اور آدمیوں کو بھی مجھ سے برگشتہ کرتے تھے۔ مجھے یہی بات پسند آئی کہ اُنہیں کسی اور جگہ پہنچا دوں کیونکہ وہ اپنے گھروں میں رہیں گے تو لوگوں کو دشمن بنادیں گے اور تفرقہ پڑجائیگا اور اگر یہ گناہ

ہے تو میں ہی پہلا والی نہیں ہوں جس سے یہ گناہ سرزد ہوا ہے اور اگر کوئی شخص مسافرت میں مر گیا ہے تو اُس کے اور میرے درمیان اللہ تعالیٰ کی طرف کا فیصلہ کافی ہے اور جو شخص اسوقت عیر جگہ پڑا ہوا ہے اور تم اُسے گناہ تصور کر کے مجھے تہمت لگاتے ہو۔ تو کسیکو بھیجکر بلوالو میں نے جسکو مارا ہو۔ وہ مجھ سے قصاص لے سکتا ہے کہدو کہ وہ حاضر ہو کر مجھ سے اپنا بدلہ لے لیں۔ لوگوں نے کہا سب میں پہلا شخص عمار یاسر ہے جو آپ سے بدلہ لیگا۔ امیر المومنین نے فرمایا اسکو اس سبب سے مارا تھا کہ جس کام کے لئے آیا تھا اُسمیں جلدی کرتا تھا اور تیوری چڑہا کے مجھے میرے روبرو ظالم کہا تھا۔ میری حرمت کے مرتبے کا لحاظ نہ رکھا تھا اب کچھہ مشکل امر نہیں کہدو آ کر مجھہ سے بدلہ لے لے ہاں میرے عاملوں اور نائبوں کی شکایتیں کہ انمیں سے بعض نے رعیت کے ساتھہ اچھا برتاؤ نہیں کیا تم انہیں موقوف کر دو اور جس شخص کو عادل اور نیک شعار سمجھو اور تمہارا دل چاہے اُسے مقرر کر دو اُنہوں نے کہا تمنے جو بیت المال کا روپیہ اپنے رشتہ داروں اور عزیزوں کو بخشدیا ہے اُسکی نسبت کیا کہتے ہو کہا خلیفہ عمر کا بھی یہی طریقہ تھا۔ وہ جس شخصکو صاحب تمیز اور فاضل دیکھتے تھے اوروں کی نسبت اُسے زیادہ دیتے تھے اُنہوں نے کہا اے دشمن خدا عمر کے عطیات کو تمہارے عطیات سے ایک فیصدی کی بھی نسبت نہیں ہے تمنے فضول خرچی سے کام لیا ہے اور بہت کچھہ دیا ہے کہا حساب کر لو کہ میں نے کس قدر خرچ کیا ہے جسقدر رقم برآمد ہو میں دیندار رہا۔ اور میرے پاس جسقدر موجود ہے وہ لے لو باقیماندہ رفتہ رفتہ بہم پہنچا کر ادا کر دونگا تم میرے قتل پر کس لئے آمادہ ہو تمہیں اس ارادہ سے باز آنا چاہئے کیونکہ میں نے جناب رسول خدا سے سن رکھا ہے کہ مسلمان آدمی کو تین باتوں کے سوا قتل نہ کرنا چاہئے اوّل اگر کوئی مرد زوجہ والا ہو کر زنا کرے تو اُسے قتل کرنا چاہئے دوسرے جو شخص مسلمان ہو کر اسلام سے پھر جائے اُسے مار ڈالنا چاہئے۔ تیسرے اُس شخص کو قتل کریں جسنے کسی دوسرے شخص کو ناحق قتل کیا ہو بسم اللہ الرحمن الرحیم ہ جب سے اللہ تعالیٰ نے مجھے دین اسلام کی توفیق و رہنمائی کرامت کی ہے نہ میں نے دین میں کچھہ تغیر و تبدل کیا ہے نہ کسیکو قتل کیا ہے نہ زمانہ جاہلیت و اسلام میں کبھی زنا کیا ہے بلکہ جسوقت سے مجھے عزت اسلام نصیب ہوئی ہے اور پیغمبر خدا کے ہاتھہ سے ہاتھہ ملایا ہے مجھے اسقدر شرم دامنگیر رہی ہے کہ اس ہاتھہ سے عضو خاص کو بھی کبھی نہیں چھیڑا جسوقت عثمان نے یہ باتیں کیں تمام لوگوں پر کچھہ اثر پڑا اپنے ارادے سے باز آئے اور واپس چلے گئے۔ اب عثمان نے اپنے معتمدوں میں سے چند آدمی عمار یاسر کے پاس بھیجے اور صلح و صفائی کی درخواست کی کہ وہ مجھہ سے رضامند ہو جائے اور اگر بدلا لینا چاہے تو جو کچھہ میں نے بذات خود تکلیف دی ہے اُسکا بدلہ دونگا عمار یاسر نے انکار کر دیا اور سخت و سست باتیں کہتے ہوئے معتمدوں نے کہا عثمان مجھہ جیسے آدمی کو نہیں پھسلا سکتا۔ اُسنے جسقدر میری بےعزتی اور خواری کی وہ کی۔ پھر عثمان نے عبداللہ بن عمر کو بلایا اور کہا اے عبداللہ میرے معاملہ میں سوچ سمجھہ کر مدد کر۔ دیکھہ کہ میں کس آفت میں مبتلا ہو رہا ہوں اُسنے کہا اے عثمان میں حضرت رسول خدا کی خدمت میں بھی رہا ہوں وہ مجھہ سے ہمیشہ خوش رہے پھر میں نے ابوبکر کا زمانہ دیکھا ہر وقت اُنکی رضامندی کا خیال رکھا وہ بھی مجھے اچھا سمجھتے تھے کبھی ناراض نہیں ہوئے عرصہ دراز تک اپنے باپ عمر کی خدمت میں حاضر رہا ہوں اپنی ذات پر اُن کے دو حق واجب سمجھتا تھا۔ ایک یہ کہ وہ میرے باپ تھے دوسرے میرے خلیفہ بھی تھے کبھی مُنسے کوئی ایسی بات نہیں کہی جس سے وہ ناراض ہوتے وہ بھی مجھہ سے خوش رہے تا اینکہ تم خلیفہ ہوئے آپ کی خدمت میں بھی حتی الامکان نیک صلاح اور فرمانبرداری کا برتاؤ رکھا ہے اور مجھے یقین ہے کہ ابتک آپ بھی مجھہ سے کبھی ناراض نہیں ہوئے اب جو کچھہ فرماؤ بجالاؤں اور بجان و دل سعی کروں عثمان نے کہا اے ابو عبدالرحمن میں تجھہ سے یہ بات نہیں پوچھتا کہ اللہ تعالیٰ آل عمر پر رحمت نازل کرے کیا تو نہیں دیکھتا کہ یہ لوگ کیا کہتے ہیں اور میرے حق میں کیا کرنا چاہتے ہیں انکا ارادہ ہے کہ مجھے خلافت سے علیحدہ کریں عبداللہ نے کہا تم اُن کے کہنے کو نہ مانو تو کیا۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ہمیشہ اس دُنیا میں رہنا ہے۔ خلیفہ نے کہا نہیں۔ میں جانتا ہوں کہ خواہ کتنی ہی میری عمر ہو آخر مرنا ہے عبداللہ نے کہا تو بہتر مناسب یہی ہے کہ تم اسلام میں نئی رسم کو جاری نہونے دو کہ مسلمان جب کسی خلیفہ سے ناراض ہوں تو اُسے علیحدہ کر دیا۔ اور کسی اور شخص کو اُسکی جگہ قائم کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے بدن پر جو لباس موزوں کر دیا ہے اُسے نہ اُتارو

بیٹے رہو اور اِن لوگوں کو سُنا دو کہ میں تم سے بموجب کتاب اِلٰہی وسُنتِ رسالت پناہی عملدرآمد کرونگا اور ہر امر میں تمہاری رضامندی چاہتا رہونگا۔ عثمان نے اِس رائے کو پسند کیا مغیرہ بن شعبہ کو بُلا کر کہا اُن لوگوں کے پاس جاؤ اور جسطرح ہو اُنہیں رضامند کرو اور جو کچھ خواہش ظاہر کریں اسکا ضامن بنجاؤ اور سُنادے کہ خلیفہ عثمان تمہارے ساتھ بموجب کتاب اِلٰہی وسُنتِ رسالت پناہی عملدرآمد کریگا۔ مغیرہ نے کہا اسی طرح کہونگا جب اُن لوگوں کے پاس پہنچا اُنہوں نے للکار کر کہا اے کانے بدکار اُلٹا پھر جا مغیرہ واپس چلا آیا اور حاضر خدمت خلیفہ ہوکر کیفیت عرض کی امیر المومنین نے آدمی بھیجکر عمرو عاص کو بُلایا اور وہی پیغام دے کر اُن لوگوں کے پاس بھیجا جب وہ اُن کے قریب پہنچا اور سلام کیا تو اُنہوں نے کہا تجھپر نہ سلام ہے نہ دُعا اے دشمن خدا نابغہ کے بیٹے اُلٹا پھر جا ہم تجھے امین نہیں سمجھتے اور نہ تیری کسی بات کا اعتبار عمرو عاص نے خدمت امیر المومنین میں واپس آکر اُنکا کہا سُنا بیان کر دیا۔ عبداللہ بن عمرؓ نے رائے دی کہ اے خلیفہ یہ لوگ حضرت علیؓ کی بات کو اچھا سمجھتے ہیں اگر تم اُن کے پاس اُنہیں بھیجو تو ممکن ہے کہ اُن کا فرمانا مان لیں عثمان نے حضرت علیؓ کو بلوا کر کہا اے ابوالحسن مہربانی فرماکر اِن لوگوں کے پاس جاؤ اور اُنہیں کتاب اِلٰہی اور سُنتِ رسول کیطرف ہدایت کرو اور جو کچھ وہ چاہیں میری طرف سے قبول کر لو کہ تمام کام تمہاری حسبِ منشا عمل میں لاؤنگا حضرت علیؓ نے فرمایا اگر تم مجھ سے عہد کرلو کہ ان سب اُمور کو بجالاؤگے اور جو کچھ اُنکی خواہش ہوگی اُسے اختیار کروگے تو میں اس کام کو کر لاؤنگا عثمان نے کہا مجھے منظور ہے پھر حضرت علیؓ کے ساتھ عہد وپیمان کرکے قسم کھائی کہ جو کچھ وہ کہینگے وہی کرونگا اور جس امر میں مسلمان رضامند ہونگے اُسے بجالاؤنگا حضرت علیؓ عثمان سے ان سب باتوں کا مضبوط عہد وپیمان اور پختہ اقرار لیکر اُن لوگوں کی طرف روانہ ہوئے جب قریب پہنچے اُنہوں نے کہا اے ابوالحسن آپ سعادت کے ساتھ واپس تشریف لیجائیں ہم آپ کو واجب التعظیم جانتے ہیں اور بڑی حرمت کرتے ہیں کیونکہ آپ ہمارے سید اور سردار ہیں حضرت علیؓ نے فرمایا جلدی نکرو جو کچھ تم چاہتے ہو عثمان اُسے قبول کرکے تمہاری رضامندی کے کام کرنیکا وعدہ کرتے ہیں جس حاکم کو تم پسند کروگے اُسے مقرر کرینگے اُنہوں نے کہا اِن باتوں کا ضامن کون ہے حضرت علیؓ نے فرمایا میں ضامن ہوں اور قبول کرتا ہوں کہ عثمان ان سب اُمور کو بجالائینگے سب نے جواب دیا ہم راضی ہوگئے حضرت علیؓ نے کہا تم سب اِسوقت میرے ساتھ اُن کی خدمت میں چلو۔ اِس گروہ کے بڑے بڑے سردار شریف اور رشید حضرت علیؓ کے ہمراہ عثمان کے پاس آئے عثمان نے عزت وآبرو سے بٹھایا۔ اُنہوں نے عثمان سے کہا اِن سب اُمور کی نسبت جو آپ قبول فرماتے ہیں ایک دستاویز تحریر کرو اور حضرت علیؓ کو اُسمیں ضامن قرار دو خلیفہ نے کہا جن اُمور کی نسبت تم چاہتے ہو دستاویز لکھدو اور جس شخص کو چاہتے ہو ضامن قرار دے لو۔ اُن لوگوں نے اس مضمون کی دستاویز تحریر کی کہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط امیر المومنین عثمان کیطرف سے یہ دستاویز اُن اہل کوفہ وبصرہ ومصر کو لکھکر دیجاتی ہے جنہوں نے اعتراض کیا ہے اور قبول کرتا ہوں کہ ابسے کتاب اِلٰہی وسُنتِ رسالت پناہی پر عمل کرونگا اُنکی رضامندی کو نظر انداز نہونے دونگا اور خطرناک اُمور کی طرف سے امن رکھونگا جن لوگوں کو اُنکے وطن سے نکالدیا ہے اُنکو واپس بلالونگا اور جن شخصوں کے عطیات ضبط کئے ہیں وہ واپس کردونگا عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو حکومت مصر سے علیحدہ کرکے اُس شخص کو مقرر کردونگا جسے مصری پسند کرینگے مصریوں نے کہا ہم چاہتے ہیں کہ محمد بن ابی بکر حاکم مقرر کیا جائے۔ عثمان نے کہا بہتر ہے غرضکہ اِن سب اُمور پر حضرت علیؓ کو ضامن قرار دیا اور زبیر بن عوام طلحہ بن عبداللہ سعد بن مالک عبداللہ بن عمرؓ زید بن ثابت سہیل بن حنیف ابوایوب بن زید کی گواہیاں اور مُہریں ثبت کی گئیں آخری جملہ یہ تھا کہ یہ دستاویز ماہ ذیقعدہ ۳۵ھ ہجری میں لکھی گئی اِسکے بعد حضرت علیؓ اور اہل مصر امیر المومنین عثمان کے پاس سے رُخصت ہوکر چلے

## عثمان کے اوس خط کا گرفتار ہونا جو ۳۵ھ ہجری میں عبداللہ بن سعد کے نام خلاف دستاویز لکھا گیا تھا

جب عثمان نے دستاویز لکھدی اور محمد بن ابوبکر کو حاکم مصر مقرر فرمادیا تمام مصری خوش ہوگئے۔ اور خلیفہ سے رخصت ہوکر واپس بسفر ہفتیار کیا محمد بن

ابی بکر بھی ہمراہ تھا۔ تین منزلیں طے کرنیکے بعد دیکھا کہ ایک حبشی غلام تیز رفتار اونٹ پر سوار نجابت تمام راستہ سے علیحدہ پڑا ہوا جا رہا ہے انہوں نے
کہا دیکھنا چاہئے کہ یہ کون شخص ہے اور کہاں جاتا ہے ایک شخص کو دوڑا دیا جو اسے گرفتار کر کے لے آیا پوچھا تو کون ہے اور کہاں جاتا ہے
اُسنے کہا عثمان کا غلام ہوں مصر کو جاتا ہوں عبداللہ والئے مصر کو پیغام پہنچانا ہے پوچھا پیام کیا ہے۔ اُسنے جواب دیا میں اپنے آقا کا راز فاش
نہ کرونگا۔ پھر پوچھا حکمنامہ اور فرمان تیرے پاس ہے جواب دیا نہیں مصر والوں نے مشورہ کیا۔ کہ اس کی تلاشی لینی چاہئے۔ پھر اس کے کپڑے
اور اونٹ کا سامان دیکھا کہیں کچھ نہ پایا ایک چھاگل پانی سے بھری ہوئی اونٹ کے پہلو میں لٹک رہی تھی اسکا پانی پھینککر ہلایا کنانہ بن بشیر
اور ابو عور سلمی نے کہا ہمیں خیال گذرتا ہے کہ خط اسی چھاگل میں ہوگا جب چاک کر کے دیکھا تو اُسکے اندر ایک شیشی موم سے منہ بند کی ہوئی ملی
اُسے توڑ کر خط نکالا پڑھا لکھا تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم عبد اللہ عثمان کیطرف سے عبد اللہ ابی سرح کو حکم دیا جاتا ہے کہ جسوقت عمرو بن حمق
تیرے پاس پہنچے اُسکا سر تن سے جدا کر دینا اور علقمہ بن عدیس کنانہ بن بشیر اور عروہ لیثی کے چاروں ہاتھ پاؤں کاٹ کر چھوڑ دینا کہ وہ اپنے
خون میں لوٹ لوٹ کر مر جائیں پھر انکی نعشیں چھواروں کے درختوں میں لٹکوا دینا۔ محمد بن ابی بکر جو فرمان تیرے ہاتھ کا لکھا ہوا لاتا ہے اسکو جیسے بھی
اور ممکن ہو تو کسی تدبیر سے اُسے بھی مار ڈالنا اپنی جگہ پر دلجمعی سے قائم رہ کسی طرح نہ گھبرا اور مصر پر خاطر خواہ حکمرانی کر محمد بن ابی بکر اور معزز
مصری اس خط کو پڑھکر حیرت میں گئے نہایت ہی تعجب کیا یہ اچھا عہد و پیمان اور بڑی سچی قسم ہے جو عثمان نے ہم سے کی ہے یہ تو نہایت ہی خوب
ایفا کیا ہے اگر ہم مصر میں جا پہنچے ہوتے اور یہ غلام ہم سے بھی پہلے جا چکا ہوتا تو کیا ہوتا غرضکہ اس خطرہ سے بچنے پر خدا کا شکر کیا اور تیز
رفتاری سے مدینہ کیطرف پھرے داخل شہر ہو کر عام و خاص کے مجمع میں اس خط کو پڑھا اب ایک آدمی بھی نہ تھا جو عثمان کے خلاف کینہ جو نہ تھا
بنی سلیم عبد اللہ مسعود کے لئے سخت غضبناک ہوئے بنی مخزوم عمار یاسر کے سبب بھڑکے بنی غفار ابو ذر غفاری کے واسطے برہم ہوئے اب سب
جمع ہو کر حضرت علیؑ کے پاس آئے اور وہ خط سامنے ڈالکر احوال بیان کیا حضرت علیؑ نے بھی خط پڑھ کر تعجب کیا فوراً خط لیکر عثمان کے پاس پہنچے
خط سامنے ڈالدیا کہ پڑھیں جب عثمان نے تمام خط پڑھ لیا آپ نے فرمایا میں نہیں جانتا کہ تمہارے معاملہ میں کیا فیصلہ کروں تمنے مجھے بلا کر
کہا کہ جا کر اس گروہ کو راضی کرو اسلئے میں نے مختلف تدبیروں سے انہیں رضا مند کیا اور تمہاری طرف سے جو غبار انکے دلوں میں
جما ہوا تھا وہ نکال ڈالا اور اسطرح سے اس بگڑے ہوئے کام کو سنوارا تمنے مجھے ضامن قرار دیا اور میں نے کہنا مان لیا اور وہ میرے
بھروسہ پر مطمئن اور خوش ہو کر وطن کیطرف روانہ ہو گئے میں سمجھا تھا کہ یہ معاملہ طے ہو گیا۔ دشمنی جاتی رہی اور مسلمانوں نے اس
جھگڑے اور محنت سے نجات پائی۔ لیکن اس واقعہ کی تو یہ کیفیت ہے اب تم ہی کہو کہ یہ کیسا خط ہے کس نے لکھا ہے اور یہ کیسا کام کیا گیا
ہے نامناسب فعل کی نسبت کیا کہینگے اور اس دغا و فریب کی چال کو کیسا سمجھیں گے عثمان نے کہا اے ابو الحسن خدا کی قسم یہ خط میں نے نہیں
لکھا اور نہ کسیکو اسکے لکھنے کا حکم دیا نہ میں نے اس غلام کو کہا تو مصر جا میں اس معاملہ سے محض لاعلم ہوں۔ حضرت علیؑ نے کہا یہ غلام تمہارا
ہی ہے جواب دیا ہاں کہا اونٹ بھی تمہارا ہی ہے کہا ہاں کہا خط کی مہر تمہاری مہر ہے یا نہیں کہا ہاں حضرت علیؑ نے کہا خط
تمہارے منشی کے جیسا مہر اور غلام اور اونٹ تمہارے پھر تمہیں کچھ خبر نہیں بڑے تعجب کی بات اور حیرت کا مقام ہے امیر المومنین
نے کہا جو کچھ میں نے کہا ہے سچی بات ہے میں نے نہیں لکھا نہ لکھنے کے لئے حکم دیا دنیا میں اکثر ایسے واقعات ہو جاتے ہیں کہ خط سے
خط ملجائے اور مہر جیسی اور مہر بنائی جائے اور بے اجازت میرے اونٹ پر میرے غلام کو سوار کرا کر بھیجدیا ہو حضرت علیؑ نے کہا یہ کیونکر
ہو سکتا ہے اور کس شخص پر کس بات کا گمان کرنا چاہئے کسنے ایسی دلیری کی ہو گی عثمان نے کہا میرا گمان اپنے منشی پر ہے کہ اسی نے میری بے اجازت
یہ کام کیا ہو گا حضرت علیؑ نے کہا لوگوں نے بھی یہی نتیجہ نکالا ہے کہ یہ تمہاری کمزوری کا سبب ہے اور یہ غلام تمہاری اجازت بغیر تمہارے اونٹ پر
سوار ہو کر نہیں جا سکتا اب جس کام میں اپنی بھلائی سمجھتے ہو وہ کرو یہ کہکر اٹھے اور غصہ میں بھرے ہوئے عثمان کے پاس سے باہر چلے آئے۔ باہر چند لوگ

ذکر احوال عثمان بن عفان رض

جمع ہو گئے تھے سبنے وہ خط دیکھکر یقین کرلیا کہ یہ خط خلیفہ کے منشی کا لکھا ہوا ہے اور خلیفہ ہی کی مُہر ہے جسے وہ خطوں پر لگایا کرتے ہیں اور مروان کے پاس رہتی ہے اگرچہ لوگوں کو خیال تھا کہ عثمان جھوٹی قسم نہیں کھاتے مگر اب شک ہو گیا اور مشورہ کیا کہ عثمان اس معاملہ سے بے خبر ہیں تو مروان کو ہمارے پاس بھیجدیں ہم اُس سے کیفیت دریافت کرینگے۔ عثمان کو اندیشہ ہوا کہ اُسے اُنکے پاس بھیجدیا تو مبادا اُسے ستائیں یا مار ڈالیں اسلیئے خود مسجد میں تشریف لاکر منبر پر گئے اور حق سبحانہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد لوگوں کیطرف مخاطب ہو کر کہا اے عزیزو اس معاملہ میں مجھے تہمت نہ لگاؤ۔ اور میری نسبت بدگمانی نہ کرو کہ یہ خط میں نے لکھا یا لکھوایا یا جائز سمجھا ہے اگر میری نسبت ایسا گمان کروگے تو خطاوار رہوگے۔ اُس خدا کی قسم جسکے سوا دوسرا خدا نہیں ہے کہ نہ میں نے یہ خط لکھا نہ لکھنے کی اجازت دی اور اب بھی میں اُسی قول و قسم پر ہوں جو تمہارے سامنے کھائی ہے کہ کتاب الٰہی اور سنت رسول پر چلونگا تمہاری رضامندی کے خلاف نہ کرونگا اور تمہیں خوش رکھونگا کنانہ بن بشیر نے کھڑے ہو کر کہا اے عثمان تم ایسی باتیں کہتے ہو۔ اور اپنے عہد پر قائم نہیں ہو ہم بغیر عملدرآمد تمہاری باتوں سے کس طرح خوش ہو جائیں اس ہفتہ میں کیا کیا کچھ کہا تھا کہ نہیں ہو چکی اور تم نے دستاویز لکھکر دی حضرت رسول خدا کے چچازاد بھائی حضرت علی کو ضامن بنایا تھا مشہور اور ثقہ صحابہ کی گواہیاں درج کرائیں ہم رضامند ہو گئے تھے اور اپنے گھر کی طرف چلدیئے تھے اسکے بعد تم اس قسم کا خط لکھتے ہو خود اقرار کرتے ہو اور خود ہی اُسے پورا نہیں کرتے۔ اب تم ہی کہو کہ ہم تمہارے کہنے پر کسطرح اعتماد کریں عثمان نے جواب دیا آخر میں قسم کھاکر کہتا ہوں کہ میں نے یہ خط نہیں لکھا اور نہ کسیکو حکم دیا کہ ایسا کچھ لکھدے تم میری بات کا یقین ہی نہیں کرتے اور تم اچھی طرح جانتے ہو مجھے اور کسی چیز سے اسقدر پرہیز نہیں ہے جسقدر جھوٹی قسم سے اور جھوٹی بات کو میں سب چیزوں سے زیادہ بُرا جانتا ہوں پھر جھوٹی قسم کھائی کیسی؟ کنانہ بن بشیر نے کہا اے عثمان میں تمہاری اس قسم کھانیکی تصدیق نہیں کرتا نہ اُسکا یقین کرتا ہوں اسکے بعد کثیر بن عبداللہ نخعی نے کھڑے ہو کر کہا اے عثمان تیرے لئے یہی بہتر ہے کہ ہمسے بچکر اور جان بچا کر چلا جائے کیونکہ تو نے ہمارے ساتھ جو کچھ کیا وہ کیا امیر المومنین کے دوست اس بات کو سنکر اسکے مارنیکے درپے ہو گئے لوگوں نے بیچ بچاؤ کرادیا مخالف بھی ہر طرف سے ٹوٹ پڑے۔ عثمان کے خیر خواہوں کو پیٹ ڈالا اور چاروں طرف سے عثمان پر پتھراؤ ہونے لگا عثمان منبر سے نیچے آتے آتے بیہوش ہو گئے اور لوگ اُٹھا کر گھر لائے کچھ اصحاب آپ کی تسلی اور دلاسے کے لئے خلیفہ کے پاس گئے حضرت علی بھی اُنکے ہمراہ تھے بنی امیہ نے امیر المومنین علی کیطرف مخاطب ہو کر کہا یہ سب کچھ تم ہی نے کیا ہے۔ ہمارا تمام عیش منغص کر دیا ہماری دولت کی بات بگاڑ دی ہماری خوبیوں اور صفتوں کو برائیوں اور عیبوں کے پیرایہ میں بیان کر کر لوگوں کو برہم کردیا زمین و آسمان کے مالک خدا کی قسم ہم تم سے ایسی جنگ کرینگے کہ دنیا میں اس سے زیادہ سخت کبھی نہوئی ہوگی حضرت نے ڈانٹ بتائی اور کہا اے نالائقو چپ ہو سامنے سے دور ہو جاؤ تمہارا یہ رتبہ کہاں کہ مجھ سے کلام کرو نہ مجھی کو شایان ہے کہ تمہاری بکواس کا جواب دوں کیونکہ تم محض نادان اور احمق فوجی گروہ ہو اور آزاد کئے ہوئے غلاموں کی اولاد اور آزاد کردہ غلام ہو تمام عالم اچھی طرح جانتا ہے کہ اس معاملہ میں میرا کوئی لگاؤ اور تعلق نہیں ہے میں نے تمہارے کام کی خرابی کا کوئی ارادہ نہیں کیا بلکہ تمہاری بگڑی ہوئی حالت کو سنبھالا خود تمہیں نے خراب کیا ہے اور کرتے چلے جاتے ہو اسکے بعد آپ اُسی خشمناک حالت میں عثمان کے پاس سے اُٹھکر باہر چلے آئے دوسرے دن امیر المومنین نے دیوانخانہ میں بیٹھکر تمام مسلمانوں کے نام اس مضمون کا خط لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم عبداللہ عثمان یہ خط تمام مسلمانوں اور ایمان والوں کے نام لکھتا ہے اور سلام کے بعد خدا کو یاد دلاتا ہے وہ خدا جسنے انہیں دولت اسلام اور نعمت ایمان عطا فرما کر ممتاز کیا ہے کفر کی ظلمت اور شرک کی کفر کی ظلمت اور شرک کی گمراہی سے بچایا ہے سب کیلئے روزی کے دروازے کھولدیئے ہیں طرح طرح کی بیشمار نعمتیں کرامت فرمائی ہیں اے مسلمانو اسی خدا کے راستہ پر چلو امر معروف اور نہی منکر کی شرط بجا لاؤ تاکہ بخشے جاؤ ولا تکونوا کالذین تفرقوا واختلفوا من بعد ما جاءتھم البینات و اولئک لھم عذاب عظیم یعنی تم ان لوگوں جیسے نہ بنو جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کے بعد تفرقہ و اختلاف پیدا کیا اور ان لوگوں کیواسطے عذاب سخت ہے

ارسال نامہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

اور اُس دوسری آیت کو بھی ملاحظہ کرو کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ان الذین یشترون بعھد اللہ وایمانہم ثمنا قلیلا اولئک لاخلاق لھم فی الآخرۃ ولا یکلمھم اللہ ولا ینظر الیہم یوم القیٰمۃ ولا یزکیھم ولھم عذاب الیم۔ یعنی جو لوگ خدا کے عہد اور قسم کو کم قیمت پر فروخت کرتے ہیں اُنکو مقام آخرت میں کچھہ نصیب نہوگا نہ وہ کوئی لطف اُٹھائیں گے اللہ تعالیٰ بروز قیامت نہ اُنسے کلام کرے گا نہ اُنکی طرف نظر ڈالیگا نہ گناہوں سے پاک کریگا۔ بلکہ اُن کے واسطے عذاب شدید ہوگا۔ اے مومنو آگاہ رہو کہ خدا تعالیٰ تم سے اطاعت اور فرمانبرداری کو پسند کرتا ہے اور گناہوں اور تفرقہ پردازیوں سے بچنے کا حکم دیتا ہے۔ اسیواسطے اول میں نبی بھیجے کہ حق و باطل کے راستوں کو جدا جدا دکھا دیں تاکہ اُسکے بعد اگر خلقت راہِ حق کو چھوڑکر اور باطل راستہ اختیار کرکے گنہگار ہو تو اللہ تعالیٰ اُنسے جواب طلب کرے خدا سے ڈرو حق راستہ پر چلو اور خوب سمجھہ لو کہ پہلی قوموں کی ہلاکت کا سبب یہی ہوا ہے کہ اُنہوں نے ہادی اور رہنماؤں کے سبب باہمی مخالفت اختیار کی ہے اگر تمنے میری نسبت اپنے بُرے ارادہ کو پورا کر دکھایا تو تم میں ایسا فساد واقع ہوگا۔ اور اسقدر خرابی اور دلوں میں تاریکی پھیل جائے گی کہ نماز روزہ اور زکوٰۃ بھی چھوڑ بیٹھوگے میں یہ حجت تمام کرتا ہوں اور اُسی امر کیطرف توجہ دلاتا ہوں جسکے لئے خدا نے حکم دیا ہے اور اُسی شے سے ڈراتا ہوں جس سے خدا نے ڈرایا ہے۔ شعیب پیغمبر کی نصیحت یاد کرو جو اُنہوں نے اپنی قوم کے مخالف افراد کو فرمائی ہے اور اُس سے اللہ تعالیٰ یوں خبر دیتا ہے ویا قوم لا یجرمنکم شقاقی ان یصیبکم مثل ما اصاب قوم نوح او قوم ھود او قوم صالح وما قوم لوط منکم ببعید ۵ یعنی اے قوم تم اپنے آپ کو میری مخالفت میں گنہگار نہ کرو مبادا تم پر وہی عذاب نازل ہو جو قوم نوح قوم ہود قوم صالح اور قوم لوط پر نازل ہوا ہے۔ حالانکہ تم بھی قوم لوط سے کم نہیں ہو۔ اے لوگو خیال کرو کہ میں نے اپنی ذات سے تمہارا انصاف چکا دیا ہے اور تمہاری رضامندی کو مد نظر رکھتا ہوں تمہارے ساتھہ کتاب الٰہی اور سنتِ رسول کے مطابق برتاؤ رکھوںگا اور قبول کرتا ہوں کہ نیک خصلتیں اور پسندیدہ طرزِ عمل اختیار کروںگا جسے تم برا سمجھتے ہو اُسے برطرف کردونگا اور جسکو پسند کروگے اُسکی جگہ مامور کرونگا میں تم سے قول و قسم کرتا ہوں کہ ہمیشہ تمہارے ساتھہ اسیطرح پیش آتا رہونگا جسطرح پہلے دونوں نیکوکار خلیفہ پیش آتے تھے اور اُسی طریق پر زندگانی بسر کرونگا جسطرح وہ گزار گئے ہیں یہ بھی سمجھہ لو کہ انسان غلطی اور عاجزی سے خالی نہیں اور جو کچھہ وہ کرتا ہے سبھی کام ٹھیک نہیں ہوتے بلکہ کچھہ ٹھیک اور کچھہ غلط ہوتے ہیں اس خط کے ذریعہ سے جو تمام مسلمانوں کے نام لکھتا ہوں خدا تعالیٰ کے نزدیک اور تمہارے سامنے اپنے معذور ہونیکا اقرار کرتا ہوں اور میرے جس فعل کو تم برا سمجھتے ہو اُسے ترک کرتا ہوں۔ میں اپنے آپ کو بالکل بے گناہ نہیں سمجھتا گذشتہ گناہوں سے توبہ کرتا ہوں اور خدا سے معافی کا خواستگار رہوں خدا کی قسم میں ان باتوں سے جنہیں تم برا جانتے ہو باز آگیا اور اقرار کرتا ہوں کہ آئندہ کوئی ایسا کام نکرونگا جس سے تم رضامند یا متفق نہوگے اللہ تعالےٰ اپنے بندوں پر بے انتہا مہربان و رحیم ہے میں اُمید کرتا ہوں کہ وہ میرے اور تمہارے تمام گناہوں کو بخشدیگا فقط والسلام جب یہ خط لکھہ لیا تو ایک قاصد کو دیکر اُن لوگوں کے پاس بھیجا۔ اُنہوں نے عثمان کی پند و نصیحت اور قول و قسم کسی بات کو نہ مانا اور اسی ارادہ کو مصمم کرلیا کہ اُسے خلافت سے علیحدہ کریں اور اگر ایسا نہو تو مار ڈالیں غرض اس ارادہ سے عثمان کے مکان کے گرد جمع ہوگئے اب عثمان نے جانا کہ معاملہ نرمی اور آشتی کی حد سے گذر گیا ہے عبد اللہ بن عامر بن کریز اور معاویہ بن ابو سفیان کے نام خط روانہ کئے اور لکھا واضح ہو کہ کچھہ ظالم اور باغی اور سرکش لوگوں نے جو مدینہ اور بصرہ اور کوفہ اور مصر کے رہنے والے ہیں مجھہ سے برگشتہ ہوکر گھر کا محاصرہ کر رکھا ہے اور پکڑنے میں کامیاب نہیں ہوتے لیکن محصور و مقید کرنے میں سعی بلیغ کر رہے ہیں چونکہ میں نہیں پند و نصیحت کرتا ہوں اور اُنکی رضامندی کو مدِ نظر رکھنے اور کتاب خدا اور سنتِ رسول پر چلنے کا وعدہ دیتا ہوں مگر وہ میری فہمایش پر دھیان نہیں دیتے میرے قتل یا خلافت سے علیحدہ کرنے پر مصر ہیں اور میں اُنکی خواہش کے پورا کرنے یعنی خلافت سے علیحدہ ہوجانیکی نسبت موت کو زیادہ سہل اور اچھا سمجھتا ہوں میں نے تمہیں صورتِ حال سے مطلع کردیا ہے لازم ہے کہ میری مدد کرو اور مضبوط بہادر لوگوں کی جمعیت میرے پاس روانہ کرو شاید خدا تعالیٰ تمہاری ہمت اور امداد کے وسیلے اس باغی گروہ کے فساد کو مجھہ سے باز رکھے والسلام اس خط کو مسور بن مخرمہ معاویہ کے پاس لیگیا۔

محصور ہونا امیرالمومنین عثمانؓ

جب اوسنے احوال مندرجہ کو مطالعہ کر لیا تو مسور سے کہا میرا خیال ہے کہ ابتک عثمان کو مار ڈالا ہوگا۔ تو کس سوچ میں گیا جلدی کر اس کام میں توقف نہ کرنا چاہئے معاویہ نے کہا اے مسور سچ تو یہ ہے کہ عثمان نے خلافت پانیکے بعد پہلے تو طریق نیک اختیار کیا اور محض خوشنودی خلق خدا کیلئے ہر کام کرتا تھا اسلئے اللہ تعالی بھی اسکا مددگار رہتا اور سب دوست اور ہواخواہ بھی متفق تھے لیکن بعد میں اپنی حالت بدل دی اور ایسے ایسے کام کرنے شروع کئے جو شریعت کے خلاف اور خلفائے برحق کی روش سے علیحدہ تھے اچھے قواعد اور نیک خصلتیں ترک کر دیں خدا نے بھی اس سے وہ دولت چھین لی اب مجھ معاویہ سے کیا ہو سکتا ہے خدا کی چھینی ہوئی نعمت کو میں کسطرح واپس لا سکتا ہوں میں ایک طرف علیحدہ پڑا ہوں اور علاقہ شام کی سرحد کی حفاظت کر رہا ہوں اور ہر طرف سے دشمن تاک لگائے بیٹھے ہیں اگر میں مدینہ چلا گیا تو اندیشہ ہے کہ دشمن چڑھ آئینگے اور اس ملک کو مسلمانوں سے چھین لینگے اور انکے اہل وعیال کا جو حال ہوگا وہ علاوہ رہا غرض معاویہ نے عثمان کی مدد نہ کی اور قاصد کے ساتھ لیت ولعل سے پیش آتا رہا آخر اسنے مایوس ہو کر مراجعت کی عبداللہ بن عامر نے عثمان کے مضمون خط سے واقف ہو کر بصرہ والوں کو جمع کیا خط پڑھکر سنایا اور بڑی سعی کی کہ وہ عثمان کی امداد کیلئے ہمت کریں مگر کوئی شخص راضی نہوا سبنے طرح طرح کے عذر اور بہانے کر دئے۔ انجام یہ ہوا کہ جس گروہ نے خلیفہ کے گھر کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ انہیں بھی خبر ہو گئی کہ امیرالمومنین نے شام میں معاویہ کو اور بصرہ میں عبداللہ کو خط بھیجکر مدد طلب کی ہے خوف زدہ ہو کر محاصرہ میں زیادہ سختی کی اور پانی بند کر دیا کہ خلیفہ کے اہل وعیال پیاس سے ہلاک ہو جائیں اسوقت عثمان نے بالائے بام آکر آواز دی کہ تم میں علی ابن ابیطالب ہیں یا نہیں لوگوں نے جواب دیا وہ اپنے گھر میں بیٹھے ہیں یہاں نہیں ہیں خلیفہ یہ سنکر نیچے اتر گئے کسی نے حضرت علیؓ سے بھی یہ حال جا کہا آپنے قنبر کو بھیجا کہ میں نے سنا ہے تم نے بالائے بام آکر مجھے دریافت کیا تھا کیا کام ہے جو کچھ کہو میں کروں عثمان نے قنبر سے کہا کہدینا کہ مجھے کوئی اہم کام درپیش نہ تھا صرف اتنی بات ہے کہ ان لوگوں نے پانی بند کر دیا ہے جس سے بچے اور خاندان کے ضعیف العمر آدمی پیاسے ہیں۔ مجھے پانی کی ضرورت ہے اگر آپ سے ممکن ہو تو پانی پہنچا دیں۔ قنبر نے واپس آکر حقیقت حال بیان کی حضرت نے چند مشکیں بھروا کر ان بنی ہاشمی لوگوں کے ہاتھ جو آپ کے بہت ہی قریبی رشتہ دار تھے عثمان کے پاس بھیجیں جب یہ لوگ مشکیں لئے دروازہ پر پہنچے تو علیؓ کے رشتہ داروں کو دیکھکر کچھ نہ کہا اور پانی کو اندر پہنچانے سے نہ روکا جب یہ لوگ اندر گئے امیرالمومنین عثمان اور انکے بیٹوں اور تمام ان شخصوں نے جو اس گھر میں تھے خوب سیر ہو کر پانی پیا اسکے بعد امیرالمومنین کوٹھے پر چڑھکر اور دیوار پر سے گردن نکالکر سلام علیکم کہا لوگوں نے دھیمی آواز سے جواب سلام دیا عثمان نے پوچھا طلحہ تم لوگوں میں موجود ہے طلحہ نے جواب دیا میں حاضر ہوں عثمان نے کہا سبحان اللہ میں ایسا نہ سمجھتا تھا کہ میں لوگوں کو سلام کروں اور تو انمیں ہو کر جواب سلام بھی نہ دے طلحہ نے کہا میں نے جواب سلام دیا تھا مگر تم نے نہ سنا خلیفہ نے پھر پوچھا کہ سعد وقاص اور زبیر بن عوام تم میں موجود ہیں دونوں نے کہا ہم موجود ہیں کیا حکم ہے۔ عثمان نے کہا میں تمہیں اسی خدا کی قسم دیکر جسکے سوا دوسرا خدا نہیں ہے پوچھتا ہوں کیا تم نے یہ سن رکھا ہے کہ ایکدن رسولخدا نے فرمایا تھا کہ جو شخص اس چوک کو خریدیگا وہ بخشا جائیگا میں نے ہی اسے خریدا اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے اسے خرید لیا ہے تو آپنے فرمایا کہ مسجد میں شامل کردے تجھے اسکا ثواب ہوگا پھر میں نے مسجد میں ملا دیا سعد اور زبیر نے گواہی دی کہ بیشک جیسا تم بیان کرتے ہو ایسا ہی وقوع میں آیا تھا خلیفہ نے کہا اے خدا تو اس امر کا گواہ رہنا پھر قسمیہ دریافت کیا تمہیں معلوم ہے کہ ایکدن حضرت نے یہ فرمایا تھا کہ جو شخص رومہ کے کنوئیں کو خریدیگا وہ بخشا جائیگا میں نے خرید لیا اسکے بعد حضرت نے ارشاد کیا کہ اسکی سبیل لگانی چاہئے تاکہ تمام مسلمان سیراب ہوں اور فائدہ اٹھائیں۔ زبیر اور سعد نے اسکی نسبت بھی گواہی دی کہ یہ سچ ہے تیسری دفعہ قسم دیکر کہا تم جانتے ہو کہ مہم غزوہ کے دن حضرت رسولخدا متفکر تھے کہ لشکر کی درستی کسطرح کیجائے یہ کام میں نے اپنے ذمہ لیا اور لشکر کا سامان بہم پہنچا دیا۔ اور مسلمانوں کو جس چیز کی ضرورت دیکھی مہیا کر دی چنانچہ اونٹ مع زانو بند اور مہار فراہم کر دی گئیں سعد اور زبیر نے کہا ہاں یہی بات ہے جو تم کہتے ہو سب درست ہے تم کارہائے خیرات اور قواعد حسنہ کے استحکام میں سچا شوق اور دلی جوش رکھتے تھے مگر اسکے بعد تم نے اپنا طریق

عمل بدل دیا۔ عثمان نے کہا سبحان اللہ جس وقت خلیفہ عمرؓ نے وفات پائی تم نے خدا سے دعا مانگی تھی کہ کارِ خلافت ایسے شخص کو ملے جو رحمدل اور منصف
مزاج ہو انہوں نے جواب دیا ہاں یہ درست ہے عثمان نے کہا پھر تمہارا کیا خیال ہے کہ اللہ تعالی نے اس کام کو حقیر سمجھا اور تمہاری دعاؤں کو
قبول نہ کیا۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ جناب باریتعالی نے اس امر کو ناقابل وقعت و بے قدر سمجھکر یونہی چھوڑ دیا تھا کہ جو شخص چاہے خلافت لے لے اگر تمہارا
گمان یہی ہے کہ اللہ تعالے کو درباب خلافت میرے کام کا انجام کہ کسطرح وقوع پذیر ہوگا معلوم نہ تھا تو فی الحقیقت تم بالکل خطا پر ہو ایسے
خیال سے باز آؤ میری ان بڑی بڑی فضیلتوں اور نیکیوں کو یاد کرو جو حضرت رسولخدا صلعم کے سامنے وقوع میں آچکی ہیں تم اپنے ارادہ
سے باز آجاؤ اگر تم میری نسبت اپنے باطل ارادہ کو پورا کر دوگے تو فتنہ پھیل جائیگا اور بہت خونریزی ہوگی خدا سے ڈرو اور میرے کہنے کا
یقین کرو کہ میں کتاب خدا اور سنت محمد مصطفےؐ کے مطابق تم سے برتاؤ رکھونگا یہ لو بیت المال کی کنجیاں تمہارے حوالے کئے دیتا ہوں جسے پسند کرتے
ہو اسکی تحویل میں دیدو اور جن جن شخصوں کو اچھا سمجھتے ہو شہروں کی امارت پر مقرر کر دو اور جو آرزوئیں ہوں انہیں بھی بیان کر دو میں انہیں
بھی پورا کر دونگا۔ ہر ایک امر تمہاری رضامندی سے عمل میں آتا رہے گا اور تمہارا یہ دعوی کہ میں نے خط لکھا ہے اسکی کوئی بین شہادت
لاؤ نہیں تو میں اسی خدائے واحد کی جسکے سوا دوسرا خدا نہیں اور تمام ظاہر اور پوشیدہ امور کو جانتا ہے قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے
یہ خط نہیں لکھا نہ لکھنے کا حکم دیا بلکہ مجھے اسکی اطلاع تک نہیں خلیفہ نے جب اس پیرایہ سے گفتگو کی تو سب لشکری سنکر چپکے ہوگئے کسی نے
بھی کچھ نہ کہا مگر مصر کے کچھ لوگ بول اٹھے اے عثمان ہمیں تمہاری ان باتوں کا یقین نہیں آتا تم اپنے آپ کو سب سے بہتر سمجھتے ہو اور جانتے ہو کہ
اسیواسطے اللہ تعالی نے خلیفہ بنایا ہے تم مسلمانوں کے خون کو مباح جانتے ہو اور ہر روز کسی نہ کسی بزرگوار صحابہ کو ہاتھ یا زبان
سے رنج دیتے رہتے ہو اور مدینہ رسول سے خارج کر دیتے ہو کہ وہ غریب اپنی قوم اور عزیزوں سے علیحدہ رہکر مر جاتا ہے بیت المال
اپنے رشتہ داروں کے حوالے کر دیا ہے۔ اے عثمان ان باتوں کو چھوڑو تم ہمیں اب نہیں بہلا سکتے یہی دو باتیں ہیں یا تو آپ خلافت سے
سبکدوش ہو کر گوشہ نشینی اختیار کر لیں اور امر خلافت کو مشورہ پر رہنے دیں ورنہ تم قتل کیے جاؤ گے۔ اب خلیفہ عثمان نے سمجھ لیا کہ یہ لوگ
کسی بات پر رضامند نہ ہونگے کوٹھے پر سے اتر کر گھر میں آ بیٹھے ایک شخص عبداللہ بن سلام یہودیوں کا پیشوا اور مشرف با اسلام تھا اسے
بلا کر کہا تو ان لوگوں کے پاس جا کر سمجھا اور وعظ و نصیحت کی باتیں سنا شاید تیری بات انکی سمجھ میں آجائے۔ اور وہ اس ارادہ اور
حرکت سے دست کش ہو جائیں اور تیری وجہ سے یہ فساد مٹ جائے۔ عبداللہ بن سلام انکے پاس گیا سب نے دعائے خیر دیکر پاس بٹھایا
بیٹھنے کے بعد اس نے حمد و ثنا خدائیتعالی بیان کی اور حضرت رسولخدا پر درود بھیجکر کہا اے لوگو اللہ تعالی نے تمام دینوں پر دین اسلام
کو ترجیح دی ہے اور اسکے استحکام کیلئے حضرت محمد مصطفے صلعم کو پیدا کیا ایمانداروں کو رحمت کا مژدہ سنایا بیدینوں کو عذاب الہی سے
ڈرایا سبکو دین اسلام کی ہدایت کی اور دنیا کے تمام مقاموں میں سے مدینہ کو پیغمبر کے رہنے کیلئے منتخب کیا اور مکان اسلام اور سرائے ہجرت
محمد لقب بخشا جس وقت تک رسول خدا مدینہ میں تشریف فرما تھے ملائکہ شہر کے گرد صف بستہ تھے اور آج تک یہی کیفیت رہی اور شمشیر فتنہ نیام
سے نہ نکلی مگر آج اسکے برعکس معاملہ دیکھتا ہوں میں تمہیں خدائے واحد کی قسم دلاتا ہوں کہ فرشتوں کو اپنے پاس سے نہ ہٹاؤ اور شمشیر
فتنہ کو نہ جگاؤ نیام میں کھنچی تلواریں مت سونتو مبادا وہ فتنہ جسے اللہ تعالی کے فضل نے دفع کر دیا ہے خلقت کے افعال بد سے پھر
کھڑا ہو اور پھر قیامت تک نہ مٹے اس فتنے سے بچو اور شیخ الاسلام خلیفہ پیغمبر کو قتل نہ کرو خدا کی قسم روئے زمین پر گزشتہ وقتوں میں جب کسی پیغمبر کو شہید
کیا ہے اسکے عذاب میں اس امت کے اسی ہزار آدمی مارے گئے ہیں اور کوئی خلیفہ پیغمبر ایسا قتل نہیں ہوا جسکے قتل کی وجہ سے پینتیس ہزار آدمی
نہ مارے گئے ہوں خدا سے ڈرو اس بزرگوار کا خون مت بہاؤ یہ کہنا تھا کہ چاروں طرف سے آوازیں پڑنے لگیں اے عبداللہ تو جھوٹا ہے
عثمان نے تجھے رشوت دیکر ہمارے پاس بھیجا ہوگا۔ جبھی تو اسکی ایسی تعریفیں کرتا ہے لے ہو چکی کھڑا ہو جا اور ہمارے پاس سے دور ہو

طلبی عمال امیرالمومنین عثمان غنی رض

ذکر احوال امیرالمومنین عثمان رضی

خدا تجھے دفع کرے۔ عبداللہ یہ سنتے ہی اٹھ کھڑا ہوا اور عثمان کی خدمت میں پہنچکر تمام گفت و شنید بیان کی خلیفہ بہت ہی حیران ہوئے اور کچھ نہ سمجھ سکتے تھے کہ کیا تدبیر کریں القصہ ام المومنین عایشہ بھی اس روپیہ کی وجہ سے جو انکے لئے ابوبکر اور عمر نے مقرر کر رکھا تھا اور اب عثمان نے اسکی ادائیگی میں تساہل اختیار کر لیا تھا رنجیدہ خاطر تھیں اسوقت قوم کو قتل عثمان پر آمادہ دیکھکر کہا اے عثمان تم نے بیت المال کو اپنا ہی مال سمجھ لیا ہے امت رسول کو تکلیف اور مصیبت کے حوالہ کر دیا ہے اپنے آپ کو اور اپنے رشتہ داروں کو مسلمانوں کے مال میں دخیل کر دیا ہے۔ ہر ایک شخص کو تنگی انتظام میں رکھا ہے اللہ تعالیٰ تم کو آسمانی نعمتوں سے بے نصیب اور زمینی برکتوں سے محروم کرے اگر اتنی بات بھی نہ ہوتی کہ تم مسلمانی سیرت رکھتے اور پانچ وقتی نماز ادا کرتے ہو تو میں تمہیں اسیطرح ذبح کر دیا ہوتا جسطرح اونٹ کو ذبح کرتے ہیں عثمان نے ان باتوں کے جواب میں قرآن شریف کی یہ آیۂ مبارکہ پڑھی ضرب اللہ مثلا للذین کفروا امراۃ نوح وامراۃ لوط کانتا تحت عبدین من عبادنا صالحین فخانتاھما فلم یغنیا عنہما من اللہ شیئا وقیل ادخلا النار مع الداخلین یعنی اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کیلئے جنہوں نے کفر کیا مثال دی ہے کہ نوح اور لوط کی بیویاں و عورتیں تھیں جو علیٰ دو نیک بندوں کے تصرف میں تھیں دونوں نے خیانت کی اور اللہ تعالیٰ کی کسی شے نے انکو کفایت نہ کی اور ان دونوں سے کہا گیا کہ داخل ہونیوالوں کے ساتھ دوزخ میں داخل ہو۔ غرض عایشہ نے قتل عثمان میں بہت بڑی کوشش کی اور فرمایا کرتی تھیں ابتک تو حضرت مصطفیٰ کا کفن بھی میلا نہیں ہوا اور عثمان نے انکی شریعت کو کہنہ کر دیا ہے اے لوگو اس بڈھے ساحر کو مار ڈالو۔ خدا اسے مارے اور اسی عالم میں خود سفر مکہ اختیار کیا مروان بن حکم نے حاضر ہو کر کہا اے مادر مومنان اگر تم اس سفر کو قیام سے بدلکر فساد کو مٹا دو اور عثمان کو قتل سے بچاؤ تو اس عمل کا ثواب زیارت مکہ کے ثواب سے زیادہ پاؤ گی عایشہ نے کہا میں حج کی تیاری کر چکی ہوں اور حج مجھپر فرض ہو گیا ہے مروان نے تمثیلاً یہ شعر پڑھا حرق قیس علی البلاد حتے اذا اضطرمت اجذما یعنی قیس نے دنیا میں آگ لگادی اور جب وہ آگ خوب بھڑک اٹھی تو آپ الگ ہو گیا اور کہا اب تم عثمان کا کام تمام کرکے علیحدہ ہوتی ہو عایشہ نے کہا کیا تیرا یہ خیال ہے کہ میں عثمان کو اچھی طرح نہیں سمجھ سکی خدا کی قسم میری تو یہ آرزو ہے کہ عثمان کو بورے میں بند کرکے بجائے طوق گلے میں ڈالدیں اور میں اس مع رسے کو لیجا کر بحیرۂ خضر میں پھینک آؤں مروان نے کہا انجام کار تم نے اپنے دل کی بات ظاہر کر دی عایشہ نے کہا ہاں یہی بات ہے اسکے بعد جانب مکہ روانہ ہو گئیں عبداللہ بن عباس بھی عایشہ کے پاس گیا عایشہ نے کہا اے عبداللہ خدا تعالیٰ نے تجھے علم و فضل اور عقل و گویائی عطا کی ہے خبردار لوگوں کو اس طاغی یعنی عثمان کے قتل سے نہ روکنا کیونکہ یہ اپنی قوم کیلئے ایسا ہی نحوس ہے جیسا جنگ بدر کے دن ابوسفیان اپنی قوم کے حق میں نحس تھا یہ کہکر سواری ہانکدی اور عثمان کو اس کشمکش میں چھوڑ دیا۔ سعید بن عاص التی کوفہ عثمان کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی آپ کے معاملے میں میں نے کچھ سوچا ہے اور ایک رائے قائم کی ہے فرمایا بیان کر سعید نے کہا حج کا زمانہ آگیا ہے موقع ہے کہ اسطرف چلے چلو لبیک کہتے ہوئے گویا حج کو جاتے ہیں مکان سے نکلو اور بسمت کعبہ راہ لو پھر امن سے ہو جاؤ گے اس کشمکش اور گفتگو سے چھوٹ جاؤ گے عثمان نے کہا خدا کی قسم مدینہ کے سوا جو حضرت محمدؐ کا وطن مالوف اور مسکن مقررہ ہے کسی دوسری جگہ کی سکونت اختیار نہ کرونگا۔ سعید نے کہا تمکو ان تین باتوں میں سے ایک بات پر ضرور عمل کرنا چاہئے۔ اول یہ کہ ان لوگوں سے مقابلہ کرو ہم سب آپکے خدمتگار اور عزیز بھی ان سے جنگ کرینگے اور مردانہ وار لڑینگے یا فتح پائی یا سب مارے گئے۔ دوسری بات یہ ہے کہ تمہارے پاس کچھ عمدہ اونٹ موجود ہیں انپر سوار ہو کر شام کیطرف نکل جاؤ وہاں معاویہ مع لشکر جرار موجود ہے تمہارے دوست وغیرہ سب وہاں جمع ہو جائینگے تم امن میں ہو جاؤ گے اور ان لوگوں میں سے کسیکا حوصلہ ہو گا کہ وہاں پہنچکر تمہیں ستائے۔ تیسری بات یہ ہے کہ ہمیں اجازت دو کہ ہم تم سب کو مع اہل و عیال اونٹوں پر سوار کرا کر بصرہ میں پہنچادیں وہاں پر میرے دوست اور خدمتگار قبیلہ اسد میں سے موجود ہیں تم نے اس قبیلہ پر بڑی بڑی مہربانیاں اور بخششیں کی ہیں ہم ان لوگوں میں ہونگے تو پھر کوئی شخص بھی ہماری طرف نظر نہ اٹھا سکیگا اور اگر چڑھائی بھی کی تو تم ہم ان کی مدد سے مار بھگا دینگے عثمان نے ان تینوں باتوں کو ناپسند کیا۔ کہا میں کچھ نہ کروں گا اور

کسی طرح مدینہ سے نکلونگا جو کچھ ہوگا اسی جگہ ہو رہیگا میں اُسی پر راضی ہوں ادھر عثمان کے دشمن فراہم ہو رہے تھے اور ارادہ قتل کا مصمم کر لیا تھا۔ اُسامہ بن زید نے حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا اے ابو الحسن ان لوگوں نے پختہ ارادہ کر لیا ہے کہ عثمان کو مار ڈالیں مجھے آپ سے از حد محبت اور اخلاص ہے آپ مجھے میرے کانوں اور آنکھوں سے بھی زیادہ عزیز ہیں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ مدینہ سے باہر تشریف لیجائیں اور اپنے مال و اسباب کو زیر نظر رکھیں تاکہ یہ قتل تمہارے سامنے وقوع میں نہ آئے۔ اگر آپ مدینہ میں ہونگے اور لوگ اُسے مار ڈالیں گے تو لوگ مطعون کرینگے اور آپ پر تہمت لگائینگے اگر آپ موجود نہونگے تو یہ بات نہوگی۔ نہ آپ پر کوئی الزام لا سکینگے حضرت علیؑ نے فرمایا کہ اے ابو محمد مجھے اس جھگڑے سے کوئی تعلق نہیں ہے نہ میرے ہاتھ میں کوئی بات ہے۔ جو کچھ پند و نصیحت واجب تھی اسمیں کمی نہیں کی اُسنے کہا گیا جب اسنے کسیکی بات نہ سُنی اور سبکو اہل غرض سمجھا ہیچ بھی سمجھانا چھوڑ دیا اور اپنے گھر میں ہو بیٹھا۔ خدا کی قسم عثمان کے معاملہ میں میری کوئی غرض شامل نہیں ہے بلکہ اگر وہ کچھ اور کسی کی نصیحت مانے تو اب بھی اس کے کام کو اُسیطرح انجام دوں جسطرح پہلے کئی مرتبہ بگڑے ہوئے کاموں کو بنایا ہے اب بھی کوئی کمی نہ کرونگا جہانتک مجھ سے ہو سکیگا۔ مدد کرونگا۔ اور اُن لوگوں کے فساد کو مٹا دونگا یہ کہکر اپنے بیٹے حضرت حسنؑ کو بلایا اور کہا اے فرزند عثمان کے پاس جا اور اُن سے کہہ کہ میرے باپ کو تمہاری طرف سے بہت بڑا خیال ہے اور جب سے یہ سُنا ہے کہ یہ لوگ تمہارے معاملہ میں حد سے گذر کر قتل کا پختہ ارادہ کئے ہوئے ہیں اور کسیکی نصیحت نہیں سُنتے وہ بہت ہی متفکر ہے اور میری طرف سے کہنا بخدا میں نہیں چاہتا کہ تم زحمت میں مبتلا ہو اسلئے سخت متردد ہوں اگر کہو اور جس امر کو اچھا سمجھو میں تمہاری امداد کروں اور جسطرح ممکن ہو اور جہانتک طاقت سے بن پڑے اُن لوگوں کو تمہارے مکان کے گرد سے ہٹا دوں حسن بن علیؑ نے عثمان کے پاس پہنچکر باپ کا پیغام پہنچایا اور بیٹھ گئے۔ عثمان نے جواب دیا اپنے باپ سے کہدینا کہ میں تمہیں تکلیف دینا نہیں چاہتا کہ اُن لوگوں سے لڑو اور جھگڑو کیونکہ میں نے کل شب کو خواب میں جناب رسولخدا صلعم سے سنا ہے کہ مجھ سے فرماتے ہیں اے عثمان یہ لوگ تیرے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں اگر تو ان سے جنگ کریگا تو فتح پائیگا اور اگر اپنے آپ کو اُنکے حوالہ کر دیگا تو گویا حکم باری سبحانہ تعالیٰ پر رضامند ہوگا۔ روزہ میرے پاس آ کر کھول اب میرا دل بھی یہی چاہتا ہے کہ خدمت محمد مصطفےٰ میں جا کر روزہ کھولوں اور اس دولت سے مشرف ہوں۔ حضرت حسنؑ خاموش ہو کر واپس چلے آئے اور جو کچھ عثمان نے کہا تھا حضرت علیؑ سے بیان کر دیا امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالب نے فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون اُسی وقت یہ خبر آئی کہ طلحہ بن عبید اللہ عثمان کے مکان کی چھت پر جا پہنچا اور بنی تمیم کے کچھ لوگ اُسکے ہمراہ ہیں اور عثمان نے بھی یہ بیت لکھکر حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں بھیجے فان کنت ماکولا فکن خیر آکل ؛؛ والا فادرکنی ولما امزق یعنی اگر مجھے قتل ہی کرنا ہے تو اپنے ہاتھ سے مار ڈالو کیونکہ تم علی بن ابی طالب ہو اور اگر مجھے مارنا نہیں چاہتے تو مجھے طلحہ کے ہاتھ سے قتل نہونے دو اور اس بیت کے علاوہ یہ بھی لکھا کیا تم اس بات سے راضی ہو کہ تمہارا چچازاد بھائی اس غدر قوم کے ہاتھ سے ہلاک ہو جائے حضرت علیؑ اس تحریر کو پڑھتے ہی اُٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا حضرمیہ کے بیٹے کی کیا مجال کہ وہ قتل کر سکے اُسکے بعد مسجد میں تشریف لائے آپ کے فرزند اور دوست سب مسجد میں جمع ہو گئے نماز ظہر وہیں ادا کی اُدھر بنی تیم یہ دیکھکر کہ حضرت علی علیہ السلام عثمان کی مدد کے لئے تشریف لائے ہیں طلحہ کو تنہا چھوڑ کر حاضر خدمت ہوئے۔ اب طلحہ نے اپنے آپ کو تنہا پایا بامر مجبور ہو کر عثمان کے پاس آیا بہت کچھ عذر و معذرت کی باتیں کہیں عثمان نے کہا اے حضرمیہ کے بیٹے تو نے میرے اوپر قیامت نازل کی لوگوں کو میرے قتل کے لئے فراہم کر لیا اب جو یہ دیکھا کہ حضرت علیؑ میری مدد کے لئے آتے ہیں اور تیری قوم نے اُنکی دہشت سے تیرا ساتھ چھوڑ دیا اور سب متفق ہو کر حضرت علیؑ کی خدمت میں جا حاضر ہوئے ہیں تو اب تو عذر کرتا ہے خدا تیرا عذر قبول نہ کرے طلحہ عثمان کی باتیں سُنتا تھا اور کچھ نہ کہتا تھا۔ سر جھکائے وہاں سے اُٹھ کر باہر چلا آیا اب عثمان پھر کوٹھے پر گئے اور دیوار پر سے سر نکال کر کہا اے لوگو تم بخوبی واقف ہو کہ مجھے جناب رسالتمآب کی خدمت باسعادت میں بہت بڑا مرتبہ حاصل ہے اور اول ہی میں مسلمان ہوا ہوں

ذکر احوال امیر المومنین عثمان رض

اور میرے اوصاف مقبول ہیں میں صاحبِ ولایت اور مجتہد ہوں اگر مجھ سے اجتہاد میں کوئی غلطی واقع ہوئی ہو یا قصداً یا عمداً بھول
چوک ظہور میں آئی ہو تو میں اُس سے آیندہ باز رہونگا اس سے توبہ کرتا ہوں اور سخت بیزار ہوں اور خدا سے اسکی معافی مانگتا ہوں تم میرا
عذر قبول کرو میری توبہ اور عذر کو سچا سمجھو سب لوگوں نے عثمان کی یہ باتیں سنکر سر جھکا لئے اور کچھ نہ بولے مگر ان میں سے اہل مصر نے
باوازِ بلند عثمان کو سخت و سست کہا۔ اور بد زبانی سے پیش آئے زید بن ثابت نے کہا اے انصار تمنے رسولِ خدا کی امداد کی ہے اسی وجہ
سے تمہیں انصار کہتے ہیں آج اُسکے عاجز خلیفہ کی مدد کرو کہ دوبارہ انصار اللہ کہلاؤ اور دگنا ثواب پاؤ۔ جبلہ بن عمر ساعدی نے کہا
اے زید ہم تیری اس بات کو نہ مانینگے۔ ہم قیامت کے دن اس گروہ میں سے ہونا نہیں چاہتے جو یہ کہینگے انا اطعنا سادتنا و کبراءنا
فاضلونا السبیل خدا کی قسم ہم نمازِ عصر کے بعد سے نمازِ مغرب کے وقت تک کہ عثمان کی حیات باقی ہے اُسکو قتل کرکے تقرب بارگاہِ الٰہی
حاصل کرینگے اسکے بعد حجاج بن عزیہ انصاری نے اہل مصر کو آواز دی اس کافر کی بات نہ سنو اور جو ارادہ کر لیا ہے اُسے پورا کرو
غرض انمیں سے ایک شخص نے کچھ لکڑیاں لیں اور انمیں آگ لگا کر عثمان کے مکان کی پہلی دہلیز پر رکھدیں آگ نے دروازہ جلا کر پہلی دہلیز گرادی
پھر دوسرے دروازے میں آگ دیگئی وہ بھی جلکر گر پڑا اب عثمان نے سوچا کہ یہ لوگ جو دروازے جلا رہے ہیں بالکل بیمروت ہوگئے
ہیں اللہ خیر کرے۔ جب دروازے جلکر گرگئے تو اُن لوگوں نے ہجوم کیا اور غل و شور کرتے ہوئے مکان کے اندر گھس گئے امیر المومنین عثمان
آج روزہ دار تھے کہتے ہیں جمعرات یا جمعہ کا دن گیارھویں یا سترھویں ذی الحجہ کی تاریخ اور ۳۵ ہجری تھا۔ حضرت حسن بن علی
علیہ السلام اور عبداللہ بن عمر خطاب خلیفہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ عثمان نے حضرت حسن کیطرف متوجہ ہو کر کہا اے بھتیجے تیرے باپ
کو تیری طرف کا خیال ہوگا۔ اور وہ اسوقت تیری وجہ سے متفکر ہو رہے ہونگے میں تجھے خدائے رب العزت کی قسم دیکر کہتا ہوں کہ
اُٹھ اور سلامتی سے واپس چلا جا اپنے آپ کو تکلیف اور خطرہ میں نہ ڈال میں نے تو اپنے آپ کو مرضی الٰہی کے حوالہ کر دیا ہے اور اس ناخدا
ترس قوم کے ہاتھ میں پڑ گیا ہوں حضرت حسن اُٹھ کر باہر چلے آئے اور عبداللہ بن عمر بھی جو آپ کے ہمراہ تھا حضرت حسن کیساتھ ہی اٹھ کر
چلا آیا خلیفہ عثمان نے مروان سے کہا میں تجھے قسم دلاتا ہوں کہ اُن لوگوں سے جنگ نہ کر مروان نے کہا اے امیر المومنین تمکو قسم دیتا ہوں
کہ ہمیں جنگ سے نہ روکو کیا تم نہیں دیکھتے کہ دشمن غلبہ کرکے مکان کے اندر گھس آئے ہیں اور آدمیوں کو تکلیف دے رہے ہیں اب مروان
بن حکم سعد بن عاص مغیرہ بن اخنس۔ عبداللہ بن ربیعہ۔ عبداللہ بن عبدالرحمن بن عوام اور عثمان کے عزیزوں اور رشتہ داروں غلاموں
اور خدمتگاروں نے جمع ہو کر اُن لوگوں پر جو اندر گھس آئے تھے حملہ کیا اور پسپا کرکے باہر نکالدیا جب عثمان نے دیکھا کہ میرے
غلام زرہ پہنے برہنہ تلواریں لئے مستعد جنگ ہیں فرمایا تم میں سے جو شخص ہتھیار نہ اُٹھائیگا اور تلواریں نیام میں کر لیگا اُسے میں نے
آزاد کیا یہ سنتے ہی عثمان کے غلاموں نے ہتھیار رکھدیے اور تلواریں نیام میں کر لیں۔ پھر خلیفہ نے اپنے عزیزوں سے جو لڑائی کے
لئے تیار تھے کہا اگر تمہیں میری خوشی منظور ہے اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی درکار ہے تو ان لوگوں سے مت لڑو اور ہتھیار رکھدو میں نے
اپنے آپ کو مرضی الٰہی کے حوالہ کر دیا ہے اور مرضی الٰہی پر راضی ہوں۔ اسی اثنا میں دیکھا کہ امیر المومنین کے تمام در و بام سے پتھر آنے
لگے ہیں اور کچھ لوگ پسر حزم انصاری کے گھر میں جو خلیفہ کے گھر سے ملا ہوا تھا گھس آتے ہیں اور وہاں سے اینٹ پتھر پھینک پھینک کر لوگوں کو زخمی
کر رہے ہیں اور غل مچا رہے ہیں یہ پتھر ہم نہیں مارتے بلکہ اللہ تعالیٰ کیطرف سے پڑ رہے ہیں عثمان نے جواب دیا کہ اے بیوقوفو تم جھوٹ بولتے ہو اگر
اللہ تعالیٰ کیطرف سے آتے تو مجھ سے بچکر نہ گرتے اور کوئی نشانہ بے کار نہ جاتا اب ان لوگوں نے پھر غل و شور مچایا اور دوبارہ پھر خلیفہ کے
مکان میں گھس آئے اور تلواریں سونت کر عثمان کے رشتہ داروں پر ٹوٹ پڑے عثمان جا نماز پر بیٹھے تھے اور بالکل حرکت نہ کرتے تھے جب
ہی غل ہوا اور آپس میں جنگ ہونے لگی تو خلیفہ کے عزیزوں نے کہا آپ روزے سے ہیں اور یہ لوگ بدی پر آمادہ ہیں۔ بہتر ہے کہ آپ روزہ کھولیں

اور ہمیں حکم دیں کہ آپ کے سامنے ہم اُن سے جنگ کریں جہانتک ہم سے ہو سکیگا اُن سے لڑینگے امیر المومنین نے کہا جو کچھ منظورِ الٰہی ہے میں اُسی پر خوش ہوں میں اپنے آپ کو اُسکے حوالہ کر چکا ہوں روزہ نہ کھولوں گا حضرت مصطفےٰ کو میرا انتظار ہے اتنے میں مغیرہ بن اخنس نے تلوار سونت کر اور آگے بڑھکر رفاعہ بن رافع انصاری پر حملہ کیا رفاعہ بھی مقابلہ پر آیا دونوں میں تلوار چلنے لگی رفاعہ نے تلوار کا ہاتھ رسید کر کے مغیرہ کو مار ڈالا مروان نے بھی تلوار لیکر حملہ کیا حجاج بن غزنہ انصاری مقابلہ پر آیا۔ اور ایک تلوار گردن پر ماری جس نے زرہ کو کاٹ کر گردن زخمی کر دی مروان بھاگ کر عورتوں میں جا چھپا عبد اللہ بن عبد الرحمن بن عوام بھی آگے بڑھا اور اُن لوگوں سے بولا خدا سے ڈرو اور شرم کرو امیر المومنین کے قتل سے باز آؤ اسکی اطاعت تم پر فرض ہے۔ جو خلیفہ کتاب خدا اور سنت پیغمبر کے مطابق تمہارے ساتھ برتاؤ کرتا ہو کیسے ہلاک کر کے بروز قیامت کیا جواب دوگے۔ ابھی یہ کلمے زبان ہی پر تھے کہ عبد الرحمن بن حنبل جمحی نے لپک کر تلوار ماری اور عبد اللہ گر کر مر گیا۔ اتنے میں عثمان کے غلاموں میں سے ایک غلام نے آگے بڑھکر عبد الرحمن بن حنبل پر حملہ کیا مگر اشتر نخعی نے اُسے بھی قتل کر دیا۔ پھر عبد اللہ بن زمعہ بن اسود پر حملہ کر کے اُسے ہلاک کیا اور اسپر بھی بس نہ کر کے عبد اللہ بن مسیرہ بن عوف کو جو بڑا عابد و صالح شخص تھا عین ہنگامہ کی گرما گرمی میں تلوار مار کر بے جان کر دیا پھر امیر المومنین عثمان کیطرف چلا جسوقت بارادۂ قتل قریب پہنچا۔ دیکھا کہ خلیفہ تنہا ہے کوئی روکنے والا موجود نہیں۔ خلیفہ نے بھی اشتر کیطرف دیکھا۔ اشتر کو لحاظ دامنگیر ہوا اور خلقت کی ملامت سے ڈرا اسیوقت وہاں سے پلٹ کر چلا آیا مسلم بن کثیر کوفی نے کہا اے اشتر تو نے خلیفہ کے مارنے کا قصد کیا اور قریب پہنچکر ڈر گیا۔ واپس چلا آیا۔ اشتر نے کہا میں ڈرا نہیں۔ مگر میں نے اُسے تنہا پایا کوئی بیار رکنے والا نہ تھا مجھے شرم آئی اور واپس چلا آیا محمد بن ابی بکر دلیرانہ خلیفہ کے پاس پہنچا اور روبرو ہوتے ہی کہا ہاں لے پیر کفتار سنبھل جا۔ عثمان نے کہا میں عثمان بن عفان رسول خدا محمد مصطفےٰ کا خلیفہ ہوں۔ تو مجھوٹا ہے جو میری توہین کرتا ہے۔ محمد بن ابی بکر نے ہاتھ بڑھا کر خلیفہ کی داڑھی پکڑ لی اور کہا تم نے اپنے حق میں خدا تعالیٰ کی قدرت کو کس رنگ میں دیکھا۔ خلیفہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ میرے ساتھ بھلائی کی ہے اے بھتیجے تو خدا سے ڈر اور میری داڑھی چھوڑ دے۔ اگر تیرا باپ ابی بکر زندہ ہوتا تو وہ کبھی میری ڈاڑھی نہ پکڑتا اور میری یہ توہین نہ کرتا۔ محمد نے کہا اگر میرا باپ زندہ ہوتا تو ہرگز ایسے فعلوں کی اجازت نہ دیتا۔ جو طریقہ شریعت سے باہر ہیں۔ امیر المومنین نے ہاتھ بڑھا کر قرآن شریف جو جانب دست راست رکھا ہوا تھا اٹھا لیا اور کہا یہ اللہ کی کتاب ہے اور میں اسکے مطابق تمہارے ساتھ برتاؤ کرتا ہوں اور ہر امر میں تمہاری رضامندی کا خیال رکھتا ہوں تمہاری آرزوں کو پورا کرتا ہوں تم سے کسی شے کو عزیز نہیں رکھتا۔ محمد بن ابی بکر نے جواب دیا الآن وقد عصیت من قبل و کنت من المفسدین یعنی اب کیا ہو سکتا ہے تو نے پہلے نافرمانی کی اور تو فسادی ہے اور وہ بیلچہ جو ہاتھ میں لئے ہوئے تھا امیر المومنین کی گردن پر مارا گردن کسیقدر زخمی ہو گئی۔ بیلچہ نے زیادہ کاٹ نہ کیا۔ خون جاری ہو گیا کہتے ہیں کہ امیر المومنین کے خون کا پہلا قطرہ اس آیت پر پڑا تھا فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم اب محمد بن ابی بکر خلیفہ کی ہلاکت سے شرما کر واپس چلا آیا اور کنانہ بن بشر نے بیباکانہ پہنچکر امیر المومنین کے سر پر ایک گرز مارا اور سیدان بن حمران مرادی نے ایک تلوار کا وار کیا اب خلیفہ سخت زخمی ہو کر پشت کے بھل گر پڑے پھر اُن لوگوں نے بھی دائیں بائیں جانب سے وار کئے ابو حرب غافقی نے ایک ضرب لگائی اور ایک مصری شخص نے چاہا کہ خلیفہ کی ناک کاٹ ڈالے مگر نائلہ دختر فرافصہ کلبی نے جو بڑی قوی ہیکل عورت تھی ہاتھ بڑھا کر اسکی تلوار پکڑ لی جس سے نائلہ کا انگوٹھا کٹ گیا وہ چلائی کہ اے لوگو تم نہیں جانتے کہ کیسے پارسا اور یاد خدا میں شخص کو ہلاک کرتے ہو لوگوں نے بقصد ہلاکت اُسکی طرف بھی رخ کیا وہ بھاگ گئی اتنے میں عثمان کا ایک غلام ریاح نام خلیفہ کی تلوار لئے ہوئے آیا اور سودان بن حمران پر جو نا کا قطع کرنیکا ارادہ رکھتا تھا حملہ کر کے ایسا ہاتھ مارا کہ اُس کا سر کٹ کر گر پڑا۔ قنبرہ بن وہب نے یہ دیکھکر ریاح کے دو ٹکڑے کر دئے اور ایک اور غلام نے قنبرہ کو مار ڈالا۔ ابھی اتنا ہی

ذکر حالات امیر المومنین عثمان بن عفان رض

عمر بن حمق جست مار کر عثمان کے سینہ پر جا بیٹھا۔ ابھی کسیقدر جان باقی تھی کہ اُسنے نو زخم لگائے اور کہا تین زخم تو خدا کی راہ میں لگائے ہیں اور چھ اُس کینہ کی غرض سے جو اسکی طرف سے میرے دل میں موجود تھا۔ عُمیر بن ضابی برجمی سے آیا اور لاتیں مار کر خلیفہ کی دو پسلیاں توڑ ڈالیں اور کہا سجنت ابی حتے مات فی السجن یعنی اسی نے میرے باپ کو قید کیا تھا یہاں تک کہ وہ قید ہی میں مر گیا۔ الغرض لوگوں نے چاہا کہ عثمان کا سر تن سے جُدا کریں۔ عورتیں رونے پیٹنے لگیں اسلیئے سب لوگ اس ارادہ سے باز آئے۔ پھر خلیفہ کے گھر کو لوٹا۔ عورتوں اور بچوں کے پاس جو کچھ پایا چھین لیا۔ خزانہ میں سے دو بوری درہموں سے بھری ہوئی نکلیں اسکے بعد سب لوگ گھر میں سے نکل آئے اس واقعہ کے بعد عبدالرحمٰن بن ابی بکر اور ابوجہیم بن حذیفہ عثمان کے دروازہ پر آئے کہ عثمان کی لاش کے کفن و دفن کی تدبیر کریں حجاج بن غزیہ انصاری کو دیکھا کہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ موجود ہے اور کسیکو اندر نہیں جانے دیتا۔ ابوجہیم نے کہا اگر تو ہمیں نماز پڑھنے کے لئے اندر نہ جانے دیگا تو فرشتے نماز پڑھینگے۔ حجاج نے کہا اگر تو جھوٹ کہتا ہو تو اللہ تجھے بھی اُسی کے پاس پہنچائے۔ ابوجہیم نے کہا یہ تو بہت ہی اچھا ہوگا۔ اگر قیامت کے دن میں اسکے ساتھ رہونگا ایک مصری بول اُٹھا اللہ تعالیٰ تیرا اور تیرا حشر شیطان کے ساتھ کرے اور یہ ہمارا ہی قصور ہے کہ تجھے زندہ چھوڑ دیا ابوجہیم کے ایک دوست نے سمجھایا کہ تو کیوں بولتا ہے کیا اپنی جان کا دشمن ہے یہاں سے چلا جا۔ ابوجہیم وہاں سے چلا گیا اور حسان بن ثابت کے پاس پہنچا حسان نے تو کس لئے برہم ہو رہا ہے اُسنے کہا اس سے زیادہ اور کیا سبب ہوگا۔ کہ لوگوں نے عثمان کو قتل کر دیا اور اب نہ اسے اُٹھانے دیتے ہیں نہ نماز پڑھنے کی اجازت دیتے ہیں حسان نے کہا تو اپنے آپ کو ہلاکت میں کیوں ڈالتا ہے جن لوگوں نے عثمان رض کے قتل کو آسان سمجھا ہے وہ تجھ جیسے کے قتل کرنے سے کیا اندیشہ کرینگے ابوجہیم خاموش ہو رہا اور اپنے گھر چلا گیا قتلِ عثمان کا واقعہ جمعہ کے دن سترہ ذی الحجہ ۳۵ھ ہجری کو نماز عصر کے وقت ظہور میں آیا خلیفہ کی پیدائش کا سال عام الفیل سے چھ برس بعد کا ہے۔ اِس ہنگامہ کی وقت اُنکی بیاسی برس کی عمر تھی اور مدتِ خلافت گیارہ سال گیارہ ماہ چودہ روز کیونکہ خلیفہ عمر بن خطاب یکم محرم کو دفن ہوئے تھے اور تین دن تک مشورہ ہوتا رہا تھا پس بالضرورۃ محرم کو عثمان مسند خلافت پر بیٹھے اور ۱۷ ذی الحجہ تک خلیفہ رہے۔ غرض تین دن تک عثمان کی لاش کو دفن نہونے دیا۔ ویسے ہی بے حفاظت پڑی رہی اور ایک ٹانگ کتے لیگئے۔ عبداللہ بن سواد جو مصر والوں میں سے بزرگ شخص تھا یہی کہتا رہا کہ میں اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہونے دُونگا وہ مسلمان نہ تھا کیونکہ یہ بات تحقیق کے ساتھ معلوم ہے کہ اپنی خلافت کے زمانہ میں ایکدن مسجد سے گھر جاتے ہوئے جبکہ بنی اُمیہ گرداگرد جا رہے تھے ابوسفیان آیا اور کہا یا بنی امیہ تلقفوها تلقف الکرۃ فو الذی یحلف بہ ابوسفیان ما من عذاب ولا حساب ولا جنۃ ولا نار ولا بعث ولا قیامۃ یعنی اے بنی اُمیہ اس بادشاہت کو حاصل کرو بخدا کہ نہ عذاب کوئی شے ہے نہ حساب نہ بہشت نہ دوزخ نہ حشر نہ قیامت اور عثمان رض اُسپر حد شرع جاری کرتا اور مار ڈالنے کے عوض مسلمانوں کے خزانہ عامرہ سے اُسے دو لاکھ دینار دلائے۔ القصہ حکیم بن حزام اور جبیر بن مُطعم حضرت علی کے پاس آئے کہ کسی تدبیر سے اس روک کو ہٹا کر عثمان رض کو دفن کرا دیں آپ نے حضرت حسن کو اہل مصر کے پاس بھیجا کہ باز آجاؤ اور عثمان رض کو دفن کر لینے دو انہوں نے آپ کی ہیبت سے اس بات کو مان لیا تیسرے دن نمازِ شام اور نمازِ عشا کے درمیانی وقت میں حسن بن علی نے عبداللہ بن زبیر اور ابوجہیم اور چند اور آدمیوں کو ہمراہ لیکر نعش ایک چھوٹے سے تختہ پر جس سے ایک ٹانگ نیچے لٹکتی رہی اُٹھائی اور مصری راستہ میں جمع ہو کر مانع آتے رہے اور پتھر مارتے رہے کہ مسلمانوں کے قبرستان میں نہ لیجائیں ناچار کوکب کے باغیچہ میں لیگئے کوکب ایک صحابی کا نام ہے اور اسکا یہ باغیچہ یہودیوں کے قبرستان کے متصل واقع تھا وہاں عثمان رض کو دفن کر دیا انصار میں سے کچھ آدمی آئے انہوں نے نماز جنازہ پڑھنے سے روکا اسوقت حضرت علی نے کسیکو بھیجکر انہیں منع کیا اور وہ اس ارادہ سے رُک گئے اسوقت حکیم بن حزام نے نماز جنازہ پڑھی۔ معاویہ نے فرمانروا ہونیکے بعد حکم دیدیا تھا کہ مسلمان اپنے مردوں کو بقیع کے اسطرف دفن کیا کریں جسطرف عثمان کی قبر ہے تا کہ یہ قبر قبرستان بقیع سے ملجائے عثمان کو اُسی پیراہن میں جو بدن پر تھا دفن کر دیا تھا

تفصیل شہادت امیرالمومنین عثمان رض

از ذکر امیرالمومنین عثمان رض

اور غسل بھی نہیں دیا تھا اور جو جگہ عثمان دفن ہے قبرستان بنی اُمیہ کے نام سے مشہور ہے ہاں جبکہ اُم المومنین عائشہ صدیقہ کو جو سفر مکہ کے وقت تک حتیٰ الامکان لوگوں کو قتل عثمان کی ترغیب و تحریص دلاتی رہی تھیں جیساکہ بیشتر ذکر آچکا ہے بمقام مکہ اطلاع ہوئی کہ قتل عثمان ممتاز صحابہ کے ہاتھ سے وقوع میں آیا نہایت شاد ہوئیں اور کہا ابعدہ اللہ بما قدمت یداہ الحمد للہ الذی قتلہ یعنی عائشہ نے عثمان کے قتل ہونے پر خدا کا شکر کیا اور لعن و نفرین بھیجی۔ سچ تو یہ ہے کہ عثمان نے اپنے آخری وقت میں کچھ ایسے شعر بھی لکھے ہیں جیسا کوئی اپنے افعال سے پشیمان ہوتا ہے اور راوی کہتے ہیں کہ یہ دو نو شعر انہیں کے ہیں تفنی اللذاذۃ ممن قال صفوتہا ؛ من الحرام ویبقی الاثم والعار ؛ تبقی عواقب سوء من مغبتھا ؛ لا خیر فی لذۃ من بعدھا النار ؛

## امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی خلافت کا بیان جو جنگ جمل سے شروع ہوتا ہے

جب مہاجر اور انصار اور اہل مصر متفق ہو کر عثمان کو محصور اور قتل کر چکے تو لازم ہوا کہ کوئی شخص انکا امام اور خلیفہ بنے اسکے بعد تمام مہاجر اور انصار مسجد رسولخدا میں جمع ہوئے اور مشورہ کیا کہ کسے خلیفہ بنائیں۔ عمار بن یاسر۔ ابو الہیثم بن التیہان۔ رفاعہ بن رافع مالک بن عجلان۔ اور ابو ایوب خالد بن زید اور لوگوں کی نسبت حضرت علیؑ کی خلافت کے زیادہ خواستگار رکھتے انہیں سے عمار یاسر نے بآواز بلند کہا اے انصار اور مہاجرین۔ تم عثمان کو اچھی طرح دیکھے ہوئے ہو کہ تمہارے ساتھ کسطرح پیش آتا رہا اب اپنے آپ کو سنبھالو کہ اس جیسے شخص سے پالا نہ پڑ جائے اسوقت حضرت علیؑ مرتضیٰ تم میں موجود ہیں حضرت رسولخدا سے جو قرابت ہے وہ تمہیں سب کو معلوم ہی ہے اور یہ بھی جانتے ہو کہ وہ سب سے پہلے مسلمان ہوئے ہیں جماعتوں کے تفرقہ سے بچو ان کی بیعت میں جلدی کرو۔ عمار کے اس کلام کے جواب میں تمام مہاجر اور انصار نے کہا اے عمار تم نے بہت ٹھیک بات کہی اس سے بڑھکر اور کوئی رائے نہیں ہو سکتی یہ بالکل درست ہے پھر سب کے سب جمع ہو کر حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کیخدمت میں آئے اور کہا اے ابو الحسن لوگوں نے عثمان کو مار دیا اور آپ جانتے ہیں کہ کوئی شخص خلیفہ ضرور ہونا چاہئے اور آپ کے سوا کسی دوسرے شخص میں اس کام کی لیاقت نہیں ہے آپ منظور فرمائیں اور ہمیں اجازت دیں کہ آپ سے بیعت کریں کیونکہ عثمان کی نعش ہنوز گھر میں پڑی ہے جبتک آپ سے بیعت نہ کرینگے اُسے دفن نہ کرینگے۔ امیر المومنین علیؑ نے فرمایا اے دوستو مجھے خلافت کی خواہش نہیں نہ مجھے اسکی ضرورت ہے میں نہیں چاہتا کہ مجھ سے کوئی شخص بیعت کرے انہیں سے ایک شخص نے کہا سبحان اللہ آپ ہمیں بیعت کرنیکی اجازت دیتے حالانکہ قتل عثمان میں ان لوگوں کے نزدیک بہت بڑی مصلحت تھی حضرت نے فرمایا ایسا ہونا چاہئے تھا مجھ سے ہاتھ اٹھاؤ اور اس کام کے لئے کسی دوسرے شخص کو لو۔ طلحہ اور زبیر دو نو موجود ہیں وہ اس کام کی لیاقت رکھتے ہیں اور ممکن ہے کہ وہ خلافت کے خواہاں بھی ہوں وہ سب حضرت علیؑ کو ہمراہ لیکر طلحہ کے دروازے پر آئے حضرت علیؑ نے طلحہ سے کہا اے ابو محمد یہ لوگ تیرے پاس آئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ مجھ سے بیعت کریں مجھے منظور نہیں کیونکہ خلافت کا بڑا مشکل کام ہے مجھے اسکی ضرورت نہیں تو ہاتھ بڑھا کہ ہم سب تجھ سے بیعت کریں طلحہ نے جواب دیا اے ابو الحسن اس کام کے لئے تم ہی سب سے بہتر اور افضل ہو اور رسولؐ کی خلافت آپ ہی کا حق ہے کیونکہ آپ میں پہلے ہی سے بہت سی خوبیاں اور فضیلتیں مجتمع ہیں اور حضرت رسولخدا کے نہایت ہی قریبی رشتہ دار ہو حضرت علیؑ نے کہا مجھے یہ اندیشہ ہے کہ جسوقت میں اس خدمت کو قبول کر کے انتظام شروع کروں تم مبادا تیری جانب سے

بس وپیش اور مخالفت ظاہر ہو۔ طلحہ نے کہا حاشا وکلا میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں کہ مجھے تمہارا گنہگار اور دشمن نہ بنائے کیونکہ ایسا کرنے سے میں ظالم ہو جاؤنگا حضرت علیؑ نے فرمایا کیا تو ان باتوں کا اقرار وعہد کرتا ہے اور خدائے عز وجل کو اس امر کا گواہ قرار دیتا ہے طلحہ نے کہا میں نے خدا سے عہد کر لیا اور سب اُمور قبول کر لئے کبھی ان باتوں سے منحرف نہ ہونگا ہمیشہ تمہاری مرضی کا پابند رہونگا امیر المومنین نے کہا تو ہمارے ساتھ چل کہ زبیر کے پاس چلیں اور اس سے بھی ان باتوں کو کہیں۔ طلحہ نے کہا بسر وچشم اور ہمراہ ہو لیا جب زبیر کے پاس پہنچے حضرت علیؑ نے زبیر سے بھی وہی بات کہی جو طلحہ سے کہی تھی اور زبیر نے بھی وہی جواب دیا جو طلحہ نے دیا تھا اور حضرت علیؑ کے ساتھ عہد وپیمان کیا کہ میں آپ کی رضامندی سے کبھی باہر نہ ہونگا اور نہ کسی وجہ سے آپکی محبت اور ہواخواہی سے سرتابی کرونگا ہمیشہ عہد شکنی سے اپنا کو بچائے رکھونگا جب طلحہ اور زبیر امیر المومنین علی علیہ السلام کے ساتھ یہ عہد وپیمان کر چکے اور جملہ وضیع اور شریف اور مہاجر وانصار نے آپکی خلافت کیلئے سخت اصرار کیا تو آپ زبیر کے پاس سے واپس آکر مسجد رسولِ خدا میں تشریف لیگئے اور ایک جگہ نشست فرمائی جو جب تمام آدمی جمع ہو گئے تو مہاجر وانصار میں سے ابو الہیثم بن التیہان۔ رافع بن رفاعہ۔ مالک بن عجلان ابو ایوب خالد بن زید اور خزیمہ بن ثابت وغیرہم نے ایک زبان ہو کر کہا اے لوگو تم جانتے ہو کہ عثمان تم سے کس طرح پیش آتا تھا اب وہ نہیں رہا حضرت علیؑ کے فضائل اور کرامتیں اور قرابتِ حضرت رسولِ خدا آفتاب روشن کیطرح ظاہر ہیں اور جو علوم اور اخلاق حسنہ اور خصائل حمیدہ ذات بابرکات والا میں جمع ہیں وہ محتاج بیان نہیں ہیں حلال وحرام کے متعلق باریک مسئلوں اور ہماری تمہاری ہر روزہ بلکہ ہر ساعت کی ضروریات کی واقفیت سے تم خوب آگاہ ہو اگر ہم اجرائے کارِ خلافت میں کسی اور شخص کو حضرت علیؑ سے زیادہ بڑھا چڑھا پرہیزگار اور خدا ترس پاتے تو تمہیں اُسکی بیعت کی صلاح دیتے لیکن آج دنیا بھر میں یہ نیک خصلتیں آپ سے زیادہ کسی اور شخص میں موجود نہیں ہیں اب تمہاری کیا مصلحت ہے اور آپ کی کارِ خلافت کو تم کیا سمجھتے ہو سب نے متفق اللفظ کہا ہم حضرتِ علی علیہ السلام کی خلافت سے رضامند ہیں اور کسی باؤ یا مجبوری سے نہیں بلکہ بخوشی خاطر اُسکی اطاعت وفرمانبرداری اختیار کرتے ہیں اور از روئے یقین وبصیرت ہم اس امر کو قبول کرتے ہیں نہ بسبب تردد و پریشانی۔ حضرت علیؑ نے فرمایا تم نے جو دباؤ اور مجبوری بغیر محض دلی ارادہ اور شوق سے قبول کرنیکا ذکر کیا ہے تو کیا محض اپنی حسنِ عقیدت سے ایسا کیا ہے یا منجانب حق تعالےٰ مجھے اسکا حقدار سمجھ کر کہا ہے سب نے کہا ہم منجانب الٰہی آپکا حق اپنی گردنوں پر واجب سمجھتے ہیں امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا تم آج تو اپنے اپنے گھر چلے جاؤ اور اس معاملہ میں مزید غور وفکر کر لو پھر کل آنا اور جو امر پر سب کی رائے قرار پائے گی انشاء اللہ اُسے عمل میں لایا جائیگا دوسرے دن حضرت علیؑ کے مسجد میں تشریف لانے سے پہلے ہی سب لوگ آکر جمع ہو گئے پھر حضرت علیؑ بھی آئے اور منبر پر تشریف فرما ہو کر حمد وثنا باریتعالیٰ کے بعد حضرت رسولِ خدا پر درود بھیجا اور فرمایا اے لوگو آج معاملہ خلافت تمہارے قابو سے نکلتا ہے۔ خوب طرح سے سوچ سمجھ لو جس شخص کو تم اچھا سمجھو اور اس امر کے لائق جانو یا از روئے مصلحت بہتر معلوم ہو اسے خلیفہ بنا لو میں علی ابن ابوطالب بھی تمہارے ساتھ ہوں اس معاملہ میں تم سے مخالفت نہ کرونگا تم جس شخص سے بیعت کروگے میں بھی ساتھ دونگا امیر المومنین کی ان باتوں کو سنکر مسجد کی ہر سمت اور ہر گوشے سے آوازیں گونج رہی ہوتیں کہ ہم آج بھی اسی ارادہ پر مُصر ہیں جسپر کل مستعد تھے ہم انتظام اُمورِ خلافت میں آپ سے بہتر کسی دوسرے شخص کو نہیں پاتے آپ دستِ باسعادت آگے بڑھائیں کہ ہم بیعت کریں امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام یہ بات سنکر اور جملہ مہاجر وانصار کو اس ارادہ پر مستعد پاکر خاموش ہو رہے۔ طلحہ بن عبداللہ نے اوٹھکر حضرت کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر بیعت کی طلحہ کا ایک ہاتھ جنگ احد میں زخمی ہو جانے سے شل ہو گیا تھا قبیصہ بن جابر اسدی نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون یہ تو بڑا غضب ہوا کہ بیعت کیلئے حضرت علیؑ کے ہاتھ پر سب سے پہلے شل ہاتھ رکھا گیا خدا کی قسم طلحہ کی بیعت کو قیام نہوگا اسمیں نقص واقع ہوگا غرض طلحہ کی بیعت کر چکنے کے

زبیر نے بیعت کی اسکے بعد اور سب مہاجر و انصار اور شرفاء و فضلاء اور سرداران عرب و عجم اور اوسط درجہ کے ہر ایک شخص اور صاحب جاہ و حشم نے جو مدینہ میں موجود تھا دلی رغبت سے بیعت کی حضرت علیؑ نے خلیفہ ہو کر فرمایا کہ عثمان کے گھر میں سے وہ تمام مال و اسباب اور اسلحہ جو خزانہ عامرہ سے متعلق ہیں لاکر حاضر کرو جب لایا گیا تو خزانہ عامرہ میں بھیجدیا پھر صدقہ کے اونٹ منگائے اور انکے محافظ کے حوالے کر دیئے۔ اسکے بعد باقیماندہ عثمان کا مال اُسکے وارثوں کیلئے چھوڑ دیا پھر حکمدیا کہ خزانہ عامرہ کا تمام مال حاضر کرو لوگوں نے لاکر موجود کر دیا آپ نے فرمایا کہ یہ سب مال مہاجرین اور انصار میں تقسیم کر دو ہر شخص کے حصہ میں تین تین دینار آئے نہ کم نہ زیادہ باقی احوال سے خدا بخوبی واقف ہے۔ جب عایشہ صدیقہ نے حج کر کے مدینہ کیطرف مراجعت کی اور قریب آپہنچیں تو عبید بن سلمہ لیثی جو ابن کلاب کے نام سے مشہور تھا استقبال کیلئے نکلا عایشہ نے پوچھا کیا حال ہے اُسنے کہا لوگوں نے عثمان کو مارڈالا عایشہ نے کہا پھر کیا ہوا عبید نے جوابدیا کہ حضرت علیؑ سے بیعت کرلی۔ عایشہ بولی اے کاش زمین پر پھٹ پڑتا اور میں یہ دن نہ دیکھتی اور یہ خبر نہ سُنتی خدا کی قسم عثمان کو ظلم سے مارڈالا اور بیخطا اُسکا خون بہا دیا واللہ عثمان کی عمر کا ایک دن علیؑ کی تمام عمر سے بہتر تھا میں نچلی نہ بیٹھونگی جبتک عثمان کے خونکا بدلہ نہ لے لونگی۔ عبید نے کہا تم ایسا کیوں کہتی ہو کیا تم علیؑ کی تعریفیں نہ کیا کرتی تہیں اور نہ کہا کرتی تہیں کہ آج روئے زمین پر کوئی شخص درگاہ جناب الٰہی میں حضرت علی بن ابو طالب سے زیادہ گرامی نہیں۔ اب کیوں اُسکی دشمن بنگئیں اور کسواسطے اُسکی خلافت سے بیزار ہو کیا تم ہی عثمان کے قتل کیلئے لوگوں کو ترغیب دلاتی تہیں کہ اس بدگفتار کو مارڈالو اب کیا ہوا کہ ایسی باتیں کرتی ہو۔ عایشہ نے کہا ہاں اُسوقت ایسا ہی کہتی تہی جبسے اُسکی خبر سُن لی باز آئی اُسنے تم سے توبہ کرلی تہی توبہ کے سبب اُسکے تمام گناہ جاتے رہے تھے تمنے اُسے مارڈالا خدا کی قسم میں اُسکے خونکا بدلہ لونگی اور کبھی اس کام کو نہ بھولونگی عبید نے کہا اے اُم المومنین خدا کی قسم تم اچھا نہ کروگی اُمت مصطفےٰ میں فساد اور تفرقہ پیدا کروگی بڑے بڑے فساد اُٹھ کھڑے ہونگے اور بیشمار خونریزیاں وقوع میں آئینگی عایشہ نے عبید کی بات پر ذرا توجہ نکی بلکہ نصف راستہ سے پلٹ کر مکہ کی راہ لی جب عثمان کے مارے جانے اور امیر المومنین علیؑ سے جملہ مہاجر و انصار کے بیعت کرنیکی خبر تمام اطراف میں پھیل گئی تو کوفہ والوں کو بھی خبر ہوئی وہ ابو موسیٰ اشعری کے پاس جو اُسوقت امیر کوفہ تھا حاضر ہوئے اور کہا تونے کس لئے امیر المومنین علیؑ سے بیعت نہیں کی اور نہ انکی بیعت کیلئے اور لوگوں کو فراہم کیا حالانکہ تمام مہاجر و انصار نے اُن سے بیعت کرلی ہے۔ ابو موسیٰ نے کہا مجھے اس امر میں کچھہ تامل ہے دیکھتا ہوں کہ اسکے بعد کیا واقع ہوتا ہے اور کیا خبر آتی ہے ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص نے جوابدیا اور کیا خبر آئیگی عثمان کو مارڈالا مہاجر و انصار اور خاص و عام نے امیر المومنین علیؑ سے بیعت کرلی کیا تو اس بات سے ڈرتا ہے کہ علیؑ سے بیعت کرلی تو عثمان دوسرے جہان سے پلٹ آئیگا ہاشم نے یہ کہہ کر اپنے دہنے ہاتھ میں بائیں ہاتھ پکڑلیا اور کہا بایاں ہاتھہ میرا ہے اور دایاں ہاتھہ حضرت علیؑ کا میں نے اُن سے بیعت کی اور اُنکی خلافت کو قبول کیا ہاشم نے اسطریق سے بیعت کرلی تو ابو موسیٰ بھی مجبور ہو گیا کوئی عذر نہ کرسکا اُٹھکر بیعت کی اُسکے بعد تمام اکابر و سادات اور مشایخ و مشاہیر کوفہ نے بیعت کرلی پھر تو یہ خبریں تمام اطراف و جوانب میں مشہور ہو گئیں۔ یمن والے بھی بہ رغبت دلی ادائے رسم مبارکباد کیلئے حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے سب سے پہلے یمن کے نامور اشخاص میں سے رفاعہ بن وایل ہمدانی وارد مدینہ ہوا اُسکے بعد رونیہ بن وبیر بجلی نے مع قبایل سفر مدینہ اختیار کیا حضرت علیؑ نے اطلاع پاکر اشتر نخعی کو طلب کر کے حکمدیا کہ نامور لوگوں کو ہمراہ لیکر اُنکے استقبال کو جائے۔ اشتر شاندار جمعیت اور نمایاں سامان کے ساتھ نکلا متصل پہنچکر مرحبا اور نہایت عزت و حرمت اور مہربانی سے پیش آیا اور کہا تمہیں اس زمانہ بانسعادت و ہمایوں فال اور خدمت امام عادل و خلیفہ کامل سے ہمیشہ خوشی و خورمی حاصل ہو ہم تمہارے دوست ہیں اور تم ہمارے۔ پھر اُنکے ہمراہ مدینہ میں آئے امیر المومنین نے فرمایا انہیں بہت اچھے مکانوں میں ٹھہرائیں ایکدن آرام کیا۔ دوسرے دن امیر المومنین نے طلب کیا کہ اُن سے ملیں اور گفتگو کریں۔ اُس گروہ میں سے دس

شریف آدمی حاضرِ خدمت ہوئے۔ فیاض بن جلیل الازدی سب سے آگے تھا اسکے بعد بالترتیب ورقا بن وائل ہمدانی یکسوم بن سلمۃ الجہنی۔ ربیعہ
بجلی رفاعہ بن شداد خولانی ہشام بن ابرہہ نخعی جمیع بن ختم کندی۔ اخنس بن قیس کندی عقبہ بن نعمان محمدی عبدالرحمن بن ملجم مرادی
تھے امیرالمومنین نے باریابی کی اجازت دی اپنے قریب بٹھایا اور نہایت مہربانی فرمائی پھر فرمایا تم یمن کے سرآوردہ اور نامور لوگ
ہو اگر مجھے کوئی ایسی سخت مہم پیش آجائے کہ اسکا فیصلہ زبانِ شمشیر کے سوا ممکن نہو تو تم معرکہ آرائیوں اور جنگ و جدل کیوقت کسدرجہ تک
پائیداری اختیار کروگے اور کہانتک ہمارے ساتھ رہکر جنگ کروگے انہیں سے عبدالرحمن بن ملجم مرادی نے جواب دیا اے امیرالمومنین ہماری
ناف تلوار سے قطع کیگئی ہے تیروں کے پستان سے ہمنے دودھ پیا ہے جنگجو بہادروں میں رہکر پرورش پائی ہے تیر و تبر کے زخموں کو ہم اپنے
بدن پر پربہار پھول پھلواری سمجھتے ہیں۔ ہم آپ کی اطاعت کو خدا تعالیٰ کی عبادت جیسا واجب سمجھینگے اور جنگ کیلئے جسطرف کا حکم دیگا
وہیں پہنچکر فتح و نصرت کے ساتھ مراجعت کرینگے حضرت علی علیہ السلام نے مرحبا کہکر وعدہائے بزرگ فرمائے اور انعام و اکرام اور خلعت مرحمت
فرماکر بڑی نوازش فرمائی اور بخیر و خوبی رخصت عطا کی اسکے بعد عمار یاسر نے خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ جملہ وضیع و شریف نے
بحالتِ مجبوری و پریشانی بیعت کی ہے نامور لوگوں کا ایک جتھا۔ عبداللہ بن عمر۔ محمد بن عمر بن سلمہ۔ اسامہ بن زید حسان بن ثابت اور سعد
بن مالک جیسے شخصوں کا باقی رہ گیا ہے اگر آپ مصلحت سمجھیں تو انہیں بلاکر دلداری فرمائیں کہ وہ بھی حاضرِ خدمت ہو کر مہاجر و انصار
کے ساتھ شریک بیعت ہوجائیں حضرت علی نے فرمایا اے عمار جس شخص کو ہماری طرف توجہ نہیں ہے ہمیں بھی اسکی کوئی ضرورت نہیں اشتر نخعی
نے عرض کی اے امیرالمومنین انکا طلب کرلینا ہی بہتر ہے کہ وہ بیعت کرلیں اگرچہ یہ وہ لوگ ہیں جو قبل ازیں خدمتِ مصطفےٰ صلعم میں رہ چکے
ہیں اور ہماری جماعت سے مقدم ہیں مگر یہ ایسا معاملہ ہے جسمیں سب کو شامل ہونا اور موافقت اختیار کرنی لازم ہے کہ ہر کسیکو جائے عذر باقی
نرہے آپ انہیں بلالیں کہ وہ بیعت کرجائیں آج زبان سے کام بنتا ہے مبادا کل کو نیزہ اور تلوار سے کام لینا پڑے اور دوست و دشمن برابر نہیں
ہوسکتے۔ مالک بولا لوگ اپنے کاموں کی درستی کیلئے آپ کی پیروی اختیار کرتے ہیں آپ ہی اپنے کام کے استحکام کا خیال فرمائیں اور تمام
لوگوں کو اپنی خدمت و اطاعت کیطرف متوجہ کریں امیرالمومنین نے فرمایا اے مالک میں ان لوگوں کو تم سے زیادہ جانتا پہچانتا ہوں
انہیں اپنی مرضی پر چھوڑدے زیاد بن حنظلہ تیمی نے اٹھکر کہا جو شخص آپ کی خدمت و بیعت پر راغب نہوگا ہمیں اس سے کچھ کام نہیں
اور جس شخص سے بجبر بیعت لیجائے وہ کسی شمار میں نہیں آسکتا اگر وہ لوگ اپنی بھلائی اور سعادت سمجھکر برغبتِ دلی حاضرِ خدمت
ہوں اور بیعت کریں تو بہت اچھی بات ہے ورنہ ان سے کچھ مطلب نہ رکھنا چاہئے سعد وقاص نے آگے بڑھکر کہا اے امیرالمومنین
خدا کی قسم مجھے اسمیں ذرا بھی شک نہیں کہ تم اس امت کے خلیفہ برحق ہو اور دین و دنیا میں محفوظ اور مطمئن ہو۔ لیکن یہ بات بھی ہے
کہ ہم میں سے کچھ آدمی آپ کے ساتھ اس معاملہ میں ضرور جھگڑا کرینگے اگر تم چاہتے ہو کہ میں بھی تمہاری بیعت اختیار کرلوں تو مجھے ایک
ایسی تلوار دو جسکے ایک زبان اور دو لب ہوں بولتی ہو اور حق باطل کا فرق بتا سکتی ہو۔ امیرالمومنین نے فرمایا تو مجھ سے حجت طلب کرتا ہے
اے سعد تیرا وہی حال ہے جیسا کوئی خدا کی بھیجی ہوئی وحی کے خلاف کہتا یا کرتا ہو۔ مہاجر و انصار اور جملہ مسلمانوں میں یہ امر قرار یافتہ ہے کہ کتاب خدا
اور سنت رسول کے مطابق ان سے برتاؤ کرونگا اگر تجھے پسند ہو بیعت کر نہیں تو اپنے گھر میں جا بیٹھ میں تجھے مجبور نہیں کرتا۔ عمار یاسر نے کہا اے سعد خدا
سے ڈر کہ اسکے سامنے جانا ہے۔ امیرالمومنین علی خلیفہ برحق ہیں آپکے مدارج و مناقب جو کلام الٰہی میں درج ہیں محتاج بیان نہیں ہیں جبکہ تمام مہاجر
و انصار نے آپکی خلافت کو مان لیا اور سب نے بیعت کرلی ہے تو تجھے بھی اپنی بیعت کیلئے بلایا ہے تو عذر کرتا اور ایسی تلوار مانگتا ہے جسکے لب
و زبان موجود ہوں یہ اچھی بات نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ تیرے دل میں کچھ اور بات سمائی ہوئی ہے۔ اسی گفتگو کے اثنا میں امیرالمومنین نے آدمی بھیجکر
مروان بن حکم سعید بن عاص اور ولید بن عقبہ کو جو اپنے گھروں میں بیٹھ رہے تھے اور بیعت سے منحرف تھے بلایا اور پوچھا کیا سبب ہے کہ تم میرے پاس

نہیں آتے اور بیعت سے منحرف ہو۔ ولید بن عقبہ نے جواب دیا اے امیرالمومنین ہم کس اُمید پر آپ کی بیعت اختیار کریں اور آپ سے کس شئی کی توقع رکھیں آپ ابھی ہمارے پر و بال اکھاڑے اور ہمارے سینوں میں کینہ پیدا کیا ہے میرے باپ کو جنگِ بدر میں آپ نے ہلاک کیا سعید بن عاص کے باپ کو بھی جو بنی اُمیہ کا جلیل القدر سردار تھا بروز جنگِ بدر قتل کیا رہا مروان اُسکے باپ کو امیرالمومنین عثمان نے مدینہ میں بُلا لیا تھا تمنے اُسے جیسا کچھ سخت و سُست کہا سو کہا تمنے عثمان کی رائے کو کمزور اور خطا پر بتایا غرضکہ آپنے ہم تینوں کے ساتھ ایسا کچھ کیا جسکا بیان نہیں ہو سکتا اب ہم کسطرح بیعت کریں اور کس دل سے آپکو دوست سمجھیں تمہیں انصاف کر سکتے ہو علاوہ ازیں اگر آپ سے بیعت بھی کیجائے تو اس شرط پر کرینگے کہ تم عثمان کے قاتلوں کو قتل کروا دو ہمسے جو خطا اور سہو واقع ہوں اُنہیں معاف کرو کیونکہ انسان غلطی اور قصور سے خالی نہیں ہو سکتا اور اگر ہم اپنے چچازاد بھائی معاویہ کے پاس شام کو جانا چاہیں تو ہمیں اجازت دیجائے اور اُسکے پاس جانے سے نہ روکیں۔ امیرالمومنین علیؑ نے جواب دیا تمہارا کینہ میری ذات سے ناحق ہے جو کینہ مجھ سے رکھتے ہو وہ خدا سے رکھنا چاہیئے اور عثمان کے قاتلوں کی خونریزی اگر آج میرے امکان میں ہو تو کل پر نہ چھوڑوں رہا تمہارا خوف زدہ ہونا جس امر سے تم ڈرتے ہو میں نے امان دی۔ مروان نے کہا اگر ہم آپ کے ساتھ بیعت نہ کریں تو آپ ہمارے ساتھ کسطرح پیش آئینگے فرمایا اگر بیعت سے انکار کروگے تو قید کرونگا اور جبتک مسلمانوں سے متفق ہو کر بیعت سے راضی نہوگے نہ چھوڑونگا اور اگر بغاوت اور سرکشی کروگے تو سخت ترین سزا دونگا حضرت امیر کی یہ باتیں سنکر چار ناچار بیعت کی اور واپس چلے گئے اس معاملہ کے بعد آپنے سنا کہ وہ ہر وقت متفکر اور خوف زدہ رہتے ہیں جان و مال کیطرف سے مطمئن نہیں ہیں اور مروان بن حکم نے اس مضمون کے چند اشعار تصنیف کرکے امیرالمومنین کو سنائے وہ اشعار یہ ہیں۔ لقد فت لما لم اجد لی مقدما ؛ امامی و لا خلفی سوی الموت موصل ؛ واودی ابن امی والجواد ثجیۃ ؛ فوالی المنایا والکتاب المؤجل ؛ اتیت علیا کنت راض بامرہ ؛ و لا ناظر فیہ محق و مبطل جناب امیرؑ نے یہ اشعار سنکر آدمی بھیجا اور مروان۔ ولید اور سعید کو بُلا کر فرمایا اگر تمہارا دل مدینہ میں نہیں لگتا اور میری طرف سے ڈرتے رہتے ہو اور شام کیطرف جانا چاہتے ہو تو میں تمہیں جانے کی اجازت دیتا ہوں اور اگر جانب شام نہیں جاتے اور کسی اور طرف کا قصد ہے تو بھی کچھ مضائقہ نہیں مروان نے کہا آپ ہمپر ہر وقت مہربانی اور رعایت فرماتے رہتے ہیں الحمد للہ کہ ہم امن سے ہیں اور مطمئن ہیں کسی قسم کا خوف نہیں اور ہمارے نزدیک مدینہ اور تمام بقاع ہو سکے بہتر ہے آپنے فرمایا تمہیں اختیار ہے۔ چاہے یہاں رہو چاہے معاویہ کے پاس یا اور جہاں کہیں جی چاہے جا سکتے ہو۔ وہ خوش ہوتے ہوئے واپس چلے آئے اُسکے بعد مروان نے ایک قصیدہ تصنیف کیا جسمیں ہر قسم کا تذکرہ اور حضرت علیؑ کی برائیاں درج تھیں لکھا تھا کہ امیرالمومنین عثمان کے قاتل خوشحال و فارغ البال ہو گئے وہ مدینہ میں پھرتے اور قتل عثمان پر ناز کرتے ہیں علیؑ اُنہیں دیکھتا ہے اور خاموش ہے انجام کار معاویہ نے بھی یہ داستان سُنی اور مدینہ میں بھی ان اشعار کی شہرت ہو گئی اور امیرالمومنین نے بھی سن لیا کچھ مسلمانوں نے مروان کے مار ڈالنے کا ارادہ کیا مگر حضرت علیؑ نے روکا اور فرمایا۔ کہ اسے کچھ نہ کہو اُسنے مجھے بُرا کہا ہے نہ تمہیں ولید بن عقبہ نے وہ شعر سنکر مروان کو ملامت کی معاویہ ملک شام میں بیٹھا ہوا عثمان۔ بنی اُمیہ اور دشمنان شاہ مروان کے حالات کا متلاشی اور جویاں رہتا تھا۔ ہر روز مدینہ کی خبروں کی تلاش تھی ایکدن ایک شخص مدینہ سے وارد شام ہوا اور معاویہ کے پاس پہنچا۔ معاویہ نے پوچھا تو کون ہے کیا نام ہے اُسنے کہا حجاج بن خزیمۃ التیہان ہوں مدینہ سے آیا ہوں معاویہ نے کہا وہاں کے حالات بیان کر اُسنے واقعہ قتل عثمان اول سے آخر تک کہہ سنایا اور تمام ہی اچھے بُرے حالات کہہ گذرا معاویہ نے کہا میں نے امیرالمومنین عثمان کا واقعہ سُن لیا ہے تمام کیفیت سے آگاہ ہوں کیا تو اس روز مدینہ ہی میں تھا حجاج نے کہا ہاں میں مدینہ میں تھا اور ذرا ذرا سے واقعات سے باخبر ہوں معاویہ نے کہا یہ بتلا عثمان کو کس شخص نے مارا ہے اُسنے جواب دیا اول مکسوح مرادی اُسکے پاس پہنچا اور حکیم بن جبلہ نے اُسکی امداد کی محمد بن ابی بکر نے اُسے زخمی کیا۔ کنانہ بن بشر تجیبی اور سیدان بن حمران مرادی نے زخم شدید لگائے۔ پھر اشتر نخعی عمار یاسر عمرو بن حمق خزاعی اور بہت سے اور آدمی جنکے نام جبتک طویل

دشمن ہیں خلیفہ کے گہر میں گھس گئے اور جو کچھ کرنا تہا کیا اور غم وغصہ کی باتیں غم وغصہ دلاتی تہیں تیری عمر دراز ہو معاویہ نے کہا یہ کیونکر ہو سکتا تھا کہ عثمان مارا جاتا اُسکے دوستوں اور معتمدوں نے اُسکا ساتھ چھوڑ دیا تہا خدا کی قسم جو سب پر قادر ہے اگر میری عمر نے وفا کی اور اہل شام نے ساتھ دیا تو اس گروہ کو اُنکے فعل کی سزا دونگا اور اُن سے امیر المومنین عثمان کے خون کا بدلا لونگا۔ پھر حجاج سے پوچھا کس کس نے علی کی بیعت کی اُسنے جواب دیا تمام مہاجر و انصار اور سرداران حجاز و یمن و کوفہ اور مصر کے بڑے بڑے نامور لوگوں اور امیروں نے بھی علی کی بیعت اختیار کرلی ہے اور غالباً اسوقت تک بصرہ کے بزرگوں نے بھی بیعت کرلی ہوگی مگر باوجود اس کے تمام لشکر جو تیرے پاس ہے جو تیرا دوستدار اور سامان جنگ سے مرتب ہے علی کے لشکر سے دو چند ہے اور ابھی تک اُسکا کام اچھی طرح نہیں جما نہ کسی امر کو استحکام حاصل ہوا ہے کہ بخیر سے حرکت کرسکیں آج تیرا لشکر سب کا سب تیرا ساتھی ہے اور جو فوج متفق اور یکدل ہوتی ہے اگرچہ شمار میں کم ہو ناموافقت والی لشکر پر غالب آتی ہے اور تیرا لشکر تو خود علی کے لشکر سے زیادہ ہے پھر سب کے سب فرمانبردار اگر تو علی سے مخالفت کرنا چاہتا ہے تو اچھا موقعہ ہے قبل ازیں کہ وہ قوت حاصل کرکے ساز وسامان سے درست ہو تجھے اُسپر حملہ کردینا چاہئے تاکہ کام ختم ہو جائے اور جسوقت علی نے اپنا کام درست اور انتظام مستحکم کرلیا تو میں یقین کرتا ہوں کہ ملک شام کو تیرے پاس نہ رہنے دے گا اور بغیر شام کے حجاز وعراق پر راضی ہوگا اور گو تیرے پاس حجاز وعراق نہیں شام تیرے قبضہ میں ہے تو اسی پر خوش رہیگا معاویہ نے کہا اے حجاج واللہ تو سچ کہتا ہے میں عثمان کی مدد نہ کرنے سے سخت پشیمان ہوں اُسنے مجھسے مدد مانگی میں نے مدد نہ کی اگر میں اسکی مدد کرتا تو اسکا کوئی کچھ نہ کرسکتا مجھے اس بات کا بڑا غم ہے پھر اُسنے اسی مضمون کا قصیدہ لکھا وفات عثمان پر بہت کچھ حسرت و افسوس اور اسکی امداد میں سستی وکاہلی کرنے کے حالات اسمیں درج کئے ماسوا اسکے خون طلبی اور انتقام کشی کے جو خیالات دل میں پکائے جا رہے تھے اُنہیں بھی ظاہر کردیا اب یہ قصیدہ مشہور ہو گیا۔ اور مدینہ میں بھی جا پہنچا مغیرہ بن شعبہ بشکر امیر المومنین علی کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا اگر آپ قبول فرمائیں تو مجھے کچھ عرض کرنا ہے آپنے اجازت دی کہ بیان کر مغیرہ نے کہا آپ معاویہ کیطرف سے خبردار رہیں وہ عثمان کے چچا کا بیٹا ہے اور ملک شام اسکے قبضہ میں ہے میں آپکی خلافت کی مخالفت میں کسی سے اسقدر اندیشہ نہیں کرتا جسقدر معاویہ کی مخالفت سے اگر آپ مناسب سمجھیں تو بالفعل اُسے دلاسا دینا چاہئے اور ملک شام اسی کے پاس رہنے دیں بلکہ ایک جدید دستاویز اسکے پاس بہیجدی جائے کہ وہ خوش ہو کر کوئی اور اراده نکرے تیرا اطراف وجوانب کے اور دشمن بھی جب اس خبر کو سنینگے کہ امیر المومنین علی نے معاویہ کی دلداری فرماکر ملک شام بحال وقائم رکھا ہے تو آپکی طرف مائل ہو جائینگے اور آپکی اطاعت ومتابعت کی رغبت کرینگے اسطرف دوست اور دشمن سب احاطۂ فرمانبرداری میں آجائینگے اور جملہ انتظام ٹھیک ہوکر علاقے سرسبز وآباد ہو جائینگے میری یہی رائے ہے جو عرض کردی گئی آئندہ جو حضور کی رائے ہو آپنے فرمایا اے مغیرہ تیری رائے بہت درست ہے اور میں بھی خوب سمجھتا ہوں کہ مجھے معاویہ کیطرف سے ہوشیار رہنا چاہئے مگر جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو فرمان الہی عز من قائل ما کنت متخذ المضلین عضدا نازل ہوا ہے۔ معاویہ کے حق میں رعایت کرنے سے روکتا ہے مجھے معاویہ کے ظلم اور اسراف کا حال بخوبی معلوم ہے میں نہیں چاہتا کہ ایسے مسلمانوں کا والی بنائے رکھوں یا کسی اور علاقہ کا کام اس کے حوالہ کروں ہاں اُسکے خط لکھکر مسلمانوں کی متابعت سے مطلع کرونگا اور اپنی فرمانبرداری و اطاعت کیلئے ہدایت کرونگا۔ اگر وہ اپنی سعادتمندی سمجھکر اپنے افعال سے باز آگیا اور میری بیعت کرلی تو پھر اُسکے ساتھ رعایت کرنے میں کوئی کلام نہوگا۔ اور اگر اُسنے انکار کیا اور مخالفت اختیار کرکے جھگڑا اُٹھایا تو اُسکے معاملہ کا تصفیہ خدا پر چھوڑونگا اور منتظر رہونگا۔ کہ کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ مغیرہ نے کہا ان باتوں سے ہمارا صرف یہی مطلب تہا کہ امر خلافت وامامت کو رونق حاصل ہو آیا اسطرح فرماتے ہیں یقیناً معاویہ ان باتوں سے متاثر نہوگا اور معاملہ بہت طول پکڑ جائیگا۔ خدا نیک انجام کرے مغیرہ یہ کہکر حضرت علی کے پاس سے چلا گیا

اسواقعہ کے بعد جناب امیر نے شام کے ملاحظہ اور معاویہ سے ملنے کا یہ خیال کیا اسکی نسبت جو کچھ مصلحت وقت ہوا اسپر عملدرآمد کیا جائے قصد فرمایا۔

ابو ایوب انصاری امیر المومنین کے ارادہ سے مطلع ہو کر حاضرِ خدمت ہوا اور عرض کی مدینہ سے جانب شام آپکا سفر کرنا میری رائے میں خلافِ مصلحت ہے یہی بہتر ہے کہ آپ مدینہ میں قیام فرما رہیں شہر کو خالی نہ چھوڑیں کیونکہ مدینہ مرکزِ اسلام ہے اور معدنِ ایمان بمقام ہجرت رسول خدا ہے اور یہاں پر حضرت رسالتمآب کا روضۂ مطہر موجود ہے آپ کے واسطے یہ مقام عمدہ جائے پناہ اور مستحکم و مضبوط قلعہ ہے پہلے خلیفے بھی اسیجگہ رہے ہیں انہوں نے اس مقام کو کبھی خالی نہیں چھوڑا ہے۔ بوجوہات مذکورہ یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ بھی اسیجگہ قیام رکھیں یہانتک کہ امرِ خلافت کو استحکام حاصل ہو جائے اور جملہ اطراف کے مددگار اور سردار آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر سعادت بیعت سے مشرف ہولیں اور جمعیت فراہم ہو جائے اگر کسیطرف سے کوئی دشمن نمودار بھی ہوگا تو لوگوں کے اجتماع کے سبب اُسکو شکست دینا آسان ہوگا غرضکہ مدینہ کے قیام کے ساتھ بہت سی برکتیں شامل ہیں اور حضور ان باتوں کو بخوبی جانتے ہیں آپنے جوابدیا اے ابو ایوب جو کچھ تونے کہا بالکل ٹھیک ہے اور عین مصلحت اور مناسب وقت ہے لیکن لشکر اور مال دونوں عراق میں ہیں اور شام والوں کا کچھ بھروسا نہیں عراق میں میرے موجود ہونے سے شام کیطرف کا کھٹکا مٹ جائیگا لیکن تیری یہ رائے نہیں ہے تو میں نے بھی شام کا ارادہ فسخ کردیا اور تیرے ہی مشورہ کو اختیار کیا۔ غرضکہ مدینہ میں قیام فرما کر انتظام ممالک میں مصروف ہوئے اپنے بھانجے جعدہ بن ہبیرہ بن ابی وہب مخزومی کو بلا کر خراسان کی حکومت کا فرمان لکھدیا اور حکم دیا کہ وہاں پہنچکر خراسان کے باقی حصہ کو بھی جو ہنوز فتح نہیں ہوا ہے فتح کرلے پھر عبدالرحمٰن بن ابزی کو نواح ہامین کی حکومت کا فرمان تحریر کر کے اُس سمت بھیجدیا اسی طرح تمام اپنے عامل مقرر کر کے اُن علاقوں میں بھیجدیئے جو زیر فرمان تھے۔

## طلحہ و زبیر کی مخالفت کی ابتدا اور اُمّ المومنینؓ کی ہمراہ اُنکا بصرہ کیطرف جانا

جسوقت عثمان کے حادثہ اور علی ابن ابی طالب کے خلیفہ ہونے کی خبریں ہر طرف پھیل گئیں عبداللہ بن عامر کریز کو بھی جو عثمان کیطرف سے والی بصرہ تھا اطلاع ہوئی اُسنے اندیشہ کیا کہ امیر المومنین علیؑ حکومت بصرہ سے اُسے علیحدہ کردیں گے اور کسی اور کو حاکم بنائینگے اسلیئے آدمی بھیجکر تمام لوگوں کو جامع مسجد میں فراہم کیا اور کہا اے لوگو عثمان کو دشمنوں نے ظلم سے قتل کردیا ہے اسکی بیعت کے حقوق کی حفاظت تمپر واجب بلکہ لازم تھی اور بعد اُسکے احسانوں کے حقوق ادا کیئے جائیں تو بہت ہی اچھی بات ہے میں نہیں چاہتا کہ عثمان کا خون ضائع جائے میں جبتک اُسکے قاتلوں کو پکڑ کر بطور قصاص قتل کرلونگا خاموش نہ رہونگا۔ تمنے علی ابن ابیطالب اور اُس گروہ کا حال جسنے اُن سے بیعت کرلی ہے سن ہی لیا ہے لازم ہے کہ مستعد ہو جاؤ اور سامانِ جنگ درست کرلو۔ اس کام میں مجھے مدد دو۔ بصرہ کے ایک نامور شخص نے کہا اے پسر عامر تم تو ہاتھ بکے ہوئے نہیں ہیں نہ تونے اس شہر کو بزورِ شمشیر فتح کیا ہے تو عثمان کی طرف سے حاکم مقرر تھا آج عثمان مارا گیا اور قاتل مدینہ میں موجود ہیں۔ عثمان کے بیٹے جو اس فعل کے وارث ہیں وہ بھی اسیجگہ ہیں جملہ مہاجر و انصار اور بڑے بڑے صحابہ اور بزرگانِ دین و ملت نے حضرت علی سے جنکا مرتبہ عالی اور شان رفیع اور جاہ جلال ظاہر ہے بیعت کرلی ہے اور سبنے آپ کی خلافت و امامت پر اتفاق کرلیا ہے اگر انہوں نے اس علاقہ کی امارت پر تجھی کو قائم رکھا اور نیا فرمان تحریر کر کے تیرے پاس بھیجدیا تو ہم تیرے فرمانبردار ہیں یہاں تک تیری اطاعت کو واجب و لازم سمجھینگے اور اگر تجھے موقوف کر کے کسی اور کو بھیجدیا تو ہم اُسکا حکم بجا لائینگے تو اسوقت کیا ارادہ رکھتا ہے جو ہم سے لشکر و اسلحہ طلب کرتا ہے۔ عبداللہ سمجھ گیا کہ بصرہ والے علی کے خلاف میرا ساتھ نہ دینگے پھر کچھ نہ بولا اور اپنے گھر کی راہ لی اور اپنا ایک نائب بصرہ میں مقرر کر کے خود آدھی آنکو بصرہ سے مدینہ کیطرف روانہ ہوا کہ وہاں پہنچکر حضرت علیؑ کی خلافت کے حالات دریافت کرے اور دیکھے کیا نتیجہ نکلتا ہے جب مدینہ میں پہنچا تو سب سے پہلے طلحہ اور زبیر سے ملا۔ انہوں نے کہا تونے کیا غضب کیا کہ بصرہ سے چلا آیا اور اُسے مفت ہاتھ سے کھو دیا وہاں کی دولت اور سامان سب چھوڑ دیا۔ شاید حضرت علیؑ سے ڈر گیا وہ تیرا کیا کرسکتا ہے تجھے اسوقت تک وہاں رہنا چاہئے تھا کہ ہم بھی تیرے پاس پہنچ جاتے۔

ولید بن عقبہ بن ابی معیط نے بھی اسے بصرہ سے چلے آنے پر ملامت کی اور کہا تجھے اُسجگہ ٹھہرنا چاہئے اس شہر کو ہرگز ہاتھ سے نچھوڑنا الغرض
امیر المومنین علیؑ کا کام بگڑنے لگا اطراف و جوانب سے خلل اندازیاں ہونے لگیں جا بجا حاسد اور دشمن آپ کے مقرر کئے ہوئے عاملوں کو خاطر میں
نہ لاتے اور وہ ناکام واپس آتے تھے صرف اہل بصرہ و کوفہ و مصر اور بعض مقامات حجاز آپکے فرمانبردار تھے حضرت علیؑ نے یہ حال ملاحظہ فرماکر
جان لیا کہ فتنہ و فساد کی آگ ضرور شعلہ زن ہوگی اپنے دوستوں کو بلا کر فرمایا جس بات سے میں ڈرتا تھا وہی ظاہر ہوئی مفسد اور بدمعاش
لوگوں کی جماعتوں نے فساد پھیلا دیا۔ میری اطاعت و فرمانبرداری سے نکلکر مخالفت و عداوت کا طریقہ اختیار کیا ہے۔ فتنہ کی مثال آگ جیسی ہے
کہ جسقدر زیادہ سامان پاتی ہے اور زیادہ شعلہ زن ہوتی ہے۔ مجھ سے جہانتک بن پڑیگا اس آتش فساد کے بجھانے میں سخت کوشش کرونگا اگر مقصد
دلی حاصل ہوا تو بہتر اگر انہوں نے اطاعت اختیار نہ کی تو اُن سے جنگ کرونگا یہانتک کہ احکم الحاکمین حق و باطل کا فیصلہ فرما دیگا اسی اثنا میں
ایک رات امیر المومنین کسی کام کیلئے باہر تشریف لیگئے تھے جسوقت ابوسفیان کی بیٹی زینب کے دروازے پر پہنچے تو آواز سُنی کہ ڈھولک کیساتھ کوئی
شخص کچھ اشعار گا رہا ہے اور مضمون یہ تھا طلحہ و زبیر امیر المومنین عثمان کے قتل میں برابر سعی کرتے رہے اور انہی نے یہ آتش فساد روشن کی اب جو
حضرت علیؑ سے بیعت کی ہے تو اسکی بھی کچھ اصل نہیں ضرور مخالفت اختیار کرینگے وہ بظاہر علیؑ کے دوست ہیں مگر دل میں دشمنی و مخالفت رکھتے
ہیں امیر المومنین نے دروازہ پر ٹھہر کر یہ تمام اشعار جو ڈھولک پر گائے جا رہے تھے سماعت فرمائے بہت ہی تعجب کیا بعدہ مراجعت فرماکر اپنے مکان پر ۴
تشریف لائے اور تمام شب اُن اشعار کی نسبت غور و فکر کرتے رہے بطلوع صبح کے وقت مسجد میں آکر نماز صبح ادا کی اور اپنے مخلص دوستوں
سے اُن اشعار کا ذکر کیا۔ انہوں نے کہا آپ کو بہ اطمینان کلی اور خاطر جمعی سے رہنا چاہئے اللہ تعالیٰ ہمیشہ اُس شخص کا حامی و محافظ
ہوتا ہے جو اپنے قول و اقرار پر ثابت قدم رہتا ہے عہد شکنی خلاف روی سے بچتا ہے اور جو شخص اپنے عہد و پیمان پر نہیں رہتا خدا اُس سے سخت
بیزار ہوتا ہے! اور عالموں کو اُسکے قول و فعل کی بے اعتباری پر خفیف تک نہ آوے دو تین روز کے بعد طلحہ و زبیر خدمت المومنین میں حاضر ہوئے
اور کہا ہم عمرہ کیواسطے مکہ جانا چاہتے ہیں اسلئے حاضر ہوئے ہیں کہ ہمیں اجازت ملجائے حضرت علیؑ نے فرمایا تم عمرہ کیواسطے مکہ نہیں جاتے
میں جانتا ہوں کہ تمہارے دلوں میں کیا سمایا ہوا ہے کیا میں نے شروع ہی میں تم سے نہ کہا تھا کہ مجھے خلافت کی خواہش نہیں میں تم سے بیعت کرونگا تم نے
نہ مانا اور قسمیں کھائیں کہ ہم آپ سے موافق رہینگے ہرگز مخالفت نکرینگے۔ بلکہ اپنے عہد و پیمان پر ثابت قدم رہیں گے اب تم کچھ اور ارادہ رکھتے
ہو اور کہتے ہو کہ مکہ جائیں گے اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کا حال خوب جانتا ہے اور تمہاری طبیعت سے بخوبی آگاہ ہے جہاں جانا چاہتے ہو جاؤ
یہ سنکر انہوں نے سر جھکائے کچھ نہ بولے چپکے ہی امیر المومنین کے پاس سے چلے آئے اور سفر مکہ اختیار کیا عبداللہ بن عامر نے جو عثمان کی خالہ کا بیٹا تھا اور
اُنکے ہمراہ تھا کہا تم نے بہت اچھا کیا کہ مدینہ سے نکل آئے خدا کی قسم میں ایک لاکھ شمشیر زن سپاہی تمہاری مدد کیلئے جمع کردونگا القصہ جبکہ یہ مکہ میں
پہنچے تو عائشہ صدیقہ جو بنی اُمیہ کی ایک جماعت کے ہمراہ وہاں موجود تھیں طلحہ و زبیر و عبداللہ بن عامر کے آنیکی خبر سنکر بہت ہی شاد ہوئیں اور امیر المومنین
علیؑ کی عداوت و مخالفت پر مستعد ہوکر بنی اُمیہ کو جنکے دلوں میں پہلے ہی سے علیؑ کی دشمنی سمائی ہوئی تھی شامل حال کرلیا۔ اور یہ صلاح ٹھہری کہ
خون کا بہانہ کرکے علیؑ سے جنگ کرنی چاہئے۔ عبداللہ بن عمر بھی اسوقت مکہ میں موجود تھا طلحہ اور زبیر اُسکے پاس آئے کہا عائشہ خون عثمان کے بدلہ
لینے کا ارادہ رکھتی ہے اور ہمارے ساتھ بصرہ جانیوالی ہے تجھے بھی ہمارا ساتھ دینا چاہئے لازم ہے کہ ہمارے ہمراہ بصرہ کو چلے کیونکہ خلافت کیلئے
تمام لوگوں سے تو ہی زیادہ حقدار ہے ہمسے جہانتک ہو سکیگا تیرے واسطے بہت ہی کوشش کرینگے اور ہر طرح سے تیرے حقوق ادا کرینگے تجھے صرف
ہمارے ساتھ رہنا چاہئے اور بیعت عثمان اور بیعت علیؑ کے شروع میں جو کچھ کہا تھا اُسکا خیال نہ کر ہمارا آج کا کہنا سچ سمجھ اور یقین کر کہ
جو ارادہ ہم کر رہے ہیں محض بہ نیت خالص حضرت رسولخدا کی اُمت کے واسطے ہے۔ عائشہ جسکی حرمت اور جلالت ظاہر ہے اس کام میں ہمارے ساتھ
ہے اور اسی میں مسلمانوں کی بہتری سمجھتی ہیں ہمیں یقین ہے کہ جو کچھ عائشہ فرماتی ہیں اور صلاح دیتی ہیں تجھے بھی اُس سے کچھ انکار نہ ہوگا۔

تو اُسکی مصلحت سے سرتابی نہ کریگا عبداللہ بن عمرؓ نے جواب دیا اے خواہر تم مجھے فریب دینا چاہتے ہو جسطرح دہوکہ دیکر خرگوش کو بھٹ سے نکالتے
ہیں تم مجھے گھر سے نکالنا اور پھر شیر کے منہہ میں یعنی علی ابن ابیطالب کے حوالہ کر دینا چاہتے ہو. تمہاری یہ باتیں مجھپر اثر نہیں کر سکتیں میں تم سے دہوکہ نہ
کھاؤنگا. اور لوگوں کو زر و سیم اور دنیاوی حقیر سامانوں سے فریب دیسکتے ہیں میں نے ان سب سے ہاتھہ اُٹھا لیا ہے ایک گوشہ میں بیٹھ رہوں اگر ایسی باتوں کا خواہاں
ہوتا تو جسوقت میرے باپ کی وفات کے بعد امر خلافت کو میرے واسطے پیش کیا تھا اور بلا محنت و مشقت اور بغیر فساد و مخالفت ہاتھہ آتی تھی قبول کر لیتا اب
میں نے ان تمام باتوں سے واسطہ نہیں رکھا صرف عبادت و طاعت الٰہی سے کام ہے میرا پیچھا چھوڑ دو اور کسی اور شخص کو اس کام کے لئے ڈہونڈو میں اُن
لوگوں میں سے نہیں جو تمہارے مکر و دغا سے دہوکہ کہا جائیں نہ مجھپر تمہاری باتیں اثر کر سکتی ہیں نہ میں تمہارے کہنے سے ڈگمگا سکتا ہوں عبداللہ
بن عمرؓ کی یہ باتیں سنکر انہوں نے سمجھ لیا کہ ہمارا جادو اسپر نہ چل سکا اور وہاں سے چلے گئے. حسب اتفاق اسیوقت یعلی بن منیہ عامل یمن جو عثمان کا مقرر
کردہ تھا چار سو اونٹ سونے سے لدے ہوئے یمن سے آیا. زبیر نے کہا اس قدر روپیہ ہمیں اسکے سے کچھہ قرض دے کہ اس مہم میں صرف کریں بعد ازاں ادا
کر دینگے یعلی بن منیہ نے ساٹھہ ہزار دینار قرض دیئے اور زبیر نے اس روپیہ سے لشکر کا سامان مرتب کر لیا اسکے بعد باہم مل جلکر مشورہ کیا کہ کس سمت
جانا چاہئے زبیر نے کہا شام کیطرف جانا اچھا ہے کیونکہ وہاں پر زر و مال اور لشکر موجود ہیں اور معاویہ علی سے خصومت رکھتا ہے وہ ہمارے آنے
سے خوش ہوگا اور اسکی اعانت سے بہت بڑے بڑے کام نکلینگے ولید بن عقبہ نے کہا شام اور معاویہ سے ہمیں کوئی فائدہ نہ پہنچیگا. کیونکہ جسوقت
امیر المومنین عثمان کو مخالفوں نے گھیر لیا تھا تو انہوں نے معاویہ سے مدد طلب کی تھی مگر اس نے ذرا مدد نہ کی بلکہ اس خیال سے کہ ملک شام بلا
راست اسکے قبضہ میں آجائے قتل عثمان کو اچھا سمجھا اب تم یہ اُمید رکھتے ہو کہ وہ تمہارے داخلہ شام سے خوش ہوگا. اور مدد دیگا یہ خیال بالکل
غلط ہے شام کا قصد نہ کرو بلکہ کسی اور سمت چلو معاویہ بھی اس حال سے مطلع ہو گیا کہ عائشہ و طلحہ و زبیر اور بنی امیہ کی جماعت علی کے خلاف اُٹھہ
کھڑے ہوئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ علاقہ شام میں داخل ہوں سخت ناراض ہوا. اُن کے واسطے چند اشعار ایسی طرح لکھے کہ یہ نہ جان سکیں کہ
کس نے تحریر کئے ہیں مضمون یہ تھا. عائشہ و طلحہ و زبیر کو نصیحت کرتا ہوں جس کے ماننے میں سراسر انکا فائدہ ہے کہ معاویہ کے پاس شام میں نہ جائیں
اور اسے ناخوش اور رنجیدہ نکریں کیونکہ معاویہ بڑا حیلہ باز شخص ہے جسوقت عثمان نے مجبور ہو کر مدد مانگی تھی تو اس نے مدد نہ دی تھی
اور یہ بخوبی سمجھہ سکتے ہیں کہ عثمان کے پاس نہ آنے اور مدد نہ دینے سے اسکا کیا مطلب تھا اگر معاویہ عثمان کی مدد کرتا تو یہ حادثہ نگذرتا
غرض اسی مطلب کے کچھہ شعر لکھہ کر ایک نامعلوم آدمی کے ہاتھہ مکہ میں بھیجے اور اس نے مکہ میں پہنچکر اُن لوگوں کے نشست خانہ کے مقابل ایک دیوار پر
وہ کاغذ چسپاں کر دیا طلحہ و زبیر نے جسوقت وہ کاغذ دیکھا اُتارا پڑھا سمجھہ لیا کہ یہ معاویہ ہی کی چال ہے اور سب اُسی کی باتیں ہیں شام کا ارادہ ملتوی
کر دیا اسکے بعد عائشہ اُم سلمہ زوجہ حضرت رسالتمآب کے پاس جو مکہ ہی میں سکونت پذیر تھیں پہنچیں کہا اے اُم سلمہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے جو تقرب تمہیں حاصل تھا ظاہر ہے اور تم اُن کی بیویوں میں سب سے بڑی ہو اور جس عورت نے اُن کے ساتھہ ہجرت کی تم ہی ہو اور
حضرت کے پاس جو تحائف آتے تھے وہ تمہارے ہی گھر میں پہنچائے جاتے تھے اور ہم سب کا حصہ تمہارے ہی گھر سے آتا تھا اب تمہیں معلوم ہوتا
ہے کہ عثمان کے حق میں مخالفوں نے کیسا کچھہ ظلم و ستم کیا ہے مجھے اُن لوگوں کے فعل پر اسلئے انکار ہے کہ انہوں نے عثمان سے توبہ کرانی چاہی
اُسنے توبہ کرلی پھر وہ باتیں پیش کیں جو اُنکو ناپسند تھیں خدا کی قسم وہ اُن سے بھی باز آگیا اسپر بھی انہوں نے اسکے کہنے کو سچ نہ سمجھا اور قتل
کر دیا. عبداللہ بن عامر کہتا ہے کہ بصرہ میں ایک لاکھہ شمشیر زن طلب خون عثمان کے لئے جمع ہو سکتے ہیں مجھے اندیشہ ہے کہ مبادا ان میں
جنگ اور خونریزی واقع ہو اسلئے طرفین کی صلح و صفائی کیواسطے میں وہاں جانا چاہتی ہوں تمکو بھی میرا ساتھہ دینا اور میرے ہمراہ
ہو کر اسطرف چلنا چاہئے کیا عجب کہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے یہ کام ہمارے ہاتھوں درست ہو جائے اُم سلمہ نے کہا اے دختر ابوبکر مجھے
سخت تعجب آتا ہے کہ تو اب خون عثمان طلب کرتی ہے کیا تو لوگوں کو اسکے قتل کے واسطے نہ بھڑکاتی تھی اور اسے پیر کفتار نہ کہتی تھی تجھے

خونِ عثمان کے طلب کرنے سے کیا تعلق - وہ بنی مناف میں سے تھا اور تو بنی تیم بن مرہ میں سے ہے تجھ میں اور اُس میں کوئی رشتہ داری نہیں پائی جاتی - میں نے اُسکی زندگی میں بھی تجھے اُسکا خیر خواہ نہیں دیکھا اب تو نے یہ کیا بدعت اختیار کی ہے کہ حضرت علی ابن ابیطالب کے خلاف جو رسولِ خدا کا چچیرا بھائی ہے قدم باہر نکالتی ہے اور اُن کی خلافت کو پسند نہیں کرتی ہے - حالانکہ جملہ مہاجر و انصار نے اُن سے بیعت کر لی ہے اور اُنکی امامت و خلافت کو بخوشی و رغبت قبول کر کے کمر بستہ خدمتگزاری میں سب اُن کی امامت پر متفق ہو گئے تو حضرت علی کی بزرگیوں اور فضیلتوں کو بھی خوب جانتی ہے عبداللہ بن زبیر اُم سلمہ کے سامنے کھڑا ہوا یہ باتیں سن رہا تھا بولا اے اُم سلمہ تم کب تک ایسی باتیں بناتی رہو گی ہم اپنے حق میں تمہاری دشمنی کو خوب جانتے ہیں کسی وقت بھی تم نے ہمیں عزیز نہیں رکھا نہ کبھی رکھو گی اُم سلمہ نے جواب دیا اے پسر زبیر تو کوئی وجہ نہیں پا سکتا ہے کہ مہاجر و انصار اور صحابہ اکابر علی کو جو مسلمانوں کا والی ہے چھوڑ دیں اور تیرے باپ سے بیعت کر لیں تو اور تیرا باپ جو اپنے آپ کو اس فساد میں مبتلا کرتے ہیں خوب سمجھ لیں کہ اس غوغا سے کوئی مطلب نہ بر آئیگا عبداللہ نے کہا میں نے حضرت محمد مصطفےٰ سے کبھی یہ کلمہ نہیں سُنا کہ علی مسلمانوں کا والی ہے اُم سلمہ نے کہا اگر تو نے نہیں سنا تو تیری خالہ یہاں موجود ہے اس نے ضرور سنا ہوگا میں یہ بات اسکے منہ پر کہہ رہی ہوں اُس سے پوچھ لے وہ تجھے بتا سکتی ہے کہ رسولِ خدا نے علیؑ کے حق میں کہا ہے کہ علی میری زندگی میں بھی اور میرے بعد بھی میرا خلیفہ ہے پھر کہا اے عائشہ کیا تو نے علیؑ کے حق میں زبانِ مبارکِ حضرت رسولِ خدا سے یہ بات سنی ہے اور گواہی دے سکتی ہے، عائشہ نے کہا ہاں یہی بات ہے اور میں نے رسولِ خدا کی زبان سے علی کے حق میں یہ بات سنی ہے اور میں اس امر کی گواہی دیتی ہوں - اُم سلمہ نے کہا اے عائشہ جب تو ان سب باتوں سے واقف ہے تو پھر کیوں علی کے مقابلہ پر نکلتی ہے اور اُن دغاباز لوگوں کے فریب میں کیوں آتی ہے - خدا سے ڈر اور اس بات سے جسکی جناب رسالتمآب نے تجھے خبر دی تھی اور جس سے حذر فرماتے تھے اپنے آپ کو بچا اور تجھے حضرت کی یہ نصیحت تھی کہ لا تکونی صاحب کلاب الحوئب ولا یغرنک الزبیر و طلحۃ فانھما لا یغنیان عنک من اللہ شیئا یعنی اے عائشہ ہرگز تو وہ عورت نہ ہونا جسپر حواب کے کتے بھونکیں اور زبیر و طلحہ تجھے فریب دیں کیونکہ وہ تجھ سے کسی بات کو اٹھا نہ رکھیں گے اور اُنکی بات کو قبول کرنے سے تجھے کوئی فائدہ نہ ہوگا اے عائشہ حضرت کے اس کلامِ مبارک کو نہ بھول اور جس وقت حضرت نے تجھے یہ وصیت کی تھی اُسے یاد کر عائشہ کو اُم سلمہ کی باتیں پسند آئیں ناراض ہو کر ان کے پاس سے چلی آئیں اور بمعیت زبیر و طلحہ و جماعت بنی اُمیہ مکہ سے جانب بصرہ کوچ کیا جب یہ لوگ مکہ سے نکل گئے تو اُم سلمہ نے حضرت امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالب کو اس مضمون کا خط لکھا کہ امیر المومنین علی کو معلوم ہو کہ طلحہ و زبیر اور عائشہ نے مکہ میں جمعیت فراہم کر کے یہ تجویز کی ہے کہ خونِ عثمان کے خواستگار ہوں اور عبداللہ بن عامر کی ہمراہ بصرہ کیطرف گئے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے ارادوں کو آپ کے ہاتھ سے برباد کرے اگر اللہ تعالیٰ عورتوں کو گھر سے نکلنے کی ممانعت نہ فرماتا اور جناب رسالتمآب اس امر کی سخت تاکید نہ فرماتے تو میں اُم سلمہ ضرور گھر سے نکلتی اور آپ کے لشکر کے ہمراہ اُن کے مقابلہ پر جاتی لیکن مجبور ہوں اللہ تعالیٰ کے حکم اور محمد مصطفےٰ کے ارشاد کے خلاف حرکت نہیں کر سکتی عمر بن ابی سلمہ کو جو میرا فرزند ہے اور جسے حضرت بہت چاہتے تھے آپکی خدمت میں بھیجتی ہوں کہ جس خدمت کے لئے حکم دو گے بجا لائیگا پھر خط بند کر کے اپنے بیٹے عمر کے حوالہ کیا اور خدمت جناب امیر میں بھیجدیا - عمر بن ابی سلمہ نہایت ہی پرہیزگار اور عالم و عاقل شخص تھا حضرت علی اُسکے آنے سے بہت خوش ہوئے اور اُم سلمہ کا مضمونِ خط پڑھکر اُن کی عفت اور اصلاح اور سلامتی عقل و دیانت کی بہی تعریف کی اُم الفضل دختر حارث نے بھی آپ کی خدمت میں خط بھیجا کہ امیر المومنین کو واضح ہو کہ طلحہ و زبیر و عائشہ بصرہ کا قصد رکھتے ہیں اور لوگوں کو آپ کے مقابلہ اور جنگ کیلئے ترغیب دلاتے ہیں اور یہ مشہور کیا ہے کہ ہم خونِ عثمان کا بدلہ لینگے وہ عنقریب بصرہ کیطرف جانے والے ہیں اللہ آپ کا مددگار رہے - تم حق پر ہو اور انشاءاللہ بہت جلدی مظفر و منصور ہوگے والسلام یہ خط قبیلہ جہینہ کے ایک شخص ظفر نام کو جو بڑا عقیل اور فصیح تھا دیا اور سو دینار حوالہ کر کے کہا اسقدر تو اب ہے اور اس کام کے بعد بھی تیرے ساتھ سلوک کروں گی جو بس

بلیغ نہایت جلدی خدمت امیر المومنین علی علیہ السّلام میں پہنچکر یہ خط اُنکے حوالہ کرجہنی روانہ منزل مقصود ہو کر نہایت تیز روی سے سفر طے کر کے
مدینہ کے متصل پہنچا اور امیر المومنین کے دوستوں سے ملا انہوں نے پوچھا تو کسطرف سے آتا ہے اور کیا خبر لایا ہے جہنی نے تمام کیفیت اور حالات
بیان کئے اور خط خدمت جناب امیر میں پیش کیا آپ نے مضمون خط سے آگاہ ہو کر محمد بن ابی بکر کو بلایا اور کہا تو نے کچھ سنا کہ تیری بہن عائشہ
نے کیا ارادہ کیا ہے۔ اول اس گھر سے نکل کھڑی ہوئی جہاں رہنے کیلئے خدا نے حکم دیا ہے دوسرے طلحہ و زبیر کو میری مخالفت اور دشمنی پر
آمادہ کیا اور جمعیت بہم پہنچا کر میرے مقابلہ کیلئے بصرہ کیطرف گئی ہے۔ محمد بن ابی بکر نے سنکر عرض کی کہ اے امیر المومنین سہل سی بات ہے اللہ
تعالیٰ آپ کا مددگار ہے ظفر مند فرمائیگا اور تمام مسلمان آپ کے ساتھ اور خدمت کے لئے کمربستہ ہیں انشاء اللہ نتیجہ آپ کے منشاء عالی کے مطابق
ہوگا۔ جناب امیر نے لوگوں کو مسجد میں طلب کیا اور فرمایا اے لوگو اللہ تعالےٰ نے ہمارے پاس اپنا راست گو پیغمبر بھیجا اور ایک ایسی کتاب
عطا کی جو حق اور باطل کو علیحدہ کرتی ہے کتاب الٰہی اور فرمان رسالت پناہی کیمطابق نہ چلنا اور شک و شبہ اور بدعت کو اختیار کرنا موجب ہلاکت
و بربادی ہے خدائے عزّ و جل کے امر و نہی کی حفاظت کرنا اور سیّد المرسلین کے ارشاد کی تعمیل کرنا سبب نجات و درجات عالیہ ہے ہمیشہ عبادت الٰہی میں
مصروف رہو اپنی دینی و دنیوی اصلاحیں صاحب الامر کی اطاعت اور پیروی پر منحصر سمجھو آگاہ ہو کہ طلحہ اور زبیر کو میری خلافت پسند نہیں آئی
دشمنی حسد اور بغاوت نے انہیں میرے مقابلہ کیلئے آمادہ کیا ہے انہوں نے جمعیت فراہم کی ہے اور مکہ سے جانب بصرہ گئے ہیں میرا ارادہ
ہے کہ اسطرف جاؤں اور انہیں راہ راست پر لانیکی سعی و کوشش کروں اگر وہ فرمانبرداری کے راستے پر نہ آئے اور جنگ کرنی چاہی تو اُن
سے جنگ کرونگا یہانتک کہ اللہ تعالےٰ ہمارے درمیان فیصلہ فرمادے وھو خیر الحاکمین۔ لازم ہے کہ مستعد ہو کر سامان جنگ درست کرلو
امیر المومنین کی یہ بات سنتے ہی سب نے بجان و دل قبول کیا۔ ہاں جسوقت عائشہ اپنی جمعیت کے ساتھ مکہ سے نکلکر جانب بصرہ روانہ
ہوئیں تو صبح کیوقت حواب پانی پر پہنچیں اُس بستی کے کتے بھونکنے لگے عائشہ نے دریافت کیا اس پانی کا کیا نام ہے لوگوں نے کہا اسے حواب
کہتے ہیں آپ نے کہا مجھے واپس لے چلو اور کئی دفعہ اس کلمہ کو کہا لوگوں نے پوچھا کیا سبب ہے جو آپ ایسا فرماتی ہیں کہا آنحضرت صلعم
رسالتمآب سے میں نے سن رکھا ہے وہ فرماتے تھے کہ میری بی بیوں میں سے ایک بی بی حواب پر پہنچیگی اور اس بستی کے کتے اسپر بھونکیں گے
اے حمیرا خبردار تو وہ بی بی نہونا اب میں کسیطرح بھی تمہارا ساتھ نہیں دے سکتی اس بستی سے واپس چلونگی اُن لوگوں نے بہت سی تسلی دی
اور اسجگہ قیام کردیا سورج نکلنے کے بعد عبداللہ بن زبیر نے فریب کا منتظم اس بستی کے پچاس آدمی بلا لایا اور سب سے گواہی دلوادی کہ اس
پانی کا نام حواب نہیں ہے تم بوقت شب اس سے آگے بڑھ آئے ہو وہ جگہ تم سے بہت پیچھے نکل گئی ہے۔ اسلام میں سب سے پہلے جھوٹی گواہی یہی
ہوئی ہے پچاس مسلمانوں کی اسطرح کی گواہی پر عائشہ رضی اللہ عنہا نے اعتماد کرلیا اور اُنکے ہمراہ ہوئیں جب بصرہ کے قریب پہنچے تو عثمان
بن حنیف جو امیر المومنین علی کیطرف سے حاکم بصرہ تھا علی کے دوستداروں کی جمعیت ہمراہ لیکر بصرہ سے نکلا اور معرکہ آرائی کا قصد کیا پھر سوچا
کہ شاید حضرت علی لڑائی کو پسند نہ فرمائیں تامل کیا اور کچھ آدمیوں نے بیچ میں پڑ کر طرفین کو سمجھایا اور اس قرارداد پر صلح کرادی کہ اس
وقت تک خزانہ اور دار الامارت عثمان بن حنیف کے قبضہ میں رہے کہ حضرت علی تشریف لے آئیں پھر جیسا کچھ وہ عمل میں لائیں دیکھا جائیگا
دونو گروہ اس بات پر راضی ہوگئے ایک عہدنامہ لکھا گیا اور طرفین کے دستخط ہوگئے طلحہ و زبیر و عائشہ نے خریبہ موضع میں قیام کیا اور
اپنے مقصد اور ارادہ کی نسبت صلاح و مشورہ کرنے لگے احنف بن قیس کو بلوا بھیجا وہ حاضر ہوا تو کہا ہمارا ارادہ ہے کہ خون عثمان کا بدلہ
لیں کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ انہیں ظلم و ستم سے قتل کیا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ تو بھی ہمارا ساتھ دے اور اعانت کرے اسنے جواب دیا اے ام المومنین عائشہ
لازم ہے کہ آپکی زبان سے سوائے سچ اور راستی دوسرا کلمہ نہ نکلے ظاہر و باطن کے جاننے والے خدا کی قسم دلاکر میں ایک بات دریافت کرتا ہوں
جو کچھ آپنے فرمایا تھا وہی بیان کرنا عائشہ نے پوچھا وہ کیا بات ہے احنف نے کہا جسدن امیر المومنین عثمان کو لوگوں نے گھیر رکھا تھا اور ارادہ قتل

رکھتے تھے میں نے آپ سے دریافت کیا تھا کہ عثمان کو قتل کردیں تو میں کسکی بیعت اختیار کروں تم نے یہ کہا تھا کہ علی ابوطالب سے بیعت کر لینا کیوں یہی بات تھی یا نہیں عائشہ نے کہا ہاں یہی کہا تھا اے احنف میں نے اس روز تجھ سے ایسا ہی کہا تھا لیکن پھر ایسی باتیں ظاہر ہوئیں جنسے تیری نسبت ہم بخوبی واقف ہیں احنف نے کہا میں یہ نہیں جانتا مگر علی ابن ابوطالب کے ساتھ جو رسول کا بھائی اور داماد ہے جنگ نہ کرونگا. خاصکر اسوقت میں کہ جملہ مہاجر و انصار و صحابہ اکابر اور عربی قبیلوں کے سرداروں و بزرگوں نے اسکی بیعت اختیار کر لی ہے اور اسکی خلافت و امامت پر متفق ہوگئے ہیں یہ کہکر وہاں سے چلا آیا اور اپنی قوم بنی تمیم کو بلا کر جو چار ہزار جوان تھے وہاں سے کوچ کیا اور دو فرسنگ کے فاصلہ پر جا پڑا. طلحہ و زبیر نے عثمان بن حنیف عامل امیر المومنین کے ساتھ صلح اور اس قرارداد کے بعد کہ ایک دوسرے کے خلاف کوئی حرکت نہ کرینگے صلاح کی کہ کسیطرح عثمان اور دوستداران علی کو جو اُسکے ہمراہ ہیں قتل کر دینا چاہیئے. غرض اس ارادہ کو مصمم کر کے بوقت شب عثمان بن حنیف اور اُسکی قوم کو جا گھیرا. علی کے تمام دوستداروں کو قتل کر دیا. اور چاہا کہ عثمان کو بھی مار ڈالیں مگر انہی میں سے ایک شخص نے کہا عثمان انصار میں سے ہے اسکے عزیزوں اور رشتہ داروں کا جتھا بے شمار ہے اگر اسے مار ڈالوگے تو وہ خاموش نہ رہیں گے بلکہ سب کے سب جنگ کرنے اور بدلہ لینے کیواسطے تمہارے مقابلہ پر اُٹھ کھڑے ہونگے جس سے بڑی بڑی خرابیاں واقع ہونگی اس بات کو سنکر قتل سے باز آئے لیکن سر اور ڈاڑھی و مونچھوں بھووں اور پلکوں کے تمام بال اُکھاڑ اور مونڈ مانڈ کر نہایت ہی ذلت و خواری کے ساتھ چھوڑ دیا عائشہ نے عبداللہ بن زبیر اور محمد بن طلحہ کو پیشنماز قرار دیا کہ ایکدن ایک نماز پڑھائے دوسرے دن دوسرا حضرت علی بھی اپنے لشکر کو مرتب فرما کر مدینہ سے روانہ ہوئے مقام ربذہ میں پہنچکر سنا کہ طلحہ و زبیر نے بصرہ میں عثمان بن حنیف پر بعالم بیخبری چھاپہ مار کر جملہ دوستداروں کو قتل کر دیا ہے اور عثمان کی سخت فضیحت کی ہے آپ نے وہاں سے کوچ کر کے منزل ذی قار میں نزول اجلال فرمایا اور اپنے بیٹے حضرت امام حسن علیہ السلام کو عمار یاسر کے ساتھ کوفہ بھیجا کہ وہاں سے فوج فراہم کر کے اس قوم کے مقابلہ کیلئے بصرہ میں پہنچ جائیں حضرت امام حسن اور عمار یاسر داخل کوفہ ہو کر جامع مسجد میں آئے لوگونکو بلا کر فرمایا کہ بہت جلدی جنگ کی تیاری کر کے امیر المومنین کی مدد کیواسطے چلو ابو موسیٰ اشعری جو حضرت علی کیطرف سے کدورت رکھتا تھا اُٹھکر بولا اے اہل کوفہ خدا سے ڈرو اپنے آپکو ہلاکت میں نہ ڈالو مسلمانوں سے جنگ کرنیکو ناجائز سمجھو اور اُس آیت کو جسمیں اندریں باب تنبیہ اور تاکید الٰہی ہے یاد کرو من یقتل مومنا متعمدا فجزاوہ جہنم خالدا فیہا وغضب اللہ علیہ ولعنہ واعد لہم جہنم وساءت مصیرا - عمار یاسر کو اس بات پر غصہ آیا فوراً اُٹھکر اسے دھکا زید بن صوحان اور اُسکے ہمراہی اور دوستداران علی کھڑے ہوگئے اور تلواریں کھینچ لیں کہ جو شخص امیر المومنین علی علیہ السلام کی اطاعت اور فرمانبرداری سے باہر ہوگا ہم شمشیر آبدار سے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دینگے ابو موسیٰ اشعری نے کہا تمہیں خاموش رہنا چاہیئے کیونکہ عائشہ نے مجھے خط لکھکر حکم دیا ہے کہ اہل کوفہ کی دلجوئی کروں اور ہدایت کردوں کہ آرام سے اپنے گھروں میں بیٹھے رہیں اور جسوقت کوئی امر پیدا ہوئے اُسے عمل میں لائیں عمار یاسر نے کہا اگر عائشہ نے کہا ہے کہ اہل کوفہ کو اپنے گھروں سے نہ نکلنے دے تو حضرت علی کا حکم ہے کہ ہم کوفہ کے لوگوں کو فراہم کر کے اُن کی خدمت میں پہنچا دیں کیونکہ انکا ارادہ ہے کہ جن لوگوں نے آپ سے مخالفت اختیار کر کے فتنہ و فساد کی آگ بھڑکائی ہے اُن سے معرکہ آرا ہوں زید بن صوحان عبدی نے کہا اے کوفہ والو یہی بہتر ہے کہ ہم امیر المومنین کا حکم بجا لائیں اور اُن کی خدمت میں جا پہنچیں جس سے سیدھا راستہ نصیب ہو پھر عمار یاسر نے سمجھایا کہ اے لوگو یہ ضروری بات ہے کہ کوئی شخص اس امر کا منتظم ہو اور وہ ایسا قوی حاکم ہونا چاہیئے جو ظالموں کو روک سکے اور مظلوموں کی مدد کر سکے میں جانتا ہوں کہ اس کام کو جناب علی مرتضیٰ وصی و برادر محمد مصطفےٰ سے بہتر اور کوئی شخص نہیں کر سکتا انہوں نے مجھے اور اپنے فرزند حسن کو بھیجکر تمہیں اسواسطے طلب کیا ہے کہ بعض شخصوں نے انکی مخالفت پر کمر بستہ ہو کر لشکر جمع کیا ہے اور حضرت علی رسول خدا کے چچا زاد بھائی اور انحضرت کی حرم عائشہ اور طلحہ و زبیر بصرہ میں جمع ہوئے ہیں تم وہاں چلو اور دیکھو کہ حق کسطرف ہے جسطرف سچائی پاؤ اُسکی فرمانبرداری اختیار کرنا اسکے بعد حضرت امام حسن فرزند دلبند علی ابن ابیطالب نے فرمایا اے لوگو عنقریب تمام آدمی اس ایک شخص کے

ساتھ ہو جانا چاہتے ہیں جسے لوگوں نے منظور کر لیا ہے۔ ہم تمہیں طلب کرتے ہیں تم ہمارا کہنا مانو اور اس واقعہ میں جو درپیش ہے ہماری مدد کرو خدا کی قسم جو شخص اس معاملہ میں ہماری اطاعت کریگا وہی نیک بخت اور دین و دنیا میں سعادتمند ہوگا ابوقیم بن مجمع عامری نے اٹھکر کہا اے لوگو امیر المومنین ہمیں طلب فرماتے ہیں اور اپنے فرزند کو ہماری طلب کیلئے بھیجا ہے اُنکا حکم ماننا چاہئے لازم ہے کہ بہت جلدی انکی خدمت میں حاضر ہوجائیں اور جو کچھ تمہیں کرنا یا نہ کرنا ہے وہ بیان کردو الغرض کوفہ والوں نے امام حسنؑ اور عمار یاسر کا کہنا مان لیا نو ہزار دو سو جوان فراہم ہوئے کچھ تو دریا کے راستے سے اور کچھ خشکی کیطرف سے حضرت علیؑ کی خدمت میں روانہ ہوئے جب قریب آپہنچے تو جناب امیرؑ ان کے پاس آئے اور مرحبا کہا۔ سردار اور بزرگ اشخاص کو قریب بلا کر بٹھایا اور فرمایا اے کوفہ والو میں تمہاری شجاعت اور مردانگی کو خوب جانتا ہوں۔ تمہاری نیک خصلتوں اور مبارک عادتوں سے آگاہ ہوں تم ارادہ اور احتیاط کے ایسے مضبوط ہو کہ اسکے بیان کرنیکی کچھ حاجت نہیں ہے تمہارا ایرانی بادشاہوں سے مقابلہ کرنا ان کے خزانوں اور نفیس سامانوں کو حاصل کرنا بعد ازاں اپنے شہر کی حفاظت کہ مقتضائے عقل تھی عمل میں لانا تمام عالم میں مشہور ہے تمہاری یہ نیک عادت بھی کہ جو شخص تم سے مدد طلب کرتا ہے اسکی امداد کرتے ہو عیاں ہے۔ غرض مجھے اسوقت ایک مہم درپیش ہے ان دوستوں اور بھائیوں ہی کی ایک جماعت نے جنسے مجھے مخالفت اور دشمنی کی امید نہ تھی عداوت کی راہ سے ہاتھ پاؤں نکالے ہیں اور میری موافقت سے منحرف ہو کر بصرہ میں لشکر جمع کیا ہے اور چاہتے ہیں کہ معرکہ آرا ہوں تم میرے ہمراہ بصرہ چلو وہاں پہنچکر دیکھیں ان لوگوں کا کیا خیال ہے اول میں انہیں فہمایش کرونگا کہ راہ راست پر آجائیں اور اگر مقابلہ پیش آئے تو میں بھی ان کی آتش فساد کے بجھانے میں سعی کرونگا یہانتک کہ خدا کی مرضی ظاہر ہوجائے امیر المومنین کی زبان مبارک سے یہ کلام سنکر تمام سرداروں اور امیروں نے بجان و دل اطاعت کا اظہار اور اپنے آپ کو خدمتگذاری کے لئے پیش کیا آپنے ذیقار میں فوج کا جائزہ لیا مدینہ مصر اور نواح حجاز سے جو فوجیں آئی تھیں انکا شمار چھ ہزار تھا اور نو ہزار کوفہ اور ہر سمت سے سپاہ آ آکر شریک لشکر ہوتی جاتی تھی یہانتک کہ ذی قار ہی کے مقام پر انیس ہزار کی جمعیت ہوگئی اب امیر المومنینؑ اس لشکر کے ہمراہ ہو کر بصرہ کا رخ کیا اور سپاہی پیشہ آدمی آ آکر شامل افواج ظفر موج ہوتے رہے

## جنگ جمل کا حال اور بے شمار لوگوں کا مارا جانا

طلحہ و زبیر یہ خبر سنکر کہ امیر المومنین لشکر آراستہ کے ہمراہ قریب بصرہ آپہنچے ہیں جنگ کی تیاریاں کر کے فوج کثیر کے ہمراہ شہر سے نکلے دایاں بایاں دستہ اور آگے پیچھے کی فوجکو قرینے سے قائم کر کے طلحہ کو سواروں کی نگرانی پر مقرر کیا اور عبداللہ بن زبیر نے پیادوں کا انتظام اپنے ذمہ لیا میمنہ کے سوار مروان بن حکم کے حوالہ ہوئے اور میمنہ کے پیادے عبدالرحمن بن عتاب بن اسلم کی سپردگی میں آئے میسرہ کے سواروں پر ہلال بن وکیع سردار ہوا اور پیدلوں کے میسرہ پر عبدالرحمن بن حارث بن ہاشم سواروں کے قلب میں عبداللہ بن عامر بن کریز نے جگہ لی اور پیادوں کے قلب میں حاتم بن بکیر باہلی نے۔ سواروں کے جناح پر عمر بن طلحہ اور پیادوں کے جناح پر مجاشع بن مسعود سلمی مقرر ہوگئے اس انتظام سے میدان جنگ میں نکلے جناب امیرؑ نے سنا کہ طلحہ و زبیر نے میدان میں نکلکر فوج کو ترتیب جنگ دی ہے۔ سپاہ کے امیروں حجاز کے شریفوں اور کوفہ و مصر کے مددگاروں سے کہا کہ طلحہ و زبیر میدان میں نکل آئے ہیں اور سپاہ کو آراستہ کر کے جنگ کے لئے مستعد ہیں تم کیا بہتر سمجھتے ہو۔ ہمیں جنگ کرنی چاہئے یا انکی اطاعت منظور کر لیں سب سے پہلے رفاعہ بن شداد بجلی نے کہا ہم خوب جانتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ مخالف گمراہ ہیں اور آپ حق پر ہیں راہ راست آپ کی طرف ہے اور دین بھی۔ دین کی حفاظت کرنا آپ کی خصلت ہے اگر وہ نرم ہوں تو بیشک آپ بھی ان کے ساتھ نرمی اختیار کریں اور اگر وہ خیال جنگ رکھتے ہوں تو ان سے لڑیں ہم خدائے تعالیٰ کی مدد اور بھروسے پر ان کے دفعیہ کے لئے کمر بستہ ہیں۔ جہانتک ہم سے ہو سکے گا اس مہم میں جان و دل سے سعی کیجائے گی ورا کی

گوارا نہو گی کیونکہ آپ حق پر ہیں اور حق آپ کے ساتھ ہے آپ کو اس مہم سے مطمئن رہنا چاہئے جب دونوں فوجیں ایک دوسری کے مقابل ہوئیں تو زبیر کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے جسکی کنیت ابو الجرباتھی زبیر سے کہا اس سے بہتر اور کوئی تدبیر نہیں کہ میں بوقتِ شب اُن پر چھاپہ ماروں کیونکہ چھاپہ مارنا بھی شجاعت اور مردانگی کا نشان ہے اور اس تدبیر سے جلدی مطلب برآری ہو جاتی ہے زبیر نے کہا اے بھائی ہمکو معرکہ آرائیوں میں بہت سے تجربے ہوئے ہیں اور بہت سی باتیں معلوم ہیں جو کسی دوسرے کے وہم و گمان میں نہیں آسکتیں یہ دونوں فوجیں جو آج میدان میں پڑی ہوئی ہیں مسلمان ہیں اور مسلمانوں پر چھاپہ مارنیکا دستور نہیں ہے ہم نے جناب رسالتمآب سے سُنا ہے کہ کسی دستہ کو چھاپہ مارنیکا حکم دیا ہو۔ علاوہ ازیں علی وہ شخص نہیں جسے غافل تصور کر سکیں مجھے یونہی فتح پانیکی اُمید ہے اسی اثنا میں احنف بن قیس اپنی جمعیت کے ساتھ خدمتِ امیر المومنین میں حاضر ہوا اور عرض کی اے ابو الحسن بصرہ والے کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے ہم پر فتح پائی تو مردوں کو قتل اور زن و فرزند کو اسیر کرینگے آپ نے فرمایا مجھ سے ایسا کام ہرگز نہو سکیگا اہل بصرہ مسلمان ہیں کفار کے اہل و عیال لونڈی غلام بنائے جاتے ہیں اے احنف میں نہیں جانتا کہ تیرا کیا خیال ہے تو ہمارے ساتھ ہے یا نہیں احنف نے کہا سبحان اللہ یہ کیا بات ہے آپ کو ابتک میری دوستی پر شک ہے آپ دو کاموں میں سے ایک کام کی نسبت جسکی خدمت مجھ سے لینی منظور ہو فرمادیں۔ آپ چاہیں تو دو سو آدمیوں کے ساتھ آپکی خدمت میں حاضر رہکر جنگ کروں یا آپ فرمائیں تو چار ہزار شمشیر زن جوانوں کو آپ کے مقابلے سے ہٹا دوں امیر المومنینؑ نے فرمایا۔ میں اسے اچھا سمجھتا ہوں کہ مقابلہ پر سے چار ہزار آدمی ہٹا دئے جائیں۔ احنف نے کہا انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔ آپ اطراف سے تسلی رکھیں اسکے بعد وہ چلا گیا اور اپنے ہمراہیوں سے جا ملا۔ اب طلحہ و زبیر نے اپنی فوج کا جائزہ لیا تیس ہزار سوار اور پیدل گنتی میں آئے۔ وہاں سے کوچ کر کے موضع زابوقہ میں آن پڑے امیر المومنین کو اسکے آگے بڑہ آنیکی خبر ہوئی آپ اُٹھے اور خطبہ پڑھا اللہ تعالیٰ کی اقسام عطیات اور نعمتوں کا ذکر کیا اور جناب رسالتمآب صلعم کی روح مقدس پر درود بھیجا۔ پھر فرمایا اے لوگو مجھے اپنے بھائیوں اور دوستوں سے تین کام آپڑے ہیں جنکا ذکر قرآن شریف میں بھی موجود ہے۔ بغاوت۔ بیوفائی۔ اور دغا۔ بغاوت ظلم و حسد کا نام ہے جسمیں میرے بھائی اور دوست میرے خلیفہ رسول خدا ہونیکے وقت سے مبتلا ہیں وہ چاہتے ہیں کہ جس لباسِ خلافت کو اللہ تعالیٰ نے میرے جسم پر موزوں فرمایا ہے اُسے مجھپر سے اُتار لیں۔ پھر مجھ سے رضامند ہوں مگر اسمیں وہ کامیاب نہیں ہو سکتے بیوفائی کی یہ کیفیت ہے کہ یہی لوگ جنہوں نے میری مخالفت اختیار کی بخوشی میری بیعت میں آئے تھے اور بڑی سخت قسمیں کھائی تھیں کہ ہم اپنے عہد و پیمان سے نہ پھرینگے اب قول و قسم کے خلاف کر رہے ہیں اور اپنے عہد و پیمان کو توڑ ڈالا ہے رہی دغا حسد اور بیوفائی کے بعد بد اندیشی اختیار کی ہے اور فریب کا شبہہ رکھا ہے جس سے انکا منشا یہ ہے کہ مجھ سے خلافت لے لیں اللہ تعالےٰ نے کلام مجید میں ان تینوں مذموم عادتوں کی نسبت فرمایا ہے انما بغیکم علیٰ انفسکم و من نکث فانما ینکث علیٰ نفسہ و لا یحیق المکر السیٔ الا باھلہ ان تینوں مبارک کلموں کا ماحصل یہ ہے کہ حسد بے وفائی اور مکر کا وبال اُس شخص پر پڑتا ہے جو ان بُری خصلتوں کو اختیار کرتا ہے مثل مشہور ہے من حفر بیرا لاخیہ جبا وقع فیہ منکبا یعنی جسنے اپنے بھائی کے واسطے کنواں کھودا وہ اسمیں منہ کے بھل گرتا ہے مدعا یہ کہ برائی مت کر تیرا ہی برا ہوگا دوسرے کے واسطے کنواں نہ کھود۔ تو خود ہی اسمیں گر پڑے گا۔ مشکل کا مقام ہے کہ دنیا میں چار آدمی چار باتوں میں اپنا نظیر نہیں رکھتے اور وہ چاروں میرے خلاف ہو کر عداوت و دشمنی پر کمر بستہ ہیں اور جناب مصطفےٰ صلعم کے بعد سے کسی شخص کو ان چار جیسے شخصوں سے خصومت پیش نہیں آئی اُن میں سے ایک زبیر بن عوام جس سے زیادہ بہادر شہسوار کوئی نہیں ہوا دوسرا طلحہ بن عبد اللہ جس سے زیادہ مکار شخص دنیا میں کسی نے نہ دیکھا ہوگا۔ تیسری عائشہؓ ہے دنیا میں کسی شخص کی لوگوں نے ایسی فرمانبرداری نہیں کی جیسی عائشہ کی چوتھا یعلی بن منبہ ہے جسکے پاس اسقدر دنیاوی زر و مال موجود ہے کہ ان قرنوں میں کسی دوسرے کے پاس نہیں ہوا اور یہ تینوں اُس سے جسقدر مال طلب کرتے ہیں کہ میری مخالفت کیلئے لشکر پر خرچ کریں وہ حوالہ کر دیتا ہے اور یہ ذرا کمی نہیں کرتے

خدائے واحد کی قسم اگر وہ میرے قابو چڑھ گیا تو اسکے مال اور فرزندوں کو مسلمانوں کی لوٹ قرار دونگا اور اُسکا تمام مال خزانہ عامرہ میں شامل کرونگا
حضرت علی کے اس ارشاد کے بعد خزیمہ ابن ثابت نے اُٹھکر کہا جناب کا ارشاد عالی بالکل درست اور سچ ہے اُس خدا کی قسم جس نے حضرت
محمد صلعم کو پیغمبر برحق بناکر خلقت کی ہدایت کیواسطے بھیجا ہے۔ یہ لوگ آپ سے حسد کرتے ہیں بیوفا بھی ہیں اور بداندیش بھی لیکن خدا کا
شکر ہے کہ آپ کی شجاعت زبیر کی دلیری سے برتر ہے اور آپکا علم طلحہ کے فکر سے بالاتر ہے اور لوگ آپ کی اطاعت اُس سے زیادہ کرینگے جیسے
عائشہ کی اور دُنیاوی مال کی کوئی حقیقت نہیں اللہ تعالی یعلی بن منیہ سے بہت زیادہ مال و دولت آپکو بوجہ حلال کرامت فرمائیگا اسکا مال
محض ظلم سے جمع کیا گیا ہے اسلئے ضرور ہے کہ فساد اور گمراہی میں خرچ ہوا ہے پہر امیر المومنین نے اپنی فوج کا جائزہ لیا بیس ہزار آدمی
موجود پائے اُسکے بعد اُس موضع سے کوچ کیا اور مخالفوں کے مقابل پہنچکر قیام فرمایا مصری قبیلے مصریوں کے مقابل اور ربیعہ ربیعہ کے
سامنے اور اہل یمن یمن والوں کے محاذی اُترے حضرت علیؑ نے مناسب سمجھا کہ طلحہ و زبیر کو خط لکھکر اُن کی بیوفائی اور فریب سے آگاہ کردیں
اور معرکہ آرائی کی نسبت اپنی مجبوری کا اظہار فرماویں قلم دوات منگاکر خط لکھا مضمون یہ تہا۔ تم لوگوں کو معلوم ہو کہ مجھے خلافت کی
خواستگاری نہ تھی اور جسدن مجھے خلافت کیلئے کہا گیا تہا میں انکار کرتا تہا اور لوگ بڑی ضد اور اصرار سے مجھے مجبور کر رہے تھے پہر بھی
میں نے اُسوقت تک کہ تم دونوں رضامند نہوئے اور بیعت نہ کرلی اور لوگوں کو بیعت کی اجازت ندی تہی اور جسوقت تمنے بیعت کی تہی کوئی
زور یا ظلم یا سختی نہ کی گئی تہی نہ اُسوقت تمہیں کوئی ایسا مطلب اور مُدعا ہی مد نظر تہا جسکے حاصل کرنے کے لئے تمنے بیعت کی ہو میں نہیں
جانتا اب تمنے کیوں ایسا ارادہ کیا ہے اور مجھ سے مخالف ہوکر جھگڑا اُٹھایا اور عہد شکنی کو جائز سمجھ لیا ہے اگر تم میرے اس بیان کو سچ سمجھتے
ہو اور جانتے ہو کہ میں نے تمہارے حقوق کی رعایت میں کوئی کمی نہیں کی ہے تو اپنے اس خیال اور ارادہ کو چھوڑ دو اور اگر میں غلط کہتا ہوں
اور تمنے کراہت کے ساتھ بیعت کی ہے تو یہ بات ضرور ہے کہ تمنے ظاہر میں بیعت کرہی لی ہے جیسے اور لوگوں نے بھی دیکھ لیا ہے گو تم
دلمیں مجھ سے دُشمنی ہی کیوں نہ رکھتے تھے۔ تمنے میری فرمانبرداری کا حق اپنے ذمہ عائد کرلیا اب متابعت کے بعد جس کام میں میری مخالفت
اختیار کروگے لوگ اسکی نسبت تمہیں ملامت کرینگے اے قریشی سواروں کے سردار زبیر اور اے مہاجروں کے بزرگ طلحہ تمہارے لئے
آج خلافت کرنے اور عہد توڑ ڈالنے کی نسبت یہ امر بہت آسان تہا کہ امر خلافت کے شروع ہی میں بیعت نہ کرتے اور تمہارا یہ دعوی کہ عثمان
کو میں نے قتل کیا ہے۔ مجھے تمہارے اس کہنے اور مجھے اس تہمت سے بری نہ سمجھنے پر بڑا تعجب آتا ہے میں اجازت دیتا ہوں کہ مدینہ کے جو
لوگ آج نہ میرے ساتھ ہیں نہ تمہارے وہ اس معاملہ میں ہمارے تمہارے درمیان فیصلہ کریں اور قتل عثمان کے متعلق ہر شخص کے ارادہ اور سعی کا مفصل
اور تحقیق شدہ حال جو انہوں نے بچشم خود دیکھ رکھا ہے بیان کردیں پہر ہر ایک کا حال کُھل جائیگا اور اُسکے قتل میں جسنے جتنی سعی کی ہے ظاہر ہوجائیگی
عثمان کے بیٹوں کو پہلے میری خلافت کا مقر ہونا اور متابعت کرنی لازم ہے۔ پہر جن لوگوں پر اپنے باپ کے خون کا دعوی رکھتے ہیں انہیں میرے روبرو
لاکر دعوی کرنا چاہئے اُسوقت از روئے شریعت و معدلت جو کچھ اس معاملہ کی نسبت لازم آئیگا اسکا حکم دیا جائیگا اور تمکو طلب خون عثمان سے کیا
سروکار۔ تم دونوں مہاجرین میں سے ہو اور عثمان بنی عبد المناف میں سے تہا اسے حق پر قتل کیا یا ناحق تمہاری اس سے کوئی قرابت اور رشتہ داری
نہیں ہے پہر کس بنا پر اسکی خونخواہی کا دعوی کرتے ہو تم دونوں نے کسی دباؤ اور سختی کے بغیر بخوشی خاطر مجھ سے بیعت کی اور سخت قسمیں کہائیں اور خدا
سے عہد کیا کہ مخالفت اختیار نہ کرینگے اب عہد توڑ ڈالا اور میرے مقابلہ پر نکل آئے حرم رسول خدا کو گھر سے نکال لائے جہاں اسے رہنے کیلئے خدا نے
حکم دیا ہے اور اپنے ہزار آدمیوں کو شبہہ اور شک میں ڈالکر میرے خلاف جنگ کرنیکی ترغیب و تحریص دیتے ہو نہ معلوم تمہارا کیا ارادہ ہے اللہ ہی
نتیجہ کو پہنچائے جو درست اور ٹھیک ہے اور تمہیں راہ راست دکھلائے اسکے بعد امیر المومنین نے عائشہ کے نام بہی اسی مضمون کا ایک خط تحریر فرمایا بسم اللہ الرحمن الرحیم
اے عائشہ تم اسوجہ سے کہ اپنے گھر سے نکل آئی ہو خدا اور رسول کی گنہگار ہوئی ہو۔ اور تمنے وہ کام اختیار کیا ہے جس سے خدا نے عورتوں کو بری فرمارکہا

ہے۔ پھر دعوی کرتی ہو کہ مسلمانوں کی اصلاح حالت کیلئے گھر سے نکلی ہوں مجھ سے یہ تو کہو کہ عورتوں کو لشکر کشی اور مردوں کی اصلاح حالت سے کیا علاقہ تمنے یہ بھی مشہور کیا ہے کہ میں خون عثمان کا بدلہ لینا چاہتی ہوں تم میں اور عثمان میں کونسی قرابت اور عزیزداری ہے عثمان بنی امیہ میں سے تھا اور تم بنی تیم بن مرہ بن کنانہ میں سے۔ تمہارا گھر سے نکل آنا اور اپنے آپکو اور خلق خدا کو معرض ہلاکت میں ڈالنا ہے ان لوگوں کے گناہ سے زیادہ بڑا گناہ ہے کہ جنہوں نے عثمان کو قتل کیا ہے مجھے معلوم ہے کہ تم از خود اس فعل کو نہیں کرتی ہو بلکہ اور لوگوں نے تمہیں آمادہ کر رکھا ہے اور خون عثمان کے سبب سے بھڑکا دیا ہے اے عایشہ خدا سے ڈرو اور اپنے گھر میں جا بیٹھو۔ عورتوں کی صلاحیت اسمیں ہے کہ اپنے گھر سے پاؤں باہر نہ نکالیں۔ طلحہ و زبیر امیر المومنین کے خط کو پڑھکر کچھ جواب نہ لکھ سکے۔ صرف یہ کہلا بھیجا کہ اے ابو الحسن تم اس غرض سے لشکر لیکر آئے ہو کہ لوگ آئندہ زمانہ میں تمہارا ذکر کیا کریں اور اس معاملہ میں تمہاری شہرت ہو جائے تم کسی صورت سے بھی واپس نہ جاؤ گے تاوقتیکہ اپنا مدعا حاصل نہ کر لوگے اور ہم بھی آپ کی فرمانبرداری ہرگز اختیار نہ کریں گے تمہیں جو کچھ کرنا ہو کرو۔ معاملہ غصہ ظاہر کرنیکی حد سے گزر چکا ہے والسلام۔ اسکے بعد عبداللہ بن زبیر نے اٹھکر کہا اے لوگو علیؑ ابو طالب نے خلیفہ برحق عثمان کو قتل کر دیا ہے اور اب لشکر فراہم کر کے تمپر چڑھائی کی ہے کہ تمہاری حکومت تم سے چھین لیں اور تمہارے شہروں اور قصبوں پر اپنا قبضہ جمالیں۔ تم مرد بنکر اپنے خلیفہ کے خون کا بدلا لو۔ اپنی حرمت بچاؤ اور اپنے زن و فرزند اور رشتہ داروں کی حفاظت کیلئے جنگ کرو کسی شخص نے امیر المومنین سے بھی وہ کلمے جو عبداللہ بن زبیر نے بھری مجلس میں آپکے خلاف کہے تھے اور قتل عثمان کی تہمت لگائی تھی کہہ سنائے امیر المومنین حسنؑ ابن علی ابن ابیطالب نے تمام لوگوں کے سامنے کھڑے ہو کر نہایت فصاحت سے حمد باریتعالی بیان کی اور جناب رسالتمآب صلعم پر درود بھیجا پھر فرمایا اے لوگو میں خبر دی گئی ہے کہ عبداللہ بن زبیر میرے باپ کے ذمہ برائیاں عائد کرتا اور قتل عثمان کو ان سے منسوب کر کے تہمت لگاتا ہے اے مہاجر و انصار اور دیندار مسلمانو تم خوب جانتے ہو کہ عبداللہ کا باپ زبیر بن عوام اکثر اوقات عثمان کی نسبت کیسے کلمے کہتا رہتا تھا اور کیا نام رکھ چھوڑا تھا اور کسدرجہ اسکی برائیاں بیان کرتا تھا۔ طلحہ بن عبداللہ نے عثمان کی زندگی ہی میں خزانہ عامرہ میں کسقدر ناواجب تصرف کیا تھا اب اسکی یہ مجال کہ میرے باپ پر ان باتوں کا الزام لگائے جنسے تمام لوگ اچھی طرح آگاہ ہیں اور بدگوئی سے پیش آئے الحمد للہ کہ ہمیں جواب دینے کی قدرت حاصل ہے اگر ہم چاہیں تو اسکی نسبت کچھ کہہ سکتے ہیں اور اسکا یہ کہنا کہ علی لوگوں کی حکومت چھینتا اور انکے شہروں اور علاقوں کو لینا چاہتا ہے یہ تو خود اس کے باپ زبیر کی عین آرزو ہے وہ خود کہتا ہے کہ میں نے ہاتھ سے علیؑ کی بیعت کی نہ دل سے بغرض اسنے بیعت کر لی ہے اور اقرار کے بعد انکار قابل سماعت نہیں ہوتا شرع سے ظاہری امور پر حکم جاری ہوتا ہے اور پوشیدہ امور کا والی خدا ہے اور اہل بصرہ کے دفعیہ کیلئے اہل کوفہ کا آنا کوئی بیجا امر نہیں ہے ہمیشہ نیک راستہ پر چلنے والے بدراہوں کا دفعیہ کرتے اور اصلاح کرنیوالے مفسدوں کو روکتے رہے ہیں۔ یقینا ہمیں مددگاران عثمان سے کوئی سروکار نہیں نہ ان سے جنگ و جدل کی احتیاج۔ ہماری لڑائی صرف ان شخصوں سے ہے جو شتر اسوار یعنی عایشہ کی پیروی کرتے ہیں تمام لوگوں نے اس خطبہ کو بہت پسند کیا اور حسنؑ کی بڑی تعریفیں کیں اسکے بعد لشکر آگے بڑھے اور ایک دوسرے کے مقابل اور قریب تر آگئے۔ بصرہ کے غلام اور نوجوان بصرہ سے نکلکر غلامان اہل کوفہ کے برابر آجمے کعب بن سور عایشہ کے پاس گیا اور کہا اب دونوں لشکر آمنے سامنے آگئے ہیں جنگ ہونیوالی ہے اگر یہ آگ بھڑکی تو بیشمار خون ہو جائینگے اور پھر اس آگ کا بجھانا بہت مشکل ہوگا۔ اے مادر مومنان اسکا کچھ علاج کرو کہ یہ سلگتی ہوئی آگ بجھ جائے۔ عایشہ ہودج میں سوار ہوئیں اور لوگ انکے اونٹ کو جانب لشکر لے چلے بصرہ کے لوگ اونٹ کے آگے آگے چلتے تھے۔ لشکر میں پہنچکر امیر المومنین کو دیکھا کہ اپنے لشکر کو پیچھے ہٹا رہے ہیں اور جنگ سے روکتے ہیں عایشہ یہ حال ملاحظہ کر کے واپس چلی گئیں اور وہ لوگ بھی جو ہودج کے ہمراہ تھے چلے گئے دوسرے دن امیر المومنین علیؑ نے عبداللہ بن عباس اور زید بن صوحان کو طلب فرما کر کہا تم عایشہ کے پاس جا کر کہو کہ خدا تعالے نے تمہیں اپنے گھر میں بیٹھنے کیلئے حکم دیا ہے اور باہر نکلنے سے منع فرمایا ہے میں سمجھتا ہوں کہ تم بھی اس بات سے

اچھی طرح آگاہ ہو مگر ان لوگوں نے تمہیں ورغلا رکھا ہے اور ان کے کہنے سے گھر سے نکل آئی ہو۔ اور تمہارا ان لوگوں کے ساتھ ہو جانا خلق خدا کو مصیبت میں مبتلا کریگا بہتر یہی ہے کہ واپس چلی جاؤ۔ اور لڑائی جھگڑے میں نہ پڑو۔ اگر تم واپس نہ جاؤ گی اور اس آتش فساد کو نہ بجھاؤ گی تو انجام کار جنگ ہوگی بیشمار آدمی مارے جائینگے اے عائشہ خدا سے ڈرو گناہ ہوسکے توبہ کرو اور اللہ کیطرف متوجہ ہو وہ اپنے بندوں کی توبہ سنتا اور قبول کرلیتا ہے سمجھ لینا چاہیئے کہ عبداللہ بن زبیر کی ہواخواہی اور طلحہ بن عبداللہ کی عزیزداری تمہارے کچھ کام نہ آئیگی اور انجام دوزخ کی آگ ہوگا یہ دونو شخص عائشہ کے پاس آئے امیر المومنین کا پیغام سنایا عائشہ نے کہا میں ان باتوں کا جواب کچھ نہیں دے سکتی کیونکہ میں جانتی ہوں کہ حضرت علیؑ سے ازروئے دلیل وحجت برسر نہیں آسکتی وہ یہ سنکر واپس چلے آئے اور جو کچھ عائشہ نے کہا تھا امیر المومنین علیؑ سے کہدیا آپ نے حکمدیا کہ لشکر کے سرداروں اور امیروں کو بلاؤ جب سب حاضر ہوگئے آپ نے اٹھکر خطبہ پڑھا محمد مصطفےٰ صلعم پر درود بھیجکر کہا اے لوگو جسقدر ممکن تھا میں نے ان لوگوں سے نرمی کی اور دیر لگائی کہ یہ آگ روشن نہو مخالفوں کو معرکہ آرائی اور فساد انگیزی کے نتائج سے بھی ڈرایا جب ان باتوں سے بھی انہیں کچھ اثر نہوا تو میں نے انہیں خدا کے واسطے دئے اور جو تدابیر تقاضائے بشریت سے تھیں سب کر دیکھیں کہ کسیطرح یہ لوگ خدا کا خوف کریں اور نصیحت پر چلیں میں نے جنگ کے نقصانات بھی یاد دلائے کہ اپنے زن و فرزند ہی پر رحم کھائیں یا خدا و پیغمبر ہی سے شرمائیں مگر وہ نہیں مانتے نہ کسی نصیحت کو سنتے ہیں برابر یہی پیغام دیتے ہیں کہ حرب و ضرب کے لئے مستعد ہو کر میدان جنگ میں نکلو کوئی مجھ جیسے شخص سے یہ بات کسطرح کہہ سکتا اور لڑائی سے ڈرا سکتا ہے میں نے اپنی تمام عمر جنگ وجدل میں صرف کی اور حرب و ضرب کے میدانوں میں پرورش پائی ہے میں نہیں جانتا کہ یہ لوگ مجھے کیوں بھول گئے ہیں میں وہی علیؑ ہوں جسنے ان لوگوں کے بہادروں کی صفوں کو درہم و برہم اور انکے باپ اور بھائیوں کو قتل اور ان کی جماعتوں کو منتشر کیا ہے وہی شمشیر براں جس سے میں نے عرب کے دلیروں کے سر قلم کئے ہیں ہنوز میرے قبضے میں ہے اور وہی نیزہ جس سے شجاعوں کے پہلو شگافتہ کئے ہیں میرے ہاتھ میں ہے الحمد للہ کہ میرا دل قوی ہے اور بازو طاقتور ہیں اور صبر و یقین حاصل ہے مجھے کیا خطرہ کیا خداتعالے نے مجھ سے فتح وظفر کا وعدہ نہیں کیا ہے اور اسنے اپنی نعمتوں کے دروازے میرے واسطے نہیں کھول رکھے ہیں؟ موت سے کوئی نہیں بھاگ سکتا اور حکم خدا سے چھوٹے ہوئے تیر اجل کو کوئی نہیں روک سکتا جو مارا جائیگا انجام کار اسے بھی مرنا ہی تھا اور مرنے سے مارا جانا سو درجہ اچھا ہے جس خدا کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے مجھے اسی کی قسم ہے کہ بستر پر پڑکر مرنیکی نسبت مجھے بدن پر تلوار کے ہزار زخم کھانے زیادہ آسان معلوم ہوتے ہیں اسکے بعد آپ نے دست دعا بلند فرمائے اور کہا اے خدا طلحہ نے اگر مجھ سے بخوشی خود بیعت کی پھر عہد شکنی کی اور اپنے اقرار سے پھر گیا اے خدا یہ بات سچ ہے تو اسے زیادہ مہلت نہ دے اور مجھے اسکے مکر سے بچا لے اے خدا زبیر بن عوام نے میری بیعت کا حق فراموش کر دیا اور مجھ سے دشمنی و عداوت سے پیش آیا بیوفائی اختیار کی مجھ میں مسلمانوں میں آتش جنگ روشن کی اور یہ سمجھتا ہے کہ میں نے برائی کی اور ظالم ہوں اے خدا اسکی شر کو مجھ سے دور کر اس خطبہ کے بعد مناجات کی اور حمد باری تعالیٰ کے بعد ترتیب فوج کی طرف متوجہ ہوئے سواروں کے میمنہ پر عمار یاسر کو پیادوں کے میمنہ پر شریح بن ہانی کو سواروں کے میسرہ پر سعید بن قیس ہمدانی اور پیادوں کے میسرہ پر رفاعہ بن شداد بجلی کو مقرر کیا۔ محمد بن ابی بکر کو سواروں کے قلب میں اور عدی بن حاتم طائی کو پیادوں کے قلب میں قائم کیا سواروں کے جناح کا دستہ زیاد بن کعب ارجی کو اور پیادوں کا حجر بن عدی کندی کو ملا عمرو بن حمق خزاعی کو سواروں کی اور جندب بن زہیر ازدی کو پیادوں کی کمین عطا کیگئی اسکے بعد ہر ایک عربی قبیلے کے سردار کو بلاکر حکمدیا کہ اپنی جماعتوں کا دھیان رکھیں اور جس امر کیطرف رجوع ہوں اسپر قیام کریں غرض امیر المومنین علی علیہ السلام نے اپنی فوجکو اس ترتیب سے آراستہ کرکے سواروں اور پیادوں کی صفیں قائم کردیں دوسری طرف سے عائشہ بھی نکلیں ہودج میں سوار تھیں جو عسکر نام اونٹ کی پیٹھ پر بندھا ہوا تھا اس اونٹ کو یعلی بن منبہ نے دو سو دینار میں خریدا تھا اور یہ ہودج بھی بہت بڑا تھا سراسر کاٹھ کا تھا اور لوہے کی میخیں جڑی ہوئی تھیں اور اونٹ کی کھال اسکے اوپر منڈھی ہوئی تھی اندر کیجانب عمدہ قسم کا کپڑا لگایا تھا اسی اونٹ پہ بصرہ والوں کا

جھنڈا نصب تھا۔ جب دونو لشکر ایک دوسرے کے مقابل ہو چکے اور دلیروں کا آمنا سامنا ہوا امیر المومنین علی علیہ السلام اپنے لشکر سے نکلکر طرفین کی صفوں کے اندر آ کھڑے ہوئے جناب رسالتمآب صلعم کا لباس زیب تن تھا اور آنحضرت کی ردائے مبارک دوش مقدس پر پڑی تھی اور سر پر سیاہ عمامہ تھا رسولخدا کی سواری کا مرکب جو رنگ میں خنگ اور دُلدل نام تھا آپ کی سواری کے نیچے تھا آپ نے بآواز بلند فرمایا زبیر بن عوام کہاں ہے کہو میرے سامنے آئے۔ کچھ لوگوں نے کہا یا امیر المومنین زبیر تھیار لگائے ہوئے ہے اور آپ خالی ہاتھ ہیں آپنے فرمایا کچھ اندیشہ نہیں اسے میرے پاس بھیجو زبیر حاضر ہوا اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے فریاد کی کہ افسوس عزیز اسما بیوہ ہوگئی۔ لوگوں نے تسلی دی کہ تم کچھ اندیشہ نکرو حضرت علی کسیکو یونہی نہیں مارتے اور وہ تو بغیر اسلحہ تشریف لائے ہیں شاید کچھ فرماتے ہونگے غرض زبیر امیر المومنین کے سامنے آیا آپنے فرمایا اے اباعبداللہ یہ کیا بات ہے جو تو کرنا چاہتا ہے اور کس امر نے تجھکو اسبات پر آمادہ کیا ہے اُسنے جوابدیا طلب خون عثمان نے۔ آپنے فرمایا سبحان اللہ خود تو نے اور تیرے ہمراہیوں ہی نے تو اُسے مارا ہے اور اب تک اُسکا خون تمہاری تلواروں سے ٹپک رہا ہے کیا تو اپنے آپسے اور اپنے دوستوں سے بدلہ لیا چاہتا ہے پھر فرمایا میں تجھے خدائے واحد کی جسنے محمد صلعم پر قرآن شریف نازل فرمایا ہے قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ حضرت رسولخدا نے کبھی تجھ سے دریافت کیا تھا کہ تو علیؑ کو دوست رکھتا ہے؟ اور تو نے کہا تھا کہ میں کیوں نہ دوست رکھتا کہ وہ میری خالہ کا بیٹا ہے۔ حضرت نے اسوقت خبر دی کہ ایک دن تو اُسکے مقابلہ کیواسطے میدان میں نکلیگا اور دشمنی کریگا۔ اور یقیناً تو اُسدن ظالم ہوگا۔ زبیر نے جوابدیا ہاں یہی بات تھی۔ پس آپنے فرمایا ایک اور قسم دیکر پوچھتا ہوں تجھے کچھ یاد ہے کہ جسدن رسولخدا مع عمر بن عوف سے تشریف لا رہے تھے تو اُن کے ہمراہ تھا اور تیرا ہاتھ آنحضرت کے دست مبارک میں تھا اتنے میں میں بھی سامنے سے آگیا جناب رسالتمآبؐ نے مجھے سلام کیا اور میں آپ کے چہرہ کیطرف دیکھ کر ہنسا۔ تو نے مجھ سے کہا ای ابوطالب کے بیٹے رسولخدا کو پہلے سلام کیوں نہ کیا تو تکبر سے باز نہیں آتا آنحضرت نے فرمایا اے زبیر خاموش رہ علی مغرور نہیں ہے ایک وہ دن آئیگا تو اُسکے مقابلہ پر آئیگا اور اُسدن تو ظالم ہوگا۔ زبیر نے کہا ہاں یہ بھی سچ ہے اور جناب رسولخدا نے ایسا ہی ارشاد کیا تھا۔ اے امیر المومنین میں ان باتوں کو بھول گیا تھا آپ نے یاد دلایا اب میں سمجھا کہ آپ حق پر ہیں اگر یہ بات مجھے پہلے سے یاد آجاتی تو ہرگز آپ کے مقابلہ کیلئے نہ نکلتا۔ اسوقت آپنے جتلا دیا میں اپنے فعل سے باز آیا اب کوئی ایسا کام نہ کرونگا جس سے خاطر مبارک میں ملال آئے یہ کہہ کر چلا گیا اور عائشہ کے پاس پہنچا۔ عائشہ ہودج میں تھیں پوچھا اے اباعبداللہ تم میں اور علیؑ میں کیا باتیں ہوئیں زبیر نے اِن باتوں کا ذکر کیا جو حضرت علی نے جناب رسالتمآب صلعم کی فرمودہ یاد دلائیں تھیں اور کہا ایک اور بات بھی ہے وہ یہ کہ قسم خدا کی میں زمانہ جاہلیت اور عہد اسلام میں جس جب معرکہ میں شریک ہوا ہوں کہیں نہیں ہچکچایا ہر موقع پر بڑا باحوصلہ اور دلیر رہا ہوں لیکن آج علیؑ کے مقابلہ پر میں دیکھتا ہوں کہ فکر و خطرہ سے گویا خود بخود میرے قدم پیچھے ہٹے جاتے ہیں عائشہ نے کہا اے عبداللہ معلوم ہوتا ہے کہ تو علیؑ کی تلوار سے ڈر گیا ہے اور ڈر جائے تو کوئی عیب اور عار بھی نہیں کیونکہ تجھ سے پیشتر اکثر بڑے بڑے بہادر اُس سے کانپ اُٹھے ہیں اُس کے بیٹے عبداللہ نے کہا اے باپ شاید تو علی کی تلوار میں اپنی موت کا منھ دیکھ آیا ہے جو اُس سے ڈر کر پلٹ آیا ہے۔ زبیر نے کہا خدا کی قسم اے بیٹے تو میرے لئے ہر موقع پر بدبخت نکلا ہے اُس نے جواب دیا میں تو بدبخت نہیں نکلا مگر تو نے مجھے اہل عرب کے سامنے ذلیل و رسوا کر دیا اور بدنامی کا ایسا داغ لگا دیا جو سات سمندروں کے پانی سے بھی نہیں دُھل سکتا۔ زبیر یہ بات سنکر غضبناک ہوا اور مرکب کو للکار کر لشکر امیر المومنین کی طرف پلٹا حضرت نے اُسکی یہ حالت دیکھ کر اپنی فوج سے کہا اسے راستہ دو کہ صفوں سے دوسری طرف نکلجائے لوگوں نے اسے نہ روکا اور وہ صفوں کو چیرتا ہوا دوسری طرف نکلگیا وہاں سے پھر پلٹا اور گھوڑا اُڑاتا ہوا صفوں سے اسطرف نکل آیا مگر کسیکو زخمی نہیں کیا پھر اپنی جگہ پہنچکر بیٹے سے کہا کیا بزدل ایسا ہی حملہ کرتے ہیں۔ عبداللہ نے کہا حملہ تو بہت اچھا تھا لیکن کسی کو ایک زخم بھی نہ لگایا اور اسوقت جبکہ جنگ سے کام آپڑا ہے تو پیٹھ موڑتا ہے اور ہمیں چھوڑے جاتا ہے زبیر نے کہا اے بدبخت میں نے جناب محمد مصطفےٰ کا کلام سُن رکھا ہے

کیا تیرے لینے میں اپنے آپ کو دوزخ میں ڈالدوں اسکے بعد وہ لشکر سے نکلا اور پچاس سواروں نے اُسکا پیچھا کیا کہ واپس لے آئیں زبیر نے باگ موڑی اور حملہ کرکے اُنہیں منتشر کردیا۔ پھر آگے روانہ ہوا یہانتک کہ وادی سباع کے ایک موضع میں پہنچا اور بنی تمیم کی ایک جماعت کے پاس قیام کیا اُسکے ایک آشنا نے پوچھا کہ لشکروں کو کس حال میں چھوڑا زبیر نے جواب دیا کہ دونوں جنگ آزمائی کا ارادہ رکھتے تھے اور لڑائی شروع ہونیکو تھی مجھسے نہ دیکھا گیا چلا آیا آشنا نے اُس کیلئے کھانا منگایا اُس نے کچھہ کھاکر اور دودھ پیا اور وضو کرکے نماز پڑھی پھر سو رہا۔ آشنا نے بیخبر سوتا پاکر تلوار سے سر کاٹ ڈالا اور اُسکے اسلحہ اور انگشتری لیکر جناب امیرؑ کی خدمت میں حاضر ہوا کہتے ہیں کہ اس شخص کا نام عمر بن جرموز مجاشعی تھا جب زبیر کا سر اور اسکا گھوڑا اور ہتھیار امیر المومنین کے سامنے لایا تو آپ اسکے مارڈالنے سے بہت ہی ناراض ہوئے اور عمر سے مواخذہ کیا کہ تو نے اسے کیوں مارڈالا عمر نے کہا میں سمجھا تھا آپ اسکے مارے جانے سے خوش ہونگے اور یہ بھی خیال تھا کہ وہ ہرگز آپ کی اطاعت نکریگا۔ حضرت نے فرمایا میں نے جناب رسولخدا سے سُنا ہے کہ زبیر کے قاتل سے کہدو کہ وہ دوزخ میں جا بیٹھا۔ عمر اس خبر سے سخت رنجیدہ ہوکر واپس چلا گیا۔ حضرت علی زبیر کی تلوار کو ہاتھ میں لیکر گردش دیتے تھے اور رو رو کر فرماتے تھے یہ وہ تلوار ہے جس نے جناب مصطفےٰ کے مقابلے سے بہت سی تکلیفوں کو دُور کیا تھا اور خدا کے راستے میں بڑی کوششیں کی تھیں اسیطرح زبیر کے قتل پر بہت افسوس اور رنج فرماتے رہے آخرکار صبر کیا پھر لشکر کیطرف متوجہ ہوکر فرمایا آنکھیں نیچی کرکے دلمیں معرکہ آرائی کا مصمم ارادہ کرلو یاد خدا کے سوا اور کوئی ذکر نہو نہ نعرہ مارو کیونکہ یہ بزدلی کی علامت ہے۔ عائشہ بھی اپنی فوج کا دل بڑھا رہی تھیں اور اہل بصرہ جنگ پر مستعد تھے اب لشکر امیر پر پیہم تیر آنے شروع ہوئے اور اہل لشکر زخمی ہونے لگے مگر حضرت علی اب تک بھی خاموش تھے۔ دوستوں نے کہا اے امیر المومنین اُن لوگوں کی شوخی حد سے تجاوز کرگئی ہے۔ وہ تیر افگنی سے ہماری جمعیت کو خستہ کررہے ہیں اور آپ اجازت جنگ عطا نہیں فرماتے۔ ہم نہیں سمجھتے آپ کس بات کا انتظار فرمارہے ہیں آپنے فرمایا میں چاہتا تھا کہ اپنے آپ کو جنگ سے باز رکھوں۔ مگر دیکھتا ہوں کہ وہ نصیحت نہیں سنتے بلکہ جنگ شروع کرکے ہمارے بہت سے آدمیوں کو زخمی اور مجروح کردیا ہے اب کوئی عذر باقی نہیں رہا۔

اُسکے بعد اپنی زرہ پہنی اور شمشیر حمائل کرکے سر پر عمامہ باندھا اور دُلدُل پر سوار ہوکر قرآن شریف لیا اور آواز دی کہ تم میں سے کون شخص اس قرآن شریف کو میرے ہاتھ سے لیکر اُن لوگوں کے سامنے لیجانا چاہتا ہے تاکہ اُنہیں اس قرآن مجید کی مندرجہ امر ونہی کیطرف بلائے۔

مجاشع میں سے ایک غلام مُسلم نام آگے بڑھا اور کہا میں لیجاکر اُن کے سامنے پیش کرونگا آپنے فرمایا اے جوان اگر تو قرآن شریف کو اُن کے سامنے لیجائے اور وہ تجھے قتل کرڈالیں تو کیا تجھے اپنا قتل گوارا ہے اُس نے کہا ہاں مجھے گوارا ہے آپ نے خبر دی کہ وہ سب سے پہلے تیرے اُن ہاتھوں کو جنمیں قرآن شریف ہوگا قطع کرینگے پھر اور زخم لگائینگے اور ہلاک کردینگے اُس نے کہا جو کچھہ آپنے فرمایا میں اس سب پر راضی ہوں۔ جبکہ مجھ سے میرا خدا رضامند ہوگا تو مجھے پھر کسی بات کا غم نہیں۔ آپنے مکرر اُس سے یہ کلمات بیان فرمائے اور حجت ختم کی۔

اُس نے کہا خدا کے راستے میں شہید ہونا۔ اور درگاہ سے ثواب موعود حاصل کرنا بمقابلہ تکلیف قتل بہت اچھا ہے اُسکے بعد آپ نے دعائے خیر دی۔ اور وہ قرآن شریف لیکر مخالفوں کے پاس پہنچا کہا اے لوگو امیر المومنین علی ابن ابی طالب نے جو رسولخدا کا چچیرا بھائی اور وصی ہے یہ قرآن شریف میرے ہاتھ تمہارے پاس بھیجا ہے اور اپنے آپ کو مجبور کرکے کہا ہے کہ میں تمہارے ساتھ اس کلام الٰہی کے مطابق عمل کرونگا۔ تم مجھ سے مخالفت نہ کرو اور جنگ سے پیش نہ آؤ۔ خدا سے ڈرو اور اپنے آپکو اپنے ہاتھوں ہلاک نہ کرو۔ عائشہ کے خدمتگاروں میں سے ایک آدمی نے آتے ہی اسپر تلوار کا وار کیا اور اُسکے دونو ہاتھ کاٹ ڈالے اُس جوان نے قرآن شریف کو سینہ اور بازوؤں سے روکا دوسری تلوار سینہ پر ماری اور قتل کردیا امیر المومنین علی نے یہ حال معائنہ فرماکر علم اپنے بیٹے محمد حنیفہ کے حوالہ کیا اور کہا اے میرے بیٹے علم لیکر دشمنوں پر حملہ کر محمد نے علم لیا اور صفوں کے مقابل آکر رجز پڑھی اور توقف کیا حضرت علیؑ نے آواز دی کیوں دیر لگائی ہے حملہ کر محمد حنفیہ نے حملہ کرکے کئی شخص مار

ٹکراتے اور ایک طرف سے دُوسری طرف حملہ کرتا تھا جناب امیر ملاحظہ فرما رہے تھے اور اُسکی شجاعت اور طریقہ جنگ سے خوش ہو رہے تھے اور کہتے تھے اطعن بھا طعن ابیک تحمد لا خیر فی الحرب اذا لم توقد محمد بن حنفیہ نے کچھ دیر تک جنگ کی پھر علم واپس دیتے ہوئے اپنی صف میں آئے اُسکے بعد امیر المومنین نے شمشیر کھینچکر حملہ کیا کچھ عرصہ تک داہنی جانب کی فوج پر حملہ کرتے رہے اور بہت سے آدمیوں کو خاک و خون میں ملایا پھر کچھ عرصہ تک بائیں جانب پر حملہ آور ہو کر قتل و قمع کیا آخر آپ کی تلوار خمیدہ ہو گئی آپ مرکب سے اُتر پڑے اور تلوار کو زانو کے نیچے دبا کر سیدھی کرنے لگے کسی دوست نے کہا آپ تلوار مجھے دیں خود سیدھی کرنے کی تکلیف نہ اُٹھائیں میں سیدھی کر دونگا آپنے کچھ جواب نہ دیا اور تلوار سیدھی کر کے پھر سوار ہوئے اور دوبارہ حملہ کیا جو سامنے پڑتا اسکو مار گراتے اب پھر تلوار میں بل آ گیا آپ پلٹ کر اپنی صف میں چلے آئے اور تلوار کو درست کرتے جاتے تھے اور فرماتے تھے خدا کی قسم میں صرف اللہ ہی کی خوشنودی کے لئے یہ جنگ کر رہا ہوں پھر اپنے بیٹے محمد بن حنفیہ کیطرف دیکھکر کہا ایسی جنگ کر جیسی تیرا باپ کرتا ہے اسی اثنا میں اہل بصرہ کے میمنہ کی فوج نے کوفہ والوں کی فوج میسرہ پر حملہ کیا اور کسیقدر پیچھے ہٹا لیگئے مگر اہل کوفہ نے پھر جم کر جنگ کی علی کے دوستوں میں سے مخنف بن سلیم ازدی نے صاحبان جمل پر حملہ کر کے کئی شخصوں کو قتل اور زخمی کیا پھر خود بھی زخم کھایا اور واپس چلا آیا پھر اُسکا بھائی صقعب بن سلیم گیا۔ اور سخت زخمی ہو کر شہید ہوا۔ پھر زید بن صوحان عبدی جو جناب امیر کے مشہور و معروف دوستوں میں سے تھا اور نامور شریف اور امیر المومنین کا علم بردار بھی تھا حملہ آور ہوا اور کچھ عرصہ تک جنگ کر کے شہید ہو گیا اسکے بعد اسکے بھائی صعصعہ بن صوحان نے علم لیکر حملہ کیا اور سخت زخمی ہو کر پلٹا۔ اسکے بعد ابو عبیدہ عبدی جو اصحاب امیر المومنین میں سے نہایت نیک شخص تھا علم لیکر حملہ آور ہوا اور شہادت پائی اسیطرح عبداللہ بن رقبہ اور رشید بن سمرہ نے یکے بعد دیگر علم سنبھالا اور حملہ آور ہو کر جام شہادت نوش کیا غرضکہ ایک ہی جگہ پر حضرت علیؑ کے سات مشہور و معروف دوست شہید ہوئے اب اصحاب جمل میں سے ایک شخص عبداللہ بن ضبیری نام میدان میں آیا اور رجز خوانی کر تہا ابو الحسن جو اس فتنہ کا بانی ہے اور جس کی دشمنی فرض ہے کہاں ہے امیر المومنین نے آگے بڑھ کر فرمایا میں موجود ہوں آگے آ میں دیکھوں تو کیا کرتا ہے اس شخص نے تلوار کھینچکر حضرت پر حملہ کیا اور آپنے ایک ایسا ہاتھ مارا کہ اُسکا سر اور گردن اور بازو کٹکر دور جا پڑے پھر اُس کے سر پر کھڑے ہو کر فرمایا کیوں تو نے ابو الحسن کو کیسا دیکھا اوسوقت بنی ضبہ عائشہ کے اونٹ کے گرد حلقہ زن ہو گئے ہر شخص اپنی سی کہہ رہا تھا اور اشعار پڑھتے جاتے تھے۔ اُن میں سے ایک شخص اونٹ کی مہار سنبھالے تھا اور شمشیر برہنہ ہاتھ میں لئے اُسپر فخر کر رہا تھا زید بن لقیط شیبانی نے کھینچکر تلوار ماری اور زمین پر گرا دیا۔ بنی ضبہ میں سے ایک اور آدمی نے مہار آ سنبھالی اُسکا نام عاصم بن زلف تھا اُسنے امیر المومنین کی دشمنی کے مضمون کا شعر پڑھا تھا کہ آپکے ہواخواہوں میں سے منذر بن حفصہ تمیمی نے حملہ کر کے مار ڈالا پھر میدان میں گھوڑے کو کاوے دیتا ہوا فخر کرنے لگا اتنے اصحاب جمل کے ایک جوان وکیع بن مومل ضبی نے صف سے نکلکر منذر پر حملہ کیا دونو تلوار سے جنگ کرنے لگے انجام کار منذر نے تلوار مار کر گرا دیا اب اشتر نخعی میدان میں نکلا شیر غضبناک کیطرح دہاڑا اور مرد مقابل طلب کیا۔ عامر بن شداد ازدی مقابلہ پر آیا کچھ دیر نیزہ سے جنگ کرتا رہا مگر اشتر نے نیزہ سے مار کر نیچے گرا دیا پھر للکارا کہ اور کون شخص ہے جو مجھ سے جنگ آزمائی کرنا چاہتا ہے سامنے آئے مگر کوئی نہ نکلا اشتر میدان جنگ میں گھوڑے کو جولان کرتا اور فخریہ اشعار پڑھتا تھا جب کوئی شخص مُنہ پر نہ چڑھا تو اپنی جگہ پر واپس چلا آیا پھر محمد بن ابی بکر اور عمار یاسر نکلا اشتر کے پہلو میں آ کھڑے اور اشتر اُنکے عقب سے گذر کر دوسری طرف اُنکے برابر جا کھڑا ہوا اتنے میں اصحاب جمل میں سے ایک شخص نے آواز دی کہ تمہارا کیا نام ہے اُنہوں نے کہا تجھے نام سے کیا کام اگر کچھ جنگ کا حوصلہ رکھتا ہے تو سامنے آ کہ تجھے بھی دیکھ لیں عمر بن یثربی ضبی نکلکر مقابلہ پر آیا۔ عمار یاسر نے حملہ کر کے ہلاک کر دیا کعب بن سوار ازدی نے عمار یاسر پر حملہ کرنیکا قصد کیا مگر ایک غلام ازدی زیادہ پر جوش ہو کر اُس سے سبقت لیگیا جونہی وہ عمار کیطرف بڑھا اور عمار نے چاہا کہ حملہ آور ہو ابو زینب ازدی نے لپک کر حملہ کیا اور اُس غلام کو قتل کر دیا پھر جناب امیر کے سامنے جا کھڑا ہوا اب عمر بن یثربی اور کچھ اور اصحاب

جمل یعنی جگہ سے بڑھے اور دونوں صفوں کے بیچ میں ایسی جگہ جہاں سے عایشہ رضی اللہ عنہا کی سواری کا اونٹ قریب تھا کھڑے ہو کر لڑنیوالوں کو طلب کیا جناب امیر کے اصحاب میں سے الہیثم بن اسد وسی نکلا عمر بن میثری نے حملہ کرکے شہید کیا۔ پھر اور مرد مقابل طلب کیا عبداللہ بن صوحان عبدی نے پہنچکر اُسپر حملہ کیا اور شہید ہو گیا پھر اور کسی جنگجو کو طلب کیا مگر سب اسکی شجاعت اور زور کو دیکھ چکے تھے مقابلہ پر نہ آیا عمر میدان میں گھوڑیکو کاوے دیتا تھا اور اپنی تعریف کر رہا تھا اور اُسکا خوف دلوں پر چھا گیا تھا یہ حال دیکھ کر عمار یاسر نے اپنا مرکب اسکی طرف پھینکا اور سامنے آکر کہا یہ لاف و گزاف کب تک اگر تو سچا ہے تو ذرا ٹھہر کہ تو مردونکا وار ملاحظہ کرے عمر نے تلوار گھسیٹ کر عمار پر حملہ کیا۔ عمار نے بھی تلوار کھینچ لی اور مقابلہ پر آیا بہت دیر تک دونوں میں کشش و کوشش اور رد و بدل ہوتا رہا آخر کار عمار نے تلوار مار کر اُسے گھوڑے سے نیچے گرا دیا پھر آپ ہی نیچے اُتر کر اور اُسکا پاؤں پکڑ کر گھسیٹتا ہوا لایا اور جناب امیر کے سامنے ڈالدیا آپنے حکمدیا کہ اسکا سر کاٹ ڈالو عمر نے کہا مجھے مت مارو جسطرح میں اُنکی مدد کرتا تھا اسیطرح تمہاری رضامندی کے لئے اب اُن سے جنگ کرونگا آپنے فرمایا اے دشمن خدا میں تجھے کسطرح چھوڑ دوں کہ تو نے میرے تین مصاحب جو بہادری اور شجاعت اور دانائی اور عقل میں نظیر نہ رکھتے تھے قتل کئے ہیں عمر نے کہا اے امیر مجھے تم سے کچھ کہنا ہے قریب آؤ تو کان میں کچھ کہوں وہ ایک ایسے بڑے راز کی بات ہے جسکے معلوم ہونے سے آپکو بہت بڑا فایدہ ہوگا آپنے کہا تو بڑا اشقی ہے اور جناب رسولخدا نے مجھے فرما رکھا ہے کہ متمرد شخص سے علیحدہ رہنا عمر نے کہا خدا کی قسم اگر آپ میرے قریب آتے تو اپنا کان میرے لبوں کے متصل کرتے تو آپکا کان یا ناک کتر لیتا۔ حضرت نے اسکی اس عداوت سے بڑا تعجب کیا پھر اپنے ہاتھ سے اُسے ہلاک کیا پھر اُسکا بھائی عبداللہ بن میثری نکلا اور مرد مقابل چاہا جناب علی مرتضیٰ ایسے طریق سے سامنے تشریف لیگئے کہ وہ نہ پہچانے عبداللہ نے حملہ کیا اور آپنے تلوار کا وار رسید کیا کہ آدھا چہرہ اور سر کٹ کر گر پڑا پھر آپنے مراجعت کی کہ اپنی صف میں آجائیں اتنے میں ایک آواز سنی مڑ کر دیکھا تو وہ عبداللہ بن خلف خزاعی عایشہ کے گھر کا سربراہ کار اور بصرہ کا رہنے والا تھا آپنے استفسار فرمایا کہ عبداللہ کیا کہتا ہے اُسنے کہا یا علی کیا تم تھوڑی دیر کیلئے مجھ سے میدان جنگ میں مقابلہ کرنا منظور کرتے ہو آپنے فرمایا یہ کوئی مشکل بات نہیں لیکن تجھے نا ریجا نہیں کیا راحت ملیگی غالبا تو مجھے نہ بھولا ہوگا اور جانتا ہوگا کہ میں کون شخص ہوں عبداللہ نے کہا اے ابو طالب کے بیٹے اس تکبر اور غرور سے باز آؤ کبتک اپنی تعریفیں کئے جاؤگے اور آدمیونکو کچھ نہ سمجھے قدم آگے بڑھاؤ کہ اپنے کئے کی سزا کو پہنچو۔ امیر المومنین نے باگ موڑی اور اُسکی طرف بڑھے اور کہا عبداللہ جو کچھ تیرے پاس ہو وار کر عبداللہ تلوار کھینچ کر آپ پر جھپٹا اور وار چھوڑا حضرت علی نے اسکا وار خالی دیا اور اُسی تیزی میں گھوڑے کو اُسپر لوٹا کر تلوار کا ایسا ہاتھ مارا کہ اُسکا دایاں ہاتھ اور کھوپری کٹکر جا پڑی آپنے اُس کے سر پر گھوڑا دوڑایا اور سموں کے نیچے لیکر یہ شعر پڑھا اور اُسکی اسدرجہ کی سنگدلی اور عداوت پر تعجب فرماتے تھے وہ شعر یہ ہے شعر ایای تدعو فی الوغا یا ابن الاحرب وفی یمینی حسام مبیل ہی اللهب۔ آپنے اس شعر کو ایکدو مرتبہ پڑھا پھر اپنی صف میں چلے آئے پھر بار زر بن عوف عبسی نے مرکب نکالا اور کوئی جنگجو طلب کیا عبداللہ بن حنبل اُسکے مقابل ہوا دونو نیزہ سے جنگ کرنے لگے عبداللہ نے اُسے نیزہ سے ہلاک کیا پھر ثور بن عدی جو مازن بن عوف کا بھتیجا تھا میدان میں آیا اور کسی لڑنیوالے کا خواستگار ہوا محمد بن ابی بکر نے نکلکر تلوار سے کاٹ دیا عایشہ یہ حال دیکھکر غضبناک ہوئیں کہا۔ مجھے ایک مٹھی کنکریاں دو لوگوں نے دیدیں عایشہ نے انہیں امیر المومنین کے اصحاب کیطرف پھینکر کہا شاہت الوجوہ یعنی یہ چہرے سیاہ ہوں۔ علی کے مصاحبوں میں سے ایک نے کہا اے عایشہ ما رمیت اذ رمیت ولکن الشیطان رمیٰ اسوقت طلحہ بن عبداللہ نے باواز بلند کہا اے بندگان خدا صبر کرو صبر کرو کیونکہ صبر اور ظفر دونوں ہمدوش ہیں اور صابروں کے ثواب عظیم میں انما یوفی الصابرون اجرہم بغیر حساب مروان بن حکم نے اپنے غلام سے کہا تو جانتا ہے کہ مجھے کس بات پر بڑا تعجب آتا ہے غلام نے کہا تم ہی کہو تو معلوم ہو مروان نے کہا مجھے اس بات سے تعجب آتا ہے کہ قتل عثمان میں طلحہ سے زیادہ اور کوئی شخص ساعی نہ تھا وہ اسکے دشمنونکو ترغیب دلاتا تھا اور خون عثمان کے بہانے کیواسطے

خوب زور لگا رہا تھا آج کہتا ہے کہ میں عثمان کے خون کا بدلہ لیتا ہوں اور لوگوں کو ہلاکت میں مبتلا کر رہا ہے مجھے اندیشہ ہے کہ یہ سارا لشکر کٹوا دیگا
میں چاہتا ہوں کہ اسے تیر سے ہلاک کروں تاکہ اور مسلمان اسکے شر اور فساد سے رہائی پاویں اور میں اس طریقے سے اسکا شر مٹا دوں تو میرے آگے
ایسی طرح کھڑا ہو جا کہ میں چھپ جاؤں اور کوئی مجھے نہ دیکھ سکے اور یہ معلوم ہونے پائے کہ یہ تیر مارا ہے اگر تو ایسا کریگا تو میں تجھے آزاد
کر دونگا۔ غلام اسکے سامنے کھڑا ہو گیا مروان نے زہر کے بجھے ہوئے پیکان والے تیر کو کمان میں جوڑا اور طلحہ کو نشانہ بنایا جس سے طلحہ کا پاؤں
رکاب کے ساتھ چھد گیا طلحہ اس زخم سے تاب نہ لا کر گھوڑے سے گر پڑا اور بیہوش ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد ہوش میں آیا اپنے غلام سے کہا مجھے اٹھا
اور سایہ میں لے چل غلام نے کہا اے آقا یہاں نہ کوئی ایسا سایہ نظر آتا ہے نہ جائے پناہ جہاں آپکو لے چلوں۔ طلحہ نے کہا سبحان اللہ آج میں
اپنے خون سے زیادہ رائیگاں اور کسی قریشی کا خون نہیں پاتا نہ معلوم یہ تیر کے پاؤں میں کہاں سے آلگا یہ تیر ضرور موت کا تیر ہوگا اور
حکم الہی بغیر نہیں لگا وکان امر اللہ قدرا مقدورا طلحہ یہ الفاظ کہتا جاتا تھا اور تڑپتا تھا یہانتک کہ مر گیا لوگوں نے اسے سنجہ موضع میں
دفن کر دیا عائشہ کو اسکے مرنے سے سخت رنج ہوا کیونکہ طلحہ ان کے چچا کا بیٹا تھا کوفہ اور بصرہ والے اس حادثہ سے بہت غمگین ہوے
اور سخت افسوس کھا کر رات ہو جانے پر دونوں لشکر اپنے اپنے قیام گاہوں پر چلے گئے دوسرے دن پھر دونو فوجوں نے صف آرائی
کی اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہودج میں سوار ہو کر اپنے اونٹ کو لشکر کے آگے لا کر بڑھایا اور تمام آدمی اسکے گرد صف بستہ ہو گئے امیر المومنین
نے بھی اپنے لشکر کو ترتیب دیا اور جنگجو بہادروں نے میدان میں نکلکر جنگ چھیڑ دی آج اسقدر آدمی مارے گئے کہ میدان جنگ کی ساری زمین لال
ہو گئی جناب امیر کے اصحاب نے ایک دوسرے کے پیچھے اصحاب جمل پر حملہ کیا سب سے پہلے حجاج بن عزیہ انصاری نے باگ اٹھائی اسکے بعد عقب سے
خذیمہ بن ثابت نے حملہ کیا پھر شریح بن ہانی حارثی ہانی بن عروہ مذحجی زیاد بن کعب ہمدانی عمار یاسر۔ اشتر نخعی۔ سعید بن قیس ہمدانی۔ عدی
بن حاتم طائی۔ رفاعہ بن شداد نے باترتیب ایکدوسرے کے پیچھے حملے کئے غرضکہ امیر المومنین علی کے اصحاب ہر سمت سے دائیں بائیں اور قلب و
جناح کی فوجوں پر ٹوٹ پڑے ایسے ایسے لاجواب حملے کئے اور اسطرح بڑھے کہ آج جیسی لڑائی کبھی کسی نے نہ دیکھی ہو گی بیشمار اصحاب جمل مارے گئے
اور عائشہ کا ہودج جسمیں تشریف رکھتی تھیں تیروں کی بوچھاڑ کی کثرت کے سبب اسمیں اسقدر تیر پیوست ہو گئے تھے کہ ساہی کی پیٹھ معلوم
ہوتا تھا اصحاب جمل انتہائے اعتقاد سے عائشہ کے اونٹ کی مینگنیاں اٹھا اٹھا کر سونگھتے تھے اور آپسمیں کہتے تھے کہ مومنوں کی ماں عائشہ کے
اونٹ کی مینگنیوں میں سے تو مشک سے بھی زیادہ خوشبو آتی ہے اور اس امر پر بہت نازاں تھے اونٹ کی مہار تھام تھام کر خوب مردانگی دکھاتے
تھے اور اسکے سامنے قتل ہو ہو کر گرتے جاتے تھے اسطرف سے اشتر نخعی معرکہ آرا ہو کر داد شجاعت دے رہا تھا عبداللہ بن زبیر نے اسے پکار کر آواز
دی کہ اے دشمن خدا اپنی جگہ ٹھیر میں تجھے سب جگہ ڈھونڈ پھرا اب کوئی بچاتا ہے کہ تو مرد ہے ہاتھ دیکھ لیگا یہ کہکر نیزہ لیا اور مرکب دوڑا کر آیا
دونو نیزہ سے جنگ کرنے لگے مگر عبداللہ بن زبیر نے بمشکل اپنا آپکو اسکے ہاتھ سے بچایا اشتر آج روزہ سے تھا اور اس سے پہلے دو یوم تک بوجہ بیمار ہو جانے
کے کچھ نہ کھایا تھا ورنہ عبداللہ اسکے ہاتھ سے بچکر نہ جا سکتا جس وقت امیر المومنین کے دوستوں نے ہر سمت سے حملہ کر دیا اور آثار ظفر نظر آنے لگے
اور بصرہ والوں کی تعداد کثیر قتل ہو گئی تو انجام کار تاب مقابلہ نہ لا کر بھاگ نکلے اور لشکر امیر نے تعاقب کر کے بہت آدمیوں کو خاک و خون میں
ملا دیا اسوقت آپنے حکم دیا کہ اس اونٹ کو جسے شیطان نے ابھی تک سنبھال رکھا ہے بے پاؤں کا کر دو کوئی شخص اسطرف دوڑے عبدالرحمن ابن عمرو
تنوخی نے پہنچکر اس اونٹ کی اگلی ٹانگوں پر تلوار ماری کہ دونوں پاؤں قلم ہو گئے اور وہ اونٹ ہیبتناک آواز نکالکر سینہ کے بل زمین پر آرہا
عمار یاسر نے تلوار سے تنگ کاٹ دیا کہ ہودج زمین پر آرہا اسکے بعد جناب علی مرتضی آپہنچے عائشہ نے آپکو دیکھکر کہا اے علی تمنے فتح پائی ہے
تو نیکی سے پیش آؤ آپنے محمد بن ابی بکر سے کہا اپنی بہن کو سنبھال اور اپنے سوا اور کسیکو اسکے ہودج کے پاس نہ آنے دے محمد دوڑ کر گیا اور
ہودج کے اندر ہاتھ ڈالکر چاہا کہ عائشہ کو اسکے اندر سے نکالے۔ عائشہ نے کہا تو کون ہے۔ تیرا ہاتھ میرے دامن کو چھو گیا۔ محمد نے کہا اے

بہن میں ہوں تو نے اپنا کیا حال کیا۔ اپنی آبرو ضایع کی اور ہلاکت میں پڑی اُسکے بعد اُسے شہر بصرہ میں لیجا کر عبداللہ بن خلف خزاعی کے گھر میں جہاں وہ آتے ہی اُتری تہیں ٹھہرایا عائشہ نے کہا میں قسم دلاتی ہوں کہ عبداللہ بن زبیر کو بلا دو محمد نے کہا اُسے بلا کر کیا کروگی یہ سب مصیبت اور خرابی تمہیں اُسی کے سبب اُٹھانی پڑی ہے۔ عائشہ نے کہا مجھے زیادہ مت ستا اُسے بلا لا وہ تیرا بھانجہ ہے میں دیکھنا چاہتی ہوں کہ اس معرکہ میں اسکا کیا حال ہوا محمد میدان جنگ میں واپس آیا عبداللہ کو بہت ہی مجروح اور خستہ حال دیکھا کہا کہ اٹھو کہ ہم اپنے گھر چلیں عبداللہ گھوڑے پر سوار ہوا اور محمد اُسکے پیچھے بیٹھا جب داخل خانہ ہوا عائشہ اسکا یہ حال دیکھکر رونے لگیں اور گلے سے لگا لیا پھر مصروف علاج ہوئیں پھر عائشہ نے محمد سے کہا جا اُسکے واسطے علی سے امان طلب کرو۔ محمد نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عبداللہ بن زبیر کے واسطے اماں طلب کی آپنے فرمایا ایک عبداللہ کیا ہے تمام عالم کو اماں دی اُسکے بعد جناب امیر نے عبداللہ بن عباس کو بلا کر کہا عائشہ کے پاس جاؤ اور کہدو کہ اٹھو مدینہ جاؤ۔ بصرہ میں زیادہ نہ ٹھہرو۔ عبداللہ بن عباس نے عبداللہ بن خلف کے دروازے پر کہا مجھے عائشہ سے کچھ کہنا ہے۔ اجازت ہو تو اندر آؤں پیغام پہنچا دوں عائشہ نے اجازت نہ دی۔ عبداللہ بے اجازت ہی اندر چلا گیا چند تکیے پڑے ہوئے تھے اُنمیں سے ایک اٹھا کر اُسپر بیٹھا۔ عائشہ نے کہا اے عباس کے بیٹے تو نے سنت امر کو ترک کردیا کہ میری اجازت بغیر اندر چلا آیا اور بغیر کہے تکیہ پر بیٹھا عبداللہ نے کہا تمہیں سنت سے کیا علاقہ سنت جاری وضع اور آئین ہے ہمنے ہی تمکو اور تمہارے باپ کو سنت کی تعلیم دی ہے اگر تم اسی حجرہ میں رہتیں جسمیں جناب رسولخدا نے چھوڑا تھا اور اُس گھر سے قدم باہر نہ نکالتیں تو کوئی شخص آپکی بلا اجازت قدم نہ رکھتا تمہارا گھر وہ ہے جسمیں رہنے کیلئے خدا اور رسولخدا نے تمکو حکم دیا ہے تم خدا اور رسولخدا کی اجازت بغیر اُس گھر سے نکل آئیں اور جو کچھ فساد کیا سو کیا اب جناب امیر المومنین تمہیں حکم دیتے ہیں کہ فوراً مدینہ چلی جاؤ یہاں زیادہ دیر نہ ٹھہرو۔ عائشہ نے کہا اللہ تعالیٰ امیر المومنین عمر بن خطاب پر رحمت نازل کرے امیر المومنین تو وہ تھے عبداللہ بن عباس نے کہا شکر خدا کہ آج اہل عالم کے امیر المومنین علی علیہ السلام ہیں گو تم اُن سے ناخوش ہو عائشہ نے کہا میں اس امر سے انکار کرتی ہوں عبداللہ نے جواب دیا کہ انکار کرنا تمہارے حق میں بہت نامبارک ہوا ہے۔ اور بہت جلدی اسکا ظہور ہو گیا ہے۔ تمہارا حکم اور دبدبہ زیادہ دن نہیں رہا بہت جلدی ختم ہو گیا۔ عائشہ رو پڑیں اور کہا میں ایسا ہی کرونگی اور اس شہر سے نکل جاؤنگی کیونکہ اے بنی ہاشم جسجگہ تم نظر آتے ہو مجھے وہ جگہ سب جگہ سے زیادہ ناگوار گزرتی ہے عبداللہ نے کہا تم ایسا کیوں فرماتی ہو تمہارے پاس جسقدر نعمتیں موجود ہیں سب ہماری ہی دی ہوئی ہیں عائشہ نے کہا میں تمہاری ایک بھی نعمت نہیں کہتی عبداللہ نے جواب دیا اول نسب تیم اور عدی ہے تم اُسکے سبب ام المومنین نہیں کہلاتی ہو بلکہ ہماری وجہ سے تمہیں ام المومنین کہتے ہیں ورنہ تم اُم رومان کی بیٹی ہو تمہارا باپ جنہیں صدیق کہتے ہیں بو قحافہ کا بیٹا ہے وہ بھی ہمارے سبب سے صدیق ہوا ہے عائشہ نے کہا تو رسولخدا صلعم کے ذریعہ سے مجھپر احسان جتاتا ہے۔ عبداللہ نے کہا ہاں رسولخدا صلعم کے ذریعہ سے تمپر کیوں نہ احسان جتاؤں خدائے واحد کی قسم جناب رسالتمآب کا ایک بال بلکہ اسقدر حصہ جتنا ناخن سے لگا رہجائے کسی شخص پر ہو تو بھی تم پر بلکہ تمام مومنین پر ہم احسان رکھ سکتے ہیں کیونکہ ہزار در ہزار احسان کا موقع ہے اور کون شخص ہے جو آنحضرت کے بال برابر احسان کا حق ادا کر سکتا ہے تم انکی نو بی بیوں میں سے ایک بی بی ہو۔ تم اُن سے شکل میں زیادہ اچھی نہیں نہ اصل اور نسب ہی میں زیادہ عزیز اور بزرگ ہو اور تم حکمرانی چاہتی ہو کہ سب تمہارا کہنا مانیں کوئی خلاف امر نہ کرے ہم جناب رسولخدا صلعم کے گوشت پوست اور خون ہیں آنحضرت کا ورثہ اور علم ہم میں موجود ہے۔ عائشہ نے کہا علی تیری ان باتوں سے گردیدہ نہ ہوگا اور جو کچھ تو کہتا ہے وہ اسے تسلیم نہ کریگا۔ عبداللہ نے کہا ہے میں نے جھگڑا نہیں کرتا بلکہ انکا فرمانبردار ہوں کیونکہ میری نسبت آپ رسولخدا کے زیادہ قریبی قرابت دار ہیں اور وراثت وعلم رسولخدا کے سب سے زیادہ حقدار اور سزاوار ہیں کیونکہ آپ جناب رسالتمآب کے بھائی اور چچا کے بیٹے اور اُنکی لڑکی کے شوہر اور اُنکے دو فرزندوں کے باپ ہیں اور شہر علم اور میدان جنگ کے بہادر ہیں اور تمکو ان امور سے کیا نسبت خدا کی قسم تمہارے اور تمہارے باپ کے حق میں جو کچھ کیا ہے تم اُسکا شکریہ بھی ادا نہیں کر سکتی ہو اور جسقدر

قصہ بازگشتن عائشہ از بصرہ بمدینہ

کرسکتی تھیں وہ بھی نہیں کیا بلکہ جو کچھ تمنے کیا وہ کیا عبداللہ اسقدر کہکر عائشہ کے پاس سے واپس چلا آیا اور جناب امیر کی خدمت میں حاضر ہو کر جملہ گفت و شنید عرض کردی آپنے فرمایا میں سمجھتا تھا کہ اس قسم کی باتیں ہونگی پھر حکم دیا کہ رسولخدا کی سواری کے مرکب پر زین رکھیں اور میرے پاس لائیں جب مرکب آیا سوار ہو کر عائشہ کے در پر تشریف لائے اذن چاہا پھر اندر گئے دیکھا عائشہ بیٹھی رو رہی ہے اور بصرہ کی کچھ عورتیں اسکے اردگرد بیٹھی ہوئی روتی ہیں عبداللہ بن خلف خزاعی کی عورت نے امیرالمومنین کو دیکھکر فریاد کی اور اُسکے قبیلے کی جو عورتیں وہاں موجود تھیں اُنہوں نے بھی فریاد کرتے ہوئے آپکی طرف مُنہ کیا اور کہنے لگیں اے دوستوں کے قاتل اور جماعتوں کے پریشان کرنیوالے خدا تیرے فرزندوں کو یتیم کرے جیسا کہ تو نے عبداللہ بن خلف کے بچوں کو یتیم کیا ہے جناب امیر نے اُسے پہچان کر فرمایا تو وہی ہے جو مجھے دشمن سمجھتی ہے کیونکہ میں نے تیرے دادا کو بدر کی لڑائی میں اور تیرے باپ کو جنگ اُحد میں اور تیرے شوہر کو کل ہی قتل کیا ہے اور اگر جیسا تو کہتی ہے میں ویسا ہی دوستوں کا قاتل ہوتا تو جتنے آدمی اس گھر میں ہیں سبکو قتل کر دیتا پھر عائشہ کیطرف مخاطب ہو کر فرمایا ان کتیوں کو جنہیں تمنے بھونکایا ہے اگر میں اس کو پسند کرتا تو اسیوقت سبکو گھر سے نکالکر قتل کر دیتا عائشہ اور اور عورتیں حضرت علی علیہ السلام کا یہ ارشاد سُنتے ہی دم بخود ہو گئیں پھر کچھ نہ بولیں اُسکے بعد آپ نے عائشہ کو تنبیہ فرمائی اور کہا اللہ تعالیٰ نے تمہیں گھر میں بیٹھے رہنے کا حکم دیا تھا کہ باہر نہ نکلنا تم گھر سے نکلکر خدا کی گنہگار ہوئیں اپکو لڑائی میں مبتلا کیا لوگوں کو مجھ سے لڑوایا اور اس بات کا خیال نہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمکو اور تمہارے باپ کو ہماری ہی وجہ سے شریف کیا ہے اور ہماری قرابت کے سبب تم اُمّ المومنین کہلائیں اٹھو اُسی گھر میں جاکر رہو جو تمہارے رہنے کی جگہ ہے یہ فرماکر آپ واپس چلے گئے دوسرے دن آپنے اپنے فرزند حسن رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور آپنے جاکر کہا امیرالمومنین نے اُس خدا کی جسکے قبضہ قدرت میں ہر شے ہے قسم کھائی ہے کہ اگر تم اسیوقت نہ اُٹھیں اور جانب مدینہ روانہ نہ ہوئیں تو جس بات سے تم آگاہ ہو تمہارے حق میں وہی کلمہ کہدونگا۔ عائشہ اُسوقت سر میں کنگھی کر رہی تھیں ایکطرف کے بال گوندھ لئے تھے اور دوسریطرف کے رہے ہوئے جونہی حسن نے یہ کہا عائشہ دوسریطرف کے بال ویسے ہی بے گندھے چھوڑکر کھڑی ہو گئیں اور کہا ابھی جاکر میری سواری لاؤ اور اسباب لادو کہ میں مدینہ جاتی ہوں۔ مہالبہ کی ایک عورت نے جو وہاں موجود تھی پوچھا اے اُمّ المومنین عبداللہ بن عباس تمہارے پاس آیا جو کچھ اُسنے کہا تمنے ایسے ایسے سخت سخت جواب دئے کہ وہ غصہ ہو کر چلا گیا پھر جناب امیر بنفس نفیس تشریف لائے اور کچھ باتیں درمیان میں آئیں لیکن عبداللہ اور علیؑ کی تخویف اور تہدید سے اسقدر نہ گھبرائیں جسقدر اس لڑکے کے کہنے سے اسکا کیا سبب۔ عائشہ نے جواب دیا میں اسکی بات سے اسلئے مضطرب ہو گئی کہ وہ فرزند رسول ہے جو شخص حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آنکھہ کی زیارت کرنی چاہے وہ اسکی آنکھہ کی سیاہی دیکھہ لے اور ایک اور بات ہے جو حضرت علیؑ کی زبان سے علاقہ رکھتی ہے حسنؑ کی زبانی اس بات کا اشارہ کہلا بھیجا ہے ناچار مجھے ماننا اور یہاں سے جانا پڑا اُس عورت نے کہا میں اُس خدا کی جسنے جناب محمد مصطفےٰ صلعم کو راستی کے ساتھہ پیدا کیا ہے قسم دلاکر کہتی ہوں کہ مجھے بتادو وہ کیا بات ہے عائشہ نے کہا تو نے مجھے قسم دلادی ہے اسلئے تجھ سے کہتی ہوں ایکدفعہ آنحضرت صلعم جہاد سے تشریف لائے اور بہت سا مال غنیمت لایا آپ وہ مال صحابہ میں تقسیم فرمانے لگے میں اور آپکی کچھ اور بیبیاں اس مال غنیمت میں سے کوئی شے طلب کرنے لگیں ہمنے زیادہ اصرار کیا اور جناب رسالتمآب ہمارے اصرار سے تنگ ہوئے۔ علیؑ بھی اسوقت موجود تھے اس اصرار پر ہمیں ملامت کی اور کہا زیادہ نہ بولو خاموش رہو۔ آنحضرت کی طبیعت مکدر ہوتی ہے ہمنے جواب میں سختی سے کام لیا اور علیؑ کو رنجیدہ کیا علیؑ نے کلام الٰہی میں سے یہ آیت پڑھی عَسٰی رَبُّہٗ اِنْ طَلَّقَکُنَّ اَنْ یُّبْدِلَہٗ اَزْوَاجًا ہمنے پھر بھی اصرار کیا اور سخت باتیں کہیں حضرت رسولخدا کو غصہ آگیا اور جو کچھ ہمنے علیؑ کی نسبت کہا تھا اُنہیں سخت ناگوار گذرا فرمایا اے علی میں نے ان عورتوں کی طلاق اپنی وفات کے بعد تیرے اختیار میں دی اِن میں سے جسے چاہے طلاق دیدے اب میں ڈر گئی کہ علی کی بات نہیں مانتی تو وہ مجھے طلاق دیدیگا پھر میں رسولخدا کی زوجہ نہ رہونگی اس سبب سے میں ابھی مدینہ جاتی ہوں القصہ جب عائشہ نے بصرہ سے سفر مدینہ اختیار کیا امیرالمومنین نے بصرہ کی کچھ عورتوں کو مردانہ لباس پہناکر اور سر پر عمامے بندھواکر حکم دیا کہ عائشہ کے ہمراہ جاؤ بصرہ سے کچھہ دور نکلکر عائشہ نے

حضرت علیؑ کی شکایت کی کہ مجھے غیر مردوں کی ہمراہ بھیجا ہے انمیں سے ایک عورت نے اپنا اونٹ نزدیک کیا اور منہ کھولدیا اور کہا اے عائشہ ہم بھی عورتیں ہی ہیں ہم مردانہ لباس میں تیرے ساتھ ہیں علیؑ نے یہی حکم دیا ہے کہ مردوں کی شان میں ہمراہ رہیں تاکہ اثنائے راہ میں کوئی بُرا ارادہ نہ کرے اور ہم نقصان سے محفوظ رہیں عائشہ یہ دیکھ کر کہ یہ سب عورتیں ہیں بہت خوش ہوئیں اور جناب امیرؑ کا احسان مانا اور اس شکایت کو شکریہ سے مبدل کیا داخلِ مدینہ ہو کر اپنے حجرے میں قیام کیا اور اُن عورتوں کو بہت اچھی طرح سے رخصت کیا اسکے بعد اپنے فعل پر نادم ہوتی تھیں اور جب کبھی جنگِ جمل کا واقعہ یاد آجاتا تھا تو اسقدر روتی تھیں کہ آنسو وں سے چادر تر ہو جاتی تھی اور غش آجاتا تھا کبھی فرماتی اے کاش میں بصرہ جانے سے بیس برس پہلے مر چکی ہوتی کہ مجھ سے یہ حرکت سرزد ہوتے پاتی ساویہ کا بیان ہے کہ جنگِ جمل میں عائشہ کے لشکر کی تعداد تیس ہزار سوار اور پیدل تھے بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ تھے اور علیؑ کا لشکر بیس ہزار آپ کے لشکر میں سے ایکہزار سات سو آدمی شہید ہوئے اور اصحاب جمل میں سے نو ہزار مرد مارے گئے ازد قبیلے کے چار ہزار ضبہ کے دو ہزار بنی ناجیہ کے چار سو بنی بکر بن وائل کے آٹھ سو بنی حنظلہ کے نو سو اور بنی عدی اور اُنکے دوستداروں میں سے نو سو آدمی کام آئے بنی تیم بن مرہ میں سے ایک شخص نے عبدالرحمن بن صرہ تنوخی سے جسنے عائشہ کے اونٹ کی ٹانگیں قطع کی تھیں دریافت کیا کہ تونے اونٹ کے پاؤں کیوں قطع کئے تھے اسنے کہا بات کیا دریافت کی ہے اگر میں عائشہ کے اونٹ کی پاؤں کاٹ کر نہ گرا دیتا تو اُسدن عائشہ کی فوج کا ایک آدمی بھی زندہ نہ بچتا اونٹ کے گرتے ہی لڑائی ختم ہوگئی غرض جناب امیرؑ نے جنگ جمل سے فارغ ہو کر اور اس فساد کو مٹا کر چند روز بصرہ میں قیام فرمایا پھر مناسب سمجھا کہ وہاں سے کوفہ کو تشریف لیجائیں حکم دیکر ایک منبر لشکر گاہ میں رکھوا کر اور اسپر تشریف لیجا کر خطبہ پڑھا۔ حمد باریتعالی کے بعد جناب رسالتمآب پر درود بھیجکر اس فساد اور مخالفت کے متعلق چند امور بیان فرمائے منذر بن جارود عبدی نے اُٹھکر آخری زمانہ کی خرابیوں کی نسبت سوال کیا آپنے اسکا مفصل حال اور عجائب غرائب واقعات کا ذکر کیا جو بعد وفات جناب رسولِ خدا صلعم دُنیا میں ظاہر ہونگے اُسوقت ہر ایک آدمی رو رہا تھا اور آپ کے کمال علم و فضل کا ثناخواں تھا آخر میں فرمایا کہ اے منذر میں نے جناب رسولِ خدا سے سُن رکھا ہے کہ قیامت اُس روز آئیگی جبکہ تمام آدمی شریر ہی شریر ہونگے محرم کی پہلی تاریخ اور جمعہ کا دن ہوگا اے مسلمانو اُس روز سے ڈرو اور اُسے یاد رکھو اعمال نیک میں سعی کرو تاکہ اُن شریروں میں شمار نہو۔ اللھم صل علی محمد الکریم فی نسب الرفیع فی الحسب التقی المنتجب الزکی المقرب سلیل عبدالمطلب سید العرب والعجم صلی اللہ علیہ وآلہ پھر منبر سے تشریف لے آئے اور اہل لشکر کو حکم دیا کہ اسباب باندھیں۔ فتح و ظفر و سرور و شادمانی کے ساتھ بسمتِ کوفہ روانہ ہوں۔ الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی محمد وآلہ اجمعین بس جنگِ جمل کا قصہ ختم ہو گیا۔

## حضرت علی علیہ السلام کے زمانہ خلافت میں جنگ صفین اور معاویہ بن ابی سفیان کی

## مخالفت کی ابتدا

ابو محمد احمد بن اعثم کوفی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ مینے یہ حالات بڑے بڑے مشہور ثقہ اور معتبر لوگوں اور اُن گروہوں سے جو راست بیانی اور نیک خوئی میں نامور ہوتے ہیں خلوتوں اور جلسوں میں سُنے ہیں اگرچہ اُنکی روایتیں الفاظ میں کسیقدر مختلف تھیں مگر مطالب میں کچھ فرق نہ تھا اسلئے میں نے سب روایتوں کو ایک ہی سلسلہ میں بیان کر دیا گیا ہے تمام ثقہ راویوں اور مشہور محدثوں کا بیان ہے کہ امیر المومنین علیؑ نے جنگِ جمل سے فارغ ہو کر خطبہ پڑھا اور آخری زمانہ کے واقعات کا ذکر کیا مسلمانوں کو پسندیدہ نصیحتیں کیں اور عجیب و غریب احوال کا بیان فرمایا اسکے بعد عمار یاسر اور اشتر نخعی اور بڑے بڑے صحابہ اور اُمرا نے پوچھا کہ حضور کا ارادہ عالی کس سمت ہے کہ ہم بھی تیاری کر کے رکاب باسعادت میں کمربستہ موجود رہیں آپنے فرمایا فی الحال

کوفہ جانیکا عزم ہے وہاں پہنچنے کے بعد جو کچھ مناسب ہوگا وہ ظہور میں آ ریگا ۱۶ رجب ۳۶ھ ہجری پیر کے دن بجانب کوفہ سفر کیا تمام لشکر آپ کے ساتھ تھا اور صحابہ میں سے مددگاروں اور شریفوں کی بڑی تعداد آپ کی شریک صحبت تھی کوفہ میں پہنچنے کے وقت تمام خاص و عوام اور ادنیٰ و اعلیٰ نے خلیفہ رسول خدا کی سواری معلٰے کا استقبال کیا اور مبارکبادوں کے ساتھ آپکی تشریف آوری سے نہایت شاد و مسرور ہوئے قصر دار الامارۃ آپکے فروکش ہونے کیلئے خالی کیا گیا۔ مگر آپنے فرمایا مجھے اُسکی ضرورت نہیں ہم رحبہ میں قیام کرینگے حسب الحکم رحبہ میں اسباب اُتارا گیا امیر المومنین جامع مسجد میں تشریف لائے! اور تمام آدمیوں کو طلب فرمایا جب سب حاضر ہوگئے منبر پر تشریف لیجاکر خطبہ تعالیٰ کی حمد ان الفاظ سے بیان فرمائی اس خدائے جل جلالہ کے لیے حمد و ثنا زیبا ہے جس نے اپنے دوستوں کو مظفر و منصور فرمایا اور دشمنوں کی جمعیت کو ابتر و پریشان کر دیا صادق برحق کو عزیز اور جھوٹے کاذب کو ذلیل کیا اے مسلمانو میں تمہاری طرف سے کسی امر کا اسقدر خوف نہیں کرتا جسقدر تمہاری خواہش نفس کی پیروی اور درازی عمر کی خواہش سے ڈرتا ہوں کیونکہ نفسانی خواہش انسان کو حق راستے سے منحرف کرتی ہے اور درازی عمر کی خواستگاری عقبیٰ کو دل سے بھلا دیتی ہے۔ آگاہ رہو کہ دُنیا گزر جانیوالی شے ہے اور آخرت قائم رہنے والی بہت سے انسان ہیں کہ دنیاوی لالچوں سے دل بستگی رکھتے ہیں اور مال کے جمع کرنے میں مشغول ہیں اور کچھ ایسے ہیں جو اس مکار دُنیا کے عیبوں کو پہچان گئے ہیں اور اسکے بے حقیقت سامانوں سے منہ پھیر کر باقیات صالحات کی تحصیل کے لئے ہمت وقف کر چکے ہیں اے لوگو تمکو اس جماعت میں ہونا چاہئے جسنے بمقابلہ دنیا آخرت کو اختیار اور دل سے غرور کو دُور کر دیا ہے اور اس گروہ میں سے نہونا جو کثرت مال و دولت پر مغرور اور نفسانی لذتوں میں مصروف ہو کر سعادت آخرت سے محروم رہگیا ہے آج عمل کا دن ہے اور کل حساب کا اے کوفیو اپنے پیغمبرؐ کے اہلبیتؑ کی فرمانبرداری اختیار کرو کیونکہ وہ ان باغی جماعتوں سے افضل ہیں جو حق کا دعویٰ کرتی ہیں اور راہ حق سے بہت دور ہیں اس دنیا میں اُنہوں نے اپنے گناہوں کی وبال کا مزا چکھا ہے اور آخرت میں آتش دوزخ سے حصہ پایا ہے۔ کوفہ میں کچھ ایسے شخص بھی ہیں جنھوں نے اس جنگ میں میرا ساتھ نہیں دیا وہ میری امداد سے علیحدہ رہے ہیں اسوجہ سے میں اُن سے ناراض ہوں تم اُن شخصوں سے نہ بولو نہ اُن کے پاس نشست برخاست رکھو تاوقتیکہ وہ عذر خواہ ہو کر ہماری رضامندی کے طالب نہوں مالک بن حبیب یربوعی نے اُٹھکر دریافت کیا کہ اے امیر آپکی مخالفت کے جرم پر اس گروہ سے گفتگو اور اختلاط ترک کر دینا جائز ہے کیونکہ آپکی فرمانبرداری و خدمتگذاری سے انحراف کرنا سخت قابل عقوبت ہے اگر آپ حکم دیں تو ہم انہیں قتل کر دیں آپنے فرمایا اے مالک انہیں تنبیہ کرنی چاہئے نہ قتل کر دینا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے النفس بالنفس ومن قتل مظلوما فقد جعلنا لولیہ سلطانا فلا یسرف فی القتل انہ کان منصورا ؕ یعنی جبتک کوئی کسیکو قتل نہ کرے اُسے قتل نکرنا چاہئے اور جو شخص کسیکو بیٹھا مار ڈالیگا اُسکے وارث و والی کو خون کا بدلہ لینے کا استحقاق حاصل ہوگا اور انجام کار وہ مظلوم قتل کیا ہوا متصور اور قتل کرنیوالا گرفتار عذاب ہوگا۔ ابو بردہ وہب عوف ازدی نے جو اس گروہ میں سے تھا جسنے جنگ جمل کے دن حضرت علیؑ کا ساتھ نہ دیکر فرمانبرداری سے مخالفت ظاہر کی تھی کہا اے امیر المومنین جنگ جمل میں عائشہ کے اونٹ کے گرد جو لوگ مارے گئے ہیں اُنہیں کیوں قتل کیا۔ آپنے فرمایا اس سبب سے کہ اُنہوں نے اول میرے اصحاب اور عاملوں کو بے گناہ مار ڈالا تھا اور جب میں نے وہاں جاکر قاتلوں کو قصاص کے لئے طلب کیا تو اُنہوں نے نہ سُنا اور کسی قاتل کو میرے حوالہ نہ کیا بلکہ میرے ساتھ جنگ و جدل اور خونریزی سے پیش آئے۔ دوم انکی گردنوں پر میری بیعت کا حق تھا اور میرے گروہ کے جو تقریباً ایکہزار آدمی مار ڈالے تھے اُن کا قصاص لینا تھا اے ابو بردہ جو کچھ میں نے کہا سچ کہا یا غلط اور تجھے میرے اس کلام میں کچھ شک ہے یا نہیں ابو بردہ نے عرض کی اب کچھ شک نہیں لیکن اسوقت تک میں شک میں مبتلا تھا آپ کے حقیقت حال بیان فرمانے سے مجھے اس گروہ کی خطا اور آپکا برحق ہونا معلوم ہوگیا۔ اسکے بعد آپ منبر پر سے اُتر آئے اور سوار ہو کر جعدہ بن ہبیرہ بن وہب مخزومی کے پاس گئے لوگ آپکے ارد گرد جمع ہوگئے سلیمان بن صرد خزاعی نے آکر سلام کیا آپنے فرمایا تو مجھ سے پھر گیا اور علیحدہ ہو کر شک میں پڑ گیا اور یہ دیکھنا چاہا کہ یہ معاملہ کس پہلو پر قرار پاتا ہے تو نے اللہ تعالیٰ کی صنعت کو میرے حق میں کیسا دیکھا کچھ تو بیان کر تو مجھ سے کیوں پھر گیا حالانکہ میں سب سے زیادہ تجھپر بھروسہ رکھتا تھا۔ سلیمان نے کہا اے امیر گذشتہ امر کو جانے دیجئے

اور حسب عادت حکم کا برتاؤ فرمائے آپ شکر کریں کہ اس واقعہ کے سبب جو آپکو پیش آیا دوست اور دشمن سب کا حال معلوم ہو گیا موافق اور مخالف ظاہر ہو گیا آپ مجھے ملامت نفرمائیں یونہی چھوڑ دیں انشاء اللہ تعالیٰ اب آپکی خدمتمیں ہر طرح کی سعی کرتا رہونگا اور شرط مودت بجا لاؤنگا مخاصمت کے پاس نجاؤنگا آپنے اسکی بات سنکر کچھہ نہ فرمایا خاموش ہو رہے سلیمان تھوڑی دیر بیٹھہ کر اٹھہ کھڑا ہوا اور جامع مسجد میں آیا یہاں حسن ابن علیؑ تشریف رکھتے تھے سلیمان آپکے پاس جا بیٹھا اور کہا میں کچھہ بیان نہیں کر سکتا کہ حضرت علیؑ نے تمام لوگوں کے سامنے مجھے کیسا سخت سست کہا اور کسقدر جھڑکا رنج دیا اور ملامت کی حسنؑ نے فرمایا اے سلیمان دوستوں ہی سے غصہ ظاہر کیا جاتا ہے تجھے رنجیدہ نہونا چاہئے سلیمان نے کہا بیشک سچ ہے مگر ابھی تک پورا پورا استحکام حاصل نہیں ہوا اور نہ تمام علاقے اور ممالک محفوظ و مضبوط ہوئے پاہے میں اردگرد میں بیشمار اہل عناد اور دشمن موجود ہیں جنہیں شمشیر آبدار بغیر سیدھا نہیں کر سکتے بلاشک ہم جیسے شخصوں کی مدد اور اعانت کی حاجت پڑے گی ہمکو ناخوش باتوں سے رنجیدہ نہ کرنا چاہئے امیر المومنین حسنؑ نے کہا یہی بات ہے لیکن امام کی اطاعت فرض بلکہ واجب ہے امیر المومنین رسول خدا کے وصی خلقت کے پیشوا ہیں اور تمپر انکی بیعت کا حق لازم ہے تمنے کیسے گوارا کر لیا کہ امیر المومنین کا ساتھہ ندیا حالانکہ جسقدر تجھپر بھروسہ ہے کسی دوسرے پر نہیں نہ تیری دوستی میں شک و شبہہ کی گنجایش امیر المومنینؑ نے جعدہ بن ہبیرہ کے گھر میں قیام کیا کوفہ کے معزز اشخاص آتے تھے اور سلام کرتے تھے امیر المومنین جواب سلام دیکر مہربانی فرماتے تھے اور جن لوگوں نے جنگ جمل میں آپ سے علیحدگی اختیار کی تھی ان سے جواب طلب فرماتے تھے جب روز جمعہ آیا جامع مسجد میں تشریف لیجا کر نماز جمعہ فرمائی اسکے بعد انتظام اور بندوبست کی طرف توجہ فرمائی ان شہروں کیواسطے جو تصرف میں تھے مثلاً عراق ماہان جبال اور خراسان وغیرہ انمیں حاکم اور عامل مامور فرمائے

## اہل جزیرہ سے اشتر نخعی کی جنگ

بیان کرتے ہیں کہ جزیرہ والے امیر المومنین عثمان کے ہواخواہ تھے اور معاویہ بن ابی سفیان کے مطیع اور اس سے بیعت کئے ہوئے تھے امیر المومنین علی علیہ السلام نے یہ خبر سنکر کہ وہ معاویہ کی متابعت کرتے ہیں اشتر نخعی کو طلب کیا اور اس جزیرہ کی امارت عطا کی ضحاک بن قیس فہری جو معاویہ کی طرف سے اسوقت جزیرہ کا حاکم تھا جب اسنے اشتر نخعی کے آنیکی خبر سنی قاصد بھیجکر اہل رقہ کو مطلع کیا اور اسکے دفعیہ کیلئے مدد مانگی انہوں نے جمعیت فراہم کرکے سماک بن مخرمہ کو سر لشکر قرار دیا اور ضحاک کمک پر بھیجا اشتر نخعی لشکر کو لئے حران کے قریب پہنچا تھا کہ ضحاک اور سماک فوجیں لیکر آ پہنچے لڑائی واقع ہوئی اور رات تک جاری رہی آخر الامر ضحاک بھاگ کر قلعہ حران میں پناہ گیر ہوا اور اشتر نے حصار کا محاصرہ کر لیا معاویہ نے اس حال کی خبر پاکر خالد بن ولید کے بیٹے عبد الرحمن کو سواروں اور پیدلوں کی فوج دیکر ضحاک کی مدد کیواسطے روانہ کیا اشتر اسکے آنیکی خبر سنکر محاصرہ کو چھوڑ کر اسطرف متوجہ ہوا رقہ کے میدانمیں ملاقی ہو کر جنگ کی بڑی خونریزی کے بعد اشتر نے فتح پائی اور عبد الرحمن بھاگ نکلا اشتر کی فوج نے تعاقب کرکے بہتوں کو مار ڈالا بھاگے ہوؤں نے رقہ میں پناہ لی اور اشتر نے انکا محاصرہ کر لیا اب ضحاک بن قیس حران سے نکلکر جانب رقہ بڑھا کہ اشتر کو وہاں سے ہٹادے اسی اثنا میں معاویہ کی بھیجی ہوئی اور کمک ایمن بن حزیمہ کے ماتحت اس سے آملی اب یہ سب مل ملا کر اور بہت بڑی طاقت اور جمعیت بہم پہنچا کر آمادہ ہوئے کہ اشتر کو محاصرہ پر سے اٹھایا جاوے اس ارادہ سے اشتر کیطرف بڑھے اور جنگ عظیم واقع ہوئی۔ سخت کشش و کوشش کے بعد پھر اشتر ہی نے فتح پائی اور دشمنوں کا لشکر بدتر حالت کے ساتھہ بھاگ کر معاویہ کے پاس پہنچا جزیرہ اشتر کے قبضہ میں آگیا اشتر نے لوٹ مار شروع کی جو شخص اطاعت منظور نہ کرتا تھا اسکو گرفتار کرکے قتل کر دیتا یہانتک کہ تمام جزیرہ پر اپنا قبضہ اور تصرف کر لیا اور جناب امیر کیخدمت اقدس میں خط لکھا لشکر معاویہ کے ساتھہ جو کچھہ گذری تھی اور فتح جزیرہ کا سب حال مفصل تحریر کیا جسوقت حضرت علیؑ کو معاویہ کی مخالفت اور منازعت کا حال معلوم ہوا اٹھہ کھڑے ہوئے خطبہ پڑھا حمد و ثناء الٰہی کے بعد فرمایا اللہ تعالیٰ جو خداوند پیدا کرنیوالا ہے اسوقت تک اپنے بندوں پر مہربان ہے جبتک وہ راہ حق پر چلتے باہم محبت و موافقت رکھتے اور ایک دوسرے کو ظلم اور طعن سے یاد نہیں کرتے ہیں اسی صورت میں تغیر نعمت و انتقامات

درست اور زیر تصرف رہتے ہیں۔ ورنہ خلافِ طریقہ اختیار کرنے لڑائی جھگڑا رکھنے آپسمیں اقوال و افعال ناپسندیدہ کی تہمتیں لگانے سے ہی خرابیاں ظاہر ہو جاتی ہیں اور انجام کار ہلاکت و بربادی ظہور میں آتی ہے میرے اس کلام کا مرجع یہ ہے کہ معاویہ نے اہل شام کو شک و شبہ میں ڈالکر انکے دلوں کو میری اطاعت و فرمانبرداری سے منحرف کر دیا ہے اور شہرت دی ہے کہ عثمان کو علی نے قتل کیا ہے اسنے مجھے ایسے فعل کے لئے متہم کیا ہے ماسوا اشتر کے مقابلہ کیلئے جسے میں نے امیر جزیرہ مقرر کر کے بھیجا ہے فوجیں بھیجکر جنگ کی ہے اور اب چڑھائی کی تیاریوں میں مصروف ہے فوجیں فراہم کر رہا ہے معرکہ آرائی پر تلا ہوا ہے میرا ارادہ ہے کہ اُسے خط لکھکر سمجھاؤں اور تنبیہ کروں شاید کچھ اثر ہو جائے اور ارادہ مخالفت کو ترک کر دے اسمیں تم لوگوں کی کیا رائے ہے اور کس امر کو پسند کرتے ہو حضرت علیؑ کے اس ارشاد کے جواب میں مسجد کے ہر گوشہ سے یہی آواز آئی کہ جو کچھ حضور کی رائے ہو وہی ہماری رائے ہے حضور کی مصلحت سے بڑھکر اور کسی کی مصلحت نہیں ہو سکتی ہم آپ کے ایسے ہی مطیع و فرمانبردار ہیں جیسے جناب رسولخدا کے مطیع تھے اب امیر المومنین منبر پر سے اتر آئے اور اپنے گھر پر تشریف لا کر دوات قلم طلب کیا پھر معاویہ کے نام اس مضمون کا خط لکھا۔

## امیر المومنین کا خط معویہ بن ابی سفیان کیطرف

بسم اللہ الرحمن الرحیم میں اللہ کا بندہ علی امیر المومنین یہ خط معاویہ بن صخر کے نام لکھتا ہوں واضح ہو کہ جسدن مدینہ میں مہاجر و انصار نے میری بیعت اختیار کی تو وہاں موجود نہ تھا شام میں مقیم تھا تجھ پر میری بیعت اسوجہ سے لازم ہو گئی ہے کہ جن لوگوں نے ابو بکر و عمر سے بیعت کر رکھی تھی وہ میری امامت و خلافت پر متفق ہو گئے ہیں اور سب نے بخوشی خاطر بیعت کر لی ہے جبکہ موجودہ لوگونکو اختیار رجوع مرا حاصل نہ تھا تو موجود نہونے والوں کے لئے جائے اعتراض نہیں رہی رہا قتل عثمان اسکے قتل کی خبر دینے والا نابینا کے مانند ہے اور سننے والا بہرا جو گروہ عثمان کے عیب بیان کرتا تھا اسنے قتل کر دیا اور جو شخص دوست تھے انہوں نے کچھ امداد نہ کی جو موجود تھے اس معاملہ میں جھوٹ سے منسوب ہیں اور جو غائب تھے انپر قتل کی تہمت ہے اب کہ تمام عام خاص نے مجھ سے بیعت کر لی ہے اور میری خلافت پر رضامند ہو گئے ہیں جو شخص میری بیعت کیطرف راغب ہوگا وہ درگاہ الہی سے بخشا جائیگا اور جو مجھ سے موافقت اختیار نہ کریگا وہ عیب دار ہے کہ جسنے کار خیر میں رخنہ ڈالا میں خیال کرتا ہوں کہ تو امن پسند کر کے جھگڑنے سے باز رہیگا لازم ہے کہ اپنے ارادہ اور مافی الضمیر سے مجھے مطلع کرے والسلام پھر خط بند کر کے حجاج بن عزیہ انصاری کے حوالہ کیا کہ معاویہ کے پاس لیجائے حجاج نے معاویہ کے پاس پہنچکر رسم سلام کے بعد خط دیا معاویہ نے خط پڑھکر سر اٹھایا اور قاصد کو سخت سست کہا قاصد نے کہا کیا تو وہی شخص نہیں ہے جس سے عثمان نے امداد طلب کی اور تو نے مدد نہ دی معاویہ اس بات سے سخت ناراض ہوا اور کہا میں اسکا جواب تیرے حوالہ نہ کرونگا میرا وکیل تیرے پیچھے ہی تجھے جواب خط لیکر پہنچیگا۔ حجاج پھرا اور خدمت امیر المومنین میں حاضر ہو کر معاویہ کے ساتھ جو کچھ گذرا تھا عرض کر دیا۔ ولید بن عقبہ خبر سنکر کہ حضرت علی کا ایلچی بغیر جواب کے واپس آیا ہے بہت خوش ہوا کیونکہ وہ حضرت علی کا دشمن تھا اور سبب دشمنی یہ واقع ہوا تھا کہ عثمان کے زمانہ میں کوفہ کے لوگوں نے ولید پر یہ ہوکر گواہی دی تھی کہ ولید بن عقبہ شراب پیتا ہے عثمان نے آپسے مشورہ لیا کہ ولید کو کیا سزا دینی چاہئے ولید اسوقت سے آپکا دشمن ہو گیا تھا علاوہ ازیں کینہ دل میں رکھتا تھا

## کوفہ میں ولید بن عقبہ کا شراب پینا اور بحالت نشہ جامع مسجد میں نماز پڑھنا اور حضرت علی علیہ السلام سے دشمنی رکھنا

ولید بن عقبہ کو عثمان نے امیر کوفہ مقرر کیا تھا وہ عدل و انصاف کرتا مگر اکثر اوقات شراب نوشی میں مصروف رہتا ایکدن بوقت صبح نماز کیلئے نکلا عالم نشہ میں

اُسنے خبر یہی کر کیا کرتا ہے مشتاز بنکر دو رکعت کے عوض چار رکعتیں ادا کیں اور کہا اسوقت میں نہایت ہی شاد و خرم اور مسرور ہوں اگر تم کہو تو اور بھی کئی رکعتیں پڑھ دوں لوگ سمجھ گئے کہ وہ بدمست ہے سبنے ملامت کی اور اِس کیفیت کے متعلق اشعار تصنیف کئے گئے عثمان تک بھی اسکی شکایت آئی عثمان نے اُسکا شراب پینا درست سمجھکر حسب مشورہ علی بموجب حد شرع دُرّے لگوائے اِس سببسے وہ امیر المومنین علیؑ سے دشمنی کرنے لگا

## ولید بن عقبہ اور علی مرتضیٰ کی گفتگو

راویوں کا بیان ہے کہ ایکدن ولید بن عقبہ نے از روئے اعتراض امیر المومنین علی علیہ السلام سے کہا انا احد منک سنانًا واسلط منک لسانًا واملاء منک للکتیبۃ حشواً یعنی میری سنان نیزہ آپکے نیزہ کی سنان سے زیادہ تیز ہے اور میری فصاحت آپ سے بالاتر ہے اور میرا جسم آپکے جسم سے زیادہ فربہ ہے حضرت علیؑ نے فرمایا اے فاسق خاموش رہ ولید کو یہ بات ناگوار گذری جناب مصطفےٰ کیخدمت میں علیؑ کی شکایت کی اسیوقت جبرئیل امینؑ نازل ہوئے اور یہ آیت لائے افمن کان مومنًا کمن کان فاسقًا لایستون یہ آیت شریف جناب علی مرتضیٰ کے شان میں نازل ہوئی جس سے آپکا مومن ہونا اور ولید کا فاسق اور دشمن ہونا ثابت ہے اور ولید کے اِس قول کو کہ میں علی سے فصیح تر ہوں رد کر کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ دونو برابر نہیں ہو سکتے کیونکہ علی ابو طالب کی جگہ بہشت ہے اور ولید کی آتش۔ ایک یہ امر بھی حضرت علیؑ اور ولید کی دشمنی کا سبب تھا ولید ہمیشہ آپ کی طرف سے کینہ رکھتا تھا۔ اور منتظر وقت رہتا کہ کوئی ایسا کام کروں یا کسی ایسی بات کہنے کا موقع ملے جس سے حضرت علی علیہ السلام کو رنج پہنچے اب جو یہ خبر سُنی کہ معاویہ مخالفت حضرت علیؑ پر آمادہ ہے اور آپکے قاصد کو بغیر جواب خط حوالہ کئے واپس کر دیا ہے بہت خوش ہوا اور معاویہ کو خط لکھکر امیر المومنین علیؑ سے جنگ کرنیکی ترغیب دی اور اسی مضمون کے کئی شعر تصنیف کر کے اُس خط میں لکھدئے معاویہ اِس خط اور اشعار کو پڑھکر بہت شاد ہوا پھر دو کاغذ طلب کئے اُنکو جوڑ کر پہلے کاغذ کے سرے پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم درج کیا اسکے سوا اور کچھ نہ لکھا سادہ کاغذ رہنے دیا پھر بنی عبس کے ایک جوان کو جو بڑا تیز زبان حاضر جواب اور بولنے میں بے شرم تھا جو کچھ منہ میں آتا بکدیتا تھا اور کسی امر سے ڈرا نہ ہچکچاتا تھا بلا کر وہ خط حوالہ کیا کہ کوفہ میں پہنچکر حضرت علی علیہ السلام کے حوالہ کرے وہ شخص خط لیکر جانب کوفہ چلا اور وارد منزل مقصود ہو کر خدمت امیر المومنین میں حاضر ہوا اول سلام کیا اُسوقت خاص خاص مہاجر و انصار موجود تھے جناب امیرؑ نے جواب سلام دیا عبسی نے ادھر اُدھر دیکھکر پوچھا اِس مجلس میں قبیلہ عبس یا قوم قیس عیلان کا بھی کوئی شخص موجود ہے لوگوں نے کہا تیرا کیا مطلب ہے بیان کر تو کون ہے اور کہاں سے آتا ہے کیا خبر لایا ہے اُسنے کہا میں معاویہ کا ایلچی ہوں خبر یہ ہے کہ شام میں پچاس ہزار سن رسیدہ اشخاص عثمانؓ کے پیچھے ماریجانے پر اپنی ڈاڑھیوں کو آنسوؤں سے تر کر رہے ہیں اور اُنکی آنکھیں خون کے آنسو بہا رہی ہیں۔ سبنے تلواریں کھینچ رکھی ہیں اور باہم عہد کر لیا ہے کہ جبتک خون عثمانؓ کا بدلہ نہ لینگے شمشیر کو نیام میں نہ کرینگے باپ اپنے بیٹوں کو طلب خون عثمان کی وصیت کرتا ہے اہل عرب اپنے وطن مالوف کو ترک اور طلب خون عثمان کے ارادے سے فرزندوں کی جدائی کو اختیار کر رہے ہیں مائیں اپنے بچوں کو طلب خون عثمان کا سبق پڑھا رہی ہیں اور اُنہی خیالات کے ساتھ اُنکی پرورش ہو رہی ہے آپ سے پہلے شیطان پر لعنت کرتے تھے اب قاتلان عثمان پر۔ امیر المومنین نے پوچھا وہ کس شخص پر قتل عثمان کی تہمت لگاتے ہیں جواب دیا آپ پر اور سب یہی سمجھتے ہیں کہ تمنے مارا ہے۔ امیر المومنین نے کہا تیرے منہ میں خاک آخر عثمان کے مارے جانے میں میری خطا ہے صلہ بن زفر عبسی جو حذیفہ الیمانی کا دوست تھا اُٹھ کھڑا ہوا اور بولا تو بہت بُرا قاصد ہے جسکو معاویہ نے بھیجا ہے تیری نالایق باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بے شرم اور بیجا آدمی ہے تو امیر المومنین اور مہاجر و انصار کو اس بات سے تہدید کرتا ہے کہ جاہل لوگ عثمان کے کفن پر رو رہے ہیں اُسکا کفن یوسف کا پیراہن نہیں نہ رونیوالو نکا رونا یعقوب کا رونا ہے اب اُسکے مرنے پر روتے ہیں تو پہلے ہی اُسکی امداد کیوں نہ کی کہ جسوقت وہ بے بس اور مدد کا طلبگار تھا اور تمہارا یہ ارادہ کہ امیر المومنین کا مقابلہ کرو اللہ تعالیٰ آپکا مددگار ہے اپنے فضل و کرم سے اعانت فرمائیگا اور تمہیر فتح و نصرت عطا کریگا انہ علیٰ عبادہ المومنین

فی الحقیقت وہ اپنے سوہن مندوں کا والی ہے۔ اتنے میں کچھ لوگوں نے تلواریں سونتلیں اور عبسی کے قتل کا ارادہ کیا امیر المومنین نے فرمایا اسے کچھ کہو
یہ قاصد ہے ہاں اس سے خط لیلو۔ لوگوں نے خط لیکر جناب امیر کو دیا آپ نے مہر توڑکر دیکھا تو صرف بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھا ہے اور کچھ
بھی نہیں سمجھ لیا کہ معاویہ جنگ پر آمادہ ہے کسی بات سے بھی موافقت و متابعت اختیار نہ کریگا فرمایا لاحول ولا قوۃ الا باللہ حسبی اللہ ونعم الوکیل
یعنی اللہ کے سوا اور کسی میں کچھ قدرت و قوت نہیں ہے اور وہی اچھا مددگار ہے۔ اسکے بعد معاویہ کے قاصد نے اٹھکر عرض کی اے امیر المومنین
میں نے اہل شام سے آپ کی خلاف بہت کچھ باتیں سن رکھی تھیں اسلئے جسوقت یہاں پہنچا تو آپ سے زیادہ اور کسیکو دشمن نہ سمجھتا تھا مگر اب جو حضور
کی خدمت کی سعادت سے بہرہ مند ہوا اور آپ کی مبارک باتیں سنیں۔ نیک برتاؤ اور کمالیت حلم کو دیکھا تو آپ سے زیادہ اب مجھے کوئی اور پیارا نہیں
مجھے معلوم ہو گیا کہ شام والے بہت بڑی گمراہی میں مبتلا ہیں اور امر حق اور راہِ راست آپکی طرف ہے۔ خدائے قادر مطلق کی قسم میں آپکی خدمت سے
علیحدہ نہ ہونگا اور آپ ہی کی رکاب میں رہکر جان دونگا اسکے بعد معویہ کی گمراہی اور امیر المومنین کی ہدایت کے متعلق کچھ اشعار تصنیف کئے اور معاویہ
کے پاس روانہ کرکے اپنے ارادہ سے اطلاع دی کہ اب جناب امیر ہی کی خدمت میں رہونگا معاویہ نے ان اشعار کو بغور پڑھا اور تعجب سے کہا جان ہار
بڑا ہی فصیح اور زبان دان آدمی ہے میں جانتا تو اُسے نہ بھیجتا۔ بیشک وہ حضرت علیؑ کو ہمارے تمام ظاہری و باطنی حالات سے مطلع کر دیگا اور ہمارے مقابلہ
پر مستعد رہنے کی ترغیب و تحریص دلائیگا۔ راوی کہتا ہے کہ ایکدن معاویہ ہوا خوری کے لئے سوار ہو کر خواصوں اور غلاموں کے ساتھ جنگل میں
جا رہا تھا ایک شخص کو دیکھا کہ اونٹ پر سوار عراق کی طرف سے آرہا ہے معاویہ نے اسے اپنے پاس بلایا اور پوچھا تو کون شخص ہے اُسنے کہا طے
کے قبیلے میں سے ہوں پھر پوچھا کہاں سے آتا ہے اُسنے جوابدیا کوفہ سے پھر دریافت کیا کس کام کے لئے نکلا ہے کہا حابس بن سعد طائی سے
جو تیرے پاس رہتا ہے اور میرا چچا زاد بھائی ہے ملنے آیا ہوں معاویہ نے حابس بن سعد کو بلوایا جب اُسنے حاضر ہو کر اپنے چچا زاد بھائی کو
دیکھا بغلگیر ہوا اور مرحبا کہا حابس نے کہا اے امیر یہ میرا چچیرا بھائی ہے عراق کے تمام حالات سے خوب واقف ہوگا اور اُس سمت کے ذرہ ذرہ حالات
و معاملات سے اچھی طرح آگاہ ہے معاویہ نے اُسے اپنے پاس بٹھا کر پوچھا اے طائی علی ابن ابی طالب کا کیا حال ہے سچ سچ کہنا تو نے انہیں
کہاں چھوڑا اور وہ کس سمت کا قصد رکھتے تھے طائی نے جوابدیا کہ حضرت علی جنگ جمل سے فارغ ہو کر چند روز بصرہ میں رہے پھر کوفہ میں
آئے۔ تمام ادنے و اعلیٰ خورد و بزرگ بڑے جوش سے بیعت کے لئے حاضر ہوئے اسقدر ایک دوسرے پر سبقت کرتے تھے کہ کندھوں پر سے چادرے
گرے پڑتے تھے بچوں کو کندھوں پر سوار کر رکھا تھا اس حالت سے آ آ کر بیعت کرتے تھے محلوں میں سے دلہنیں اور لکڑی پکڑنیوالی اور سو سو برس کی
بوڑھی عورتیں آ آکر آپکے قدموں میں گری تھیں۔ تمام باشندگان شہر علی ابن ابی طالب کے تشریف لانے اور اُن سے بیعت کرنے سے ایسے مسرور
اور شادکام ہوتے ہیں کہ جسکا بیان نہیں ہو سکتا اسکے سوا حضرت علیؑ کا اور کچھ ارادہ نہیں کہ شام کیطرف بڑھیں اور تجھ سے جنگ کریں بجز فتح شام پر
چڑھائی کرکے تجھ سے جنگ کرینگے معاویہ اسکی باتیں سنکر فکرمند ہوا۔ حابس سے کہا میں جانتا ہوں کہ تیرا چچیرا بھائی جاسوس بنکر آیا ہے اس شخص نے کہا
بخدا میں جاسوس ہوں نہ ایسے ارادہ سے یہاں آیا ہوں بلکہ میں شام سے عراق کو بہت زیادہ اچھا سمجھتا ہوں میرے ہمسایہ میں تمہارا پسند نہیں کرتا اب
عراق واپس چلا جاتا ہوں اسطرف امیر المومنین علی علیہ السلام نے کوفہ کے لوگوں کو جامع مسجد میں طلب کیا جب سب حاضر ہو گئے انکو اچھی اچھی
نصیحتیں کیں اور شام پر چڑھائی کرنیکی ترغیب دلائی۔ قبیلہ فزارہ کے ایک شخص اربد نام نے اٹھکر کہا اے ابو طالب کے بیٹے تم ہمیں شام کی مہم پر لیجاتے ہو اور ہمیں
ہمارے بھائیوں ہی سے جو شام میں رہتے ہیں لڑانا اور ہمارے ہاتھوں سے انہیں قتل کرانا چاہتے ہو جسطرح ہمیں بصرہ میں لیجا کر ہمارے بھائیوں سے لڑایا
اور ہم سے انہیں قتل کیا۔ ایکمرتبہ تو ہمنے ایسا کام کیا مگر دوسری مرتبہ نہو سکیگا۔ چاہے آپ ہمارا کچھ ہی حال کیوں نہ کریں اشتر نے للکار کر کہا اس کیوجہ سے
ملعون فاسق کو پکڑو گروہ شخص بھاگ نکلا لوگوں نے پیچھا کر کے اسپ فروشوں کے بازار میں جا پکڑا اور اسقدر مارا کہ وہیں مر گیا امیر المومنین نے یہ خبر سنکر
کر اُسے مار ڈالا ہے دریافت کیا کہ کس شخص نے مارا ہے لوگوں نے بیان کیا کہ عوام کے ہجوم اور غل و شور میں جوتوں لکڑیوں اور لاتوں کی ضربوں سے ہلاک

ہو گیا آپنے فرمایا اگر یہ امر معلوم نہیں ہو سکتا کہ اُسے کس شخص نے مارا ہے تو اسکا خون بہا بیت المال سے دیا جائے۔ امیر المومنین اس فرا سی شخص کی باتوں سے کسی قدر آزردہ نظر آئے اشتر نے کہا یا علی آپ اس بیہودہ شخص کی باتوں کا ملال نہ فرمائیں ہم ہر شخص کو آپکا ہوا خواہ جاں نثار اور مطیع و فرمانبردار پاتے ہیں کوئی شخص آپکے مال سے باہر ہے نہ جان سے ہی سمجھتے ہیں کہ ہماری جانیں آپ کی حیات سے وابستہ ہیں جسوقت مرضی مبارک ہو آپ حکم دیں ہم اسیوقت آپکے دشمنوں پر چڑھائی کر کے جنگ کرینگے اور آپکی خدمت گذاری میں جانیں فدا کر دینگے کیونکہ ہم آپ کی خدمت میں یقین صادق اور اعتقاد کامل رکھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ آپ حق پر ہیں اور جن گروہ نے آپ سے مخالفت اختیار کی ہے وہ گمراہ ہیں انہوں نے دین کو دنیا کے عوض بیچ ڈالا کہ امام برحق سے پھر کر اور خلیفۂ وقت کے مقابلہ پر نکلکر اللہ تعالی کو ناراض اور روئے زمین کو اپنے ظلموں سے آلودہ کیا ہے۔ اسی سبب سے آفتاب حق کے نور سے محروم ہیں آپ کو بامدادِ الٰہی معرکہ آرائی میں نصرت کامل حاصل ہے ہمنے آپ کو برحق سمجھا ہے اور یقین ہے کوئی شخص بے موت نہیں مر سکتا اور جو مرگ سے بچنا چاہتا ہے اُسے بھی اجل آنے کیوقت جام فنا پینا پڑتا ہے موت سے دو ہی دن چارہ نہیں۔ نہ موت ہی کے دن نہ اُسدن جبکہ موت نہیں ہے۔ موت کے دن کوئی کوشش کارگر نہیں ہوتی اور جسدن موت نہیں ہوتی اسدن مرجانا بھی ناممکن ہے اب جناب امیر نے مناسب سمجھا کہ گرد و نواح کے امیروں اور سرداروں کے نام فرمان بھیجکر بیعت کیلئے طلب کریں انمیں سے ایک جریر بن عبداللہ بجلی عثمان کیطرف سے عامل ہمدان تھا دوسرا اشعث بن قیس آذربائیجان کا حاکم آپ نے پہلے جریر کو اس مضمون کا خط لکھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ خط اللہ کے بندے امیر المومنین علی کیطرف سے جریر بن عبداللہ بجلی کے نام ہے جریر بن عبداللہ عامل ہمدان کو واضح ہو کہ اللہ کے بندے جب تک اسکی عبادت و طاعت کے طریق پر چلتے گناہوں اور سرکشیوں سے بچتے ہیں آسمانی نعمتیں ہر روز اُنپر زیادہ ہوتی ہیں اور جب اپنی حالتیں بدل ڈالتے ہیں یعنی عبادت و طاعت الٰہی ترک کر دیتے ہیں تو اُنکی نعمت و دولت بھی زوال میں آجاتی ہے اس بات کا ثبوت کلام الٰہی میں موجود ہے ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم واذا اراد اللہ بقوم سوءً فلا مرد لہ وما لہم من دونہ من وال اور اسکے بعد مہاجر و انصار اور بہتر فامددکاران کا مجھ سے بیعت کرنا میری امامت و خلافت کو متفق ہو کر مان لینا سب تجھے معلوم ہو چکا ہو گا اور یہ بھی کہ کس جماعت نے متابعت کے بعد مخالفت اختیار کی اور بصرہ میں جمعیت بہم پہنچائی۔ پھر میرا بصرہ جانا انکو سمجھانا اور انجام کار گوشمالی دینا پھر بتائید ربانی فتح پانا عبداللہ بن عباس کو وہاں کا امیر بنا کر کوفہ میں آجانا۔ سب تُونے سن ہی لیا ہو گا اسکے دوہرانے کی حاجت نہیں اب مہم شام درپیش ہے معاویہ نے وہاں فوج جمع کی ہے اور مخالفت پر آمادہ ہے میرا قصد ہے کہ اسطرف روانہ ہوں تجھے لازم ہے کہ مضمون خط سے واقف ہوتے ہی جسقدر سوار اور پیدل تیرے پاس ہیں سب کو ہمراہ لیکر حاضر خدمت ہو اور اس امر میں نہایت جلدی کر والسلام جریر کا بھانجا جناب امیر کے لشکر میں موجود تھا اُس نے بھی ایک خط بہت تاکید اور تقاضے کا لکھا کہ فوراً چلے آؤ پھر خط بند کر کے اور زجر بن قیس کو دیکر جانب ہمدان روانہ کیا ایلچی نے داخل ہمدان ہو کر خط دیا اور جریر مضمون خط سے آگاہ ہو کر مسجد میں آیا اور منبر پر جا کر کہا اے لوگو یہ خط امیر المومنین علیؑ نے میرے نام بھیجا ہے۔ حضرت علیؑ ایسے شخص ہیں جو دین اور دنیا دونوں جگہ محفوظ اور امین ہیں صحابہ مصطفےٰ صلعم نے آپ کی خلافت و امامت پر اتفاق کر کے اطاعت و فرمانبرداری پر کمریں کس لی ہیں آپ سے زیادہ لائق و فائق اور بہتر کوئی دوسرا شخص نہیں ہے کیونکہ آپ کی ذات میں علم۔ شجاعت۔ سخاوت سب سے زیادہ ہے۔ شرافت اور قرابت میں رسولخدا صلعم سے بہت نزدیک ہیں یقین سمجھو کہ راحت اور آرام آپ کی موافقت کے ساتھ ہے اور رنج و تکلیف علیحدگی میں طول حیات اتفاق کا پھل ہے اور مرگ و ہلاکت نفاق کا نتیجہ۔ اگر تم موافقت کے ساتھ آپکی خلافت و امامت سے رضامند ہوگے تو تمہارے کام درست ہو جائینگے اگر خدانخواستہ اُن کی بیعت سے انحراف کیا تو امیر المومنین کو لازم آجائیگا کہ جبر و اکراہ سے تم سبکو حلقۂ جماعت میں لائیں اور طریق موافقت پر چلائیں۔ جسوقت جریر اسقدر بیان کر چکا مسجد کے ہر گوشہ سے آواز آئی کہ امیر المومنین علیؑ کی خلافت سے ہم راضی ہیں اور ہم آپ ہی کے ذریعے علیؑ سے انکی بیعت کی اسکے بعد زجر بن قیس جناب امیر کا ایلچی اٹھا اور باواز بلند بولا اے باشندگانِ ہمدان امیر المومنین علیؑ نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے اور کل حالات تحریر کئے ہیں

اپنے عزم سے بھی اطلاع دی ہے جناب مصطفےٰ صلعم کے تمام صحابہ اور مہاجر و انصار بدری و احدی نے آپ کی خلافت و امامت پر اتفاق کر لیا ہے سب فرمانبرداری
کے لئے ہمہ تن گوش ہیں اس امر میں تمہارا کیا ارادہ ہے اور امیرالمومنین کے خط کا کیا جواب دیتے ہو سب نے کہا اے جریر ہم سب امیرالمومنین کے مطیع۔ انکی خلافت
و امامت کے خواہاں اور تعمیل حکم کے لئے گوش بر آواز ہیں اسکے بعد جریر بن عبداللہ مع افواج سوار و پیادہ و تزک و احتشام کے ساتھ جانب کوفہ روانہ
ہوا خدمت امیرالمومنین میں پہنچکر بیعت کی اور دوستوں کے حلقہ میں شامل ہوا اسی قسم کا ایک خط جس میں مہربانی اور ملامت پند اور نصیحت شامل تھی اشعث بن قیس

نامہ امیرالمومنین علیؑ بنام اشعث بن قیس الکندی

کے نام جو عثمان کیطرف سے آذربائیجان کا عامل تھا روانہ کیا مضمون یہ تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے بندے علی امیرالمومنین کیطرف سے
اشعث بن قیس کو معلوم ہو کہ ہمیں تجھ پر زیادہ بھروسہ اور اعتماد تھا اور تیری عقل و فہم اور دانائی و بینائی پر کامل یقین تھا ہماری آرزو تھی کہ سب سے
پہلے جو شخص ہماری بیعت کرتا اور اس معاملہ کی طرف خواہشمند ہوتا وہ تو ہی ہوتا۔ مگر تیری طرف سے کچھ ایسی باتیں سنی گئیں اور تیری ذات سے بعض امور
ایسے سرزد ہوئے جن کی وجہ سے تیری طلبی میں تاخیر ہوئی اور بلانے میں ڈھیل کی گئی اسوقت تیری گذشتہ باتیں نظر انداز کر دی گئیں اور تیرے اعمال ناپسندیدہ
کو ان خدمات حسنہ سے جو تجھ سے ظہور پذیر ہوئے ہیں محو کر دیا ہے ہاں تو نے عثمان کا واقعہ مہاجر و انصار کی زبانی ضرور سنا ہو گا اور اصحاب
رسول خدا اور جملہ ادنیٰ و اعلےٰ خاص و عام کا بیعت کرنا بھی بخوبی ہو چکا ہو گا اب ہمارا ارادہ ہے کہ شام کیطرف جائیں ہیں تیرے آنیکا منتظر
ہوں لازم ہے کہ مضمون خط سے واقف ہوتے ہی ہمارے پاس پہنچنے میں جلدی کر اور جسقدر سوار اور پیدل تیرے ساتھ ہیں سبکو ہمراہ لے
آ اور خوب یاد رکھ کہ آذربائیجان کی امارت خاص تیرا ہی حق نہیں ہے بلکہ عامل کے ہاتھ میں ایک امانت کی چیز ہے اور وہاں سے جسقدر خراج حاصل ہوتا
ہے وہ بیت المال سے علاقہ رکھتا ہے تو اس سو مال کا محض ایک خزانچی اور امین ہے ہرگز اسمیں تصرف بیجا نہ کرنا اور جسقدر جمع ہو چکا ہو لا کر داخل خزانہ
عامرہ کر دینا یہ بھی سمجھ لے کہ تیرے حقوق ہمارے دل سے فراموش نہ ہونگے اور انشاءاللہ تعالیٰ لاحول ولا قوۃ الا باللہ اس علاقہ کی امارت تجھی پر
برقرار رہے گی اسکے بعد خط لپیٹ کر زیاد بن مرحب ہمدانی کو دیا کہ آذربائیجان میں پہنچکر اشعث بن قیس کو دے اشعث کا چچازاد بھائی امیرالمومنین
کیخدمت میں موجود تھا اُسنے بھی اس مضمون کا ایک خط اشعث کے نام لکھدیا کہ میرے چچیرے بھائی اشعث بن قیس کو معلوم ہو کہ قتل عثمانؓ کے بعد جملہ مہاجر
و انصار بلکہ صحابہ کبار اور اشراف و اخیار نے امیرالمومنین علیؑ کی بیعت اختیار کر لی ہے میں نے بھی انکی متابعت میں دینی و دنیوی بہتری دیکھی ہرچند میں نے
عثمانؓ کے معاملہ میں غور و تامل کیا مگر مجھے کوئی بات ایسی معلوم نہ ہوئی کہ امیرالمومنین علیؑ کی متابعت کو مانع آجائے اب انہوں نے تیرے نام خط لکھا ہے اور
اپنی بیعت کے لئے طلب کیا ہے مضمون خط سے واقف ہو کر ہرگز کچھ تامل اور توقف یا کوئی عذر و حیلہ نہ کرنا آ کر بیعت اختیار کر کیونکہ امیرالمومنین امام
برحق خلیفہ مطلق اور گزشتہ و آئندہ سے فاضل تر ہیں جو کچھ میں لکھتا ہوں اسے سچ جاننا اور مجھے اپنا خیرخواہ صادق سمجھنا والسلام جب زیاد نے اشعث
کے پاس پہنچکر امیرالمومنین اور اسکے چچازاد بھائی کے خط حوالے کئے اور اس نے پڑھکر مضمون مندرجہ سے اطلاع پائی تو منادی کر دی کہ تمام آدمی جامع مسجد
میں جمع ہو جائیں جب سب آدمی جمع ہو گئے اشعث نے منبر پر جا کر خطبہ پڑھا اور کہا جو شخص تھوڑی سی پر اکتفا نہیں کر سکتا اُسے بہتات بھی سیر نہیں کر سکتی
امیرالمومنین عثمانؓ نے ولایت آذربائیجان میرے حوالہ کی تھی چنانچہ ابتک میں اسپر قابض ہوں مگر انکا زمانہ ختم ہو گیا اور جو واقعات امیرالمومنین علیؑ اور طلحہ و زبیر و عائشہ کے
درمیان واقع ہوئے تمہیں سب معلوم ہیں اسوقت تمام مہاجر و انصار نے اعلیٰ حضرت علیؑ کی خلافت و امامت پر متفق ہو گئے ہیں امیرالمومنین بڑے عالی
خاندان اور دین و دنیا میں محفوظ و امین ہیں آپ نے مجھے خط لکھکر بلایا ہے اسمیں تمہاری کیا صلاح ہے سب نے متفق اللفظ کہا ہم نے سُنا اور اطاعت
اختیار کی علی ہمارے امام ہیں اور ہم آپکی خلافت و امامت پر بخوشی قلب رضامند ہیں اور انکے سوا اور کسی سے کچھ واسطہ نہیں رکھتے امیرالمومنین کے ایلچی زیاد
بن مرحب نے بھی منبر پر جا کر حمد و ثنائے الٰہی کے بعد جناب رسولخدا صلعم پر درود بھیجا اور کہا اے لوگو عثمان بن عفان کے معاملہ میں غور کرنا بیفائدہ ہے اور
نہ وہ کوئی مفید خبر ہے اگر حقیقت حال معلوم کرنا چاہیں تو کوئی ایسی بات نہیں ہو سکتی جس سے اطمینان خاطر نصیب ہو گو بیان کرنیوالے نے اس معاملہ
کو دیکھا ہو لیکن وہ شخص جس نے دیکھا بھی نہ ہو اور معائنہ سے بڑھکر کوئی خبر نہیں ہو سکتی اسوقت تمام آدمیوں نے کسی دباؤ یا جبر کے بغیر بخوشی دل امیرالمومنین

علی کی بیعت اختیار کرلی ہے اور جن لوگوں نے بیعت کرکے توڑ ڈالی اور مخالفت اختیار کرکے اور اہل بصرہ کو ساتھ لیکر جنگ کی تھی اللہ تعالیٰ نے انہیں انکے کئے کی سزا دی حضرت کو فتح وظفر نصیب ہوئی میں انکا ایلچی تمہارے پاس آیا ہوں انکا حکم سنو اور اطاعت قبول کرو مسجد کے ہر گوشہ سے صدا آئی کہ ہمنے انکے حکم کو مان لیا اور ان کی امامت وخلافت کا دل وجان سے اقرار کرتے ہیں جسوقت تمام لوگوں نے برضا ورغبت خوشی خوشی حضرت علی کو اپنا خلیفہ مان لیا تو اشعث اپنے گھر چلا گیا اور اپنے دوستوں اور رشتہ داروں سے بلاکر کہا اگرچہ حضرت علی بزرگ شخص ہیں اور میں جانتا ہوں کہ مجھے ان کی اطاعت لازم ہے اور اگر میں انکی خدمت میں چلا جاؤنگا تو وہ ضرور میرے ساتھ بہ لطف وکرم پیش آئینگے لیکن خط میں آذربائیجان کے زر محاصل کا جو ذکر درج ہے میں اُس سے رنجیدہ ہوں اور نہیں چاہتا کہ انکی خدمت میں جاؤں میری یہ رائے ہے کہ معاویہ کے پاس چلا جاؤں اور اُس سے ملتجی ہوکر اس مال کی ادائی سے پہلو بچالوں اس معاملہ میں جسقدر غور وفکر کرتا ہوں معاویہ ہی کے پاس جانا نظر آتا ہے۔ تمہاری کیا رائے ہے اُسکے دوستوں اور عزیزوں اور رشتہ داروں نے جواب دیا معاذ اللہ معاویہ کے پاس جانے سے مرجانا بہتر ہے اس عیب اور برائی کو کسطرح گوارا کرسکتے ہیں تم کسطرح اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں سے علیحدگی اپنے شہر اور وطن اور قدیمی گھر سے جدائی اختیار کرنا۔ امیر المومنین علی کی بیعت واطاعت سے منحرف ہونا چاہتے ہو حالانکہ وہ رسول خدا صلعم کے بھائی وصی اور انکے فرزندوں کے باپ ہیں تو شام کو جاتا اور معاویہ کو علی پر ترجیح دیتا ہے اشعث اپنے متعلقین کی نصیحت کو سنکر شرمندہ ہوگیا۔ اور بوجہ حیا اپنے ارادہ سے باز رہا پھر اپنے خدمتگاروں اور خیل وحشم کو بلاکر تسلی اور تشفی دی اور جانب کوفہ روانہ ہوا۔ داخل کوفہ ہوکر خدمت امیر المومنین میں حاضر ہوا اور بیعت کرلی آپنے بھی اُسکے آنے سے اظہار خوشنودی فرمایا اور بڑی دلداری کی اسکے بعد احنف بن قیس نے کہا اے امیر المومنین بنو سعید بن زید بن مناۃ بن تمیم نے جنگ جمل کے وقت آپ کی امداد نہیں کی اب جو معرکہ پیش ہوا ہے وہ اس میں آپ کی امداد اور خدمتگذاری کرینگے وہ جنگ جمل میں اسلئے آپکے ساتھ نہ ہوئے تھے کہ طلحہ وزبیر نے شبہہ ڈالدیا تھا اس میں شبہہ نہیں کہ اب وہ معاویہ کے مخالف اور آپکے دوست ہیں اور آج تمام قوم بصرہ میں موجود ہے اگر حضور حکم دیں تو میں انہیں کچھ لکھوں۔ اور آپکی اطاعت وخدمتگذاری کے واسطے بلاؤں کہ بہت جلدی حاضر درگاہ ہوکر گزشتہ غلطی کا تدارک کریں بنی تمیم کے لوگوں نے جو اسوقت موجود تھے احنف کی رائے کو پسند کیا سب نے کہا عین مصلحت ہے اور حضرت علی علیہ السلام نے بھی اجازت دیدی کہ تجھے اختیار ہے جو مناسب سمجھے اسپر عمل کر غرض احنف ابن قیس نے بنی عم اور دوستوں اور اپنے عزیزوں کو اس مضمون کا خط لکھا واضح ہو کہ تمہارے سوا بنی تمیم میں سے کوئی شخص باقی نہیں ہے جسنے امیر المومنین علی کی بیعت اختیار نہ کی ہو سب نے بخوشی بیعت کرلی ہے۔ یاد رکھو کہ آج جو کچھ تمہارے قبضہ اقتدار میں ہے وہ میری ہی نیک صلاح کا پھل ہے اور تمہارا دشمنوں سے امن میں رہنا بھی میری ہی ان تدبیروں کا نتیجہ ہے جو تمہاری واسطے عمل میں لائی گئیں جسوقت ہم کوفہ میں وارد ہوئے تو تمہارے عزیزوں اور متعلقین نے جو یہاں سکونت پذیر ہیں جناب امیر کیخدمت گذاری کی اور جان ومال سے دریغ نہ کیا اور اب مستعد ہیں حضرت کے ہمراہ مہم شام پر جائیں اور امداد کریں القصہ مجھے جو کچھ بہتر اور تمہارے حق میں فائدہ بخش نظر آیا اس سے تمہیں مطلع کرتا ہوں اپنے دوستوں سمیت بلاتامل امیر المومنین کیخدمت میں حاضر ہوجاؤ خوب سمجھ لو کہ بفضلہ تعالیٰ آپ کا اقتدار کمال پر ہے کوئی جائے تردد نہیں تم حیلہ نہ کرنا فوراً چلے آؤ کیونکہ تمہارے لئے دینی اور دنیوی بھلائیوں کا موجب ہے والسلام بنی تمیم نے احنف کے خط کو مطالعہ کرکے تمام باتوں پر غور کی اور اسی امر کو اچھا سمجھا سب نے جمع ہوکر بصرہ سے جانب کوفہ سفر کیا اور خدمت جناب امیر میں حاضر ہوکر شرف حضوری حاصل کیا اور آپسے اس اقرار کے ساتھ بیعت کی کہ ہم آپکی خدمت میں رہینگے جہاں ہونگے مطیع فرمان رہینگے لڑائیوں میں ساتھ دینگے اور زیر رکاب جانیں دینگے اب اپنے دوستوں کے ساتھ مشورہ کیا اور فرمایا میں معاویہ کے ساتھ مکر اور اُس پر ظلم کرنا نہیں چاہتا کیونکہ بغاوت اور ظلم کا نتیجہ اچھا نہیں ہے کوئی ایسا شخص ہو جسنے زمانہ کا بہت سا تجربہ کیا ہو۔ دنیا کی اونچ نیچ دیکھی اور اُسکی تلخی وشیرینی کا مزا چکھا ہو اور ظاہر وباطن اور سختی ونرمی میں پسندیدہ عادات رکھتا ہو۔ وہ معاویہ کے پاس میرا خط لیجائے۔ میں اُسے سمجھانا اور نصیحت وتاکید کرنا چاہتا ہوں شاید سعادت حاصل کرے اور اپنے

ارادے سے باز آکر اطاعت و موافقت اختیار کرے اور اگر پھر بھی اپنی اس گمراہی اور مخالفت پر قائم رہے گا تو اُس سے جنگ کرونگا جریر بن عبداللہ بجلی نے کہا اے امیر المومنین آپ مجھے ایلچی بنا کر اُسکے پاس روانہ کریں کیونکہ میں اور وہ دوست رہ چکے ہیں اور وہ کسی وقت بھی میرے کہنے کو نہ ٹالتا تھا میری بات کو بے لاگ سمجھتا تھا میں وہاں جاکر اُسے بخوبی سمجھاؤنگا اور نصیحت کرکے حق امر کیطرف توجہ دلاؤنگا میں خیال کرتا ہوں کہ میری بات مان لیگا اور حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کریگا۔ میں شامیوں کو بھی آپ کی بیعت کی ترغیب دُونگا وہاں کے قدیمی عزیز و قریب بہت سے ہیں آپ نے اُنکی طرف مخاطب ہو کر فرمایا اے جریر تجھے معلوم ہے کہ میرے پاس حضرت محمد مصطفےٰ کے بہت سے وہ اصحاب موجود ہیں جو آپ کے ہمراہ لڑائیوں میں رہ چکے ہیں اور سب کے سب معتمد ہیں اُنمیں سے جس کسی کو بھیجنا چاہوں وہی اس امر کو نہایت دیانت داری اور امانت گذاری سے ایسی اچھی طرح بجا لائیگا کہ جس سے زیادہ ممکن نہیں لیکن بایں سبب کہ تونے اس کام کے لئے سبقت اختیار کی ہے اور تیری امانت و دیانت داری اور محبت و مودت بھی ظاہر ہے معاویہ کے پاس بطور قاصد روانہ کرتا ہوں کسی دوسرے کو تجھپر ترجیح نہیں دیتا۔ بخیر و خوبی جا اور معاویہ کو میرا خط پہنچا اور فہمائش کر کہ جماعت کے خلاف نہ چل اطاعت و دوستی اختیار کر جریر مستعد ہو گیا اور آپنے اس مضمون کا خط لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم عبداللہ علی امیر المومنین کیطرف سے معاویہ بن صخر کو معلوم ہو کہ جملہ مہاجر و انصار نے خلافت و امامت کے کاموں کی درستی کے لئے باہم مشورہ کر کے ایک شخص کو منتخب کیا ہے اور اُسکو اپنا امام اور رسول خدا کا خلیفہ اور خاص و عام کا پیشوا اقرار دے لیا ہے اور عہد کر لیا ہے کہ جو شخص ہمارے قرار داد سے راضی نہ ہوگا اس سے جنگ کرینگے تا اینکہ اطاعت و موافقت اختیار کرے تجھے یہ سب حالات اچھی طرح معلوم ہیں زیادہ بیان کرنیکی ضرورت نہیں طلحہ اور زبیر اور اہل بصرہ کے درمیان جو جنگ اور خونریزی واقع ہوئی ہے وہ بھی سُن لی ہوگی تجھ سے چھپی ہوئی نہ ہوگی اللہ تعالیٰ نے مجھے انپر فتحمند کیا ظہر امر اللہ وھم کارھون یعنی امر الٰہی ظاہر ہوا گو وہ کراہت کرنیوالے ہوں میں نے سُنا ہے کہ تو عثمان کے معاملہ میں بہت مبالغہ کرتا ہے اور قاتلوں کی نسبت کچھ کہتا ہے مناسب یہ ہے کہ پہلے میری بیعت اختیار کرے اور مسلمانوں کے ساتھ متفق ہو پھر عثمان کے وارث میرے سامنے قاتلوں پر دعویٰ کریں اور میں کتاب الٰہی مطابق فیصلہ کروں تو اسوقت جس بات کو چاہتا ہے اُسکی مثال ایسی ہے جیسا کوئی اپنے بچہ کو دُودھ کے دیکر اور کسی دوسری طرف متوجہ کرکے دُودھ چھڑانا چاہتا ہو۔ اگر تو عقل سے کام لیکر دیکھے تو خون عثمان کے معاملہ میں مجھ سے زیادہ بے لگاؤ اور کسی شخص کو نہ پائیگا میں خوب جانتا ہوں کہ تو ان لوگوں میں سے نہیں جو خلافت کے سزاوار ہو سکتے اور اس منصب کی لیاقت رکھتے ہوں میں یہ خط بھیجکر فہمائش کا حق ادا کرتا ہوں جریر کو جو بڑا ایماندار مہاجر اور دیانت دار آدمی ہے تیرے پاس بھیجتا ہوں اور اسکی زبانی ان باتوں کا پیغام دیا ہے جنسے تیری حالتیں درست اور اُمیدیں پوری ہو سکتی ہیں اگر تو نصیحت کو قبول اور ان باتوں کو عقل سے سموع کریگا تو دونو جہانمیں تیرے واسطے بھلائی اور عاقبت بخیر ہوگی اور مسلمانوں میں نیکنام رہیگا ورنہ بخیال دیگر تو اپنے آپ کو ہلاکت اور بلا میں مبتلا کریگا میں اللہ تعالیٰ سے امداد طلب کرکے تجھ سے جنگ کرونگا اور جو کچھ مناسب وقت ہوگا اس طریق سے پیش آؤنگا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم یعنی بزرگ و برتر اللہ کے سوا اور کسی میں کچھ طاقت و قدرت نہیں ہے پھر خط کو ختم کرکے اور لپیٹ کر جریر کے حوالہ کیا وہ خط لیتے ہی جانب شام روانہ ہوا قطع منازل کے بعد داخل شام ہو کر معاویہ کے پاس پہنچا اور سلام کیا معاویہ نے جواب سلام دیکر بڑی عزت سے اپنے پاس بٹھایا اور بہت نرمی سے دریافت کیا کہ اے جریر تو کس کام کیلئے آیا ہے اور کیا حالات ہیں اُسنے کہا اچھی خبریں ہیں اور میں تیرے پاس محض تیری رعایت اور خاطر سے آیا ہوں کیونکہ حرمین و عراقین اور حجاز و یمن والے سب تیرے چچیرے بھائی علی ابن ابیطالب کے ہمراہ ہو کر اُن کی بیعت میں آگئے ہیں تمام علاقے حوالہ کر دئے ہیں تیرے پاس چند قلعوں کے سوا اور کچھ نہیں اگر حضرت علی علیہ السلام اسطرف تشریف لے آئے تو اُنکے لطف و کرم کو دیکھکر تمام آدمی اور فوج اُن کے ہمراہ ہو جائیگی اور تو تنہا رہجائیگا پھر یہ چند حصار بھی تیرے قبضہ سے نکل جائینگے میں اسلئے آیا ہوں کہ تجھے نیک مشورہ دوں اور راہ راست دکھاؤں اور وہ یہ ہے کہ امیر المومنین کی متابعت اختیار کر وہ اُمت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ مطلق اور امام برحق ہیں اگر تو اس معاملہ میں اچھی طرح غور کریگا اور مجھ سے خیالات

کیطرف مائل نہوگا اور میرے ہمراہ جناب کیخدمت میں چلیگا تو تیری سب مرادیں بر آئینگی اور یہ علاقہ بھی تیرے ہی حوالہ کر دیا جائیگا حضرت علی تجھپر مہربانی فرمائینگے جبتک حضرت زندہ ہیں اس علاقہ کو تجھ سے نہ لینگے انکی بعد وفات اگر تو زندہ رہا اور تیرا کچھ اور ارادہ ہوا تو اسوقت وہ بھی ممکن ہوگا رہا عثمان کا واقعہ جو لوگ اسدن مدینہ میں موجود تھے وہ بھی حقیقتِ حال سے واقف نہیں پھر وہ لوگ جو موجود نہیں تھے کیا جان سکتے ہیں تو بھی اس امر سے خوب آگاہ ہے مگر دانستہ اپنے آپکو غلطی میں ڈالتا ہے فتنہ پردازوں اور خود غرضوں کی باتوں میں آکر علی ابن ابیطالبؑ کے مقابلہ پر تُلا ہے تیری یہ رائے اچھی نہیں دشمنی کی راہ سے نہیں بلکہ دوستی کے خیال سے جو کچھ تیرے واسطے بہتر معلوم ہوا سنا دیا گیا ہے آئندہ تجھے اختیار ہے پھر معاویہ نے جناب امیرؑ کا فرمان اول سے آخر تک پڑھا اور جریر کو دیکر کہا تو بھی پڑھ کہ تجھے بھی معلوم ہو جائے کہ اسمیں کیا لکھا ہوا ہے جریر نے خط لیکر پڑھا پھر وہاں سے اٹھکر اپنے قیام گاہ پر آیا دوسرے دن جریر جامع مسجد میں آیا لوگ جمع ہوگئے معاویہ بھی آیا جریر نے تقریر شروع کی اور بہت عمدہ بیان کیا جسمیں لوگوں کو پند و نصیحت تھی اور جناب امیرؑ کی بیعت کیطرف ترغیب و تحریص دلائی تھی پھر کہا اے لوگو آگاہ ہو کہ تمام مہاجر و انصار نے دل و جان سے امیر المومنین کی بیعت اختیار کرلی ہے اور انکی خلافت و امامت کا اقرار کرلیا ہے بصرہ والوں نے مخالفت کی تھی تو اپنے کئے کی سزا پائی بصرہ کے صحرا میں سر تن سے اور تن سر سے جدا کئے ہوئے اپنے خون میں تڑپتے تھے میں نے اپنی آنکھوں سے وہ نظارہ کیا کہ نہ کبھی دیکھا تھا نہ سنا تھا نہ کسی وقت میں کوئی ایسا ہیبتناک واقعہ ظہور میں آیا علی وہی علی ہے جسے تم دیکھ چکے ہو تمنے اسکی شجاعت بھی دیکھ رکھی ہے اور اسکا حلم اور مہربانی بھی اب تمام اکابر و معارف نے آپکی امامت کا اقرار کرلیا ہے فی الحال اگر حضرت علیؑ سے بیعت بھی نہ کی ہوتی اور یہ کام ہمارے قبضہ میں ہوتا تب بھی ہم حضرت علیؑ کے سوا اور کسیکو خلیفہ نہ بناتے اے معاویہ خدا سے ڈر اور اپنے لوگوں کو ہلاکت میں نہ ڈال جسطرح اور لوگوں نے علی کی بیعت کرلی ہے تو بھی بیعت اختیار کر اور یہ کہنا کہ اس علاقہ کی امارت مجھے عثمان نے دی ہے اور کبھی معزول نہیں کیا قابل اعتماد نہیں کیونکہ وفات پانا پوری معزولی ہے تمام دنیاوی مقبوضات قبضہ سے نکلجاتے ہیں اور بعد میں آنیوالے کے زیر تصرف ہو جاتے ہیں معاویہ جریر کی باتیں سنکر خاموش ہو رہا کچھ عرصہ کے بعد کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے عزت عطا کی ہے اور اپنی طرح طرح کی نعمتیں بخشی ہیں لباسِ عزت میرے زیب تن کیا ہے کبھی اس بات پر راضی نہونگا کہ مجھ پر سے اس عزت کے لباس کو اتار لیں اور نہ عزت کے عوض ذلت اختیار کرونگا بلکہ مجھے بھروسہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حاسدوں اور مخالفوں کے دفع کرنے میں میری مدد کریگا اسکے بعد کہا اے لوگو تم جانتے ہو کہ میں امیر المومنین عمر اور عثمان کا خلیفہ ہوں اس عرصہ تک ان کا نائب رہکر میں نے نگہداشت کی ہے اور کسیطرح سے ظلم و زیادتی کو گوارا نہیں کیا اور کسی شخص کی آبرو ریزی نہیں کی اب امیر المومنین عثمان کو ظلم سے مار ڈالا ہے میں اسکا ولی ہوں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ومن قتل مظلوما فقد جعلنا لولیہ سلطانا یعنی جس شخص نے بیگناہ کو قتل کیا ہمنے اسکے ولی کو قاتل پر غلبہ دیا میں چاہتا ہوں کہ تمہارے دلوں کا حال عثمان کے مارے جانیکے متعلق مجھے معلوم ہو جائے کہ بدلا لینا چاہتے ہو یا نہیں مسجد کے ہر گوشے سے صدا آئی کہ ہم قتل عثمان کے معاملہ میں خاموشی اختیار نہ کرینگے ہم سب اسکے خون کے طالب ہیں ہم سے جہانتک ہوسکیگا بدلہ لینگے جریر کی واپسی سے پہلے ہی امیر المومنین علیؑ کو اس حال سے اطلاع ہوگئی معاویہ کے خطبہ اور طلب خون عثمان کی نسبت شامیوں کے ارادوں کا تمام حال لوگوں نے جناب امیر کو آ سنایا آپنے ارادہ کیا کہ بہت جلدی شام کیطرف روانہ ہوں اور اس معاملہ کے متعلق عجلت سے بندوبست کیا جائے مگر اور لوگوں کی رائے نہوئی صرف پانچ آدمی اشتر نخعی۔ عدی بن حاتم طائی۔ عمر بن الحمق خزاعی۔ سعید بن قیس ہمدانی۔ اور ہانی بن عروہ مذحجی خدمت مبارک میں حاضر ہوکر بولے کہ یہ لوگ جو ہم شام سے مانع آتے ہیں مارے جانے سے ڈرتے ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ اس جنگ میں مارے جانے سے زیادہ اور کچھ نہیں ہو سکتا ہماری عین آرزو ہے کہ یا تو آپ کے دشمنوں پر فتح پائیں یا تمام آپکے زیر رکاب مارے جائیں اور یہ ظاہر ہے کہ جسقدر آپ توقف فرمائینگے معاویہ زیادہ قوت بہم پہنچا کر ساز و سامان درست کریگا اب مخالفت اور جنگ تک نوبت پہنچ چکی ہے جسقدر جلدی ہم اسطرف روانہ ہو جائیں اسیقدر اچھا ہے جناب امیرؑ نے فرمایا تمہاری رائے بہت ٹھیک ہے مگر میں نے ایلچی بھیج رکھا ہے جبتک وہ خط کا جواب نہ لائے ہمارا وہاں جانا دانائی سے بعید ہے آپکے دوست یہ بات سنکر خاموش ہو رہے۔ جریر ہر روز معاویہ سے کہتا

اجازت طلب کرتا مگر وہ حیلے بہانے کر کے ٹال دیتا کہ جلدی نکر میں شامیوں سے مشورہ کرلوں جب کوئی ایک رائے قرار پا جائیگی اور میری تشویش رفع ہو جائیگی تو حضرت علی کے خط کا جواب لکھونگا اور تجھے روانہ کردونگا معاویہ نے ایسی ایسی باتیں بنا کر جریر کو روکتا رہا اور اپنا کام درست کرتا رہا اسی اثنا میں اُسنے عمرو بن عاص کو خط لکھا وہ فلسطین میں تھا مضمون خط یہ تھا کہ عمرو کو معلوم ہو کہ تونے امیر المومنین عثمان کے قتل ہونے اور اُنپر ظلم وستم کئے جانیکا حال سُن ہی لیا ہو گا حجاز یمن کوفہ اور بصرہ کے لوگوں نے علی کی بیعت اختیار کرلی ہے اور انہوں نے خط دیکر جریر کو میرے پاس بھیجا ہے اور بیعت کے لئے طلب کیا ہے اچھے وعدے فرمائے ہیں میں نے اسوقت تک خط کا جواب نہیں دیا نہ قاصد ہی کو واپس جانے دیا ہے میں تیرے آنیکا منتظر ہوں کہ بہت جلد یہاں آکر صلاح دے اور جو امر مناسب معلوم ہو وہ کیا جائے یہاں آنے میں ذرا دیر نکرنا۔ عمرو عاص نے معاویہ کا خط پڑھکر اپنے بیٹوں عبداللہ اور محمد کو بلایا پھر خط دیکر کہا اسے پڑھ لو اے میرے بیٹو میں تم سے صلاح لیتا ہوں کہ معاویہ کے پاس چلا جاؤں یا امیر المومنین علی سے جا ملوں تم ان میں سے کس بات کو اچھا سمجھتے ہو عبداللہ نے کہا اگر مجھ سے پوچھتا ہے تو سب سے اچھی یہ رائے ہے کان لگا کر سُن جس وقت جناب محمد مصطفے نے انتقال فرمایا وہ تجھ سے بہت خوش تھے اُن کے بعد دو خلیفہ ابو بکر اور عمر بھی تجھ سے راضی رہے جس وقت عثمان کو قتل کیا ہے تو وہاں موجود ہی نہ تھا تجھ سے کسی امر کو منسوب نہیں کر سکتے اور اللہ تعالٰے نے تجھے بھی مرتبہ اور دولت دے رکھی ہے تو کسیکا محتاج نہیں نہ تجھے خلافت کی طمع ہے حرمت اور رتبہ تجھکو حاصل ہے مناسب نہیں کہ اس عالم ضعیفی میں دُنیاوی لالچ سے اپنے آپ کو مصیبتوں میں مبتلا کرے اور علی بن ابو طالب کی جو جناب مصطفے کا چچیرا بھائی۔ اور داماد اور وصی ہے عداوت اور معاویہ بن ابی سفیان کی خدمت وملازمت اختیار کرے۔ نیک بختی سے اپنے گھر میں بیٹھکر دیکھنا چاہیئے کہ یہ معاملہ کس پہلو پر بیٹھتا اور کیا نتیجہ نکلتا ہے میری تو یہ رائے ہے آیندہ تجھے اختیار ہے۔ اُسکے بعد اُسکے دوسرے بیٹے محمد نے کہا مجھے عبداللہ کی بات پسند نہ آئی کیونکہ گھر میں بیٹھ رہنا محض بوڑھی عورتوں اور کم ہمت شخص کا کام ہے اب کہ خلیفہ وقت عثمان کو بیگناہ مار ڈالا ہے اور معاویہ اُس کے بدلہ لینے کے لئے اُٹھ کھڑا ہوا ہے اور تو بھی قریش کا بہت بڑا امیر اور مشہور سردار ہے معاویہ سے کم نہیں اگر اس کام سے علیحدہ رہیگا اور گھر میں بیٹھ رہیگا تو یکسو معاملہ ہو جانے کے بعد تیری کوئی قدر ومنزلت اور عزت وحرمت باقی نہ رہیگی۔ اسمیں سراسر نقصان ہو گا صلاح یہ ہے کہ شام میں جا کر معاویہ سے ملجا اور خون عثمان کا بدلہ اور معاویہ کے لشکر کی سرداری لے۔ عمرو عاص نے دونوں بیٹوں کی باتیں سُنکر کہا عبداللہ مجھے وہ راستہ دکھاتا ہے جسمیں دینی اور اُخروی سعادت موجود ہے اور محمد مجھے اس بات کی رائے دیتا ہے کہ آخرت کے عوض دنیا کو اختیار کرلوں اور انجام کار ٹوٹے میں رہوں وصی مصطفے کا دشمن بنوں لیکن لوگوں میں بھی مشہور ہو گیا ہے کہ عمرو عاص معاویہ کے پاس جاتا ہے اگر باز رہونگا تو اچھا نہوگا اسکے بعد بسمت شام روانہ ہوا معاویہ کے پاس پہنچا تو وہ اُسکے آنے سے زیادہ قوی پشت ہو گیا بڑی عزت وحرمت کی اپنے قریب بٹھا کر کہا اے بھائی مجھے تین کام درپیش ہیں میں نہیں جانتا کہ اُنکا کیا علاج کروں اوّل یہ کہ محمد بن حذیفہ مصر کے قید خانہ کو توڑ کر نکل آیا ہے اور جمعیت فراہم کرلی ہے تو بھی جانتا ہے کہ وہ نرا فتنہ پرداز شخص ہے دوسرا یہ کہ سنتا ہوں کہ قیصر روم نے بہت بھاری لشکر جمع کر کے شام کا قصد کیا ہے۔ تیسرے علی ابن ابیطالب کوفہ میں موجود ہیں اور فوجیں جمع کرکے مجھے تاکید وتنبیہ فرما رہے ہیں اور جنگ کا ارادہ رکھتے ہیں ان واقعات کی نسبت تیری کیا رائے ہے عمرو عاص نے کہا اگرچہ یہ تینوں امر موجب پریشانی وحیرانی ہیں مگر تو نہ گھبرا انجام اچھا ہو گا محمد بن حذیفہ کا معاملہ مشکل نہیں کچھ لشکر بھیجدے اگر مقابلہ سے پیش آئے اسے گرفتار کرلائیں اگر ہزیمت اختیار کرے تو ملک خدا ہر طرف پھیلا پڑا ہے کہدے کہ اور جسطرف جی چاہے چلا جائے اور بادشاہ روم کیلئے قیمتی تحفے تحائف اور کچھ اقسام پارچات زرینہ وغیرہ بھیجکر رضامند کرے یقین ہے کہ وہ صلح کرلیگا۔ مگر علی ابن ابیطالب کا معاملہ نہایت دشوار اور اہم ہے کوئی آدمی تجھے اُن جیسا نہ ملیگا اور تمام اُمور میں اُنہی کو تجھپر ترجیح وبزرگی دینگے معاویہ نے کہا انہوں نے ایک برگزیدہ اور خلیفہ وقت کو قتل کرکے خدا کا گناہ کیا ہے عمرو نے جواب دیا اے معاویہ ایسا نہ کہہ علی یکتائے جہاں شخص ہے ہر طرح کی فضیلتیں اور بزرگیاں اُنمیں موجود ہیں جناب رسولخدا کے نزدیک بلحاظ ہجرت وقرابت کسی اور کو یہ مرتبہ اور منصب حاصل نہیں جو

آپکو حاصل ہے جو جو صفات پسندیدہ اور اوصاف حمیدہ انمیں ہیں اور جسقدر شجاعت و مردانگی اور دانائی اور فصاحت و بلاغت ذات بابرکات میں موجود ہے اور جیسے جیسے تجربے اور مواقع معرکہ آرائیوں اور دیگر مہموں میں آپکے معائنہ اور نظر سے گذر چکے ہیں اور اقبال روزگار اور اتفاقات حسنہ بیشمار جلوے جو آپنے دیکھے ہیں اور انواع و اقسام کی عنایات الٰہی اور علوم و فنون عطیہ آبائی جناب محمد مصطفےٰ صلعم کی کمال عنایت اور حسن نظر جو شامل حال رہی ہیں بزرگان وقت اور اکابر عصر میں سے کسی ایک کو بھی نصیب نہیں کوئی شخص از روئے شرافت انکی برابری نہیں کرسکتا تو بیہودہ خیالات رکھتا ہے وہ طوبی درخت میں معاویہ نے جواب دیا تو نے جسقدر اوصاف اور خصوصیتیں بیان کی ہیں ہزار میں سے ایک اور ڈھیر میں سے نمونہ بھی نہیں ہیں لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ طلب خون عثمان کے بہانے سے جنگ چھیڑ دی جاوے اور لوگوں کے سامنے اُن پر قتل عثمان کی تہمت لگا کر علانیہ خون کا دعوی کروں عمرو ان باتوں پر ہنسا اور کہا تو عجیب باتیں کرتا ہے تجھے ان باتوں سے کیا واسطہ کہ خون عثمان کا بدلا چاہے جس وقت عثمان کو محاصرہ میں رکھا تھا انہوں نے تجھے بلایا اور مدد طلب کی تھی مگر نہ تو گیا نہ امداد بھیجی اب کسطرح اسکے خون کا دعوے کرسکتا ہے یہ تو وہی بات ہے کہ تو سانپ اور مچھلی بننا چاہتا ہے۔ مگر نہ بالکل سانپ ہی بنتا ہے نہ مچھلی ہی تو مخالفت کرنا چاہتا ہے تو سانپ ہی بن جا یا مچھلی ہی اور میرا حال بھی ظاہر ہے کہ مینے اس مصیبت کے وقت ساتھ نہیں دیا اور دشمنوں میں چھوڑ کر فلسطین کو چلا گیا تھا اب کونسی حجت سے اُن کے خون کا طالب ہوں معاویہ نے کہا اے عمرو عاص ان باتوں کو چھوڑ دے ایسی حجتیں مت لا مجھسے بیعت کر کے میرے ہمراہ ہو جا پھر ہم تم دونو فوج کشی سے دنیا کو اپنے تصرف میں لائیں اور حیلوں اور فریبوں سے علی کو شکست دیں باقی عمر بے کھٹکے حکومت کریں اور عیش سے گذاریں عمرو نے کہا اے معاویہ دنیا کو چھوڑ دینا آسان ہے اور دین کو ترک کرنا بہت دشوار ہے اور تو خوب جانتا ہے کہ اس معاملہ میں تیرا ساتھ دینا اور حضرت علی کی مخالفت کرنا بہت بڑا گناہ ہے اگر تو مجھے اپنا شریک حال بنانا چاہتا ہے تو میری مرضی پر چلنا اور میرے کہے پر عمل کرنا تجھے لازم ہوگا۔ معاویہ نے کہا جیسا تو چاہتا ہے میں ویسا ہی کرونگا اب تو میری موافقت اختیار کر اُسنے پوچھا کس بنیاد پر ہم طلب خون عثمان کریں معاویہ نے کہا لوگوں کو مکر و حیلہ اور دغا فریب سے گمراہ کرسکتے ہیں اور جھوٹ سچ کے پیرایہ میں پیش ہو سکتا ہے اگر میں آمادہ ہو جاؤں تو تجھ جیسے عقیل و فہیم اور ہوشیار و دانا شخص کو بھی جسکا آج دنیا میں نظیر نہیں فریب دے سکتا ہوں اگر باطل امر کو حق ثابت کرنا چاہوں تو تمام عالم اقرار کریگا اور اگر کسی امر حق کو باطل دکھانا چاہوں تو کوئی انکار نکریگا عمرو نے کہا میں تیرے مکر اور حیلوں کو اور خود تجھے بھی اچھی طرح جانتا پہچانتا ہوں اور جو کچھ تیری چالیں چلیگا ان سے بھی ناواقف نہیں ہوں مگر تو مجھے کسیطرح بھی فریب نہیں دے سکتا معاویہ نے اس بات کا کچھ بھی جواب نہ دیا اور مطلب کی بات جاری رکھی ادھر ادھر کے قصے کہتا رہا اثنائے گفتگو میں عمرو سے کہا مجھے تجھسے ایک بھید کی بات کہنی ہے میں چاہتا ہوں کوئی اور نہ سُن سکے میرے منہ کے قریب کان لا تو کہوں عمرو نے اپنا کان اُسکے لبوں کے قریب کر دیا معاویہ نے فوراً اُسکا کان دانتوں میں پکڑ کر دبا لیا پھر کہا اے عمرو تو نے دیکھا کہ مینے تجھے کسطرح دھوکا دیا ہے یہاں میرے اور تیرے سوا اور کون تھا جو راز کی بات سُننے کیواسطے کہا تھا کہ اپنا کان میرے منہ کے قریب لا تجھے تو کہنا چاہیے تھا کہ اس جگہ میرے اور تیرے سوا اور کوئی نہیں پھر کان میں کہنے کی کیا حاجت ہے تو نے دھوکہ کھایا اور کان میرے دانتوں کے حوالہ کر دیا میں چاہتا تو جڑ سے کاٹ لیتا عمرو نے کہا خیر ان باتوں کو جانے دیجیے معاویہ نے کہا جو کچھ تو کہے میں موجود ہوں عمرو نے کہا میں مصر کا خواہشمند ہوں معاویہ نے کہا مصر عراق کے مقابلہ میں ہے عمرو نے کہا جب ملک شام تیرے تصرف میں ہوگا تو مصر میرے قبضے میں معاویہ نے جاگیر علاقہ مصر کا فرمان اُسکے نام لکھدیا اور وہ اُس حکمنامہ کو لیکر شاد شاد اپنے گھر واپس آیا اسکے چچا کا بیٹا وہاں موجود تھا اُس نے کہا اے عمرو تو نے آخری عمر میں دنیا کے عوض دین فروخت کر دیا تو اسقدر کیوں خوش ہوتا ہے یہ کوئی یقینی امر نہیں کہ مصر تجھے مل ہی جائیگا اور اگر مل بھی گیا تو اہل مصر نے جب عثمان کو کچھ نہ سمجھا تو تجھے کیا سمجھینگے یہ باتیں پردہ غیب میں ہیں اور تو نادان بچوں کی طرح مسرت کے گھوڑے پر سوار ہو کر ہوس کے میدان میں اُچھل کود رہا ہے عمرو نے یہ سنکر کہا اے بھائی تمام اُمور اللہ تعالیٰ کے حکم اور مشیت پر ظہور میں آتے ہیں یہ نہ معاویہ کے قبضے میں ہے نہ علی کے میں ایک کوشش کرتا ہوں شاید یہ ملک مجھے مل جاوے اور نام پا جاؤں اُسکے چچیرے بھائی نے کہا تو بہت بڑی غلطی میں مبتلا ہو رہا ہے تو جانتا ہے کہ معاویہ خیر خواہ ہے

فی الحال تو اُسنے تیرا دین چھین لیا ہے اور آگے دیکھا چاہتے کہ تو دنیا میں سے کیا کچھ پاتا ہے عمرو عاص اور اُسکے چچیرے بھائی کی یہ باتیں معاویہ تک جا پہنچیں ناراض ہو کر حکم دیا کہ اُسے پکڑ کر مار ڈالو یہ خبر سنتے ہی وہ بھاگ کر حضرت علی مرتضیٰ کی خدمت اقدس میں آیا اور معاویہ و عمرو عاص کی گفتگو کا حال سنایا امیر المومنین نے اُس شخص کی دلداری فرمائی اور مہربانیوں کے ساتھ وظیفہ مقرر کر دیا۔ الغرض معاویہ اور عمرو عاص نے باہم متفق ہو اختیار کر کے حضرت علی کی مخالفت اور معرکہ آرائی پر کمر بستہ ہو گئے اب پھر حضرت علی نے جریر بن عبداللہ کو اس مضمون کا خط لکھا کہ خط کے پہنچتے ہی بلا معاویہ سے تصفیہ کرنا پھر اُس خط کو ہاتھ سے چھوڑنا معاویہ سے اقرار بیعت یا جنگ یا صلح کا جواب لینا اگر وہ صلح پر رضامند ہو تو عہدنامہ ایسے طریق پر لکھوا لینا جس پر بھروسہ ہو سکے اور اگر طالب جنگ ہو تو فوراً مجھے اطلاع دے اور خود بھی واپس چلا آ جریر اس خط کو مطالعہ کرتے ہی معاویہ کے پاس آیا اور کہا کہ مجھے تیرے پاس آئے ہوئے بہت عرصہ گذر گیا میں نے تیرے تمام حالات سے اطلاع پا کر غور و فکر کرنیکو واجب سمجھا اور تیری دوستی اور محبت کے لحاظ سے جو امر مجھپر واجب تھا عرض کر دیا مگر تجھے کسی بات کا بھی کچھ اثر نہوا معلوم ہوتا ہے کہ تو حضرت علی سے کسی بات پر بھی رضامند نہو گا۔ ظاہر میں کچھ کہتا اور لکھتا ہے اور دل میں کچھ اور ارادے کئے ہوئے ہے اللہ تعالیٰ نے تیرے دل پر بھی ویسی ہی مہر لگا دی ہے جیسی ظالموں اور مغرور لوگوں کے دلوں پر جبتک تو عاجز اور بے بس نہو گا علی کی بیعت اختیار نہ کریگا جس طرح منافق آدمی جبتک ٹکر نہیں کھا لیتا اور پریشان نہیں ہو لیتا نماز پڑھنے کی طرف رجوع نہیں کرتا اب امیر المومنین نے مجھے سخت تاکیدی خط بھیجا ہے میں زیادہ نہیں ٹھہر سکتا اور یہ بھی جانتا ہوں کہ تیرے ٹھہرنے سے اب کچھ فائدہ نہیں مجھے واپس جانیکی اجازت دے کہ واپس جا کر تمام کیفیت سے اطلاع دوں معاویہ نے جواب میں نرم باتوں سے بہلانا چاہا کہ تو سچ کہتا ہے اور تجھے بہت عرصہ لگ گیا۔ مگر میں اس فکر میں ہوں کہ تجھے بامراد روانہ کروں اور تجھسے جو کچھ کہوں اور جو امور خط میں لکھوں قبل اتمام وہوں ابھی تک میں کچھ نہیں ہو سکا اُسکے بعد معاویہ نے عمرو عاص کو طلب کیا اور جریر کے روانہ کرنیکی نسبت صلاح کی عمرو نے کہا علی سے بیعت نکرنا بہت ہی سخت اندیشناک اور اہم کام ہے اور خدا کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہے جو کسی عذر سے معاف نہو گا کیونکہ علی کی دشمنی پیغمبر کی دشمنی ہے اور پیغمبر کی دشمنی اللہ تعالیٰ کی دشمنی ہے اگر تجھے بیعت کرنی منظور ہی نہیں ہے تو میری یہ رائے ہے کہ شرحبیل بن سمط کندی کو جو اشراف و سادات شام کا بہت بڑا سردار ہے خط لکھکر بلا بھیج جب آ جائے تو اُس سے کہنا علی بن ابو طالب نے عثمان کو مار ڈالا ہے اور اب ہم پر چڑھائی کا ارادہ ہے فتنہ و فساد چلانے کا جریر کو بھیجکر ہم سے بیعت کیلئے طلب کیا ہے ہم نے تیرے آنیکا انتظار کیا کہ اس امر میں تجھ سے بھی مشورہ کر لیں اور تجھے مناسب معلوم ہو اسپر عمل کریں لیکن اسکے آنے سے پہلے چند آدمیوں کو گواہ بنا رکھ کہ بوقت ضرورت یہ گواہی دیسکیں کہ علی بن ابیطالب نے عثمان کو قتل کیا ہے اور یہ لوگ ایسے بزرگ ہوں جنپر شرحبیل اعتماد کر لے اور انکی گواہی کو سچ جانے معاویہ نے اس تدبیر کو پسند کیا آدمی بھیجکر سرداران و بزرگان شام میں سے یزید بن انس۔ بشر بن ارطاة۔ حمزہ بن مالک۔ حابس بن سعد طائی۔ ابو الاعور سلمی جیسے مشہور و معروف شخص جو حضرت علی سے عداوت رکھتے تھے بلایا اور کہا میں نے شرحبیل بن سمط کندی کو جو شام کا بہت بڑا سردار اور ممتاز شخص ہے بلایا ہے وہ بہت ہی بڑا عقیل و فہیم اور شجاع اور لڑائیوں میں یکتائے روزگار ہے میں اُس سے کہونگا علی نے عثمان کو قتل کیا ہے اور اب شام پر چڑھائی کیا چاہتا ہے۔ پس اگر اُس نے مجھ سے گواہ طلب کئے تو تمہیں جو اس ملک کے اکابر و معزز آدمی ہو متفق اللفظ گواہی دینی چاہئے تاکہ شرحبیل علی کے مقابلہ کیلئے ہمارے ساتھ ہو جاوے اور تمہاری گواہی سے ہمارا مطلب نکل آئے اُنہوں نے جواب دیا کہ تو بیفکر رہ جب وہ آ جائیگا اور تو ہم سے گواہی دلانا چاہیگا تو ہم اُسکے سامنے گواہی دینگے۔ معاویہ نے یہ سنکر اُن کی تعریف کی اور خوش ہو کر رخصت کر دیا۔

## حمص میں شرحبیل بن سمط کندی کے نام معاویہ کا خط بھیجنا

واضح ہو کہ علی بن ابیطالب نے جریر بن عبداللہ بجلی کو ایلچی بنا کر میرے پاس بھیجا ہے اور بیعت کیلئے بلایا ہے میں نے اسے ٹھہرا رکھا ہے کہ تجھ سے بھی مشورہ کر لوں جبتک تیری رائے اور اجازت نہو گی میں اُسے واپس نہ بھیجونگا اس خط کو پڑھتے ہی بہت جلدی چلا آ اور جسقدر جلدی آئیگا مجھے اطمینان حاصل

ہوگا والسلام۔ شرجیل معاویہ کا خط پڑھکر عبدالرحمن بن غنم ثمانی کے پاس گیا یہ شخص بہت بڑا عالم فقہ دان اور پارسا تھا معاویہ کے پاس جانیکے لیے اُس سے صلاح کی عبدالرحمن نے کہا اے شرجیل جسوقت سے تو نے جناب رسالتمآب کے ہمراہ ہجرت کی ہے اللہ تعالیٰ نے تجھپر فضل کیا انواع و اقسام کی نعمتیں عطا کیں جبتک انسان اللہ تعالیٰ کی عطیات کا شکریہ ادا کرتا رہتا ہے اور اپنے نیک خیالات میں تبدیلی نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں بھی اُس سے منہ نہیں پھیرتیں سرداروں اور امیروں کو لازم ہے کہ ہر ایک کام کو عقل و فہم سوچ سمجھ اور عاقبت اندیشی سے کریں تو قبیلہ کندہ کے نیک لوگوں میں سے ممتاز شخص ہے یاد رکھ کہ لوگوں نے افواہ اُڑا رکھی ہے اور عوام الناس کا یہ قول ہے کہ علی بن ابی طالب نے عثمان کو مار ڈالا ہے اور اس بات کا جھوٹ ظاہر ہے کیونکہ علی بن ابی طالب نے عثمان کو مارا ہوتا تو مہاجر و انصار بلکہ صحابہ کبار اور اشراف و اخیار جو علمائے اسلام اور عقلائے عصر میں آپ سے بیعت نہ کرتے اور خلافت پر رضامند ہوتے معاویہ اسلیئے بلاتا ہے کہ اپنے ارادہ میں تجھے شریک کرلے معاویہ کے ساتھ رہنے میں اگرچہ دنیوی سامان حاصل ہوجائیگا اور مال و دولت عمرو عاص کیطرح مل جائیگا مگر دین کو دنیا کے عوض بیچ ڈالنا اور اپنی عقبیٰ کو خراب کرلینا عقلمندوں کا کام نہیں اور وہی شخص دانا ہے جو اپنی عاقبت کو خراب نہونے دے اگر تجھے دنیا و آخرت اور دینی امارت درکار ہے تو حضرت علی علیہ السلام کے پاس چلا جا عزت اور ناموری بھی حاصل ہوگی اور ثواب اخروی بھی شرجیل نے عبدالرحمن کی گفتگو سنکر کہا آپ نے بہت خوب فرمایا اور سب سچ ارشاد کیا اس سے بڑھکر دوسری بات نہیں لیکن میں چاہتا ہوں کہ معاویہ کے پاس بھی ہو آؤں اور سنوں کہ وہ کیا کہتا ہے اور کیا ارادہ رکھتا ہے یہ کہکر چلنے کی تیاری کی اور معاویہ سے ملنے کے لئے روانہ ہوا اور اپنے بھائیوں اور عزیزوں کا جتھا ہمراہ لیا جسوقت معاویہ کے پاس پہنچا اُس نے بڑی تعظیم و تواضع کی اور عزت و آبرو سے اپنے قریب بٹھایا اور کہا علی بن ابی طالب نے جریر کو خط دیکر میرے پاس بھیجا ہے اور اپنی بیعت کیلئے بلایا ہے اگرچہ علی بڑا بزرگ عالم اور دیندار آدمی ہے مگر یہ امر بھی ہے کہ اُس نے عثمان کو جو خلیفہ وقت اور شیخ الاسلام تھا مار ڈالا ہے میں نے جریر کو ابھی تک روانہ نہیں کیا صرف تیرے آنیکا منتظر تھا کیونکہ تو سادات کندہ میں سے ہے اور تیری عقل و فہم اور تدبیر اور حسن سیرت مشہور و معروف ہے اور ہماری تمھاری قرابت بھی ہے اس امر میں تیری کیا رائے ہے جو کچھ تیری مرضی ہوگی وہی میری ہے شرجیل نے کہا میں نے تیری بات سنی ابھی اسکا جواب نہیں دیسکتا آجکی رات مجھے مہلت دے کہ اس معاملہ میں غور و فکر کرلوں اور حادثہ عثمان کا حقیقت حال دریافت کرلوں اور لوگوں سے سنوں اگر دو معتمد شخص بھی جو شام کے سرداروں میں سے ہوں میرے سامنے اس بات کی گواہی دینگے کہ علی نے عثمان کو ہلاک کیا ہے تو میں تجھے سچا سمجھونگا اور اپنے تمام عزیزوں اور رشتہ داروں کو ہمراہ لیکر تیری طرف سے علی سے لڑونگا معاویہ نے کہا تیری رائے بہت درست ہے شرجیل واپس چلا معاویہ نے آدمی بھیجکر بناوٹی گواہ انکو بلایا اور سکھا پڑھا دیا کہ کل کے دن کس طریق سے گواہی دیں دوسرے دن صبح کیوقت گواہوں کی جماعت کو شرجیل کے پاس بھیجدیا سب نے متفق اللفظ گواہی دی کہ علی نے عثمان کو قتل کیا ہے اور ہمیں یہ حال معلوم ہے ہم سچی گواہی دیتے ہیں جب اسطرح کی گواہی گذر گئی۔ شرجیل معاویہ کے پاس آیا اور کہا ابھی عادل لوگوں کا ایک گروہ جنکی گفتار جھوٹ اور شک اور لغویت سے خالی ہے میرے پاس آیا تھا کہ وہ گواہی دیتی تھی علی نے عثمان کو ظلم اور سرکشی سے ہلاک کیا ہے مجھے تیری باتکی سچائی اور دعوے کی راست بیانی معلوم ہوگئی خدا کی قسم اگر تو علی کی بیعت کر بھی لیتا تو میں تجھے شام سے نکال دیتا خدا کی قسم علی کیواسطے ہمارے پاس تلواروں کے سوا اور کوئی شے نہیں ہے شرجیل کا ایک بھانجہ تھا اسنے ان باتوں پر ملامت کی اور جسقدر ہوسکا سمجھایا معاویہ کو بھی سُن پایا چاہا کہ اسے مروا ڈالے وہ شام سے بھاگ کر کوفہ میں چلا آیا حضرت علی مرتضیٰ کو خبر ہوئی بلایا لطف و کرم سے اپنے پاس بٹھایا اور اپنے ملازموں کے سلسلہ میں داخل فرمایا ایک شاعر نے جو امیر المومنین کا مداح تھا اسی باب میں ایک قطعہ تصنیف کرکے شرجیل کے پاس بھیجا اور اسمیں اس گواہی کی بنا پر اسکے قول و فعل کیلئے سخت ملامت کی مگر اسنے اس قطعہ کے مطالب پر ذرا توجہ نہ کی اور جریر کے پاس آکر کہا تو نے اور علی نے بڑا مشکل کام اختیار کیا ہے اور تو اسلئے آیا ہے کہ ہمیں شبہہ میں ڈالے اور برگشتہ میں لیجائے جسطرح عراق کو برہم کیا ہے اسیطرح شام میں بھی شورش پھیلائے میرا یہ خیال نہ تھا کہ علی عثمان کو مار ڈالیگا اور ایسے گناہ کا روادار ہوگا

روادار ہوگا۔ مگر اب میں نے شام کے بڑے بڑے معتمد سرداروں سے سنا تمام شبہ جاتا رہا اور صاف صاف کہا گیا کہ علی ہی نے عثمان کو قتل کیا ہے۔ جریر اس کے اس کلام سے ہنسا اور کہا تیرا یہ کہنا کہ مشکل کام اختیار کیا ہے اگر مشکل اور نامناسب فعل ہوتا تو تمام مہاجر و انصار جو دین کے ستون اور راہ ہدایت کے رہنما ہیں اس کام کے حامی اور علی مرتضیٰ کی امامت و خلافت پر راضی نہوتے اور طلحہ و زبیر کے ساتھ جنھوں نے بیعت کے بعد مخالفت اختیار کی تھی جو کچھ کیا نہ کرتے نہ حضرت علی علیہ السلام کا ساتھ ان معرکہ آرائیوں میں دیتے جو حد اعتدال سے تجاوز کر گئی تھیں اور شام کے برہم کرنے کی نسبت جو تو کہتا ہے انجام کار شام میں حق اور برکت کا ظہور ہوگا اور فتنہ اور بطلان کے متمکن ہونے سے بہتر حالت ہوگی رہی علی پر قتل عثمان کی تہمت سراسر جھوٹ ہے اور تیرا یقین غلطی کے ساتھ ہے تو نے محض انہی لوگوں سے سنا ہے جو غرض کے بندے دنیاوی طمع میں مبتلا ہو کر معاویہ کے پاس جمع ہوگئے ہیں اور عمرو عاص کی جھوٹی باتوں آکر دین کو دنیا کے عوض فروخت کر چکے ہیں اور حضرت علی کے تہمت لگاتے ہیں بہت جلدی حق و باطل ظاہر ہو جائیگا اور بروز قیامت تجھ سے پوچھا جائیگا اور تو کسیطرح بھی اس الزام سے بری نہو سکیگا نہ تیرے پاس اس سوال کا کوئی جواب ہوگا خدا سے ڈر۔ دنیا کے مال و مرتبہ کے سبب آخرت کو خراب نکر ایسے گناہ عظیم میں مبتلا نہو اور اس بات کو سچ سمجھ کہ میں یہ باتیں محض تیری بھلائی کیلئے کہتا ہوں ان سے میری کوئی اور غرض نہیں ہے شرجیل کا مزاج بگڑا اور غصے ہو کر جریر کے پاس سے چلا آیا اور معاویہ کے پاس پہنچا اس سے کہا ہم سمجھتے تھے کہ تو عثمان کا چچیرا بھائی ہے اولی اور نائب ہے۔ جبکہ اس پر ایسا حادثہ گذر گیا ہے تو تو اسکے بدلہ لینے میں سعی کریگا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ تو بڑا سست آدمی ہے تجھ سے یہ کام ہر گز نہ بن پڑیگا اگر تو اس مہم کی فکر میں ہے تو زیادہ کوشش کر اور بہت جلدی باہر نکل کہ ہم عثمان کے خون کا بدلہ علی سے لیں اگر تو اس کام میں سستی اور دیر اختیار کریگا اور توجہ سے کام نہ لیگا تو ہم تجھے معزول کر کے کسی دوسرے شخص کو تیری جگہ قائم کرینگے اور جبتک ہم میں سے ایک آدمی بھی باقی رہیگا علی کی جنگ سے منہ نہ پھیرینگے۔ معاویہ نے یہ باتیں سنکر کہا میں تمھارے ساتھ ہوں اور ہر ایک امر میں تمھارا شریک حال تم جس شخص سے جنگ کروگے میں بھی اس سے لڑونگا اور جس سے بصلح پیش آؤگے میں بھی اس سے صلح رکھونگا پھر معاویہ نے آدمی بھیجکر جریر کو بلایا اور کہا تو تمام حالات سے آگاہ ہو چکا ہے اور اہل شام کی باتیں سن لی ہیں اب واپس جا کر علی سے یہاں کی تمام کیفیت اور حالات جو دیکھے اور سنے ہیں بیان کر دے۔ جریر ایک سو بیس دن کے قیام کے بعد واپس ہو کر خدمت جناب امیر علیہ السلام میں پہنچا معاویہ اور شامیوں کے ساتھ جو کچھ معاملہ گذرا تھا سب مفصل عرض کر دیا۔ اشتر نخعی نے کہا خدا کی قسم اگر آپ اسکے عوض مجھے بھیجتے تو بہت اچھا ہوتا جریر بہت سست آدمی ہے اس نے اس کام کو معمولی سمجھ لیا اور چار مہینے معاویہ کے پاس گذار دئے پھر کوئی کام ٹھیک نہوا بلکہ اس کی سفارت سے نقصان واقع ہوا صلح اور تدبیر کے موقع جاتے رہے جنگ جدل کی نوبت آپہنچی کاش وہ نہ جاتا جریر نے جواب دیا خدا کی قسم اگر میرے عوض تو جاتا تو اسیدن تجھے مار ڈالتے کیونکہ وہ سب تجھی کو قاتل عثمان تصور کرتے اور تجھ سے سخت عداوت رکھتے ہیں پھر کہا اے امیر المومنین لوگ جب کبھی اشتر۔ محمد بن ابی بکر۔ عمار یاسر۔ حکیم بن جبل اور مکشوح مرادی پر قابو پائینگے تو انہیں ہلاک کر دینگے اشتر نے کہا اے جریر ان بچوں کی سی باتوں کو چھوڑ خدا کی قسم اگر تیرے عوض میں جاتا تو اس کام کو بہت اچھی طرح سے پورا کر آتا اور معاویہ کے سامنے وہ طریقہ اختیار کرتا کہ چار ناچار اسے ماننا ہی پڑتا تو نے گفتگو کو بہت طول دیا اپنے اور ہمارے چار مہینے ضائع کر دئے۔ جریر نے کہا ابھی وقت ہے جا کر اس معاملہ کو درست کر لا اشتر نے کہا تو کام خراب کر چکا ہے اب میرا جانا لاحاصل ہے غرض اشتر جریر کی سفارت پر معترض ہوا مگر خواہش الٰہی کچھ اور ہی تھی کچھ فائدہ نہوتا۔ معاویہ نے جریر کے روانہ کر دینے کے بعد شرجیل سے کہا تو نے ہمارا ساتھ دیا خاص و عام کو بہت پسند آیا تو نے یہ بہت بڑا کام کیا ہے اللہ تعالیٰ کیطرف سے اسکا پورا ثواب ملیگا یہ وہ کام ہے جو غلبہ اور کثرت بغیر حاصل نہوگا بلکہ عوام الناس کی شرکت بغیر کام نہ چلیگا مصلحت یہ ہے کہ شام کے تمام شہروں میں خط روانہ کئے جائیں اور جملہ ادنیٰ و اعلیٰ لوگوں کو اس حال سے اطلاع دیں اور اپنے سے متفق کرنے کی کیفیت درج کرنی چاہئے تاکہ عوام الناس کو یہ حال معلوم ہو جائے تو طلب خون عثمان کیلئے ہمارے ساتھ ہو گیا ہے۔ شرجیل نے کہا یہ کام تحریروں سے نہ بن پڑیگا میں آپ سفر کرونگا اور شام کے تمام لوگوں کو تمام کیفیت اور واقعات سے مطلع کر کے

سب خرد و کلاں اور ادنیٰ و اعلیٰ کو اس جنگ میں شریک ہونیکی ترغیب دونگا اور سبکو آراستہ و پیراستہ کرکے خدمت میں لا حاضر کردونگا۔ معاویہ نے کہا تیری رائے بہت خوب ہے اس سے تیرے ارادے کی سچائی اور کمال تعلق عیاں ہے اب تیری دوستی اور خلوص محبت شک و شبہ سے بری ہے مجھے گمان غالب ہے کہ یہ مہم تیری حسن تدبیر اور کوشش بلیغ سے فتح ہوجائیگی بیشک تیری زبان سے کہنا اور سننا نور علیٰ نور ہوگا خاص و عام تیرے گرد فراہم ہوجائینگے الغرض شرجیل روانہ ہوا اور سب سے پہلے داخل حمص ہو کر منادی کی لوگوں کو جامع مسجد میں جمع کرکے منبر پر بیٹھا اور خطبہ پڑھکر لوگوں سے کہا واضح ہو کہ علی ابن ابیطالب نے عثمان کو مار دیا اور امت محمدی میں تفرقہ ڈالا ہے بصرہ میں مسلمانوں کے قتل اور آزار دہی کی نسبت جو کچھ کیا وہ بیان سے باہر ہے تمام علاقوں پر قبضہ کرلیا ہے ایک شام باقی ہے سو لشکر فراہم کرکے برہنہ تلواریں سونتے تم پر چڑھائی کرنے والے ہیں کہ تمھیں تمھارے وطن اور گھروں سے نکالدیں رنج و مصیبت اور محنت و مشقت میں مبتلا کردیں۔ میں نے جہانتک سوچا کوئی شخص انکا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ مگر ایک معاویہ بن ابی سفیان ایسا شخص ہے مناسب ہے کہ تم سب مستعد ہو کر معاویہ کا ساتھ دو تاکہ اس دشمن سے بچ جاؤ شہر حمص کے تمام باشندوں نے شرجیل کی گفتگو سنکر اس کی رائے پر اتفاق کرلیا اسکے بعد وہ اور شہروں میں گیا جہاں جاتا یہی بات کہتا کہ مجھے خوب معلوم اور بتحقیق ہوچکا ہے کہ علی بن ابی طالب ہی نے عثمان کو قتل کیا ہے اور اب فتنہ برپا کرنا چاہتا ہے معاویہ اس سے خون عثمان طلب کریگا تم کو معاویہ کی مدد کرنی چاہئے۔ بڑا نیک کام ہے لوگوں نے شرجیل جیسے بزرگ شخص سے ان باتوں کو سنکر یقین کرلیا اور اسکی طرف مائل ہوگئے۔ غرض شام کے تمام شہروں سے لشکر کثیر اسکے پاس جمع ہوگیا وہ ان سبکو لیکر پلٹا اور معاویہ کے پاس آپہنچا تمام لوگوں نے علی کی دشمنی کیلئے معاویہ سے بیعت کرلی اور اقرار کیا کہ ہم اسکا ساتھ دینگے اور جنگ سے منہ نہ پھیریں گے یا تو اس کی رکاب میں رہکر قتل ہوجائینگے یا فتح و ظفر حاصل کرینگے اس بیعت کے موقع پر سکاسک کے باشندوں میں سے ایک شخص اسود بن عرفجہ نے اٹھکر کچھ اشعار پڑھے جنمیں اسوقت کے حالات اور شام کی کیفیت اور شرجیل کے وہاں پہنچنے اور ترغیب و تحریص دلاکر لشکر فراہم کرنیکا ذکر تھا جسوقت جناب امیر علیہ السلام کا ذکر آیا تو یہ بیت پڑھی فاحذر الیوم صولة الاسد الورد ۞ اذا جال فی رحبا الھیجاء معاویہ نے کہا تو ہمیں کس زرد شیر سے ڈراتا ہے۔ اُسنے جواب دیا علی بن ابی طالب سے جو رسول خدا کا چچیرا بھائی انکی بیٹی کا شوہر انکے دونوں فرزندوں کا باپ انکا وصی اور وارث علم ہے۔ اسی نے جنگ بدر میں تیرے دادا خالو اور بھائی کو اور تیری ماں کے چچا کو قتل کیا ہے۔ معویہ نے غلاموں کو حکم دیا کہ اسے پکڑلو۔ شرجیل نے کہا اے معاویہ اسے کچھ نہ کہو وہ بڑا بزرگ اور فاضل شخص ہے اپنی قوم کا سردار ہے اگر تو اسے گرفتار کرکے رنجیدہ کریگا تو خدا کی قسم میں تیری بیعت کو توڑ دونگا اور اپنے اقرار سے پھر جاؤنگا معاویہ نے مجبور ہو کر کہا میں نے تیری سفارش کے سبب اسے چھوڑ دیا ورنہ ایسی سزا دیتا کہ دنیا کو جائے عبرت ہوتی اُسکے بعد وہ شخص بھاگ کر خدمت امیر المومنین میں حاضر ہوا اور جو کچھ احوال گذرا کہ سُنایا سعید بن قیس ہمدانی اسوقت موجود تھا اٹھکر بولا اے امیر المومنین شرجیل بڑا کور دل اور بدبخت آدمی ہے معاویہ کے کہنے سے اُسنے تمام شام میں گشت کیا اور فوجیں فراہم کرکے لے آیا اگر حضور اجازت دیں تو میں اسے خط لکھکر ملامت کروں اور کچھ گذشتہ و موجودہ حالات یاد دلاؤں شاید انہیں یاد کرکے راہ راست پر آجائے۔ آپ نے اجازت دی کہ جو کچھ مناسب ہو لکھ بھیج۔ سعید نے اس مضمون کا خط لکھا اے شرجیل تو نیک اعتقاد آدمی تھا اور تیری اصل ولایت یمن ہے جہاں سے تو ہجرت کرکے کوفہ میں آیا پھر شام میں جا بسا عثمان کے عہد اور انکے حادثہ کے وقت تک شام ہی میں رہا۔ جب مہاجرین و انصار نے امیر المومنین علی بن ابیطالب سے بیعت کرلی اور آپکی امامت پر اتفاق کرلیا اور انہیں خلیفہ بنالیا تو معاویہ نے تجھے دھوکہ دیا اور فریب سے تجھے ان دشمنوں کو جو حرام و حلال میں تمیز نہیں کرسکتے آمادہ کردیا کہ تیرے سامنے آکر جھوٹی گواہی دی اور تہمت لگائی کہ علی نے عثمان کو قتل کیا ہے اور ایسے کام کو جائز سمجھا ہے مجھے تیری سمجھ پر بہت تعجب آتا ہے کہ تو نے اس معاملہ کو ذرا بھی نہ سوچا اور بغیر تفتیش حالات ان کے کہنے کو مان لیا اور ان کی گواہی کو سچا سمجھ لیا خدا کی قسم اگر تو تھوڑا بھی اور گواہی پر بحث کرتا اور عقل سے کام لیتا تو تجھے صاف معلوم ہوجاتا کہ لوگ جھوٹ بولتے اور دنیاوی لالچ کے سبب سے گواہی دیتے ہیں کیا تو اسکو نہیں سوچ سکتا۔ کہ امیر المومنین علی نے عثمان کو قتل کیا ہو یا کم وبیش اسکے قتل میں امداد کی ہوتی یا اس امر سے رضامند ہوتے تو مہاجر و انصار جو دین کے پیشوا

خط سعید بن قیس ہمدانی بنام شرجیل

اور حق راستہ پر چلنے والے ہیں حضرت علی کی خلافت اور بیعت کو کیوں قبول کر لیتے آپ کی امامت پر کبھی متفق نہوتے نہ اس معاملہ کے بعد بصرہ والوں کی جنگ میں اسلحہ اُٹھاتے۔ نہ امیر المومنین کا ساتھ دیتے لے شرحبیل خدا سے ڈر اپنے ارادہ پر مصر نہو ان جھوٹے اور فتنہ پرداز شخصوں کی گواہی اور قول پر اعتماد نکر معاویہ نے یہ فعل محض دنیاوی جاہ و حشم اور حکومت و عظمت کے لئے اختیار کیا ہے تو اسکا شریک حال نہ بن میری بات سن میں ہمیشہ سے تیرا دوست خیر خواہ اور شفیق ناصح رہا ہوں میری نصیحت کو نظر انصاف سے دیکھ کہ انشاء اللہ تعالی دنیا و آخرت دونو جگہ تیرا بھلا ہوگا اور سعادت دارین حاصل کریگا۔ شرحبیل نے یہ خط پڑھکر معاویہ کو دیدیا۔ اُس نے پڑھکر کہا یہ کوئی مشکل کام نہیں سعید بن قیس بھی بزرگ آدمی اور قبیلہ ہمدان کا سردار اور امیر ہے تو بھی مشہور و معروف اور قبیلہ کندہ کا سردار ہے سعید نے تجھے خط لکھا ہے تو بھی اُسے لکھ بھیج۔ شرحبیل نے سعید کے خط کا یہ جواب لکھا۔ اے سعید تیرا خط پہنچا جو کچھ لکھا تھا سب حال معلوم ہوا یمن سے کوفہ میں ہجرت کر کے آنا اور عرصہ تک شام میں رہنا سچی بات ہے۔ عراق میرا گھر نہیں ہے اور شام کی سکونت مجھ کو کوئی عیب یا برائی عائد نہیں کر سکتی کیونکہ میں جہاں رہا ہوں عزت و آبرو کے ساتھ رہا ہوں اور عقل و صلاح کے طریقہ پر عمر بسر کی ہے قتل عثمان کی کیفیت سے میں بیخبر تھا شام میں آنے اور معاویہ کے پاس پہنچنے پر ثقہ اور معتمد اور مشہور بزرگوں سے یہ بات معلوم ہوئی اور اُنہوں نے متفق اللفظ گواہی دی کہ ہمیں اچھی طرح معلوم ہے کہ علی نے عثمان کو قتل کیا ہے گواہ سے یہ نہیں کہہ سکتے کہ تونے یہ گواہی کیوں دی اور تجھے کہاں سے خبر ہوئی ہاں یہ لوگ بزرگ تھے اُن کے قول کا یقین کر لیا مہاجر و انصار کی تعریف میں جو کچھ لکھا ہے بیشک وہ ایسے ہی ہیں جسطرح اُنہوں نے علی کی بیعت کر لی ہے اسیطرح ہمنے معاویہ کی ہم میں سے ہر ایک شخص اپنے امام کا محکوم اور مطیع ہوگا۔ اسی اثنا میں عبید اللہ بن عمر خطاب معاویہ کے پاس اس ارادے سے جا پہنچا کہ امیر المومنین علیؑ کے خلاف ہو کر معاویہ سے جا ملے معاویہ بھی اسکے آنے سے بہت ہی شاد ہوا اور عمرو عاص سے کہا اسکے آنے سے ہمارے لئے امیر المومنین عمر زندہ ہو گئے لوگ اسے ہمارے ساتھ دیکھکر اور بھی زیادہ اعتقاد لے آئینگے میں اسے خوب بھلاؤں پھسلاؤنگا اور اچھے اچھے وعدہ کرونگا۔ عمرو عاص نے کہا عبید اللہ بن عمر تیرے پاس تیری دوستی یا موافقت کے خیال سے نہیں آیا بلکہ علی سے بھاگ آیا ہے اور اُسکی شمشیر سے ڈر کر تیرے پاس پناہ لایا ہے اس سے تجھے فائدہ کلی حاصل نہیں ہو سکتا نہ تیری کوئی مراد بر آسکتی ہے معاویہ نے تنہائی میں بلا کر نہایت عجز و مہربانی سے اپنے پاس بٹھایا اور کہا اے برادرزادہ تو مجھے جان سے زیادہ عزیز ہے۔ الحمد للہ کہ آج تجھ سے تیرے باپ کا نام روشن ہے تو نے بڑا کرم اور احسان کیا جو میرے پاس چلا آیا میں ممنون ہوں جو کچھ تیری آرزو ہو مجھ سے بیان کر کہ میں اسے بہم پہنچاؤں تجھے معلوم ہی ہوگا کہ قتل عثمان سے میرے دل پر کیا صدمہ گذر رہا ہے۔ کچھ بیان نہیں کر سکتا کہ اس حادثہ سے کیسا غمگین اور پریشان خاطر ہو رہا ہوں کہ نہ میرا سینہ کہ میرا جی الٹ پلٹ نہیں ہوتا اور کسدن میں دکھ سے بدتر نہیں ہو جاتا مجھے ہی بڑا تعجب ہے کہ اسقدر غم و الم سے میری جان کیوں نہیں نکل جاتی اب اسکے سوا کہ خون عثمان کا بدلہ لوں اور اسکے قاتلوں کو قتل کر کے اپنی تندرستی کی تدبیر کروں اور کوئی صورت نظر نہیں آتی تو مہربانی کر کے میرے پاس آگیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تو منبر پر بیٹھکر علی کی کچھ برائیاں بیان کر دے اور اُنکے خلاف قتل کی گواہی دے۔ یہ لوگ جو طلب خون عثمان کے لئے میرے ساتھی بنگئے ہیں تیری بات سنکر زیادہ متفق ہو جائینگے عبید اللہ نے جواب دیا معاذ اللہ میں اُنپر کس بات کا عیب لگا سکتا ہوں اور کس برائی سے متہم کر سکتا ہوں اگر آبا و اجداد کیطرف سے مطعون کرنا چاہوں تو کیا مجال کیونکہ علی ابی طالب کا بیٹا ہے اور وہ عبد المطلب بن ہاشم کا اور ماں کی طرف سے کچھ کہوں تو بھی ناممکن کیونکہ آپ کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بڑی بزرگوار اور اپنے عہد کی تمام عورتوں سے زیادہ صاحب عفت و عصمت ہیں آپکا نسب تو ایسا ہے اور حسب کی نسبت میں کیا بیان کر سکتا ہوں انسان کا حسب تین امور سے علاقہ رکھتا ہے علم سخاوت اور شجاعت سے آپ تینوں صفتوں میں کامل ہیں آپکی مردانگی شجاعت دانائی اور سخاوت دنیا میں آفتاب سے زیادہ روشن ہے اور چودھویں رات کے چاند سے زیادہ عیاں ہے۔ آپکے خصائل کی خوبیاں اور عادتوں کی نیکیاں زمانہ کی پیشانی پر درج اور عام و خاص کی زبان زد ہیں آپکا نسب ستارہ کو شرماتا ہے آپکے ہنر زمانہ کو ہنسی میں اڑاتے ہیں آپکا کلام لقمان کے پندنامہ کا جواب ہے آپکے بیان پر عہدنامہ کسرے

کو حسد آتا ہے ستارے آپ ہی کے رُخ منور سے روشنی پائے ہوئے ہیں آپ کی باریک قلم سے تھیلیاں پُر ہو گئی ہیں اسکی موافقت تن و جان کے لئے آب باران کی طرح حلال ہے اور اسکی مخالفت دل و دین کے لئے مثل زنا حرام ہے ایسے شخص کو میں کیا عیب لگا سکتا ہوں اور کس زبان سے بُرا کہہ سکتا ہوں ہاں اثنائے گفتگو میں تیری رضامندی کیلئے خون عثمان کا اتہام لگا دونگا معاویہ نے کہا بس بس اب تو مطلب کی بات پر آگیا ہماری اصلی غرض بھی یہی ہے اس سے زیادہ ہم کچھ نہیں چاہتے تو قتل عثمان کو علی پر تھوپ دیگا تو ہمارا مطلب نکل آئیگا عبیداللہ یہ کہکر کہ میں ایسا ہی کرونگا معاویہ کے پاس سے چلا آیا اور معاویہ نے عمرو عاص سے کہا تو نے خوب تاڑا اگر حضرت علی کی تلوار کا خوف ہوتا تو ہم اسکا بیان نہ دیکھتے تو سُن ہی رہا تھا دیکھ علی کی کیسی تعریفیں کرتا اور کس طرح سے اُسکی شجاعت سخاوت اور علم کو بڑھا چڑھا کر بیان کر رہا تھا عمرو نے کہا اے معاویہ تو ہی علی کے انساب و حسن اور اخلاق حسنہ کا منکر ہے خدا کی قسم جیسا عبیداللہ نے کہا علی ایسا ہی ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ ہم اس مکار دنیا پر فریفتہ اور اسکی لاحاصل نمود و زنا چیز سامان پر مغرور ہو گئے ہیں۔ اور ایسے شخص کو جسکی خدمت سے سعادت ابدی حاصل ہوتی ہے چھوڑ دیا ہے یقین رکھ کہ ہم آخر کار شرمندہ ہونگے۔ مگر اسوقت جبکہ شرمندگی کچھ سودمند نہ ہوگی۔ عبیداللہ نے بھی معاویہ اور عمرو عاص کی یہ باتیں سن پائیں منبر پر گیا اچھا خطبہ پڑھا اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد جناب رسالتماب پر درود بھیجا پھر لوگوں کو پند و نصیحت کی اور اپنے حالات سنائے جب علی اور عثمان کا ذکر آیا تو خاموش ہو رہا معاویہ نے جس امر کی درخواست کی تھی اسکی نسبت کچھ نہ کہا اور منبر پر سے اُتر آیا۔ معاویہ نے کہا کیا تو بولتے بولتے تھک گیا تھا جو علی و عثمان کے معاملہ میں کچھ نہ کہہ سکا عبیداللہ نے کہا منبر پر جھوٹ بولنا گوارا نہ ہوا کہ علی کے خلاف قتل عثمان کی گواہی دوں کیونکہ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ علی عثمان سے کچھ خصومت یا عداوت نہ رکھتے تھے اور نہ عثمان کے مارے جانے سے خوش تھے اب معاویہ نے عبداللہ بن عمر خطاب کے نام خط لکھا مضمون یہ تھا میں عثمان کے بعد قریش میں سے کسی شخص کو جسکی لوگ خدمت و متابعت اختیار کرینگے تجھ سے بہتر نہیں سمجھتا میں نے سنا ہے کہ تو عثمان سے ناراض تھا اُسکے افعال پر اعتراض کرتا تھا اور اس حادثہ کے موقع پر تو نے اسکی کچھ مدد نہ کی مجھے تیری اس بات سے بہت بڑا تعجب ہے۔ اب میں سنتا ہوں کہ تو نے علی سے مخالفت اختیار کی ہے۔ میں تیرے اس فعل سے بہت خوش ہوا ہوں تو جانتا ہے کہ عثمان کو ظلم سے مار ڈالا میں اسکی خونخواہی کرونگا اور تجھے خلیفہ بناؤنگا میں اس امر کی تکلیف زیادہ تر تیرے ہی واسطے گوارا کرونگا اور اگر خلافت کو تو اختیار نہ کریگا تو تیرے باپ کی طرح اس امر کو تمام لوگوں کی رائے پر منحصر رکھونگا۔ اس بات کو صحیح ہی سمجھنا اور خود اگر ہماری امداد و اعانت کرنا اور جسقدر جلدی ممکن ہو یہاں پہنچ جانا والسلام یہ خط عبداللہ کے پاس پہنچا تو پڑھکر جواب میں لکھا۔ معاویہ کو معلوم ہو کہ تیرا خط پہنچا ایسا ہیں کہ تو مجھے خط لکھکر اپنی اطاعت و متابعت کیلئے بلاتا ہے تجھ سے بہت بڑا سہو اور قصور سرزد ہوا ہے مجھے تیری اس غلطی پر بہت تعجب آتا ہے تیرا اندیشہ بھی دوسرے خیالات کی طرح عین خطا ہے کیا تو سمجھتا ہے کہ میں حضرت علی کو چھوڑ کر تیرے پاس چلا آؤنگا اور تیری اطاعت اختیار کرونگا۔ افسوس تیرا خیال بالکل باطل ہے یہ لکھنا کہ میں نے سنا ہے تو علی کا مخالف ہے دوسری بڑی بھاری غلطی ہے تو اس بات کو کس وجہ سے کہہ سکتا ہے کہاں سے اور کس سے سنا کہ میں حضرت علی کا مخالف ہوں معاذاللہ میں آپکی مخالفت کبھی اختیار نہ کرونگا نہ انکی خلاف رضا کوئی قدم اٹھاؤنگا ایمان اور ہجرت و قرابت اور غزوات میں جس مدارج و مناصب اور خدمت جناب محمد مصطفےٰ صلعم میں جو شرف و امتیاز علی مرتضیٰ کو حاصل ہیں صحابہ اور اکابر میں سے کسی ایک کو بھی میسر نہیں تو خود ہی سمجھ کیا میں ایسے بزرگوار شخص سے روگردانی کرونگا اور تجھ جیسے سے جسنے دنیا کیلئے دین کو فروخت کر دیا اور دنیاوی طمع دلانے والے سامان پر جان دینے لگا ہو مل بیٹھوں گا افسوس! افسوس! دیکھ تو سہی کتنا بڑا تفاوت واقع ہوا ہے تو اپنی حالت کو دیکھ پھر ایسی بیہودہ اور جھوٹی باتیں لکھنا نہ مجھے حضرت علیؑ کا دشمن سمجھنا نہ اپنی اطاعت کے واسطے بلانا والسلام معاویہ نے عبداللہ بن عمر خطاب کا خط پڑھکر سمجھ لیا کہ وہ میرا شریک حال نہ ہوگا۔ اسکا خیال چھوڑ دیا اور سعد بن وقاص کو اس مضمون کا خط لکھا کہ ابی وقاص کو معلوم ہو کہ اہل شام عثمانی گروہ تھا انہوں نے عثمان کے مرتبہ عالی اور کمال کے معلوم ہونیکے سبب اُنکے حقوق مدنظر رکھے اور دوسروں پر ترجیح دیکر انکی خلافت و امامت پر متفق ہو گئے طلحہ اور زبیر جو تجھ جیسے تھے او نسبت اور شیعہ رسالت میں تجھ سے ذرا تفاوت نہ رکھتے تھے طلب خون عثمان کیلئے اُٹھ کھڑے ہوئے اور مادر مومنان عائشہ صدیقہ انکے شریک حال ہو گئیں امید ہے کہ تو میری موافقت

نامۂ معاویہ بنام عبداللہ بن عمر بن خطاب

نامۂ معاویہ بنام سعد بن ابی وقاص

نامہ معاویہ بنام محمد بن مسلمہ الانصاری

اختیار کرکے اس فعل کو جیسے طلحہ و زبیر اور عائشہ نے اچھا سمجھا تھا ناپسند نہ سمجھیگا اور میری اطاعت اور متابعت اور یہاں پہنچنے میں جلدی کرے گا والسلام سعد وقاص نے معاویہ کے اس خط کو پڑھ کر جواب میں لکھا معاویہ کو معلوم ہو کہ امیر المومنین عمر نے مشورے میں ایسی جماعت کو پیش کیا تھا جن میں سے ہر ایک خلافت کی قابلیت رکھتا تھا اور کسی ایک کو دوسرے پر کچھ بزرگی اور ترجیح نہ تھی لیکن یہ بات ضرور تھی کہ اُن میں سے ہر ایک شخص متوزہ کا حق رکھتا تھا اور حضرت علیؑ کو وہ حق بھی حاصل تھا اور جو فضیلتیں اور بزرگیاں آپ میں موجود تھیں اُنمیں سے کسی ایک میں بھی نہ تھیں۔ طلحہ اور زبیر اگر بیعت نہ توڑتے اور مخالفت اختیار نہ کرتے تو اُنکے حق میں بہتر ہوتا اللہ تعالیٰ اُنکے گناہ معاف کرے اور اس معاملہ میں جو کچھ عائشہ صدیقہ نے کیا انشاء اللہ خدا اُسے بھی معاف کردیگا والسلام۔ معاویہ نے ایک خط محمد بن مسلمہ انصاری کے نام بھی لکھا مضمون یہ تھا واضح ہو کہ میں تیرے پاس اسلئے خط نہیں بھیجا کہ تو میرے پاس آکر بیعت اختیار کرے بلکہ مدعا یہ ہے کہ تو آگاہ ہوجائے کہ کیسی نعمتوں کو چھوڑ کر کس شک وشبہہ میں مبتلا ہوگیا ہے تو انصار یو نکا سردار اور اُن کی پشت پناہ ہے لیکن ایک یہ بات بھی ہے کہ تونے حدیث جناب رسول خدا کا ذکر کیا ہے اور تو اُس سے نہیں پھر سکتا وہ حدیث تو یہ ہے کہ ایک ہی قبلہ کیطرف نماز ادا کرنیوالے لوگوں کو آپسمیں جنگ کرنے سے روکنا اور منع کرنا چاہیے جبکہ جناب مصطفیٰ نے ایسا ارشاد فرمایا تھا تو تجھے اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کو جو اہل قبلہ اور عثمان سے معرکہ آرا اور اُس کے قتل کا عزم بالجزم کئے ہوئے تھے روکنا اور ایسے افعال کے صادر کرنے سے باز رکھنا لازم تھا لیکن تیری قوم اللہ تعالیٰ اور اُس کے پیغمبر کی گنہگار ہوئی عثمان کا ساتھ چھوڑ دیا اور جو کچھ اُنکے ساتھ کیا وہ کیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تجھ سے اور اُن لوگوں سے جواب طلب کرے گا والسلام

جواب محمد بن مسلمہ الانصاری بنام معاویہ

محمد بن مسلمہ انصاری نے جواب میں لکھا واضح ہو کہ جناب رسول خدا نے مجھے ان واقعات اور حادثات کی خبر دی ہے جو واقع ہونیوالے ہیں اُنہیں سے حادثہ عثمان کے دنوں میں کچھ واقعات اور فتنے نمایاں ہوئے۔ میں لوگوں سے ملنا جلنا چھوڑ کر گوشہ نشین ہوگیا تلوار توڑ کر پھینکدی اور گھر کے اندر ہو بیٹھا کیونکہ نظر آرہا تھا کہ مجھ میں نیک کاموں کی ہدایت اور بُرے فعلوں سے روکنے کی قدرت نہیں ہے نیز اس تنہائی اور گوشہ نشینی کا اختیار کرنے والا میں ایک ہی شخص نہیں تھا بلکہ وہ لوگ بھی علیحدگی اختیار کرکے گوشہ نشین ہوگئے جنھوں نے حضرت صلعم کی زبان مبارک سے اس قسم کے حالات سُن رکھے تھے میں سمجھتا تھا کہ میرے ہاتھ یا زبان سے کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا تھا اور یہ فساد میری کوشش سے نہیں مٹ سکتا اس سبب سے میں عثمان کی مدد نہ کرسکا اے معاویہ تونے جو فعل اختیار کیا ہے وہ محض دنیا کے جاہ و مال کی طمع اور خواہش نفس کی پیروی سے کیا ہے اس کا ثبوت یہ ہے کہ جس وقت امیر المومنین عثمان نے عاجز ہوکر تجھ سے مدد طلب کی تھی تونے مدد نہ کی یہ حال سب کو معلوم ہے کہ اُس وقت تونے اُن کا ساتھ نہ دیا اور اب امارت اور حکومت کے واسطے طلب خون کا بہانہ نکالا ہے دین کو بعوض دنیا بیچ کر جاہ و مال کا طلبگار بنا ہے خدا کی قسم تو پشیمان ہوگا مگر اُس وقت جبکہ پشیمانی کچھ فائدہ نہ دے گی تیرا یہ لکھنا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے نعمتوں میں سے الگ کردیا اور شک وشبہہ میں ڈال دیا ہے غلط ہے الحمد للہ میں اپنے حال پر برقرار ہوں کسی شک وشبہہ میں نہیں پڑا اور اللہ تعالیٰ کی نعمتیں میرے واسطے روز بروز ترقی پر ہیں اور اُس کے افضال ہر وقت شامل حال والسلام جس وقت معاویہ نے عبداللہ بن عمر سعد بن وقاص۔ محمد بن مسلمہ کے جوابوں کو پڑھا ہیبت کھایا عمرو عاص نے بھی ملامت کی کہ میں نہ کہتا تھا اُنہیں خط نہ بھیج و۔ تجھے سخت اور سُست جواب دیں گے تو تے میرا کہنا نہ سنا اپنی ہی رائے پر چلا آخر کار ایسے کڑے جواب پائے اور وہ علی ابن ابیطالب کے زیادہ مطیع اور فرماں بردار اور دوست صادق بن گئے اور تجھے خجالت کے سوا اور کیا فائدہ ہوگا۔ دوست سمجھاتے اور نیک بخت نصیحتوں کو مانتے ہیں معاویہ نے عمر کی باتوں کا کچھ جواب نہ دیا منادی کرادی کہ لوگ جامع مسجد میں جمع ہوں جب سب فراہم ہوگئے منبر پر بیٹھ کر حمد وثنا باری تعالیٰ کے بعد جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم پر درود بھیجا اور کہا اے لوگو تم خوب جانتے ہو کہ امیر المومنین عثمان کو ظلم سے مارا ہے اللہ تعالیٰ اُس کے ولی کی مدد کرکے ظفر مند فرمائے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کا ارشاد ہے ومن قتل مظلوما فقد جعلنا لولیہ سلطانا ہ یعنی جس نے کسی مظلوم کو مار ڈالا ہم نے اُس کے ولی کو غلبہ عطا کیا ہے میں عثمان کا ولی ہوں کیونکہ اُس نے مجھے شام کا امیر بنایا ہے اور معزول نہیں کیا تم میرے مطیع اور فرماں بردار رہو۔ اور تم سب حق پر ہو اور جو تم سے علیحدہ ہیں وہ سب کے سب گنہگار اور باغی ہیں اور یہ خصہ جتھا وہی ہے جس نے خلیفہ وقت کو قتل

کر دیا ہے یا وہ لوگ ہیں جنھوں نے اُن کا ساتھ دیا اور مدینہ کی علی نے جس سے زیادہ میں اور کسی کو اپنا دشمن نہیں سمجھتا۔ خلافت اختیار کر لی ہے
اور قاتلان عثمان کو اپنے ساتھ ملا کر فوج فراہم کی ہے اور فتنہ برپا کرنا چاہتا ہے اس دُھن میں ہے کہ وارد شام ہو کر ہم سے جنگ کرے میں اس کے
مقابلہ پر صبر و استقلال سے کام لوں گا تمہارا یہ قصد ہونا چاہیئے کہ شام کی حفاظت کرو اور علی ابن ابیطالب کا یہ ارادہ ہے کہ شام کے علاقہ کو تم سے
چھین لے تاکہ عراق اور شام دونوں اُس کے تصرف میں ہو جائیں اگرچہ عراق کے لوگ معرکہ آرائی میں بڑے بہادر ہیں مگر میں خوش ہوتا ہوں کہ مقابلہ کے
وقت صبر و تحمل میں تم اُن سے زیادہ نکلو گے تیاریاں کر لو کہ اس لشکر کے حملہ کے وقت جو چلا آرہا ہے اور جنگ وجدل میں بہت دیر ہے قوی دل ثابت ہو
ابو الاعور سلمی۔ ذو الکلاع حمیری اور حوشب ذو الظلم نے کھڑے ہو کر کہا اے معاویہ تمام عربوں کو معلوم ہے کہ ہم کام کرنیوالے لوگ ہیں نہ بولنیوالے ہمارا قول فعل سے
بڑھا ہوا ہے اور ہماری گفتگو بمقابلہ افعال بہت گھٹی ہوئی ہے ہماری فرماں برداری اور دعوے کی سچائی تجھے اس روز معلوم ہو جائے گی جبکہ ہمیں صف
جنگ میں لیجا کر کھڑا کرے گا اور میدان حرب و ضرب میں نکلنے کا حکم دے گا مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ خلافت کا لباس تیرے ہی جسم پر ٹھیک آتا ہے یا اس کو
زیب دیتا ہے جسے تو اپنے بعد مقرر کرے گا معاویہ نے اسی وقت اہل مجلس کی طرف مخاطب ہو کر کہا مجھ سے بیان کرو کہ علی ابو طالب خلافت کے لئے مجھ سے
کیوں برتر ہے اور کس وجہ سے مجھ پر فضیلت اور ترجیح ہو سکتی ہے میں سو لخدا کا منشی ہوں میری بہن آپ کے گھر میں تھی میں عمر اور عثمان کی طرف سے شام کا
عامل ہوں۔ میرا باپ ابوسفیان بن حرب اور ماں ہندہ دختر عتبہ بن ربیعہ ہے اگر حجاز اور عراق والے علی کی خلافت اور بیعت پر رضامند ہو گئے ہیں۔
تو شام والوں نے مجھ سے بیعت کر لی ہے مجھ میں اور علی میں ذرا بھی تفاوت نہیں جس وقت دو آدمی کسی چیز کے لئے جھگڑتے ہیں تو وہ غالب آنیوالے
کو ملجاتی ہے۔ اسکے بعد معاویہ نے امیر المومنین علی کی خدمت میں خط بھیجا چاہا کاغذ قلم دوات منگائے اور اس مضمون کا خط لکھا اے علی اگر تو گذشتہ خلفا کی
سیرت پر چلتا اور اُن کا سا پسندیدہ شیوہ اختیار کرکے ان ہی جیسا برتاؤ برتتا تو میں کبھی مخالف نہوتا مطیع و فرماں بردار رہتا عثمان کے معاملہ میں
جو خطا واقع ہوئی ہے اس نے مجھے بیعت سے باز۔ کھا ہے اب سے پہلے خدائے تعالے کے احکام کے جاری کرنے کے لئے اہل حجاز حاکم تھے مگر جس وقت
سے اُنھوں نے روگردانی کی اور امر حق کو پوشیدہ رکھا تو وہ حکومت اہل شام کو مل گئی اور اُمور حقہ کی تقدم اور شرائط دینی کا نفاذ ان سے علیحدہ ہو کر
شامیوں سے متعلق ہو گیا تیری حجت جس طرح اہل بصرہ پر عاید ہوتی ہے مجھ پر نہیں ہوتی کیونکہ طلحہ و زبیر اور اہل بصرہ نے بیعت کر لی تھی اور
شامیوں نے نہیں کی ہاں تیرے علم و فضل اور قرب قرابت جناب مصطفےٰ سے کسی اہل اسلام کو انکار نہیں ہو سکتا فقط اتنی بات ہے اور بس جناب
علی مرتضیٰ نے معاویہ کے اس خط کو پڑھ کر جواب تحریر فرمایا واضح ہو میرے پاس اُس شخص کا خط پہنچا جو گرداب ضلالت میں پڑا ہوا خواہش
نفسانی کے دریا میں غوطہ کھا رہا ہے نہ اُس کے پاس کوئی ہادی ہے کہ گمراہی سے نکالے نہ کوئی کھینچ لینے والا ہے جو ہوا و ہوس کی لہروں سے
بچالے حرص و طمع نے اسے اپنی طرف بلایا ہے اور اس نے اُسے منظور کر لیا ہے۔ خواہشوں کے ہاتھ نے ہدایت کی آنکھیں سی دی ہیں اور وہ
اسی میں خوش ہے یہ لکھا کہ معاملہ عثمان میں جو خطا ہو گئی ہے اس کے سبب بیعت سے باز رہا ہوں وہ خطا تیری ہی خطا ہے کیونکہ عثمان کے
معاملہ میں میں نے کوئی خطا نہیں کی میں مہاجرین میں سے ایک شخص ہوں اور مسلمانوں کا ہر حال میں شریک اور خیر خواہ اور یہ امر ظاہر ہے کہ
مہاجر علم و حقیقت و معرفت والے لوگ ہیں جس کام میں کوئی خرابی اور گمراہی کی بات پا جاتی ہے وہ اُسکے طرفدار نہیں ہوتے ہاں یہ لکھا کہ اہل شام حجاز
والوں پر حاکم ہیں شام کے قریشیوں میں سے دو شخصوں کو مقرر کر جنکی بات مجلس شوریٰ میں قابل قبولیت اور مہاجر و انصار کے نزدیک لائق یقین ہو
پھر وہ کہیں کہ خلافت تیرے لئے جائز ہے یا تو کہے تو میں حجاز کے قریشیوں میں سے ان صفتوں کے دو آدمی پیش کر دوں طلحہ و زبیر و اہل بصرہ اور شامیوں کے درمیان
جو تفاوت بیان کیا ہے وہ بھی ٹھیک نہیں کیونکہ جب بیعت عام ہو گئی تو پھر کوئی شخص مستثنیٰ اور جدا نہیں ہو سکتا جناب رسولخدا کی قرابت اور خدمت کے
وسائل کی بنسبت جو کچھ تحریر اور اقرار کیا ہے اُس سے تیرا عقیدہ ظاہر ہے اگر تیرا بس چلتا اور مجھ سے ان فضیلتوں اور شرفوں کو مٹا سکتا تو اسمیں بھی ذرا کوتاہی
نہ کرتا و السلام امیر المومنین کا یہ خط پڑھ کر معاویہ بھڑک اُٹھا اور جواب میں لکھا اے علی خدا سے ڈر حسد کو چھوڑ۔ حاسد حسد سے کبھی فائدہ نہیں اُٹھاتا نہ اُٹھائیگا

نامہ معاویہ بنام امیر المومنین

جواب نامہ معاویہ از امیر المومنین

اپنی پہلی اسلام کی بھلائیوں کو اپنے بُرے کلمات سے زایل نہ کر اعمال کی قدر وقیمت اور مصروفیت کی رونق وتازگی انجام کار سے علاقہ رکھتی ہے
اور جسکا کوئی حق نہیں ناحق اُس کا حق نہ ٹھیرا کیونکہ اسی طرح کرتا رہیگا تو اسکا ضرر تجھے پہنچیگا اور اعمال میں نقصان واقع ہوگا مجھے وہی نیک کام لازم تھے جو
دین کی بنیادوں اور اسلامی قاعدوں کی مضبوطی کے باب میں کرتا رہتا تھا خلق خدا کی ایذا رسانیوں خون ریزیوں اور طرح طرح کی جبارتوں
اور دلیریوں کے سبب جو تونے کی ہیں اور کرتا ہے خدا سے ڈر اور سورۂ قل اعوذ برب الفلق پڑھ اپنے حاسد نفس کی شرارت کے لئے خدا
سے پناہ مانگ اللہ تعالےٰ تیرے دل کو نرم کرے اور زیادہ توفیق ثواب عطا کرے کیونکہ یہ دعا قبول ہوگئی تو اسکی سعادت کا بہترین حصہ مجھے
ملیگا والسلام امیرالمومنین علیؑ نے جواب میں لکھا عبداللہ علی امیرالمومنین کی طرف سے معاویہ بن صخر کو واضح ہو کہ تیرا خط وصول ہوا جو باتیں
قلم سے نکالی تھیں اُن سے کچھ تعجب اور حیرت نہیں ہوئی کیونکہ وہ بھی تیرے اسی فعل باطل جیسی ہیں جو ظلم وتعدی کے ساتھ تونے شام میں اختیار کر رکھا
ہے اگر تو وہ شخص ہوتا جسے میں نے اچھی طرح پہچان رکھا ہے اور تیری طبیعت کی اس ہٹ کو جو وعظ ونصیحت کو قبول نہیں کرنے دیتی
بخوبی نہ جانتا اور جناب رسالتمآب صلعم نے تیرے حق میں جو باتیں سُن رکھی ہیں وہ یاد نہ ہوتیں تو تجھے نصیحت کرتا اور سمجھاتا لیکن
اس شخص کو نصیحت سے کیا فائدہ جو مستوجب عذاب الٰہی ہوچکا ہو۔ عذاب وعقوبت سے نہ ڈرتا ہو خلقت کی ملامت کا خیال نہ رکھتا ہو
اور نہ شرم ہی ان باتوں سے مانع آسکتی ہو اسلئے میں نے تیری طرف سے توجہ اُٹھالی ہے اور ملامت ونصیحت کرنی چھوڑ دی ہے کیونکہ تو اسیطرح
گمراہی وجہالت میں مبتلا رہیگا یہاں تک کہ اللہ بروز قیامت تجھکو تیرے ناشائستہ اعمال کی سزا اور نامحمود کاموں کا بدلہ دیگا میں اسقدر لکھنا کافی سمجھتا ہوں اور
جناب محمد مصطفیٰؐ نے جو تیرے اور تیرے ماں باپ کے حق میں فرمایا ہے وہ تجھکو بھی معلوم ہے زیادہ نہیں لکھتا والسلام معاویہ نے پھر جواب لکھا نا ہونکی
کثرت نے تیرے دلکو ڈھک لیا ہے اور دلکی روشنی پر پردہ پڑ گیا ہے تیری آنکھیں ڈھک گئی ہیں تیری بینائی میں خلل آگیا ہے حرص ولالچ تو تیری عادت ہی ہے
اور بدبختی تیری ذات اور خصلت میں داخل ہے اب مجھ میں اور تجھ میں جائے کلام باقی نہیں رہی جنگ کیلئے تیار رہ دلکو حرب وضرب کیلئے مضبوط کرلے اپنے
ٹھکانے پر رہ اور اپنے آپے کو دیکھ اور اس شخص کے ٹیکے پر ہاتھ نہ ڈال جسکے حلم کے مقابلہ میں پہاڑ بھی بہت ہلکا ہے یقین رکھ کہ تیری آرزو بر آنی ناممکن ہے تیری خواہش نفس
تیرے دلکو بڑی مصیبت میں ڈالیگی علم تجھکو کچھ فائدہ نہ بخشیگا اس کام کا انجام اور اس گفتگو کا نتیجہ وہی ہوگا جو تجھے بھی معلوم ہے اور عاقبت متقیوں کے واسطے ہے حضرت
علیؑ نے اس خط کا جواب اس طرح لکھا عبداللہ علی امیرالمومنین کی طرف سے معاویہ بن صخر کو واضح ہو کہ سعادت اور بدبختی مقدر کی ہے اور
نیکی اور بدی مہر کردہ تو اصل میں بدبخت واقع ہوا ہے اس لئے حکم الٰہی تجھے سعادت حاصل کرنے سے مانع ہے تیرے اور صلاحیت کے درمیان
روک واقع ہے تو جو دعوے کرتا ہے کہ پہاڑ تیرے حلم کا ہم پلہ نہیں ہوسکتا اور تیرا علم حق وباطل کو جدا کریگا یہ بہت بڑی غلطی ہے تو صخر کا بیٹا لعین
منافق سخت دل اور دینی امور سے جاہل اور بے عقل ہے تو مجھے لڑائی سے ڈراتا ہے اور حرب ضرب سے خوف دلاتا ہے شاید تو مجھے بھول گیا ہے
میں وہی ابوالحسن ہوں جس نے جنگ بدر میں تیرے دادا عتبہ تیرے چچا شیبہ تیرے خالو ولید اور تیرے بھائی حنظلہ کو قتل کیا ہے اور وہی تلوار جس
نے راہ خدا میں اُن لوگوں کا خون بہایا ہے میرے قبضہ میں ہے اور وہی زور بازو مجھ میں اب موجود ہے جو اس وقت تھا اگر تو یہ باتیں سچائی سے
کہتا ہے اور نالائق دُم بریدہ عمرو عاص کے فریب پر نازاں نہیں ہے اور خود کو بہادر اور سرلشکر سمجھتا اور جنگ کی ہمت رکھتا ہے تو لشکر کو چھوڑ اور
لشکر سے باز آکر میدان جنگ میں نکل آ کہ میں اور تو باہم جنگ آزمائی کریں پھر تجھے معلوم ہوجائے گا کہ کثرت گناہ نے کس کے دل کو ڈھک لیا ہے اور
کسکی بینائی اور عقل میں خلل آیا ہوا ہے معاویہ نے اس خط کے جواب میں لکھا تو حد سے تجاوز کر گیا اور گمراہی وضلالت میں بہت بڑھ گیا حبش کا بیٹا عمار یاسر
جو جو بڑھاوے تجھے دیتا ہے اور آتش فساد روشن کرتا ہے تو اس کے غرور میں طالب جنگ ہو کر اپنے آپکو ہلاکت میں ڈالتا ہے اگر تیری موت آئی ہوتی تو مجھ
سے جنگ کا ارادہ نہ کرتا یقین جان کہ تو اس جنگ میں زندہ نہ رہیگا اپنی گفتار و کردار کے وبال کا ثمرہ چکھے گا اگر ان ہی تمام باتوں کو اختیار کئے رہیگا اور مجھ
سے گمراہی اور سرکشی میں ترقی کرتا رہے گا تو بہت بہت سی مصیبتوں میں مبتلا ہوگا اور تیری عادت ہی ایسی ہے وہ تجھے گمراہ کرتی رہتی ہے تیرا علم تجھے مغرور کر رہا ہے اور فہم

نامہ نوشتن معویہ با امیرالمومنین علیؑ
جواب امیرالمومنین نامۂ معویہ را
جواب معویہ نامۂ امیرالمومنین را
جواب امیرالمومنین نامۂ معویہ را
جواب معویہ نامۂ امیرالمومنین

راہ حق کی پہچان سے معذور تو نے کبھی کوئی کام اتفاق کے ساتھ نہیں کیا نہ دینی امور میں درست اور سچی رائے دی اسی واسطے اچھی عاقبت اور نیک خاتمہ سے محروم رہ گیا ہے والعاقبۃ للمتقین عاقبت متقی لوگوں کے واسطے ہے والسلام حضرت علی نے جواب میں لکھا عبداللہ علی امیرالمومنین کی طرف سے معاویہ بن صخر کو معلوم ہو کہ تو کافر کا بیٹا ہے تجھے اسلام اور مسلمانی کی کیا قدر تیرے باپ دادا چچا خالو جناب مصطفی صلعم کے منکر رہے اور کفر و ضلالت نے انہیں اس حد تک آمادہ کیا کہ مقابلہ پر آئے اور تلواریں کھینچا اُن کے روبرو ہوئے انجام کار میں نے عین معرکہ میں اُنکو اُن کے اعمال کی سزا دی اور ایک ہی لحد میں سلا دیا نہ وہ اپنی آبرو ہی بچا سکے نہ میری تلوار ہی کو اپنے سے باز رکھ سکے تو اُن کا خلف ہے اور وہ بڑا ناخلف ہے جو جہنم کی آگ میں اپنے بزرگوں کا پیرو ہو واللہ لایھدی القوم الظالمین یعنی اللہ تعالی ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا معاویہ نے جواب دیا جہاں تک ہو سکتا ہے تو ضلالت کے مرکب کو سرکشی کے میدان میں کدا رہا ہے اور لڑائی سے بھاگتا ہے ڈرانے دھمکانے کے لئے شیر کی طرح غراتا اور جنگ و جدل سے بچتا ہے خط لکھتے وقت اسقدر لاف و گزاف اور معرکہ آرائی میں یہ سستی اور دیرا گران حیلوں بہانوں سے باز آکر معرکہ آرائی کیلئے نکلے تو دیکھے کیسے نیک نیت صاف دل جوان صف جنگ سے نکلتے ہیں خدا کے راستے میں شمشیر زنی کرنے والے اور ایسے شخص کے معاہدہ کی شرائط کو بھی پورا کرنے والے جو اپنے عہد سے پھر جاتا ہے اگر اللہ تعالے کی رحمت نے تیرا ساتھ ندیا اور تو اسی طرح تاریکی و گمراہی اور سرکشی میں مبتلا رہا اور معرکہ جنگ میں نکل آیا تو ان لوگوں کو جنگی میں نے تعریفیں کی ہیں اپنے مقابلہ پر دیکھے گا اور اپنے وبال میں مبتلا ہوگا انسان تیرے جبر سے بچ جائیں گے اور تیرے غرور سے محفوظ ہو جائیں گے اور تجھے تیرا انجام نظر آجائے گا وکفی باللہ علیک رقیبا فقط حضرت علی علیہ السلام نے جواب میں لکھا عبداللہ علی امیرالمومنین کی طرف سے معاویہ بن صخر کو معلوم ہو کہ مجھے تیری باطل آرزوں ناممکن خواہشوں اور بے حقیقت اور بے فائدہ بکواس پر ذرا تعجب نہیں آتا کیونکہ میں تیرے عقل و فہم اور مرتبہ منصب کو بہت اچھی طرح پہچانتا اور تیرے انجام کار کو جانتا ہوں میں صرف اسی سبب سے تاخیر کر رہا ہوں کہ وہ وقت آن پہنچے جس کا مجھے اقرار ہے اور تجھے انکار اور تیرا جو کچھ حال ہوتا ہے گویا میں اُسے دیکھ رہا اور مشاہدہ کر رہا ہوں یعنی میں میدان جنگ میں نکلا ہوں اور ذوالفقار سے کام لے رہا ہوں اور تو زار و قطار روتا اور اسطرح چیختا چلاتا ہے جیسے بھاری بوجھ کے نیچے لدا ہوا اونٹ اور میں صف جنگ سے تیری آواز سن رہا ہوں کہ تو رو رو کر مجھے پکار رہا ہے ای ابن عم کلمۃ الاجداد یعنی جگر کھانے والے کے لڑکے تو کہتا ہے ان لمبے لمبے سیدھے تیروں۔ خمدار شمشیروں۔ متواتر زخموں پے درپے کی ضربوں۔ جگردوز تیروں اور تیز تلواروں نے فریاد کرتا اور روتا رہیگا اور اسطرف سے اسطرف بے فائدہ بھاگتا پھرے گا۔ یہ سب امور بالضرور نازل ہونیوالے ہیں اور یہ احکام الہی ہیں جنکا ظاہر ہونا کتاب الہی میں یہ حالات درج ہیں تم لوگ اُنسے منکر ہو اور ان حدود پر ایمان نہیں لائے والسلام علی من اتبع الھدی جسوقت یہ خط معاویہ کے پاس پہنچا اور مضمون سے مطلع ہوا عمر عاص نے سوچ کر معاویہ سے کہا معاملہ طے ہو چکا تو علی سے کب تک سخت سُست نامہ و پیام کیے جائے گا تیغ باتیں کہیگا اور سخت جواب سنیگا آخر اسکی کوئی انتہا بھی ہونی چاہیئے خدا کی قسم اگر شام کے تمام منشی بھی جمع ہو جائیں گے کہ علی ابوطالب کی فصاحت و بلاغت کا مقابلہ کریں تو برابری نہ کر سکیں گے نہ عبارت آرائی اور فصاحت میں برسر آئینگے علی کو نہ بھولنا چاہیئے اگر تو جنگ کرنا چاہتا ہے تو ساز و سامان تیار کرلے اور اگر صلح کا ارادہ ہے تو اسکے سامان مہیا کر کیونکہ خط پر خط لکھنے سے کوئی مطلب برآری نہوگی۔

## امیرالمومنین علی ابن طالب علیہ السلام کے مقابلہ کی لئے معاویہ کا شام سے نکلنا

معاویہ نے عمرو عاص کی یہ بات سنکر کہا تو سچ کہتا ہے کہ خط و کتابت سے کچھ فائدہ نہوگا جنگ کی تیاری کر لینی چاہیئے پھر منادی کرکے سپاہیوں کو جمع کیا جب سب فراہم ہو گئے امیرالمومنین علی سے لڑنیکا قصد کرکے شام سے صفین کی طرف کوچ کیا تمام فوج سامان جنگ سے آراستہ اور معرکہ آرائی پر تلی ہوئی تھی مروان بن حکم سبز رنگ گھوڑے پر جسکے چاروں ہاتھ پاؤں سفید تھے سوار ہو کر عثمان کی تلوار حمائل کئے ہوئے سب سے آگے چلتا تھا دمشق سے ایک منزل آگے نکل کر قیام کیا

جواب حضرت امیرالمومنین علی بنام معاویہ ١٠

جواب معاویہ بنام حضرت امیرالمومنین ١١

جواب حضرت امیرالمومنین علی بنام معاویہ ١٢

اور چھاونی ڈالدی کہ پیچھے رہے ہوئے آدمی بھی اگر شامل ہوجائیں جب سب آگئے معاویہ نے لشکر کا جائزہ لیا پورا اسی ہزار سوار پیدل شمار میں آئے عبدالرحمن بن خالد کو میمنہ کا سردار بنایا اور عبداللہ بن عمرو بن عاص کو میسرہ کا مقدمہ لشکر پر ابوالاعور سلمی کو مقرر کیا اور ساقہ پر بسر بن ارطاۃ کو معاویہ لشکر کو اس طریق پر مرتب کرکے آگے بڑھا جب صفین کے مقام پر نازل ہوا ماہ محرم کے چند ہی روز گذرے تھے حکم دیا کہ جگہ فرحت بخش زمین نرم اور دریائے فرات قریب ہے اسی جگہ خیمے لگاؤ غرض اسی جگہ بنیادیں ڈالدیں اب بھی ہر سمت سے جوق جوق لوگ چلے آتے تھے اور لشکر معاویہ میں شامل ہوتے جاتے تھے یہاں تک کہ لشکر کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار تک پہنچ گئی اب معاویہ نے جناب امیر کی خدمت میں یہ اشعار لکھے ۵ لا تحسبنی یا علی غافلا ✽ لاوردن الکوفۃ القبائلا ✽ والمشرفی والقنا الذوابلا ✽ فی عامنا هذا وعاما قابلا جناب امیر نے بھی جواب میں یہ اشعار تحریر فرمائے ۵ اصبحت ذا حمق تمنی الباطلا ✽ لاوردن شامک الصواهلا ✽ اصبحت امنت یا ابن هند جاهلا ✽ لارمین منکم الکواهلا ✽ تسعین الفا راجلا و نابلا ✽ یزدحمون الحزن والسواهلا ✽ بالحق والحق یزیل الباطلا ✽ هذا اوان العام وعاما قابلا حضرت علی نے یہ خبر سنکر کہ معاویہ لشکر کثیر لئے ہوئے صفین کے مقام پر آپہنچا ہے منادی کرائی کہ تمام سردار امیر حاضر ہوں جب سب آگئے آپنے منبر پر تشریف لیجاکر بلیغ خطبہ پڑھا اور حمد و ثنائے الٰہی کے بعد حضرت محمد مصطفی پر درود بھیجکر کہا اے دوستو آگاہ ہوجاؤ کہ معاویہ کو قیصر روم کیطرف سے بڑا اندیشہ تھا اسنے اس امر میں بہت کچھ حیلے بہانے کئے آخر قیصر کے پاس تحائف بھیجکر صلح کرلی اب لشکر لیکر صفین کے مقام پر آپڑا ہے اور ہمسے جنگ کرنا چاہتا ہے اسنے اس مہم کے ارادے سے ہمارے پاس رجز لکھ بھیجی ہے تم بھی مردانہ وار معرکہ آرائی کا مصمم قصد کرلو یہ بھی یاد رکھو کہ اگر ہمنے اسپر فتح پائی تو وہ ضرور قیصر سے مدد طلب کریگا اور اگر تمپر ظفریاب ہوا تو نہ عراق تمہارے پاس چھوڑیگا نہ حجاز ہمنے سنا ہے کہ معاویہ اہل شام کو جنگ و جدال اور شجاعت و دلیری میں تمپر ترجیح دیتا اور تمہاری نسبت انکو زیادہ ثابت قدم اور بہادر تصور کرتا ہے مگر اسکا یہ قول بالکل غلط اور بے اصل ہے کیونکہ وہ لوگ شبہہ اور گمراہی میں مبتلا ہیں اور تم مہاجر و انصار ہو اور حق پر قایم ہو۔ باطل حق کی برابری کب کرسکتا ہے اب ظالموں کے خون بہانے کا وقت آن پہنچا ہے میں تم سے اس معاملہ میں مشورہ لیا چاہتا ہوں اور یہ نہایت بڑا مشورہ ہے جس شخص کی سمجھ میں جو بات مناسب وقت معلوم ہو بیان کردے۔ والسلام سب سے پہلے عمار یاسر نے اٹھ کر کہا اے امیر المومنین تمام خورد و کلان اور ادنی اور اعلی کو یہ بات بخوبی معلوم ہے کہ یہ لوگ آپ کی نصیحت کو نہ مانیں گے اور اطاعت و فرمانبرداری اختیار نہ کریں گے اور آپنے بہ سبب حلم ان لوگوں کے سمجھانے میں کوئی امر فروگذاشت نہیں کیا۔ بارہا خط لکھے قاصد بھیجے مگر وہ لوگ مال و مرتبہ پر ایسے فریفتہ اور مغرور ہورہے ہیں کہ کلمہ حق کو سن نہیں سکتے سو معرکہ آرائی کے سوا اب ان کا کوئی علاج نہیں بہرحال لڑائی ہوگی اس لئے حضور جس قدر جلدی آگے بڑھیں اسی قدر اچھا ہے کیونکہ آج اچھا دن ہے جس وقت یہ فوجیں آپ کے سایہ دولت اور رکاب سعادت میں رہ کر قریب جا پہنچیں گی تو ایک دفعہ اور نصیحت فرماکر اپنی بیعت اور متابعت کا حکم دیجئے گا اگر وہ اپنی نیک بختی سمجھکر آپ کا فرمان قبول کرلیں گے سعید بن جائیں گے ورنہ اپنی اسی ضلالت و جہالت اور اندیشہ باطل پر مصر رہے اور جنگ ہی کے خواستگار ہوئے تو ہم بھی ان سے جنگ کریں گے اور جہاں تک ممکن ہوگا سخت کوشش و سعی اور ثابت قدمی کو اختیار کریں گے یہاں تک کہ اللہ تعالی جو سب سے بہتر حاکم ہے ہم میں اور ان میں فیصلہ فرما دے گا اس کے بعد ہر ایک سردار فوج نے کھڑے ہوکر اسی قسم کی گفتگو کی قیس بن سعد عبادہ نے بھی اٹھ کر عرض کی اے امیر المومنین مصلحت یہی ہے کہ ہم آگے بڑھیں اور مصمم قصد و ارادہ سے بغیر کسی تشویش اور سوچ کے اس گروہ سے جنگ کریں اور جسقدر ممکن ہو خوب دل کھول کر لڑیں۔ ہم ان سے جنگ کرنیکو رومیوں ترکوں اور دیلمیوں کے جہاد سے بھی زیادہ اچھا سمجھتے ہیں کیونکہ یہ دین کے منافق اور ظالم ہیں اولیاء اللہ کو حقیر سمجھتے اور ہنستے ہیں اور رسول خدا کے دوستوں سے ذرا ذراسی باتوں پر بگڑ بیٹھتے اور غضبناک ہوکر انہیں ایذا پہنچاتے ہیں مارتے ہیں اور قید میں ڈالدیتے ہیں تنخواہیں بند کردیتے اور ان کے مال و اسباب کی لوٹ کو حلال سمجھتے ہیں سہل بن حنیف انصاری نے کہا اے امیر المومنین ہم سب ہر ایک امر میں آپ کے شریک حال اور محکوم ہیں اور آپ ہی کی فرمانبرداری اور تعمیل احکام میں ہم اپنی سعادت دارین سمجھتے ہیں آپ جس سے جنگ کرنیکا حکم دیں گے ہم اس سے

لڑیں گے اور جس سے صلح کا ارشاد فرمائیں گے اُس سے ملکر بیٹھیں گے جس وقت آپ ہمیں طلب کریں گے ہم حاضر ہو جائیں گے اور جس خدمت پر مامور ہوں گے اُس کے پورا کرنے کے لئے فوراً کمریں کس لیں گے جب تک رمق جان باقی ہے ہم آپ کے مطیع و فرماں بردار ہیں آپ کے دائرہ احکام سے ذرا قدم باہر نہ رکھیں گے ؎ یکجو ز صدق کم نہ کنم در ہوائے تو ؛ تا دانہ چینید مرغ اجل ہمچو ارزنم یعنی آپ کی محبت میں اگر مرغ اجل چینیہ کی طرح مجھے ایک ایک کرکے چُنے تو میرا اعتقاد جُو برابر بھی کم نہ ہوگا پھر زید بن صوحان عبدی نے کہا ان لوگوں سے جنگ کرنا بالکل حلال ہے ذرا بھی شک و شبہ کی بات نہیں جس کے سبب دیر کیجائے مجھے پورا یقین ہے کہ خلیفہ وقت کی مخالفت کرنے والے گروہ سے لڑنا جائز ہے پھر ان حامیان ظلم کے دفع کرنے اور شیطانی گروہ کے قتل اور ان لوگوں کی ہلاکت میں کیوں دیر کی جائے جو دین و اسلام سے کچھ بہرہ نہیں رکھتے فساد و نفاق کے بانی ظلم و سرکشی کے خوگر ہیں نہ مہاجر ہیں نہ انصار نہ تابعین ہیں نہ نیکوکار اب اس معرکہ آرائی میں جلدی کرنی چاہیے اگر زیادہ دیر لگائی جائے گی تو سخت نقصان ہوگا۔ ہر روز اُن کی جمعیت بڑھتی جائے گی اور جس قدر مہلت ملے گی زیادہ سامان بہم پہنچا کر مضبوط و مستحکم ہوتے جائیں گے پھر اُن کا دفعیہ مشکل ہوجائے گا اور وہی مثل صادق آئے گی کہ آج کا کام کل پر ڈال اٹھا شعر ؎ مخالفان تو موراں بدند مار شدند ؛ برآور از سر موران مار گشتہ دمار مدہ امان شان زین بیش و روزگار مبر ؛ کہ اژدہا شود ار روزگار یابد مار یعنی تیرے دشمن چیونٹے جیسے تھے اب سانپ بنگئے۔ ان سانپ بنے ہوئے چیونٹوں کا بھیجا نکال ڈال انہیں زیادہ مہلت نہ دے اور زیادہ دیر نہ لگا کیونکہ سانپ زیادہ عرصہ تک زندہ رہ کر اژدھا بنجاتا ہے پھر ابوزینب بن عوف نے کہا اگر ہم حق پر ہیں تو یا علی آپ کو حق تعالے کی درگاہ سے پورا صلہ ملے گا اور آپ بخوبی آگاہ ہیں کہ اس معاملہ کا سرا ابھی تک اختیار سے باہر نہیں ہوا ہے آپ نے ہمیں شام کی طرف بڑھنے اور معاویہ سے جنگ کرنے کا حکم دیا ہم حسب الحکم کمربستہ ہوکر سفر کرکے یہاں تک آئے اور آپ کی دوستی اور معاویہ کی دشمنی پر جس سے ایک زمانہ اچھی طرح واقف ہے ہم بالکل ثابت قدم ہیں اب اُس کے اور ہمارے درمیان کچھ زیادہ فاصلہ نہیں رہا ہے آپ جانتے ہی ہیں کہ ان منزلوں کے طے کرنے سے محض آپ کی دوستی و الفت اور آپ کے دشمنوں کی عداوت و مخالفت مقصود ہے تاکہ آخرت کا ثواب اور اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت نصیب ہو اے امیرالمومنین ہم جس طریق پر ہیں وہ سچا راستہ ہے اور جس راستہ پر دشمن پڑا ہوا ہے وہ باطل ہے اور گمراہی وابستہ ہے آپ نے فرمایا ہاں اے ابوزینب ہمارا طریق برحق ہے اور ہمارا پنتھ وہ سچائی ہے اگر تو نے ہماری دوستی اور محبت کے سبب اس گروہ سے دشمنی و عداوت اختیار کی ہے اور ہماری فرمانبرداری و موافقت کا دم بھرا ہے تو اسکا اجر ضایع نہ ہوگا بلکہ اسکا پھل نہایت نیک ملیگا اور رحمت و مغفرت و سعادت عظیم حاصل ہوگی اے ابوزینب تجھے خوشخبری ہو کہ تو اولیاء اللہ میں ایک ولی ہوگا جو روضۂ رضوان میں جگہ پائیگا اور طاعت الٰہی کی فرحتگاہ میں سبزۂ رحمت سے مستفیض ہوگا پھر عبداللہ بن بدیل خزاعی نے اٹھکر کہا اگر اہل شام کو رضامندی حق جل شانہ مطلوب ہوتی اور محض اُسکی رضامندی کیلئے جنگ کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے کبھی نہ ڈرتے نہ ہماری مخالفت اختیار کرتے بات یہ ہے کہ انہیں سے ہر شخص نے دنیاوی مال و متاع بکثرت پا لیا اب ڈرتے ہیں کہ مبادا یہ سب دولت یکایک ہاتھ سے جاتی رہے دوسرے ہماری طرف سے اپنے دلوں میں پرانا کینہ بھی رکھتے ہیں ان دو سببوں سے لڑنا چاہتے ہیں کہ اُنکے پاس جو دولت دنیا ہے وہ اُنکے قبضہ میں رہے اور دوسرے ممکن ہو تو ہم سے بدلا لیکر دل ٹھنڈا کریں اور ہماری طرف سے جو کوفت دل پر اٹھا رکھی ہے اُسے مٹائیں اے لوگو معاویہ ہرگز امیرالمومنین علیؑ کی بیعت اختیار نہ کریگا نہ زیر فرمان ہوکر رہے گا کیونکہ آپ نے جنگ بدر میں اس کے بھائی بہنوئی دادا اور اس کی ماں کے چچا کو قتل کیا ہے خدا کی قسم میرا خیال یہ ہے کہ اگر معاویہ کے سر کو شمشیر سے اور پسلیوں کو آہنی گرز سے ٹکڑے ٹکڑے کرکے کہیں کہ علی کی بیعت اختیار کریگا تو اس عذاب سے نجات پائیگا تب بھی بیعت نہ کرے گا اور اس شدت کی تکلیف کو جھیلنا منظور کریگا تمام حاضران محفل نے متفق اللفظ کہا اے عبداللہ تو سچ کہتا ہے ٹھیک یہی بات ہے اُسکے بعد حجر بن عدی اور عمرو بن الحمق خزاعی نے کھڑے ہوکر اہل شام سے نفرت ظاہر کی اور ان پر لعنت بھیجی امیرالمومنین نے لعنت کرنیسے منع فرمایا اُنھوں نے کہا اے امیرالمومنین ہم حق پر ہیں اور وہ باطل پر آپنے فرمایا یہ درست ہے کہ حق ہمارے ساتھ ہے اور وہ باطل راستہ پر ہیں اُنھوں نے کہا پھر کیا سبب کہ آپ ہمیں ان باطل لوگوں پر لعن و طعن بھیجنے سے منع فرماتے ہیں آپ نے ارشاد کیا کہ میں

نہیں چاہتا تمہاری زبانوں میں سے لعن وشتم کے کلمے نکلیں اگرچہ لعن وشتم اُن کے بُرے افعال اور گناہوں کا نتیجہ ہے لیکن مسلمانوں کے اخلاق سے اور خصوصًا صاحب نسب والوں کی ذات سے بعید ہے کیونکہ اُن سے بُرائی اور بدی کا ظہور نہیں ہوتا مجھے وہ شخص عزیز ہے جو دُعا مانگے اور اللہ تعالےٰ سے ملتجی ہو کہ اُنہیں راہ راست دکھلائے اور تمہارے اور اُن کے درمیان صلح وصفائی کرا دے جس سے کہ طرفین کی خون ریزی نہ ہونے پائے اگر تم اسی ڈھنگ پر چلو تو بہت اچھا ہے اُنھوں نے امیرالمومنین کی نصیحت کو قبول کر لیا عمر بن الحمق نے کہا اے امیرالمومنین میں نے آپ سے اس وجہ سے بیعت نہیں کی کہ مجھ میں اور آپ میں رشتہ داری کا تعلق ہے یا مجھے آپ کی ذات سے کسی مال یا احسان کی آرزو ہے نہ میں کسی عزت و مرتبہ کا خواہشمند ہوں کہ اس بیعت کرنے سے میسر ہو جائے بلکہ محض آپ کی اطاعت کو دو بین خصلتوں اور تین بزرگیوں کے سبب سے جو ذات اقدس میں موجود ہیں اپنے لئے فرض عین سمجھتا ہوں وہ دو خصلتیں علم وشجاعت ہیں جن میں جناب رسالتمآب کے بعد ہرگز کوئی اور شخص آپ سے برابری نہیں کر سکتا اور تین شرف یہ ہیں۔ ایک جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا تقرب اعلیٰ دوسرا آنحضرت صلعم سے قرابت قریبہ تیسرا اسلام میں سب سے پیشتر داخل ہونا اگر مجھے کسی ایسے کام کا حکم دیا جائے جس میں ایک کے دوستوں کی رضامندی اور آپ کے دشمنوں کی خرابی متصور ہو تو ہر چند مستحکم پہاڑوں کو بھی اُکھاڑ پھینکنا پڑے تب بھی محض آپ کی خوشنودی کے خیال سے نہایت ہی سہل اور آسان کام معلوم ہوگا اور آپ کے حقوق کی ادائیگی کے مقابل جو میری گردن پر واجب ہیں ہزاروں سے ایک اور بہتوں میں سے تھوڑا سا ہی سمجھوں گا۔ امیرالمومنین انکی ان باتوں سے خوش ہوئے اور دعا دی اللھم نور قلبہ بالتقی واھدنا الی الصراط المستقیم یعنی اے خدا تو اس کے دل کو پرہیزگاری سے روشن فرما اور ہمیں راہ راست کی ہدایت کر پھر کہا اے عمر کاش میری فوج میں تجھ جیسے سو آدمی ہوتے۔ پھر حجر بن عدی نے کہا اے امیرالمومنین آپ کے لشکر میں سب کے سب ہی خیرخواہ جاں نثار ہیں اور سب کی یہی تمنا ہے کہ آپ کے قدموں پر سر قربان کر دیں اور آپ کے ہمرکاب رہ کر درجۂ شہادت حاصل کریں اب مصلحت یہ ہے کہ بخیر وخوبی لشکر آراستہ کر کے بہت جلدی چڑھائی کر دی جائے۔ امیرالمومنین علی علیہ السلام نے اپنے عاملوں اور نائبوں کو فرمان بھیجکر ملک شام پر چڑھائی کرنے اور معاویہ سے قصد جنگ رکھنے کی اطلاع دی اور سبکو حکم دیا کہ بعجلت حاضر خدمت ہوں عبداللہ بن عباس بصرہ سے محیف بن سلیمان اصفہان سے سعید بن وہب ہمدان سے اور اسی طرح اور نائب وعامل بھی اپنے اپنے علاقوں سے پے در پے آنے شروع ہوئے سب کے بعد ربیع بن خثیم عامل علاقہ رَے چار ہزار مسلح و مکمل سواروں کے ساتھ حاضر خدمت ہوا۔ فراہمی فوج کے بعد امیرالمومنین علی نے خطبہ اور سب لوگوں کو شام پر چڑھائی کرنے اور معاویہ سے لڑنے کی ترغیب دلائی بعض نے بدل وجان منظور کیا اور بعض نے اس معاملہ سے کراہت ظاہر کی آپ نے قبیلۂ باہلی کے ایک گروہ کو بلا کر کہا میں جانتا ہوں کہ تم مجھ سے دشمنی رکھتے ہو اور میں بھی تمہیں دوست نہیں سمجھتا اپنا دیا ہوا لے لو اور جہاں چاہے چلے جاؤ احنف بن قیس نے کھڑے ہو کر کہا اے امیرالمومنین ہم تو آپ کو عزیز رکھتے ہیں آپ کے دوستوں کو دوست اور آپ کے دشمنوں کو دشمن سمجھتے ہیں۔ ہمارا یہی عقیدہ ہے اور اسی پر قایم رہیں گے ظاہر و باطن اور سختی اور راحت میں آپ سے علحدہ نہ ہوں گے ہمارا تو یہ صفت کہ داری بدل کم نکنم زدست داری۔ آپ مجھے جس طرح چاہیں رکھیں میرے دل سے آپ کی محبت کم نہ ہوگی امیرالمومنین نے دعائے خیر دے کر فرمایا کہ منادی کرو اور لشکر کو سنا دو کہ کوچ کر کے نخیلہ میں قیام کرے اور اسی جگہ سب لوگ فراہم ہو جائیں مالک بن حبیب یربوعی کو حکم دیا کہ لشکر کو ترتیب سے رکھے اور ہر شخص کو اس کی جائے مناسب پر اتارے مسعود بن عقبہ بن عمر انصاری کو بلا کر کوفہ میں اپنا نائب قرار دیا پھر فوجوں کا جائزہ لیا کل سوار و پیدل نوے ہزار تھے اس کے بعد آپ بخیر وخوبی سوار ہوئے اور اس آراستہ و پیراستہ فوج کو ہمرکاب لیکر روانہ ہوئے سعید بن جبیر بیان کرتا ہے کہ اس روز امیرالمومنین علیؑ کے لشکر میں آٹھ سو انصار اور نوسو ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے درخت کے نیچے جناب رسول خدا صلعم سے بیعت کی تھی اور اسّی اُن شخصوں میں سے تھے جنھوں نے جنگ بدر میں آنحضرت کا ساتھ دیا تھا اور اسی آدمی رسول خدا صلعم کے صحابی موجود تھے۔ عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ کہتا ہے کہ اس دن سید التابعین اویس بھی جناب امیرالمومنین علیؑ

علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھے اور جنگ صفین میں تم رکاب رہ کر شہادت پائی۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اویس قرنی رضی اللہ عنہ
کا قصہ اس طرح منقول ہے کہ لوگوں نے اویس قرنی کا حال دریافت کیا عبد اللہ نے کہا کہ وہ ایک بہت بڑے بزرگ کا بیٹا تھا۔ زہد تقویٰ عبادت
اور طاعت میں بڑا درجہ پایا ہے تابعین کا سرتاج تھا اور میں نے جناب مصطفیٰ کو اپنے اصحاب اور دوستوں سے فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری امت
میں ایک شخص اویس قرنی نام پیدا ہوگا بروز قیامت اُسے شفاعت کا درجہ نصیب ہوگا ربیعہ اور نصر کے قبیلوں کی آبادی جتنے گنہگاروں کو
بخشوائے گا اللہ تعالےٰ کے نزدیک یہ درجہ ہوگا کہ کیسے اہم کام کے لئے وہ خدا کو قسم دلائے گا تب بھی خدا اسکی قسم کو پورا کرے گا میرے بعد
جب تم اس سے ملو میرا سلام پہنچانا امیرالمومنین علیؑ نے پوچھا یا رسول ہم میں سے کوئی ایسا شخص ہے جو اُس سے ملے گا آپنے فرمایا عمر بن خطاب
اور تم جب اُس سے ملو تو میرا سلام کہنا اور اپنے لئے دعا خیر چاہنا حضرت علی نے پوچھا کس علامت سے اسے پہچان سکتے ہیں آپنے ارشاد کیا بھوری
آنکھوں والا اور دو پرانے کپڑے پہنے ہوئے ہوگا خلقت کو دیکھنے دکھانے والا نہوگا نہ کسی کا آشنا لوگ اُسے پہچانتے نہونگے لوگ اسکی موجودگی
اور چلے جانے کو یکساں سمجھتے ہونگے یعنی اُس کے چلے جانے پر کسی کو اسکی تلاش نہو گی اور اُس کے آنے سے کوئی خوش نہوگا لوگ اس کے سلام کا
جواب بھی نہ دیتے ہونگے عبد اللہ بیان کرتا ہے کہ جسوقت ہمنے جناب رسول خداصلعم کی زبان مبارک سے اس کی نسبت حالات سُنے تھے
اُسی وقت سے اس کی خیر وخبر کے متلاشی اور جویاں رہتے تھے جب عمر کی خلافت کے زمانہ میں کچھ اہل کوفہ کسی کام کے لئے عمر کے پاس آئے
تو عمر نے دریافت کیا تمہارے ہاں ایک یمن کا باشندہ اویس قرنی نام ہے تم میں سے کوئی اُسے جانتا پہچانتا ہے یا نہیں اُن میں سے ایک شخص نے
کہا ہاں میں اُسے جانتا ہوں قبیلہ قرن کا ایک شخص ہے اور اویس نام ایک گمنام سا شخص ہے کوئی اُسکی طرف خیال بھی نہیں کرتا بلکہ اکثر آدمی اُسے
دیکھکر ہنستے اور مذاق اُڑاتے ہیں۔ عمر نے کہا حضرت مصطفےٰ نے ہمیں اُس کے حالات سے مطلع کیا ہے وہ اسی رنگ ڈھنگ کا آدمی ہوگا مرض
برص میں مبتلا ہوگا وہ خدا سے اپنی تندرستی کی دعا مانگے گا اور اللہ تعالےٰ اس کی دعا کو قبول فرما کر شفا بخشیگا اگر وہ کسی کام کیلئے خدا کو قسم دیگا
تو خدا اسکی قسم کو پورا کریگا اور بروز قیامت اسکی شفاعت سے قبیلہ ربیعہ ونصر کی مردم شماری جتنے گنہگار عذاب دوزخ سے رہائی پائینگے اہل کوفہ اویس
قرنی کی نسبت عمر کی زبانی ان فضیلتوں کو سنکر خاموش ہو رہے مگر دل میں یاد رکھا جب کوفہ میں واپس گئے تو اویس کو بہت دوست رکھنے لگے اسکی عزت
واٰبرو کرتے ہر وقت اُسکے پاس آتے جاتے سلام کرتے اور طالب دعا ہوتے اُسنے پوچھا آگے پہلے تم مجھے ہنسا کرتے اور جواب سلام ندیتے تھے اب کیا ہوا جو طالب
دعا ہوتے ہو اُنھوں نے جو باتیں اُسکی نسبت عمر سے سنی تھیں بیان کردیں اویس اس خبر سے خوش ہوا اور نہیں دعا خیر دی اُسکے بعد وہاں سے روپوش ہوگیا
پھر کسی نے کوفہ میں نہ پایا عمر ہمیشہ اُسی کی خبر پوچھتا رہتا تھا یہانتک کہ دس برس گذر گئے امیرالمومنین عمر ایک حج کیواسطے حرم میں گئے ہوئے تھے اور وہاں اہل
گروہ کے آدمی جمع تھے اُن سے اویس کا حال پوچھا ایک قرنی شخص نے کہا میں نے سُنا ہے آپ اکثر اویس کو یاد کرتے رہتے ہیں میرے
بھتیجے کے سوا جسے اویس کہتے ہیں اور کوئی شخص ہم میں اس نام سے نہیں پکارا جاتا مگر وہ اس درجہ کا شخص نہیں جسے امیرالمومنین ہر
وقت یاد فرماتے رہتے ہیں کیونکہ وہ غیر مشہور شخص ہے اُس سے زیادہ حقیر اور گمنام کوئی دوسرا شخص نہو گا عمر نے کہا اے شیخ تیرا بھتیجا
کہاں ہے اُس نے کہا اسی جگہ ہمارے ساتھ موجود ہے اس وقت ہمارے چند اونٹ جنگل میں لے گیا ہے۔ جہاں پیلو کے درختوں کا جھنڈ
ہے وہاں چرا رہا ہو گا عمر اور امیرالمومنین علیؑ فوراً سوار ہو کر پیلو کے جھنڈ کے پاس گئے تو دیکھا کہ دو اونی کپڑے پہنے ہوئے پیلو
کے درختوں تلے نہایت ہی توجہ اور شوق اور ذوق سے نماز پڑھ رہا ہے۔ امیرالمومنین علی علیہ السلام نے فرمایا اگر دنیا میں اویس قرنی
ہے تو یہی شخص ہو سکتا ہے جو اس رنگ ڈھنگ سے مصروف عبادت خدا ہے دونو پیادہ پا ہو کر اُن کے پاس پہنچے اُسنے انہیں دیکھ کر قرأت نماز ختم
کردی اور تشہد کے لئے بیٹھ کر سلام پھیرا اُن دونوں بزرگواروں نے آگے بڑھ کر فرمایا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اس نے جواب میں کہا علیکم
السلام وبرکاتہ ورحمتہ عمر نے کہا میں تمہارا نام دریافت کرنا چاہتا ہوں اُسنے کہا اللہ کا بندہ ہوں اور اس کے بندہ کا غلام اور

انکے خدمت گار کا پتہ بتایا عمر نے کہا ہاں زمین و آسمان کے درمیان جو کوئی ہے اُسیکا بندہ ہے لیکن تم اپنا نام بتاؤ کہا مجھے اویس کہتے ہیں امیر
المومنین علی نے فرمایا اللہ اکبر اب مطلب پورا ہوا - مہربانی فرماکر کپڑے کو بائیں جانب سے اُٹھا اویس نے کہا اس بات سے آپ کا مدعا کیا ہے امیرالمومنین
علی نے کہا رسول خدا صلعم نے ہمیں تمہارے حال سے مطلع کیا اور تعریف کی ہے اب میں نے تمہیں ویسا ہی پایا رسول خدا نے مجھے تمہاری ایک نشانی
بھی بتائی ہے کہ بائیں پہلو پر ایک سفید داغ دینار یا درم کے برابر ہوگا میں چاہتا ہوں کہ اس سفیدی کو دیکھوں اویس نے اپنے بائیں شانہ پر سے
کپڑا سرکایا دونوں بزرگوں نے جناب مصطفےٰ کے ارشاد کے مطابق اس سفیدی کو ملاحظہ کیا پھر بوسہ دیکر رو دئے اور کہا جناب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا تھا کہ جب
اویس سے ملو میرا سلام کہنا اور اپنے حق میں اُس سے دعائے خیر طلب کرنا اور جناب باریتعالی سے اپنی بخشش کی دعا چاہنا اب جناب رسولخدا کا سلام پہنچا دیا اور درخواست کرتے ہیں کہ ہمارے حق میں دعا
بخشش مانگو جناب مصطفےٰ نے تمہارے حق میں فرمایا ہے کہ قیامت کے دن اتنے گنہگاروں کی شفاعت کی اجازت ہوگی جتنے ربیعہ اور مضر کے
قبیلوں کے لوگ ہیں اویس حضرت علی سے یہ بات سنکر زار زار رو دیا اور کہا ؎ سودا چہ پزم بہیدہ آنکس سمنز کز دہر و را چنین فتوحے
باشد - یعنی مجھے ایسا عبث خیال کیوں کرنا چاہئے میں وہ شخص نہیں ہو سکتا جسے دنیا میں ایسی بڑی فتح میسر ہو بے شک حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم نے کسی اور اویس کے حق میں ایسا فرمایا ہوگا - امیرالمومنین علی نے کہا ہمیں اچھی طرح معلوم ہو گیا ہے کہ جس اویس کے حق میں جناب
رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یہ فرمایا اور سلام کہلا بھیجا ہے وہ اویس تم ہی ہو اور وہ تمہارے سوا اور کوئی اویس نہیں مہربانی فرماکر ہمارے لئے
دعا کیجئے اویس نے کہا میری یہ عادت نہیں کہ اپنی دعا ایک دو ہی شخصوں پر محدود رکھوں میں رات دن تمام بحر و بر کے مومنوں اور مومنات کے لئے
دعا کرتا رہتا ہوں اب تم بتاؤ کہ تم دونوں کون بزرگوار ہو امیرالمومنین علی نے کہا یہ شخص عمر بن خطاب ہے اور میں علی ابن ابی طالب ہوں اویس انہیں
دیکھ کر بہت خوش ہوا اور اُٹھ کر سلام کیا اور مرحبا کہا پھر دونوں سے بغل گیر ہوکر بولا آخر مجھ جیسا حقیر و گنہگار اور مبتلائے غفلت شخص تم جیسے
دو آدمیوں کے حق میں جو زہد اور تقوے اور جاہ و جلال اور کثرت عبادت و طاعت میں مرتبہ عالی رکھتے ہیں کیا دعا کر سکتا ہے اور جناب باریتعالے
سے تمہارے واسطے کس چیز کو طلب کر سکتا ہے کیونکہ ہر طرح عزت و سعادت اور نجات آخرت کے سامان اللہ تعالے نے کرامت فرما رکھے
ہیں میری کیا مجال کہ تمہارے لئے کچھ دعا کروں یا کسی امر کا خیال بھی لا سکوں اُنھوں نے کہا ان باتوں کو جانے دو اور ہمیں اپنی طرف حصہ مند
سمجھو اور دعا کرو کہ ہم آمین کہیں اس کے بعد اویس نے ہاتھ اٹھا کر بسمت آسمان بلند کئے اور یہ دعا مانگی اللھم ان ھذان یذکران انھما یحبانی
فیک و قد زارانی فاغفرلھما وادخلھما فی شفاعۃ نبیھما محمد علیہ السلام امیرالمومنین عمر نے کہا میں چاہتا ہوں کہ کل بھی تمہارے پاس آکر کچھ
دیر تک تمہاری صحبت سے فائدہ اُٹھاؤں اس نے کہا سبحان اللہ تم کس خیال میں پڑے ہو یاد رکھو کہ یہ دنیائے فانی بڑی بے وفا ہے اُسنے
بہت سے اولوالعزم اور اقبال مند بادشاہوں کو مبتلائے زوال کیا اور اکثر نامور سرداروں کو نیچا دکھایا ہے جو شخص آج کی زندگی کی
امید کرتا ہے وہ کل کی حیات کی بھی امید کر سکتا ہے اور جو شخص کل کی زندگی کا بھروسہ کرتا ہے وہ ایک ہفتہ کا بھی بھروسہ کرتا ہے اور ایک
مہینے کی امید حیات رکھنے والا ایک برس کی بھی امید باندھ سکتا ہے اور ہمیں شک نہیں کہ وہ اپنی مراد کو نہ پائے گا اور جو شخص اس
فریب دینے والی دنیا کو ترک کردے گا اور اُس کی بے حقیقت اشیاء کا آرزو مند نہ ہوگا بلکہ اپنی ہمت کو صرف نیکی اور باقی رہنے والی چیزوں سے
متعلق رکھے گا وہ اسی دنیا میں اپنی مرادیں پائے گا اور حور و غلمان قصور و ولدان - نہریں اور درخت تمام اقسام کے میوے اور پھل سب کچھ حاصل ہو جائینگے
اس قسم کی اور بھی چند نصیحت آمیز باتیں کیں اور رخصت کرکے سلام کیا اور چلدیا دونوں اُسے دیکھتے رہے یہاں تک کہ اُن کی نگاہوں سے غائب ہوگیا اُسکے
بعد حضرت عمر اس کی خبر کے جویا رہے اور ہر شخص سے دریافت کرتے تھے مگر کسی نے کچھ نہ بتایا - ہاں بعض غلاموں نے جنھوں نے دیکھا تھا کچھ بیان کیا
القصہ جسوقت امیرالمومنین علی معہ لشکر بارادہ جنگ معاویہ بن ابی سفیان جانب شام روانہ ہوئے بقول حرم بن حیان اُنہوں نے اویس قرنی کو دیکھا کہ امیرالمومنین
کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام کیا اور آپ اُسکے آنے سے بہت شادماں ہوکر مرحبا کہا اور بہت سی مدارات کی اویس حضرت کے ساتھ رہتے تھے یہاں تک کہ جنگ

صفین میں شہید ہو گئے۔ رحمۃ اللہ علیہ اب امیر المومنین علی نے خطبہ پڑھ کر دوستوں اور دیگر اشخاص کو شام پر چڑھائی کرنے اور شامیوں سے
لڑنے کی ترغیب و تحریص دلائی اور فرمایا اے مسلمانو دین اور سنت کے دشمنوں اور شیطانی گروہوں سے لڑنے میں جلدی کرو گنہگاروں اور باغیوں
اور مہاجر و انصار کے قاتلوں کے قتل میں عجلت اختیار کرو تمام لوگوں نے آپ کے ارشاد کو منظور کیا اور ہم رکاب ہو کر روانہ ہوئے کوفہ کے
پل کو عبور کر کے ابو بیرہ کی مسجد کے مقام پر اُترے نماز ادا کی پھر وہاں سے کوچ کر کے ابو موسیٰ کے دیر کی طرف جو کوفہ سے دو فرسنگ پر تھا
بڑھے وہاں بھی نماز پڑھی اور نماز سے فارغ ہو کر امیر المومنین نے یہ تسبیح پڑھی سبحان من یولج اللیل فی النہار و یولج النہار فی اللیل
پھر وہاں سے روانہ ہو کر منزلیں طے کرتے ہوئے سرزمین بابل میں پہنچے آپ نے اپنے گھوڑے کو تیز رفتار کیا اور لشکر کو بھی حکم دیا کہ اس سرزمین
سے بعجلت گزر جائیں کیونکہ یہاں ذل ذل ہوگی اور بہت سے آدمی اس میں زندہ درگور ہو جائیں گے لشکر نے بھی چلنے میں جلدی کی اس جگہ سے
گذر کر قیام فرمایا نماز ظہر پڑھ کر پھر سوار ہوئے اور چلتے چلتے زمین کربلا پر گذر ہوا دریائے فرات کے کنارے پر پہنچکر چند کھجور کے درختوں
کو جو وہاں موجود تھے ملاحظہ کیا پھر عبد اللہ بن عباس سے پوچھا تو اس مقام کو جانتا ہے کہ کون جگہ ہے اس نے عرض کی میں نہیں جانتا آپ نے
فرمایا اگر تو واقف ہو جائے کہ یہ کون سی جگہ ہے تو بے اختیار روئے گا پھر خود اسقدر روئے کہ آنسوؤں سے ریش مبارک تر ہو گئی پھر فرمایا
آہ مجھے آل ابی سفیان سے کیسا پالا پڑا ہے اس کے بعد حضرت نے حسینؑ کو بلایا اور کہا اے فرزند صبر کرو اور دیکھ کہ تیرا باپ آل ابی سفیان سے
کیسے صدمے اٹھا رہا ہے۔ کل کو تو بھی ان کے ظلم سہے گا پھر سوار ہو کر کچھ دیر تک زمین کربلا میں ادھر اُدھر پھرتے رہے گویا کسی گم شدہ چیز کو ڈھونڈھ
رہے ہیں پھر اُتر پڑے پانی طلب کر کے وضو کیا اور کھڑے ہو کر چند رکعت نماز ادا کیں۔ لشکر بھی زمین نینوا پر دریائے فرات کے کنارے اتر پڑا اسکے بعد
آپ قدرے سو رہے تھوڑی دیر بعد اس طرح بیدار ہوئے جیسے کوئی کسی شے سے ڈر گیا ہو عبد اللہ بن عباس کو بلا کر کہا میں نے ایک عجیب خواب
دیکھا ہے اس نے کہا فرمایئے وہ کیا خواب ہے امیر المومنین نے فرمایا میں ابھی ذرا سو رہا تھا۔ خواب میں دیکھا کہ سفید چہرے والے آدمی تلواریں
لٹکائے اور سفید علم ہاتھوں میں لئے آسمان سے اُتر رہے ہیں اس سرزمین پر اُنھوں نے خط کھینچا ہے پھر کیا دیکھتا ہوں کہ یہ کھجوروں کے درخت اپنی
شاخوں کو زمین پر دے دے مار رہے ہیں اور ایک تازہ خون کا دریا بہہ رہا ہے اور میرا فرزند حسین اس دریا میں کھڑا فریاد کر رہا ہے کوئی اس
کی فریاد کو نہیں سنتا وہ مدد مانگتا ہے اور کوئی اس کی مدد نہیں کرتا اتنے میں وہی سفید چہرے والے آدمی جو آسمان سے اُترے تھے یہ منادی
کرتے اور کہتے ہوئے نظر آئے کہ اے آل رسول صبر کرو اور آگاہ رہو کہ تم بدترین مخلوقات کے ہاتھ سے مارے جاؤ گے اے حسین بہشت تیری
آرزو مند ہے۔ پھر میرے پاس آ کر پرسا دیتے ہیں اور کہتے ہیں اے ابو الحسن تجھے خوشخبری ہو کہ اللہ تعالیٰ بروز قیامت تیری آنکھوں کو تیرے فرزند
حسین کے دیدار سے روشن کرے گا میں یہ خواب دیکھ ہی رہا تھا کہ میری آنکھ کھل گئی اس خدا کی قسم جس کے قبضہ میں علیؑ کی جان ہے کہ جس طرح
میں نے خواب دیکھا ہے اسی طرح مجھ سے صادق القول ابو القاسم صلوات اللہ علیہ نے بیان فرمایا تھا کہ اس وقت دشت کربلا میں تو ایسا خواب
دیکھے گا جب کہ باغیوں سے لڑنے کے لئے جاتے وقت وہاں سے گذر ہوگا یہ وہی زمین کربلا ہے جہاں میرے فرزند حسینؑ اور اس کے دوستوں
اور فاطمہ دختر رسول خدا کی اولاد میں سے ایک جماعت کو دفن کریں گے یہ جگہ بڑی مشہور ہے جس کو اہل آسمان کرب و بلا کہتے ہیں اسی جگہ سے
قیامت کے دن ایسے آدمی اٹھیں گے جنہیں بغیر حساب و کتاب داخل بہشت کریں گے پھر فرمایا اے عبد اللہ اس جگہ تو ہرنوں کے بیٹھنے کی جگہ
تلاش کر۔ اُس کا بیان ہے کہ میں کچھ دیر تک ڈھونڈھتا مارا مارا آخر کار۔ اُن کے بیٹھنے کی جگہ دیکھی اور امیر المومنین کی خدمت میں واپس آکر عرض کی کہ ہرنوں کی
خوابگاہ مل گئی ہے مجھ سے اس خبر کو سنکر فرمایا اللہ اکبر جناب رسولخدا نے صحیح فرمایا تھا پھر اُٹھکر بہت جلدی چلے اور اسجگہ پہنچکر ہرنوں کی مینگنیوں میں سے ایک
مٹھی بھر لی اور سونگھا ہم دیکھ رہے تھے کہ ان مینگنیوں کا رنگ مثل زعفران تھا اور اُن میں سے مشک کی سی خوشبو آتی تھی امیر المومنین نے فرمایا ہاں جناب
رسولخدا نے ایسا ہی ارشاد کیا تھا پھر پوچھا اے عبد اللہ تجھے بھی اس حال کی کیفیت معلوم ہے یا نہیں انہوں نے کہا نہیں فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت

عیسٰے کا گذر حواریوں سمیت اس جگہ ہوا ہے اور ان مینگنیوں کو میری طرح آپ نے بھی سونگھا ہے پھر ہرن آپ کے پاس آکر کھڑے ہو گئے ہیں اور حضرت عیسیٰ اور اُن کے حواری خوب روئے ہیں مگر حواری رونے کا سبب نجانتے تھے آخر کار ایک حواری نے پوچھا یا روح اللہ آپ کے رونے کا کیا سبب ہے اور آپ اس جگہ پر کیوں ٹھیرے جناب عیسیٰ نے فرمایا اے میرے حواریو تم اس سرزمین کو جانتے ہو انھوں نے کہا ہمیں کچھ معلوم نہیں براہ مہربانی آپ فرمائیں کہ یہ کیا جگہ ہے حضرت نے فرمایا یہ وہ زمین ہے جس پر رسولؐ خدا احمد محمد مصطفےٰ کے فرزند کو قتل کرینگے اور وہ صاحبزادہ آپکی دختر زہرا پاک و پاکیزہ ثانی مریم بنت عمران کا بیٹا ہو گا حضرت عیسیٰ نے جب مینگنیوں کی مٹھی بھر کر اٹھائی اور سونگھی ہے تو حواریوں سے فرمایا ہے کہ یہ مینگنیاں اس صحرا کے ہرنوں کی ہیں اور اس سرزمین پر چرنے کے سبب یہ خوشبو پیدا ہو گئی ہے اے خدا تو جناب مصطفےٰ کے بیٹے کے باپ کو یہ مینگنیاں سونگھا پوتا کہ وہ ان سے تسلی پائے اے عبداللہ جس وقت میں سوار ہو کر اس صحرا کے گرد پھرا تھا تو ہرنوں کی اس خوابگاہ اور مینگنیوں کا متلاشی تھا اے عبداللہ یہ وہی مینگنیاں ہیں جنہیں حضرت عیسیٰ نے ہاتھ میں لیا اور سونگھا ہے اس زمانہ سے اب تک اسی جگہ پڑی ہیں اور درازی مدت کے سبب زرد رنگ ہو گئی ہیں یہ جگہ زمین کرب و بلا کہلاتی ہے اس کے بعد جناب علی علیہ السلام بہت روئے اور کہا اے خدا میرے فرزند کے قاتل کی عمر حضرت عیسیٰ کی عمر میں ایزاد فرما اور اس شقی کو ہمیشہ کا لعنتی کر اب حضرت کے رونے کی آواز بلند ہوئی اور اس قدر روئے کہ غش آگیا تمام ہمراہی آپ کے رونے سے غمگین ہو کر رونے لگے جس وقت ہوش آیا اٹھ کر آٹھ رکعت نماز اسطرح ادا کی کہ ہر دو رکعت کے بعد بیٹھ کر سلام پھیرتے جاتے تھے پھر ان مینگنیوں کو اٹھا کر سونگھتے تھے اور اپنے فرزند حسینؑ کی تسلی و دلداری کرتے اور وصیت صبر فرماتے تھے اور کہتے تھے کہ اے راحت جان مصطفےٰ صبر کر اور اے غنچہ گلشن خدا صبر کر پھر ان مینگنیوں کی خاک کی ایک مٹھی لیکر ہتھیلی میں بھری اور پیراہن کے اندر رکھ کر فرمایا میرے مرنے کے وقت تک یہ خاک اسی ہتھیلی میں رہے گی اے پسر عباس جس وقت تو اسے مثل خون دیکھے یقین کر لینا کہ میرا حسین شہید ہو گیا ہے ابن عباس کہتا ہے کہ میں ہر وقت اس ہتھیلی کا خیال رکھتا تھا اور نگران حال رہتا تھا اور حضرت امیر المومنین کی وفات کے بعد اس ہتھیلی کو ہر روز دیکھ لیتا تھا صفین کی جنگ اور نہروان کے خارجیوں کی لڑائی کے بعد حضرت علی علیہ السلام کوفہ کو واپس تشریف لائے ہیں تو ایک دن اعور ہمدانی سلام کرنے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا بہت غمگین ہیں عرض کی یا امیر المومنین آپ کس وجہ سے غمگین ہیں فرمائیے کہ ہم جان نثار خادم اس رنج کے دفعہ کرنے کے لئے کوشش کریں ورنہ ہم بھی آپ کے ساتھ شریک اندیشہ ہوں کیا آپ اہل شام سے لڑنے اور باغی گمراہوں کے قتل کرنے پر افسوس کر رہے ہیں آپ نے فرمایا میں عہد شکن اور باغی جماعت کے مقابلہ میں حق پر تھا جس سے مجھے بہت بڑی خوشی ہے لیکن میرا رنج اس خواب کی وجہ سے ہے جو شام کو جاتے مجھے زمین کربلا میں دکھا تھا اور حسینؑ کو اس حال میں مشاہدہ کیا تھا کہ آسمان پھٹ پڑے ہیں پہاڑ دب کر زمین سے مل گئے ہیں اور درختوں کی چوٹیاں زمین پر ٹکراتی تھیں اس وقت ایک آواز سنی جاتی تھی کہ حسین بن علی کو مار ڈالا خدا انہیں غارت کرے جس وقت سے میں نے یہ سخت دردناک خواب دیکھا ہے رنجیدہ اور غمگین رہتا ہوں اعور ہمدانی نے کہا انشاء اللہ بہتر ہی ہو گا امیر المومنین نے فرمایا افسوس اے حارث یہ خدا تعالیٰ کا حکم اور قضاء مبرم اور تقدیری امر ہے جو کسی طرح ٹل نہیں سکتا صبر اور تسلیم و رضا کے سوا کوئی چارہ نہیں ولہ الحکم و الیہ ترجعون خدا ہی کے لئے حکم ہے اور اسی کی طرف ہم رجوع کرنے والے ہیں جناب رسولخدا نے مجھے اس حال سے مطلع کر رکھا ہے کہ یزید علیہ اللعنۃ میرے نور چشم راحت جان حسین کو شہید کرے گا زہیر بن ارقم بیان کرتا ہے کہ جب عبدالرحمان بن ملجم نے حضرت علی علیہ السلام کو زخمی کیا اور آپ بستر ناتوانی پر لیٹے تھے اور زندگانی کی امید قطع ہو چکی تھی تو میں آپ کے پاس گیا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ حسین کو اپنے سینہ پر لٹائے ہوئے فرما رہے ہیں اے میرے نور چشم اور غنچہ دل اور پیغمبر خدا محمد بن عبداللہ کی راحت جان میں دیکھتا ہوں کہ تجھے ہلاک کرینگے میں نے پوچھا یا امیر المومنین وہ کون بدبخت شقی ہو گا جو انہیں شہید کرے گا آپ نے فرمایا اے زہیر حسین کو اس امت کا لعنتی قتل کرے گا جسے خدا توبہ کی توفیق نہ دے گا اور ایسے وقت گرفتار اجل ہو گا جبکہ شراب پیئے ہوئے اور بدمست ہو گا سے بُری حالت میں یعنی جب کہ اس کے پیٹ میں شراب بھی ہو گی مرے گا۔ زہیر کہتا ہے۔ کہ میں

آپ سے یہ خبر سنکر رونے لگا۔ امیرالمومنینؑ نے فرمایا رونے سے کیا فائدہ یہ تو شدنی امر اور ظہور میں آنے والا واقعہ ہے ؎ بے حکم او
نیفتد برگے ز ہیچ شاخ ؎ از جرم خاک تا بہ محلے کہ مشتری است یعنی زمین کی خاک سے کر مشتری کے مقام آسمان تک ایک پتہ بھی حکم الٰہی بغیر شاخ سے
علیحدہ نہیں ہوسکتا لا راد لقضائہ ولا معقب لحکمہ الغرض امیرالمومنین علی علیہ السلام اور لشکر نے صحرائے کربلا سے کوچ کیا اور چلتے چلتے مدائن
کے سایاط تک پہنچے گروہ آتے اور حاجتیں طلب کرتے تھے جناب امیرؑ بھی ان پر لطف و کرم فرماتے تھے پھر وہاں سے روانہ ہوکر اس مقام پر پہنچے اور
قیام کیا جہاں کسرے کے محل اور دیوان خانے بنے ہوئے تھے آپ کے لشکر کا ایک جوان جریر بن سہم بن طریف تمیمی اُن مکانات کی سیر کو نکلا ان
عالیشان اور مستحکم تعمیرات وسیع باغات حوضوں نہروں اور دلکش سیرگاہوں کو دیکھ کر از راہ عبرت بطور تمثیل یہ شعر پڑھا ؎ جرت الریاح
علی مکان دیارھم :: فکانما کانوا علی میعاد حضرت علی نے اس کی آواز سنی اور فرمایا ان در و دیوار و اشجار و انہار کے نظارہ کے وقت اگر اس
شعر کے بجائے قرآن شریف کی یہ آیہ مبارکہ پڑھتا تو نہایت موزوں ہوتا کم ترکوا من جنات وعیون وزروع ومقام کریم ونعمة کانوا
فیہا فاکہین کذلک واورثناھا قوما اخرین فما بکت علیہم السماء والارض وما کانوا منظرین ان ہولاء کانوا وارثین فاصبحوا
مورثین کسرے اور اس کے عزیز و اقارب اور خدم وحشم وہ لوگ تھے جنہیں اللہ تعالے نے طرح طرح کی نعمتیں اور قسم قسم کے سامان خاص
کرامت فرمائے تھے۔ شہروں اور عطیات عظمےٰ میں دوسروں سے ممتاز کیا تھا انھوں نے ان بخششوں کی قدر نہ جانی شکر گذاری سے منہ موڑا اللہ
تعالیٰ نے بھی اُن سے وہ نعمتیں کم کردیں یہاں تک کہ بڑے بڑے املاک اور سامانوں کے وارث بننے کے بعد نیست و نابود ہوگئے اور وہ محل و مکانات
اور جائدادیں دوسروں کے لئے چھوڑ گئے یاد رکھنا چاہئے کہ شکر کرنے سے نعمت میں ترقی ہوتی ہے ناشکری اور گنہگاری انسان کو مبتلائے
عذاب و ہلاکت کرتی ہے امیرالمومنینؑ نے یہ حکم دیا کہ سفر کریں پھر منزل انبار میں قیام کیا باشندگان انبار نے نہایت عمدہ طور سے استقبال
کیا اور نذرانہ کے زر نقد اور سامان رسد لائے اور معقول سامان پیش کیا آپ نے پوچھا کہ یہ اسباب اور سامان طعام کس لئے لائے ہو انھوں نے کہا
ہمارا معمول ہے کہ امیروں اور بزرگوں کی خدمت میں اسی قسم کی چیزیں پیش کرتے اور طعام و تحائف نذر میں دیتے ہیں اسی سبب سے حضور
کے پاس لے کر آئے ہیں آپ نے فرمایا میں اس شرط سے اس اسباب کو قبول کرتا ہوں کہ اس کی قیمت تمہارے محصول سے وضع کردوں اور
اس کھانے کی قیمت نقد دے دوں انھوں نے کہا کھانے کی قیمت لینا ہمارے لئے سبکی کی بات ہے اگر آپ مہمانی کے طور پر قبول نہیں فرماتے
تو آپ کے لشکر میں ہمارے بہت سے دوست ہیں اجازت ملجائے کہ اُن کے پاس پہنچا دیں حضرت نے فرمایا اس امر کی اجازت ہے کہ کھانا
بھیجکر اپنے دوستوں کی خاطر تواضع کرو میں اب اس بات سے منع نہیں کرتا لیکن کوئی خدمت گار تم سے کچھ شئے تھوڑی یا بہت طلب
کرے تو مجھے ضرور اطلاع کردینا۔ ثقہ لوگوں کا بیان ہے کہ حضرت علیؑ نے انبار میں دو روز قیام کیا تیسرے دن روانہ ہوئے اثنائے
راہ میں صحرائے بے آب و گیاہ واقع ہوا لشکر نے پانی ساتھ نہ لیا تھا پیاس سے بیتاب ہوگئے دور سے ایک صومعہ یعنی آتش پرستوں کا
عبادت گاہ نظر آیا حضرت گھوڑا بڑھا کر وہاں پہنچے ایک راہب صومعہ میں رہتا تھا آواز دے کر اُسے بلایا اُسنے بالائے بام سے سر
نکال کر جواب دیا آپ نے پوچھا یہاں پانی کس جگہ ملے گا ہمارا لشکر پیاسا ہے اُسنے کہا میرے واسطے بھی دو فرسنگ فاصلہ سے پانی آتا ہے اس جگہ سے
قریب نہ پانی کی اور کوئی جگہ مجھے معلوم نہیں حضرت امیرالمومنین نے پھر اس سے کچھ نہ کہا گھوڑا بڑھا کر کچھ دور گئے اور ایک جگہ پر ٹھیر کر کچھ سوچا
اور گھوڑے کو اس زمین کے گرد ادھر اُدھر پھیر کر فرمایا اس جگہ کو کھودو مجھے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پانی بہت نزدیک موجود ہے لوگوں نے تھوڑا ہی سا کھودا
تھا کہ ایک گول پتھر چکی کے پاٹ جیسا برآمد ہوا وہ ایسا صاف اور سخت تھا گویا سونے سے ملمع کیا ہے حضرت نے حکم دیا کہ اس پتھر کو اٹھاؤ ایکسو جوانوں نے کوشش
کی مگر نہ ہلا آپ یہ حال معاینہ فرما کر گھوڑے سے اُترے اور پتھر کے نیچے کھڑے ہوکر لبوں کو جنبش دی اور کچھ پڑھا کہ دوسرا شخص نہ سن سکا اسکے بعد دست
مبارک سے اس پتھر کا سرا پکڑا اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر ایک طرف پھینکدیا اس پتھر کے نیچے سے ایسا عمدہ صاف شیریں اور خوشگوار پانی نکلا کہ پہلے کبھی کسی نے

نہ دیکھا تھا لوگوں نے آواز تکبیر بلند کی اور اس چشمہ میں سے پانی پیا گھوڑوں اور چوپاؤں کو بھی پلایا امیر المومنین نے حکم دیا کہ مشکیں بھر لو اور یہاں سے پانی ہمراہ لے لو مبادا آگے بھی پانی موجود نہ ہو اس کے بعد اللہ تعالے کے ناموں میں سے کوئی نام لیا اور دونوں ہاتھوں سے اس پتھر کو اٹھا کر چشمہ پر رکھدیا اور فرمایا کہ اس پر مٹی ڈالکر جیسا تھا ویسا ہی ہموار کر دو بعدہ سوار ہو کر چلے اور منزل پر پہنچکر پانی خراب اور قلیل پایا حکم دیا کہ کچھ لوگ واپس جا کر اسی چشمہ کا پانی لائیں کچھ سوار ہو گئے اور اس صومعہ کے پاس اس چشمہ کو بہت تلاش کیا کہیں پتہ نہ پایا راہب کے پاس پہنچے اور پوچھا صومعہ کے قریب والا چشمہ جہاں سے امیر المومنین نے پانی نکالا اور تمام لشکر نے پیا تھا کہاں ہے راہب نے کہا میں نہیں جانتا مگر اسقدر سنا ہے کہ اس صومعہ کے قریب عمدہ پانی کا ایک چشمہ ہے جسے چشمہ حوما کہتے ہیں اور اس چشمہ کے پانی سے اس صومعہ کو تعمیر کیا ہے لیکن میں اسقدر عرصہ سے یہاں رہتا ہوں کبھی اس چشمہ کو نہیں دیکھا۔ ہاں یہ بھی سنا ہے کہ اس چشمہ کا پانی ستر پیغمبروں اور اُن کے اوصیاء نے پیا ہے۔ پیغمبر یا اُسکے وصی کے سوا اور کوئی شخص اس چشمہ کا پانی نہیں نکال سکتا اُن لوگوں نے اس چشمہ کو ہرچند تلاش کیا نہ پایا واپس آکر جناب امیر کی خدمت میں راہب کا قول عرض کیا آپنے یہ حال سنکر کچھ نہ فرمایا پھر اس منزل سے بھی کوچ کیا اور مقام ہیت میں اُترے اور وہاں سے چلکر اس منزل پر جسے قطار کہتی ہیں قیام فرمایا یہ بہت اچھی جگہ تھی آپکے حکم سے یہاں ایک مسجد بنائی گئی جو عرصہ دراز تک قائم رہی کہتے ہیں کہ اب تک بھی اُس کے آثار موجود ہیں اسکے بعد دریائے فرات سے گذر کر علاقہ درش ہب بلاد جزیرہ تک سفر کیا وہاں سے بسمت رقہ رُخ کیا اور موضع بلیخ پر پہنچے یہاں ایک بڑا دریا تھا امیر المومنین نے اس دریا کے کنارہ پر قیام فرمایا۔ قریب ہی ایک صومعہ تھا جس میں ایک راہب رہتا تھا یہ دیکھکر کہ امیر المومنین نے وہاں قیام فرمایا ہے خدمت اقدس میں حاضر ہوا وہ عیسائی مذہب رکھتا تھا اب امیر المومنین کے ہاتھ سے مسلمان ہوا آپنے اسپر بڑی مہربانی فرمائی اُسنے کہا میرے پاس ایک کتاب ہے جسے حضرت عیسیٰ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی بتاتے ہیں اگر حکم ہو تو حاضر کروں آپنے فرمایا لاؤ دیکھیں گا وہ جا کر ایک کتاب اُٹھا لایا بہت ہی پُرانی تھی قریب تھا کہ ناقابل قرات ہو جاتی امیر المومنین نے اس کتاب کو لیکر بوسہ دیا اور بغور ملاحظہ فرمایا پھر اسی راہب کو دیکر کہا پڑھو اس میں کیا لکھا ہے راہب نے کیقدر پڑھا لکھا تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ تعالے نے جو کرنا تھا کیا اور جو حکم دینا تھا دیا اور جو کچھ واقعات ظہور میں لانے تھے لایا مگر تمام امور میں سے ایک یہ کہ آخری زمانہ میں ایک امی پیغمبر دنیا میں بھیجے گا کہ وہ دنیا کے لوگوں کو کتاب خدا اور نیکی کی تعلیم کرے گا اور سبکو راہ راست دکھائیگا وہ پیغمبر نہایت حلیم اور رحیم ہوگا بدخو اور سخت دل نہوگا نہ فریاد کریگا نہ بلند آواز سے بولیگا بدی کا بدلہ بدی سے نہ لیگا بلکہ معاف فرمائے گا اور اہل خطا سے درگذر کریگا اُسکی امت کے لوگ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرتے ہونگے اور ہر وقت اور ہر حالت میں خدا کو یاد کرتے اور زبان پر اس کے نام کی تسبیح جاری رکھتے ہونگے اور خدائے جل جلالہ کی نعمتوں کے بڑھکر شکر گذار ہونگے جو شخص اس پیغمبر سے دشمنی اور عداوت رکھے گا وہ ذلیل و خوار ہوگا اور اللہ تعالیٰ تمام دشمنوں پر مظفر و منصور فرمائے گا اس پیغمبر کی وفات پانے اور جوار رحمت الٰہی میں جا پہنچنے کے بعد امت میں اختلاف واقع ہوگا چند سال اُن ہی لوگوں میں خلافت رہے گی پھر ایک مرد اسی امت میں سے ایک دفعہ اس دریا کو عبور کرے گا جس کی عادت و خصلت یہ ہوگی کہ نیک کاموں کی ہدایت اور برے کاموں سے منع کرتا ہوگا خلقت کو حق کی طرف رجوع کرے گا رشوت نہ لے گا دنیاوی مال و دولت کو حقیر جانے گا وہ دنیا کو اُس سے بھی زیادہ خوشی کے ساتھ ترک کرے گا جیسا کوئی پیاسا شربت کو خوش ہو کر پیتا ہے وہ خدا تعالیٰ سے ڈرنے والا اور ظاہر و باطن میں اوامر و نواہی الٰہی پر عمل درآمد کرنے والا ہوگا لوگوں کا برائیاں کرنا اُسے حق راستہ سے باز نہ رکھیگا جو شخص اس پیغمبر کو دیکھے ایمان لے آئے کیونکہ جو شخص اس پر ایمان لائے گا اس سے خدا راضی ہوگا اور بہشت کرامت کرے گا اور جو شخص اس کی امت میں سے اس شخص سے ملے جو اس دریا کو عبور کرے گا تو لازم ہے کہ اسکی مدد کرے کیونکہ وہ وصی پیغمبر ہوگا اور جو شخص اسکے ہمراہ ہو کر دشمنوں سے جنگ کریگا اور مارا جائیگا وہ شہید ہوگا اس کے بعد راہب نے عرض کی میں آپ کے ہمراہ رہونگا اب آپسے جدا نہ ہونگا ظاہر و باطن سختی و سستی میں آپکا ساتھ دونگا؎ از تو نشوم جدا اگر کشتہ شوم یعنی میں آپ سے جدا نہ ہونگا یہانتک کہ مجھے ہلاک کر ڈالیں امیر المومنین نے راہب کی یہ باتیں سنکر اور اپنے ہمراہی کی تمنا دیکھکر کہا اللہ جل شانہ کا شکر ہے کہ اُسنے میرے نام کو پہلے لوگوں کی کتابوں میں شامل فرما کر

بلکہ برگزیدہ اور نیک لوگوں میں شمار کیا ہے اس کے بعد آپ نے وہاں سے بھی کوچ کیا وہ راہب بھی ہمراہ ہو لیا کسی وقت آپ سے علحدہ نہ ہوتا تھا کھانا بھی آپ ہی کے ساتھ کھاتا یہاں تک کہ صفین کے مقام پر پہنچے اور وہ وہاں شہید ہو گیا امیر المومنین کے حکم سے اُسے شہیدوں میں سے تلاش کر کے نکالا اس پر نماز پڑھ کر دفن کیا اور حضرت علیؑ نے قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر اس کی بخشش کی دعا مانگی اور کہا یہ ہمارا دوست ہے غرض چلتے چلتے تمام رقہ پر پہنچے یہاں کے باشندے عثمان کے دوستدار اور معاویہ کے خیر خواہ تھے امیر المومنین علیؑ کو اپنی طرف تشریف لاتے دیکھ کر قلعہ بند ہو بیٹھے آپ نے عدیلئے فرات پر لشکر اُتارا اور چھاونی ڈالی پھر معاویہ کو اس مضمون کا خط لکھا عبد اللہ علی امیر المومنین کی طرف سے معاویہ بن ابی سفیان کو معلوم ہو کہ اللہ تعالےٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں جو قرآن شریف پر ایمان لائے ہیں کلام الٰہی کی تفسیر اور تاویل سے آگاہ ہوئے ہیں علم فقہ سیکھا سنت اور فرض شرعی امور سے واقفیت حاصل کی ہے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی فضیلت کا ذکر قرآن مجید میں فرمایا ہے اور ان کے حالات بیان فرمائے ہیں تم اس وقت میں مصطفیٰ صلعم کے دشمن تھے قرآن پر ایمان نہ لائے تھے مسلمانوں کے دشمن تھے اللہ تعالےٰ نے جناب مصطفیٰ کو مظفر و منصور کیا مسلمان دلی رغبت سے ایمان لائے اور دین اسلام میں بڑے درجے حاصل کئے جس شخص میں عقل موجود ہے وہ واجب سمجھے گا کہ حضرت مصطفیٰ کے حقوق کو پہچانے اور قدر کرے اور اپنی حد سے آگے قدم نہ نکالے اے معاویہ تو جانتا ہے کہ خلافت کے لئے تمام اشخاص میں سے وہی آدمی بہتر اور لایق تر ہے جو جناب مصطفیٰ کا زیادہ قریبی اور رشتہ دار ہو کتاب الٰہی کو زیادہ اچھی طرح سمجھتا ہو دینی شریعت اور اسلامی طریقوں سے واقف تر ہو اور سب سے بیشتر مسلمان ہوا ہو خدا کے راستہ میں سب سے زیادہ جہاد کئے ہوں اے معاویہ جس خدا کی طرف سب لوگوں کو پلٹ کر جانا ہے اُس سے ڈر حق امر کو باطل سے نہ ڈھک اور یاد رکھ کہ وہی خدا کے بندے سب سے بہتر ہیں جو حق و باطل میں امتیاز رکھتے ہیں میں علی ابن ابی طالب تمہیں کتاب الٰہی اور سنت رسالت پناہی کی طرف بلاتا ہوں اگر میرا کہنا سنو گے راہ راست پاؤ گے اور دونو جہان کی سعادت پاؤ گے اور اگر میری بات نہ مانو گے تو جہالت اور گمراہی میں پڑ کر ہلاک ہو جاؤ گے والسلام علی من اتبع الہدےٰ معاویہ نے جواب میں لکھا۔ واضح ہو کہ حسد کے دس حصے کئے گئے ہیں ان میں سے نو حصے تجھ میں شامل ہیں اور ایک حصہ تمام جہان کے لوگوں میں کیونکہ مصطفیٰ کے بعد جو شخص خلیفہ مقرر ہوا اور جس کی امامت پر تمام مہاجرین و انصار نے اتفاق کر لیا تو نے اس پر بھی حسد کیا اور اپنی فضیلت و برتری ظاہر کرنی چاہی ہم تیرے قول و فعل اور جملہ حرکات و سکنات میں حسد کے آثار ملاحظہ کرتے ہیں اور تو حرص کی نگاہوں سے دیکھتا ہے جو وقت خلیفہ کی بیعت کرنی چاہیے تھی تجھے اسطرح بیعت کیلئے کھینچکر لائے ہیں جس طرح بھاگے ہوئے اونٹ کی مہار پکڑ کر کھینچے لاتے ہیں اور وہ بعلم مجبوری آتا ہے تو نے کبھی خوشی سے بیعت نہیں کی خیر یہ تو اور بات تھی مگر عثمان کے حق میں جو تو نے ارادہ کیا تھا وہ تجھے نہ بھولا ہو گا اور اسکی زیادہ وضاحت کی ضرورت نہیں اسی خدا کی قسم جسکے سوا دوسرا خدا نہیں کہ ہم خون عثمان کا بدلہ لیں گے اور اس کے قاتلوں کو خشکی یا سمندر میں کسی جگہ کیوں نہوں گرفتار کر کے ہلاک کریں گے ہم اس امر میں سعی کریں گے اور اپنی جانوں کے جاتے رہنے سے بھی کچھ اندیشہ نہ کریں گے امیر المومنین نے جواب میں لکھا تیرا خط پہنچا پڑھا مضمون معلوم ہوا۔ حسد کی نسبت جو کچھ لکھا ہے محض تہمت لگائی ہے معاذ اللہ میں نے دنیا میں کسی سے حسد نہیں کیا ؎ متہم کردہ مرا بحسد ٭ از چو من کاملے حسد ناید ٭ تا جمال و جلال من بیند ٭ دیدۂ تیز بیں ہمی باید یعنی تو نے مجھے حسد سے متہم کیا ہے مجھ جیسے کامل شخص کو حسد نہیں ہو سکتا میرے جلال اور جمال دیکھنے کے لئے تیز نظر آنکھ چاہیے اور تیری آنکھیں اس قابل نہیں خلفاء سے بیعت کرنے میں جو میں نے تاخیر کی اسکا سبب یہ تھا کہ جناب مصطفیٰ کی وفات کے بعد جبکہ مہاجرین و انصار میں مخالفت پیدا ہوئی اور ہر ایک گروہ نے چاہا کہ خلیفہ ہم میں سے ہو اور قریش نے کہا کہ حضرت ہم میں سے تھے خلیفہ بھی ہم میں سے ہونا چاہیے تو سب نے اس بات کو تسلیم کر لیا تھا پس ہم اہل بیت رسالت خلافت کے لئے سب سے زیادہ مستحق و سزاوار ہوئے عثمان کا معاملہ یہ ہے جو کچھ اُس کی ذات سے وقوع میں آیا اور جو جو امور کتاب الٰہی اور سنت نبوی کے خلاف اس سے سرزد ہوئے تو خود اُن سے آگاہ ہے اور یہ بھی جانتا ہی ہے کہ اس کے قتل میں میرا کچھ دخل نہ تھا اور رہا عثمان کے قاتلوں کا تذکرہ جیسا تو لکھتا ہے کہ میں اُن کے پکڑنے میں کوشش کروں گا وہ خود تیرے ہی تجسس میں لگے ہوئے ہیں اگر تو اس مخالفت اور دشمنی سے باز نہ آیگا اور

[نامہ امیر المومنین علی بنام معاویہ]

[جواب نامہ معاویہ بنام امیر المومنین علیؑ]

[جواب نامہ معاویہ از امیر المومنین علیؑ]

طرح گمراہی و جہالت میں مبتلا رہے گا تو عنقریب تو انہیں اس طرح دیکھے گا جیسا دیکھنے کا حق ہے۔ جس وقت لوگوں نے ابوبکر کی خلافت پر بیعت کی تھی تیرا باپ ابوسفیان میرے پاس آیا تھا اور کہنے لگا کہ تم ابو قحافہ کے لڑکے کی نسبت امر خلافت کے زیادہ حقدار و سزاوار ہو میں تمہارا معین و مددگار ہونگا اور جو شخص تمہارا طرفدار ہو کر کچھ بولے گا یا مخالفت ظاہر کرے گا میں اُسے سامنے سے ہٹا دوں گا اس طرح سے ابو قحافہ کا بیٹا ہٹ جائے گا اور خلافت تمہیں دلوا دوں گا میں نے منظور نہ کیا اور جس امر پر مسلمانوں نے اتفاق کر لیا تھا میں نے نہ چاہا کہ طول پکڑے اور امت محمد مصطفی میں جنگ و جدال واقع ہو۔ تیرا باپ اس بات کو دل و جان سے کہتا تھا اگر تو بھی اپنے باپ کی طرح میرا حق پہچانے گا تو سعادت اور اپنی اصلاح حاصل کرے گا اور اگر انکار و مخالفت اختیار کرے گا تو میں ابھی آیا اور تیرا جواب دوں گا والسلام معاویہ نے لکھا اللہ تعالے نے خلقت میں سے مصطفے صلعم کو چن لیا اپنے احکام کا امین قرار دیا اور خلقت کی ہدایت کے واسطے بھیجا مہاجر و انصار اور دوست اور وزیر کرامت کئے سب آپ کی خدمت میں حاضر رہتے تھے اور دل و جان سے اُن کے احکام کو بجا لاتے تھے ہر شخص ایک مرتبہ اور حرمت رکھتا تھا صحابہ میں سے سب سے زیادہ فاضل سب سے نصیحت کرنے والے اور عالم ہر ایک سے زیادہ صاحب علم اور بزرگوار تر تمام امت کے اتفاق و اجماع کے بموجب ابوبکر صدیق تھے اسلئے پیغمبر کے بعد خلیفہ بنے اُن کے بعد عمر خطاب اور اُن کے بعد عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین تو ہمیشہ ابوبکر و عمر کا مخالف رہا اُن کو دشمن سمجھتا تھا یہاں تک کہ وہ دونو عادات حمیدہ اور خصلت تسلیم و رضا پر رہ کر دنیا سے گذر گئے اُن کے بعد تو نے عثمان کی دشمنی اختیار کی حالانکہ عثمان تیرا داماد تھا تو نے قطع رحم کیا اُسکے حق اور حرمت اور رشتہ داری کا ذرا لحاظ نہ کیا اُسکی خوبیوں اور بزرگیوں کو عیوب اور برائیوں کے پردے میں لوگوں کے سامنے بیان کیا ہر طرف سے سوار و پیدل بلائے اور رسول خدا کے حرم میں جو کچھ کرنا تھا کیا پھر خود گھر میں ہو بیٹھا اور کچھ نہ بولا یہاں تک کہ تیرے ہی محلے میں اُسے قتل کر دیا تو اُسکی اور اُسکی عورتوں اور بچوں کی فریادیں اور رونے پیٹنے کی آوازیں سنتا رہا اور ذرا مدد نہ کی میں خدائے پاک کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر تو اسکی مدد کیلئے اٹھ کھڑا ہوتا اور مفسد لوگوں کو للکارتا اور انہیں سمجھاتا تو وہ تیرے کہنے سے پھرتے اور تیرے حکم کو نہ ٹالتے اس فساد سے ٹلجاتے مگر تجھے تو وہ فساد اچھا معلوم ہوتا تھا اور چاہتا تھا کہ ایسا ہی ہو اور اس بات کا ثبوت یہ ہے کہ آج اُسکے قاتلوں کو اپنے پاس رکھ چھوڑا ہے انکو عزیز و مکرم کیا ہوا ہے اور انسے امداد و قوت چاہتا ہے پھر اب اُنسے بیزاری کا اظہار کیا ہے اگر تو سچ کہتا ہے تو عثمان کے قاتلوں کو علیحدہ کر دے اور انہیں میرے پاس بھیجدے کہ میں انہیں عثمان کے قصاص میں قتل کروں اگر تو اس کارروائی کو اختیار کرے اور ان لوگوں کو میرے پاس بھیجدے تو میں سب سے پہلے تیرے پاس آکر تیری خلافت کو منظور کر لوں گا ورنہ تو اسی طرح عثمان کے تمام قاتلوں کو اپنے گرد عزت و آبرو سے رکھیگا اور اس مخالفت پر مصر رہے گا تو میرے پاس تیرے اور تیرے دوستوں کے واسطے تلوار کے سوا اور کوئی شے موجود نہیں والسلام حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے جواب دیا کہ تیرا خط آیا جو کچھ خدا کی طرف سے امت کی درستی دین کی تقویت اور رسالت و نبوت کے واسطے محمد مصطفے کے برگزیدہ اور پیغمبر ہونے کا حال لکھا ہے اور اُن نعمتوں کا بھی ذکر کیا ہے جو اور پیغمبروں کی نسبت آپ کو خصوصیت کے ساتھ عطا ہوئی ہیں سب کچھ معلوم ہوا بہت ہی خوب لکھا ہے شکر خدا کہ ایسا ہی ہوا ہے اور اللہ تعالے نے ان کو برگزیدہ اور وحی کے متواتر بھیجنے سے عزیز اور مشرف فرمایا اور جو کچھ وعدے کئے تھے انہیں پورا کر دیا ہے تمام دشمنوں پر فتحیاب کیا آپ کا نام مشرق سے مغرب تک تمام ممالک میں پھیلا دیا آپ کے ساتھ کسی غیر نے وہ عداوت و مخالفت اختیار نہیں کی جسقدر آپ کے عزیزوں رشتہ داروں اور مقربوں اور دلیوں نے کی انجام کار سب نے رضا و رغبت سے یا مجبور و بے بس ہو کر فرمانبرداری اور مطیع ارشاد ہو گئے اور سمجھ گئے آپ ہی کے احکام و ممانعت کی پیروی موجب بہبودی ہے بڑے تعجب کی بات ہے کہ یہ باتیں تو مجھے لکھتا ہے اور جن نعمتوں کو اللہ تعالے نے ہمارے واسطے مخصوص کیا ہے انہیں ہمارے مقابلہ پر بیان کرتا ہے تیری وہی مثل ہے جیسا کوئی شخص خرما بصرہ میں اور زیرہ کرمان میں بھیجے تو مجھ سے ان باتوں کا ذکر کیوں کرتا ہے اور اس تذکرہ سے کیا مطلب ہے کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ میں ان باتوں کو بھولا ہوا ہوں خدائے جل شانہ کی نعمتیں جو جناب مصطفے کی شان عالی اور جلال کامل کے ساتھ متواتر ہم پر نازل ہوتی رہی ہیں کیا تو اُن سے ناواقف ہے اے معاویہ تو بڑا بے حیا آدمی ہے۔ سبحان اللہ علی ابن ابی طالب سے یہ کہتا ہے کہ محمد مصطفے صلعم

بڑے پیغمبر تھے یہ امر تو میری اور تیری سعی اور کوششوں سے بہت زیادہ پڑھ چڑھ کر ظاہر اور مشہور ہے تیرا یہ لکھنا کہ جناب مصطفےٰ کے اصحاب میں سے ابابکر صدیق سب سے زیادہ فاضل تھے اور اُن کے بعد فاروق مجھے اپنی جان اور سر کی قسم کہ اسلام میں اُنکا مرتبہ بہت بڑا تھا ان کی وفات سے بیبہے دلکو اور تمام مسلمانوں کے دلونکو سخت رنج ہوا تھا اللہ تعالیٰ اُن پر رحمت نازل کرے اور اسلام کی خدمت گذاری میں جو جو کام کئے اور بری رسمیں شائیں اُن کی جزائے خیر عطا فرمائے تو نے جو یہ لکھا ہے کہ عثمان ان میں سے تیسرا خلیفہ ہے اور اُن کے علمہائے نیک اور مدارج عالیہ کی فہرست درج کی ہے تجھے ان باتوں سے کیا علاقہ اگر وہ نیک تھے تجھے کیا فائدہ پہنچتا ہے اور اگر وہ بُرے تھے تو تیرا کیا نقصان صدیق سے تیرا کوئی تعلق نہیں ہے نہ اُس سے کوئی رشتہ داری یا تقرب حاصل ہے وہ صدیق تھا تو ہم میں سے تھا اور ہم سے علاقہ رکھتا تھا تجھے اس سے کیا نسبت کیوں اسکا حیلہ پکڑتا ہے۔ فاروق تھا تو وہ بھی ہم میں سے تھا حق اور باطل کو جدا رکھتا ہم میں اور ہمارے دشمنوں میں امتیاز کرتا تھا تو جو اس کی نسبت ایسا کچھ لکھتا اور تعریف کرتا ہے اسکو اس سے کیا فائدہ اور نقصان پہنچتا ہے جیسا کچھ تھا ہم سے علاقہ رکھتا تھا اور عثمان اگر نیک تھا اس کی جزا پائے گا اور اگر بُرا تھا اپنے اعمال کی سزا بھگتیگا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان الابرار لفی نعیم وان الفجار لفی جحیم یعنی نیک آدمی بہشت میں ہونگے اور بدکار دوزخ میں اے پسر ہند مجھے بتا کہ تو نے کیا کام کیا ہے اور اُن لوگوں کے اذکار سے تیرا کیا مدعا ہے کیا تو نہیں جانتا کہ طلقا پسر طلقا اور احزاب پسر احزاب کو مہاجر و انصار کے اعمال و اقوال کی اصلاح سے کچھ علاقہ نہیں جا اپنا کام کر اور اپنی حد سے باہر نہو اپنی چادر سے زیادہ پاؤں نہ پھیلا الحمد للہ کہ حضرت محمد مصطفیٰ کو تمام نبیوں سے افضل اور برتر کیا ہے اور ہمیں تمام مہاجر و انصار پر فوقیت اور فضیلت کرامت کی ہے کیا تجھے معلوم نہیں کہ ہم میں سے ہر شخص کو جسنے خدائے تعالیٰ کے راستہ میں شہادت کا شرف حاصل کیا بڑا مرتبہ اور حرمت ملی ہے میرے چچا حمزہ کو جو شہید ہو گئے ہیں سید الشہدا کہتے ہیں اور جناب مصطفیٰ نے انکو ستر تکبیر سے مخصوص فرمایا اور خاص اپنے دست مبارک سے مدفون کیا ہے میرے بھائی جعفر کو جس کے دونو ہاتھ خدا کے رستہ میں کاٹے گئے ہیں الطیار فی الجنۃ لقب ملا ہے ہمارے مسلمانوں نے اسلام میں تمہارے مسلمانوں پر فضیلت پائی ہے اور ہمارے کافروں نے بھی تمہارے کافروں پر ترجیح پائی تو نے نہیں سُنا کہ میرے چچا عباس بن عبد المطلب نے کیا کہا ہے ابا طالب لا تقبل النصف منہم ٭ وان انصفوا حتی تعق و تظلما
الی قومنا ان ینصفونا فانصفت ٭ قواضیت فی ایماننا تقطر الدما ٭ ترکناہم لا یستحلون بعدہا ٭ لذی حرمۃ من سائر الناس محرما اگر اللہ تعالیٰ مومنوں کو اپنی تعریف سے منع نفرماتا تو میں اپنے خاندان کے کچھ فضائل اور مناقب بیان کرتا جنہیں سنکر ہر اک مسلمان مقر ہوتا اور کوئی مومن ان سے انکار نہ کرسکتا اور اگر تو ہمارے مدارج حمیدہ اور مشہور عام نیکیوں اور مطہرہ خوبیوں کو بھول گیا ہے یا تجھ سے پوشیدہ رہ گئی ہیں اور اب چاہتا ہے کہ میں اُن میں سے کچھ تحریر کروں اور تجھے یاد دلاؤں تو کسی قدر لکھے دیتا ہوں اے ہندہ کے بیٹے اس فعل سے باز آ اور مجھے مجبور نہ کر کہ اظہار کروں جن لوگوں نے تجھ پر لندوے شرف بیشی اور سبقت حاصل کی ہے اُن سے برابری نکر اور آگاہ ہو کہ ہم خدائے تعالیٰ کے صنایع اور بدایع ہیں اور تمام لوگ ہمارے صنایع ہیں ہمارا حلم بھی اس درجہ کا ہے کہ ہم ان لوگوں کے ساتھ نشست و برخاست رکھتے اور اُن سے ملتے جلتے ہیں مشکواۃ نبوت ہم میں سے ہے اور شجرہ ملعونہ تم میں سے ہاشم بن عبد مناف ہم میں سے اور امیہ جو سگ اخلاف ہے تم میں سے شیبۃ الحمد عبد المطلب ہم میں سے اور کذاب مکذب تم میں سے اسد اللہ ہم میں سے اور رسول خدا صلعم کا نکالا ہوا تم میں سے طیار فی الجنۃ ہم میں سے اور کتاب الٰہی اور سنت رسول کا دشمن تم میں سے سیدۃ النساء العلمین ہم میں سے اور حمالۃ الحطب تم میں سے اور خود جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی دامادی کا شرف کافی ہے قاتلان عثمان کے بارہ میں جو لکھا تھا اور درخواست کی تھی کہ انہیں تیرے حوالہ کردوں سو خون عثمان کی بازخواست تیرا حق نہیں ہے جو تو انہیں مجھ سے مانگتا ہے اگر اولاد اور رشتہ دار اپنے باپ کے قاتلوں کو طلب کریں تو جائز ہے تجھے اس امر سے کیا واسطہ اور کیوں مجھ سے قاتلان عثمان کو طلب کرتا ہے اگر یا بیں وجہ دعوے کرتا ہے کہ تو عثمان کے بیٹوں سے زیادہ صاحب قدرت ہے تو جس امر کو مہاجر و انصار نے منظور کرلیا اور اتفاق کے ساتھ ہمزبان ہو گئے ہیں تو بھی اسمیں شریک ہو پھر قاتلان عثمان کو

میرے سامنے لا کہ بموجب فرمان الٰہی ان کی نسبت حکم صادر کروں تیرا یہ کہنا کہ میرے پاس تیرے اور تیرے دوستوں کے واسطے سوائے شمشیر کے کوئی اور چیز موجود نہیں مجھے ہنسی دلاتا ہے اے جگر کھانیوالی کے پوت تونے کس سے سنا اور کہاں دیکھا کہ عبدالمطلب کے بیٹے تلوار سے ڈر گئے ہیں یا جنگ میں کبھی دشمن کو پشت دکھائی ہے جلدی نہ کر اتنی دیر توقف کر کہ ہم تیرے پاس پہنچ جائیں اور وہ تلواریں جن کے قبضے ابھی تک تیرے بھائی اور خالو اور دادا اور تیری ماں کے چچا اور تیرے دوسرے بزرگوں کے خون سے رنگین ہیں تجھ تک پہنچ جائیں اسوقت تجھ دینداروں اور یقین والوں کی جنگ کا حال کھلجائیگا اور اگر تو فتحیاب ہوا تو بھی کچھ حرج کی بات نہیں انا الی ربنا منقلبون یعنی ہم اپنے رب کیطرف پلٹ کر جانے والے ہیں والسلام علی عبادہ الصالحین اللہ کے نیک بندوں پر سلام جسوقت معاویہ نے اس خط کو پڑھا ہکا بکا رہگیا بہت ہی مضطرب اور پریشان ہوا نیند حرام ہوگئی کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا کہ اس خط کا کیا جواب دے انجام کار یہ شعر لکھ بھیجا ؎ لیس بینی و بین قیس عتاب٭ غیر طعن الکلیٰ و ضرب الرقاب امیر المومنین علیہ السلام نے قرآن شریف کی یہ آیت اس کے حسب حال لکھ بھیجی انک لا تھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء وھو اعلم بالمھتدین والسلام اسکے بعد امیر المومنین نے باشندگان رقہ کو بلا کر کہا کہ دریائے فرات پر پل باندھیں کہ یہ لشکر عبور کر جائے انھوں نے جواب دیا کہ ہم سے نہیں بندھ سکتا حضرت نے سمجھ لیا کہ وہ معاویہ کے خیر خواہ ہیں کچھ نہ کہا اور حکم دیا کہ منبج کے پل کی طرف سے بڑھ کر پل پر سے عبور کر جائیں پھر خود سوار ہو کر اس طرف روانہ ہوئے اور لشکر نے بھی کوچ کیا اشتر نخعی نے رقہ والوں کو بلا کر کہا تم نے امیر المومنین کے ساتھ بہت بڑی خطا کی اور انھوں نے مواخذہ تک نہ کیا تم سخت بے حیا لوگ ہو تم خدا اور رسول کے گنہگار ہوئے آنحضرت علی نفس رسول ہیں اور تمام مہاجر و انصار اور بڑے بڑے صحابہ کے اتفاق سے وہ تم سب مسلمانوں کے امام برحق اور خلیفہ مطلق ہیں تمنے انکے حکم کو حقیر سمجھ کر سرتابی کی خدا کی قسم اگر تمنے اس امر میں سرتابی کی تو میں تلوار کھینچکر تم سب کو ہلاک کر ڈالونگا اور تمہارے مال و اسباب اور عیال کو لوٹ کے حوالہ کردونگا رقہ کے رہنے والے اس تنبیہ سے ڈر گئے اور آپس میں کہنے لگے اشتر نخعی جو بات منہ سے نکال دیتا ہے اسی کو کر کے رہتا ہے فوراً حضرت امیر المومنین میں دوڑے گئے اور عرض کی کہ ازراہ سعادت واپس تشریف لے چلیں کہ جس امر کا حکم فرمایا تھا ہم اسے بجا لائیں اور جلد پل باندھ دیں آپ واپس چلے آئے اور رقہ والوں نے فرات پر ایک مضبوط پل باندھا امیر المومنین ایک ہزار سواروں کے ہمراہ پل کے سرے پر کھڑے ہو گئے جب تمام لشکر پل سے گذر گیا تو خود بھی فوج رکاب سمیت عبور کر کے لشکر میں جا ملے معاویہ نے یہ خبر سنکر کہ حضرت علی دریائے فرات سے عبور کر آئے ہیں منادی کرائی کہ تمام سرداران لشکر جمع ہوں جب سب آگئے اسنے کہا تم جانتے ہو کہ تم سے کون شخص جنگ کرنیکے لئے آرہا ہے وہ کالا شیر اور بے نظیر یکتا بہادر علی ابن ابیطالب ہے جو عراق کے بہادروں اور حجاز کے سواروں اور کوفہ کے شجاعوں اور بزرگان مہاجر و انصار ہمراہ لئے تمہاری طرف بڑھا آتا ہے جس شخص میں ذرا بھی توانائی اور دلیری دیکھ پائی ہے اسی کو ساتھ لے لیا ہے اور ان علاقوں کے رندوں اور بدمعاشوں کے گروہ بھی شام کی لوٹ اور غارت کی وجہ سے انکے ہمراہ ہو گئے ہیں وہ دین کی مضبوطی پر کی حفاظت مال و عیال کی نگہداشت کے لئے بڑی احتیاط اور ہوشیاری اور عزم صادق کے ساتھ تمسے جنگ کریں گے اگر تم سمجھتے ہو کہ ہم اس لڑائی میں ثابت قدمی و استقلال سے کام لیں گے تو ابھی تک موقع حاصل ہے مروان نے اٹھ کر کہا اے معاویہ بخدا میں نے جنگ جمل کے دن اپنی زندگی سے ہاتھ دھو کر اس قدر کوشش کی تھی کہ مارا جاؤں یا فتح پاؤں اور اس رنج و الم سے رہائی پاؤں مگر حکم خدا نہ تھا اس لئے کچھ حاصل نہوا اب کوئی عذر باقی نہیں رہا مجھے نظر آتا ہے کہ میری موت آگئی ہے خدا کی قسم اگر علی علیہ السلام کو دیکھ پاؤں گا تو اس سے جا الجھوں گا کہ مارا جاؤں اور اس کشمکش سے آزاد ہو جاؤں پھر ذوالکلاع حمیری نے کھڑے ہو کر کہا کہ اے معاویہ میں نے اپنی قوم سے تیرے ارادہ کا حال کہ علی ابن ابیطالب سے جنگ کرنا چاہتا ہے بیان کیا تھا اور انہیں اس جنگ میں شریک ہونیکی ترغیب دلائی تھی سب نے ساتھ دینا دل سے منظور کر لیا اب فقط تجھ سے کام رہا ہے جو حکم دے گا بجا لائینگے اور تیری رضامندی کے لئے خوب ہی سعی کریں گے والسلام پھر حوشب ذوالظلیم اٹھ کر بولا نہ ہم تیرے واسطے لڑتے ہیں نہ تیرے سبب سے غصہ ہوتے ہیں بلکہ بعض اس مظلوم خلیفہ کے سبب سے جسے ناحق مار ڈالا اور ایسا بڑا ظلم و ستم صریحاً جائز رکھا ہے اس جنگ میں دلی

رغبت سے شریک ہونا اور کوشش کرنا چاہتے ہیں تاکہ ہم بدلا لیں اور قاتلوں کو پکڑ کر مار ڈالیں دوسرا یہ سبب ہے کہ علی بن ابیطالب لشکر فراہم کرکے ہمارے وطن شام کی طرف آرہا ہے ہم اپنے ملک اور عزت کی حفاظت کے لئے لڑینگے اور جہانتک ہوسکیگا اس معرکہ میں جان توڑ کر مقابلہ کریں گے علی اور اس کی فوج سے اسقدر کیوں ڈرنا چاہیے نہ انہیں اسقدر طاقتور سمجھنا چاہیے وہ میرے ایک حملہ کے سامنے بھی نہیں ٹھہر سکتے جب اُن سے سابقہ پڑیگا ہم دلیرانہ حملہ کریں گے اور میں یقین کرتا ہوں کہ اسی حملہ میں کام چلجائے گا انمیں سے اکثروں کو ہلاک کردوں گا اور ان کا فساد مٹادونگا انشاء اللہ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ ابوالاعور سلمی بھی اُٹھا اور کہا اگر ہم قتل عثمانؓ کے وقت مدینہ میں ہوتے اور کیفیت قتل کا معائنہ کرلیتے اور قاتلوں اور اُن کے مددگاروں کو پہچان لیتے تو ہمیں طلب خون عثمان اور اُن کے قاتلوں کے ہلاک کرنے میں ذرا بھی شک وشبہہ باقی نہ رہتا اگرچہ میں اس شہر میں موجود نہ تھا اور وہ واقعہ آنکھوں سے نہیں دیکھا لیکن تو ہم سے اس حال کو بیان کرتا ہے ہم تیرے کہنے کو سچ سمجھتے اور اسکی تصدیق کرتے ہیں اور طلب خون عثمان کے لیے تیرے شریک حال ہوتے ہیں اب اس امر میں جو کچھ مناسب سمجھے اور حکم دے اسپر کاربند ہونگے اس معاملہ میں اگر ہماری جانیں بھی ضایع ہوجائیں گی تو ہمیں بخوشی گوارا ہوگا اسی اثنا میں معاویہ کو خبر لگی کہ امیرالمومنین نے مع لشکر دریائے فرات کے کنارے شہر رقہ کے مقابل لشکر لا ڈالا ہے۔ معاویہ نے ابوالاعور سلمی کو بلاکر اور شامی فوجوں کا انبوہ کثیر حوالہ کرکے کہا اس لشکر کو لیجا اور موقع دیکھ کر فوج عراق پر حملہ کردینا شاید تو انہیں قتل کرکے فتح حاصل کرے ابوالاعور نے کہا میں ایسا ہی کروں گا پھر اُس لشکر سمیت جو معاویہ نے ساتھ کردیا تھا معرکہ آرائی کے لیے امیرالمومنین کی طرف بڑھا آپ نے بھی اس ارادے سے مطلع ہوکر زیاد بن نضر اور شریح بن ہانی کو طلب کرکے کچھ فوج حوالے کی اور ابوالاعور کے مقابلہ کے لیے بھیجا دونوں روانہ ہوگئے اور ابوالاعور کو دور سے دیکھ کر کہ فوج کثیر لئے آرہا ہے ایک سوار کو لوٹا کر شامی فوج کے حال سے اطلاع دی آپ نے اشتر نخعی کو طلب فرماکر کہا کہ زیاد بن نضر اور شریح نے سوار بھیجکر ابوالاعور کی فوج کی کثرت سے اطلاع دی ہے یہ مہم تیرے سوا کسی دوسرے سے سر نہ ہوگی جلدی کر اور اپنے دوستوں کی کمک پر پہنچ جا جب تو اُن لوگوں کے مقابلہ پر جا پہنچے تو جنگ شروع نہ کرنا اتنی دیر توقف کرنا کہ وہی جنگ شروع کردیں جب لڑائی چھیڑ دیں تو انہیں فہمایش کرنا اور مطیع ہونے کے لئے کہنا اگر وہ اطاعت اختیار کریں تو بہتر ہے ورنہ اُن کے مقابلہ پر خدا سے طالب امداد ہو اور اُسی کے فضل وامداد پر بھروسہ کرکے ان کا فساد مٹانا پھر جیسا کچھ ظہور میں آئے مجھے اس حال سے اطلاع دینا اشتر یہ کہہ کر کہ میں مطیع فرمان ہوں فوج لے کر روانہ ہوا اور ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص کو اپنے ساتھ لیا اور اپنے دوستوں سے جا ملا ابوالاعور نے اپنے مقابلہ پر عراقی لشکر کو موجود پاکر اپنی فوج سے کہا ان لوگوں پر مردانہ حملہ کرکے منتشر کردو پھر اشتر نخعی اور اسکی فوج پر حملہ کیا بڑی سخت لڑائی ہوئی اور طرفین نے جان توڑ کر مقابلہ کیا اشتر نے اپنے ساتھیوں سے کہا ابوالاعور کو جس پر معاویہ بڑا فخر کرتا ہے مجھے دکھاؤ میں بھی دیکھوں وہ کیسا بہادر ہے لوگوں نے کہا وہ اس بلند ٹیلے پر شامی فوج کے ساتھ موجود ہے اشتر نے ایک سوار کو بھیجکر پیغام دیا کہ آ تھوڑی دیر ہم تم آپس میں جنگ کریں ابوالاعور نے انکار کردیا اور کہا اشتر نے بڑی نادانی اور کامل جہالت کے سبب عثمان کی نیکیوں کو بُرائی کے پیرایہ میں مشہور کیا ہے اور بڑی عداوت ودشمنی برتی ہے اور گھر میں گھس کر کینہ ظاہر کیا ہے وہ میرا ہمسر نہیں ہوسکتا نہ میں ایسے شخص سے میدان جنگ میں دوبدو ہونا چاہتا ہوں جب قاصد نے ابوالاعور پر حملہ کیا ہیبتناک جنگ واقع ہوئی طرفین کو لڑتے لڑتے رات ہوگئی مگر ہنوز لڑائی بڑی شدت کے ساتھ جاری رہی یہانتک کہ صبح ہوگئی اب تو تڑکے اشتر نے ابوالاعور پر نہایت ہی سخت حملہ کیا کہ وہ تاب مقابلہ نہ لاکر بھاگ نکلا اور معاویہ کے پاس پہنچا اس نے دریافت کیا کہ تو نے ان لوگوں کی لڑائی کو کیسا پایا ابوالاعور نے کہا کہ میں نے انہیں کامل اور بہادر اور مقابلہ کے وقت مستقل اور حملہ کرنے میں پورا اور مضبوط اور مستحکم دیکھا یہ مہم نہایت ہی خطرناک ہے اور موجودہ حالت سے بہت زیادہ ساز وسامان اور کوشش جمیع عمل میں لانی چاہیے۔ یہ مہم ایسی مہم نہیں ہے جیسی کہ ہم سمجھے ہوئے تھے۔ الغرض اشتر ابوالاعور کو شکست دینے کے بعد مظفر ومنصور ہوکر امیرالمومنینؑ

کی خدمت میں واپس آیا اور آپ نے اس موضع سے کوچ کر کے معاویہ کے لشکر کا رُخ کیا قریب پہنچکر قیام فرمایا اور چھاونی ڈالدی۔ ماہ محرم کی پندرھویں تاریخ ۳۶ھ تھا اُدھر سے معاویہ بھی اپنی فوج کو لے کر دریائے فرات کے کنارے پر آپڑا اب دو نو لشکروں کے درمیان میں تھوڑا فاصلہ تھا

## پہلی لڑائی جو امیرالمومنین علیؑ اور معاویہ بن ابی سُفیان میں دریائے فرات کے لئے واقع ہوئی

جب امیرالمومنین علی کا لشکر اس مقام پر اُترا تو آپ نے تمام غلاموں اور خدمت گاروں کو بھیجا کہ پانی لائیں مگر معاویہ کے لشکر نے جو دریائے فرات کے متصل آپہنچا تھا پانی نہ لینے دیا باہم بہت کچھ قیل و قال ہوئی امیرالمومنین علی نے سیب بن ربیع ریاحی اور صعصعہ بن صوحان عبدی کو بلا کر کہا تم معاویہ کے پاس جاکر کہو کہ تیرے لشکر والے ہمارے لوگوں کو پانی لینے سے روکتے ہیں اگر ہم تم سے پہلے اس جگہ پہنچکر دریا کے کنارے قیام کرتے تو کبھی تیرے لشکر پر پانی بند نہ کرتے۔ اب لوگوں کو سمجھاوے کہ پانی لینے سے نہ روکیں جب امیرالمومنین کے قاصدوں نے معاویہ کے پاس جاکر پیغام دیا معاویہ نے سُنکر عمر ابن العاص سے پُوچھا اس میں تیری کیا صلاح ہے۔ عمر عاص نے کہا علی اتنے ہزار سوار و پیدل لئے فرات کے کنارے موجود ہے اگر تمام دنیا بھی اس کی دشمن ہو اور پانی سے روکنا چاہے تو وہ کسی سے نہ ڈرے گا اور پانی لے جائے گا اور جو شخص اسے روکے گا وہ اُس کی آبرو خاک میں ملادے گا میری صلاح تو یہی ہے کہ پانی کے معاملہ میں کچھ مضائقہ نہ کر کیونکہ تیرے اور اُس کے درمیان جو معاملہ پیش آیا ہوا ہے وہ اس سے بہت زیادہ ہے ولید بن عقبہ نے کہا اے معاویہ اُن لوگوں نے امیرالمومنین عثمان پر چالیس دن پانی بند رکھا ہے اُن کو اور اُنکے فرزندوں کو پیاسا رہنے دیا ہے تو بھی اُنسے پانی کو روک تا کہ دریائے فرات کے کنارے پیاسے مرجائیں اور اللہ تعالیٰ آخرت میں اُن پر پانی بند کرے گا کیونکہ یہ اس عذاب کے مستحق ہیں صعصعہ بن صوحان نے کہا اے علیتہ اللہ تعالیٰ آخرت میں کافروں منافقوں اور تجھ جیسے فاسقوں کا پانی بند کریگا کیونکہ تو خدا کا گنہگار ہوا ہے تو نے شراب پی ہیں اور نشہ کی حالت میں مسجد کوفہ کے اندر داخل ہو کر مسلمانوں کی پیشنمازی کی ہے اور بیہوشی کی حالت میں صبح کی نماز میں چار رکعتیں پڑھائیں اور سلام پھیر کر یہ کہا ہے کہ آج میرا دل بہت ہی خوش ہے اگر تم کہو تو اور کئی رکعتیں پڑھادوں اسی خطا پر عثمان نے حد جاری کر کے تجھے کوڑوں سے پٹوایا تھا تو نے امیرالمومنین علی سے بحث کی اور چاہا کہ اپنے آپ کو اُن سے برتر ظاہر کرے اسوقت خدائے تعالیٰ نے وحی نازل فرما کر تجھے فاسق اور علی کو مومن بتلایا اور تجھے مسجد رسول خدا میں تمام مہاجر و انصار کے روبرو ذلیل و خوار کیا ولید بن عقبہ اور عبداللہ بن ابی سرح صعصعہ کی بات سے غضبناک ہوئے اور تلواریں نکالکر اسکی طرف بڑھے کہ وار کریں معاویہ نے اس حرکت سے روکا اور کہا اس سے مواخذہ نکرو یہ قاصد ہے اور قاصد کا ستانا خلاف رسم ہے اسکے بعد معاویہ نے برہم ہو کر اپنا عمامہ زمین پر دے مارا اور کہا اللہ تعالیٰ معاویہ اور اُسکے باپ کو حوض کوثر سے پانی نہ دیجیو اگر میں علی اور اس کے لشکر کو فرات سے پانی لینے دوں ہاں علیہ اور زور سے لے سیب اور صعصعہ یہ بات سُنکر بہت برہم و ناراض ہو کے واپس چلے آئے تمام حال جناب امیر علیہ السلام سے عرض کر دیا آپکو بھی رنج ہوا اور فوج میں سے العطش العطش یعنی پیاس کی آواز بلند ہوئی اشعث بن قیس اور اشتر نخعی حاضر خدمت ہو کر عرض رساں ہوئے کہ تمام فوج رات بھر پیاس کی شکایت کرتی رہی ہے کب تک صبر ہو آپ ہمیں حکم اور اجازت دیں کہ ان چھاونی لا لوگوں مسلمانی سے خارج شدہ بزدلوں کی آبرو خاک میں ملا کر پانی اُن کے قبضہ سے چھین لیں اور اپنے تصرف میں لائیں امیرالمومنین نے فرمایا تمہیں

اختیار ہی جو کچھ مناسب معلوم ہو ویسا کرو اشعث اور اشتر نے حضرت کے پاس سے آکر اپنے بھائیوں اور متعلقین کو شامیوں سے جنگ کرنے کیلئے طلب کیا دس ہزار سوار و پیدل سے زیادہ جمعیت نکلی دونوں سرداروں نے ہتھیار لگائے اور فرات کیطرف بڑھے حارث بن حجر کندی اشعث کا علم لئے آگے آگے روان تھا اور اشعث نے بھی اسکی تعریف کی اور انعام کا وعدہ کیا اس ترتیب سے دریا کنارے جا پہنچے اور للکار کر کہا اے شامیو کنارہ چھوڑ دو اور پرے ہٹ جاؤ ورنہ تمہارا خون نامردوں کی آبرو کی طرح خاک پر بہا دیا جائیگا شامی لڑنے کیلئے مستعد ہو کر مقابلہ پر آئے اشعث نے پیدلوں کو حکم دیا کہ ہاں اے بہادرو - مردو - ان پر دلیرانہ حملہ کرو لشکر والے یہ حکم سنتے ہی شامیوں پر ٹوٹ پڑے دونوں طرف سے جنگ ہونے لگی اور دریائے فرات پر ایسی خونریز لڑائی ہوئی کہ ایسی کسی اور وقت نہوئی ہوگی اکثر شامی مارے گئے اور کچھ دریا میں ڈوب گئے عراقی لشکر میں سے بہت کم کام آئے انجام کار امیر المومنین کی فوج فتحیاب ہوئی اور شامی مقابلہ کی تاب نہ لاکر بھاگ نکلے اب حضرت علی کے لشکر نے فرات پر خیمے لا ڈالے اور حضرت علی نے اب فرات پر متصرف ہو کر منادی کر دی کہ جو ذیحیات چاہے پانی پیجائے کسیکو پانی کی ممانعت نہیں ہے غرض طرفین پانی سے مطمئن ہو گئے تین دن گذرے تھے کہ معاویہ نے دو سو آدمیوں کو مقرر کر کے پھاوڑے اور بیلچے دئے اور کہا علی کے لشکر کے قریب جو بند بندھا ہوا ہے رات کیوقت اسے کاٹ کر پانی کا رخ لشکر کی طرف پھیر دو کہ سب ڈوب جائیں معاویہ کے کہنے سے وہ دو سو آدمی کدال پھاوڑے لیکے بند کو کاٹنے اور شور و غوغا کرنے لگے امیر المومنین کے لشکر والے یہ شور و غل سنکر گھبرا گئے اور چاہا کہ وہاں سے اسباب اٹھا کر کسی دوسری جگہ چلے جائیں امیر المومنین نے فرمایا کہ تمہارے ساتھ معاویہ کا محض یہ دھوکہ اور فریب ہے وہ اس بند کو نہیں کاٹ سکتا اگر تمام ملک شام کا خراج بھی اسمیں کھپا دیگا تب بھی اسکا قطع ہونا ممکن نہیں تم مطمئن اور بیفکر رہو معاویہ چاہتا ہے کہ تمہیں یہاں سے ہٹا دے اور خود اس مقام پر قابض ہو جائے ہر چند امیر المومنین نے انہیں ایسی ایسی باتوں سے سمجھایا کچھ فائدہ نہوا گھبراہٹ بڑھتی گئی اور اسباب سمیٹتے جاتے تھے آخر کار امیر المومنین کیخدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ ہم ڈوبنے سے ڈرتے ہیں اسلئے یہاں سے جاتے ہیں اگر تم بھی ہمارا ساتھ دو تو اچھا ہے اور اگر تم یہیں رہنا چاہتے ہو تو ہم تو جاتے ہیں آپ یہاں رہیں یہ کہکر اسباب اٹھا لیا اور وہاں سے ہٹکر دریائے فرات سے کچھ فاصلہ پر خیمے لگائے جب تمام لشکر والے وہاں سے چلے گئے تو حضرت علی بھی مجبور ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے راتکے وقت معاویہ نے مع لشکر اپنی جگہ سے حرکت کر کے امیر المومنین کے لشکر گاہ میں آ قیام کیا صبح کے وقت امیر المومنین کی فوج نے یہ دیکھکر کہ معاویہ نے اپنی فوج ہمارے قیامگاہ پر لا ڈالی ہے یقین کر لیا کہ معاویہ نے انہیں دھوکا دیا بہت پچھتائے اور شرمندہ ہوئے اسی وقت حضرت علی نے اشتر اور اشعث کو بلا کر کہا تم نے معاویہ کا مکر دیکھ لیا میرے کہنے پر عمل نہ کیا تم اپنی رائے پر چلے وہاں سے ہٹ گئے اور مجھے چھوڑ گئے آج شرمندہ ہوتے ہو تم سمجھ بھی گئے کہ اس مکر و فریب سے معاویہ کی غرض یہی تھی کہ تمہیں پانی کے کنارے سے ہٹا دے اور خود وہاں خیمے لا ڈالے کیونکہ لشکر گاہ کیلئے وہ نہایت ہی عمدہ جگہ ہے اب یقیناً وہ کسیکو پانی کے پاس پھٹکنے دیگا اشعث نے کہا اے امیر المومنین آپ کا ارشاد بجا اور درست ہے ہم سے بڑی غلطی ہوئی کہ اسجگہ کو چھوڑا اب بھی کچھ مشکل نہیں بہت آسان علاج ہے ہم نے جو کچھ خرابی کی ہے آپکی ہمت کی برکت سے اسکی درستی کر لیں گے یہ کہکر اشعث اپنی قوم کندہ کے پاس آیا اور ان کو جمع کر کے کہا کہ مجھسے بہت بڑی غلطی سرزد ہوئی کہ اس لشکر گاہ سے اٹھ آیا اور وہاں معاویہ آپڑا امیر المومنین علی علیہ السلام ہم سے ناراض ہو گئے ہیں بس تمہارے بھروسہ پر آنحضرت کی خدمت میں عہد کیا ہے کہ شامیوں کو وہاں سے فی الفور ہٹا دوں گا تمام سرداران کندہ نے اس امر کو دل و جان سے منظور کر لیا اور مسلح ہو کر اشعث کے پاس حاضر ہوئے اور اسی طرح اشتر کے دوست آراستہ ہو کر اشتر کے پاس فراہم ہو گئے اب دونوں اپنی اپنی جمعیت کثیر لیکر معویہ کے خیمہ گاہ کی طرف بڑھے قریب پہنچکر دیکھا کہ معاویہ نے بھی اپنی فوجوں کی صفیں مرتب کر رکھی ہیں اور مقابلہ کے لئے مستعد ہیں جنگ شروع ہوگئی اور اشتر لشکر سے آگے بڑھا ہوا جا رہا تھا شام کے نامی گرامی سردار یکے بعد دیگرے آئے اور جنگ کرتے تھے یہانتک کہ معاویہ کی فوج کے سات مشہور و معروف سرداروں کو اشتر نے تہ تیغ بے دریغ کیا اس کے بعد دونوں فوجیں غٹ پٹ ہو گئیں اور غضبناک لڑائی ہونے لگی ایک شامی سردار شرجیل بن کندی نے آگے بڑھ کر رجز پڑھی اور مرد مقابل کو طلب کیا اشعث بن قیس کندی نے اسپر حملہ کر کے ایسا نیزہ مارا کہ وہ گھوڑے سے گر گیا ابو الاعور نے دوڑ کر کہا تو اشعث کے مقابلہ میں برسر نہ آ اسکا پہلے ہی وار میں گھوڑے سے زمین پر آ رہا - شرجیل نے

کہا کوئی بڑائی کی بات نہیں وہ اپنے قبیلہ کا سردار ہے میں اپنے گروہ کا اس نے مجھ پر نیزہ کا وار کیا گھوڑے سے نیچے گر پڑا اگر تو کچھ مرد ہے آگے بڑھ کر ہاتھ دکھا کہ تجھے بہادروں کی کیفیت معلوم ہوجائے ابو الاعور کو یہ کلمہ بہت ناگوار گزرا فوراً میدان میں آکر رجز پڑھی اشعث مقابلہ پر آیا تھوڑی دیر تک ردو بدل ہوتی رہی انجام کار اشعث نے ابو الاعور کو نیزہ مارا اور وہ سخت زخمی ہو کر سامنے سے بھاگ گیا پھر حوشب ذو الظلیم اور ذو الکلاع حمیری جو شام کے نامی سردار تھے میدان میں آئے ادھر سے اشعث و اشتر نے گھوڑے بڑھا کر حملہ کیا بہت دیر تک ردو بدل ہوتی رہی اور طرفین نے جان لڑا دی اسی اثناء میں لشکر معاویہ نے مہلت طلب کی کہ آج رات کی مہلت ملجائے تو ہم تمہارے لشکر گاہ کو خالی کردیں گے اور تمہاری جگہ تمہارے حوالے کردیں گے اشعث و اشتر نے کہا ہم مہلت نہ دیں گے نہیں اس جگہ ایک لمحہ کے لیے ٹھیرنے دینگے انھوں نے کہا ایک ساعت کے لئے جنگ بند کر دیجائے اور وہ اسی گھڑی لشکر گاہ مذکور کو خالی کر کے اپنی جگہ پر چلے گئے اشعث نے جناب امیرؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ اب تو آپ ہم سے راضی ہوئے آپ نے فرمایا ہاں میں راضی ہوا اللہ تعالیٰ بھی تم سے راضی ہو پھر حکم دیا کہ اپنے مقام پر واپس جائیں سب اپنی جگہ چلے گئے اب حضرت علی نے سعید بن قیس اور بشیر بن عمرو انصاری کو بلا کر حکم دیا کہ چند مشہور شخصوں کو اپنے ہمراہ لے کر معاویہ کے پاس جاؤ اور اس ہم کے لئے جو اس نے اختیار کی ہے ملامت کرو اور حجت تمام کر کے میری اطاعت کی طرف ترغیب دو اور خیال کر کے دیکھو کہ وہ کس فکر میں ہے اور کیا ارادہ رکھتا ہے سعید۔ بشر۔ شبث بن ربعی۔ یزید بن قیس ارجی۔ زیاد بن حفصہ تیمی اور عدی بن حاتم طائی مل کر معاویہ کے پاس گئے اور سمجھایا اور کہا اے معاویہ دنیا بڑی مکار ہے اس نے کسی شخص کے ساتھ بھی وفا نہیں کی پھر تیرے ساتھ کب وفا کرے گی ع جہاں چون من وچون تو بسیار دید ۔ نخواہد ہمے با کسے آرمید دنیا کو مجھ اور تجھ جیسے بہت شخصوں نے دیکھا ہے مگر اس نے کسی کو بھی آرام نہیں پہنچایا دنیا اس قابل نہیں کہ عبث طمع اور فانی نعمتوں کے واسطے اسکے اسقدر رنج برداشت کئے جائیں اپنے عزیزوں قریبوں رشتہ داروں دوستوں اور ہمنشینوں کو اپنے سے آزردہ اور رنجیدہ کریں دنیا کمینہ بندہ ہے جو کسی کی مدد نہیں کرتا اور ایسا عاجز ہے کہ اسے کوئی نہ اٹھائے اگر کوشش کر کے مال بھی فراہم کر لیا تو انجام کار گور کنارے چھوڑنا پڑتا ہے معاویہ نے کہا یہ نصیحتیں تم اپنے امیر کو کیوں نہیں سناتے ان نصیحتوں پر عمل کرنا میری نسبت اُسے زیادہ سزاوار ہے انھوں نے کہا سبحان اللہ ہمارا امیر تجھ جیسا نہیں وہ خلافت و امامت کے لئے تجھ سے بلکہ تمام عالم سے اُس علم و فضل کے سبب جو اس کی ذات میں موجود ہے اور ان سابقہ اوصاف کی بدولت جو دین کے استحکام کے متعلق ہیں اور اُن مرضات الٰہی کے وسیلوں کے باعث جو دنیا و شریعت کے شروع میں حاصل ہوئے اور جناب مصطفیٰ کی قرابت کی عزت اور شرف عظمیٰ کی وجہ سے برتر و افضل ہے معاویہ نے کہا اچھا یہ بتاؤ کہ تم مجھ سے کیوں رنجیدہ ہو اور کیا چاہتے ہو انھوں نے کہا ہم تجھے پرہیزگاری اور خوف خدا کی ہدایت کرتے ہیں اور خلیفہ برحق اور پیشوائے خلقت کی بیعت و اطاعت کے لئے بلاتے ہیں ہماری آرزو ہے کہ جس کام میں مہاجر و انصار کا اتفاق ہو گیا ہے اس میں تو بھی موافقت اختیار کرے اور خلیفہ وقت کی متابعت اور فرمان برادری میں ان کا شریک حال ہو جائے اس مخالفت اور تفرقہ پردازی سے باز آجائے کیونکہ تیری لئے یہ امر بہت اچھا اور سلامتی سے اقرب ہے معاویہ نے کہا اے میرے عزیزو میں خون عثمان کے بدلہ لینے سے کبھی باز نہ آؤنگا اور جبتک بدلہ نہ لیلونگا دست بردار نہ ہونگا خدا کی قسم ایسا نہ ہوگا اور مجھ سے تمہیں اور تمہارے امیر کو تلوار کے سوا اور کوئی چیز میسر نہ ہوگی تم اس جھوٹے طمع کو جانے دو اور سلامتی سے واپس چلے جاؤ اور جنگ کیلئے تیار ہو رہو انھوں نے کہا اے معاویہ ہم تیرے پاس اسلئے آئے ہیں کہ تجھے اچھی بات بتائیں برائی بھلائی کو جتائیں جس میں تیری دینی اور دنیوی بہتری ہو اگر تو ہمارا کہنا مان لے گا اور ہمیں بے غرض سمجھیگا تیرے لئے اچھا ہوگا بہت سی خونریزیاں ظہور میں آنے سے بچ رہینگی ورنہ خدا کی قسم تو علیؑ کی تلوار سے ایسی زحمتیں ملاحظہ کرے گا کہ جینے پر موت کو ترجیح دے گا اور کہیگا کاش مجھے میری ماں نہ جنتی معاویہ نے کہا تم مجھے تنبیہ کرنے آئے ہو اور ڈراتے ہو میں بچہ نہیں کہ ڈرانے سے ڈر جاؤں گا مجھے معاویہ کہتے ہیں صخر کا بیٹا ہوں نرم اور پیچ پیچ راحت و سختی اور گرمی و سردی بہت کچھ بھگت چکا ہوں ایسی دھمکیوں میں نہ آؤں گا سعید نے کہا اے معاویہ ہم ایلچی ہیں ہمیں تیرے پاس بھیجا ہے

ہماری زبانی پیغام دیا ہے ایلچی جو کچھ بیان کرتا ہے اسکے لئے کوئی روک ٹوک روا نہیں۔ علی وہ شخص ہے جسے تو ہماری نسبت بہت اچھی طرح جانتا ہے اور تمام عالم اُسکے علم وفضل واوصاف حمیدہ اور فضائل پسندیدہ سے بخوبی واقف ہے اور بھی اس بات سے آگاہ ہے کہ جسے علم و فضل سے حصہ ملا ہوا ہے تو اس کی برابر نہیں ہو سکتا اور اُسے تجھ پر ترجیح حاصل ہے خدا سے ڈر علی سے دشمنی نہ کر جس طرح مہاجر و انصار نے اس سے بیعت کر لی ہے تو بھی از راہ موافقت بیعت اختیار کر اُن کی مخالفت سے باز آ موجودہ خیال سر سے دور کر کہ تیرے لئے دینی و دنیوی بھلائی اسی میں ہے معاویہ نے کہا تم مجھ سے علیؑ کی فرمانبرداری اور اطاعت کے لئے کہتے ہو اور اپنی ذات پر میں اُس کا کوئی حق اور اس کی اطاعت کو اپنے لئے لازمی امر نہیں سمجھتا کیونکہ اُس نے خلیفہ وقت عثمان کو قتل کیا ہے اور ہماری جماعت میں تفرقہ ڈالا ہے اور اب انکار کرتا ہے کہ میں نے عثمان کو نہیں مارا نہ میں نے ایسا حکم دیا نہ اس بات سے خوش تھا اگر وہ اس فعل سے راضی نہ تھا تو قاتلان عثمان کو میرے حوالے کر دے کہ میں انہیں بطور قصاص قتل کروں گا اگر وہ ان امور کو عمل میں لے آیگا تو میں انہیں خلیفہ مان لوں گا اور حاضر خدمت ہو کر اطاعت اختیار کر لوں گا اور دلی رضا و رغبت سے اُس کے احکام بجالاؤں گا نہیں تو میں حکم الٰہی اور مرضی خدا پر راضی ہوں جو کچھ ہونا ہوگا ہو رہیگا تم واپس چلے جاؤ اور جو کچھ تمنے کہا اور سُنا ہے اُسے عرض کر دو وہ وہاں سے رخصت ہو کر امیر المومنین علی کی خدمت میں آئے اور جو کچھ معاویہ سے گفت و شنید ہوئی تھی بیان کی امیر المومنین نے فرمایا اے دوستو کیا یہ واجب نہیں کہ یہ لوگ بطلان اور جھوٹ پر ہو کر جس قدر کوشش کریں اور ہم حق اور سچائی پر ہو کر اس سے زیادہ رعب اور ساعی ہوں جس قدر کہ اب میں نے ازروئے اعتقاد محبت و نیت صادق جواب دیا کہ ہم سے جس قدر ممکن ہوگا آپ کی خوشنودی مزاج کے لئے حد سے زیادہ کوشش کرینگے اور کسی امر میں ذرا بھی سستی یا دیر نکرینگے القصہ دوسرے دن صبح کے وقت عبید اللہ بن عمر خطاب آراستہ فوج کے ہمراہ معاویہ کے لشکر سے نکلا امیر المومنین نے اطلاع پاکر محمد بن ابی بکر کو کچھ سوار اور پیدل دے کر اس کے مقابلہ کیلئے روانہ کیا دونوں میں سخت خونریز جنگ ہوئی اور طرفین سے بہت آدمی مارے گئے نماز شام کے وقت ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے دوسرے دن معاویہ کی طرف سے شرجیل بن سمط کندی بڑے جاہ و حشم کیساتھ نکلا اور امیر المومنین کی طرف سے اشتر نخعی اپنی مستعد قوم کو لے کر آگے بڑھا آج بھی صبح سے شام تک جنگ ہوتی رہی اور دونو طرف کے بیشمار آدمی کام آئے آفتاب غروب ہونے پر لڑائی بند ہو گئی اور سب اپنی اپنی جگہ پر چلے آئے تیسرے دن عمرو عاص بہت ہی بڑی تیاری اور ساز و سامان کے ساتھ نکلا جرار فوج کی جمعیت کثیر ہمراہ تھی امیر المومنین نے عبد اللہ بن عباس کو بہت سی فوج دے کر اس کے مقابلہ کے لئے بھیجا دونوں میں سخت جنگ ہوئی اور بہت سے لوگ قتل اور زخمی ہوئے آخر شام ہو گئی اور دونوں اپنے اپنے فرودگاہ کو لوٹ آئے اسی طرح ہر روز جنگ ہوتی رہی اور یہ محرم کا مہینہ تھا جب محرم گذر گیا اور صفر کا چاند دکھائی دیا امیر المومنین نے فوج میں منادی کرادی کہ ہم اب تک دو سببوں سے جنگ اہل شام میں تاخیر کر رہے تھے اول ماہ حرام کا زمانہ تھا جس میں جنگ کرنا منع ہے دوم میں سعی کر رہا تھا کہ یہ لوگ اس معاملہ میں غور کریں اور سعادت دارین حاصل کریں میری بیعت اور فرمانبرداری اختیار کر لیں اس مخالفت اور دشمنی سے دست بردار ہو جائیں اب ماہ محرم گذر گیا اور صفر کا مہینہ آپہنچا اور وہ لوگ بدستور گمراہی و سرکشی و عداوت پر کمر بستہ ہیں ہر چند میں نے سمجھایا انہیں کچھ اثر نہیں ہوتا۔ اب میں نے بھی اُن سے جنگ کرنیکا مصمم ارادہ کر لیا ہے مستعد ہو جاؤ اور جنگ و جدال کے لئے تیاری کر لو اور یقین رکھو کہ ہم حق پر ہیں اور سچے یقین اور پاک اعتقاد کے ساتھ اس ظالم گروہ سے جنگ کرینگے واللہ یؤید بنصرہ من یشاء وھو لا یھدی کید الخائنین یعنی اللہ تعالیٰ جس بندے کو چاہتا ہے نصرت عطا فرماتا ہے اور وہ خیانت والوں کے مکر کو نہیں چلنے دیتا لشکر نے یہ منادی سنکر جان لیا کہ جنگ میں آپکے توقف فرمانیکا یہ سبب تھا سب مستعد ہو کر لڑنے پر کمر بستہ ہو گئے معاویہ نے بھی یہ خبر سُنی اور اپنی باقی فوج کو عمدہ طرح سے مرتب اور آراستہ کر کے قلب و جناح اور میمنہ و میسرہ قایم کئے امیر المومنین نے بھی اپنی فوج کو اس طرح ترتیب دیا سواروں کے میمنہ پر اپنے دو بیٹوں حسن اور حسین کو مقرر کیا اور پیادوں کے میمنہ پر عبد اللہ بن جعفر طیار اور مسلم بن عقیل بن ابیطالب کو سواروں کے میسرہ پر محمد بن حنفیہ اور محمد بن ابی بکر کو اور پیادوں کے میسرہ پر ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص اور اس کے

بھائی عمر بن عتبہ کو مامور فرمایا سواروں کے قلب میں عبداللہ بن عباس اور عباس بن ربیعہ بن حارث کو جگہ دی اشعث بن قیس اور اشتر نخعی کو
پیدلوں کا قلب حوالہ کیا۔ سواروں کے جناح پر سعید بن قیس ہمدانی عبداللہ بن بدیل ورقاء خزاعی کو اور پیدلوں کے جناح میں رفاعہ بن شداد
عبسی۔ عدی بن حاتم طائی کو قایم کیا سواروں کی کمین عمار یاسر اور عمر بن حمق خزاعی کو سونپی اور پیادوں کی کمین عامر بن واثلہ کنانی وقبیصہ
بن جابر اسدی کے حوالہ کی اس ترتیب سے فارغ ہو کر ہر ایک قبیلہ ربیعہ مضر ویمن میں سے ایک ایک بزرگ شخص کو اُن پر مقرر فرمایا کہ وہ اُن
کی حرکات وسکنات پر نظر رکھیں اُن کی ترتیب میں فرق نہ آنے دیں اور معرکہ آرائی اور جنگ وجدل کے لئے ہدایت کرتے رہیں جب صفیں
قایم ہو چکیں جنگ چھڑ گئی اور بہادروں نے میدان میں بڑھ بڑھ کر مرکب نکالے سب سے پہلے معاویہ کے لشکر کا ایک بہادر عوف حارثی نام
اپنی صف سے نکلا اور کچھ دیر میدان میں گھوڑے کو کاوے دے کر رجز پڑھتا رہا پھر مرد مقابل کو طلب کیا علقمہ بن قیس امیر المومنین کے
اصحاب میں سے مقابلہ پر آیا اور حملہ کرتے ہی ایک نیزہ اُس کے سینہ پر مار کر گھوڑے سے نیچے پھینکدیا پھر عمر عاص نے اپنا علم اپنے بیٹے عبداللہ
کو دیا وہ کچھ شامی فوج ہمراہ لے کر بڑھا رجز خوانی کرتا اور اپنی دلیری وبہادری کی تعریفیں سناتا ہوا لشکر امیر المومنین پر حملہ آور ہوا اور کچھ دیر جنگ
کر کے اپنے مقام پر واپس آیا امیر المومنین نے اس صف پر نظر ڈالی جسمیں عمر موجود تھا اور ملاحظہ کیا کہ وہ کس مقام پر کھڑا ہے پھر ربیعہ قبیلہ کے ایک بہادر
حصین بن منذر کو بلا کر سیاہ علم دیا اور ربیعہ قبیلہ کے پانسو چیدہ سوار حوالے کر کے کہا مردانہ وار ان سواروں کو لے کر عمرو عاص کے لشکر پر حملہ کر اور
کچھ دست برد دکھا حصین نے کہا ایسا ہی کروں گا علم لیا اور ربیعہ سواروں سمیت عمر عاص کی جمعیت پر جا پڑا عرصہ تک کبھی اِس طرف کبھی اُس طرف اور اِدھر اُدھر
حملے کرتا رہا اور بہت سے شامیوں کو مار کر گرا دیا معاویہ دور سے دیکھ رہا تھا اور پوچھتا تھا کہ یہ سیاہ علم لئے ہوئے کون شخص ہے لوگوں نے کہا حصین بن منذر
اپنی قوم ربیعہ کو لئے جنگ کر رہا ہے معاویہ نے حکم دیا کہ قبیلہ عک ولخم وحمیر کے پانسو سوار حصین کے مقابلہ پر جائیں اِس طرف سے بھی بہ اشارہ امیر المومنین قبیلہ
مذحج کے ایکسو سوار حصین کی کمک پر روانہ ہوئے جب یہ لوگ حصین سے جا ملے تو بڑے شد ومد سے جنگ کی اور حصین ان سواروں سے حملہ آور ہو کر کشت وخون
کرتا معاویہ کے سراپردہ تک جا پہنچا اب معاویہ کی فوج کے غول کے غول سامنے سے فرار ہو نکلے اور مقابلہ کی تاب نہ لائے معاویہ سراپردہ کے اندر سے پکار کر بولا اے
اہل کوفہ ہم تمہارے چچازاد بھائی ہیں ذرا شرم کرو اور ہمارے حرم سرا میں نہ گھسو حصین نے ان باتوں کی پروا نہ کی برابر جنگ جاری رکھی اور جو شامی
نظر پڑتا اور آگے آتا اُسی کو قتل کر دیتا اسی طرح شامیوں کے بہت سے آدمی ہلاک کئے اُس کے بعد مظفر ومنصور ہو کر پلٹا اور اپنی صف میں آ کھڑا
ہوا اُس کے بعد عثمانی گروہ میں سے ایک شخص احمر نام دونوں صفوں کے درمیان آ کر کھڑا ہوا اور عثمان کی تعریف رجز خواں ہو کر مرد مقابل
طلب کیا امیر المومنین کا ایک محب کیسان نام مقابلہ کے لئے نکلا اور کچھ دیر تک رد وبدل کرتا رہا آخر احمر نے وار لگا کر شہید کر دیا امیر المومنین کو کیسان
کے قتل ہونے کا بہت رنج ہوا غصہ کی حالت میں اس شخص کی طرف مرکب دوڑایا احمر نہ جانتا تھا کہ یہ کون سوار ہے از راہ شوخی آپ کے برابر
آنے لگا قریب پہنچتے ہی آپ نے اُسکا گریبان پکڑ کر گھوڑے پر سے اُٹھا لیا اور سر سے بلند کر کے اس طرح زمین پر دے مارا کہ اُسکی تمام ہڈیاں چور چور
ہو گئیں اور فی الفور مر گیا معاویہ نے یہ حال دیکھ کر اپنے غلام حریث نام کو جو بڑا نامی بہادر سوار تھا اور جو اکثر دفعہ معاویہ کے ساتھ رہ کر لڑائیوں میں
ناموری حاصل کر چکا تھا بلا کر کہا کیا تو اس حجازی سوار سے جس نے احمر کو مارا ہے اپنے بھائی کا بدلہ لے سکتا ہے حریث نے کہا ہاں میں فرمانبردار ہوں اور جہانتک ممکن
ہو گا شرط خدمت بجا لاؤں گا اور اگر یہ شخص علی ہوا تو اُسے زندہ نہ چھوڑوں گا معاویہ نے کہا خبردار تو اور جس کسی سے چاہے جنگ کرنا مگر علی سے اپنے آپکو باز رکھنا اُسکے
قریب نہ جانا۔ حریث معاویہ کے پاس سے کچھ دور گیا تھا کہ عمرو عاص نے اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا معاویہ یہ نہیں چاہتا کہ تجھے ناموری اور شہرت حاصل ہو اسیواسطے
وہ تجھے علی کے مقابلہ سے روکتا ہے اگر تو موقع پا کر علی کو قتل یا زخمی کر سکے گا تو کمی نکرنا کیونکہ تو بڑا نامور اور تمام دنیا میں مشہور ہو جائیگا تو علی سے نہ ڈرنا
کیونکہ خود بڑا بہادر ہے جیسا علی بہادر ہے حریث اُسکی ان باتوں پر زیادہ حریص ہو کر میدان میں نکلا اور مبارز طلب کیا امیر المومنین نے جان لیا کہ معاویہ کا غلام
حریث ہے انتقام کیلئے بھیجا ہے سر پر زرد عمامہ باندھا اور شبرنگ گھوڑے پر سوار ہو کر کہ حریث اُنکو نہ پہچان سکے اُسکی طرف بڑھے حریث نے دیکھ کر کہا کہ اُنے

سوار علی نے مجھے میرے پاس نہیں بھیجا بلکہ موت کے منہ میں ڈالدیا ہے آپنے فرمایا یہ کوئی مشکل امر نہیں ہے اور ایکدن دنیا میں آتے ہیں اور ایک دن دنیا سے گذر جاتے ہیں حریث گھوڑا اُڑا کر حملہ آور ہوا امیر المومنین نے بھی جواب میں ایک تلوار لگائی کہ اسکی کھوپری کٹ کر پرے جا پڑی حریث ذلت کے ساتھ زمین پر آرہا اور فوراً اپنی جان مالک دوزخ کے حوالے کردی اب معاویہ نے سمجھ لیا کہ یہ سوار علی ہے حریث کے قتل ہونے سے بہت غمناک ہوا اور افسوس کناں عمر عاص کو ملامت کرتا تھا کہ تونے حریث کو فریب دے کر تلوار کے منہ میں جھونکدیا پھر عمر بن حصین سکونی کی طرف متوجہ ہو کر کہا کیا تو حریث کا بدلہ اس سوار سے لے سکتا ہے۔ عمر بڑا دل چلا سوار تھا گھوڑا اُڑا کر چلا اور چند شامی سواروں نے بھی اسکی ہمرکاب رہنے کے واسطے رکب دڑائے عمر امیر المومنین کی پشت کی طرف سے آیا اور چاہا کہ وار کرے سعید بن قیس ہمدانی نے دیکھ کر پہچان لیا کہ عمر ہے اور یہ بھی سمجھ لیا کہ وہ کس ارادے سے آگے بڑھا ہے چونکہ امیر المومنین اسکی طرف سے غافل تھے اور دوسرے سواروں کی طرف متوجہ کارزار تھے سعید نے للکار کر کہا او نالایق کدھر جاتا ہو ذرا ٹھیر عمر سعد کی طرف پلٹ آ سعید نے اسیوقت نیزہ مار کر گھوڑے سے گرادیا اور وہ اسی وقت مرگیا معاویہ کو اسکی مارے جانیکا بھی بہت رنج ہوا خوب رویا پیٹا کیونکہ وہ شام کا بڑا نامی سردار تھا پھر ذوالکلاع حمیری کو بلا کر اور قبائل کندہ ولخم وجذام کے منتخب سواروں کا ایک آراستہ دستہ حوالہ کر کے حکم دیا کہ میں عمر بن حصین کے مارے جانے سے سخت غمناک ہوں چاہتا ہوں کہ ان چیدہ سواروں سے حملہ کر کے سعید بن قیس ہمدانی سے انتقام لو اور اُسے قتل کر کے میرا دل ٹھنڈا کرے اُسنے قبول کیا اور ہزار سواروں کی جمعیت سے لشکر امیر المومنین کی جانب بڑھا حضرت نے معلوم کر لیا کہ یہ معاویہ کی چیدہ فوج کے سوار ہیں اور قبیلہ ہمدان کا قصد کر کے نکلے ہیں آواز دی کہ اے آل ہمدان بہت ہوشیاری سے کام لو کیونکہ معاویہ نے یہ فوج تمہارے مقابلہ پر بھیجی ہے سعید نے کہا یا امیر آپ مطمئن رہیں اور ہمیں اُن کیلئے چھوڑ کر تماشہ دیکھیں پھر اپنی قوم کو مطلع کر کے حکم دیا کہ سب آپس میں متفق ہو جاؤ اُس کے بعد ذوالکلاع اور اُس کے لشکر پر حملہ کیا طرفین نے سخت جانکاہی سے کام لیا انجام کار قبیلہ ہمدان ہی غالب غالب آیا قیس اور اسکی قوم نے ایک ہزار سواروں کو برابر دہ معاویہ تک مار ہٹایا اور اُن میں سے کئی نامی سردار ہلاک کر دیئے یہ جنگ نماز شام تک جاری رہی اور باہم قتل وقمع ہوتا رہا امیر المومنین نے اس حملہ کو بہت ہی پسند فرمایا سعید بن قیس اور اسکی قوم کو اپنے پاس بلایا اور اُنکی بڑی تعریف کی اور اچھے اچھے وعدے فرمائے اور کہا اے آل ہمدان گویا تم میری جوشن وزرہ اور تیر وکمان ہو میں ہمیشہ تم سے قوی پشت رہا ہوں اور تم پر بھروسا کیا ہے اے سعید تو مجھے بمنزلہ بینائی چشم اور دست راست کے ہے اور ہمیشہ ہر ایک کام میں تیری شجاعت و مردانگی اور فصاحت وعقلمندی پر اعتماد کرتا رہا ہوں خدا کی قسم اگر بہشت کا دینا میرے اختیار میں ہوتا تو اے قبیلہ ہمدان تمکو سب سے زیادہ عمدہ اور برتر مقام میں جگہ دونگا سعید نے کہا اے امیر المومنین ہم یکام خدا کی خوشنی کے لئے کرتے ہیں کچھ آپ پر احسان نہیں درگاہ باری تعالی سے ہمیں اُسکا ثواب اور اجر عظیم ملیگا جو کام نہایت دشوار ہو اسکیلئے حکم دو اور جسطرف دل چاہے ہمیں روانہ کرو ہم مطیع ہیں اور آپکو جان ودل سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں امیر المومنین یہ باتیں سماعت فرما کر بہت خوش ہوئے اور اُنکی تعریف کی وہ بھی فخرمندی کے ساتھ خوش خوش اپنی فرودگاہ پر چلے گئے دوسرے دن جسوقت سورج نکلا دونوں لشکروں نے جنگ کی تیاریکی اور صف بستہ ہو گئے امیر المومنین علی نے اپنے دوستوں سے مخاطب ہو کر فرمایا آج کل سے بھی زیادہ مضبوطی اور ثابت قدمی واستقلال کو اپنا شعار بناؤ اور جسوقت یہ لوگ جنگ چھیڑ دیں تو تم بھی ان پر حملہ کرو اور نمایاں کام کر کے دکھاؤ جب وہ بھاگ نکلیں تو بھاگ جانیوالوں اور زخمیوں اور عاجزوں کو قتل نہ کرنا عورتوں کی پردہ دری سے باز رہنا کسی کا پردہ فاش نہ کرنا اور میری اجازت بغیر کسیکے خیمہ میں گھسنا انکا اسباب اُنکے خیموں سے نہ نکالنا اور برباد نہ کرنا لیکن اثنائے جنگ میں مقتولوں کے پاس سے جو کچھ ملے لے لو اگر انکی عورتیں تمکو گالیاں اور کوسنے دیں تو تم اُنکا جواب نہ دینا خاموشی اختیار کرنا کیونکہ عورتیں بے عقل ہوتی ہیں غرض شامی سوار میدان جنگ میں آئے اپنی تعریفیں کرتے ہوئے معاویہ کے ثناخواں تھے اور رجز پڑھتے تھے امیر المومنین کے لشکر میں سے بھی جنگجو بہادر نکلے اور باہم الجھ پڑے ابو ایوب انصاری نے اپنی صف سے نکل کر اور میدان میں پہنچ کر مرد مقابل طلب کیا بہت دیر تک آواز دیتا رہا مگر شامی لشکر میں سے کسی نے بھی سر نہ نکالا جب ایک شخص نے بھی اسکے مقابلہ پر نکلنے کی جرأت نہ کی تو خود ہی ابو ایوب انصاری نے مرکب کو اڑایا اور شامی لشکر پر جا پڑا

حملہ کرتا تھا کوئی سامنے نہ ٹھیرتا تھا یہاں تک کہ معاویہ کے سراپردہ تک جا پہنچا اسوقت معاویہ دروازہ پر کھڑا تھا ابوایوب کو دیکھ کر بھاگا اور سراپردہ میں گھس کر دوسری طرف سے نکل گیا - ابوایوب دروازہ پر آکھڑا ہوا اور مرد مقابل کو طلب کرتا تھا کچھ شامی مقابلہ پر آئے ابوایوب نے حملہ کر کے کئی نامی سرداروں کو قتل کر دیا اس کے بعد سلامتی سے پھر آیا اب معاویہ بھی خوف زدہ زرد رو اپنے خیمہ میں واپس آیا اپنی سپاہ کو ملامت کرنے لگا کہ علیؑ کے ایک سوار نے تمہیں اس قدر لتاڑا اور پس پا کیا کہ میرے سراپردہ تک چلا آیا اور تمہارا یہ حال ہوا گویا قیدی بنا رکھا ہے اور ہاتھ پاؤں باندھ رکھے ہیں کسی ایک سے بھی اتنا نہ ہوا کہ مٹھی بھر خاک اس کے گھوڑے کے منہ پر ڈالدیتا ایک شامی بہادر نے جس کا نام منرقع بن منصور تھا معاویہ سے کہا خاطر جمع رکھیں میں بھی اسی سوار کی طرح حملہ کروں گا - جس طرح وہ تیرے سراپردہ تک آیا تھا میں بھی علی بن ابی طالب کے سراپردہ تک پہنچوں گا اور اگر علی کو دیکھ پایا تو موقع پا کر زخم زدہ کروں گا کہ تیرا دل شاد ہو اس کے بعد مرکب ڈالا اور لشکر امیر پر حملہ کیا اور جانب سراپردہ جناب امیر چلا ابو ایوب انصاری نے اسے آتا دیکھ کر گھوڑے کو ایڑ کی اور اسکے سر پر پہنچکر شمشیر کا ایک ہاتھ گردن پر رسید کیا اس صفائی کا ہاتھ بیٹھا کہ تلوار دوسری سمت سے نکل گئی اور سر بدستور گردن پر دھرا رہا اسی اثنا میں گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اس کا سر ایک طرف اور دھڑ دوسری سمت جا پڑا جو لوگ دیکھ رہے تھے ابوایوب کے ہاتھ صفائی پر تعجب کرنے اور اس کی تعریفیں کرتے تھے اب امیرالمومنین کے لشکر میں سے قبیلہ طے نے آگے بڑھ کر لشکر معاویہ کے مقابل جگہ لی اور معاویہ کی فوج میں سے حمزہ بن مالک ہمدانی نکلکر آیا اور پوچھا تم کون ہو - عبداللہ بن خلیفہ طائی نے کہا ہم ہی قبیلہ طے اور طے کوہ میں سے ہیں شمشیر زن جنگجو بے نظیر بہادر اور شب و روز لڑنیوالے سوار ہیں حمزہ نے کہا واہ واہ اے طے والو تم نے اپنی خوب ہی تعریف کی اور اپنے آپکو بہادروں میں شامل کر دیا اس کے بعد اپنی جمعیت سمیت ان پر حملہ کیا انھوں نے بھی خوب ہاتھ دکھائے دونوں طرف سے جان توڑ کر مقابلہ ہوا اس جنگ میں امیرالمومنین کے بہت سے اصحاب شہید ہوئے آخر محمد ابن ابی بکر نے کچھ سواروں سے ان کی امداد کی اور معاویہ کی فوج کے بے شمار آدمی خاک پر گرا دیے اور ظفر و نصرت کے ساتھ اپنے قیام گاہ کو پلٹے دوسرے دن پھر میدان کارزار گرم ہوا صفیں مرتب ہوئیں معاویہ کے لشکر سے کچھ سوار نکلے سر سے پاؤں تک لوہے میں غرق تھے آنکھ کے سوا اور کوئی برہنہ عضو نظر آتا تھا حضرت علیؑ کی طرف سے بھی اسی طرح مسلح ہو کر نکلے طرفین میں ایک ہزار سے زیادہ بہادر شریک تھے ایسے لڑے کہ سبکے سب کام آئے اور ان ایک ہزار میں سے طرفین کا ایک آدمی بھی زندہ نہ پھر اس کے بعد عبیداللہ بن عمر خطاب نے میدان میں آکر امیرالمومنین حسن بن علی کو آواز دی کہ مجھے کچھ کہنا ہے اگر قدم رنجہ فرماؤ تو عرض کروں گا حسن نے خیال کیا کہ شاید عبیداللہ جنگ کرنے کے واسطے بلاتا ہے ہتھیار لگا کر میدان میں آئے - عبیداللہ نے قریب آکر کہا تم مسلح ہو کر کیوں آئے معاذاللہ میں آپ کا دشمن ہوں بلکہ میں آپ سے ملاقات کرنا اور کچھ سمجھانا چاہتا تھا اور یہ کہ جو کہنا ہے عرض کروں حسن نے کہا جو کچھ کہنا ہو کہہ عبیداللہ نے کہا تمہارے باپ نے قریش کے ساتھ اچھا برتاؤ نہیں کیا اس سبب سے لوگ ان کے دشمن ہو گئے ہیں اور کہتے ہیں کہ انہوں نے عثمان کو قتل کیا ہے اب یہ امر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تم علی کا ساتھ چھوڑ دو اور ہمارے پاس چلے آؤ ہم سب متفق ہو کر خلافت آپکے حوالہ کر دینگے اور مطیع و فرمانبردار رہیں گے پھر یہ عداوت اور لڑائی بھی رفع دفع ہو جائیگی حسن بن علی نے کہا اے عبیداللہ مرحبا کیا اچھی تدبیر نکالی ہے اور بڑی نیک رائے دی کیا کہنے ہیں بھلا مجھ سے ایسا کام کیونکر ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالے کی جناب میں کافر ہو جاؤں جناب مصطفیٰ کے ارشاد کے برخلاف چلوں خلیفہ وقت اور وصی رسول پر حق سے سرتابی کروں - خبردار پھر ایسا کلمہ منہ سے نہ نکالنا تجھے شیطان نے بہکا رکھا ہے تیری آنکھ کی روشنی زایل کر دی ہے اور ان برے عمال نے جو تجھے ظہور میں آئے ہیں تیرے دل کو تاریک کر دیا ہے - تجھے دھوکہ دیکر دین سے برگشتہ بنا یا ہے اور اس ظالم بدکار فاسق اور مکار کی خدمت میں لا ڈالا ہے کیا تو اسکی نسب کو بھول گیا ہے اس کا باپ ابوسفیان - بھائی خالو اور چچا سب حضرت مصطفیٰ کے دشمن تھے اور اب بھی ہیں اور اگر ایمان بھی لائے ہیں تو محض مصلحت وقت سمجھ کر کلمہ شہادت زبان سے کہدیا ہے دل سے مسلمان نہیں ہوئے تھے نہ اب ہیں انہیں مسلمان نہ کہنا چاہئے بلکہ نام کے مسلمان کہنا لازم ہے اور تو جو فاروق کا بیٹا ہے اس سے جنگ کرتا ہے کہ کوئی تجھے ملامت نہ کرے مگر تجھے یہ بات خود ہی معلوم ہے کہ تو کیا کر رہا ہے اور کس شخص سے ل

بیٹھا اور کس کی مدد کرتا ہے جو نہ خود اسلام سے کچھ بہرہ رکھتا ہے نہ اُس کے باپ بھائی چچا وغیرہ ہی مسلمان تھے لے عبید اللہ پھر جا اور تو بھی جہاں تک تجھ سے ہو سکے وصی مصطفےٰ اور نفس رسول کی دشمنی میں زور لگالے ۔

## شکارگاہ میں ہشام بن عبدالملک کا ایک ایسے بوڑھے سے ملنا جو دقیق سوال و جواب سے آگاہ تھا

بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ہشام بن عبدالملک جنگل میں سیر کر رہا تھا اتفاقاً غبار اٹھتا نظر آیا ملازموں سے کہا اسجگہ ٹھیرو اور خود ایک غلام کے ساتھ اس طرف چلا قریب پہنچا ایک قافلہ نظر آیا جو ہر قسم کی جنس لا رہا تھا ہشام نے ان میں ایک ضعیف العمر آدمی دیکھا جو سب سے زیادہ خوبصورت اور ممتاز شخص معلوم ہوتا تھا اس سے پوچھا تو کون ہے اور کہاں سے آتا ہے تیرا وطن کسجگہ ہے بڈھے نے جواب دیا میرا وطن کوفہ ہے مگر تجھے اس سے کیا مطلب اگر میں عرب کے سب سے زیادہ معزز قبیلہ سے ہوا تو تجھے کچھ فائدہ نہیں پہنچیگا اور اگر میں سب سے زیادہ ذلیل گروہ میں سے ہوا تو اس میں تیرا کچھ نقصان نہیں اور جس امر سے کوئی نفع یا نقصان متعلق نہیں تو اسکا پوچھنا ہی کیا ہشام نے کہا مجھ کو تیری بات سے معلوم ہوا کہ تو اپنے حقیقت حال کے کہنے سے شرم کرتا ہے ہشام بھینگا اور بد صورت تھا بوڑھا ہنسا اور بولا میں نے تیرے کمینہ نسب کو تیری بھدی صورت اور کریہ شکل سے پہچان لیا اور اگر مجھے اپنی تعریف کرنے پر مجبور ہی کرتا ہے آگاہ ہو کہ میں اُس قبیلہ سے ہوں اور فلاں فلاں آدمی میرے قبیلہ میں سے ہیں ہشام نے کہا اللہ اکبر تو بہت ہی عیب دار نسب والا ہے اور جو شخص تیرے قبیلہ سے ہوا سے شکر کرنا چاہیئے بڈھے نے کہا ایسی صورت زیبا اور چشم تہلا پر تو اوروں کے عیب نکالتا ہے ذرا اپنی تو کہہ کس قوم سے ہے اور تیرا حسب اور نسب کیا ہے ہشام نے کہا میں قریش میں سے ہوں بڈھے نے کہا قریش بہت بڑا قبیلہ ہے اس میں اعلیٰ اور ادنیٰ وضیع و شریف سبھی شامل ہیں تو کس بطن سے ہے اور کیا صفات رکھتا ہے ہشام نے کہا میں بنی امیہ کے ان اراکین اور شہر فاریں سے ہوں جن کی شرافت اور بزرگی کی برابری کوئی دوسرا نہیں کر سکتا نہ کوئی جماعت اس گروہ سے انتقام لے سکتی ہے بڈھے نے یہ باتیں سنکر زور سے قہقہہ لگایا اور کہا اے بھائی بنی امیہ تجھے مرحبا ہے کہاں تک تو نے اپنے نسب کی نفاست کو چھپا کر رکھا اور مجھے اپنی نسبت غلط فہمی میں ڈالے رکھا خوب کیا کہ یہ بات کہدی اور میرے دل سے اس فکر کو دور کر دیا ہیہ ہے تو بہت ہی اچھے نسب منتخب خاندان قابل تعریف گروہ اور عالی مرتبہ جماعت میں سے ہے تجھے ایسے نسب پر شرم آنی چاہیئے کیا تو نے نہیں سنا کہ بنی امیہ زمانہ جاہلیت میں سود کھاتے تھے مسلمان ہوئے تو خاندان نبوت کے حقوق پر ہاتھ صاف کیا تمہارا بڑا بڈھا سردار زمانہ سابق میں شراب خوار تھا اور اب ظالم ہے تیرے قبیلہ نے چالیس معرکوں میں پشت دکھائی اور بھاگ کر اپنے بہادروں کو برباد اور اپنی آبرو کو خراب کیا بدلہ لینے سے عاجز رہ گیا ہے تو بڑی حقیر جماعت میں سے ہے جس کی یہ کچھ خصلت اور مذہب ہے اور دلیری و بہادری اس قسم کی علاوہ ازیں تم سید المرسلین کی گواہی کے مطابق دوزخی بھی ہو ۔ تمہارے مرد نسب کی عار کے سبب آنکھ نہیں ملا سکتے تمہاری عورتیں طینت کی بدی اور شہوت کے غلبہ کے باعث سر اونچا نہیں کر سکتیں عتبہ جو بدر کے دن علمبردار تھا تمہارے نسب ملاتا ہے اور ہندہ جو تمام عیبوں کی خزانہ مشہور تھی تم سے علاقہ رکھتی ہے صخر بن حرب یعنی ابو سفیان زمانہ جاہلیت میں شرابخوار اور بدکار تھا جونہی دولت دینے والے سابقہ دیا کئی مرتبہ جناب مصطفیٰ پر لشکر لیکر چڑھائی کی اور جسوقت اسلام میں لایا گیا تو حسن اعتقاد کی توفیق میسر نہوئی یہ بھی تم میں سے تھا معاویہ جسکی نسبت جناب رسالتمآب نے سات مرتبہ ایسا ارشاد کیا ہے تمہارے سر کا تاج اور امام و پیشوا تھا وہ رسولؐ کے وصی اور چچا زاد بھائی کی ساتھ لڑا اور زیاد ولد الزنا کو اپنی نسب میں شریک کیا اور ذات العلا

کو جو اُسکی منکوحہ اور مطلقہ تھی اپنے نکاح میں لایا جب اپنا آخری وقت آیا تو اپنے بیٹے یزید کو ولیعہد بنایا سنت نبوی کو مٹایا ہر ایک سنت کی عوض بدعت جاری کی اور اُس نے خونریزی کی عادت ڈالی اصحاب علی ابن ابیطالب پر مسلط کیا عتبہ ابن معیط کو جسے رسولؐ نے قریشی نسب سے خارج فرمایا تھا تمنے اپنے ساتھ ملحق کر لیا اپنے عزیزوں میں سے ایک عورت اُسکے حوالہ کردی حالانکہ وہ صفویہ والومنین سے یہودی تھا جسکی نسبت امیرالمومنین علیؑ نے فرمایا کہ اسے بہترین بندہ نے قتل کیا ہے اور نہیں عار لگادی تم ایسے پسندیدہ اور قابل تعریف لوگ ہو اُسکا بیٹا ولید جسنے کوفہ میں شراب پیکر صبح کے وقت پیشنمازی کی اور دو رکعت کی عوض چار رکعتیں پڑھا دیں اور اللہ تعالیٰ نے قرآن میں جسکی نسبت فاسق ہونا فرمایا ہے جسجگہ یہ ارشاد کیا ہے افمن کان مومنا کمن کان فاسقا لایستوون وہی تمہارا ولید اور تمہو وہ ہے اور عبدالملک بن مروان جسکا سب سے بڑا فاضل دوست اور سب سے زیادہ مشفق امیر حجاج لعین تھا وہ بھی تمہارا بزرگ ہے وہ بدکاروں خیانت کرنیوالوں اور بیوفاؤں کا جتھا بھی جسنے پیغمبر کی اولاد کو شہید کیا اور گوہ میں بھر اور نجاست بھر بھر کر خانہ کعبہ میں پھینکی سب تمہارے ہی یادگار اور مددگار رہے تمہارا پہلا مددگار دہیانی غدار اور آخری مکار ہے تمہارا بزرگ شرابی اور جھوٹا بیچارا بوڑھا جب ان مذکورہ بالا باتو نکو بیان کر چکا تو ہشام ہکا بکا اور ششدر وحیران کھڑا رہگیا۔ کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کیا جواب دے غمزدہ حالت میں بجانب لشکر پلٹا اور غلام سے کہا دیکھا اس بوڑھے نے ہمارا کیا حال کیا تجھے اسکی کچھ باتیں یاد ہیں جو بیان کر سکتا ہو غلام نے کہا خدا کی قسم میں تو اسکی باتیں سنکر ایسا سُن اور بیخبر ہو گیا تھا کہ اپنا نام تک یاد نہ رہا تھا پھر اس مہمل گفتگو کو کیا یاد رکھ سکتا ہے تو کئی دفعہ چاہا کہ تلوار سے اسکا سر اڑا دوں وہ بڑا ہی کافر بڈھا سا آن شیطان اور بُرا آدمی تھا ہشام نے کہا اگر تو اس کے برخلاف کچھ کہتا تو ابھی تیرا سر قلم کر دیتا خبردار تجھے ان باتوں سے کوئی بھی یاد نہ رکھنی چاہئے نہ کسی سے ذکر کرنا ورنہ تو اپنی جان ضایع کرے گا ہشام نے اپنے خدمتگاروں کے پاس پہنچکر ایک دستہ کو حکم دیا کہ اس شکل وشبیہ کا بڈھا قافلہ کے ہمراہ اس مقام پر ہے اسے میرے پاس پکڑ لاؤ ان لوگوں نے اس دشت وبر میں اُسے بہت کچھ ڈھونڈا اور دیکھ بھال کی مگر کہیں پتہ نہ لگا کیونکہ ہشام کے پلٹنے کے بعد اُسے خیال آیا کہ یہ سوار حاکم وقت معلوم ہوتا ہے اب میری گرفتاری کے لیے آدمیوں کو بھیجے گا اس لیے نہایت ہی عجلت کے ساتھ راستہ سے علحدہ ہو کر ایسی طرف سے نکل گیا کہ جہاں سے کسی خاص وعام کا گذر نہ تھا۔ ہشام اُس وقت سے ہمیشہ اس شخص کی گرفتاری کے درپے رہتا تھا اور ہاں دن کی اُس چوک پر کہ اُسے گرفتار نہ کیا۔ افسوس کیا کرتا تھا۔ غلام بیان کرتا ہے مجھے اس بڈھے کا کہنا حرف بحرف یاد تھا اور تمام باتیں مجھے سورہ الحمد سے زیادہ ازبر تھیں لیکن میں نے اس وقت مصلحت نہ سمجھا اس لئے ہشام کے جواب میں انکار کر دیا اور سلامت رہا جب تک ہشام زندہ رہا میں نے ان باتوں کا ذکر کسی شخص سے نہیں کیا الغرض ہم پھر اُسی جگہ سے بیان شروع کرتے ہیں کہ عبیداللہ حسن ابن علی کی یہ باتیں سنکر بہت ہی شرمندہ ہوا اور الٹا پھر گیا اور جو گفتگو مابین ہوئی تھی معاویہ سے جا کہی اس کے بعد معاویہ نے شامیوں کی ایک جماعت کو طلب کر کے اہل عراق سے جنگ کرنے کی ترغیب دلائی اور کہا کہ علی کے لشکر پر حملہ کرو شاید کچھ کام نکل آئے کیونکہ اب جنگ کو بہت عرصہ ہو گیا ہے ان لوگوں نے عراق والوں پر بڑا سخت حملہ کیا اور ایک ہزار سواروں کو بہت پیچھے ہٹا لے گئے امیرالمومنین یہ حال دیکھ کر گھوڑے پر سوار ہوئے آپ کے دوست بھی سوار ہو کر ساتھ ہوئے پھر بلند آواز سے تکبیر کہتے ہوئے اُنپر حملہ کیا شامی تاب مقابلہ نہ لا کر بھاگ نکلے آپ نے فرمایا کہ ان نالائقوں کو پوری سزا دو چنانچہ امیرالمومنین کی فوج اُن کے قتل کرنے پر مستعد ہو گئی ایک ہی حملہ میں سات سو شامی کاٹ چھانٹ گرا دیے اور خود فتح وظفر کے ساتھ اپنے ٹھکانے پر پلٹ آئے دوسرے دن سورج نکلتے ہی صف آرائی ہو گئی امیرالمومنینؑ نے بھی سلحہ سجے اور جناب رسولخدا کی سواری گھوڑے پر سوار ہو کر میدان میں آئے اور آواز دی کہاں ہے ہندہ کے لڑکے ان خدا کے بندوں سے ہاتھ اٹھا اور اُنکی خونریزی سے باز آ اور خود میدان میں آ کہ باہم کچھ دیر جنگ آزمائی کریں اگر تو غالب آیا مجھ پر فتح پائے گا اور ملک ہاتھ آجائے گا اور اگر اللہ تعالے نے مجھے مظفر ومنصور کیا تو مسلمان اس شدت ورنج سے بچ جائینگے معاویہ امیرالمومنین کی آواز سنکر خاموش ہو رہا عبیداللہ بن عمر بن خطاب نے کہا اپنے اوپر عیب نہ لگا اگر تو سفیان کا بیٹا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے شجاعت اور جنگ وجدال میں مہارت کامل حاصل ہے تو میدان میں جا ہم بھی تیری بہادری اور دلیری دیکھیں معاویہ پھر بھی چپ ہو رہا اور کچھ نہ بولا

امیر المومنین نے کچھ عرصہ تک گھوڑے کو میدان میں کاوے دے اور جب دیکھ لیا کہ معاویہ مقابلہ پر آنا نہیں چاہتا تو باگ اٹھائی اور اسکی فوج کے میمنہ ومیسرہ پر حملے کر کے سکو ابتر و برہم کر دیا اور کئی شخصوں کو قتل کر کے اپنے لشکرگاہ میں واپس چلے آئے عمرو عاص نے کہا اے معاویہ تو نے سمجھا نہ کیا کہ علی ابو طالب نے میدان میں آکر تجھے طلب کیا اور تو مقابلہ پر نہ نکلا معاویہ اس کی یہ بات سُنکر ہنسا اور بات ٹالکر اور اور ذکروں میں مشغول ہو گیا اب امیر المومنین نے اور رنگ کا لباس زیب بر کیا اور معرکہ میں نکل کر مرد مقابل طلب کیا عمرو عاص نکلکر آیا اس بےخبری میں کہ یہ کون شخص ہے اُسنے رجز پڑھی اور کہا اے اہل عراق میں تم سے جنگ کرونگا اور اگرچہ تم سب کے سب ابوالحسن ہی کیوں نہو میں سبکو شمشیر سے پرزے پرزے کر ڈالونگا امیر المومنین کو یہ بات سخت ناگوار گذری ضرورت سمجھکر اپنا نام ظاہر کر دیا عمرو عاص آپ کا نام سنتے ہی سمجھا کہ شیر کے منہ میں آگیا گھبرا کر بھاگا امیر المومنین نے بھی گھوڑا اُس کے پیچھے ڈالا اور قریب پہنچکر نیزہ رسید کیا اتفاقاً نیزہ کی سنان اُس کے پیراہن پر بیٹھی اور عمرو کو گھوڑے سے گرا دیا وہ گدی کے بل زمین پر گرا ٹانگوں میں ازار نہ تھی پاؤں اونچے ہونے کے سبب اس کی شرمگاہ آشکارا ہو گئی امیر المومنین نے فوراً منہ پھیر لیا اور فرمایا تجھے خدا کی پھٹکار جا تو اپنی شرمگاہ کا آزاد کردہ ہے عمرو عاص موقع پاکر اُٹھا اور بھاگ کر معاویہ کے پاس جا پہنچا معاویہ نے قہقہہ لگایا اور کہا اے عمرو تو عجیب غریب کیا کسی شخص نے کُون دکھا کر قتل ہونے سے پیچھا نہیں چھوڑایا اور جس شخص نے یہ حیلہ کیا اور کون برہنہ کر کے جان بچائی وہ تو ہی ہے علی عجیب نیک خلق مرد ہے جسنے کسی کون پر نظر ڈالنی گوارا نہ کی اور نہ چاہا کہ برہنہ کون والے کو قتل کرے اگر کوئی اور ہوتا تو تجھے مار ہی ڈالتا لیکن اسکی حیا اور کرم اسے روکدیا کہ تجھے قتل کرنے سے چھوڑ دے اور شرمگاہ پر نظر نہ ڈالے عمرو نے کہا اے پسر سفیان تو کب تک یہ ذکر کئے جائے گا خدا کی قسم اگر تو میری جگہ اس حالت سے بھی وہاں ہوتا تو علی تیری جان لے ہی ڈالتا اور تجھے برہنہ کون ہونے سے بھی امان نہ ملتی میں دیکھتا تھا کہ جسوقت تجھے لڑائی کے لئے طلب کیا تھا اور تیرا رنگ زرد پڑ گیا تھا اور منہ پر ہوائیاں اُڑنے لگی تھیں تو اتنی بیہودہ بکواس نکر اور میرے ساتھ تمسخر کرنے سے باز آ تو ایسا دلیر اور بہادر نہیں جو مجھ پر ہنس سکے عمرو عاص کہ رہا تھا اور معاویہ خوش ہو ہو کر ہنستا تھا اور کہتا تھا اے ابا عبداللہ اگر تو علی کے سامنے سے بھاگ پڑا تو کوئی ڈر کی بات نہیں مگر کون کو برہنہ کر دینا اور شرمگاہ کو کھول دینا بہت ہی بڑی فضیحت اور رسوائی کی بات ہے عمرو نے کہا ان باتوں کو جانے دو معرکہ آرائی کے لئے قدم بڑھا اور میدان میں نکل کہ تیری بھی دلیری اور بہادری دیکھوں دوسرے دن آفتاب طلوع ہونے پر امیر المومنین نے اپنے آدمیوں کو طلب کیا جب سب جمع ہو گئے خطبہ پڑھا اور مسلمانوں کو اچھی اچھی نصیحتیں کیں اور اثنائے خطبہ میں فرمایا اے لوگو خدائے تعالےٰ نے تمہیں ایک کام کا حکم دیا اور ایک تجارت کی ہدایت کی ہے جس کی طرف متوجہ ہونا اور دلی رغبت رکھنا سبب حصول نجات اور موجب درجات عالیہ ہے تم جنتوں کی نعمتوں اور حوروں کو پاؤ گے جیسا کہ کلام مجید میں ارشاد ہے ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا کانھم بنیان مرصوص یعنی بے شک اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو اس کے راستہ میں صف بستہ ہو کر لڑتے ہیں گویا وہ دھات کی دیواریں ہیں اس آیت شریف کے معانی پر غور کرو اپنی صفوں کو دھات کی دیواروں جیسی بناؤ زرہ والوں کو آگے رکھو اور جن شخصوں کے پاس اسلحہ کم ہیں انہیں پیچھے لو دلکو مضبوط اور قدم کو اپنی جگہ قایم رکھو یہ باتیں لڑائی کے لئے ضروری ہیں اور ایسا کرنے سے تیر تلوار کارگر نہو گی تمہارا دل قوی رہیگا جنگ کیوقت تیر کو اچھی طرح کھینچنا چاہیئے کہ پورا کام دے سکے نیزہ کو سب سے اچھا ہتھیار سمجھو اور ایسے شخص کو نہ دو جو تجربہ کار اور عمدہ مبارز نہو صفوں میں سے نکل کر نہ بھاگو کیونکہ اس سے غضب الہٰی میں گرفتار رہو گے آگاہ ہو کہ احتیاط اور بچاؤ عمر کو بڑھا نہیں دیتا اور دلیری و بہادری زندگی کو گھٹا نہیں سکتی مقررہ موت اور حکم خدا کو کوئی شے نہیں ہٹا سکتی جیسا کہ وارد ہے قل لن ینفعکم الفرار ان فررتم من الموت او القتل واذا لا تمتعون الا قلیلا اگر اس وقت بچاؤ کرو گے اور جنگ سے بھاگو گے تو اس صورت میں کہ حکم خدا ہی گا کہ موت آجائے تو بھاگنے سے کوئی فائدہ نہ نکلیگا نہ تم بھاگ سکو گے جو کچھ زمانہ کی تبدیلیاں مقدر ہو چکی ہیں وہ دیکھنی ہی پڑیں گی اس لئے دلکو حکم الہٰی کے تابع کر لو اور صبر سے طالب امداد ہو کیونکہ صبر سے ظفر حاصل ہوتی ہوتی ہے امیر المومنین کے سچے دوستوں اور سچے ہوا خواہوں نے بڑی خوشی اور مسرت سے آپ کا یہ فرمان قبول کیا اور عرض کی ہم آپکے غلام مطیع و فرمانبردار

ہیں جان و دل سے زیادہ آپ کو عزیز رکھتے اور آپ کے خیر خواہ ہیں جس امر کے لئے حکم دو گے دل و جان سے بجا لائیں گے اور جب تک ذرا سی بھی
جان تن میں باقی ہوگی خدمت گذاری میں ذرا کمی نہ کریں گے امیر المومنین نے اُن کو دعائے خیر دی پھر سوار ہوئے اور تمام لشکر آپ کے ہمرکاب مستعد ہوگیا
جب وقت رزمگاہ میں آئے ایک شامی بہادر سمیع بن بشر خرامی نے قوم بنی خرام کے پاس آکر کہا اے بھائیو میری مدد کرو میں چاہتا ہوں کہ آج کچھ نمایاں
خدمت ادا کروں لوگ علی کی دلیری اور بہادری کی بڑی تعریف کرتے ہیں میں چاہتا ہوں کہ لڑکے دیکھوں اور اُس کے ساتھ جنگ کروں بنی خرام
میں سے کسی نے بھی اُسکا ساتھ نہ دیا ناچار گھوڑے کو چابک لگا کر میدان میں آیا اور کہا علی کو بتاؤ کہاں ہے میں اُس سے جنگ کروں گا عدی بن
حاتم گھوڑا بڑھا کر میدان میں آیا اور کہا یہ شیخی کب تک - میں تیرے مقابلہ کے لئے آپہنچا دکھا کیا ہنر رکھتا ہے خرامی نے یہ بات سن کر عدی پر حملہ
کیا اور عدی نے اس کے سینہ پر ایسا نیزہ مارا کہ فوراً گھوڑے سے گر کر مر گیا اب خالد بن معمر دوسی جو زمانہ کے مشہور و معروف بہادروں میں سے
بڑا نامور شخص تھا امیر کی فوج میں سے نکلا اور میدان رزم میں کھڑے ہوکر بولا اے عراق و حجاز کے باشندو تم میں کون اپنے آپ کو خدا کے ہاتھ
فروخت کرنا اور میرا ساتھ دینا چاہتا ہے کہ میں اس بدذات گروہ سے جنگ کرکے اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کروں ہر ایک قبیلے سے سوار
غول کے غول نکلنے شروع ہوئے یہاں تک کہ اس کے پاس نو ہزار بہادر جمع ہوگئے سب اس کے ہمراہ ہوئے اور تلواروں کے میان توڑ کر اُس کو سا
ڈال دئے پھر شامیوں کے معرکہ کی طرف متوجہ ہوئے بہادرانہ حملہ کئے اور ایسی کارزاری کی کہ کبھی نہ دیکھی نہ سنی گئی اور نہ کسی تاریخ یا جنگنامہ میں اس
جیسی لڑائی پائی جاتی ہے لڑتے بھڑتے معاویہ کے سراپردہ تک پہنچ گئے معاویہ یہ حال دیکھ کر نکل بھاگا اور شامی لشکر میں جا چھپا خالد سراپردہ کے
اندر گھس گیا اور جس قدر سامان و اسلحہ موجود پایا لوٹ لیا اب معاویہ نے ایک چال چلی ایک قاصد خالد کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ تو جنگ اور لوٹ میں
اسقدر سختی کیوں کرتا ہے اس حرکت سے باز آ اگر میں فتحیاب ہوگیا تو خراسان کی امارت تیرے حوالے کردوں گا خالد کو خراسان کی امارت کا لالچ آگیا
معاویہ کی شرط قبول کرکے سعی جنگ سے ہاتھ روک لیا اور اپنی قیام گاہ پر پلٹ آیا . بیان کرتے ہیں کہ جب امیر المومنین علی کو نماز میں شہید کردیا اور
معاویہ کا کام بنگیا تو خالد بن معمر معاویہ کے پاس پہنچا اعور شنی اُس کے ہمراہ تھا معاویہ نے ان دونو کو دیکھ کر بہت سخت و سست کہا اور گالیاں
دیں اور سامنے سے دھتکار کر نکالدیا اور ان کے اس روز کے حملے کرنے یاد دلائے وہ چپکے کھڑے رہ گئے جب معاویہ اپنے کام سے فارغ ہوگیا
تو خالد نے یہ قطعہ پڑھا قطعہ معاوی لا تجهل علینا فاننا : تزلزل فی الحرب العصیب معادیا : متی تدع فینا دعوة ربعیة : بجالد
و خال یحصنون العوالیا : فان تطعنا یا بن حرب بمثلها : تکن خیر من تدعوا ذکنت داعیا : وکنت امرأ اھوی العراق واھلھا : و
کنت حجازیا ولم ان شامیا : فلا تجفنا واجمع الیک قلوبنا : فانک ذو حلم وما کنت جانیا : و ذو عنک شیئا قد مضی لسبیله : علی ای
حالة مصیبا و خاطیا معاویہ نے یہ اشعار سنکر خطا معاف کردی اور کہا میں نے تجھے معاف کیا پھر خزانچی کو حکم دیا کہ پچاس ہزار دینار میرے خزانے سے
لیکر خالد کے گھر پہنچا دئے - بیس ہزار خاص خالد کو دیئے اور تیس ہزار اُس کے چچازاد بھائیوں میں تقسیم کردئے الغرض ہم پھر اصل مطلب بیان
کرتے ہیں دوسرے دن ابو ہریرہ اور ابو درداؤ لشکر امیر المومنین علیہ السلام سے نکل کر معاویہ کے پاس گئے اور کہا تو مسلمانوں سے کیوں جنگ
کرتا ہے اور کس لئے ہزارہا مسلمانوں کی خونریزی چاہتا ہے - سچ یہی ہے کہ علی ابن ابی طالب خلافت کے باب میں اولیٰ تر ہیں کیونکہ دین کے
اختیار کرنے میں سب پر سبقت رکھتے ہیں اور جو فضیلتیں آپ کو اسلام میں حاصل ہیں اور جہاد رسول خدا کے سامنے کئے ہیں نیز ہجرت میں بھی
اول درجہ رکھتے ہیں اور تو بھی اور لوگوں کی نسبت اُن کے وسائل حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ اور علم و فضل اور خصائل جمیلہ سے بخوبی آگاہ ہے اسکی
کچھ ضرورت نہیں کہ آپ کے اخلاق حسنہ اور محامد نسبی تجھ سے بیان کریں علاوہ ازایں تو خلافت کا مستحق نہیں ہوسکتا پھر کسلئے دنیاوی طمع کے سبب جسپر خدا کی
لعنت ہو تو ایسے شخص سے جھگڑا اور فساد رکھتا ہے اور اپنے دین میں خلل ڈالتا ہے اے پسر ابوسفیان خدا سے ڈر اور خدا و رسولخدا کو اپنا دشمن نہ بنا
ہم یہ باتیں محض تیری بھلائی کیلئے کہتے ہیں آیندہ تجھے اختیار ہے ❁ درد ہر کام دل ساز فرانتہ گیر : ملک عرب عجم بخود داشتہ گیر : تادر نگری آنچہ مراد دل تست

بمداشتہ گیر باز بگذاشتہ گیر یعنی فرض کر کے کہ دنیا میں اپنا مقصد حاصل کر لیا ہے ۔ عرب وعجم کا ملک فتح کر لیا ہے اگر غور کر کے دیکھو گا تو تمام دلی مرادیں حاصل کرنے کے بعد چھوڑ ہی ہوئی پائے گا معاویہ نے کہا میں اپنے آپ کو علی پر ترجیح اور فضیلت نہیں دیتا اور یہ نہیں کہتا کہ میں امر خلافت میں اُس سے زیادہ مستحق اور لایق ہوں یا اُس کے علم وفضل سے انکار کرتا ہوں علی ان پسندیدہ خصلتوں اور کریمانہ صفتوں اور ذاتی شرافتوں میں ایسا ہی ہے جیسا تم بیان کرتے ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ مگر اُس سے قاتلان عثمان کو طلب کرتا ہوں اور وہ انہیں اپنے پاس فراہم کئے ہوئے ہے اور ہر روز اُن کی عزت وحرمت اور مرتبے میں افزونی کی جاتی ہے انہیں میرے حوالے نہیں کرتا مجھ میں اور اس میں دشمنی اور عداوت کا یہی سبب ہے اگر علی قاتلان عثمان کو میرے حوالے کر دے تو پھر مجھے اُس سے کوئی عداوت ودشمنی باقی نہ رہے پھر میں اس کی خدمت میں حاضر ہو جاؤنگا اور جس طرح اور مسلمان متفق ہو گئے ہیں میں بھی اتفاق کروں گا بلکہ ہزارہا اور خدمتیں بھی بجا لاؤں گا انہوں نے کہا اس امر کے علاوہ جو تم نے بیان کیا کہ عثمان کے قاتلوں کو طلب کرتا ہے کوئی اور بات بھی ہے یا نہیں معاویہ نے کہا اس کے سوا اور کوئی خواہش نہیں انھوں نے کہا یہ آسان کام ہے ہم جاتے ہیں اور ابھی اس کام کو کرلاتے ہیں اور اس دشمنی اور لڑائی کو مٹا کر آتش فساد پر پانی ڈالدیتے ہیں وہاں سے اُٹھ کر امیر المومنین علی کی خدمت میں حاضر ہوئے شرط آداب بجا لائے اور بیٹھکر عرض کی اے امیر المومنین آپ کی فضیلت وشرافت کا مرتبہ عالی سب لوگوں پر آشکارا ہے اور آپ کی شان کی رفعت وبلندی آفتاب سے زیادہ روشن ہے اور معاویہ ایک بے دین دنیا طلب شخص ہے اُس کے پاس بے وقوفوں جاہلوں اور لالچی لوگوں کا جتھا جمع ہو گیا ہے آپ نے اپنے آپ کو اس مہم کی تردد میں مبتلا کر رکھا ہے اور سفر دور ودراز قطع کر کے یہاں معرکہ آرا ہوئے ہیں ہر روز طرفین سے بے شمار خلقت ماری جاتی ہے اور مسلمان سخت رنج وتکلیف میں مبتلا اور ذلت وخواری میں گرفتار ہیں آپ بھی تمام دن دل پر صدمہ اُٹھاتے رہتے ہیں اور رات دن اسی فکر اور سوچ میں کٹتے ہیں معاویہ آپ سے صرف قاتلان عثمان کو طلب کرتا ہے کچھ اور نہیں چاہتا آپ انہیں اُس کے حوالے کر دیں ۔ پھر یہ کاوش اور عداوت ولڑائی جھگڑا مٹ جائے گا ہم معاویہ کے پاس گئے تھے اور اس معاملہ کا فیصلہ اس طریق پر کر لائے ہیں اگر آپ رضامند ہوں اور قاتلان عثمان کو اُسکے حوالہ کر دیں تو وہ خدمت مبارک میں حاضر ہو کر بیعت کرے گا امیر المومنین نے کہا اے اصحاب رسول معاویہ بڑا مکار فریبی اور فتنہ پرداز ہے تم نہیں جانتے کہ اس بیان سے اسکی کیا مراد ہے تمکو اور تمام مسلمانوں کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ جس دن عثمان کو قتل کیا ہے میں وہاں نہ تھا اور تحقیق طور پر مجھے معلوم نہیں کہ عثمان کا قاتل کون شخص ہے اگر تم جانتے ہو بیان کرو انھوں نے کہا ہم نے سنا ہے کہ محمد بن ابی بکر ان لوگوں میں سے ہے جنہوں نے اُسے ہلاک کرنیکا قصد کیا اور گھر میں داخل ہوئے اور عمار یاسر اشتر نخعی عدی بن حاتم طائی عمر بن حمق خزاعی وغیرہ تھے آپ نے فرمایا جاؤ ان لوگوں کو بلا لو اور ابوہریرہ اور ابودرداء نے جا کر ان لوگوں کو پکڑا اور کہا تم نے عثمان کو مارا ہے امیر المومنین نے حکم دیا ہے کہ تمہیں پکڑ کر قصاص میں قتل کریں یہ کہنا تھا کہ تمام لشکر پر جوش ہو کر بولا اے ابوہریرہ اور اے ابودرداء قتل عثمان کے دن تمام مہاجر وانصار اور صحابہ مدینہ میں موجود تھے کسی نے بھی اُس کی مدد نہ کی سب علیحدہ رہے کیونکہ وہ طریقہ شرع پر نہ چلتا تھا ہر روز اس سے اور اُس کے ظالم عاملوں سے کوئی نہ کوئی ایسا ہی امر سرزد ہوتا تھا جس کی برداشت کسی سے نہ ہو سکتی تھی لوگ دشمن بنگئے ہر اک گروہ کے بہتیرے لوگ بھڑک اُٹھے ام المومنین عایشہ صدیقہ طلحہ وزبیر نے متفق ہو کر فساد کی آگ بھڑکائی اور سب سے پہلے جو شخص عثمان کے مکان پر چڑھا طلحہ تھا اُسکے علاوہ عثمان نے معاویہ کے پاس قاصد بھیجکر مدد طلب کی تھی معاویہ نے مدد دینی منظور نہ کی اگر وہ مدد کرتا تو اس میں شک نہ تھا کہ عثمان قتل نہ ہوتا یہ سب باتیں تمہیں اچھی طرح معلوم ہیں معاویہ نے تمہیں بے وقوف پاکر ان غلط باتوں سے دھوکا دیا ہے تم اس بات سے باز آؤ اگر زیادہ درپے ہو گے تو تمہیں بھی عثمان کے پاس پہنچا دینگے قتل عثمان میں سہزار شمشیر زن شریک تھے تم دو آدمی ہمیں کس طرح ہلاک کر سکتے ہو ابودرداء اور ابوہریرہ یہ باتیں سُنکر حیران رہگئے کچھ نہ کہہ سکے اور امیر المومنین کے لشکر سے نکلکر معاویہ کی فوج کی طرف چلے اور باہم کہتے جاتے تھے کہ بڑی مشکل کی بات ہے یہ فساد کسطرح مٹ سکیگا معاویہ کے پاس پہنچکر جو کچھ کہا اور گذرا تھا مفصل کہہ سنایا پھر وہاں سے نکلکر شہر حمص میں عبدالرحمان بن غنم کے پاس گئے جو معاذ بن جبل کا دوست تھا اور اس کے

بعد شامیوں کو علم فقہ اور طریق اسلام اور احکام دین کی تعلیم کرتا تھا۔ پھر دونوں نے اس سے وہ تمام حالات جو معاویہ اور امیر المومنین علی کے مابین ظہور میں آئے اور کہے سنے تھے بیان کئے اور امیر المومنین کے لشکر میں دس ہزار شخصوں کا جمع ہونا اور تلواریں کھینچکر یہ کہنا کہ ہم سب قاتلان عثمان ہیں کہہ سنایا عبدالرحمان نے کہا مجھے تم پر تعجب آتا ہے تم دونو سمجھدار اور رسولخدا کی صحبت یافتہ اور تمام حالات سے آگاہ ہو اور جانتے ہو کہ جس عثمان کو مدینہ میں قتل کیا ہے تمام مہاجر و انصار موجود تھے کسی نے بھی مدد نہ کی اور نہ کسی دشمنی کرنے والے کو روکا اور یہ امر آفتاب سے زیادہ روشن ہے اور تمہیں معلوم ہے نہ اس کے بیان کرنے کی کچھ حاجت ہے کہ جو شخص حضرت علی ابی طالب سے بیعت کریگا وہ اس شخص سے اچھا ہے جو معاویہ کی بیعت اختیار کرے گا کیونکہ معاویہ طلقا میں سے ہے اور انہیں خلافت کرنا جائز نہیں تم یہ سب باتیں جان کر بھی معاویہ کے پاس پیغام بیجاتے اور امت محمد کے معاملہ میں اس سے فیصلہ چاہتے ہو یہ تو نہایت ہی عجیب و غریب معاملہ ہے جو میں تم سے سنتا ہوں قصہ کوتاہ ابوہریرہ اور ابو درداکی سفارت و پیغام بری سے کچھ فائدہ نہوا نہ اُن کی وساطت اور فہمایش کارگر ہوئی بلکہ آتش فساد زیادہ مشتعل ہوگئی اور اس کی لپٹیں زیادہ دور دور تک پہنچنے لگیں دوسرے دن لشکر صف بستہ ہو کر ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے۔ عمر عاص نے آگے بڑھ کر قبیلہ عک کو بلایا اُس نے اس کا ساتھ دیا اب وہ رجز پڑھتا ہوا میدان جنگ میں ادھر اُدھر مرکب کو کاوے دینے لگا مگر ڈر ڈر کر قدم بڑھاتا تھا ادھر سے اشتر نخعی نے دیکھا کہ قبیلہ عک زیادہ بڑھ آیا ہے اور عمرو عاص کے زیر حکم ہے قبیلہ مذحج کے تین سو سوار ہمراہ لے کر نکلا اور قبیلہ عک کا رُخ کیا دونوں میں جنگ ہونے لگی اشتر عین ہنگامہ کارزار میں عمر عاص کو تلاش کرتا پھرتا تھا کہ دیکھ پائے تو اُسپر وار کرے اسی اثنا میں دیکھا کہ وہ گھوڑے کو دوڑاتا رجز پڑھتا ہوا اپنی تعریفوں کے پل باندھ رہا ہے اشتر نے اُسپر حملہ کیا وہ بھاگ کر قبیلہ عک کے سواروں میں جا چھپا اب اشتر نے اپنے سواروں کو حکم دیا کہ ہاں یکبارگی حملہ کرو اور قبیلہ عک کے سواروں کو پیچھے ہٹالے جاو شاید اس حملہ میں ہم عمر کو دیکھ پائیں اور گرفتار کر کے یا وار لگا کر اُس کے شر کو مٹا دیں گے اُس کے ہمراہیوں نے کہا ہم ایسا ہی کریں گے اور دفعۃً اس جوش و خروش سے حملہ کیا کہ قبیلہ عک کو ہٹاتے ہوئے سراپردہ معاویہ تک جا پہنچے اور اسی سے زیادہ سوار مار ڈالے اور عمر کو بھی اشتر کے ایک ساتھی نے گرد و غبار میں دیکھ پایا اور نیزہ رسید کیا جس سے عمر عاص سخت زخمی ہو کر بھاگا اور خیموں میں جا چھپا قبیلہ عک کے اکثر آدمی زخمی و خستہ ہو گئے آج معاویہ بہت حیران و پریشان ہوا کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ کیا تدبیر کرے بے حد گرد و غبار بلند تھا اور برچھیوں پر برچھیاں اور تلواروں پر تلواریں پڑنے کا اور بہادروں کے نعرہ زن ہونے کا غل و شور آسمان تک جا رہا تھا اسی ہنگامہ میں ام سنان مذحجیہ بھی ایک ٹیلہ پر کھڑی ہوئی شامیوں کو گالیاں دے رہی تھی اور اپنی قوم والوں کا دل بڑھاتی جاتی تھی معاویہ اُسے دیکھ رہا تھا اور اُس کی آوازیں سنتا تھا آج بھی لڑائی نے صبح سے شام تک طول کھینچا جب رات ہوگئی دونو لشکر آپس سے علیحدہ ہو کر قیامگاہوں کو پلٹ آئے معاویہ رات بھر سخت غمناک رہا اور اپنے دوستوں اور خاصوں سے کہتا تھا کہ مجھے اپنے اسقدر سرداروں اور بہادروں کے قتل ہو جانیکا وہ صدمہ نہیں ہوا جو ام سنان کی دلخراش باتیں اور شامیوں کو گالیاں دینا دل پر کھٹک رہی ہیں اگر زمانہ نے ساتھ دیا اور میں نے فتح پائی تو میں نہیں جانتا کہ اُسکو کیسی سزا دوں گا جس وقت معاویہ کے کام نے رونق حاصل کی تو ام سنان مدینہ سے داخل شام ہو کر معاویہ کے دروازہ پر آئی اور اندر آنے کی اجازت طلب کی معاویہ نے کہا اسے میرے روبرو لاؤ جب سامنے آئی سلام کر کے بیٹھ گئی معاویہ نے کہا اے ام سنان او رمذحج کی بہن تو کس کام کے لئے آئی اور کیوں مدینہ سے شام میں داخل ہوئی مجھے تیری وہ دل شکن باتیں اور مکروہ گالیاں یاد ہیں جو تو نے شام والوں کو دی ہیں اور جس جس طرح سے ہمیں بُرا کہا اور اپنی قوم کو ہم سے لڑنے کے لئے اکسایا اور دل بڑھایا ہے۔ ام سنان نے کہا میری بات سن لے معاویہ تیرے بڑے عبد مناف وہ بڑے خلیق اور روشن حسب والے ہو گذرے ہیں اُنکی عادت تھی کہ جب کسی کی خطا معاف کر دیتے تھے تو پھر اُسکے سر نہو تے تھے اور حلم کے بعد جہالت کو اور معافی کے بعد سزا کو کام نہ لاتے تھے اور جو کوئی شخص تجھ سے زیادہ اس بات کا سزاوار نہیں کہ اپنے بزرگوں کی پیروی کرے اور انکی پسندیدہ عادتوں اور نیک خصلتوں پر چلے ؎ بعفو و حلم تفاخر بود کہ در قرآن: بعفو و حلم و تملح ہمی کند دعوے یعنی معافی اور

بردباری پر فخر حاصل کرنا چاہئے کیونکہ قرآن شریف میں خدائے تعالےٰ بھی معافی اور بردباری کی تعریف فرماتا ہے اپنے باپ دادا کی سنت
کو قایم رکھو اور مجھ ضعیفہ کی خطا معاف کر معاویہ نے کہا کیا تو نے جنگ صفین کے دن یہ اشعار نہ کہے تھے ؎ عزب الرقاد فمقلتی لا ترقد
واللیل یصدر بالهموم ویورد :: یا آل مذحج لا مقام فشمروا :: ان العدو لآل احمد مقصد وانه هذا علی کالهلال تحفه :: وسط السماء
من الکواکب اسعد وانه :: خیر الخلایق وابن عم محمد :: وکفاه فخر فی الانام محمد :: مازال مذ عرف الحروب مظفرا :: والنصر
فوق لوائه قد یفقد ام سنان نے کہا ہاں یہ اشعار میں نے ہی کہے تھے اگر حضرت علی زندہ ہوتے تو ہم کبھی تیرے پاس نہ آتے کیونکہ میں انکو اپنی جان سے
زیادہ عزیز رکھتی تھی اور سچ یہ ہے کہ وہ اسی قسم کی تعریف و توصیف کے مستحق تھے اور میں کیا چیز ہوں جو حضرت علی کی صفات حمیدہ میں سے فی ہزار ایک بلکہ مقدار
کثیر میں تھوڑا ہی سا بیان کرسکوں انکی خصلت پسندیدہ ایک یہ بھی تھی کہ امت محمد کے حق میں نہایت شفیق و مہربان اور خیر خواہ تھے سب لوگ انکو اپنی ماں باپ
جیسا مربی اور پرورش کنندہ سمجھتے تھے میں ایک دفعہ کسی حاجت کے لئے آپ کی خدمت میں گئی حسب اتفاق اسوقت پہنچی کہ آپ جانماز پر کھڑے تھے اور نماز کی نیت
باندھنے کو تھے مجھ کو دیکھ کر نماز شروع نہ کی اور بڑی مہربانی اور شفقت سے مخاطب ہوکر فرمایا اے ام سنان تجھے کوئی کام درپیش ہے میں نے کہا ہاں ابوالحسن
اور ضرورت بیان کردی کہ عامل صدقات نے مجھ پر زیادتی کی ہے امیر المومنین نے اسی وقت جانماز پر بیٹھے بیٹھے دوات قلم اور کاغذ طلب کر کے اس کے نام
تاکیدی فرمان لکھا کہ خدائے پاک اور اسکے رسول کی قسم میں نے تجھے ظلم کرنیکی اجازت نہیں دی نہ میں ظلم سے رضامند ہوں ان حرکتوں سے باز آ خلقت کو مت ستا
اور خدائے پاک اور اس کے رسول کو جور و جفا کرنے سے اپنا دشمن نہ بنا ظلم و ستم کو ترک کر اور مسند حکومت سے دست بردار ہو میں کسی اور کو جو مہربانی اور
پرورش خلق اور انصاف کرنے میں تجھ سے بہتر ہوگا تیری جگہ مقرر کروں گا والسلام پھر اس فرمان کو اسی طرح بغیر بند کئے میرے حوالے کر دیا اور
عذر کیا پھر جانب آسمان منہ کر کے کہا اے خدا تو تمام بھیدوں سے آگاہ ہے اور پوشیدہ امور تجھ پر عیاں ہیں تو ہی میرا گواہ ہے کہ میں نے اس عامل کو
ظلم کی اجازت نہیں دی نہ اس کے ظلم سے رضامند ہوں اسکے بعد سواری اور رستہ کا خرچ دیکر مجھے رضامندی سے واپس بھیجا میں اس عامل
کے پاس آئی خط حوالہ کیا پڑھ کر اسی وقت اپنی ظلم سے باز آیا اور مجھے خوش کر دیا اے معاویہ اب حضرت علیؑ دنیا سے رحلت فرما گئے اور تو خلیفہ ہوگیا
مجبور ہوکر تیرے پاس آئی اب تو معافی کا برتاؤ کر اور جس کام کے لئے آئی ہوں اسے بلطف و کرم پورا کر ایک ہمنشین نے کہا اے مذحج کی بہن کیا
یہ اشعار علیؑ کے غم میں تو نے نہیں کہے ؎ اما هلکت ابا الحسین فلم تزل :: بالحق تعرف هادیا مهدیا :: فاذهب علیک
صلوات ربک ما دعت :: فوق الغصون حمامة :: قد کنت بعد محمد خلفا لنا :: اوصی الیک بنا و کنت وفیا
فالیوم لا خلف نومل بعده :: هیهات بمدح بعد البنیا ام سنان نے کہا تو سچ کہتا ہے یہ اشعار میرے ہی کہے ہوئے ہیں اسوقت
اشعار گوئی پر قادر تھی اور زبان گویا اور اے معاویہ آج تو میری آرزو کو پورا کردے تو تیرے حق میں اس سے بھی بہت زیادہ لکھوں اور تیری بہت کچھ
تعریف کروں مگر تیرے ایسے ایسے خدمتگار موجود ہیں جو ہر وقت آگے پیچھے اسی قسم کی باتیں کہتے اور سناتے رہتے ہیں اور تیری دلکو ہماری طرف سے برگشتہ
کرتے رہتے ہیں اگر معاویہ اگر کوئی گروہ تیرا دشمن ہے تو اسی سبب اور اسی قسم کے لوگوں کی وجہ سے ہے ایسے خدمتگاروں کو دور کر انکی بیہودہ بکواس
جھوٹی گپوں اور بے بنیاد باتوں کو نہ سن۔ پھر دیکھ زمانہ میں تیرے کسقدر ہوا خواہ ناصح دوست اور شفیق ہمنشین اور عقلمند مصاحب پیدا ہوجاتے
ہیں معاویہ نے کہا کیا تو نے ہی علیؑ کی تعریف میں ایسے ایسے اشعار لکھے اور اسقدر مناقب و فضائل سے اسکی مدح کی ہے ام سنان نے کہا سبحان اللہ
حضرت علیؑ کی تعریف ان اشعار سے نہیں ہوسکتی نہ اسقدر مناقب و محامد سے انکی شان ظاہر ہوسکتی ہے کوئی مجھ جیسا کیونکر جھوٹ بول سکتا ہے اور کس طرح علیؑ کا
عذر کر سکتا ہے تجھ کو میرے اعتقاد کی خود ہی خبر ہے جب تک حضرت علی زندہ تھے ہم انکو تجھ سے زیادہ عزیز رکھتے تھے اب اللہ تعالیٰ کی رحمت کے شامل
حال ہوگئے تو اوروں سے زیادہ تجھے دوست رکھتے ہیں معاویہ نے پوچھا تو مجھے کس گروہ سے زیادہ دوست رکھتی ہے ام سنان نے کہا مروان بن حکم
اور سعید بن عاص اور ان ہی جیسے لوگوں سے معاویہ نے کہا ان لوگوں سے زیادہ مجھے کیوں عزیز رکھتی ہے اس نے کہا تیرے حلم کی خوبی اور معافی کے

کرم کے سبب جو خدائے تعالےٰ نے تجھ میں ان لوگوں سے زیادہ عطا کیا ہے اور بہت سے اور شخصوں سے مخصوص و ممتاز و مستثنیٰ کیا ہے۔ معاویہ نے کہا اے ام سنان تو بڑی حاضر جواب ہے اور مدح و ذم کو خوب آمیز کرتی ہے میں نے تیرا کہا ہوا اور تیری سب خطائیں معاف کر دیں جو کچھ گذر گیا میں اُسے یاد نہیں کرتا اب کہہ تیری کیا حاجت ہے کہ اُسے بر لاؤں ام سنان نے کہا میری حاجت یہ ہے کہ تو نے مروان بن حکم کو امارت مدینہ عطا کر رکھی ہے اور وہ اچھا برتاو نہیں رکھتا نہ رعایا کے ساتھ عدل و انصاف سے پیش آتا ہے مسلمانوں کی مستورات کی پردہ دری اور عثرات مومنان کا تتبع کرتا ہے میرے ایک عزیز کو قید کر دیا ہے میں اُسکے پاس جا کر سفارش کی تو مجھے بھی ایذا دی اور بہت ظلم کیا میں بھی ضبط نکر سکی اور پتھر سے زیادہ سخت اور ریگ سے زیادہ تلخ بات کہی پھر میں سوچی اپنے آپ کو ملامت کی اور تیرے پاس دادخواہی کیلئے آئی کہ تو میری امداد کرا در اپنے کمال فضل و علم کے سبب میرے اس رشتہ دار کو اس ظالم کی قید سے چھڑا دے۔ معاویہ اُسکی باتوں سے خوش ہو کر ہنس پڑا اور اُسکی بیان کی لطافت و فصاحت پر تعجب کرتے ہوئے کہا تیری مراد حاصل ہے میں تیرے عزیز کی حق کو دریافت نہیں کرتا نہ تجھ سے اُسکی بریت کے واسطے کوئی دلیل و حجت چاہتا ہوں مروان بن حکم کو اسکے قید کرنے پر ملامت کروں گا اور اسے چھڑا دونگا گو یہ امر مروان کو پسند خاطر نہو گا ام سنان نے کہا میں تیرے جود حلم و کرم اور بے عدیل لطف سے یہ امر ذرا بھی بعید و مشکل نہیں سمجھتی اور جب میں مدینہ سے چلی تھی مجھے پورا یقین تھا کہ تو معاف کر دے گا اور میرے باب میں اسی قسم کا حکم دیگا جیسا دیا ہے معاویہ نے کہا اُسکے واسطے مروان کے نام فرمان جاری کرو کہ اُسکے عزیز کو رہا کر دے اور کسی قلیل و کثیر شے کا خواستگار نہو اور پھر ام سنان اور اُسکے رشتہ داروں سے کوئی تعلق نرکھے نہ ان پر معترض ہو بلکہ ہر طرح دلجوئی و رعایت کرتا ہے یہ حکم لکھکر ام سنان کے حوالے کر دو اور اُسے خوش کر کے رخصت کرو۔ ام سنان نے کہا میں واپس کسطرح جا سکتی ہوں میری سواری کا جانور دبلا ہو کر چلنے کے قابل نہیں رہا اور سفر خرچ بھی ختم ہو گیا ہے معاویہ نے کہا اسے ایک سواری اور ایک ہزار درم بھی دیدو ام سنان نے کہا تو مجھے ایک ہزار درم دیتا ہے بھی زیادہ کر یہ سنکر معاویہ ہنس پڑا اور کہا دس ہزار درم اور دو عمدہ سواری اور جس قسم کا کپڑا اسے درکار ہو اسکے لیے مہیا کر دو کہ وہ بہت خوش ہو کر جائے ام سنان نے جب منشا فرمان لکھوا کر اور دس ہزار درم اور سواری لیکر شاد اں و فرحاں جانب مدینہ مراجعت کی القصہ اشعث بن قیس کی کوئی بات لوگوں نے جناب امیرالمومنینؑ سے کہدی آپ سنکر رنجیدہ ہوئے اور اشعث کو اسکی قوم کی سرداری سے برطرف کر دیا اور اسکے علم لیکر حسان بن مخروج ذہلی کے حوالے کر دیا اسپر اشعث کے قبیلہ کے امیر اور کندہ کے رئیس امیرالمومنینؑ سے ناراض ہو گئے اور حسان بن مخروج کے عزیزوں اور انمیں بہت جھگڑا ہوا اور قریب تھا کہ خونریزی واقع ہو حسان کے عزیز جو ربیعہ قوم کے رئیس اور سردار تھے سادات کندہ کے پاس آئے اور کہا یہ ناراضی کی بات نہیں ہے تمہارا امیر اشعث بن قیس زمانہ جاہلیت میں ملکیت اور اسلام میں سرداری اور سروری رکھتا ہے اور ہمارا امیر حسان بھی مرد بزرگ اور مشہور ہے کوئی دہقانی گمنام شخص نہیں ہے اور امیرالمومنین علیہ السلام نے جو ریاست و امارت اُسے دی ہے وہ بھی اس کی قابلیت رکھتا ہے حسان نے اپنی قوم سے کہا ٹھیرو میری بات سنو میں کچھ کہنا چاہتا ہوں پھر اشعث بن قیس سے مخاطب ہو کر کہا اے بھائی تو ملول ہو اگر امیرالمومنین علی علیہ السلام نے یہ علم مجھے دیدیا ہے تو کیا ہوا علم موجود ہے اُٹھا لے میں نے اپنا علم تجھکو دیا اور اپنی قوم سے کہدونگا کہ وہ سب تیری ملازمت اور فرمانبرداری کریں گے تو میرا علم لے اور اپنا مجھے دیدے اشعث نے کہا معاذ اللہ میں ایسا نہ کروں گا کہ تیرا علم اپنے علم کے عوض لے لوں معاویہ نے بھی یہ خبر سُن پائی کہ امیرالمومنین علی علیہ السلام نے اشعث کو معزول کر دیا ہے بہت خوش ہوا اپنے شاعر کعب بن جعیل کو بلا کر کہا کوئی حیلہ نکال اور کچھ شعر لکھکر نامعلوم شخص کے ہاتھ اشعث کے پاس بھیج کہ وہ علی کا ساتھ چھوڑ دے اور ہمارے پاس چلا آئے کعب ابن جعیل نے چند شعر لکھے جن میں ملک شام کی دولت و نعمت اور خوبی آب و ہوا کا ذکر کیا اور لکھا کہ بہت بڑی شرم کی بات ہے کہ علی معزول کر دے اور تجھے گوارا ہو جائے معاویہ کے پاس بھی بڑی دولت و حرمت اور نعمت کثیر موجود ہے یہاں آجانا چاہیے غرض اس مضمون کے کچھ اشعار لکھ کر اشعث کے پاس بھیجدیئے جب یہ اشعار اشعث کے پاس پہنچے تو سادات یمن کو خبر ہو گئی شریح بن ہانی مذحجی نے اشعث سے کہا خبردار کوئی ادر ارادہ نہ کرنا اور نہ کسی اور خیال میں پڑنا معاویہ کی یہ غرض ہے کہ ہم میں فساد اور پھوٹ بڑھے اور عداوت اور مخالفت واقع ہو جائے اس کے سوا اس کی اور کوئی غرض نہیں ہے اسکی یہ خواہش نہیں کہ تیری حرمت و نعمت میں ترقی ہو

اس کی باتوں پر بجانا اپنے ارادہ پر ثابت قدم رہنا معاویہ کے مکر و فریب میں نہ آنا وہ خدا اور رسول کا دشمن ہے نیز معاویہ کے اشعار کے جواب
میں ایک قطعہ لکھ کر جس میں سخت سخت باتیں لکھیں معاویہ کے پاس بھجوا دیا معاویہ نے پڑھ کر جانا کہ میرا جادو و اشعث پر کارگر نہ ہوگا اسطرف کا خیال
چھوڑ دیا اسکے بعد لشکر کو لڑائی کے لیے مرتب کیا اور صف بندی کر کے امیرالمومنین کی طرف بڑھا اور علموں کو شمار کرتا جاتا تھا دیکھا قبیلہ قضاعہ
کا علم موجود نہیں ایک غلام کو جو اس کے پاس موجود تھا کہا نعمان بن جبلہ قضاعی سے جا کر کہہ تو کیوں معرکہ آرائی کے لیے نہیں نکلا یہ سستی کی
عادت اور پست ہمتی کس واسطے اختیار کی ہے مجھے مجبور نہ کر کہ قضاعہ کی امیری سے تجھے معزول کر کے اور کسی شخص کو جو تجھ سے زیادہ مشفق اور بے عیب
و خیر خواہ ہو اور حرب و ضرب میں زیادہ جانفشاں تیری جگہ مقرر کروں وہ غلام نعمان کے پاس گیا اور معاویہ کا پیغام سنایا اسیوقت قضاعہ کا لشکر گروہ
در گروہ نکلنا شروع ہوا اور اپنی جگہ آ جما معاویہ انہیں دیکھ رہا تھا کہ نعمان بن جبلہ پر نظر پڑی کہ غصہ میں بھرا ہوا آ رہا ہے معاویہ نے دور ہی سے
اس کے چہرے کا تغیر اور آثار غضب دیکھ پائے کہا اللھم انی اعوذبک شرلسان القبل یعنی اے خدا میں اس آنیوالے شخص کی زبان کے شر کے لیے تجھ سے
پناہ مانگتا ہوں نعمان معاویہ کے قریب آکر گھوڑے پر سے اتر پڑا اور بیٹھ کر شمشیر کا قبضہ اپنے زانو پر رکھ لیا کسی قدر سر جھکائے خاموش بیٹھا رہا
معاویہ نے کہا اے ابا المنذر تجھے معلوم ہے کہ میں اس لشکر میں سے کسی اور پر اسقدر بھروسہ نہیں رکھتا جسقدر قبیلہ قضاعہ پر وہی میرے لشکر کے
رکن اور میری فوج کے بہادر جنگ جو اور خیل و حشم ہیں آج تمام علم میدان میں نکل آئے اور مستعد جنگ ہو کر اپنی اپنی جگہ قایم ہو گئے تھے مگر
تم دیر میں نکلے مجھے تمہارے توقف اور سستی کا سبب کچھ نہ معلوم ہوا میں نہیں جانتا تم نے اس قدر دیر اور کاہلی کیوں کی نعمان نے کہا اگر
تو نے ہمارے واسطے ہر روز ایک خوان لگا رکھا ہو اور بہت سی نعمتیں اس پر چن رکھی ہوں اور بزم شراب آراستہ اور نفیس و خوشبودار شرابیں مہیا
کر رکھی ہوں اور طرح طرح کے میوے اور پھل جمع کر کے بلاتا ہو تب بھی ایک وقت آئیں تو توقف ہو جانا ممکن ہے کہاں یہ بات کہ تو ہمیں ہر روز جرار
دلاوروں عراقی پہلوانوں کوفہ کے تیر اندازوں اور بصرے کے شمشیر زنوں کے مقابلہ پر طلب کرتا اور ایسے لشکر کی جنگ کی ترغیب دلاتا رہتا ہے جس کا سردار
علی ابن ابیطالب ہو یہ مہم جیسا تو نے سمجھ رکھا ہے انجام نہیں پا سکتی کیونکہ سینوں کو نیزوں اور نیزہ بازوں کے سامنے رکھ دینا اور سروں کو شمشیر براں کے
واروں سے جھکانا کوئی آسان کام نہیں اور میری فوج کو ایسے لشکر کے مقابلہ پر نکلکر ضرور کوئی نمایاں کام کرنا چاہیے اسلیے پورے ساز و سامان
اور تیاری سے نکلنا لازم ہے نہ اسطرح جیسا کہ تو خیال رکھتا ہے کہ سب ہتھیار لگائے کمر باندھے آنکھیں کھولے کان لگائے موجود رہیں ادھر طبل جنگ کی آواز کان
میں پہنچی ادھر بھاگتے دوڑتے میدان جنگ میں نکل آئیں اور ہلاکت کے دریا میں کود پڑیں ہاں تو نے مجھے پیغام دیا ہے کہ قضاعہ کی سرداری سے معزول
کروں گا اور کسی اور شخص کو جو زیادہ لایق و مشفق و ناصح ہو گا تیری جگہ مقرر کروں گا تو نے بڑی عمدہ تدبیر سوچی ہے اور میرا حق بہت اچھی طرح ادا کرنا چاہا ہے
اگر میں اپنے دین کو تیری دنیا کیلیے فروخت نہ کرتا اور تیری اطاعت کو علی کی بیعت کے خلاف اختیار نہ کرتا تو کبھی ایسے لفظ نہ سنتا خطا مجھ سے ہوئی کہ راہ راست کو
دیکھ بھال کر چھوڑ دیا اور جس محل سے مجھے سعادت حاصل ہوتی ہے اس سے برگشتہ ہو گیا ع رہا کردہ ام ازانم گم: عزیز نہ انسنہ ام ازانم خوار یعنی میں سیدھا
رستہ چھوڑ دیا اسلیے بھٹک رہا ہوں میں نے عزت کی قدر نہ کی اسیوجہ سے ذلیل ہو رہا ہوں تجھے خوب معلوم ہے کہ علی کے مقابلہ کے لیے مجھ سے زیادہ اور کسی نے تیری
بات کو منظور نہیں کیا میں ہر وقت تیری خدمتگذاری میں مشغول اور ہوا خواہ رہا ہوں پھر میں نہیں جانتا کہ میں نے ایسا کیا قصور کیا ہے جسکے عوض ایسی باتیں
سننے کا مستحق اور ایسے عتاب کا سزاوار ٹھہرا ہوں معاویہ نے کہا اے ابو المنذر جو کچھ تو کہتا ہے سب سچ ہی ہے بیشک تو نے کسی خدمت میں کمی نہیں کی ہمیشہ خیر خواہ
دوست رہا ہے اور ہماری طرف ہی تمام قصور عاید ہوتے رہے ہیں اگر اس زمانہ اور اس دنیا نے وفا کی تو ہم عذر خواہ ہونگے اور تیری نیک اور پسندیدہ خدمتوں کا
بدلہ جسقدر ممکن ہوگا بڑھ بڑھ کر دونگا اسوقت جو پیغام دیا تھا اس سے صرف یہی غرض تھی کہ تو جلدی کرے اور تیری جگہ خالی نظر نہ آئے تو کچھ اور
سمجھ بیٹھا لیکن یہ کہنا کہ راہ راست کو چھوڑ کر میری خدمت اختیار کی ہے ٹھیک نہیں کونسا حق اس سے زیادہ اچھا ہوگا کہ تو اس مظلوم خلیفہ کی خون خواہی
کر رہا ہے جسے بے جرم و خطا مار ڈالا ہے اور ظالم فاسق ناحق شناس بیرحم جماعت سے بدلا لے رہا ہے نعمان نے کہا سبحان اللہ عجب گفتگو ہے تو اس بات کو مجھ سے کیونکر پوشیدہ

دکھ سکتا ہے میں تو بال کی کھال تک سے واقف ہوں کیا میں اسوقت کو بھول گیا ہوں جبکہ عثمان نے تجھ سے امداد طلب کی اور تو نے مدد نہ کی حالانکہ اسوقت تو اسے دشمنوں سے بچا سکتا تھا آج تو اسکے خون کا بدلا لینے اُٹھا ہے باوجودیکہ خلیفہ وقت علی کی موجودگی میں تجھے طلب خون عثمان کا کوئی حق حاصل نہیں ہے اس جنگ سے تیرا مطلب ملکی طمع کے سوا اور کچھ نہیں ہے میں نے اپنے معاملہ میں خطا کی عقبیٰ کی بہبودی اور درستی سے غافل ہوا وطن چھوڑ کر تیرے پاس آیا اور تیری خوشی کے لئے رسول خدا کے وصی اور چچازاد بھائی سے لڑا جو شخص سب سے پہلے محمد مصطفیٰ پر ایمان لایا اور جس نے سب سے پہلے ہجرت اختیار کی وہ علی ہے اگر میں جس طرح تیرے پاس چلا آیا علی کی خدمت میں پہنچ جاتا تو آج میرے دینی اور دنیاوی دونوں کام ہزار درجہ بڑھ کر رونق پاتے اور حضرت علی بھی مجھ پر تیری نسبت بہت زیادہ لطف و کرم فرماتے اور یہاں کی بہ نسبت وہاں بہت زیادہ عزت وحرمت حشمت و دولت اور جاہ و مرتبت حاصل ہوتی ؎ نیک برنج اندرم از خویشتن: گم شدہ تدبیر و خطا کردہ ظن۔ یعنی میں اپنی حالت سے بہت غمناک ہوں تدبیر میں بڑی غلطی کی ہے اور بُرا خیال سوچا ہے۔ معاویہ نے یہ سنکر گردن جھکالی اور کچھ نہ بولا عمر بن مرہ جہنی اور حارث بن نمر حرمی نے جو معاویہ کے مشہور خادم اور نعمان کے رشتہ دار تھے اٹھ کر نعمان کو قسمیں دیں کہ اب خاموش ہو رہ زیادہ نہ بول کہ معاویہ کی طبیعت زیادہ پریشان اور غمگین ہو گی نعمان نے اُن کا کہنا مان لیا اور کچھ نہ بولا اور خاموشی کے ساتھ وہاں سے اُٹھکر اپنی قوم میں آملا اور اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا اب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں سے دو زبردست اور بہادر دستے علیحدہ ہوئے سروں پر خود بدن پر زرہ پہنے اسطرح جگمگائے گویا آسمان پر تارے چمک رہے ہیں آگے بڑھے اور اُن کے گھوڑوں کے سموں کا غبار تا بہ آسمان بلند ہوا انمیں سے ایک طاقت مذحج کے قبیلے سے متعلق تھی اور اشتر نخعی اُن کا سپہ سالار تھا دوسری قوت قبائل ہمدان سے علاقہ رکھتی تھی اور سعید بن قیس کے زیر فرمان تھی ان دونو فوجوں کے سوار نہایت جرار تھے آتے ہی معاویہ کے لشکر پر جا پڑے اور صفوں کو ہٹاتے ہوئے دور نکل گئے نہایت سخت جنگ کی شامی لشکر کے بہت سے آدمی کام آئے اور قریب تھا کہ وہ شکست کھا کر بھاگ نکلیں معاویہ نے قاصد بھیجکر نعمان قضاعی سے درخواست کی کہ میری امداد کر دیکھ تو سہی کہ ان فوجوں نے مجھ پر کیا آفت ڈھا رکھی ہے۔ جان لبوں پر اور چھری ہڈی تک پہنچ گئی ہے ایک تو ہی کوشش و دلیری سے باقی رہا ہوا ہے اگر تو مدد کرے تو ابھی تک جان باقی ہے نعمان نے قاصد کو جواب دیا کہ معاویہ سے کہدے کہ اس شخص کو ان فوجوں کے مقابلہ پر بلا جو مجھ سے زیادہ بے عیب اور ہوا خواہ ہو معاویہ نے عمر بن مرہ جہنی اور حارث بن نمر حرمی سے جو نعمان کے عزیز تھے کہا دیکھتے ہو کہ نعمان نے مجھے کس موقت میں جواب دیا ہے اس کے پاس جاؤ اور ملامت کرو میری طرف سے عمدہ عمدہ وعدے کر کے سمجھاؤ تاکہ وہ میدان میں نکلکر ان دونوں لشکروں کو پسپا کرے کیونکہ اس کے بغیر اور کوئی انہیں دفع نہیں کر سکتا عمر بن مرہ نے کہا اے معاویہ جب تجھے کوئی کام نہیں ہوتا تو ہمیں فراموش کر بیٹھتا ہے اور کبھی یاد نہیں کرتا نہ ہمارا کوئی حق یاد رکھتا ہے اور جب کوئی سخت مہم آپڑتی ہے تو ہم یاد آتے ہیں اور ہمیں مامور کرتا ہے معاویہ نے کہا ان باتوں کا یہ وقت نہیں پہلے اس کام کو انجام دو اور کوئی تدبیر سوچو کہ اس مہم سے فارغ ہو جائیں دونوں نعمان کے پاس آئے اُسے بہت سا سمجھایا اور دلاسا دیا پھر کہا تجھے جو کچھ کہنا تھا تو نے منہ پر کہہ لیا اپنے دل کا بخار نکال ڈالا اب حد سے زیادہ تجاوز کرنا اور اسکی مرضی کو خاطر میں نہ لانا مناسب نہیں ہے آخر ہمیں اس بغیر چارہ نہیں جب ہم نے ایک کام کو اختیار کر لیا تو انجام دئے بغیر چھوڑ بیٹھنا داخل عیب ہے نعمان نے کہا میں ایسا ہی کروں گا پھر اپنی قوم بنی قضاعہ کو ہمراہ لے کر ان دونوں فوجوں پر حملہ کیا اشتر اور سعید نے بھی یہ دیکھ کر کہ بنی قضاعہ نے بالتحقیق نعمان حملہ کیا ہے اور زیادہ سخت کوشش اختیار کی باہم خوب جنگ ہوئی اور طرفین نے جان لڑا دی شام تک ہنگامہ کارزار گرم رہا انجام کار نعمان اور اُسکی جمعیت کا زیادہ حصہ قتل ہو گیا آج طرفین میں سے ایک شخص نے بھی نماز نہ پڑھی تھی رات ہونے پر دونو فوجیں علیحدہ ہوئیں اور اپنے اپنے قیام گاہوں کو پلٹ گئیں اور قضا نمازیں پڑھیں معاویہ نے مصلحتاً نعمان کے مارے جانے پر بہت افسوس کیا اور آثار ملال ظاہر کرتا رہا مگر دل میں شاد تھا کہ وہ امیر المومنین علی سے محبت رکھتا تھا؛

# ابو نوح اور ذوالکلاع حمیری کی گفتگو

اسی جنگ و جدل کے اثنا میں ذوالکلاع حمیری نے ابو نوح کو آواز دے کر بلایا اور جب وہ آیا تو پوچھا کیا تو چاہتا ہے کہ عمار یاسر سے کہہ سکتا ہے کہ وہ عمر کے ساتھ بیٹھ کر کچھ گفتگو کرے اور باہم جانبین کی صفائی و صلح کے معاملہ میں مشورہ کریں اور ہم اس گفتگو کو سنیں ابو نوح نے کہا کیوں نہیں اور اسی وقت واپس جاکر عمار یاسر سے ملا اور ماجرا بیان کیا عمار نے کہا میں آتا ہوں اور رضامند ہوں عمار یاسر نے تیاری کی اور بیس مشہور اور معروف صحابہ ہمراہ لئے یہ سب کے سب مالک بن حارث نخعی اور عمر بن حمق خزاعی کے سوا شریک جنگ بدر ہو چکے تھے جب معاویہ کے پاس یہ خبر پہنچی تو معاویہ کے ایک مقرب صباح نام نے معاویہ سے کہا ذوالکلاع کو ابو نوح کے ساتھ مکالمہ کی اجازت دینا میرے نزدیک مصلحت نہیں ہے کیونکہ وہ بڑا لسان مکار اور فصیح و بلیغ شخص ہے مبادا اپنی شیریں بیانی اور فصاحت سے ذوالکلاع کو دھوکہ دے کر شک میں ڈال دے معاویہ نے کہا میں بھی مصلحت نہیں سمجھتا مگر میں نے اُسے روکا تھا اس نے میرے کہنے کو نہ مانا چونکہ ذوالکلاع بزرگ شخص ہے وہ اپنی بہتری کو خرابی سے امتیاز کر سکتا ہے ایسا نہیں کہ ابو نوح اُسے فریب دے سکے ذوالکلاع نے ابو نوح سے کہا آ عمر عاص کے پاس چلیں اور عمار یاسر کے آنے سے مطلع کریں اور اس معاملہ میں کچھ کہیں اس نے کہا ایسا نہونا چاہئے مبادا کوئی مجھے کچھ کہے یا معترض ہو پھر اُسکا جواب دینا ضروری ہوگا اور دفیعہ لازمی ذوالکلاع نے کہا تو مطمئن اور بے فکر رہ جب میرے ہمراہ ہوگا تو کسی کی کیا مجال جو تجھ سے بُرا یا بحث آمیز کلمہ کہے یا معترض ہو سکے ابو نوح اس کے ہمراہ ہو گیا اور عمر عاص کے پاس پہنچے وہ اسوقت ایک ٹیلے پر کھڑا تھا لشکر کو ترغیب جنگ دے رہا تھا ذوالکلاع نے کہا یا ابا عبد اللہ میں ایک مشفق اور ناصح راست گو شخص کو لایا ہوں کہ تو اس کی بات سنے اور اسکے ہمراہ عمار یاسر کے پاس چلے اور جو گفتگو ضروری ہو وہ کہیں اور سنیں عمر عاص نے پوچھا وہ ناصح اور عقلمند کون شخص ہے جسے تو لایا ہے اُسنے کہا یہ ہے جو اسجگہ موجود ہے اور میرے چچا زاد بھائیوں میں سے ہوتا ہے عراق کا باشندہ ہے میں نے اس سے عہد کر لیا ہے کہ تجھے کوئی شخص ہاتھ یا زبان سے ایذا نہ دیگا تاوقتیکہ جو کچھ کہتا ہے نہ کہا جائے اور وہ اپنے لشکر گاہ میں واپس نہ ہووے عمر عاص نے کہا میں تیرے چچا کے اس بیٹے کی پیشانی پر بوترابی نشان پاتا ہوں ابو نوح نے کہا جس امر کو تو نے مجھ میں دیکھا وہ ابوترابی پیشانی سے متعلق نہیں بلکہ سنت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کا نشان ہے اور میں تیرے چہرہ پر آشکارا طور سے ابو جہل کی پیشانی ملاحظہ کرتا ہوں بلکہ فرعون کی پیشانی ابوالاعور سلمی نے شمشیر سونت لی اور کہا اس جھوٹے کم بخت کو جس کی پیشانی سے ابوترابی عیاں ہے تو اسلئے لایا ہے کہ اپنی حد سے باہر قدم رکھے اور ہمیں منہ در منہ گالیاں سنائے میں ابھی تلوار لگا کر اسکا سر اڑا دیتا ہوں ذوالکلاع نے کہا بیچارہ ابو نوح بہر حال میرا عم اور ہمسایہ ہے اس کے علاوہ میں نے اسکے ساتھ عہد حفاظت کر لیا ہوا اور اسیلئے لایا ہوں کہ اس معاملہ میں جو شبہ واقع ہوا ہے رفع کر دے اور ہمیں راہ راست دکھائے اگر کچھ اعتراض کریگا تو میں تجھے تلوار کے گھاٹ اُتار دوں گا ابوالاعور ذوالکلاع کی بات سنکر اور اسی لفظ پر خاموش ہو رہا تلوار میان میں کر لی عمر عاص نے کہا کیا تو ہی ابو نوح ہے اس نے کہا ہاں عمر نے کہا میں تجھے خدائے واحد کی قسم دلا کر پوچھتا ہوں سچ سچ کہنا مکر و دغا سے بات نہ کرنا عمار یاسر کہاں ہے اُسنے کہا جبتک تو مجھے یہ نہ بتائیگا کہ یہ بات کس لئے دریافت کرتا ہے میں ہرگز اُس کا حال نہ بتاؤنگا ہمارے ساتھ بہتیرے بڑے بڑے صحابہ اور نیک و برگزیدہ اشخاص موجود ہیں اور سبکے سب تجھ سے جنگ کرنیکے لئے عمار یاسر سے بھی زیادہ مستعد و مشتاق ہیں عمر عاص نے کہا میں عمار یاسر کو اسلئے دریافت کرتا ہوں کہ میں نے سنا ہے کہ جناب مصطفی نے اسے خبر دی ہے کہ تو باغیوں کی جماعت کے ہاتھ سے مارا جائیگا یہ بات عمار کی ذات سے بہت بعید اور تعجب آمیز ہے کہ وہ ہم سے علیحدہ ہے ابو نوح نے کہا اللہ اکبر عمار ہمارے ساتھ ہے اور تم سے جنگ کرنے میں سخت کوشش کرتا ہے عمر نے کہا کیا جیسا تو بیان کرتا ہے یہی بات ہے کہ وہ ہم سے سخت جنگ کرتا ہے اُسنے کہا خدا کی قسم یہی بات ہے عمار تم سے جنگ کرنیکا از حد مشتاق ہے جب ہم جنگ جمل میں مشغول تھے مجھ سے ایک دن کہا تھا کہ اطمینان رکھنا چاہئے ہم فتحیاب ہونگے اور کل بھی

یہ کہا ہے کہ معاویہ کی فوجیں ہمیں شکست دیکر مدینہ کی کھجوروں تک بھگائے جائیں گی اور میں اس امر میں کہ علی حق پر ہے اور معاویہ باطل پر ذرا بھی شک و شبہ نہیں رکھتا اور مجھے یقین حاصل ہے کہ ہمارے مقتول بہشتی اور اُن کے مقتول دوزخی ہیں عمر عاص نے کہا اے ابو نوح میں چاہتا ہوں کہ تھوڑی دیر کے لئے عمار سے ملوں کوئی ایسی تدبیر کر سکتا ہے کہ میں اس سے ملوں اس نے کہا آسان بات ہے میں نے اور ذو الکلاع نے ابھی یہ بات سوچی ہے اور عمار سے بھی کہا ہے وہ رسول خدا کے بہت سے مشہور اصحاب کے ہمراہ تمہارے لشکر کے قریب موجود ہے۔ عمر عاص نے یہ سنتے ہی گھوڑے کو ایڑ کی اور عمار یاسر کے سامنے آکھڑا ہوا اور معاویہ کے چند خواص اس کے ہمراہ تھے عمار یاسر نے عمر عاص کو دیکھ کر قبیلہ عبد القیس میں سے ایک شخص عوف بن بشر کو اُس کے پاس بھیجا اُس نے عمر کے پاس پہنچکر کہا عمار وہاں موجود ہے اگر تجھے کچھ کہنا ہو تو قریب آکر بیان کر عمر عاص نے کہا اس سے کہنا کہ میں تیرے مکر و بیوفائی سے ڈرتا ہوں اس لئے قریب نہیں آسکتا تو ہی میرے پاس چلا آ تا کہ جو بات بیان کرنی ہے بیان کی جائے پھر کہا اے شخص تو کس قدر دلیر اور بیباک ہے کہ میرے پاس چلا آیا تجھے کس نے اسقدر نڈر کر دیا ہے عوف نے کہا ہمیں اللہ تعالیٰ نے جرات دلائی ہے اور تجھ پر اور تیرے مددگاروں پر غلبہ دیکر قوت و طاقت کرامت فرمائی ہے اگر چاہوں تو تجھ سے مناظرہ کر سکتا ہوں کیونکہ الحمد للہ تقریر کرنیوالی زبان رکھتا ہوں اور جنگ و جدل کا زور بازو عمر عاص نے کہا اے بھتیجے تو کس قبیلہ سے ہے اور کیا نام رکھتا ہے جواب دیا کہ میرا نام عوف بن بشر ہے اور قبیلہ عبد القیس میں سے ہوں عمر عاص نے کہا تو چاہے تو میں تجھ سے جنگ کرنے کے لئے سوار کو بھیجوں عوف نے کہا جسے چاہے بھیج اور اگر تو خود مقابلہ پر نکلے تو سب سے بہتر ہو عمر نے کہا اب جنگ کا وقت نہیں رہا ہمیں بہت سے سوال و جواب درپیش ہیں لیکن تیرے پاس بھیجا ہوں کہ باہم مناظرہ کرو عوف نے کہا یہی سہی اب عمر اپنے ہمراہیوں کی طرف متوجہ ہوا اور پوچھا تم میں سے کون عوف کے ساتھ بحث کر سکتا ہے ابو الاعور سلمی نے کہا کہ میں اس سے گفتگو کرونگا عمر عاص نے کہا اچھا جا گفتگو کر وہ آکر عوف کے سامنے کھڑا ہوا عوف نے کہا میں اس شخص کو دیکھ رہا ہوں جس کی پیشانی سے دوزخی ہونا ظاہر ہو رہا ہے ابو الاعور نے کہا تو بڑا بولنے والا شخص ہے مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تیری یہ زبان تجھے جہنم کی آگ میں لے جائیگی عوف نے کہا خدا کی قسم میری صورت اور زبان مجھے جانب بہشت راہ نما ہوگی کیونکہ حق بات کے سوا میں اور کچھ نہیں کہتا اور راست گوئی کے سوا میں جھوٹی ان اور باتوں سے آشنا نہیں میرا طریق یہ ہے کہ گمراہوں کو راستہ بتاتا ہوں اس سبب سے مجھے اللہ تعالیٰ کی مہربانی پر پورا بھروسہ ہے اور اسلئے کہ میں گمراہوں سے جنگ کرتا اور اسے جہاد سمجھتا ہوں خدا مجھے بہشت عنایت کرے گا اور جب میں تیری طرف دیکھتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ تو نے خدائے تعالیٰ کے عذاب کو اس کی بخشش کے عوض اختیار کر رکھا ہے اور گمراہی اور دین کو راہ راست سے بدل لیا ہے کسی ایسے شخص کو جو دیدہ بینا رکھتا ہو کہنا چاہئے کہ ہمارے اور تمہارے حال پر نظر کرکے پیشانیوں کو ملاحظہ کرے اور ہمارا انصاف و عدل معائنہ کرے اور حقیقت حال معلوم کرکے منہ سے بیان کرے پھر تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ ہم میں سے کمتر درجہ کا شخص بھی تمہارے بہتر سے بہتر آدمی سے برتر اور حضرت مصطفیٰ سے نزدیک تر ہوگا۔ ابو الاعور نے کہا بات طول پکڑ گئی اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ مناظرہ مجھ سے اور تجھ سے انجام نہ پائیگا اور وقت گذر جائے گا اپنے دوستوں کے پاس جاکر انہیں بلا لا اور میں بھی اپنے دوستوں کو مطلع کروں کہ وہ بھی آجائیں اور دن کے ختم ہونے سے پہلے جو کہنا ہے کہہ سن لو اب عوف نے واپس جاکر عمار یاسر کو خبر دی اور وہ صحابہ کے گروہ سمیت عمر عاص کے پاس آیا اور عمر عاص بھی اپنے رفیقوں کو لیکر اس کی طرف بڑھا جب دونوں لشکر ایک دوسرے کے اسقدر متصل جاکر ٹھہرے کہ اُن کے گھوڑوں کی گردنیں ایک دوسرے سے آگے نکل گئیں اسکے بعد اتر کر زمین پر بیٹھ گئے عمر عاص نے گفتگو شروع کی چاہا کہ خطبہ پڑھے لا الٰہ الا اللہ ہی کہا تھا کہ عمار یاسر نے یہ کلمہ اُسکی زبان سے چھین لیا اور بولا یہ مبارک کلمہ تیری زبان سے کبھی نہیں نکلا اب تجھے اس سے کیا واسطہ زمانہ جاہلیت کے طریق پر خطبہ بیان کر کیونکہ اسلام اور مسلمانی سے تجھے کچھ بہرہ نہیں یہ مبارک کلمے ہر شخص کی زبان سے نکلنے کی لائق نہیں ہیں۔ یہ کلمہ شہادت میرے حسب حال ہے اسے میرے واسطے رہنے دے تجھ جیسے نالائق و ناپاک کی زبان پر اسے نہ آنا چاہئے اگر تجھے کچھ بیان کرنا ہے تو اسی طریق سے بیان کر جو تیرے باطل مذہب کی طرح ذلیل و حقیر ہو اور کفر و ضلالت میں تجھے سر کا تاج تو اس گروہ میں سے ہے جنے

مصطفیٰ صلعم سے جنگ کی ہے اور حضرت کے روئے مبارک پر تلوار کھینچی اور ہجو کی ہے اور آپکی وفات کے بعد ان کی امت میں فساد برپا کیا ہے اسی وجہ سے تجھے ابتر ابن الابتر کہتے ہیں جبتک زندہ رہا خدا و رسول کا دشمن رہا اور خاندان نبوت سے عداوت رکھی عمر عاص کو عمار یاسر کی باتوں سے غصہ آگیا کہا تو ایسا بڑا پارسا اور بے عیب پاک دامن نہیں جو مسلمانوں پر طعنہ زن ہو سکتا ہے مجھے تیرا سب حال معلوم ہے تیرے ظاہر و باطن سے خوب آگاہ ہوں اگر چاہوں تو تیرے عیبوں اور برائیوں میں سے بہت کچھ بیان کر سکتا ہوں اور ایسا کرنے کی قوت و قدرت بھی رکھتا ہوں مجھے بڑا تعجب آتا ہے کہ تو اس امر سے واقف ہو کر بھی کہ یہ میرے حال سے اچھی طرح آگاہ ہے میرے روبرو ایسی باتیں بناتا اور مجھ میں عیب نکالتا ہے شاید تو نے یہ شعر نہیں سنا ہے آنکہ از حال تو خبر دارد ٭ جہد کن تا ز تو نیازارد یعنی جو تیرے حال سے خبردار ہو اس کے نہ ستانے میں کوشش کر عمار نے کہا تو مجھے کیا کہے گا اور کس بات کا عیب لگا سکیگا اگر یہ کہے گا کہ گمراہ تھا خدا نے مجھے راہ راست دکھا دی اگر یہ کہے گا کہ کمینہ تھا خدا نے مجھے شریف بنا دیا اگر یہ کہیگا کہ حقیر تھا اللہ تعالیٰ نے عزیز کر دیا جو کچھ کہے گا سچ کہے گا مگر یہ نہ کہہ سکیگا کہ کبھی خدا اور رسول کی خیانت کی ہے یا کسی وقت میں بھی اس کی عبادت میں سستی اور اسکے رسول محمد مصطفیٰ کی دوستی میں خلل ڈالا ہے تو ان باتوں میں کیوں جا پڑا جس امر کے لئے ہم یہاں آئے ہیں اسکا ذکر کرنا چاہیئے اگر تو دشمنی سے پیش آیا ہم بھی دشمنی اختیار کریں گے جس سے ہمارا حق پر ہونا ظاہر ہو جائے اور تیرے دعوے کا جھوٹ کھل جائے اور اگر تو یہ چاہتا ہے کہ پہلے میں گفتگو کروں تو یہ امر تجھے سزاوار نہیں کیونکہ ہم گفتگو کرنے میں تجھ سے برتر ہیں اور اگر تو چاہے تو ایک ایسی بات کہدوں جو ہمارے تمہارے درمیان فیصلہ کر دے اور اس جگہ سے اٹھ کر جانے سے پہلے ہی تجھ پر کفر ثابت ہو جائے اور تو خود بھی میری بات کو تسلیم کرے اور یقین لے آئے اور اس کلمہ کے سبب تو خود اپنے کفر کی آپ شہادت دے اور مجھے اس بات میں جھوٹا نہ کہہ سکیگا یقیناً تجھے عثمان کا حال اور اسکے مارے جانیکا سبب معلوم ہوگا اور تو نے خود اس واقعہ کی مفصل کیفیت دیکھی یا سنی ہوگی اور تجھے اس میں کچھ شبہہ باقی نہ رہا ہوگا اور یہ بھی دیکھا ہوگا کہ بعض آدمیوں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا تھا اور بعض اس کے قتل کی ترغیب دیتے تھے یہی وجہ تھی کہ تمام ادنے و اعلےٰ اور نامی گمنام اور شریف و امیر میں سے جو محاصرہ کے دنوں میں مدینہ کے اندر موجود تھے کسی ایک نے بھی انکی مدد میں ہاتھ یا زبان نہیں ہلائی اور ذرا ساتھ نہ دیا محاصرہ کے چالیس دن تک اتنی مجال نہ ہوئی کہ نماز جمعہ یا نماز جماعت کے لئے نکلتا تو نے وہ مختلف باتیں بھی جو زید و عمر ان دنوں عثمان کے حق میں کہتے تھے سنی ہی ہونگی طلحہ و زبیر کی عہد شکنی سے تو آگاہ ہی ہے اور مومنوں کی ماں عائشہ صدیقہ نے جو کچھ عثمان کے حق میں اسوقت کہا تھا کہ جب اس نے عائشہ کا وظیفہ بند کر دیا تھا وہ بھی سن رکھا ہوگا نیز قتل عثمان کے لئے جو ترغیب و تحریض دلاتی اور پیر کفتار اور نعثل کہتی تھی اُن سے بھی تیرے کان آشنا ہوں گے پھر اس کے بعد عائشہ نے قتل عثمان کا حکم دیا اور قاتلوں کو بھڑکایا اور آخر کار آپ ہی طلب خون عثمان کے لئے ناجائز طور پر نکل کھڑی ہوئی نہ خدا ہی نے اسے ایسا کرنے کا حکم دیا تھا اب معاویہ اٹھا اور امیرالمومنین علی علیہ السلام سے اس کا خون اور اس کے قاتلوں کو طلب کرتا ہے تجھے یہ بھی معلوم ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے واقعہ قتل عثمان میں کوئی قصد نہیں کیا نہ کوئی حکم دیا نہ آپ اس فعل پر رضامند تھے تو خود ہی اس معاملہ پر غور کر اور اسی حادثہ کا خود ہی تصفیہ کر اور بغور و تامل سوچ کہ اس معاملہ میں معاویہ کی طلبی اور گفتگو کو کیا تعلق ہے اور اسے یہ حق کیونکر حاصل ہو سکتا ہے کہ خون عثمان کو طلب کرے نہ وہ عثمان کا وارث ہے نہ مسلمانوں کا والی بلکہ خون عثمان خود اسکی گردن پر عاید ہے عمر عاص نے کہا اے ابو الیقظان جو کچھ تو نے کہا سچ کہا اور طلحہ و زبیر کی عہد شکنی اور عائشہ کی تحریص قتل عثمان کا بیان اسی طرح ہے جیسا تو نے بیان کیا اور اس میں سے اکثر امور کو میں نے بچشم خود دیکھا ہے کیونکہ وہاں موجود تھا اور کچھ باتیں معتبر لوگوں سے سنی بھی ہیں مگر معاویہ کا طلب خون عثمان کرنا حق امر ہے کیونکہ عثمان بنی امیہ میں سے تھے اور معاویہ بھی بنی امیہ میں سے ہے وہ تعلق جو اسے عثمان سے ہے اور وہ شفقتیں جو عثمان اسکے حال پر مبذول فرماتے تھے اسکو طلب خون عثمان پر مجبور کر رہی ہیں یہ بات ایسی ظاہر و آشکارا ہے کہ بیان کرنے کی بھی احتیاج نہیں اور ہم بھی عثمان و معاویہ کے حسب و نسب کی کیفیت بیان کرنے کے لئے نہیں بیٹھے ہماری غرض تو یہ ہے

کہ ان معرکہ آرائیوں کی کیفیت پر جو ہر روز ظہور میں آرہے ہیں باہم نظر ڈالیں اور کوئی بہترائی اور بھلائی کی بات نکالیں اس سبب سے کہ تو علی ابو طالب کے لشکر میں سب سے برتر و ممتاز اور صاحب حرمت و جاہ و منزلت ہو ممکن ہے تیری سعی اور کوشش سے یہ تجویز باقی ہے اور تیری خوبی تدبیر سے یہ آتش فساد بجھ جائے اور یہ تاریک غبار دفع ہو جائے اور خونریزیاں بند ہو جائیں اے ابوالیقظان سوچ تو سہی کہ ہم تم دونوں ہی ایک خدا کی عبادت کرتے ہیں ایک قبلہ کی طرف نماز پڑھتے ہیں وہی پانچ وقت کی نماز جو تم پڑھتے ہو ہم بھی پڑھتے ہیں اور قرآن شریف کے پڑھنے اور اس کے احکام واقتناع تعمیل کرتے ہیں باہم مطابقت رکھتے ہیں پھر ہم میں یہ مخالفت کہاں سے آئی اور ہم مسلمانوں ایمان والوں کو باہم لڑنا جھگڑنا کیوں چاہیے ایک صف میں پہلو بہ پہلو نماز پڑھ کر کیوں صف جنگ میں ایکدوسرے کے مقابل آئیں اور کیوں ایک دوسرے کو قتل کریں تو ان باتوں کو نہیں کہتا اور کچھ نہیں سمجھتا تا۔ عمار یاسر نے جواب دیا اے عمر عاص کب تک بیان کئے جائیگا اور کب تک نفاق پھیلا کر عجیب عجیب باتیں کرے گا
گرچہ نرگس ہستی شوخ و چو لالہ تیرہ دل * پس دو روئے و دو زبان ہمچوں گل و سوسن مباش۔ یعنی تو نرگس سہی لالہ کی طرح شوخ اور سیاہ دل ضرور ہے۔ گل سوسن کی طرح دو رخ اور دو زبانیں نہ رکھ تو نے جو یہ کہا کہ ہم تم ایک خدا کی عبادت کرتے اور ایک ہی قبلہ کی طرف نماز پڑھتے ہیں شکر خدا کہ تیری زبان پر تو یہ بات آئی تجھے اور تیرے دوستوں کو قبلہ سے کیا کام در خدا کی عبادت قرآن شریف کا پڑھنا اور دین و ایمان تجھے کیا فائدہ بخش ہے اور تجھے ان کی کیا خبر قرآن و دین و ایمان ہمکو فائدہ دے گا کیونکہ ہم خالص نیت رکھتے ہیں اور نفاق و ریا سے خالی ہیں اللہ تعالے نے تجھے گمراہ کر دیا ہے اور جاہ و مال کی طلب میں تو اسقدر لالچی اور مغرور بنگیا ہے کہ نہ ہدایت و ضلالت میں تمیز کرتا ہے نہ سعادت اور بدبختی کو پہچانتا۔
بہ سہ اے تراز رایں کبود حصار * دستہ گل نمود پشتہ خار یعنی نیلا آسمان کے نیچے پھولوں کا دستہ پشتہ خار نظر آتا ہے حضرت محمد مصطفےٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ عہد شکن لوگوں سے جنگ کروں اور انہیں کے ارشاد کے موافق میں نے جنگ کی اور آپکا حکم بجا لایا نیز مجھ سے فرمایا ہے کہ ظالموں اور ستمگاروں پر تلوار نکالوں اور فاسق اور بدکرداروں کو قتل کروں تم وہی لوگ ہو اور یہ اوصاف سب تم میں موجود ہیں اور مارقین کے قتل کا بھی حکم دیا ہے یہ وہ لوگ ہیں جو دین الہی سے اس طرح گریز کرتے ہیں جیسا تیر کمان سے میں نہیں جانتا کہ مجھے ان لوگوں سے بھی مقابلہ کرنا ہوگا یا نہیں اے ابایق ابتر تو نے نہیں سنا کہ حضرت رسول خدا نے علی کی نسبت فرمایا ہے کہ میں خدا کا دوست اور رسول ہوں اور علی میرا دوست ہے اور تو اس دنیا میں شیطان کے سوا اور کسی کا دوست نہیں ہے عمر عاص نے کہا اے عمار میں تجھ سے نرمی کے ساتھ کلام کرتا ہوں تو مجھے کس لئے گالیاں دیتا ہے عمار نے جواب دیا اس لئے کہ تیری عادت و خصلت میں مکر و نفاق اور دغا و فریب شامل ہو گئے ہیں یہی عیب اسکا باعث ہوا ہے خدا کی قسم میں طریق شریعت پر ثابت قدم ہوں عمر عاص نے کہا تو قتل عثمان کی نسبت کیا کہتا ہے عمار نے کہا اے عمار سچ بیان کر کیا تو بھی اس جماعت میں سے ہے جس نے اسے قتل کیا ہے عمار نے کہا ہاں میں اس گروہ کے ساتھ تھا اور آج بھی اسی جماعت کے ہمراہ ہوں جسنے اسے مارا ہی تم سے جنگ کر رہا ہوں عمر نے کہا اے اہل شام گواہ رہنا کہ عمار نے قتل عثمان کا اقرار کر لیا ہے۔ عمار نے کہا یہ گواہ بنانا ایسا ہی ہے جیسا فرعون نے اپنی قوم سے اس وقت جبکہ حضرت موسیٰ خدائے تعالے کی وحدانیت اور قدرت کا حال بیان فرما رہے تھے کہا تھا کہ دیکھو اور سنو یہ کیا کہہ رہا ہے اے پسر نابغہ میں نے یہ کب کہا کہ عثمان کو میں نے قتل کیا ہے جب یہ تو انہیں گواہ قرار دیتا ہے عمر نے کہا تم سب تلواریں کندھوں پر رکھ کر گئے اور عثمان کو قتل کر دیا اب زیادہ بات نہ بڑھاؤ عثمان کے قاتلوں کو ہمارے حوالہ کر دو پھر یہ تمام فساد مٹ جائے گا اور خونریزی بند ہو جائے گی اگر تم ایسا کرو گے تو تمام مطلب حاصل ہو جائے گا ورنہ یہ معاملہ اسقدر طول پکڑے گا کہ ہمارے سر اس میں کھپ جائیں گے اور اس آتش فتنہ کے دھوئیں سے بہت سے تر دماغ خشک اور سوکھے چشمے لب ریز ہونگے۔ عمار یاسر نے ہنسکر کہا اے پسر نابغہ جب کہ علی ابن ابی طالبؑ رکاب میں قدم رکھتا ہے تو لڑائی کا کیا ذکر کرتا اور شمشیر و نیزہ کا کیا ذکر لاتا ہے گویا اژدہے کے دانتوں کو کریدتا اور شیر کی پلکیں کھینچتا ہے یہاں تک گفتگو آئی تھی کہ شام والے اٹھ کھڑے ہوئے اور سوار ہو کر عمار کی باتیں یاد کرتے چلے گئے اور معاویہ کے پاس پہنچے تو اس نے پوچھا کیا بات قرار پائی ہے تم نے کیا کہا اور کیا سنا انھوں نے

کہاں ہم کیا بیان کریں اپنے عمار یاسر کی گفتگو سنی شمشیر بُراں سے زیادہ تیز اور افعی کے زہر سے زیادہ ہلاک کنندہ تھی اور عمر عاص اسکی گویائی کی قوت کے مقابل محض نوزائیدہ بے زبان بچہ تھا یا پتھر کا بت معاویہ نے کہا خدا کی قسم اگر اس حبشی غلام یعنی عمار یاسر کی رائے پر چلینگے تو تمام عرب ہلاک ہو جائینگے

## معاویہ کے لشکر میں سے حصین بن مالک اور حارث بن عوف کا بجانب مصر وحمص فرار کرنا

معاویہ کی فوج میں قبیلہ حمیر میں سے ایک شخص حصین بن مالک نام تھا اگرچہ وہ اُس کے لشکر میں زندگی بسر کرتا تھا مگر اس کا دل امیر المومنین علیؑ کی طرف رجوع تھا کبھی کبھی آپ کی خیر و عافیت و حالات دریافت کرتا رہتا تھا ایک دن حارث بن عوف سکسکی جو حصین سے بہت ہی محبت و دوستی رکھتا تھا خبر لایا کہ تو نے بھی سنا ہوگا عمار یاسر اور عمر عاص میں ایک جلسہ قرار پایا ہے کہ باہم علیؑ اور معاویہ کے معاملہ میں مناظرہ کریں اگر مرضی ہو تو تو بھی اس جلسہ میں چل اُن کی باتیں سنیں حصین نے کہا اے بھائی مجھے اندیشہ ہے کہ پسر نابغہ کے فریب سے مبادا میرے اعتقاد میں کچھ خلل آجائے تھوڑی دیر تک سر جھکائے کچھ سوچا کیا پھر کہا اے حارث اچھا ہم بھی چلکر ان کی باتیں سنیں گے عرصہ دراز سے میں شریعت کے طریقہ پر چل رہا ہوں اور اپنے اعتقاد کو خوب مضبوط کر لیا ہے پسر نابغہ کا فریب اور جادو مجھے متغیر نہ کرے گا یہ کہکر اُن کے مباحثہ کی جگہ آیا عمار یاسر کی باتیں جو حق و باطل کے تصفیہ میں فصل الخطاب تھیں سُنکر اور عمر عاص کو اُس کے جواب میں ہکّی کے گدھے کی طرح بے بس پاکر حارث نے حصین سے کہا تو نے کچھ دیکھا ہے کہ پسر عاص گفتگو کے وقت کیسا لاچار اور حیران تھا اب خیال کر کہ ہم اس فتنہ کی دل دل سے کس طرح رہائی پا سکتے ہیں سن سے کہ میں آتش دوزخ اور نعمائے بہشت کے متعلق ہمیشہ فکر کر رہا ہوں اگر امیر المومنین کی خدمت میں جاتا ہوں تو یہ لوگ مجھے بدنام اور مطعون کریں گے اور اگر معاویہ کے پاس رہتا ہوں تو دوزخ کی دائمی آگ میں پڑتا ہوں اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس معرکہ آرائی سے علیحدہ ہو کر اور دونوں فوجوں سے بے تعلق رہ کر زندگی بسر کروں۔ حصین نے کہا تیری رائے بہت درست ہے اور عقل کی بات سوچی ہے میں بھی تیری طرح اسی فکر میں مبتلا ہوں پس دو لوں ہم خیال ہو کر معاویہ کی فوج میں سے نکل گئے ایک نے شہر حمص کی راہ لی اور دوسرے نے مصر کی اب ہم پھر عمر عاص کا ذکر کرتے ہیں جب عمار یاسر کے ساتھ مناظرہ ختم کر کے عمر عاص معاویہ کے پاس گیا تو فوج والوں کا ایک گروہ اُس کے پاس آیا اور کہا اے عمرو تو نے ہم سے بیان کیا تھا کہ رسول خدا نے عمار کے حق میں یہ فرمایا ہے یدور الحق مع عمار حیثما دار یعنی حق عمار یاسر کے ساتھ ہے جہاں وہ ہے اسی جگہ حق ہے اُس نے جواب دیا ہاں میں نے کہا تھا اور یہ بات جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنی تھی لیکن تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ عمار کو ہم سے علیحدہ سمجھتے ہو کیا نہیں دیکھتے کہ وہ ہمارے پاس آیا تھا پس اسے ہم میں سے سمجھو ذوالکلاع حمیری نے کہا اے عمر خدا سے ڈر ایسی بے معنی اور دھوکہ دہی کی باتیں نہ کر یہ کیسا آنا ہے ہم بھی موجود تھے ہم نے دیکھا کہ عمار آیا اور تھوڑی دیر تیرے ساتھ بیٹھا اور تجھے تیغ زبان سے وہ وہ چرکے دیے کہ نیزوں کے کوچوں سے بھی کوئی اس طرح سے زخمی نہیں کیا جاتا اور تو نوزائیدہ بے زبان بچے بلکہ احمق اور گدھے کی طرح اُس کے جواب میں عاجز اور چپ تھا اب اس فضیحت کا نام عمار کا آنا رکھا ہے۔ کاش ایسا آنا وہ نہ آتا اور نہ ذلت دیتا اس وقت عبد اللہ بن سوید قبیلہ خرش کے سردار نے ذوالکلاع سے مخاطب ہو کر کہا تجھے کیا ہو گیا تھا کہ عمار یاسر کو عمر عاص سے بحث و مناظرہ کرنے کے لئے طلب کیا تھا اُس نے کہا اس حدیث کے واسطے جو عمر نے رسول خدا سے سُنی اور بیان کی تھی کہ آنحضرتؐ نے عمار سے فرمایا ہے کہ تقتلک الفئۃ الباغیۃ یعنی تجھے گروہ باغی قتل کرے گا۔ عبد اللہ بن سوید نے یہ سُنکر عمر عاص کے حق میں اشعار تصنیف کئے سے عاذ لت یا عمر و قبل

اليوم مبتدئاً :: تبغی الخصوم جهاداً غير اسرار :: حتی لقيت ابا اليقظان منتصباً :: مح العظام نبزر غير مكتاد :: حتی رمی بك فی
بحر له حدب :: تهوی بك الموج ها فاذهب الی النار عبداللہ بن عمر عبسی جو تمام شام میں عبادت اور زہد میں مشہور اور شجاعت اور
جرأت میں کامل شخص تھا۔ عمرو عمار کی نیتوں کو تاڑ گیا اور اس گفتگو کو سنکر سمجھ گیا کہ معاویہ کفر اور گنہگاری اختیار کر کے علی مرتضٰے کا مقابلہ
کر رہا ہے اور حکومت کی خواہش میں پڑ کر خلقت کو گمراہ بنا رہا ہے بوقت شب معاویہ کے لشکر سے بھاگ کر امیرالمومنین کی فوج میں چلا آیا
اور یہ اشعار ذوالکلاع کو لکھ بھیجے ؎ والراقصات بركب عامدين له :: ان الذی جار من عمرو لنا لؤر :: قد كنت اسمع
والانباء شائعة :: هذا الحديث فقلت الكذب والزور :: حتی تلقيته عن اهل غيبته :: فاليوم ارجو المغرور مغرور
واليوم ابرء من عمرو شيعته :: ومن معاوية المحذو بة العبر :: لا لا اقاتل عماراً على طمع :: بعد الرواية حتی
ينفخ الصور :: تركت عمراً واشباعاله نكداً :: انی بتركهم ياصاح معذور :: يا ذوالكلاع فدع لی معشراً كفروا :: اولا
فدينك عين فيه تعزير ما فی مقال رسول الله فی رجل :: شك وكلا فی مقال الرسل تخيير :: صبح کے وقت معاویہ
نے یہ حال سنکر سخت صدمہ اٹھایا اور عمر عاص سے کہا تو کیسا ناسمجھ آدمی ہے تیری نسبت جو مجھے عمدہ گمان تھا اس پر افسوس کرتا ہوں
میں خیال کرتا تھا کہ تو بڑا عقلمند اور صاحب خرد ہے اب میں تجھے کیسا پاتا ہوں قریب ہے کہ میری تمام سپاہ خراب ہو جائے
اے شخص ہوش میں آ جو کچھ تو نے مصطفٰے سے سنا ہو اس کا ذکر بھی ہونا چاہئے میں نے بھی بہت باتیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی
رکھی ہیں لیکن مصلحت وقت سمجھ کر ان کو چھوڑ رکھا ہے حضرت مصطفٰی نے بھی کبھی مصلحت وقت سمجھ کر کچھ فرما دیا ہے تو نے بے وقت روایت
بیان کی اور میرے لشکر میں سے ایک بڑے نامی بہادر سردار کو کھو دیا اور آگے دیکھئے تو کیا کچھ کر کے رہتا ہے اور میں تیرے ہاتھوں
سے کیا کچھ نہ دیکھوں گا۔ عمر عاص نے کہا میں نے عمار یاسر کے حق میں حضرت مصطفٰے سے حدیث سنی تھی بیان کر دی اور جس وقت بیان
کی تھی نہ تو تھا نہ تیری فوج نہ علی کا لشکر نہ تو علی کا دشمن تھا نہ علی کی جنگ مجھ کیا خبر تھی کہ اسکے بعد صفین کے مقام پر ایک لاکھ آدمی
جمع ہوں گے ایک لشکر کا سردار تو ہوگا اور دوسرے گروہ کا امیر علی اور عمار یاسر علی کو اختیار کریگا اور میں تیرا طرفدار ہوں گا
اسوقت یہ روایت جو میں عمار کے حق میں بیان کرتا ہوں مجھے نقصان پہنچائے گی اور اس کے سبب سے ایک کم ہمت بزدل منافق تیرے
لشکر سے بھاگ کر علی سے جا ملیگا اور تو اس کے سبب سے مجھے رنج دے گا اگر میں اتنے واقعات کے ظہور میں آنے سے پہلے ہی جان جاتوں
سے آگاہ ہوتا تو غیب داں ہوتا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول سے کہدیا ہے کہ خلقت سے کہدے ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من
الخیر وما مسنی السوء یعنی اگر میں غیب کی باتیں جانتا تو اکثر اچھے ہی کام کرتا اور مجھے کوئی رنج اور برائی لاحق نہ ہوتی غیب کا جاننے والا صرف
اللہ جل شانہ ہے تو نے بھی عمار کے حق میں کئی حدیثیں بیان کی ہیں اگر میں نے بھی ایک روایت بیان کر دی تو کیا ہوا ایک بہادر نہ رہا
نہ سہی تو نے علی کے ساتھ جو نقصان اٹھائی ہے اگر اس میں ایک سپاہی کے چلے جانے سے خلل واقع پڑتا اور تو اس سے دلشکستہ ہوتا ہو تو اس فعل کو
ترک کر علی سے صلح کر لے ؎ از ہر چہ نہ بمراد تو خواہد بود :: گر رنجہ شوی دراز رنجے داری یعنی جو کام تیری مراد کے موافق انجام نہ پائے
اگر تو اس سے رنجیدہ ہوگا تو بڑے بڑے رنج اٹھائے گا۔ معاویہ یہ سنکر خاموش ہو رہا کچھ نہ بولا اور حلم اختیار کیا جس سے طرفین میں صفائی ہو گئی
دوسرے دن صبح کیوقت فوجیں صف بستہ ہو کر ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوئیں معاویہ کی طرف سے ایک شخص ہمام ابن قبیصہ نمیری نام جو امیر
المومنین علی کے دشمنوں اور بدگویوں میں سے تھا نکلا اور جوڑ طلب کی عدی بن حاتم طائی مقابل سے نکل کر آیا ہمام نے امیرالمومنین کو برا کہا عدی
نے کہا برا کہنا اور کوسنا بوڑھی عورتوں اور عاجز کا کام ہے بہادر سیف و سنان سے جواب دیتے ہیں یہ کہکر حملہ کیا دونوں نے نیزہ سنبھالے کچھ عرصہ
تک خوب بند چلتے رہے انجام کار عدی بن حاتم طائی نے اسکے سینہ پر ایسا نیزہ مارا کر پشت سے نکلگیا اور وہ فوراً مردہ ہو کر زمین پر گر پڑا عدی

تھوڑی دیر تک میدان میں گھوڑے کو دوڑاتا اور اشعار پڑھتا رہا پھر اپنی صف میں آملا معاویہ کو ہمام کے مارے جانے سے سخت صدمہ ہوا اور کہا اگر میں فتحیاب ہوگیا اور کسی دن عدی حاتم طائی قابو چڑھ گیا تو خوب سزا دوں گا بیان کرتے ہیں کہ امیرالمومنین علی کی شہادت پانے اور دنیائے فانی سے عالم جاودانی کی رحلت فرمانے کے بعد جب معاویہ کا کام بنگیا تو ایک دن عدی بن حاتم طائی کسی ضرورت کے لئے اس کے پاس آیا اسوقت عمر عاص اور بنی وحید کا ایک نامور آدمی بھی موجود تھا عدی نے سلام کیا حاضران مجلس نے جواب سلام دیا معاویہ نے کہا اے ابا طریف زمانہ نے علی کی دوستی میں سے تیرے پاس کچھ نہ چھوڑا عدی بن حاتم نے جواب دیا زمانہ نے علی کی محبت اور دوستی کے سوا میرے پاس اور کچھ باقی نہیں رکھا میں زمانہ کیطرف سے صرف یہی محبت اور دوستی رکھتا ہوں معاویہ نے کہا اسکی محبت نے تیرے دل میں کسقدر جگہ لے رکھی ہے جواب دیا میرے تمام دل میں اور جب اُن کا نام سنتا ہوں اُن کی دوستی میرے دل میں جوش مارتی اور ترقی پاتی ہے ؎ چندانکہ مرا حدیث آن جان جہان ؛ بیشتر گوئی ہنوز بیشتر باید۔ یعنی اس جان عالم کا ذکر جسقدر زیادہ کیے گا مجھے اور زیادہ سننے کی تمنا ہوگی معاویہ نے کہا میرا خیال تھا کہ وہ زمانہ گذر گیا اور کام کا رخ بدل گیا علی کی دوستی تیرے دل سے جاتی رہی ہوگی عدی نے کہا معاذ اللہ اُن کی دوستی میرے دل میں ہر وقت بڑھتی جاتی ہے اور ہر لمحہ زیادہ **قطعہ** چون گشت کشادہ بردل اسرار ہواش ؛ نہ ہم گل جہان خار ہواش ؛ ما پشت سوئے ہوائے شادی کردیم ؛ اکنون رخ زرد ما و دیوار غش۔ جب کہ ان کی آرزو کا راز دل پر کھل گیا میں دنیا کے پھول کی عوض اُن کی آرزو کا خار بھی نہ دوں گا ہمنے خوشیوں کی آرزو کیطرف پشت کرلی ہے اب یہ رخ زرد کے دیوار کیطرف منہ کر لیا ہے حضرت علی کی دوستی میرے دل میں اسی طرح موجود ہے اور اے معاویہ تیری دشمنی بھی بدستور باقی ہے جو تجھے معلوم ہی ہے معاویہ نے ہنسکر کہا اے عدی قبیلہ طے کی عجیب عادت تھی کہ ہمیشہ حاجیوں کا زاد راہ اور سواریاں چراتے تھے اور خانہ کعبہ کی ذرا حرمت نہ کرتے تھے اس نے جواب دیا زمانہ جاہلیت میں ایسے ہی تھے جیسا تو بیان کرتا ہے مگر جب اللہ تعالےٰ نے ہمیں دولت اسلام کرامت کی اسوقت سے میرے قبیلہ سے زیادہ نہ کسی نے حاجیوں کی رعایت کی نہ خانہ کعبہ کی اسقدر حرمت معاویہ نے کہا تم بہت خراب حال لوگ تھے اور تیرے قبیلہ کی سب سے افضل غذا کی ٹڈی تھی عدی نے کہا بیشک تجھے اور تیری قوم کو خوب دیکھ رکھا ہے تمہاری سب سے عمدہ غذا مردار تھی عمر عاص اور بنی وحید کے اس شخص نے جو معاویہ کے پاس موجود تھے کہا اے امیرالمومنین عدی کو نہ ستا وہ خود ہی غمزدہ ہے عدی نے کہا تم سچ کہتے ہو اُٹھ کر اور ناراض ہوکر معاویہ کے پاس سے چلا آیا اور یہ اشعار کہے ؎ یجادلنی معاویۃ بن حرب ؛ وخطی فی ابا حسن جلیل ؛ ولیس اخی الذی رجو سبیل ؛ یذکرنے ابا حسن علیا وخطی فی ابی حسن جلیل ؛ یعاتبنی ویعلم ان ظوفی ؛ علی تلک التی اخشی دلیل ؛ ویزعم اننا قوم خفاۃ ؛ جرادیون لیس لنا عقول ؛ وکان جوابہ عندی عتیدا ؛ ویکفی مثل منی القلیل ؛ وقال ابن الوحید وقال عمرو ؛ عدی بصفین دلیل ؛ فقلت صدقتما قد ہدلی کنی ؛ وفارقنی الذی بہم اصول ؛ ولکنی علی ماکان منی ؛ یلیل صاحبتی بما اقول ؛ فان اخالکم فی کل یوم ؛ من الایام محلہ تقبیل معاویہ نے یہ اشعار سنکر آدمی بھیجا اور عدی کو بلا کر اسکی حاجت پوری کردی اور قیمتی اور گراں بہا صلہ عطا کیا ذکر ہے کہ معاویہ کی فوج میں سے ایک شخص حمل بن اثال نام نکلا اور دونوں صفوں کے بیچ میں کھڑے ہوکر مرد مقابل طلب کیا اسکا ایک بیٹا اثال نام امیرالمومنین کی فوج میں تھا یہ دیکھکر کہ معاویہ کی فوج سے ایک بہادر نکلکر میدان میں آیا اور اپنے مقابلہ کیلئے کسیکو طلب کرتا ہے اسکے لڑنیکے لئے نکلا نہ بیٹا باپ کو پہچانتا تھا نہ باپ بیٹے کو بیٹے نے باپ پر نیزہ چھوڑا اور وہ زخم کھا کر گھوڑے سے نیچے آرہا خود سر الگ جا پڑا اب جو بیٹے کی نظر پڑی تو باپ کو پہچان لیا اور خود بھی گھوڑے سے گر پڑا اور اپنا منہ باپ کے منہ کے قریب رکھکر زار زار رونے اور معافی چاہنے لگا اور کہا تم جانتے ہو کہ میں نے نہ پہچانا تھا تم بھی مجھے نہ پہچانتے تھے اب بتاؤ کہ زخم کچھ تکلیف دہ ہے یا نہیں باپ نے کہا زخم بہت تکلیف دہ ہے لیکن مقام خوف نہیں جان بچ جائے گی اے پسر میں چاہتا ہوں کہ معاویہ کی خدمت میں سے جو جو راحتیں اور آرام اور ہر قسم کے فائدے اور عیش حاصل ہیں انکا اور تمام نعمتوں کا ذکر کروں مگر میں اُٹھ نہیں سکتا آ تجھے معاویہ کی خدمت میں

پہنچا دوں اور تو اس رنج وغم وبدبختی وشقاوت سے بچ جائے گا بیٹے نے کہا اے باپ دنیا فنا ہونے والی شے ہے خواہ رنج ہو یا راحت سب جاتا رہتا ہے آخرت کا سامان مہیا کر اور عقبیٰ کی نعمتوں اور بہشتی راحتوں کے واسطے کوئی بھلا امیرالمومنین علی کی خدمت وتابعیت سے بڑھ کر نہیں فنا ہونے والی نعمتوں کو چھوڑ اور باقیات کے لئے کمر ہمت باندھ میں خدمت امیرالمومنین میں پہنچا دوں گا کہ سعادت ابدی حاصل ہو اور دینی راحت اور عقبیٰ کی نجات نصیب ہو باپ نے کہا میں علی کی خدمت میں نجاؤں گا نہ اسکی متابعت اختیار کرونگا بیٹے نے کہا میں بھی معاویہ کا منہ دیکھنا نہیں چاہتا اسکے پاس نہ جاؤنگا باپ نے کہا اچھا تو اٹھ اور علی کے پاس واپس چلا جا اور میں معاویہ کے پاس جاؤں دونوں نے یہی کیا اور دونوں فوجیں جو انہیں دیکھ رہی تھیں اور ان کی باتیں سنتی تھیں اس واقعہ پر تعجب کرتی تھیں اب رات ہو گئی اور طرفین نے اپنے قیامگاہ کی راہ لی دوسرے دن صبح کے وقت جب آفتاب جہانتاب نے مشرق سے طلوع کیا دونوں لشکر مقابلہ کے لئے نکلے معاویہ کی فوج نے چار صفیں قایم کیں سر پر عمامے باندھکر مرنے کی ٹھان لی ابوالاعور سلمی ان کا پیشرو تھا اور ترغیب جنگ دلا رہا تھا اور کہتا تھا اے شامیو بھاگنے سے بچو بھاگنا بڑے شرم اور عار کی بات ہے۔ اہل عراق پر حملہ کرو وہ نفاق اور خرابی پھیلانے والا گروہ ہے۔ صفوں سے آواز آئی کہ ہم آج عراق والوں کے سامنے سے نہ بھاگیں گے اور معاویہ کو مسرور اور خوش کرینگے امیرالمومنین علی کے لشکر کے سرداروں نے یہ حال معائنہ کیا اور شامی دلیروں کا یہ کہنا سنا تو سعید بن قیس ہمدانی نے اپنی قوم کو طلب کیا اور عدی بن حاتم طائی نے اپنے عزیزوں کو جمع کیا اور اشتر نخعی نے بنی مذحج کو اور اشعث بن قیس نے اپنی جمعیت کو فراہم اور مستعد جنگ کیا لشکر کے اور بھی بہت سے جواں مرد آموجود ہوئے سب نے مل کر ان چار صفوں پر حملہ کیا اور انھوں نے بھی اپنا حملہ کیا بڑی سخت خونریز لڑائی ہوئی انجام کار امیرالمومنین کے اصحاب نے فتح پائی ان چار صفوں میں سے پہلے ہی حملہ میں تین ہزار سے زیادہ آدمی مارے گئے اس کے بعد معاویہ کی فوج پر حملہ کیا اور انہیں پیچھے ہٹاتے گئے سعید بن قیس نے اپنی قوم کو لیکر اس بلندی پر حملہ کیا جہاں معاویہ کے سپاہی موجود تھے اور وہاں سے انہیں جانب نشیب بھگا دیا اور بہت شامی قتل کئے معاویہ نے یہ حال معائنہ کرکے ان کی مدد کے لئے اور سوار بھیجے اور ان کا دل بڑھاتا تھا ادھر سے عمار یاسر نعرہ زن ہو کر کہتا تھا کہ اے خدا کے بندو صبر کرو اور قدم جمائے رکھو یقین جانو کہ بہشت نیزہ وشمشیر کے سایہ میں موجود ہے عرب کے قبیلے اس طرح ایک دوسرے پر ٹوٹ کر گرے کہ بنی کندہ کندہ کے مقابل اور طے طے کے سامنے اور مذحج مذحج کے روبرو اور تمیم تمیم سے جنگ کر رہے تھے آج دوپہر سے یہ جنگ شروع ہو کر غروب آفتاب تک جاری رہی اور تمام عربی قبیلے ایک دوسرے کے مقابل جم کر تیغ زنی کرتے اور داد شجاعت دیتے رہے طرفین میں سے کسی شخص نے بھی ظہر اور عصر کی نماز ادا نہ کی صرف تکبیر اور اشاروں سے ادا کی ہاشم بن مرقال نے آج بڑی سخت جنگ کی اور بے نظیر شجاعت دکھائی کشت وخون کرتا ہوا کہتا جاتا کہ میں آج معاویہ کی فوج کے اسقدر آدمی ہلاک کروں گا کہ امیرالمومنین علی مجھ سے رضامند ہونگے۔ عدی بن ہبیرت الہمدانی کی لڑکی زرقا دونوں صفوں کے درمیان کھڑی ہوئی اپنے قبیلہ ہمدان کی تعریف کر رہی تھی اور برابر ترغیب جنگ دلاتی تھی اور کہتی تھی ہاں اے دلیران کارزار و بہادران عرصہ پیکار اور اے شیران بیشہ جنگ وجدال اس معرکہ عظیم میں جانیں لڑا دو اور پہاڑ کی طرح ثابت قدم بن کر اس تاریکی اور گومگو مبہم کا پردہ پھاڑ دو تم لڑائی نہیں لڑ رہے ہو بلکہ ایک بلا میں مبتلا ہو ہاں اے سوارو آفتاب کے سامنے چراغ کی کچھ حقیقت نہیں اور چاند کے سامنے ستارے ماند پڑ جاتے ہیں اور حجر گھوڑوں پر سبقت نہیں لیجا سکتے لوہے کو لوہے سے کوٹنا چاہئے ہاں اے مہاجر وانصار صبر کرو صبر کرو مرنے سے نڈر ہو جاؤ جانوں کا اندیشہ دور کر دو یہ دنیا فانی ہمیشہ نہیں رہے گی نہ کوئی سدا قایم رہا ہے پس ان اعدائے دین پر ٹوٹ پڑو اور کچھ آخرت کا توشہ سمیٹ لو غرض زرقا اسی قسم کی باتیں کہہ کہہ کر بہادروں کو مستعد جنگ کر رہی تھی اور اسکی ایک ایک بات معاویہ کے دل میں اسوقت تک رہی کہ وہ خلیفہ ہوا ایکدن عمر عاص مروان حکم ولید بن عقبہ اور عتبہ بن ابی سفیان اور اور بھی سرداران لشکر وارکین دولت معاویہ کے پاس موجود تھے ادھر ادھر کی باتیں ہو رہی تھیں

حسب اتفاق جنگ صفین کا ذکر آگیا اور زرقا کی باتیں یاد آگئیں معاویہ نے کہا تمہیں کچھ یاد ہو کہ اسکے کلمات کس قدر دلخراش تھے اب تک میرے
دل سے دور نہیں ہوتے تمہاری کیا رائے ہے اگر مناسب ہو تو اُسے بلا کر سزا دوں مروان حکم نے کہا ضرور حکم جاری کر اور بلا کر تلوار سے خبر لے معاویہ نے
کہا تو نے یہ اچھی رائے نہیں دی بہتر یہ ہے کہ اُسے بلاؤں اور سنوں کہ اب کیا کہتی ہے اسلئے امیر کوفہ کے نام فرمان جاری کیا کہ زرقا کو طلب کر اور سامان
سفر مہیا کر کے اُسے جانب درگاہ روانہ کر اسنے زرقا کو معاویہ کے حکم سے مطلع کر دیا زرقا نے کہا اگر اس نے کوفہ میں رہنے یا قصد شام کرنے کی نسبت مجھے اختیار دیا ہو
تو سفر کی نسبت یہاں رہنے کو زیادہ پسند کرتی ہوں امیر کوفہ نے کہا تجھے فرمان کے مطابق شام کا سفر اختیار کرنا لازم ہے پھر اسکے واسطے نہایت عمدہ ہودج
بنوایا اور بردیمانی کا بالا پوش تیار کیا اور جو اشیا سفر میں درکار ہوتی ہیں سب بخوبی مہیا کر دیں پھر اُسکو اُس کے کئی عزیزوں قریبوں کے ہمراہ
جانب شام روانہ کر دیا زرقا داخل شام ہو کر معاویہ کے دروازے پر آئی اور اجازت طلب کی اور پھر اندر داخل ہو کر سلام کیا معاویہ نے بملائمت جواب
سلام دیا اور بہت اچھی طرح احوال پوچھا اور تکالیف سفر اور افراط سامان و زاد راہ کی کیفیت دریافت کی اُس نے کہا امیر کوفہ نے کسی امر کی
کمی نہیں کی تمام سامان بخوبی مہیا کر دیا تھا اور مجھے بہت اچھی طرح روانہ کیا معاویہ نے کہا میں نے ایسا ہی حکم دیا تھا اے خالہ تو جانتی ہے
کہ میں نے تجھے کیوں بلایا ہے اُس نے کہا مجھے کچھ خبر نہیں۔ کہا کیا تو وہی عورت نہیں جس نے صفین کی جنگ میں لال بالوں والے اونٹ پر
سوار ہو کر اپنی قوم کو میرے خلاف بھڑکایا اور آگے بڑھایا تھا اور میرے مقابلہ پر انہیں پر جوش کر دیا تھا اور یہ جملے کہے تھے پھر تمام باتیں
لفظ بلفظ بیان کر دیں زرقا نے کہا میں وہی عورت ہوں اور یہ میرے ہی کہے ہوئے جملے ہیں مگر اے معاویہ مناسب یہ ہے کہ گذشتہ زمانے کی باتیں
بھلا دے اور جو امور دل سے محو ہو گئے ہیں انہیں یاد نہ کر مجھے اس شخص کی یاد ہو جو ان حمیدہ صفات و آثار کا مالک تھا وہ دنیا سے چلا گیا اور وہ نشان اپنے
ہمراہ لیگیا شاید تجھکو خیال نہیں کہ یہ دنیا گذرگاہ ہے اس خاک خون آشام نے بہت سے پہلوانوں کو نگل لیا ہے اور بہت سے بادشاہان عظیم الشان صاحب تخت و تاج
کو اس دنیائے دنی نے پست اور تباہ کر دیا ہے کسی عقلمند کو اسکے مکر و بیوفائی سے غافل نہ رہنا چاہیے نہ کسی خردمند کو یہ سمجھ لینا سزاوار ہے کہ وہ اس جادوگر
زمانے کی دغا سے محفوظ رہیگا۔ معاویہ نے کہا اے خالہ تو نے مجھے نہایت ہی عمدہ اور شایان حال نصیحت کی ہے اب یہ بتا کہ صفین میں جو باتیں کہی تھیں اُن میں سے
بھی کچھ یاد ہیں زرقا نے کہا وہ زمانہ جاتا رہا وہ باتیں دل سے محو ہو گئیں معاویہ نے کہا مجھے وہ سب یاد ہیں خدا کی قسم علی ابو طالب نے صفین میں جس قدر خون
ریزی کی ہے اُس میں تو پوری طرح شریک ہے اور آخرت میں سزا کی شریک حال ہوگی زرقا نے کہا اے معاویہ تو نے مجھے بہت ہی بڑی سعادت کی خوشخبری دی ہے اس سے
زیادہ بڑھکر اور کون دولت ہوگی کہ میں علی مرتضیٰ کے فعل میں شریک سمجھی جاؤں اور آخرت میں اس خونریزی کے ثواب سے بہرہ مند ہوں جو حضرت علی کی ذات سے ظہور میں
آئی ہے معاویہ نے کہا تو اس شرکت سے بہت خوش اور مسرور ہوئی جواب دیا کہ خدا کی قسم میں نہایت ہی خوشدل ہوئی معاویہ نے کہا مجھے بہت تعجب آتا
ہے کہ علی کی وفات کے بعد بھی میں اُنکی نسبت تمہاری محبت اور وفاشعاری کو زیادہ ہی دیکھتا ہوں زرقا نے کہا خدا کی قسم تو نے ابھی تک ہماری
دوستی کا جو علی سے ہے اندازہ نہیں کیا اُس نے کہا میں جانتا ہوں کہ تم علی کی دوستی کو ترک نہ کرو گے مگر اس سبب سے کہ میرے حکم سے دور دراز کا سفر طے کیا
اور بہت تکلیفیں گوارا کی ہیں تیری جو حاجت ہو بیان کر کہ اسے پوری کروں زرقا نے کہا مجھے زیبا نہیں کہ جس شخص کا دل مجھ سے آزردہ ہو اس سے اظہار حاجت
کروں اور تیرے لائق یہ امر ہے کہ بغیر طلب کئے عطا و بخشش کو کام میں لائے اور حاجت روائی کرے معاویہ نے کہا میں اسی کام کا آدمی ہوں حکم دیا کہ اسکو رقم کثیر اور تحفہ بیش بہا
تھان دو اور اسکے رشتہ داروں میں سے ہر ایک کو اُس کے علاوہ عطیہ دیکر شاد و خرم یمن کو روانہ کیا اب ہم پھر قصہ صفین کی طرف رجوع کرتے ہیں دوسرے
دن معاویہ نے لشکر کو مرتب کیا اور حکم دیکر بنفس نفیس علم بنوائے اور قریش کے نامور اشخاص عمرو عاص۔ عبید اللہ بن عمر خطاب عبد الرحمن بن خالد ولید عتبہ
بن ابی سفیان۔ مروان بن حکم بسر بن ارطاۃ اور ضحاک بن قیس فہری جیسوں کے حوالے کئے اہل یمن کو یہ امر ناگوار گزرا اور معاویہ سے رنجیدہ ہو کر اس
مضمون کے اشعار پڑھے اور شاکی ہوئے معاویہ نے انکے حال پر رعایت فرمائی اور تسلی و تشفی دیکر کہا تم خاص میری جماعت ہو میں نہیں چاہتا کہ تمہیں ہر کسی کے
برابر کر دوں کیونکہ میرے کام کا انتظام محض تمہاری ہی ذات سے ظہور میں آیا ہے جب میں خود جنگ کو نکلوں گا تو اسوقت تمکو طلب کروں گا اُحل

یمن اس افسوں سے خوش ہوگئے امیر المومنین کے لشکر کو بھی اس طرح لشکر کو مرتب کرنے سے عارف قریش کو علم دینے اور اہل یمن کے ناراض ہونے اور
گفتگوئے مختلفہ درمیان میں آنے کی خبر ہوگئی منذر جارود العبدی نے اٹھ کر اور حضرت علی کے روبرو کھڑے ہوکر عرض کی یا علی معاذ اللہ کہ ہم حضور میں
ایسی باتیں کہیں جیسی معاویہ کا لشکر معاویہ سے کہتا ہے اگر ہمیں آپ سے کچھ عرض کرنا بھی ہوگا تو اس طریق سے کہیں گے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ ہمارے اور
اہل اسلام کے سروں پر سلامت رکھا اور آپ کی دولت وحشمت اور مسرت وکرامت میں ترقی فرمائے جو کچھ آپ فرمائیں گے اس میں ہماری سعادت
اور بھلائی شامل ہوگی اگر کسی جماعت کو معاویہ سے مقدم کروگے یا کسی گروہ کو پیچھے ہٹاؤگے تو تقدیم وتاخیر اور انعام ومایوسی اور تلی وتشفی اسیطرح
ہوگی جیسا تم چاہوگے آپ کا کام حکم دینا اور ہمارا کام اسکو بجا لانا ہے آپ ہمارے ماں باپ جیسے مہربان ہیں ہم آپ کے فرزند جیسے مطیع اگر
خدانخواستہ آپ کو کسی قسم کا رنج پہنچے یا ناگاہ کوئی واقعہ درپیش آجائے اور خدا کرے کوئی ایسا دن نہو جو اور ہمیں نہ دکھایو اور حسنین
کی عمر دراز ہو جب تک ہمارے تن میں رمق جان باقی ہے ہم ادائے خدمت کے لئے کمربستہ اور آپ کی اطاعت وفرمانبرداری کو اپنے
اوپر واجب سمجھتے ہیں تمام لشکر کے خرد وکلاں اور ادنی اور اعلیٰ نے دل شاد ہوکر اس کی تحسین وتعریف کی اب معاویہ اپنے لشکر کو مرتب کر
چکا تھا وہ جنگ کے لیے آگے بڑھا بسر بن ارطاۃ معاویہ کا دیا ہوا سیاہ علم لئے ہوئے میدان جنگ میں نکلا تھوڑی دیر تک گھوڑے کو دوڑاتا رہا
پھر کسی لڑنے والے کو چاہا امیر المومنین کیطرف سے سعید بن قیس نکلا دونوں نیزہ سے جنگ شروع کی سعید نے بسر کو نیزہ مارا جس سے وہ سخت زخمی ہوکر
بھاگ نکلا اب ایک اور بہادر معاویہ کے لشکر سے نکلا اور میدان میں آکر لڑنے والے کا خواستگار ہوا حجر بن عدی کندی امیر المومنین کی صف سے نکلا اور
حملہ کرکے ایک ہی ضرب شمشیر سے اس کا سر اڑا دیا اور گھوڑے کو جولان کرتے ہوئے مبارز طلب کیا الحکم بن ازہر معاویہ کے لشکر سے نکل کر
آیا اور رجز خواں ہوا حجر بن عدی کا ایک چچازاد بھائی مالک بن مسہر نام تھا اپنی صف سے نکل کر حجر کے سامنے آکھڑا ہوا اور اشعار پڑھ کر اپنی
دلیری اور فن جنگ کی تعریف کی پھر تلوار کھینچکر حجر پر جھپٹا حجر نے بھی اسپر حملہ کیا اور بضرب شمشیر بے سر کر دیا پھر نعرہ مار کر اظہار فخر کیا اور اشعار
پڑھکر کسی مرد مقابل کو طلب کیا معاویہ کے لشکر میں سے ایک بڑا نامی گرامی سوار عامر بن عامری نکلا سر سے پاؤں تک آہن میں غرق تھا اور آنکھ کی
سوا اور کوئی شئے برہنہ نظر نہ آتی تھی دونوں صفوں کے بیچ میں کھڑے ہوکر شعر پڑھے اور اپنی دلیری ومردانگی کی بہت کچھ تعریف کی حجر بن عدی نے چاہا
کہ اسکا مقابلہ کرے مگر اشتر نے سبقت کرکے ایک نیزہ اسکی ٹھڈی پر مارا کہ نیزہ کو پھاڑتا ہوا پہلو میں در آیا عامر اسیوقت گر کر مر گیا اسیوقت ایک اور
بہادر معاویہ کی فوج سے نکلکر اشتر پر حملہ آور ہوا اشتر نے اسے بھی ڈھیر کر دیا ایک اور آیا اور اسی طرح اشتر نے چار شخص ہلاک کئے معاویہ یہ حال دیکھ کر
بیٹھ گیا اور مروان بن حکم سے مخاطب ہوکر کہا یہ کب تک ہوتا ہے دیکھ اشتر کیا کام کر رہا ہے تو اس کا علاج کر سکتا ہے کہ اس کے شر کو مجھ سے دفع کرے
اگر تو کچھ کر سکتا ہے تو سواروں کے اس دستہ کو لیکر جو تیرے سامنے کھڑا ہے اسپر حملہ کر شاید تو کچھ کام کر سکے اور اسکو مار کر میرا دل ٹھنڈا کرے مروان نے
کہا کیوں یہ خدمت عمر عاص سے کیوں نہیں لیتا جو تیرا بڑا رکن اور معتمد اور مقرب ہے معاویہ نے کہا اگر وہ میرا مقرب اور معتمد ہے تو تو بھی میری
جان وروح اور بھائی ہے مروان نے کہا اگر تیرے نزدیک میرا یہ مرتبہ ہوتا تو میں بھی وہی درجہ رکھتا ہوتا جیسا کہ عمر عاص انعام مصر وغیرہ
کا درجہ پائے ہوئے ہے اور جس قدر مجھے کام کی کوفت اور سختی رہتی ہے وہ اسے اٹھانی پڑتی معاویہ نے کہا خدا مجھ کو تجھ سے بے پروا رکھے
مروان نے کہا ہاں آج جو ذرا امداد نہیں کی ہے اب معاویہ نے عمر عاص کی طرف متوجہ ہوکر کہا یا ابا عبداللہ کسی طرح میرا دل خوش کر اور تو
اپنے حیلوں سے اشتر پر حملہ کر شاید تو اسے گرفتار کر لائے یا کسی مصیبت میں ڈالدے کیونکہ اس سے میرا دل زخمی ہوگیا ہے اور اسکی بے نظیر شجاعت اور معرکہ آرائی سے مجھ
میں طاقت ضبط نہیں رہی ہے عمر عاص نے کہا میں فرمانبردار ہوں اور تجھ سے ایسی باتیں کہنا جیسی مروان کرتا ہے معاویہ نے کہا مروان حق پر ہے میں نے اسکے حق
میں تنگیسا کمی کی ہے اور تجھے اسپر جتنی عطا کی ہے مصر جیسی ولایت تجھے دیدالی ہے اور اسے محروم رکھا ہے عمر نے کہا اگر تو نے مجھے مقدم اور اسے پیچھے رکھا ہے یا مجھے
عطیا سے یاد کیا اور اسے محروم رکھا ہے تو اس میں کوئی نقصان کی بات واقع نہیں ہوئی بے شک مجھ جیسے شخص کو اچھی طرح رکھنا اور رعایت کرتے

رہنا چاہئے شعر ہزار گونہ ہنر ہست مر مرا پنہاں ۔ بروں ازانکہ ہنر ہا آشکار من ست یعنی مجھ میں ہزار طرح کے ہنر ان ہنروں کے علاوہ پوشیدہ ہیں جو مجھ سے عیاں ہیں یہ کہکر معاویہ کے لشکر اور شامی بہادروں میں سے چار سو نامی گرامی جری مرد جو اسکی حمایت و اہتمام میں تھے ہمراہ لے کر اشتر پر حملہ کیا اشتر کا قبیلہ عمر عاص کو اپنی جماعت کے ساتھ اشتر پر حملہ آور دیکھ کر سوار ہوا اور اشتر سے جا ملا یہ دو سو جوان نخع اور مذحج کے قبیلوں سے تھے عمر عاص نے آگے بڑھ کر رجز پڑھی اور دیدہ بصیرت بند کر کے اپنی مردانگی اور شجاعت پر فخر کرنے لگا - اشتر نے اسکا قصد کیا اور اسنے بھی حملہ کیا دونو جنگ کرنے لگے جب قریب پہنچے تو عمر عاص نے بہت کچھ حیلہ بازی کی مگر کوئی دھوکا نہ دے سکا آخر کار اشتر نے قریب ہو کر ایک نیزہ لگایا عمر نے بھاگنا چاہا نیزہ عمر کے زین کی مدہو پر لگ کر ٹوٹ گیا اور گھوڑے کا تنگ ٹوٹ جانے کے سبب عمر زمین پر آ پڑا اس صدمہ سے اسکی ناک اور چار دانت ٹوٹ گئے عمر نے بڑی کوشش کی کہ اٹھکر اشتر کے سامنے سے بھاگ جائے اور اسکے سواروں نے آگے بڑھ کر اشتر کا سامنا روک لیا اسطرح عمر عاص اپنے خیمہ تک چلا گیا اور خون اسکی ناک اور منہ سے جاری تھا مروان بن حکم نے اسکے پاس آکر یہ حالت دیکھی اور کہا ہاں اے عمر کیا حال ہے اس نے کہا یہی ہے جو کچھ تو دیکھتا ہے مروان نے کہا کچھ مشکل نہیں ولایت مصر کی امارت کی امید اسکے مقابلہ پر ارزاں ہے صبر کرنا چاہئے ع نے پائے ہمیشہ در رکاب باشد ۔ بد نیز چو نیک حساب باشد یعنی تیرا پاؤں ہمیشہ رکاب میں نہ ہیگا جبتک تو نیک و بد کو یکساں تصور کریگا حمیر قبیلہ کا ایک جوان عمر عاص کا بہت بڑا دوست تھا اسکا یہ حال دیکھ کر بھڑک اٹھا اور اشتر پر حملہ کیا اشتر نے دیکھا کہ ابھی نوجوان بے ریشہ ہے اسکے ساتھ ہم نبرد ہوتے عار آئی اپنے بیٹے ابراہیم سے کہا کہ تیری جوڑ میدان میں آئی ہے نکل اور اسکا کام تمام کر ابراہیم گھوڑا دوڑا کر آیا دونو نیزہ سے لڑنے لگے ابراہیم نے اسکے سینہ پر ایسا نیزہ مارا کہ دل کو توڑتا ہوا پشت سے پار ہو گیا اور وہ اسیوقت مر گیا آج بھی یہ جنگ شام تک جاری رہی اور شامیوں میں سے بہت آدمی مارے گئے لیکن بھاگ جانیسے عار کرتے اور بدستور لڑتے رہے جب رات آگئی تو معاویہ کا لشکر بہت ہی بری حالت سے پلٹ کر اپنے قیام گاہ پر پہنچا - معاویہ تمام شب سخت رنج و الم میں مبتلا رہا جب صبح نمودار اور دنیا منور ہو گئی ع پیدا شد از سپہر علامات صبحدم ۔ بالا گرفت دولت خورشید محتشم یعنی آسمان پر پو پھٹنے کی علامتیں ظاہر ہوئیں اور آفتاب کے اقبال نے عروج حاصل کیا - معاویہ نے اٹھکر حکم دیا لشکر مرتب ہوا اور صف بندی کیجائے اور بنی عبس کے ایک نامور آدمی عقیل بن مالک کو بلا کر جو بزرگان شام میں سے بڑا نامی گرامی بہادر اور معرکہ آرا تھا مگر ہمیشہ عبادت الٰہی اور روزہ داری میں مصروف رہتا تھا - کہا تو علی اور اسکے اصحاب سے کس لئے جنگ نہیں کرتا حالانکہ تو شام میں سب سے زیادہ بہادر اور دلیر آدمی ہے عقیل نے کہا میں بھی اس جنگ میں سعی و کوشش کرتی اور بہتری خدمت گذاری چاہتا تھا لیکن جبدن سے عمرو عاص عمار یاسر ذو الکلاع ابو نوح نے باہم مناظرہ کیا مجھے شک و شبہہ لاحق ہو گیا اس لئے میں علی اور اسکے ہمراہیوں سے جنگ نہیں کر سکتا اور جہاں تک میں نے سوچا علی کو حق پر اور تجھے باطل پر دیکھتا ہوں اس دنیا میں نیک و بد سبھی گذر جائینگے مجھے آخرت کا اندیشہ ہے اور جناب مصطفی صلعم کی ناراضی اور خدائے عز و جل کے عذاب سے ڈرتا ہوں یہ دو روزہ زندگی ہے خوشی اور سردی و گرمی کیا چیز ہے معاویہ کو اس کی باتیں بری معلوم ہوئیں مگر اپنی ناراضی کو ظاہر نہونے دیا دل میں کینہ رکھا اور جی میں کہ جسوقت یونس کی طرح مچھلی کے پیٹ میں چلا جائیگا فرعون کی طرح سے جیتا نہ بچے گا یعنی نیند کی حالت میں قتل کیا جائیگا کہتے ہیں کہ اس کے بعد معاویہ کے حکم سے اسے خفیہ قتل کرا دیا اور اسکا خون اپنی گردن پر لیا الغرض اس روز طرفین سے جو نیا جنگ ہوئی سب سے پہلے جو شخص امیر المومنین علیؑ کی طرف سے جنگ کے لئے نکلا نیکو کار صحابہ میں سے ایک نامور شخص اصبغ بن نباتہ نام تھا اس نے میدان میں آکر رجز پڑھی اور قابل تعریف جنگ کر کے اسقدر آدمی قتل کئے کہ نیزہ زخموں کے خون سے تر ہو گیا اور آخری حملہ میں معاویہ کو اسکی جگہ سے بہت دور تک پسپا کیا اسکے بعد پلٹ کر اپنی صف میں آ ملا معاویہ کا ایک ہوا خواہ عوف بن مجزاة میدان میں آیا اور لڑنے والوں کو آواز دی امیر المومنین کی فوج میں سے کعب بن جریر اسدی نکلا اور عوف پر حملہ کر کے اسے قتل کیا پھر ادھر ادھر نظر ڈالی معاویہ کو دیکھا کہ سوار کھڑا ہے اور کچھ بہادر اس کے گرد موجود ہیں گھوڑے کو ایڑ کی اور معاویہ کی طرف چلا معاویہ بولا یہ شخص بھاگ کر ہماری خدمت میں آیا چاہتا ہے کعب نے قریب پہنچکر اسپر اور اسکے ہمراہیوں پر جو ٹیلے پر کھڑے تھے حملہ کیا اور کسی اور کی طرف رخ نکر کے معاویہ پر جھپٹا اور چاہا کہ اس پر وار کرے

مگر معاویہ کے سامنے جو سوار موجود تھے تلواریں کھینچکر بیچ میں حائل ہوگئے معاویہ تک پہنچنے نہ دیا کبیر نے کہا اے معاویہ تو ضرور مجھے پہچانتا ہوگا میں ہی
اسدی غلام ہوں انجام کار تجھے سزا دونگا پھر پلٹ کر امیر المومنین کی خدمت میں پہنچ گیا آپنے اس سے پوچھا اے کبیر تیرے دل میں یہ کیا سمائی تھی اور اسقدر جم
غفیر سے کیونکر جنگ کر سکتا تھا اُسنے جواب دیا میں نے ارادہ کیا تھا کہ معاویہ کو نیزہ مار کر مسلمانوں کو اُس کے شر سے بچا لوں امیر المومنین نے تبسم فرمایا اور
تعریف و توصیف کی پھر معاویہ کی فوج میں سے خالد بن ولید کا بیٹا عبد الرحمٰن نکلا رجز پڑھی اور مرد مقابل طلب کیا حارث بن قدامہ امیر المومنین کے
لشکر میں سے نکلا اور دونو نیزہ سے جنگ کرنے لگے حارث نے عبد الرحمٰن کے پستان پہ نیزہ مارا جس سے وہ سخت زخمی ہوکر واپس چلا گیا پھر ابوالاعور
سلمی معاویہ کی طرف سے آیا اور ادھر سے زیاد بن کعب بن مرحب اُسپر حملہ آور ہوکر نیزہ رسید کیا وہ بھی زخم شدید کھا کر واپس چلا گیا اب معاویہ نے
بلند آواز سے کہا اے شامیو! قبیلہ ہمدان ہمارے دشمن ہیں اُن کی طرف بڑھو اور اُن سے جنگ کرو سعید بن قیس ہمدانی نے معاویہ کی آواز
سن کر اپنے چچازاد بھائیوں اور عزیزوں اور رشتہ داروں وغیرہ کو جمع کیا اور کہا یک بخت لشکر شام پر حملہ کرو سبنے کہا بسر و چشم اور معاویہ
کی تمام سپاہ پر ٹوٹ پڑے اور شامی لشکر کے بہت سے آدمی ہلاک کئے نماز شام کے وقت تک جنگ ہوتی رہی جب رات ہوگئی اپنی اپنی جگہ
پر چلے آئے امیر المومنین علی کے لشکر میں ایک شخص بنی اسد میں سے تھا جس کی کنیت ابوسماک تھی اُسنے پانی کا لوٹا اور چھری لیکر مردوں اور زخمیوں
میں گشت کرنا شروع کیا جس زخمی کو جانبر ہونے کے لایق پاتا اُس سے پوچھتا کیا تو امیر المومنین علی کا دوست ہے اگر وہ دوست ہوتا تو اُسے اُٹھا کر بٹھلاتا
اور اُسکا مُنہ دھلا کر پانی پلاتا اور اگر وہ خاموش ہو رہتا یا کچھ اور جواب دیتا تو اس چھری سے اسکا کام تمام کر دیتا امیر المومنین قبیلہ ربیعہ پر نہایت مہربانی فرماتے
تھے کیونکہ وہ بھی آپ کو نہایت دوست رکھتے تھے اور حد سے زیادہ خدمت گذاری کرتے تھے قبیلہ مضر کو یہ بات ناگوار گذری ربیعہ کو برا کہا اور انکی
ہجو کی اور اُس کے عیوب اور برائیاں ظاہر کیں اور بات اس درجہ بڑھ گئی کہ جنگ ہونے کی نوبت آگئی بڑے بڑے مشہور و معروف امیر اور سرداروں
نے درمیان میں پڑ کر اُن کو لڑنے سے روکا اور قبیلہ مضر کے ایک نامی بزرگ نے جس کی کنیت ابوالطفیل کنانی تھی امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض
کی ہم ان لوگوں پر جنہیں اللہ تعالے نے عمدہ نعمتوں اور طرح طرح کے اقبال و دولت و عزت سے مخصوص اور ممتاز کیا ہے حسد نہیں کرتے بشرطیکہ وہ اس دولت کی
قدر و منزلت سمجھیں اور شکر الٰہی بجا لائیں ربیعہ والے خیال کرتے ہیں کہ وہ ہم سے اچھے ہیں اور آپکے زیادہ مقرب اور ہمیں آپکے حضور میں اسقدر نزدیکی اور
حرمت حاصل نہیں ہے جسقدر انکو ہے اگر مصلحت معلوم ہو تو چند روز کے لئے انہیں جنگ سے معاف رکھیں اور ہماری قوم کو اذن جنگ عطا فرمائیں کیونکہ ہمارا
اور ونکے شریک ہوکر جنگ کرنا ہماری خدمتوں کو مشتبہ رکھتا ہے اور آپکو خبر نہیں ہو سکتی کہ ہم میں سے کس قوم نے بڑھ کر مقابلہ کیا ہے امیر المومنین نے کہا تمہاری درخواست
بہت اچھی ہے میں اُسے منظور کرتا ہوں اسکے بعد ربیعہ کو حکم دیا کہ چند روز کے لئے جنگ میں توقف کریں اور اپنے آپ کو آرام و راحت پہنچائیں ربیعہ نے حسب
الحکم جنگ سے مُنہ موڑ لیا اور بنی کنانہ کے سرغنہ عامر بن واثلہ نے اپنی قوم کو لیکر میدان جنگ میں قدم نکالا اور معاویہ کی فوج پر حملہ
آور ہوا کچھ عرصہ تک نیزہ سے اور کچھ دیر شمشیر سے جنگ کی اور مردانہ جنگ کی اُس کے بعد ابوالطفیل کنانی نے اپنی قوم کو ہمراہ لے کر حملہ کیا
اور عمدہ کارگذاریاں دکھائیں آج صبح سے شام تک انہی کی جنگ ہوتی رہی جب طرفین اپنے اپنے قیام گاہوں کو چلے گئے ابوالطفیل امیر المومنین کی خدمت
میں حاضر ہوا اور کہا میں نے آپ کی زبان مبارک سے سن رکھا ہے کہ انسان کا انجام موت ہے اور ہر حال میں اُسے شربت مرگ پینا پڑتا ہے مارا جانا
مرنے سے اچھا ہے اور خدا کی راہ میں جان دینا اور شہادت کا درجہ پانا سب سے افضل ہے اور میں نے یہ بھی حضور کی زبان فیض ترجمان سے سنا ہے کہ سب سے عمدہ
کام صبر ہے ہمنے ناسے جلنے پر صبر کیا اور ہمارے بعض ہمراہی قتل اور شہید بھی ہوگئے آج ہمارا مقتول شہید ہے اور ہمارا زندہ شخص کینہ خواہ ہے ہم نیکی کے
راستے بغیر ایک قدم نہ رکھیں گے اور کسی ذاتی خواہش کے پاس نہ جائینگے جبتک جسم میں جان باقی ہے ہمارا ہاتھ اور آپ کا دامن ہے امیر المومنین نے اسکی زبان سے یہ
باتیں سُنکر اظہار خوشنودی فرمایا اور تعریف کے بعد دعائے خیر دی دوسرے دن بنی تمیم کا سردار عمیر بن عطارد اپنی قوم کو لیکر میدان میں آیا اس نے بڑی عمدہ
جنگ کی اور اسکی قوم نے بھی خوب خوب معرکہ آرائی کر کے بڑے درجہ کی کارگذاری دکھائی اور نماز شام تک میدان میں اڑے رہے نماز شام کے بعد عمیر حاضر خدمت ہوکر

عرض رسال ہوا کہ یا امیر المومنین مجھے اپنی قوم پر معرکہ آرائی کی نسبت اچھا گمان تھا وہ آج پایہ ثبوت کو پہنچ گیا اور اس نے میرے گمان سے بڑھ کر جنگ کی امیر المومنین نے فرمایا ہاں یہی بات ہے میں تجھ سے اور تیری قوم سے ہمیشہ خوش رہا ہوں اور آج بہت ہی خوش ہوا ہوں اللہ تعالیٰ تمکو عزیز رکھے اگلے دن بنی امیہ میں سے ایک امیر قبیصہ ابن جابر نام نے اپنی قوم سے کہا اے میرے چچا زاد بھائیو میں چاہتا ہوں کہ آج تمکو ہمراہ لیکر اُن گمراہ لوگوں سے جو شیطانی گروہ سے علاقہ رکھتے ہیں مقابلہ کروں کہ امیر المومنین شاد و خرم ہوں سب نے متفق ہوکر کہا ہم حکم بجا لائیں گے ابو قبیصہ سوار ہوا اور میدان میں آکر نیزہ سیدھا کرکے لشکر معاویہ پر حملہ آور ہوا اور اسقدر کشت و خون کیا کہ نیزہ خون میں تر ہوگیا اور اسکی قوم نے بھی آج نہایت ہی سخت جنگ کی شام کی نماز کے وقت تک ہتھیار چلتے رہے اور معاویہ کی فوج کے کئی سردار نامی قتل کر ڈالے نماز شام کے بعد قبیصہ حاضر ہوا اور کہا جس قدر ممکن تھا آج جنگ میں کوئی کمی نہیں کی اور میری قوم نے بھی کوئی بات اٹھا نہیں رکھی ہر حال میں آپ کی خوشنودی درکار ہے میں جانتا ہوں کہ اصلی زندگانی آخرت میں ہوتی ہے اور یہ دنیاوی زندگی مجازی ہے عقلمند اسی کو عزت سمجھتا ہے کہ جنگ کی ذلت اختیار کرے اور طعن و ضرب سے پہلو نہ بچائے امیر المومنین نے اس کلام کی تعریف کی اور اس کی اور اسکی قوم کی جنگ کو بہت پسند فرمایا اور تعریف و توصیف کی دوسرا دن ہوا تو امیر ہوازن عبد اللہ بن عامر بن طفیل اپنی قوم کو لے کر میدان کی طرف چلا اور ایسی جنگ کی کہ معاویہ کا لشکر اس کی ضربوں سے چیخ اٹھا اور صبح سے شام تک جنگ ہوتی رہی جب رات ہوگئی تو عبد اللہ پلٹا اور حاضر خدمت امیر المومنین ہوکر آداب خدمت بجا لایا اور کہا آج دشمن کے مقابلہ میں امیر المومنین نے کیسا ہمیں پایا اور ہماری جنگ و سعی قبول ہوئی امیر المومنین نے اُسے دعائے خیر دی اور تعریف کے ساتھ اسکا اور اُسکی قوم کا دل بڑھایا اور خوش کرکے جانے کی اجازت دی ابو قبیصہ نفر کے امیر اور سردار وغیرہ امیر المومنین کے کلمات سے جو انکی نسبت ارشاد کئے تھے بہت ہی شادمان اور بشاش ہوگئے اور آپ کی شفقتوں اور مرحمتوں کا شکریہ ادا کرتے تھے اور اشعار تعریف کرتے تھے اور وہ عداوت بھی جو قبیلہ ربیعہ سے آپڑی تھی انکے دلوں سے زائل ہوگئی اور موافقت و محبت سے مبدل ہوگئی ایک دن نکلا تو معاویہ نے بہت سویرے ہی سے اٹھکر فوج کو تیاری جنگ کا حکم دیا اور کہا مرتب ہوکر نکلیں اور صفیں قایم کریں اور بار بار اس حکم کو دہرایا اور تاکید مزید کی مگر لشکر پر جیسا اثر پڑنا چاہیے تھا نہ پڑتا تھا اور زخموں کی کثرت اور خستگی کے سبب بہت دیر میں نکلتے تھے معاویہ نے کہا مجھے تمہاری توقف اور دیر کا سبب معلوم نہیں ہوتا معاویہ کی تو یہ نوبت آپہنچی کہ طرفین سے بہت سی خلقت قتل ہوگئی اگر آج سستی ظاہر کروگے تو دشمن زیادہ دلیر ہوجائیگا اور جو سختیاں آجتک اٹھائی ہیں وہ سب رائیگاں جائیں گی اور تمہارے دفتر ناموری پر عیب عار کے دھبے لگ جائیں گے جو کسی طرح بھی نہ دھل سکیں گے جسقدر زمانہ گذرتا جائے گا تمہارے حالات تازہ رہیں گے میں تمہیں ایسا نہ سمجھتا تھا میرا خیال تھا کہ تم ہر روز بلکہ ہر ساعت طلب خون عثمان میں زیادہ ہی زیادہ کوشش کرتے رہوگے اور اس کے دشمنوں اور قاتلوں کی گرفتاری اور قتل میں ہر وقت سعی بلیغ عمل میں لاؤگے مگر اسوقت دیکھتا ہوں کہ تم غمگین اور لڑنے سے جی چراتے ہو جسکا مجھے گمان تک نہ تھا یہ تو بڑی تعجب کا مقام ہے سرداران فوج نے معاویہ کی یہ باتیں سنکر باہم کہا کہ سچ کہتا ہے اس کے بعد تیاریاں کرکے لڑائی کی طرف متوجہ ہوئے اور

امیر المومنین نے بھی لشکر کو مرتب کیا اور اپنی صف سے نکلکر ایک ٹیلہ پر جو لشکرگاہ کے متصل تھا قیام فرمایا پھر باواز بلند رجز پڑھی ؎

انا علی فسلونی تخبروا ∴ ثم ابرزوا الی فی الوغا و ابدوا ∴ سیفی حسام و سنانی یزھر ∴ منا النبی الطاہر المطہر ∴ وحمزۃ الخیر و منا جعفر ∴ لہ جناح فی الجنان اخضر ∴ و فاطم عرسی و فیہا مفخر ∴ ہذا لہذا و ابن ہند محجر ∴

معاویہ نے جناب امیر کی آواز سنی کہ رجز پڑھ رہے ہیں جو لوگ اس کے پہلو میں کھڑے تھے اُن سے کہا علی اپنے مقابلے کے واسطے مجھے بلاتا ہے اور کئی دفعہ اسیطرح کہا ہے مگر میں مقابلہ کے لئے نہیں نکلا مجھے اس بات سے بہت شرم آتی ہے میں سوچتا ہوں کہ مقابلہ پر نکلوں خواہ کچھ ہی ہو اور بے موت کوئی مرتا نہیں اس کے بھائی عتبہ بن ابی سفیان نے کہا ہرگز ایسا خیال بھی نکرنا کہ اپنے آپ کو شیر کے چنگل میں جا ڈالے اور اس کلام الٰہی ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ یعنی تم اپنے آپکو ہلاکت میں نہ ڈالو کو فراموش کر بیٹھے اور یاد رکھ کہ تو علی کا مرد مقابل نہیں ہو سکتا تیرا اعلام حرب کیا

نامدار بہادر اور بے نظیر شہسوار تھا کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اسکو کس طرح مار ڈالا عمرو عاص جو جرأت و صولت اور جنگ و جدال میں بہت بڑی مہارت
اور مشق رکھتا اور نامی گرامی جنگجو ہے اور ہمیشہ میدان جنگ میں رہکر طعن و ضرب سے پرورش پائی ہے اور ہر طرح سے شجاعت و لیاقت و وجاہت
اور فضیلت میں انگشت نما عالم ہے دیکھا میدان میں بمقابلہ علی اسپر کیا افتاد پڑی اور کس رسوائی و ذلت و خواری سے جان بر ہوا جنگ کی بنا قائم
اس کی اس ذلت کا چرچا ہوتا رہیگا اور لوگ اسپر قہقہے لگاتے رہینگے وہ اس کے سامنے سے بھاگا اور بھاگ کر جان بچائی زندہ رہا ورنہ کون
کرکے بھاگا جب شیر خدا کے چنگل سے وہ ملعون عمرو عاص زندہ بچا اگر تجھے زندگانی درکار نہیں اور اپنے اور ہمارے حال پر تجھے رحم نہیں آتا اور اس جینے
سے تنگ آگیا ہے تو بسم اللہ میدان میں جا اور دیکھ جو کچھ تیرے دشمنوں کے لئے بھی ہمنے پسند نہیں کیا ہے اگر تجھے اپنے آپ کو سلامت رکھنا ہے اور
تو دنیا سے ناامید نہیں ہوتا اور تجھے کم و بیش اپنے اولاد بھائیوں عزیزوں۔ قریبوں اور ملازموں کا کچھ خیال ہے تو اس آواز کو جو تو سن رہا ہے
ان سنی کر دے کیونکہ موت ناپسندیدہ آرام اور قبر نامرغوب خواب گاہ ہے اور حیات کے مزے کی کوئی انتہا نہیں اور ایک ساعت کی زندگی جسقدر راحت
باقی ہے اس کی تعریف کرنا اور اس کا حال بیان کرنا بہت کچھ طولانی ہے کوئی صفت اور کوئی تشبیہ اس کا اندازہ نہیں کر سکتی اور علی کی قوت و
شجاعت کا کمال اور جرأت و جلادت کا جلال ہر وقت آفتاب سے زیادہ روشن ہے اور ان قرنوں میں آجتک کوئی ایسا بہادر اور صف شکن نامور
سوار پیدا نہیں ہوا جس نے علی کی مقابلہ پر آکر اپنی خاک ہستی کو برباد نہ کر دیا ہو اس کی نگاہوں کی ہیبت ہی سے شیر گردوں تک سپر ڈال دیتا ہے
اور اس کے خوف و دہشت سے آفتاب بھی اپنی تیزی بھلا دیتا ہے اور سچ تو یہ ہے کہ ایک ولایت بھی اسکی گرد کو نہیں اٹھا سکتی اور تمام
لشکر بھی اس کے ایک حملہ کی تاب نہیں لا سکتا۔ عتبہ نے جب اس طریق سے کہا اور معاویہ کو امیر المومنین علی کے مقابلہ سے روکا تو لشکر شام کے
اور سرداروں اور امیروں نے بھی مصلحت نہ سمجھا اور معاویہ بھی اس سے مخالف نہ تھا ہر شخص اپنے اپنے خیال اور مذاق کے مطابق باتیں بیان
کرتا تھا معاویہ کو یہ مشورہ خاطر خواہ پسند آیا اور امیر المومنین سے جنگ کرنے کے ارادے کو جو پہلے ہی سے نہ تھا ترک کر دیا۔ ابرہہ بن صباح
نے اٹھکر کہا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی و منشا یہی ہے کہ تم سب اس صحرا میں ہلاک ہو جاؤ اور اسی سبب سے تم اس مہم کو انجام پہنچانے کی سعی
نہیں کر سکتے۔ معاویہ نے جو ارادہ کیا ہے اسے ظہور میں لانے دو جبکہ علی اسے بلاتا ہے اسے جانے دو کہ دونوں جنگ کریں اور دیکھیں کسے فتح
نصیب ہوتی ہے بہرحال ایک ضرور فتح پائے گا اور دوسرا مقہور ہوگا اور ہم کو اس معرکہ سے رہائی مل جائے گی دنیا اور دنیا والوں میں آسودگی
و رونق کا دور شروع ہوگا نسیم سعادت گلشن اقبال میں چلنے لگے گی اور ہر فتنہ جہانسوز کی آگ بجھ جائے گی جو فتحیاب ہو اسکی خدمتگزاری
پر کمر کس لینا اور اسی کی متابعت و طاعت کو دل و جان سے منظور کر لینا امیر المومنین علیؓ ابرہہ کی باتیں سنکر اظہار خوشنودی فرمایا اور ارشاد
کیا کہ جب سے یہاں آیا ہوں ابرہہ کی باتوں سے زیادہ اچھی اور منصفانہ گفتگو میں نے نہیں سنی معاویہ نے کہا ابرہہ میں ذرا بھی عقل نہیں پھر وہ
ہمیشہ دانشمندی کا دعوے کرتا ہے اور یہ نہیں سمجھتا کہ وہ کچھ بھی نہیں جانتا اسے قریب کی صفوں سے ہٹا دور پچھلی صفوں میں ہٹا دو اور رکھدو کہ آخری قطار میں رہے
کیونکہ جب وہ بیوقوف اور بے عقل ہے کوئی بات کہہ کر ہمیں نقصان نہ پہنچائے شامیوں نے کہا ابرہہ بڑا صاحب عقل و فہم شخص ہے اور جرأت و دیانت میں اپنے معمول سے
ممتاز و مستثنیٰ ہے لیکن تو علی سے ڈرتا ہے اور یہ حوصلہ نہیں کہ علی سے جنگ کرے تاکہ سب آدمی اس محنت و مشقت اور عذاب و سختی سے بچ جائیں اور یہ تاریکی جہاں کی
روشنی سے مبدل ہو جائے اور مسلمان خونریزی سے بچ جائیں معاویہ نے ابرہہ کو للکار کر کہا کس لئے اپنی حد سے بڑھ کر کہتا اور کیوں یہ بیہودہ باتیں بنائے جاتا
ہے عمرو عاص نے بھی ملامت کر کے کہا جب تو جانتا ہے کہ معاویہ کو تیری گفتگو پسند نہیں آتی تو کیوں بار بار کہے جاتا ہے کیا اپنے آپ کو ہلاکت میں مبتلا کرے گا آج
معاویہ شام کا بادشاہ ہے ایک لاکھ بیس ہزار سے زیادہ سوار اور ہر قسم کا ساز و سامان اور اسلحہ جنگ مہیا ہیں کہ علی سے جنگ کرے جا تو اپنا کام کر اور اپنی بھلائی
کی بات سوچ ورنہ اپنے کئے کی سزا بھگتیگا اور سخت نقصان اٹھائیگا ابرہہ اس بات سے بہت کبیدہ ہو معاویہ کے پاس سے چلا گیا اور کچھ نہ بولا لیکن معاویہ نے بعد میں اسکا
بہت کچھ اظہار مہربانی فرمایا اور اسے رضامند کر لیا اور اس کے دل سے وہ رنج اور وحشت دھو ڈالی القصہ بسر بن ارطاۃ کا ایک غلام لاحق نام تھا

تجربہ کار اور جہاندیدہ تھا اُس نے بڑے بڑے اتفاقات اور حوادث دیکھ رکھے تھے بشر نے مشورہ کے طور پر اُس سے کہا میں نے ایک بات سوچی ہے اگر وہ بن پڑ گئی تو میں عزت و فخر اور شہرت و نامؤری میں مشہور جہان ہو جاؤنگا اب میں تجھ سے صلاح لینا چاہتا ہوں کہ تیری کیا مصلحت ہے لاحق نے کہا وہ کیا بات ہے مجھ سے بیان کر بشر نے کہا علی ابو طالب نے معاویہ کو اپنے مقابلہ پر طلب کیا تھا وہ ڈر گیا اور مقابلہ پر جانے کی جرأت نہ کر سکا اب میرا ارادہ ہے کہ میدان میں جا کر ان سے ہم نبرد ہوں ممکن ہے کہ میں فتحیاب ہو جاؤں اور اسے ہلاک کر ڈالوں پھر تو میں شجاعت و دلاوری اور معرکہ آرائی میں انگشت نمائے عالم ہو جاؤنگا اور جبتک دنیا قایم ہے میرا ذکر جاری رہیگا بس میں نے یہی سوچا اور تیری رائے میں کیا آتا ہے لاحق نے کہا یہ بہت ہی بڑا خطرناک ارادہ ہے اور نہایت ہی خوف کا مقام ہے عقلمند وہ شخص ہے جو کاموں کی انجام بینی سے نظر نہیں ہٹاتا اور اُسکی دانائی و بینائی کا موقع نتایج کو ملحوظ رکھتی ہے اس میں شک نہیں کہ علی ابو طالب کا مقابلہ جسے بیاہ شیر کہتے ہیں نہایت ہی خوف ناک کام ہے اگر تو اپنی قوت و شجاعت پر پورا بھروسہ رکھتا ہے اور تیرا دل گواہی دیتا ہے کہ ضرور ہی فتحیاب ہوگا اور نتیجہ میں ذلت نہ اُٹھائے گا تو مستعد ہو جا ورنہ دل میں کچھ تردد ہو اور اس قسم کی جنگ سے کبھی پالا نہ پڑا ہو اور اپنے زور بازو پر پورا اعتماد نہو تو ہرگز ہرگز اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالنا اور کلام الٰہی و لا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ یعنی تم اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو پر کاربند رہنا بشر نے کہا اے لاحق کب تک ڈرنا چاہئے آخرت سے تو زیادہ کوئی چیز نہیں خدا نے میری بھی موت لگا ہی رکھی ہے میدان جنگ میں نیزہ و شمشیر کی ضرب کھا کر مردوں کی طرح جان دینا اس سے بہتر ہے کہ بوڑھی عورتوں کی طرح بیراہن خواب میں جان دوں لاحق نے کہا اگرچہ میں اس ارادہ کے مخالف ہوں لیکن خدا تعالی تجھے کامیاب کرے اب بشر میدان میں آیا اور کچھ دیر تک گھوڑا الکارتا رہا مگر زبان سے ایک لفظ نہ نکالا کیونکہ امیر المومنین کا خوف دلپر غالب تھا چاہتا تھا کہ آپ اُسے نہ پہچانیں کہ یہ کون شخص ہے آپ نے بھی دیکھا کہ ایک سوار میدان میں نکلکر گھوڑا پھیر رہا ہے بہ آہستگی خود بھی بارادہ جنگ اُسپر حملہ کیا اور بشر کے سینہ پر نیزہ مارا جس کے صدمہ سے وہ گھوڑے سے علیحدہ ہو کر پشت کے بل زمین پر جا رہا امیر المومنین نے چاہا کہ تلوار سے دو ٹکڑے کر دیں اب بشر کو اپنی موت نظر آ گئی ٹانگوں میں ازار نہ تھی عمرو عاص کی سنت اختیار کی دونوں پاؤں بلند کر دئے امیر المومنین کی نظر کا اُسکی شرمگاہ پر پڑنا تھا کہ آپ نے منہ پھیر لیا بشر نے اُٹھ کر بھاگ جانا چاہا حسن اتفاق سر سے خود اُتر گیا اور امیر المومنین کی فوج نے اسے پہچان لیا آواز دی کہ اے امیر المومنین وہ بشر ارطاۃ ہے آپ نے فرمایا لعنت ہو اسپر جانے دو معاویہ یہ چال دیکھ کر خوب ہی ہنسا اور جب بشر اُسکے پاس پہنچا کہا خوب ہوا اے لڑکے میرے اکثر بہادر ایسے ہی ہیں کہ کون برہنہ کر کے علی کے ہاتھ سے جانیں بچاتے ہیں جو امر آج پیش آیا ہے وہ کل عمرو عاص کو بھی پیش آ چکا ہے کچھ ڈر نہیں تماشا شرمندہ ہو جان سلامت رہنی چاہئے گو شرمگاہ ننگی ہو جائے اسکا غم نہیں ایک کوفی نے آواز دی کہ اے شامیو تم نے یہ کیا چھپانے کا طریقہ اختیار کر رکھا ہے بہادر میدان جنگ میں دشمن کی تلوار کو ڈھال پر روکتے ہیں اور تم جو تڑو تیر اور جنگجو حملے کے وقت ستر ننگا کر لیتے ہیں اور تم کون برہنہ کرتے ہو بڑی بے غیرتی اور رسوائی کی بات ہے جیسے عمرو عاص نے شامی لشکر کی سنت قرار دی ہے اُس نے جیسی یہ بُری رسم جاری کی ہے اسیطرح اسکے اور تمام چیلے قابل شرم ہیں جبدن سے عمرو عاص کو یہ واقعہ پیش آیا تھا کہ اسکی شرمگاہ کے برہنہ ہونے سے حضرت علی نے منہ پھیر لیا اور عمرو بھاگ گیا تھا بشر بن ارطاۃ اُسپر ہنستا اور خوش مزاجی کیا کرتا تھا جب بشر اسی حادثہ میں مبتلا ہوا تو عمرو نے جواب دینا شروع کیا خوب ہنستا اور خفیف کرتا لاحق نے بشر سے کہا میں تجھے سمجھاتا تھا کہ تو علی کا مرد مقابل نہیں اور اُنکی جنگ کی طاقت نہیں رکھتا تو نے میری نصیحت نہ سنی اور اسکا مزہ چکھا بشر اپنی اس حرکت اور واقعہ سے ہر وقت شرمندہ رہتا اور جس گروہ سوار میں حضرت علی موجود ہوتے اُسکے سامنے سے کترا جاتا کیونکہ وہ آپکے روبرو آنے سے شرم کرتا تھا اب بشر کے غلام لاحق کے دماغ میں غرور ہو گیا اپنے آپے سے باہر ہو کر چاہا کہ اس امر کا کچھ علاج کرے اسلئے میدان میں آ کر رجز خوان ہوا قتل لعلی فوله وفانح :: ادھیت تخیا غاب عنہ ناصرہ :: اودی البشر والعلام فاترہ اشتر نے اسے میدان میں دیکھ کر حملہ کیا اور عین گرما گرمی میں ایک نیزہ اسکے سینہ پر مارا کہ گھوڑے سے گر گیا اور تھوڑی دیر تک خاک و خون میں لوٹ کر مر گیا اسکے بعد امیر المومنین علی کے لشکر کے امیروں اور سرداروں اشتر نخعی - اشعث بن قیس عدی بن حاتم طائی سعید بن قیس ہمدانی عمرو بن حمق خزاعی سلیمان

بن صرد اور حارث بن قدامہ سعدی جیسے اکہتر حجازی بہادروں اور عراقی دلیروں نے شامی لشکر کا رُخ کیا اور حملہ آور ہوکر اُن کو بہت دور تک پیچھے ہٹا لے گئے اور بڑی خون خوار جنگ کی اور انکو مار مار کر کشتوں کے پشتے لگا دئے آج شامی لشکر کے بے شمار آدمی مارے گئے اور نماز شام کے وقت تک جنگ جاری رہی جب رات ہوگئی دونو فوجیں علحدہ علحدہ ہوکر پلٹ گئیں معاویہ اس واقعہ سے اور کئی نامی گرامی سرداروں کے قتل ہوجانے سے بہت غمزدہ اور خستہ حال ہوگیا تھا ہر چند اپنے آپ کو سمجھاتا اور تسلی دینا چاہتا تھا آرام و قرار نہ پاتا تھا سونا اور کھانا پینا تک حرام ہوگیا آدمی بھیجکر قریش کے سرداروں کو طلب کیا جب حاضر ہوئے تو انہیں ملامت کرکے کہنے لگا میں اتنے دنوں تک تمہارا حال دیکھا اور تمہارے کام کا معائنہ کیا حیرت سے دیکھتا رہا کہ تم میں سے کون میرے اس حالیہ میں شفقت آمیز گفتگو کرے گا اور کون دلسوزی اور خلوص نیت سے کوئی خدمت بجا لائیگا مگر اسکا اتفاق نہوا تم میں سے کسی نے بھی کوئی ایسی بات نہ کہی اور نہ کوئی کام ایسا کرکے دکھایا جس سے دوستی اور محبت کی بو آتی اور دل خوش ہوتا یا اسکے بعد کسی دن کہہ سکتے کہ میں نے صفین کی جنگ میں ایک کام کیا یا ایسی رائے دی تھی ولید بن عقبہ نے کہا کیا میں بھی اُن لوگوں میں سے ہوں جنسے تو یہ باتیں کہہ رہا اور شکایتیں کرتا ہے معاویہ نے کہا تو بھی اس جماعت میں سے ہے اور تو نے ہی کونسا ایسا کام کیا یا کوئی مشورہ دیا جس سے میرا دل شاد ہوا ہو اور میری یہ ناراضی اور رنج کچھ تجھی سے علاقہ نہیں رکھتا بلکہ اور سب لوگ جو اسوقت موجود ہیں اسمیں شریک ہیں اور میں سارے لشکر سے شکایت کرتا ہوں خاصکر تم سرداروں پر میں اور ارا کین سے کہ تم پر لعنت ہو۔ اور ساتھ ہی مجھ پر بھی کہ علی ابو طالب جیسے مرد کی جنگ کے مقابلہ پر تم جیسے لوگوں پر بھروسہ کرلیا مجھے تمہارے خون پر دسترس قدرت نہیں تو ابتک میرا ہاتھ اور لعنت تیغ و طناب کی طرح تمہاری گردنوں اور پیراہن سے وابستہ رہتی کہ کسدن تم میں سے کسی نامدار بہادر نے لشکر علی کے ادنی آدمی سے مقابلہ کیا کہ مغلوب اور ذلیل و خوار ہوکر اُٹھا نہ پھر آیا میں تمسے کس کس کا حال بیان کروں عمر عاص جو شجاعت و مردانگی اور عقل و فرزانگی کا دعوٰی رکھتا ہے اگر کوئی بات منہ سے نکالتا ہے تو ایسی کہ تمام ملک کو مجھ سے برانگیختہ اور بدظن کردے اور مقابلہ کیلئے نکلتا ہے تو اس ذلت و رسوائی سے واپس چلا آتا ہے شرمناک جوانی رعنائی اور نخوت سے کسی وقت خالی نہیں رہتا اور علی کے سوا اور کسیکو مرد مقابل نہیں سمجھتا اور علی کیساتھ جنگ کرکے ناموری اور شہرت کی آرزو رکھتا ہے واہ واہ کیا کہنے ہیں اسنے تو خوب ہی نام پایا اور اس جنگ میں بڑھ کر شہرت حاصل کی ہے واہ واہ کیسے کیسے عمدہ دلچلے بہادر اور قوی بازو نامی پہلوان اور مرد میدان ہیں مروان نے کہا اے معاویہ جو کچھ تو نے چاہا کہ لیا اب جواب سن معاویہ نے کہا کہ کیا کہتا ہے اسنے کہا اگر ہم علی ابو طالب اور اس کی جماعت پر فخر کریں تو دو حال سے خالی نہیں یا تو سنت اسلام کی وجہ سے اسپر فخر کریں یا زمانہ جاہلیت کے ذریعہ سے اور اہل اسلام کا ایک دوسرے پر فخر کرنا اور شرف پانا پرہیزگاری سے تعلق رکھتا ہے جیسا اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقکم اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد ہے الکرم للتقوی یعنی تم میں سے جو شخص زیادہ متقی ہے وہی زیادہ فضیلت والا ہے اور جو جاہلیت کے زمانہ میں اہل یمن صاحب فخر و مباہات ہوتے ہیں اور نسب کے لحاظ سے قریش افضل ہیں جنکی فضیلت اور برتری کو تمام اہل عرب تسلیم کئے ہوئے ہیں اور سرداری اور سربلندی میں عبد المطلب کے بیٹے مشہور ہیں اور ان میں سے بھی علی سب سے ممتاز ہے جہاں تک اسپر فخر کرنے کے پہلو سوچتے ہیں کوئی صورت پیدا نہیں ہوتی اور کسی امر سے بھی ہم اس کی برابری نہیں کرسکتے معاویہ نے کہا یہ کیا بات ہے میں نے متعدد ہزار ہا سوار و پیدل فراہم کئے اور یہ کچھ ساز و سامان ہتیار کے صفین کے میدان میں آیا ہوں کہ علی ابو طالب اور انکے متعلقین و متوسلین پر فخر حاصل کریں اور حسب نسب کو ننگ تحقیق پر دے ماروں اور دکھادوں کہ زمانہ جاہلیت میں کون شخص سردار تھا اور اسلام میں کون افضل اور برتر ہے اے مروان تو شخص کم ہمت اور کوتاہ اندیش آدمی ہے میں تم سے فخر کا طالب نہیں جنگ کا طلبگار رہوں جب نہیں چاہتا کہ تم مباہات کا دم بھرو بلکہ چاہتا ہوں کہ سعی کرو ان باتوں سے مروان شرمندہ ہوکر چپ ہو رہا عتبہ ابی سفیان نے کہا میرا ارادہ ہے کہ جعدہ بن ہبیرہ سے ملوں اور اس سے باتیں کروں مروان نے کہا تو نے بہت اچھا سوچا جعدہ بنی مخزوم میں سے ہے اور اس کے باپ کا نام ہبیرہ ہے وہ ابو وہب کا بیٹا ہے اور اسکی ماں ام ہانی ابو طالب کی لڑکی اور امیر المومنین علی کی ہمشیرہ ہے لیکن پہلے مجھ سے بیان کر تو اس سے کیا کہنا چاہتا ہے عتبہ نے کہا شکر خدا میں بڑا فصیح اور گویا شخص ہوں اور زبان بھی رکھتا ہوں اور

شمشیر براں بھی میرے قبضہ میں ہے مروان چپ ہو رہا دوسرے دن عتبہ نے کسی شخص کو جعدہ بن ہبیرہ کے پاس بھیجکر اسے طلب کیا جعدہ آیا اور
سامنے کھڑا ہو گیا طرفین بھی دیکھنے لگے کہ عتبہ اور جعدہ کی باتیں سُنیں عتبہ نے کہا اے جعدہ تو اپنے ماموں علی ابو طالب کی دوستی کے سبب ہمارے
مقابلہ پر چل کر جنگ کرتا ہے ہم نہیں کہتے کہ معاویہ خلافت کے لئے علی سے زیادہ مستحق ہے لیکن عثمان کے معاملہ میں خلل واقع ہوتا ہے اگر علی عثمان
کے خون سے بری ہوتے تو خلافت و امامت کے لئے کسی شخص کو بھی اس پر فوقیت نہ ہوتی اور معاویہ شام کی امارت کا پورا حقدار ہے کیونکہ اہل شام ان
سے خوش ہیں اور اسے بہت دوست رکھتے ہیں اور ہر اک شامی معاویہ سے زیادہ علی سے جنگ کرنیکا مشتاق ہے اہل عراق و حجاز علی کے ہوا خواہ
ہیں اور شام والے معاویہ کے اور کوئی شخص بھی علی کی اس جنگ سے خوش نہیں کیونکہ سلطنت ملتے ہی لوگوں کو جنگ میں مبتلا کر دیا ہے جس سے
تمام عرب ہلاک ہونے کے قریب پہنچ گیا ہے جعدہ نے کہا تیری بات سن لی تو خود ہی اپنے اس قول کی نسبت کہ اپنے عزیز کو میں بہت دوست رکھتا
ہوں انصاف سے دیکھ اور اچھی طرح سوچ کہ امیر المومنین جیسے ماموں کو کیوں دوست نہ رکھوں خدا کی قسم دوستی کے علاوہ میں انکے فرمان کا
بجا لانا اپنی گردن پر فرض سمجھتا ہوں اللہ کی قسم اگر علی جیسا تیرا کوئی ماموں ہوتا تو تو اپنے باپ اور دادا کو بھول جاتا اور معاویہ سے علی کا افضل
و برتر ہونا ایسی بات ہے جس سے تمام مسلمان آگاہ ہیں کسی فرد بشر کو اس میں ذرا سا بھی شک و شبہ نہیں اور شامیوں کا ہوا خواہ معاویہ ہونا اور
اس کی موافقت کے سبب علی کے مقابلہ پر سعی و کوشش کرنا ظاہر ہے اہل شام معاویہ کے خیر خواہ سہی مگر ان کا جنگ و جدال میں کوشش بلیغ
کرنا کوئی بڑی بات نہیں اہل حق کی کمی بھی آج شامیوں کی سر توڑ کوششوں سے بڑھی ہوئی ہے کیونکہ شامی باطل پر ہیں اور ہم نے علی کی متابعت
اور فرمانبرداری میں کوئی کمی نہیں کی اور نہ کریں گے اور وہ خاموشی اختیار کریں گے تو ہم دریافت کر کے دردسر پیدا نہ کریں گے اور اگر وہ کچھ فرماتے
ہیں تو ہم ان کے ارشاد کو رد نہیں کرتے اور تمہارے لشکر میں ایسے بہت سے آدمی ہیں جو خود معاویہ سے زیادہ عقلمند اور بڑھکر ہیں اور ہماری فوج
میں ایک بھی ایسا نہیں جو علم و فضل سخاوت و شجاعت اور تقوے میں علی کی برابری کر سکے رہی جنگ و جدال کی بات کہ سلطنت ملتے ہی علی نے عرب
کو ایسی جنگ میں پھنسا دیا کہ سب نیست و نابود ہو جائیں گے یہ معاملہ خود تم سے علاقہ رکھتا ہے اور اسکا وبال تمہاری گردنوں پر ہے کیونکہ تم نے
امام پر خروج کیا اور خلیفہ رسول خدا و وصی مصطفے سے دشمنی اختیار کی ہے اس لئے حضرت امیر المومنین کو بھی واجب ہو گیا کہ باغی اور
طاغی کے شر کو دفع کریں جو شخص حق کا راستہ اختیار کرے گا داخل بہشت ہو گا اور جو باطل پر ہو کر مارا جائیگا دوزخ کی آگ میں جلے گا
عتبہ اس بات سے بھڑک اٹھا اور منہ بنا کر جعدہ کو گالی دی اور باواز بلند کہا اے شامیو حملہ کرو جعدہ نے بھی آواز دی کہ اے عراق والو
ان کی خبر لو دونوں فوجیں حملہ آور ہوئیں اور مردانہ وار جنگ کی طرفین نے آج خوب ہی جان توڑ کر زور مارا اور جعدہ نے عتبہ کے مقابل پر خوب
ہی داد شجاعت دی یہاں تک کہ عتبہ بھاگ نکلا اور لشکر نے اس کا تعاقب کیا عتبہ بھاگ کر معاویہ کے پاس پہنچا تو اس نے سخت ملامت کی کہ اس جنگ
کرنے اور بھاگ آنے سے ہم پر دھبہ لگا دیا جو کسی تدبیر سے نہ مٹیگا میں نہیں سمجھتا کہ تیرا مناظرہ زیادہ مفید نکلا یا زیادہ مضر تو نے جا کر جعدہ سے
گفتگو کی اور زبند ہو گیا پھر اس سے جنگ کی اور اسطرح بھاگ کر آیا تیرے مناظرہ اور محاربہ دونوں پر لعنت کاش تو یہ کام نہ کرتا اور یہ تیغ نہ مارتا عتبہ نے
کہا تو سچ کہتا ہے خدا کی مرضی یہی تھی پھر ایسے کام نہ کروں گا اور تیرے صلاح لئے بغیر کوئی فعل بھی نہ کروں گا۔ مروان بن حکم نے بھی عتبہ کو بہت کچھ ملامت
کی اور اسکے اور عزیزوں نے بھی جب کہ پاس گیا اسی نے بھاگ آنے پر ملامت و سرزنش کی اور سطرف امیر المومنین کی فوج نے جعدہ کی گفتگو اور جنگ
و تو امور کی تعریف کی اور مرحبا کہی دوسرے دن بھی حضرت علی نے علی الصباح لشکر کو ترتیب دیکر صفیں قایم کیں اور انصار میں سے ایک گروہ کو علم دیکر آگے
بڑھایا معاویہ نے انہیں دیکھ کر دریافت کیا کیا کوئی جانتا ہے کہ یہ صفوں سے آگے علم لئے ہوئے کون فرقہ ہے انھوں نے کہا ہم سب ان لوگوں کو جانتے
ہیں یہ انصار کا گروہ ہے معاویہ نے بھی اسیوقت نعمان بن بشیر اور مسلمہ بن مخلد کو جو انصار میں سے تھے بلایا اور کہا تمہارے عزیزوں سے میری طاقت
جاتی رہی ہیں ہر روز اوس اور خزرج ہی کو میدان جنگ میں کھڑا ہوا اور کندھوں پر تلواریں رکھے دیکھے۔ اور جنگ آزماؤں کو مقابلہ پر طلب کرتے ہو

دیکھتا ہوں اور جب اپنے لشکر کے کسی شخص کو واپس طلب کرتا ہوں تو یہی سنتا ہوں کہ اُسے انصار نے مار ڈالا ہے کب تک تمہاری قوم والوں
کے یہ صدمے سہتا رہوں اور یہ رنج اُٹھاؤں کاش تم جنگ سے دست بردار ہو جاتے اور کھجوروں کے کھانے اور طفیل کے ذائقہ چکھنے میں مصروف
رہتے اور میں اس محنت و رنج و غم سے آزاد رہتا نعمان بن بشر غضبناک ہو کر بولا اے معاویہ انصار کو انکی شجاعت و دلیری کے لئے ملامت نہ کر کیونکہ زمانہ
جاہلیت و اسلام میں ان کی یہی عادت رہی ہے اور ہمیشہ جس جنگ سے سابقہ پڑا ہے مردانہ اور دلیرانہ خدمتیں کی ہیں جنہیں اور خود تو نے بھی ان
کی شجاعتوں اور بہادریوں کے وہ کارنامے دیکھے ہیں جو حضرت مصطفےٰ کی خدمت میں صادر ہوئے ہیں ہاں کھجوروں اور طفیل کے کھانے کی عادت
اہل عرب کا حصہ ہے طفیل یہودیوں کی غذا تھی جب تم نے کھائی اور مزا پایا تو اس کے کھانے میں یہودیوں سے بڑھ گئے اور جب تم نے کھجور کی لذت چکھی
تو ہمارے لئے باقی نہ چھوڑی اور خود ہم سے سبقت لے گئے معاویہ کا یہ کہنا اور انصار کو ملامت کرنا قیس بن سعد بن عبادہ کے بھی گوش زد ہو گیا
انصار کو طلب کیا اور کہا جگر کھانے والی کا لڑکا ایسا کچھ کہتا ہے اور نہیں اس طرح کی ملامتیں کی ہیں اور نعمان بن بشر نے انکو جواب دیا اور وہ بھی
امر کو بیان کیا ہے آج وہ کینہ ظاہر ہو گیا جو زمانہ جاہلیت میں ہمارے اور معاویہ کے باپ دادا کے درمیان تھا اور وہی قدیمی عداوت آج
از سر نو تازہ ہو گئی الحمد للہ کہ ہم اس لشکر میں سے ہیں جو اس جھنڈے تلے لڑا ہے جس کے دست راست پر جبریل اور دست چپ پر میکائیل فرشتے
رہتے تھے اور معاویہ اور اسکی قوم اس لشکر کے جھنڈے تلے رہ چکے ہیں جن کا سر لشکر اور امیر ابو جہل ہو گزرا ہے انصار نے کہا تو سچ کہتا ہے ہم سب
کا تو ہی پیشوا اور سردار اور رہنما ہے اور ہم سب تیرے فرمان پر کمر بستہ ہیں اور ادائے خدمت کے لئے مستعد اور منتظر کہ جو حکم بجا لائیں ہم تیرے احکام کی
تعمیل کو اپنا فرض سمجھتے ہیں ؎ تو مرا دل ده و دلیری بین :: روبه خویشتن خوان شیر بچگی بین یعنی تو ہماری تسلی کر اور دلیری دیکھ اپنی لومڑی سمجھ کر بلا اور شجاعت
دیکھ اب قیس بن سعد نے اسی مضمون کا شعر لکھا اور معاویہ کے کچھ عیوب بیان کر کے اس کے پاس بھیجدئے معاویہ نے قیس کا لکھا پڑھکر رنج کیا
اور کسی شخص کو انصار کے ان نامور ارکین اور سرداروں کے پاس بھیجکر جو امیر المومنین علی کی خدمت میں تھے قیس بن سعد کی شکایات کی انھوں نے چند
معتمد اور مشہور شخصوں کو قیس کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ معاویہ گو ہمارا دشمن ہے مگر اس نے علانیہ ہم کو کوئی برائی نہیں کی اور ہماری غیبت بدگوئی نہیں کی اب تجھ سے
قاصد بھیجکر تیری شکایت کی ہے کہ تو نے اس کی ہجو اور اُس کے اخلاق کی برائیاں ظاہر کی ہیں اور انکو برا کہا ہے ایسی باتیں اچھی نہیں اسکا معاملہ اس حد تک
گذر گیا ہے کہ مسلمانوں اور دینداروں کو اُس کے اخلاق کی برائیوں کے اظہار کی احتیاج ہو اگر مناسب جانے زبان کو اسکی بدگوئی سے روکے اور اس پر
لعنت بھیجنے کو مقرب فرشتوں کے حوالے کر دے اُسنے جواب دیا جبتک میں زندہ رہونگا اُس کا دشمن رہونگا اور دنیا سے گذر جانیکے بعد اسپر لعنت بھیجنے اور
نفرین کرنے میں فرشتوں کا ساتھ دونگا ؎ نشوم خاضع عدو هرگز :: ور چه بر آسمان کند مسکن یعنی میں کبھی دشمن کا مطیع نہونگا اگرچہ وہ آسمان پر جا رہے کیا باز
بھی چڑیا کی فرمانبرداری کرتا ہے اور شیر لومڑی کے آگے گردن جھکا دیتا ہے ابھی گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ معاویہ کے لشکر نے حرکت کی اور اسکے سواروں
کا دستہ امیر المومنین علی کی طرف بڑھا قیس سمجھا کہ معاویہ ان ہی میں ہے سوار ہو کر حملہ کیا اور سواروں کے بیچ میں گھسکر ایک سوار پر جسے وہ معاویہ
سمجھا حملہ آور ہوا اور تلوار کے ایک ہی وار میں اُسکا سر اڑا دیا پھر معلوم ہوا کہ وہ معاویہ نہ تھا ایک اور سوار کو تاکا جو عمدہ قسم کے اسلحے لگائے ہوئے
اور شان و شکوہ والا تھا سمجھا کہ یہی معاویہ ہے اسپر بھی حملہ کر کے تلوار سے مار گرایا پھر جانا کہ یہ معاویہ نہیں اسی طرح اور کئی نامور سرداروں کو قتل
کیا انجام کار معاویہ کے سوار عاجز ہو گئے اور معاویہ نے لشکر گاہ میں سے آواز دی کہ اے اہل شام اس سوار کو شیر ضرغام کہتے ہیں جس وقت
وہ میدان جنگ میں نکلے پہچان رکھو کہ وہ کون ہے اب قیس مطلع ہو کر کہ معاویہ ان سواروں میں نہیں پلٹ کر اپنی صف میں آ کھڑا ہوا اب معاویہ
کی فوج میں سے ایک شخص مخارق بن عبد الرحمن نام جو بڑا جری سوار اور نیک نام تھا نکل کر دونوں صفوں کے بیچ میں آ کھڑا ہوا اور مرد
مقابل طلب کیا مومن بن عبید مرادی امیر کے لشکر میں سے مقابل پر نکلا دونو نیزہ سے جنگ کرتے رہے آخر کار شامی فتحیاب ہوا اور مومن کام
آیا اُس نے گھوڑے سے اتر کر مومن کا سر کاٹ کر منہ زمین پر رکھ دیا اور اُس کی شرمگاہ برہنہ کر دی اس کے بعد پھر گھوڑے کو کاوے

دینے لگا اور کسی لڑنے والے کو طلب کیا مسلم بن عبدربہ ازدی نکلا اور شامی نے حملہ آور ہوکر اسے بھی مار ڈالا اور جس طرح مومن سے پیش آیا تھا وہی اُسکا حال کیا پھر اور جنگجو طلب کیا غرض امیر المومنین علی کے لشکر کے چار آدمی ہلاک کئے اور چاروں کے ساتھ وہی برتاؤ کیا امیر المومنین کے لشکر کے آدمی اُس کے مقابلہ پر نکلنے سے بخوف عریانی شرمگاہ ہچکچانے لگے اور وہ اسی طرح گھوڑے کو پھیرتا اور مرد مقابل طلب کرتا تھا حضرت علی نے یہ حال دیکھ کر کہ اس کے مقابلہ کے لئے کوئی نہیں نکلتا لباس تبدیل فرمایا اور مقابلہ کے لئے نکلے شامی نے آپ کو نہ پہچانا اور حملہ کیا امیر المومنین نے تلوار لگائی کہ دو ٹکڑے ہوکر ذلت کی خاک پر آپڑا آپ نے گھوڑے سے اتر کر اسکا سر کاٹا اور اسکا منہ آسمان کی طرف کرکے زمین پر ٹکا دیا پھر سوار ہوکر میدان میں آئے اور کسی جنگجو کو طلب کیا معاویہ کی صف سے ایک اور بہادر نکلا حضرت نے اُسے نیزہ مار کر ہلاک کیا اور اُسکا بھی سر کاٹ کر اسی طرح زمین پر رکھدیا اور سوار ہوکر اور کسی لڑنے والے کو طلب کیا اسی طرح معاویہ کی فوج کے سات یا آٹھ بہادر مار ڈالے معاویہ کی فوج یہ حال دیکھ کر کانپ اٹھی اور کسی کی جرأت نہ ہوئی کہ اب مقابلہ پر جائے معاویہ کا ایک غلام حارث نام بہت ہی بہادر اور نامور سوار تھا اسے حکم دیا کہ میدان میں نکلکر اس سوار کا کام تمام کر کیونکہ اس کی دست درازی حد سے گزر گئی ہے تو نے دیکھا کہ میرے لشکر کے کتنے نامدار سوار اس نے ہلاک کر دیئے حارث نے کہا اے امیر المومنین اس سوار کو ایسا دیکھتا ہوں کہ اگر تیرا سارا لشکر بھی اسپر حملہ کرے گا تو وہ بلا تامل سب کو ہلاک کر ڈالیگا میں اسکے سامنے جاؤں گا تو مارا جاؤں گا اگر تو مجھ سے دل برداشتہ ہے تو مضائقہ نہیں میں فرمانبردار ہوں مگر یہ یقین رہے کہ میں مقتول ہونگا اور اگر تو مجھے اپنے پاس رہنے دے اور اس شیر غضبناک کے مقابلہ پر نہ بھیجے تو میں کسی دن تیرے بڑے کام آؤنگا آئندہ جو حکم ہو حاضر ہوں معاویہ نے کہا معاذ اللہ میں تجھ سے بیزار ہوں میں تجھے عزیز رکھتا ہوں اگر یہی بات ہے تو ٹھیر جا اس سوار کے مقابلہ پر نہ جا کوئی اور چلا جائے گا حارث ٹھیر گیا حضرت علی اسی طرح گھوڑے کو کاوے دیتے تھے اور مرد مقابل کو طلب کرتے تھے مگر معاویہ کی فوج سے کوئی شخص نہ نکلتا تھا اب حضرت علی نے یہ حال دیکھ کر کہ کوئی آدمی لڑنے کے واسطے نہیں آتا اپنے سر پر سے خود اٹھالیا اور بآواز بلند فرمایا میں ہی ابوالحسن ہوں حارث نے کہا اے امیر میرے ماں باپ تجھپر فدا ہوں تو نے میری سمجھ کو ملاحظہ کیا کسقدر ٹھیک ہے اور میرا یہ کہنا کہ تیرا یہ سارا لشکر بھی اس سے جنگ کرنا چاہے تو سب کا سب ہلاک ہو جائیگا اب تجھے ظاہر ہو گیا ہوگا کہ کتنا صحیح تھا اگر میں غریب اس سے لڑنے کے لئے نکلتا تو فوراً اوروں کی طرح خاک میں مل جاتا تو نے مجھ پر کمال مہربانی اور شفقت کی کہ اسکے مقابلہ پر نہ بھیجا گویا مجھے از سر نو زندگی بخشی اب شامیوں میں سے ایک اور بہادر سوار کریب بن صباح بن فری بزن حمیری نکلکر دونوں صفوں کے بیچ میں آکھڑا ہوا اور لڑنے والے کو طلب کیا مرتفع بن وضاح خولانی مقابلہ پر آیا شامی نے اُسے مار دیا اور کسی اور جنگجو کو پکارا حارث بن لجاج حکمی آیا شامی نے اسے بھی ہلاک کر دیا اور کسی اور کو بلایا عیاد بن مسروق ہمدانی سامنے ہوا اُس نے اسے بھی قتل کر دیا پھر گھوڑے سے اتر کر ان کشتوں کو ایک دوسرے پر رکھدیا اور سوار ہو کر پھر لڑنے والے کا خواستگار ہوا امیر المومنین علی نے اسکی طرف دیکھا اور دل میں کہا یہ سوار بڑا بہادر اور مرد میدان چست و چالاک ہے اُسکے مقابلہ پر تشریف لائے اور مقابل کھڑے ہو کر اُسکا نام دریافت کیا اسنے کہا مجھے کریب بن صباح حمیری کہتے ہیں آپنے فرمایا اے کریب خدا تعالی سے ڈر اور بطلان پر اصرار نہ کر میں خدا اور سنت خدا کی طرف بلاتا ہوں میری نصیحت قبول کر تیرے لئے دونوں جہان میں بہتر ہوگا جہالت کی تاریکی اور بغاوت کی گمراہی سے بچ جائیگا انواع و اقسام کی سعادت حاصل کریگا کریب نے کہا تو کون ہے جو مجھے نصیحت کرتا ہے آپنے فرمایا میں علی ابن ابیطالب ہوں تو خدا سے ڈر اپنے حال پر رحم کر میں تجھے بہادر سمجھکر نہیں چاہتا کہ بے فائدہ مارا جائے اور شقاوت و ظلمت کی گرداب میں جا پڑے کریب نے کہا میں نے ایسی بہت سی باتیں سن رکھی ہیں جن میں مجھے کچھ فائدہ نظر نہیں آتا ان باتوں کو جانے دے سامنے آ کہ بہادروں کی ضرب کی حقیقت معلوم ہو آپ نے فرمایا دیکھ میں دوبارہ تجھے سمجھاتا ہوں کہ معاویہ کی دوستی میں اپنے آپکو آتش دوزخ کے حوالہ نکر بلکہ میرے پاس چلا آ کہ سعادت ابدی پائے کریب نے کہا ایسی کبتک کہیگا آگے آ کہ تجھے معلوم ہو جائے کون نیک بخت اور کون بدنصیب ہے پھر تلوار گھسیٹکر امیر المومنین پر جھپٹا حضرت نے گھوڑے کو پھیر کر اسکا وار روکدیا اور اسی گرماگرمی میں ذوالفقار سے اسکا سر اڑا دیا اسکے بعد میدان میں کھڑے ہو کر لڑنے والے کو طلب کیا حارث بن وداع

حمیری نکلکر سامنے آیا آپنے اسے قتل کر دیا پھر کسی او کو طلب کیا سلاع بن عبدالمطلب عبتی آیا اور مارا گیا اسی طرح چار شامی قتل ہوئے اب آپ نے گھوڑے سے
اتر کر ان کشتوں کو ایک دوسرے پر رکھا اور آیت قرآن مجید پڑھی الشهر الحرام بالشهر الحرام والحرمات قصاص فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیه
بمثل ما اعتدی علیکم واتقوا الله واعلموا ان الله مع المتقین اس کے بعد آواز دی کہ اے معاویہ باہر نکل تھوڑی دیر باہم جنگ آزمائی کریں معاویہ
نے کہا مجھے اپنی جان عزیز ہے اور تم سے مقابلہ کی ضرورت نہیں آپ نے آج میرے چار نامور بہادر جو سباع عرب میں سے تھے قتل کر دیئے انہیں پر قناعت
کرو آخر کار عروہ بن داؤد دمشقی نے آواز دی کہ اے ابو طالب کے بیٹے اگر معاویہ تجھ سے جنگ کرنے میں کراہت کرتا ہے تو میں نہیں کرتا ذرا توقف کرکہ
میں آؤں اور تجھے دیکھوں کہ بہادر کس طرح لڑتے ہیں امیر المومنین ہٹے کہ اس سے جنگ کریں اصحاب نے عرض کی کہ اے امیر المومنین اسکی کیا جان
ہے کہ آپ بہ نفس نفیس اسپر حملہ آور ہوں آپ توقف فرمائیں ہم میں سے کوئی جاکر اسکا کام تمام کر دے گا آپ نے فرمایا کہ تم سچ کہتے
ہو وہ میرا ہمسر نہیں لیکن اس نے مجھے لوکا ہے اس لئے میں اپنا کام کسی اور کے حوالے کرنا نہیں چاہتا اپنے ہاتھ سے اسے ہلاک کروں گا پھر اسپر
حملہ کیا اور عروہ نے بھی گھوڑا تیز کیا اور امیر المومنین کے پاس پہنچکر تلوار کا ہاتھ چھوڑا آپنے اسے ذرا مہلت نہ لینے دی فوراً تلوار سے اسکا سر اڑا دیا کہ میدان
میں گیند کی طرح دور جا پڑا پھر ارشاد کیا اے عروہ تجھ پر افسوس ہے جا اپنی قوم کو اس حال سے جو تونے معائنہ کیا ہے خبر دے اسی خدا کی قسم
جس نے رسول خدا کو برحق پیدا کیا ہے کہ اسوقت تو اپنے کئے کی سزا کو پہنچا اور دوزخ کی آگ میں جا پڑا اور ایسے وقت پشیمان ہوا کہ اب پشیمانی کچھ
فائدہ نہیں دیتی شامی نامور لوگ آپس میں کہتے تھے کہ اس زندگی پر لعنت ہو جو عروہ کی جدائی میں بسر ہو افسوس وہ تمام ملک شام میں اپنا نظیر
نہ رکھتا تھا شامیوں میں ایک شخص اصبغ بن ضرار معاویہ کے لشکر گاہ کا طلایہ تھا اور رات کے وقت نگرانی رکھتا تھا امیر المومنین کو اس حال کی خبر
تھی اشتر نے کہا سن اگر موقع ملے اسے گرفتار کر کے میرے روبرو پیش کر جب اتفاق اسی شب کو موقع مل گیا اصبغ کو پکڑا اور اپنے خیمہ میں لایا اور مضبوطی
سے باندھ دیا کہ صبح کے وقت امیر المومنین کی خدمت میں پیش کروں گا اصبغ بڑا فصیح اور عمدہ شاعر تھا جب وقت اشتر نے اسے باندھ کر ڈال دیا بولا
اور ایک قطعہ نہایت اچھا کہہ کر سنایا اور وہ قطعہ یہ تھا قطعہ الا لیت هذا اللیل اطبق سرمدا :: علی الناس لا یاتیهم نهار یکون
کذا حتی القیامة انني :: احاذر فی الاصباح صرخة ناد اشتر اسکی فصاحت سے بہت خوش ہوا اور اسکا یہ قطعہ نہایت پسند آیا دل میں کہا
ایسے فصیح اور باہنر شخص کے مارے جانے پر افسوس ہے غرض جب سورج نکلا اسے امیر المومنین علی کی خدمت میں حاضر کیا اور کہا یہ وہی پاسبان ہے جسکی گرفتاری
کے لئے حکم فرمایا تھا شب کے وقت قابو پاکر اسے گرفتار کیا اور اپنے خیمہ میں لا رکھا تھا بڑا فصیح اور عمدہ شاعر ہے اسنے بہت خوب قطعہ تصنیف کیا
ہے اسکی شیریں کلامی اور فصاحت و بلاغت کی خوبی مجھے اسقدر پسند آئی کہ حضور سے ملتمس ہوں کہ قتل نہ فرمائیں پھر اسکا قطعہ پڑھا آپنے بھی اسکو اشعار
پسند فرمائے اور ارشاد کیا اسے تجھی کو بخشدیا چاہے مار ڈال چاہے چھوڑ دے اشتر اسے اپنے خیمہ میں لایا جو کچھ سامان اس سے چھینا تھا اسے دیکر دلداری
اور نیک سلوک کر کے چھوڑ دیا اسکے بعد دونوں لشکر مقابل ہوئے معاویہ نے مروان بن حکیم ولید بن عقبہ عبداللہ بن عامر کریز او طلحہ طلحات کو بلا کر کہا علی کے ساتھ
بیڈھب معاملہ آپڑا ہے تم میں سے کوئی بھی علی سے بدلا نہیں لے سکتا اور تم سب سے زیادہ میں ہوں کہ جسکے چچا اور خالو کو علی نے قتل کیا ہے اور مجبر دادا کے قتل میں
شریک ہے اور اے ولید تیرے تو باپ کو علی نے جنگ بدر میں مارا ہے اور اسی طرح طلحہ نے اسکی ضرب کا مزا چکھا ہو جنگ احد میں اس کے بھائی کو اور جنگ
جمل میں اسکے باپ کو علی ہی نے قتل کیا ہے اور اسکے بھائیوں کو یتیم کر دیا عبداللہ بن عامر کو بھی اس مصیبت سے حصہ ملا ہے علی نے اسکے باپ کو قید کیا اور
اسکے خاندان کو برباد اور آج سب سے بڑھکر علی کے ہاتھ مصر وان کو رنج پہنچا کہ بحالیکہ اسکے چچازاد بھائی عثمان کو مارا ہے اور ایسا آشکارا ظلم
اور بدنامی اس دیندار امانت گذار صاحب خلافت و امامت خاندان پر جائز رکھا ہے اور اسی قسم کی اور بھی بہت سی بُری باتیں اس سے سرزد ہوئی
ہیں اسنے اسقدر عورتوں کو بیوہ اور بچوں کو یتیم کر دیا ہے جنکا کچھ حد و حساب ہی نہیں بہت سے تر دماغ اسکی آتش شمشیر سے کباب ہوگئے ہیں اور بیشمار آنکھیں اسکے
فتنہ فساد کی آتش کے دھوئیں سے گریاں ہو رہی ہیں علی دوست کو قتل کرتا ہے اور دشمن کو بھی اسکی جنگ میں خشک و تر سب اس میں جاتا ہے آج میں نے

یہ کام اختیار کیا اور طرح طرح کی سعی سے اس جنگل میں اسقدر فوج جمع کی اور سامان جنگ مہیا کیا ہے اور بے انتہا اسلحہ اور شان و شوکت حاصل
کی ہے اور علی ابو طالب نے آکر مقابلہ کیا اور سدراہ ہو بیٹھا ہے اسکے متعلق تم میں سے ایک شخص بھی اپنا پہلا کینہ اور بغض نہیں ابھارتا ہے سبب
عفونت کے نگہ بان میں سر ڈالے اور سستی کی چادر میں پاؤں پھیلائے پڑے ہو عجب بے حمیت عاجز لوگ ہو اور عجب ناشکرے بے مروت آدمی ہو جب
معاویہ نے یہ باتیں کہیں اور انہیں سستی کو لئے ملامت کی مروان نے کہا جو کچھ امیر نے فرمایا ہے یہی بات ہے علیؑ کے غلبہ اور ان تکلیفوں کا حال
جو اس کی زبان اور ہاتھ سے ہمیں پہنچی ہیں ظاہر ہے اور وہ کینہ بھی جو اسکی جانب سے ہمارے دلوں میں موجود ہے محتاج بیان نہیں اب ہمیں
کیا حکم ہے اور اس کے دفعیہ کی کیا تدبیر سوچی ہے معاویہ نے کہا اس امر میں کسی دریافت کی کوئی ضرورت نہیں میں چاہتا ہوں کہ اس معاملہ میں
موجودہ حالت سے زیادہ سعی و کوشش کی جائے اور زیادہ مستقل ارادہ سے اس کام کو انجام دینا چاہیے اور سب نیزے لیکر حملہ کریں شاید
ہم اس کے ظلم و جور اور سختی و ایذا رسانی سے خلقت کو بچالیں مروان نے کہا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تو ہم سے رنجیدہ ہے اور ہم تجھے گراں گزر
رہے ہیں اب تو ہمیں زندہ دیکھنا نہیں چاہتا اسی واسطے ہمیں شیر نر اور اژدہائے دمان کے منہ میں جھونکنا چاہتا ہے میں اور ولید و طلحہ و
عبداللہ تو اس جنگ میں متفق ہو کر ہر طرح کی سعی و کوشش تا امکان بجا لائیں گے لیکن تو علی کی جنگ سے بھاگتا ہے اور اس کے مقابلہ کی تاب
نہیں رکھتا جس طرح ایک دو مرتبہ پہلے اپنے آپکو اس کے سامنے آزما چکا ہے اور اسکے دیکھتے ہی سامنے سے نکل بھاگا اور ایسا بھاگا ہے جیسے لومڑی شیر سے
اور تیری فوج کے بہادر سردار امیر علی کی دہشت سے میدان میں قدم نہیں رکھ سکتے تیرا وزیر و مشیر عمر عاص جو اپنے آپ کو بہت ہی بہادر اور
ہوشیار اور دنیا میں بے نظیر جانتا ہے علی کے مقابلہ پر نکلا بھی تو اسکی تلوار کی چمک دیکھتے ہی کون برہنہ کر دی تاکہ علی اسکی طرف سے منہ پھیرلے اور وہ
فرصت پاکر بھاگ آئے اس نے اپنے آپ کو دنیا بھر میں بدنام کر دیا جبکہ یہ صورت ہو اور تو عمر عاص اور اس کے مقابلہ کی تاب نہ لائے نہ رکھتا ہو تو صرف
تین چار شخصوں سے کیا ہو سکیگا میں نے فرض کیا ہم چاروں نے میدان میں نکلکر تلواریں کھینچکر اور جان سے ہاتھ دھو کر امیر حملہ بھی کیا تو جبکہ ہم میں اسقدر
قوت نہیں کہ امیر قابو میں آئیں تو کیا ہوگا ذوالفقار کے ایک ہی وار میں چاروں زمین پر آرہیں گے اس سے تجھے کیا فائدہ نہ پہنچیگا اور چار ابطال نامدار
مارا جانا ہم سبکو ایک ہی جگہ بٹھا دے گا اور عقلمند و مومنین سے کون شخص ہیں اس جنگ سے معذور نہیں رکھتا عمر عاص اس بات سے غضبناک ہو کر مروان
سے بولا مجھے ذرا بھی اس بات کا خیال نہ تھا کہ ہلاکت میں مبتلا ہو کر علی کے سامنے سے میرے بھاگ آنے اور اسکی ضرب شمشیر سے جانبر ہونے پر کوئی شخص
ملامت کرے گا یا اسے داخل عیب سمجھیگا الفرار مما لا یطاق من سنن المرسلین یعنی اس شے کے سامنے سے بھاگ جانا جس کے مقابلہ کی طاقت
نہ ہو رسولوں کی سنت ہے جس میں ذرا سی بھی عقل ہے اور دنیا اور دنیا والوں کی نیکی و بدی کو سمجھتا اور کم و بیش تجربہ رکھتا ہے اور جہاں تک
ممکن ہے وہ اپنے آپ کو بچائے گا مصیبت سے بھاگے گا اور خطرے میں نہ پڑے گا پھر ولید کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ اے ولید اگر تو
کچھ بہادری اور مردانگی کا دعوے رکھتا ہے اور شجاعت کا سچا دعوے کرتا ہے تو میدان میں نکل اور علی ابن ابیطالب کے سامنے تیغ
دبر قرار پکڑ کہ اسکی آنکھ تجھ پر جا پڑے پھر تو زندہ رہ جائے اور دنیا تیری نظر میں روشن دکھائی دے تو تجھے ملامت کر سکتا ہے اور اسی مضمون کا ایک
قطعہ پڑھا غرض معاویہ یہ گفتگو کر ہی رہا تھا کہ دونوں لشکروں نے حرکت کی اور صفیں ایک دوسرے کے قریب پہنچ گئیں امیر المومنین علی نے ہاشم بن
عتبہ بن ابی وقاص کو بلا کر علم حوالہ کیا اور کہا آگے بڑھ یہ ہاشم یک چشم تھا اور عمر ابن خطاب کے عہد میں یرموک کی لڑائی کے دن اسکی بائیں آنکھ پر تیر آ
لگا تھا جس سے اسکی آنکھ بیکار ہو گئی تھی ہاشم حسب الحکم آگے بڑھا اور وہ آج پڑی زرہ بدن میں پہنے سر پر دیبا کی دستار رکھے ہوئے میدان میں آیا اور مرد مقابل کو طلب کیا
معاویہ کے لشکر میں سے فلان بن حل نام ایک شخص نکلکر آیا گھوڑے کو پھیرتا اور حضرت علی کو برا کہتا جاتا تھا ہاشم نے کہا اے فلان خدا سے ڈر امیر المومنین کو برا نہ
کہہ کیونکہ آخر خدا کے پاس جانا ہے اور رب الغفور ابن امر اور اس گفتگو کا جواب تجھ سے طلب کیا تھا شامی نے کہا میں انہیں برا کیوں نہ کہوں اور کیوں لعنت
نہ کروں مجھسے لوگوں نے کہا ہے کہ تم نماز نہیں پڑھتے ہاشم نے کہا نعوذ باللہ یہ کیا بات کہتا ہے ہم نماز کیوں ترک کرنے ہم میں سے ایک شخص بھی ادا ے

نمازمیں فرواکرتا ہی نہیں کرتا لمحہ بھر کی تاخیر بھی فرائض کے ادا کرنے میں روا نہیں رکھتا پھر کس طرح کہہ سکتے یا خیال بھی کر سکتے ہیں کہ امیر المومنین علی نماز میں کمی کرتے ہونگے تمام اہل اسلام واقف ہیں اور دوست دشمن سب مقر ہیں کہ جس شخص نے سب سے پہلے حضرت رسول خدا کے ساتھ نماز ادا کی ہے وہ علی ہیں اور دین کے فرائض اور سید المرسلین کے سنتی امور کے متعلق نہ علی سے زیادہ کوئی فقیہہ ہے نہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہے نہ فوج خدا میں غالب تر نہ ایسا حافظ قرآن - ہرگز اس کج بخت جماعت کی باتوں پر نہ جانا مبادا ان کی دوستی میں تو اپنے آپ کو گمراہی کے حوالے کردے شامی نے ہاشم کا جواب سنکر بہت ہی تعجب کیا اور کہا خدا کی قسم تو سچ کہتا ہے اور مجھے دین کے باب میں سمجھاتا ہے اگر میں توبہ کروں اور اس لشکر سے نکلکر امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں تو میری توبہ قبول ہے وھو الذی یقبل التوبة عن عبادہ یعنی اور وہ خدا اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔

شامی نے یہ بات سنکر گھوڑے کو تازیانہ کیا اور امیر المومنین کے لشکر میں پہنچ کر حضرت کی خدمت میں رہنے لگا ہاشم نے گھوڑے کو میدان میں نکالا اور لڑنے والے کو طلب کیا مگر اس سے لڑنے کے لئے کوئی نہ نکلا ہاشم نے گھوڑے کو ایڑ کی اور لشکر شام پر جا پڑا اور کئی آدمی ہلاک کئے اور کئی زخمی کردئے پھر میدان میں آگیا کہ ذرا دم لے معاویہ کے گروہ میں سے ایک شخص حمزہ بن مالک ہمدانی نے اس پر حملہ کیا اور ہاشم بھی اس پر جھپٹا اور ایک ہی نیزہ مار کر اسے گھوڑے سے نیچے پھینکدیا اور مار ڈالا - اسی طرح اور کتنے ہی شخصوں کو ہلاک کیا اب بہت سے آدمیوں نے اسے آگھیرا ہاشم سب سے جنگ کرتا رہا انجام کار درجہ شہادت پایا رحمۃ اللہ علیہ شقیق بن ثور عبدی امیر المومنین کی طرف سے نکلا اور حملہ آور ہوا کہ شامی ہاشم کے اسلحہ اور جھنڈا نہ لے سکیں سخت جنگ کی اور ہاشم کا جھنڈا ان سے چھین لیا اور پھر جنگ کی یہاں تک کہ شہید ہو گیا اس پر اللہ کی رحمت ہو پھر ہاشم کے بیٹے عقبہ نے باپ کا علم لیا اور حملہ کر کے جنگ کرتے کرتے شہید ہو گیا پھر ابو طفیل عامر بن واثلہ کنانی نکلا اور رجز پڑھکر اہل شام پر حملہ کیا کئی بہادروں کو خستہ اور کتنے ہی لوگوں کو ہلاک کر کے اس طرح واپس آیا کہ دشمن کی طرف منہ رکھا اور لڑتا بھڑتا اپنی صف میں آملا پھر عبد اللہ بن بدیل ورقاء خزاعی شیر غضبناک کیطرح میدان میں آیا کبھی معاویہ کے لشکر کے میمنہ پر اور کبھی میسرہ پر جھپٹتا تھا اور جو سامنے آجاتا اسے گرفتار کر دیتا تھا اور اس زور کی جنگ میں برابر رجز خوانی کرتا تھا معاویہ نے اپنی فوج کو آواز دی کہ اے اہل شام یہ خزاعہ کے شیروں میں سے ایک شیر ہے کسی تدبیر سے اسے گھیر لو شاید تم اسے مار سکو یا گرفتار کر لو اب شامیوں کے ایک دستہ نے اسے آگھیرا اور تیر برسانے لگے آخر الامر شہید کر دیا معاویہ اس کے مارے جانے سے بہت خوش ہوا اور کہا بنی خزاعہ ہمارے دشمن ہیں اگر ہو سکتا تو ان کی عورتیں بھی ہم سے جنگ کرنے میں دریغ نہ کرتیں پھر مردوں کا تو کیا ذکر اس کے بعد عمر بن الحمق خزاعی نے میدان میں نکل کر اور اشعار پڑھتے ہوئے لشکر معاویہ پر حملہ کیا اور کئی شخصوں کو مار کر سلامتی سے پلٹ آیا اور اپنی صف میں جا ملا اب آتش جنگ بھڑک اٹھی اور شامیوں نے جان سے ہاتھ دھو کر لڑنے کا قصد کیا ایک نامور سردار یمنی اور جوشب بن ذو الظلیم نے میدان میں نکلکر گھوڑے کو کاوے دینے شروع کئے اور رجز پڑھتا تھا سلیمان بن صرد خزاعی حضرت علی کی طرف سے نکلا اور حملہ کر کے اسکے سینہ پر ایک نیزہ رسید کیا جو پشت کی طرف سے نکل گیا جوشب گر پڑا اور جان مالک دوزخ کے حوالے کر دی معاویہ کو اس حادثہ سے بہت ہی رنج ہوا اور لشکر کو للکار کر کہا مردانہ جنگ کرو شاید سلیمان کو تم گرفتار کر سکو اور میں جوشب کے قصاص میں قتل کر کے اپنے دل غمگین کو تسلی دوں مقابل میں حضرت علی نے بھی اپنے دوستوں کو شامیوں سے جنگ کرنے کی ترغیب دلائی اور انصار کی دلداری فرمائی انصار نے سخت کوشش سے کام لیا اور معاویہ کی فوج کو پسپا کرتے ہوئے اس کے حرم سرا تک لے گئے اور بہت سی جماعت کو قتل کر دیا اور کئی مشہور بہادر نامی گرامی ذو الکلاع حمیری جیسے ہلاک ہو گئے معاویہ حیران و پریشان تھا کہ امیر المومنین کی فوج نے اس کے قلب لشکر پر حملہ کر دیا معاویہ بزرگان قریش کے ساتھ قلب لشکر میں موجود تھا ان سبکو انکی جگہ سے پسپا کر دیا بھاگتے وقت معاویہ کے گھوڑے نے سکندری لی اور وہ زمین پر آرہا حضرت علی کے دوست اسیر جھپٹے کہ گرفتار کریں مگر شامی سپاہ درمیان میں آپڑی اور معاویہ کو بچا لیا اور کئی شخصوں نے امداد کر کے اسی گھوڑے پر سوار کرایا مگر تخوف وہراس سے معاویہ کے عقل اور ہوش وحواس زایل ہو گئے تھے غرض دو فوجیں ایک دوسرے سے الگ ہو گئیں اور حضرت علی کی فوج نے آج بڑھ کر کام کیا

ورنجنگ میں پسندیدہ کارگذاری دکھائی معاویہ کے لشکر کے بہت سے مشہور و معروف سردار مارے گئے جب معاویہ اپنے لشکرگاہ میں واپس آیا تو ایک ایک کا نام لیکر پوچھتا تھا اور جواب میں یہی سنتا تھا کہ مارا گیا یہانتک کہ حارث بن موئل کو جو شام کے اراکین اور سادات میں سے تھا دریافت کیا لوگوں نے کہا وہ بھی مارا گیا معاویہ نے پوچھا اسے کس نے قتل کیا لوگوں نے کہا عبداللہ بن ہاشم نے معاویہ نے کہا کیا عبداللہ بن ہاشم نے ایک زخم نہیں اٹھایا لوگوں نے کہا ہاں ایک زخم کھائے ہوئے تھا مگر اسکے بعد آٹھ زخم اس نے اور کھائے تھے حارث بن موئل اس کے مقابلہ پر آپڑا اس نے نیزہ رسید کیا جس سے حارث خاک پر گر کر مر گیا معاویہ نے قسم کھائی کہ اگر میں فتحیاب ہوا اور پھر عبداللہ بن ہاشم کو دیکھ پایا تو اسی خوب ہی سزا دوں گا القصہ جب معاویہ کا کام درست ہو گیا اور وہ مسند خلافت و امارت پر متمکن ہوا عبداللہ بن ہاشم کا حال پوچھا اس کے خواص اور مقربوں نے کہا ہم نے سنا ہے کہ وہ بصرے میں قبیلہ بنی ناجیہ کی ایک بڑھیا کے زیر علاج ہے اور وہ عورت اس کے زخموں کا معالجہ کر رہی ہے معاویہ نے حاکم دیگر امیر بصرہ کے نام فرمان لکھوایا کہ عبداللہ بن ہاشم کو بہ کوشش تمام طلب کر کے بہت جلد میرے پاس بھیجدے امیر بصرہ نے فرمان معاویہ سے مطلع ہو کر عبداللہ کو بلایا اور کہا تجھے معاویہ نے طلب کیا ہے عبداللہ نے کہا میں فرماں بردار ہوں اگرچہ بہت کمزور ہوں مگر اسیوقت روانہ ہوتا ہوں خدمت معاویہ میں پہنچکر سلام کیا معاویہ نے جواب سلام کے بعد اسکی طرف دیکھا بالکل لاغر اور نحیف پایا چہرہ زرد تھا اور بشرے سے آثار نقاہت عیاں تھے حکم دیا کہ بیٹھ جاوہ بیٹھ گیا عمرو عاص نے اسپر نظر ڈالکر کہا اے امیر یہ وہی جیلہ جو رعنا جوان ہے معاویہ نے کہا ہاں وہی ہے اب اسقدر دبلا اور نحیف و نزار ہو رہا ہے بتلا کیا حال کرنا چاہیے اور کس طریقہ سے ہم اسکو تکلیف دیں اور اس کے اعمال بد اور افعال ناسزا کی کیا سزا ہونی چاہیے عمرو عاص نے کہا لاغر ہو یا فربہ لاغری ابتدا میں خلال کا تنکا ہوتی ہے کچھ عرصہ گذر جانے پر لاٹھی بنجاتی ہے سانپ سے کیا پیدا ہوتا ہے وہی سانپ کا بچہ اور بدکرداری کی سزا دینا بہت اچھی بات ہے اگر تو اس کی لاغری اور کمزوری کو دیکھ کر سزا نہ دے گا اور چھوڑ دے گا تو وہ صحت پاکر قوت پاجائے گا پھر اسپر عذاب اور سختی کرنا دشوار ہو جائیگا عمرو عاص نے تو یہ کہا اور عبداللہ نے اس کی طرف دیکھ کر کہا کوئی بڑی بات نہیں ہے میں ہی وہ شخص ہیں جسکو قوم نے چھوڑ دیا ہو یا جس کی اجل قریب آگئی ہو رنج بھی بہادروں ہی کا حصہ ہے عمرو عاص نے کہا اے امیر اسے میرے حوالے کر دے میں اس قتل کی سزا دوں گا جو جنگ صفین میں اسنے اور اسکے باپ نے اور بھائیوں نے ہمارے ساتھ کیا ہے وہ غصہ میرے دل سے کبھی دور نہوگا اب موقع مل گیا ہے کہ اپنے سینہ کی آگ کو اس کی اولاد کے آنسوؤں سے بجھاؤں اور شمشیر آبدار سے اس بیکس کا بھیجا نکال ڈالوں اور وہ بھی جان جائے کہ مجھ جیسے شخص کے سامنے میدان جنگ میں مردانگی کی لاف زنی کرنی ایسی ہوتی ہے۔ عبداللہ نے کہا اے پسر عاص ابھی تک تیرے غفلت شعار سر میں سے غرور کی ہوا دور نہیں ہوئی اور وہی جہالت و گمراہی کا پیالہ ہنوز ہاتھ میں لئے ہوئے ہے تجھے خوب یاد ہوگا کہ جنگ صفین میں جبکہ بہادروں کے سر پسینے میں ڈوبے ہوئے تھے اور جانیں مضطرب اور بے چین تھیں میں میدان جنگ میں حملے کر رہا تھا اور تجھے باواز بلند مقابلے کے لئے طلب کرتا تھا اور تو لومڑی کی طرح مجھ سے جا چھپتا اور بچوں کی طرح چھپتا پھرتا تھا اور تجھے اس بات کا یقین تھا کہ قدم بڑھاتے ہی غرقاب ہلاکت ہو جائیگا اور بھاگنے کی مہلت بھی نہ پائے گا خدا کی قسم اگر تو معاویہ جیسی جائے پناہ نہ رکھتا ہوتا تو میں تجھ بد اصل کو اس اصیل شمشیر سے دو حصے کر دیتا عبداللہ نے عمرو عاص کو یہ جواب دیا تو معاویہ اسکی فصاحت اور شیریں کلامی پر سخت متعجب ہوا عبداللہ کو عمرو عاص کے حوالے نہ کیا بلکہ قید خانہ میں بھیجدیا عمرو عاص اس بات سے ناراض ہوا کہ عبداللہ کو میرے حوالے کیوں نہ کر دیا اور کچھ شعر لکھ کر معاویہ کے پاس بھیجے جن میں سے دو ایک اسجگہ درج کئے جاتے ہیں ؎

امرتک امرا حازما فعصیتنی ؛ وکان من التوفیق قتل ابن هاشم ؛ الیس ابوه یا ابن هند هو الذی ؛ رمانا علی یوم حز الغلاصم

عبداللہ کے ایک دوست نے عمرو عاص کے یہ اشعار یاد کر کے اور قید خانہ میں جا کر عبداللہ کو سنائے عبداللہ نے بھی اسی وزن و قافیہ پر ایک قطعہ تصنیف کر کے معاویہ کے پاس بھیجدیا اشعار عبداللہ بن ہاشم ان الملح عمرا ابیت له ؛ ضغنة صدر خیرہ غیر سالم ؛ یری لک قتلی یا ابن ہند و انما ؛ یرای مایری عمرو ملوک الاعاجم ؛ علی انهم لا یقتلون اسیرهم ؛ اذا کان فیه منعة للمسالم

مضی من قضاء اللّٰہ فیہا الذی مضی ٭ وما ما مضی الا کاضغان خالم ٭ فان تعف عنی تعف عن ذی قرابۃ ٭ وان تر قتلی مستحل محارمی معاویہ کو یہ قطعہ پڑھکر عبد اللہ کے قتل کرنے سے شرم آئی اور اُس کے جواب میں ایک قطعہ تصنیف کر کے اُس کے پاس بھیجدیا اور اسے رہا کردیا وہ اشعار یہ ہیں اری العفو عن علیا قریش وسیلۃ ٭ الی اللّٰہ فی الیوم العبوس القماطر ٭ ولست اری قتلی العداۃ ابن ہاشم ٭ بادراک دخلی فی تمیم و عامر ٭ بل العفو عنہ بعد ما بان رلیشہ ٭ وذلت بہ احدی الحدود العواثر ٭ وکان ابوہ یوم صفین جمرۃ ٭ علینا فاودتہ سیوف القماقر عبد اللہ یہ اشعار پڑھکر نہایت ہی شاد ہوا اور جان میں جان آگئی پھر معاویہ نے اُسے اپنے سامنے بلا کر اچھی گفتگو کی اور خلعت گرانبہا اور دس ہزار درم حوالہ کئے عبد اللہ خوش خوش بصرہ کی طرف گیا ؎ بکشاد چوں ولب پئے اوصاف او دہن ٭ برلبت چوں صنم بہ ثنا ہائے او دہان یعنی اس کی تعریف میں دہن نے دولب کھولدیئے اور اسکی ثنا کی لئے قلم کی طرح کمربستہ ہوگیا۔ الغرض دوسرے دن جب وقت سورج نے نکل کر جہان کو روشن کیا جناب امیر علیہ السلام نے لشکر مرتب کیا اور طرف ثانی سے بھی معاویہ نے صفیں قایم کیں حضرت علی کی میمنہ فوج میں مذحج کا قبیلہ تھا اور ربیعہ قبیلہ میں سے بنو بکر بن وایل اور مضر قبیلہ قلب لشکر میں قایم تھا معاویہ کے ہواخواہ آگے بڑھے۔ عربی گھوڑوں پر سوار۔ فراخ زرہیں زیب تن کئے طلائی جوشن باندھے اور آہنی خود سروں پر رکھے ہوئے تھے اور معاویہ کا ایک غلام حرب نام تھا اس کی طرف خطاب کر کے کہا اے حرب میں نے ہمیشہ تجھے نہایت ہی بہادر اور جری اور شہ زور پایا ہے اور خطرناک موقعوں اور سخت سخت مہموں میں تجھپر بھروسہ کیا گیا ہے اور عظیم معرکے اور ہلاکت کے کاموں اور مہیم حربوں اور سواروں کے مقابلہ پر تو نے کارگذاریاں دکھائیں ہیں اگر تو آج لشکر علی پر حملہ کر کے عمدہ کارگذاری دکھائے جس سے میرا دل خوش ہو جائے اور تقویت حاصل ہو تو تجھے آزاد کردونگا اور امیر بنادونگا حرب نے کہا میں فرمانبردار ہوں تیری تعمیل حکم کو جان سے زیادہ سمجھتا ہوں ابھی میدان میں جا کر تیری خدمت گذاری میں کوشش بلیغ کرتا ہوں ؎ کمرے بامیان جان بندم ٭ جاں کمر دار بمیان جندم۔ یعنی جان وجی سے کمر کس کر نکلونگا اور خدمت گذاری کے لئے کمر کی طرح جان کو مستعد کردونگا اسکے بعد اُس نے ہتھیار سجائے اور میدان جنگ میں نکلکر رجز خوانی کرتے ہوئے امیر المومنین علی کے لشکر پر حملہ کیا اور جنگ کرنے لگا اسی اثنا میں امیر المومنین علی کے رکابدار قنبر نے آکر اسکا سامنا روکا اور کہا کہ ٹھیر جا کہ تجھے تیرے کئے کی سزا دوں حرب قنبر کی طرف پلٹا اور قنبر نے ذرا مہلت نہ دیکر شمشیر آبدار کا ایسا وار کیا کہ وہ بدبخت کٹ کر خاک پر آپڑا اور فوراً مر گیا معاویہ اُسکے مارے جانے سے بہت ہی غمگین ہوا بڑی واویلا کی بسر بن ارطاۃ نے کہا اے معاویہ اگرچہ حرب بڑا نیک اور بے نظیر بہادر غلام تھا مگر جب مارا گیا اور مرضی الٰہی یہی تھی تو یہ رونا پیٹنا بے فایدہ ہے رضی بقضا رہنا چاہئے موت پر اسقدر گریہ وزاری کرنی عقلمندوں کے نزدیک فضول ہے تو ایسا بزرگ شخص اس امر کا محتاج نہیں کہ تجھے اس حادثہ پر سمجھائیں اور تسلی اور تشفی کے لئے صبر دلائیں تو جناب مصطفیٰ کا منشی اور ولایت شام میں امیر المومنین عمر کا نائب رہ چکا ہے اور اب امیر المومنین کا جسے ظلم وستم سے شہید کردیا ہے ولی ہے اور ایک لاکھ بیس ہزار بہادروں کا سپہ سالار و پیشوا امیر اور سردار اور سلطنت شام کا والی ہے تیرا حکم تمام مملکت پر جاری اور سب تیرے مطیع ہیں اثناء جنگ میں ایک غلام کے مارے جانے پر اس قدر فریاد اور آہ وبکا کرنا عبث ہے صبر کر اور عقل ہی صبر کی ہدایت کرتی ہے جب سے دنیا قایم ہے اس میں ایسے واقعات ہوتے ہی رہے ہیں معاویہ نے کہا اے بشر تو سچ کہتا ہے اور یہ معاملہ بھی اسی قسم کا جیسا تو نے بیان کیا لیکن علی مجھ پر زیادتی کرتا ہے اور رسول خدا کی قریبی رشتہ داری کی وجہ سے بیحد سعی کرتا ہے بسر بن ارطاۃ نے کہا وہ حق پر ہے اور اس کی نیک خصلتوں کا کیا ذکر بیشک علی کے فضائل جمیلہ اور مناقب شریفہ بے شمار ہیں اگر کوئی شخص اُسکی نیکیوں اور خوبیوں کو شمار میں لانا چاہے اور محاسن جلیلہ اور عالی مرتبوں کو منضبط کرنے کی سعی کرے تو انجام کار عاجز آجائے گا اور اُنکا احاطہ نہ کر سکے گا اُس کا باپ سید اور بنی ہاشم کا سردار بلکہ تمام عرب کی آنکھوں کا تارا عرب اور عجم کا سرگروہ ہے کیونکہ علم فقہ۔ سخاوت۔ شجاعت۔ زہد اور پرہیزگاری تمام دنیا کے

لہذا اسکا کوئی نظیر موجود نہیں اگر اسکی طبیعی فضیلتیں پہاڑ کے سامنے بیان کی جائیں تو پہاڑ بھی ہلکا پڑ جائے گا علی کی ان فضیلتوں بخششوں اور
خصلتوں کے باوجود جو اس مقدار سے بہت زیادہ ہیں ہم بایں سبب کہ وہ تیری رضامندی اختیار نہیں کرتا اور تیری طرف راغب نہیں ہوتا محض تیری
خوشنودی کے لئے اور تیرے حقوق کی حمایت کے واسطے اس سے جنگ کرتے ہیں اور جبتک ہم میں سے ایک شخص بھی زندہ رہیگا جنگ سے ہاتھ
نہ روکے گا یہانتک کہ اُسے کامل طور سے ہٹا دیں یا اپنی جانیں گنوا دیں معاویہ نے بسر بن ارطاۃ کی یہ باتیں سنکر ڈھارس پکڑی اور ہمت باندھکر
پھر لشکر کو تحریص دلائی معاویہ اور بسر بن ارطاۃ کی یہ تمام گفتگو امیر المومنین علیؑ کے گوش مبارک تک بھی پہنچ گئی آپ اپنے لشکر کے سرداروں
اور مشہور و معروف امیروں کو بھی سنوائیں قیس بن سعد بن عبادہ نے اُٹھ کر کہا اے امیر المومنین آپ ذرا بھی جگر کھانے والی کے بیٹے اور ان
شقی لوگوں کی باتوں کا خیال نفرمائیں اسی خدا کی قسم جسے ہم اکمل اور قادر مطلق سمجھتے ہیں کہ ہم حق کے خدمتگذار ہیں اور اگر ہم سب کو آپ
کی خدمت میں طلب کریں اور ایک شخص بھی ہم میں سے زندہ نہ رہے تو ہمیں اس کی بھی ذرا پروا نہوگی اور نہ کسی حال میں ہم آپ سے روگردانی کریں
حضرت علی علیہ السلام کو یہ بات پسند آئی اور اسکی اور اسکی قوم انصار کی بڑی تعریف کی اور دُعائیں دے کر کہا اے دوستو میرا ارادہ ہے کہ ان لوگوں
پر حملہ کرو تم سب کو لازم ہے کہ میرے ساتھ ہو کر جنگ کرو سب نے کہا ہم فرمانبرداری کے لئے حاضر ہیں قیس نے ہتھیار لگائے اور اپنی قوم کو لے کر
شامیوں پر حملہ کیا اور کئی نامور شخصوں کو قتل کر کے اپنی جگہ پلٹ آیا اُس کے بعد معاویہ نے عبداللہ بن عمر خطاب کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ
آج تیری باری ہے میں چاہتا ہوں کہ تو کچھ کارگذاری دکھائے جس سے شام والے خوش ہو جائیں عبیداللہ ابن عمر نے نکلکر دو زرہیں پہنیں اور
سر پر بہت عمدہ خود رکھا اور اسپر سرخ دوپٹہ باندھ کر اپنے باپ کی تلوار حمایل کی پھر میدان جنگ میں نکلکر لڑنیوالے کو طلب کیا محمد بن حنفیہ
نے مقابلہ پر نکلنا چاہا حضرت علی نے روکا کہ اے بیٹے واپس ہو محمد نے پوچھا کیوں واپس آؤں خدا کی قسم اگر اسکا باپ بھی میدان میں آجائے
اور کسیکو مقابلہ پر طلب کرے تو میں اس سے بھی جنگ کروں اور ذرا پرواہ کروں امیر المومنین نے کہا خاموش رہ محمد اپنے باپ کے ارشاد سے رُکگئے
اور پلٹ کر چلے گئے اب عبیداللہ نے دیکھا کوئی اس سے لڑنا نہیں چاہتا امیر المومنین علی کی فوج کے میسرہ پر حملہ کیا ربیعہ بن عبدالقیس میسرہ
کا سر لشکر تھا جو شخص سامنے پڑتا عبیداللہ اسی پر نیزہ مارتا اور کہتا انا عبید اللہ تمنے عمر خیر قریش من مضی او من غبر آخر کار
عبداللہ بن سوار عبدی اس کے سامنے آیا اور رجز خواں ہوا عبیداللہ بن عمر نے اسپر حملہ کیا اب دونو نیزہ سے لڑنے لگے انجام کار عبداللہ بن سوار
فتحیاب ہوا اور عبیداللہ کے پہلو میں نیزہ مار کر گھوڑے سے گرا دیا وہ فوراً مر گیا وصی رسول خدا کی مخالفت نے اُسے زندہ نچھوڑا اور دنیا و دین دونو
جگہ نقصان زدہ رہا۔ بعضوں کا بیان ہے کہ حریث بن خلدہ نے اسے مارا ہے اور ہمدانی قبیلہ کا بیان ہے کہ ہانی بن خطاب نے اسے مارا ہے اور حضر موت
والے کہتے ہیں کہ ہانی بن عمر سبعی نے ہلاک کیا ہے اور بنو بکر بن وائل کا قول ہے کہ محرز بن صحیح نے قتل کیا اور تلوار لی مگر صحیح بیان یہی ہے کہ عبداللہ
بن سوار عبدی نے مار کر تلوار لے لی تھی جو بعد میں معاویہ کے حوالے کی گئی معاویہ کے طرفداروں نے اس کے مارے جانے کے بہت سے مرثیے
کہے غرض عبیداللہ کے مارے جانے سے لشکر معاویہ میں بڑی بے چینی ظاہر ہوئی اور لوگوں کو بہت بڑا رنج ہوا معاویہ نے بھی سخت افسوس کیا
اور آہ و زاری کی اس کے لشکر کے تمام سردار اور امیر و رئیس حاضر ہوئے اور عبیداللہ کے خون کا انتقام لینے کیلئے بڑے زور لگائے اسوقت معاویہ کے سامنے
اسی علم لائے گئے ہر ایک علم کو ایک سرگروہ قوم مع ایک ایک ہزار سوار و پیدل کے لئے ہوئے تھا اور اس تمام جمعیت کا سر لشکر حمیر کا ایک بزرگ شخص
اصبغ بن ذی الجوشن نام تھا طرف ثانی سے حضرت علیؑ نے اپنی فوج کو طلب کر کے طیاری جنگ کا حکم دیا عمار یاسر جماعت سادات او سپاہ کے اور سرداروں اور امیروں
کے ہمراہ میدان جنگ میں آیا اور جوانوں کو طلب کیا سواروں اور پیدلوں کے گروہ در گروہ لشکر سے نکلنے شروع ہوئے اور اُسکے پاس جمع ہو گئے اس کے بعد سب نے
مکمل ہو کر تکبیر کی آواز بلند کی اور یکبارگی شامی فوج پر حملہ کر دیا جنگ شروع ہو گئی اسقدر قتل وقوع کیا کہ شمشیریں ٹوٹ گئیں اور ٹیڑھی ہو کر بیکار ہو گئیں پھر
نیزے سنبھالے یہانتک کہ وہ بھی خالی چھڑیں رہ کر نکمی ہو گئیں اب گھوڑوں پر سے کود کر ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے خاک پتھر پھینکے اور ہاتھم

لپٹ لپٹ کر لڑتے تھے چھریوں پر نوبت آپہنچی اور دانتوں سے ایک دوسرے کو کاٹتے اور بال پکڑ پکڑ کھینچتے تھے آج طرفین کے ایک ہزار سے زیادہ سوار و پیدل کام آئے اور بہت سے لوگ زخمی اور خستہ ہو گئے دونوں لشکر اس قدر مصروف جنگ تھے کہ اپنے لشکر گاہ والوں کو بھی نہ پہچانتے تھے عراقی شامی سے پوچھتا اور ایکدوسرے کو پتہ بتاتا غرض صبح سے رات تک جنگ جاری رہی اندھیرا ہو جانے پر علیحدہ علیحدہ ہو کر اپنے اپنے ٹھکانوں پر آئے ایک شامی بزرگ نے معاویہ سے کہا ہمیں عجب مشکل پیش آئی ہے اور لاعلاج مرض لاحق ہوا ہے آج شام کے نامور شخصوں میں سے سات سو سے زیادہ آدمی ہلاک ہوئے ہیں علی کے لشکر کے صرف چند گمنام جوان کام آئے ہیں اور ہم پر یہ تمام رنج و تکلیف اور سختی و مصیبت صرف تیری وجہ سے ہے کیونکہ دولتمندوں اور امیروں عمرو عاص بسر بن ارطاۃ پسر خالد اور عتبہ بن ابی سفیان جیسوں کو ہم پر سردار بنا رکھا ہے کہ معرکہ میں کام دیں ہم اس طرح اس مہم کو انجام نہ دے سکینگے ہمیں تو تیری ضرورت نہیں تو ہم سے دست بردار ہو جا کہ ہم اپنے اپنے گھروں کو چلے جائیں والسلام یہ کہکر غصہ میں بھرا ہوا واپس چلا گیا معاویہ نے آدمی بھیجکر بلایا مہربانی کی اور کہا مجھے تمہاری رضامندی سے کام ہے خاصکر تیری مرضی درکار ہے جس طرح تو چاہیگا ویسا کرونگا اور ہر طرح تجھے رضامند رکھونگا اگرچہ میں اسوقت بہت پریشان خاطر ہوں مگر تیری خوشی کو مقدم سمجھتا ہوں جو کچھ تیری مرضی اور رائے ہو اسپر عمل کرونگا کیونکہ تیری خوشنودی سے میں بہت خوش ہوں جیسا تو بیان کرتا ہے ویسا ہوا اور جن شخصوں کا تو نے ذکر کیا ہے میں انہیں معزول کر کے جن لوگوں کو تم پسند کروگے تمہارا سردار مقرر کرونگا اور ہر طرح سے تمہاری رضامندی کو عمل میں لاتا رہونگا اسپر اس نے بہت ہی خوشامد اور چاپلوسی کر کے اسکو رضامند کر لیا دوسرے دن لشکر کے سرداروں اور امیروں کو بلا کر کہا تم جسقدر توجہ اور دشمنوں کے دفعیہ کی سعی اور کوشش کرتے اور طلب خون عثمان میں زور لگاتے ہو مجھے یقین ہے تم ہر ہر قدم پر مجھے احسان مند کرتے ہو۔ اسمیں شک نہیں کہ ہمیں کل سخت صدمہ پہنچا اور ہم میں سے کئی شخص ضائع اور بہت سے مجروح ہو گئے خدا ہی خوب واقف ہے کہ میرے دل پر انکی طرف سے کس قدر صدمہ پہنچا ہے لیکن حکم خدا اور مرضی الٰہی بغیر ہوئے نہیں ٹل سکتا گذشتہ کا ذکر اور رفتہ شے پر افسوس کرنا بے فائدہ ہے کیونکہ گذشتہ شے کو واپس نہیں لا سکتے اور گئی ہوئی شے کو پھر نہیں پاتے۔

الماضی لا یستدرک یعنی گذشتہ پھر نہیں آتا ہم کی سابقہ تدابیر گذر گئیں اور آج کا دن موجود ہے میں چاہتا ہوں جنگ میں سب سے بڑھ کر سعی اور جان سے جہاد کیا جائے اور اگر کسی کو کچھ عرض کرنا یا کوئی تیاری عمل میں لانی چاہے بیان کر دے تاکہ میں سرانجام دوں میں تمہاری خوشی اور رضامندی کو سب کاموں پر مقدم اور فرض عین اور ضروری سمجھتا ہوں میں تمہاری امیدوں کو پورا کرونگا اگرچہ وہ شیر غضب ناک کے منہ کے اندر ہی کیوں نہوں اشعریوں اور قبیلہ عک کے لوگوں نے کھڑے ہو کر کہا اے معاویہ تیرے ساتھ ہمکو سخت مشکل آپڑی ہے اور ہمیں یقین ہے کہ تو باطل طریقہ پر ہے اور علی حق پر ہے ہمنے تیری رضامندی کے لئے باطل کو اختیار کر رکھا ہے اور حق کی طرف روگردانی کر لی ہے رات دن علی سے لڑتے ہیں آخر ہمیں اس کا پھل ضرور ملنا چاہیئے دین یا دنیا میں جب ہم تیرے ساتھ ہیں اور علی سے جنگ کر رہے ہیں تو یہ بات صاف ظاہر ہے کہ دین سے تو ہرا بہرہ مند نہوں گے پس کم و بیش دنیا سے حصہ پانا چاہیئے تاکہ فقیروں کی طرح دین اور دنیا دونوں سے محروم نہ جائیں اگر تو ہمارے ساتھ احسان سے پیش آئیگا اور بطور انعام یا جاگیر یا تنخواہ کچھ عطا کریگا تو ہم تیری خدمت گذاری میں خوب کوشش کرینگے نہیں تو تیری طرف سے ہٹ کر علی سے جا ملیں گے اگر دنیا سے کچھ نصیب نہوگا تو دین ہی سے بہرہ یاب ہونگے لوگ یہ تو نہ کہیں گے کہ گدھے پر سوار ہوا اور پھر پیادہ کا پیادہ ہی رہا معاویہ نے کہا ہر ایک قبیلہ کی جو جو آرزو ہے اسے معین کرے اور اپنی خواہش کو صاف صاف بیان کریں کہ پوری کی جائے قبیلہ عک نے کہا کہ ہم تنخواہ اور انعام چاہتے ہیں اشعری والوں نے کہا موضع حوران اور تنیتہ گذارے کے لئے ہمیں مل جائے اور ہم جب تک زندہ ہیں وہ ہمارے قبضہ میں رہیں اور ہمارے بعد ہماری اولاد کو ورثہ میں پہنچے معاویہ نے ان کی درخواستیں منظور کر لیں جو گروہ کہ تنخواہ اور انعام کا خواستگار تھا اور زیادہ کی طمع رکھتا تھا اس کے لئے حکم جاری کر دیا اور جو قبیلہ ان موضعوں کا خواستگار تھا وہ ان کے حوالے کر دئے اور ان کے نام کے فرمان لکھدئے اب یہ خبر مشہور ہوئی کہ معاویہ نے ایک جماعت کو انعام و اکرام کیا اور دوسرے کو گذارہ اور جاگیر عطا کی ہے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں یہ حال عرض کیا اور لشکر میں بھی یہ خبر پھیلگئی کیسقدر کم عقل اور بے اعتقاد آدمی جنکا

نہ دین کامل تھا نہ مضبوط رائے جاہ و مال کی چاہت میں اگر معاویہ کی طرف راغب ہوگئے اب یہ بات بھی ظاہر ہوگئی اور لوگ اسکا چرچا کرنے لگے منذر بن جہمہ ہمدانی نے حضرت علی سے عرض کی یقیناً آپنے سنا ہوگا کہ قبیلہ عک اور اشعری نے اپنا دین دنیا کے عوض فروخت کر دیا اور ہدایت کے عوض گمراہی کو اختیار کر لیا ہے معاویہ سے خواستگار ہو کر طالب انعام وصلہ ہوتے ہیں اشعریوں نے موضع حوران او تجبہ کدارہ میں مانگا ہے اور معاویہ نے انکی درخواست قبول کر لی ہے آپ کی طبیعت مبارک کو ان باتوں سے کچھ تردد نہونا چاہیے الحمد للہ کہ ہم آپ کی خدمت اور متابعت ہی سے نہایت شادمان ہیں اور آپ کی خدمت گذاری سے ہمیں بڑی خوشی حاصل ہوتی ہے اے کاش ہم فنا شدنی رکھتے اور خدا نکرے کہ ہم دنیا کو دین پر ترجیح دیں اور فانی شئے کو باقی کے عوض اختیار کریں اور حق کو چھوڑ باطل پر چلیں اور عراق کو شام کے لئے ترک کر دیں اور آپ کے بجائے معاویہ کو اختیار کریں ہم کو یقین کامل ہے کہ ہماری آخرت ان لوگوں کی دنیا سے اچھی ہوگی اور ہمارا امام انکے پیشوا کی نسبت بہت زیادہ فاضل اور ہادی ہے اور ہمارا عراق اُن کے شام سے زیادہ عزیز اور زیادہ نعمت والا ہے۔ ہم سبنے آپ کی خدمت کے لئے کمریں کس رکھی ہیں اور خدمت گذاری کے لئے کھڑے ہیں اور انتظار صدور حکم میں چشم وا کئے ہوئے ہیں کہ آپ اس مہم کے لئے ارشاد فرمائیں اسے ہم بجا لائیں اور حتی المقدور سعی بلیغ کریں اور آپ کی رضامندی حاصل کریں پھر اس مضمون کے اشعار کہہ کر امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں بھیجے آپنے اس کی نظم و نثر کو پسند فرمایا اور قریب بلا کر دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور فرمایا خوش رہ میں امید کرتا ہوں کہ تو قیامت کے دن سید المرسلین خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک بہشت میں ہوگا اب لشکر ایکدوسرے کی طرف بڑھے اور جنگ شدید واقع ہوئی اور بے انتہا گرد و غبار بلند ہوا عمر عاص نے پوچھا یہ گرد و غبار کس سبب سے بلند ہوا ہے کون قوم اس زور شور سے لڑ رہی ہے لوگوں نے کہا تیرے دونوں بیٹے محمد اور عبداللہ میدان جنگ میں نکلے ہوئے ہیں اور مصروف کارزار ہیں یہ گرد و غبار انہیں کے متواتر حملوں کے سبب سے ہے عمر عاص نے اپنے غلام وردان کو زور سے پکارا اور کہا جلدی علم میرے پاس لے آ معاویہ نے کہا تیرے بیٹے سلامت ہیں صف جنگ کو ابتر کر اور بیٹوں کے لئے اتنا نہ گھبرا اسنے جواب دیا وہ میرے بیٹے ہیں تیرے نہیں اس لئے جس قدر مجھے انکا خیال ہے تجھے نہیں ہو سکتا پھر وردان سے علم لیکر میدان جنگ میں آنکلا اور باآواز بلند رجز پڑھی امیر المومنین علیہ السلام نے اس کی آواز سنی جانب رزمگاہ بڑھے اور اس کی رجز کا جواب دے کر اشتر سے کہا کہ کوفہ کے بہادروں کو ہمراہ لے کر حملہ کر سرداروں نے کوفہ اور بصرہ کے دلیروں کی جمعیت سے حملہ کیا اور حضرت علی نے بھی حجازی جوانوں کو لے کر دھاوا کیا شامیوں کی ایک صف بھی قایم نہ رہی وہ اضطراب اور پریشانی کے سبب بات تک نہ کر سکتے تھے حضرت علی کے طرفدار بھی متفرق ہو کر لشکر میں پھیل گئے اور جناب امیر بھی اس جنگ شدید کے اثنا میں ربیعہ کے جھنڈے کے قریب جا پہنچے اور وہاں قیام فرما کر لشکر کے امیروں اور سرداروں کو طلب فرمایا مگر کسی کو موجود نہ پایا آج اشتر نے بھی کئی سخت زخم کھائے تھے اور پیاس کی شدت کے سبب زبان مُنہ سے نکلی پڑتی تھی اور وہ خود بہت ہی سست ہو گیا تھا اسی حال میں جسوقت اسنے امیر المومنین علیہ السلام کو دیکھا کہ ربیعہ کے جھنڈے کے قریب تشریف فرما ہیں بہت ہی شاد و خرم ہوا تکبیر کہی پھر عرض کی کہ اے امیر المومنین علیہ السلام آپ کو خوشی ہو کہ ہم غالب اور آپ فتح مند ہیں بخیر و خوبی اپنے مقام پر تشریف لے جائے کیونکہ اراکین اور مددگار آپ کو تلاش کر رہے ہیں اور آپ کو نہ پانے کے سبب ملول ہو رہے ہیں اب اشتر نے دیکھا کہ حسنین اور محمد بن حنفیہ اور محمد بن ابی بکر اور عبد اللہ بن جعفر وغیرہ اہل بیت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آ رہے ہیں اور انکی تلواریں خون سے رنگین ہیں انکی تعریف میں ایک شعر کہا اور مدح خواں ہوا عدی بن حاتم طائی نے امیر المومنین سے کہا اس جنگ میں جن لوگوں نے آپکی خدمت کی اور آپکے ہمراہ ہو کر اپنی جانیں ہاتھ پر رکھ لیں اور جہانتک ہو سکتا تھا معرکہ آرائی میں سعی اور کوشش بلیغ کی ہے انھوں نے بہت بڑا کام کیا ہے آپ نے فرمایا بیشک وہ میرے نزدیک بمنزلہ زرہ اور شمشیر اور نیزے کے ہیں آج انھوں نے میری متابعت و موافقت میں جس قدر خدمتگذاری کی ہے اسکا حق ادا کرنا نہایت ضروری بلکہ فرض اور واجب ہے انشاء اللہ تعالیٰ اُن کا حق ادا کیا جائیگا اور عمدہ طور سے انکی رعایت ملحوظ خاطر رہیگی اور اللہ تعالیٰ توفیق دینے والا ہے جب رات ہو گئی تو دونو فوجیں اپنے اپنے مقام کو چلی گئیں زید بن عدی بن حاتم طائی میدان کے اندر کشتوں

میں پھر رہا تھا اور انہیں دیکھتا جاتا تھا کہ کس کس قوم کے آدمی مارے گئے ہیں اتفاقاً اسکی نظر حابس بن سعید طائی پر جو اُس کا خالو تھا جا پڑی اسے مردہ پاکر
بہت غمگین ہوا اور رونے بیٹھ گیا اور اُسکے سرہانے روتے ہوئے بیٹھ کر کہتا تھا میں آنکھوں سے بجائے آنسو دل کا خون بہاؤں گا اور اپنی جان تیرے غم میں گنوا دونگا
جبتک تو زندہ رہا میری غمخواری کرتا رہا اب میں جبتک جیوں گا تیرا غم کرتا ہوں گا اے کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ تجھے کسنے مارا اور تیرے پیارے جسم کو خاک و
خون میں ملایا ہے میں تیرا اس سے بدلا لیتا اور شمشیر کے وار سے اسکا بھیجا نکالتا لڑائی حنظلہ میں سے ایک شخص نے جو حضرت امیر المومنین علی کے دوستوں میں سے تھا
کہا اسے میں نے ہلاک کیا ہے اور اس کے قتل کرنے سے تقرب الٰہی کا امیدوار ہوں کیونکہ وہ معاویہ کے دوستوں میں سے تھا اور منافق تھا اسکی زیادتی حد سے
تجاوز کر گئی تھی زید نے کہا اگرچہ وہ معاویہ کا خیر خواہ تھا لیکن پھر میرا خالو ہی تھا تو نے نہ سمجھا کہ اس کے خون کو رائیگاں نہ جانے دیں گے اور اس کے
قاتل سے بدلہ لینگے یہ کہکر تلوار کا ہاتھ رسید کیا اور اسے ہلاک کر کے بھاگ گیا اور معاویہ کے پاس چلا گیا معاویہ نے اسپر بڑی مہربانی فرمائی اور اچھے اچھے وعدے
کئے اور اس کے آنے سے بہت خوش ہوا ادھر امیر المومنین علی حنظلی جوان کے قتل اور زید بن عدی کے بھاگ جانے اور معاویہ سے جاملنے کی خبر سنکر
ناخوش ہوئے زید بھی اپنی اس حرکت سے نہایت پچھتایا اور چاہا کہ پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہو جائے کیونکہ اسے آپ کے خصائل حمیدہ اور کمال بخشش
پر پورا اعتماد تھا کہ قصور معاف فرمائیں گے۔ لیکن اپنے باپ سے ڈرتا تھا اس لئے اسی جگہ ٹھیر گیا اور اُس کے باپ عدی بن حاتم نے حاضر
خدمت امیر علیہ السلام ہو کر معذرت کی کہ میرے بیٹے سے جو نہایت ہی نامعقول اور نالائق حرکت سرزد ہوئی ہے مجھے اسکا بہت بڑا غم اور افسوس ہے
میں سخت شرمندہ ہوں کہ اس سے ایسا فعل وقوع میں آیا اس دنیا میں بدنام ہوا اور آخرت میں عذاب کا سزاوار لیکن میں اس معاملہ کی طرف غور کر کے آپ
کے اس مرتبہ کی طرف جو جناب الٰہی میں حاصل ہے دیکھتا ہوں کہ اور اس قریبی رشتہ داری کو جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے خیال
کرتا ہوں اور پھر اس کمال شفقت و عنایت پر نظر ڈالتا ہوں جو آپ کی طرف سے ہر حال پر مبذول ہے تو مجھے امید بندھ جاتی ہے اور یقین کامل
ہو جاتا ہے کہ آپ بروز قیامت اس لاعلاج کی شفاعت فرمائیں گے کہ اللہ تعالیٰ اسکی خطا معاف کرے اور دوزخ کی آگ میں نہ ڈالے اور خدائے رحمان و
رحیم کی قسم اگر اس وقت میرا قابو چل جائے تو میں اس حنظلی جوان کے عوض قتل کر ڈالوں اور اگر کوئی اس کے مرنے کی خبر لائے تو ذرا بھی غمگین نہیں
کیونکہ زید اسی وقت تک میرا بیٹا تھا جبتک وہ آپ کی رضامندی اور خدمت گذاری کی سعادت کا جویا تھا اور وہی شخص میرا دوست ہے جو آپ کا دوست
ہے اور جو آپ کی مخالفت کا دم بھرتا ہے میرے نزدیک اس سے کتا اچھا ہے اگر میں آپ کے بدخواہ کی ذرا بھی قدر کروں تو میں لئیم آدمی ہوں عدی نے
امیر المومنین علی کے سامنے جب یہ باتیں کہیں آپ خوش ہوئے اور عدی کی دلداری فرما کر لطف و کرم سے پیش آئے عدی شاد ہو کر واپس چلا گیا اس
وقت زید کا ایک دوست موجود تھا یہ سب باتیں اسے جا سنائیں زید باپ کی طرف سے زیادہ ڈر گیا اس کے بعد معاویہ کے پاس سے بھی بھاگ
کر پہاڑوں میں قبیلہ طے کے پاس پناہ لی پھر وہاں سے اپنے عزیزوں میں جا ملا اور ان ہی میں تھا کہ موت آگئی۔ الغرض اس جنگ و جدال کے اثناء
میں کعب الاحبار حمص سے معاویہ کے پاس آیا معاویہ اس کے آنے سے بہت خوش ہوا اس کے حال پر بڑی مہربانی فرمائی خلعت گراں بہا عطا کیا
کعب ہر روز اس کے پاس جاتا اور امیر المومنین کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے خوب بھڑکاتا امیر المومنین نے اپنی فوج کو مستعد جنگ کر کے صف بندی
کا حکم دیا اور معاویہ نے بھی میمنہ و میسرہ قائم کی اور بہادر طرفین سے حملہ کرنے لگے۔ عمر عاص نے معاویہ کے پاس آکر کہا آج علی نے میسرہ فوج میں
ربیعہ قوم کو جگہ دی اور وہ میرے بھائی بند ہیں میرا خیال ہے کہ اگر ان کے پاس جا کر نصیحت کروں تو شاید کچھ آدمی علی سے پھر کر تیرے لشکر
میں چلے آئیں اور تیرا ساتھ دینے لگیں معاویہ نے کہا اے ابا عبد اللہ یہ معاملہ اس حد سے تجاوز کر گیا کہ مکر و فریب سے کام چل جائے یا دغا
اور شعبدہ بازی سے چارہ جوئی کی جائے اور تو دونوں کی اس معاملہ میں وہی مثل ہے کہ پائے رفتن نہ روئے ماندن تو جو کچھ کرنا اور ان
سے کہنا چاہتا ہے مجھے اس سے بہتری کی امید نہیں ہے اگر تو مصلحت سمجھتا اور اچھے نتیجے کی امید رکھتا ہے تو چلا جا لیکن یاد رکھ کہ
کوئی مطلب براری نہیں ہو گی عمر عاص روانہ ہوا اور حضرت علی کی فوج میسرہ کے قریب جا کر بلند آواز سے کہا اے میری ماں کے عزیزو میں

میں عمرؓ عاص تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں اگر تم اپنے میں سے کسی کو جو عقل اور سمجھ رکھتا ہو میرے پاس بھیجو کہ اس سے کہوں قبیلہ عبد القیس میں سے ایک شخص عقیل بن نویرہ اس کے پاس گیا عمرؓ عاص نے پوچھا تو کون ہے اُسنے جواب دیا قبیلہ عبد القیس میں سے ایک مرد ہوں اور جناب جمل میں امیر المومنین کی خدمت با سعادت میں رہکر شریک جنگ رہا ہوں اور بڑی بہادریاں دکھائی ہیں اور آج بھی میں ویسا ہی ہوں جیسا کل تھا میری طبیعت میں کسی قسم کا تغیر واقع نہیں ہوا اور اگر اس لشکر میں کوئی شخص مجھ سے زیادہ دشمن ہوتا تو میں تیرے مقابلہ پر نہ آتا تو ایک بزرگ اور بڑا شخص اور قریش کا سردار ہوکر شرم نہیں کرتا نہ خدا سے ڈرتا ہے علی ابو طالب کے بجائے معاویہ کا اور دین کے بدلے مصر کی حکومت کا خواہاں ہوا ہی آخر معاویہ سے کیا معاملہ ٹھیر گیا ہے اور اسکی خدمت اور فرمانبرداری سے کس درجہ تک پہنچنے کی امید رکھتا ہی فرض کیا تجھے مصر کی حکومت مل گئی اور تمام انتظام ملکی اور تقرر و تعین و موقوفی و برطرفی اہل کاران سلطنت کے اختیارات بھی حاصل ہو گئے اور مملکت بھی زیر قبضہ آگئی تو کیا ہوگا فرعون سے زیادہ نہوگا اور گو برسوں سلطنت کرے گا مگر انجام کیا زمین مصر نے فرعون کو کس طرح نگل لیا اور اس کے دعوے انا ربکم الاعلیٰ یعنی میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں میں نے کس طرح اسے غرق دریائے فنا کر دیا زمانہ نے کسے عروج بخشا جس کی عظمت کو صبح کی طرح عمر قلیل عطا نہیں کی آسمان نے جس کے لئے پیراہن قطع کیا اُسی کے لئے اسے کفن قرار دیدیا ہے اگر تمنے سُن بھی لیا ہو کہ زمانہ نے کسی کے ساتھ وفا کی ہے تو بغور دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے عہد میں وفا نہیں کی سعادت مندی یہ ہے جو آخرت کی طرف متوجہ ہو اور دنیا کی ظاہری نمود اور آرائش پر لات مارے اور غرور پیدا کرنے والے سامانوں پر جنہیں بجلی کی چمک کی طرح ذرا قیام نہیں فریفتہ ہو ان باتوں کو تو بھی بہت اچھی طرح سمجھتا اور دوسرے لوگوں سے زیادہ جانتا ہے پھر نہیں معلوم کہ تو کس لئے باطل کو اختیار کر کے حق سے دور جا پڑا ہے اور وصی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت سے کس لئے قدم باہر نکالا ہے حالانکہ وہ ہادی دین ہے اور باغی اور طاغی معاویہ کے دامن کو جو گمراہ اور ضلالت زدہ ہی پکڑ رکھا ہی اگر تو آج نشہ میں سرشار ہے تو کل اسکا خمار دیکھے گا عقیل بن نویرہ اس قسم کی نصیحتیں کر رہا تھا اور عمر عاص ہنس رہا تھا انجام کار کہا اے عقیل اس نصیحت سے باز آ اور بخیر و خوبی واپس چلا جا اور کسی اور شخص کو بھیج جو مجھ پر اس قدر مہربان ہو اور نہ اتنی عقل رکھتا ہو عقیل نے کہا اس فوج میں سے ایک شخص بھی ایسا نہ نکلے گا جو میری طرح تیرا دشمن ہوگا یا معاویہ کی اطاعت و فرمانبرداری پر تجھے ملامت نہ کرے گا اور علی مرتضیٰ کی متابعت کی طرف نہ بلائیگا اس کے بعد پلٹ کر اپنی فوج میں چلا آیا اب بنی تیتم میں سے ایک شخص طمل بن اسود نکلا عمرؓ عاص نے کہا اے بھتیجے تو کون ہی اُس نے جواب دیا میں وہ شخص ہوں جو تیرا قصور کبھی معاف نہ کروں گا نہ تیرا عذر سنوں تیرے اور تیرے بچوں پر رحم کروں گا اور اگر تیرے قتل کا موقع پاؤں تو اتنی مہلت بھی نہ دوں گا کہ تو حلق سے پانی کا گھونٹ اتار سکے اے عمر عاص تو راہ راست سے دور ہو گیا اور دنیائے فانی کو آخرت کے عوض اختیار کر لیا ہے اور حضرت علی پر معاویہ کو ترجیح دیکر اس گمراہ کا دامن پکڑ لیا ہے اور اس یکتائے ابرار و اخیار کی فرمانبرداری کے احاطہ سے قدم باہر نکال لیا ہے عمرؓ عاص نے کہا میں نے تجھے اس لئے طلب نہیں کیا نصیحت اور ملامت حد سے گذر گئی بخیر و خوبی واپس چلا جا اور تم میں قبیلہ عنزہ کا کوئی شخص ہو تو اسے بھیجدے طمل بن اسود واپس چلا گیا اور بنی عنزہ کے ایک شخص کو بھیجدیا جب وہ عمر کے سامنے آیا عمر نے سلام کر کے مرحبا کہا عنزی نے کہا مرحبا کا جواب مرحبا کہتا ہوں مگر تیرا اسلام میرے نزدیک اسقدر وقعت نہیں رکھتا خواہ تو سلام کرے یا نکرے دونوں حالتوں میں کچھ فرق نہیں تو یہ خیال نکرنا کہ میں اُن دونوں شخصوں کی نسبت جو تیرے پاس ہو گئے ہیں تیری دشمنی اور عداوت میں کچھ کم ہوں بلکہ اُنسے بھی زیادہ تیرا دشمن ہوں اور خدا کی قسم میں اسی مطلب کیلئے تیرے پاس آیا ہوں کہ جو کچھ تو کہیگا اس کا سخت جواب دوں گا اور ملامت شدید کروں گا عمر عاص نے کہا تو ان دونوں سے بھی زیادہ بُرا اور سخت دشمن نکلا تجھ سے کہنا بیفائدہ ہے واپس چلا جا اور بنی معصم میں سے کسی شخص کو میرے پاس بھیج عنزی واپس چلا گیا اور بنی معصم میں سے ایک آدمی نکلکر اُس کے سامنے ہوا حسب اتفاق یہ شخص اُسکے بھائیوں ہی میں سے تھا عمرو نے کہا تیرا آنا مجھے نیک فال معلوم ہوتا ہے میں تیرے آنے سے بہت خوش ہوا اب مجھے حصول مراد کی پوری امید ہو گئی کیونکہ تو میرے بھائیوں ہی میں سے ہے اور مجھے سب سے زیادہ عزیز بھی ہے معصمی نے کہا جو کہنا

ہو بیان کریں سنو۔ عمرو عاص نے کہا تم میری اس مہربانی کو جو تمہارے حال پر رہی ہے جانتے ہو گے اس کے بیان کی حاجت نہیں ہمارے بعد صدہا سال تک ان لڑائیوں اور معرکوں کا ذکر ہوتا رہے گا اور یہ جنگ صفین کہ ہم علی سے لڑ رہے ہیں زبان زد خلائق رہے گی اور دفتروں میں درج ہو کر قصہ کہانیوں کی طرح پڑھی جایا کرے گی اگرچہ عوام الناس کا تذکرہ گم ہو جاتا ہے مگر شریفوں اور خاص شخصوں کا ذکر جاری رہتا ہے اور ان کے کارنامے بھلے ہوں یا برے یادگار رہ جاتے ہیں کسی وجہ سے منسوخ و مخفی نہیں ہوتے میرا مطلب یہ ہے کہ تم لوگ علی کا ساتھ چھوڑ دو اور یقین سمجھو کہ اس کا کام بے رونق اور بے تازگی والا ہے کبھی سرسبز نہ ہوگا تم سب میرے پاس چلے آؤ اور ہماری متابعت اور اطاعت کو وسیلہ نجات اور موجب درجات دینی اور دنیوی تصور کرو میں تم سے محض خیر خواہی کی باتیں کہتا ہوں اور دوستی کی وجہ سے نصیحت کرتا اور سمجھاتا ہوں ان باتوں سے تمہاری بہبودی کے سوا میری کوئی غرض نہیں ہے اگر تم میری نصیحت کو مان لو گے تو اس کا ثمرہ بہت جلد تمہیں حاصل ہو جائے گا تمہارے تمام کام اور حالتیں سرسبز اور بارونق ہو جائیں گے ورنہ تم اس گمراہی میں پڑے رہو گے اور باطل میں مبتلا آئندہ تمہیں اختیار ہے شفقت کرنے والے سمجھاتے ہیں اور نیک بخت نصیحت پر عمل کرتے ہیں عمرو عاص جب تمام باتیں کہہ چکا اور جس قدر تدبیر کے ترکش میں فریب کے تیر بھر رکھے تھے خالی کر چکا اور تمام حیلے بہانے کہہ گذرا تو عنزی جوان نے مخاطب ہو کر کہا اے اپنے نفس کے دشمن خدا تجھے راستہ دکھائے اور عقل و توفیق نیک کی ہدایت فرمائے کہ تو جہل کو علم اور فضیحت کو نصیحت نہ جانے اور برائی کو بھلائی تصور نہ کرے میں سمجھتا تھا کہ تو عقلمند اور تجربہ کار۔ لفاظ سنے ہوئے شخص ہے یہ تو مجھ پر آج ہی کھلا کہ دنیا میں تجھ جیسا اور کوئی احمق نہیں تیرا یہ بیان کہ اس جنگ و جدل کا ذکر زمانہ میں یادگار رہے گا اور لوگ قصوں کہانیوں کی طرح پڑھیں گے تو کیا ہم اس امر کے بعد کہ علی کے حق کو پہچان چکے ہیں اور عرصہ دراز تک ان کے ساتھ رہ کر آخرت اور معاش کی درستی کر چکے ہیں اور طرح طرح کی کرامتیں جن میں سے ہر اک بمنزلہ معجزہ عیاں اور دلیل قاطع ہے معائنہ کی ہیں اب بلاسبب ان کا ساتھ چھوڑ کر ان کی متابعت اور فرمانبرداری سے منحرف ہو کر ایک فاسق اور مردود خدا و رسول کی خدمت گذاری اختیار کریں جو لوگ اب موجود ہیں اور عقل سے بہرہ رکھتے ہیں اور وہ لوگ جو آئندہ ہوں گے ہمارے اس فعل سے آگاہ ہو کر ہمیں کیا کہیں گے اور اگر خدا نخواستہ ہم تیرے مکر و فریب اور دغا بازیوں کی چال میں آ کر یہ ردّ و بدل اور نفاق و اتحاد کر بیٹھے تو اسے کس درجہ میں شمار کریں گے خود یہ دنیا ہی مٹنے والی ہے اور اس کی تمام نیکی اور بدی اور رنج و راحت سب نیست و نابود ہو جائے گی پھر عالم آخرت میں کیا جواب دیں گے اور حق یعنی علی ابن ابی طالب سے رو گردانی کرنے اور باطل یعنی معاویہ سے جا ملنے کی بابت کیا عذر کریں گے عمرو نے کہا جو کچھ تو نے کہا یہی بات ہے لیکن شرجیل بن ذو الکلاع حمیری تمہاری نسبت کہتا ہے کہ وہ جنگ کرنے میں ہمارے ہمسر نہیں اور اور لوگ بھی ایسا ہی سمجھتے اور کہتے ہیں اور تمہیں کسی درجہ میں شمار نہیں کرتے مجھے ان باتوں سے شرم آتی ہے اس لئے کہتا ہوں کہ تم علی کا ساتھ چھوڑ دو اور معاویہ کے پاس چلے آؤ کہ ان بدنامیوں سے بچ جاؤ گے اور نیک نام اور آسودہ حال رہو گے عنزی نے کہا دور ہو لعنتی تجھ پر اور ذو الکلاع اور تیری ان باتوں پر صد لعنت ہو عمرو عاص بہت ہی حقیر و ذلیل اور مایوس ہو کر الٹا پھرا اور آس چھوڑ کر سمجھ گیا کہ میرا مطلب فریب و دغا سے نہ بر آئے گا لیکن عمرو عاص نے جو ذو الکلاع کا فقرہ جڑ دیا تھا اس کے سبب ربیعہ کے دل میں عمرو عاص کی الفت پیدا ہوئی اور آپس میں کہنے لگے کہ ہمارے بھلے کو ذو الکلاع حمیری کے سخت و سست کہنے سے غصہ آ گیا اور رنج پہنچا۔ اگرچہ وہ معاویہ کے ساتھ ہے مگر ہم سے پہلا ہی سا تعلق رکھتا ہے پرانی مثل ہے خون سرد نہیں پڑتا اور اپنا کسی وقت بھی بیگانہ نہیں بن سکتا۔ نعمان بن ہبیرہ شیبانی نے کہا عمرو عاص کی باتوں پر ذرا اعتماد نہ کرنا اس کے دغا و فریب میں نہ آؤ اسے ہم سے کچھ محبت نہیں اور نہ وہ کسی کے کام سے کچھ مطلب رکھتا ہے وہ سینہ میں شکر بھرے رہتا ہے اور مٹھی میں زہر کی گتھی لئے رہتا ہے اگر حوا اور آدم زندہ ہوتے تو وہ مکر و حیلہ سے حوا کا دل آدم سے بیزار کر کے شیطان پر عاشق کر دیتا الغرض وہ اسی گفتگو میں مبتلا تھے کہ لشکر ایک دوسرے سے قریب پہنچے امیر المومنین علی نے اپنی قوم سے کہا اے میرے خیر خواہ دوستو آج ہی کا دن ہے کہ تمہاری شجاعت اور دلیری چار دانگ عالم میں پھیلے اسی قسم کی تحریص و ترغیب جنگ دیکر فرمایا کہ خدا کے نام پر آگے بڑھ جاؤ اور مقابلہ پر حملہ کرو تحمل اور وقار کو اپنا شعار اور لباس تقویٰ اور زہد و صلاحیت اور نیک لوگوں کی علامتوں کو ظاہر کرو اور آگاہ ہو تم ابتر بن ابتر اور آکلۃ الاکباد یعنی جگر کھانے والی کے بیٹے اور عقبہ بن ولید سے جنگ کرنے ہو میاں ہی حق اور

راہ راست کی طرف بتلاتا ہوں اور وہ مجھے حرام چیزوں کے کھانے اور بتوں کے پوجنے کی طرف ترغیب دیتے ہیں فاسق اور فاجروں کا گروہ ہے جنہوں نے خدا کے بندوں کو گمراہ کر دیا اور فساد اور تفرقہ ڈالا ہے اسلام اور دین کے شرائط اور قواعد کو برباد کر کے اب ہم سے لڑنے کو آئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ دین کی تربیت کے نور کو بجھا دیں اور امت رسول خدا میں تفرقہ ڈالیں خدا کی قسم میں ہی خدا کا نور ہوں اگرچہ کافر خوش ہوں پھر ہاتھ اٹھا کر یہ دعا پڑھی اللھم افلل حدھم و شتت کلمتھم فانھم لا یبدل من والیت ولا یعز من عادیت اب ایک شامی بہادر عزار بن ادھم نام نکل کر میدان جنگ میں آیا اور دونوں صفوں کے بیچ میں کھڑے ہو کر اپنی جنگ اور شجاعت کی شیخیاں بگھارنے لگا رجز پڑھتا اور کسی لڑنے والے کو طلب کرتا تھا شامی لشکر میں اس شخص سے زیادہ بہادر اور چست و چالاک کوئی دوسرا سوار نہ تھا حضرت علی کا لشکر اسکی فرط شجاعت اور شدت جرأت و جلالت سے واقف تھا کوئی مقابلہ پر آنا نہ چاہتا تھا اسی اثنا میں کہ وہ لشکر کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک جاتا اور کسی مرد مقابل کو طلب کر رہا تھا اس نے ایک شخص کو جسے عباس بن ربیعہ بن حارث بن عبد المطلب بن ہاشم کہتے تھے دیکھا اور پوچھا یہ کون سوار ہے لوگوں نے کہا عباس بن ربیعہ ہاشمی ہے عزار نے اسے آواز دیکر کہا اے عباس عباس نے جواب دیا کیا کہتا ہے اس نے کہا تو مجھ سے جنگ کرنے کی رغبت رکھتا ہے۔ عباس نے کہا کیوں نہیں میں تو خود تیری تلاش ہی میں تھا اگر پسند خاطر ہو تو گھوڑے سے اتر کر پیدل ہو کر جنگ کریں کیونکہ پیدل کو سلامتی کی بہت کم امید ہوتی ہے عزار نے کہا میں ایسا ہی کروں گا عباس شکی گھوڑے پر سوار تھا جو کوے کے پر جیسا سیاہ تھا اور فراخ زرہ زیب تن تھی اور ایک نہایت آبدار تلوار قبضے میں سر پر سنہری خود دھرا تھا اس کی دونوں آنکھیں خود کے نیچے سے افعی سانپ کی آنکھوں کی طرح چمک رہی تھیں عزار کے قریب آ کر گھوڑے پر سے کود پڑا اور اس کے ایک حبشی غلام نے دوڑ کر اس کے گھوڑے کو پکڑ لیا عزار بھی گھوڑے سے اتر آیا اور عباس کی طرف متوجہ ہو کر یہ شعر پڑھا ؎ ان ترکبوا فرکوب الخیل عادتنا ۰ او تنزلون فانا معشر نزل پھر دونوں کے دامن لپیٹ کر حملہ آور ہوئے دونوں فوجیں لڑائی سے ہاتھ روک کر ان کا تماشا دیکھنے لگیں انھوں نے تلواریں گھسیٹ کر وار کرنے شروع کئے دونوں کی زرہیں سخت اور مضبوط تھیں تلوار کام نہ کرتی تھی امیر المومنین بھی ملاحظہ فرما رہے تھے مگر اپنی طرف والے شخص کو نہ پہچانتے تھے یہ کون شخص ہے اسی حرب و ضرب میں عباس نے دیکھ پایا کہ عزار کی زرہ ایک جگہ سے کسی قدر کٹ کر کڑیاں ڈھیلی پڑ گئیں ہیں اس جگہ کو زیر نگاہ رکھا آخر موقع پا کر ایک ایسا ہاتھ مارا کہ عزار دو ٹکڑے ہو کر گر پڑا اور امیر المومنین کے لشکر سے آواز تکبیر بلند ہوئی معاویہ کی فوج والے شرمندگی سے غرق عرق ہو گئے اور عزار کے مارے جانے سے بہت غمگین ہوئے عباس نے گھوڑا طلب کیا اور سوار ہو کر اپنی صف میں آ موجود ہوا ابو عز تیمی کا بیان ہے کہ امیر المومنین نے مجھ سے دریافت کیا یہ بہادر سوار کس قبیلہ میں سے تھا اُسنے آج مجھے بہت خوش کیا میں نے کہا ہمارے سردار کا بیٹا عباس بن ربیعہ ہے امیر المومنین نے آواز دے کر بلایا جب حاضر ہوا حضرت نے مرحبا کہکر فرمایا اے عباس کیا میں نے تجھے اور عبد اللہ بن عباس کو حکم نہیں دے رکھا ہے کہ کسی وقت اپنی جگہ کو خالی چھوڑنا اور بجائے خود قائم رہنا عباس نے کہا یا حضرت دشمن نے مجھے لڑنے کیواسطے بلایا تھا مجھے شرم آئی کہ اس کے مقابلہ نہ جاؤں آپ نے ارشاد کیا امام کے حکم کی فرماں برداری دشمن کی بات قبول کرنے اور اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے سے بہتر ہوتی ہے پھر آپنے جانب آسمان دیکھ کر کہا الٰہی خدا عباس کے آج کے فعل کو ضایع نہ کرنا اور اس کا عمدہ بدلا دینا اس نے تیری راہ میں جہاد کیا ہے ادھر اپنے خواصوں سے معاویہ نے کہا یہ کون بہادر تھا جس نے عزار کو قتل کیا ہے لوگوں نے کہا عباس بن ربیعہ معاویہ نے کہا عزار جیسے شخص کا خون بغیر بدلا لئے چھوڑنا چاہیئے جو شخص میدان میں جا کر عباس کو قتل کرے گا اسے میں اس قدر مال و دولت دوں گا کہ باقی عمر کسی کا محتاج نہ ہو گا۔ بنی لخم کے دو جوان نکل کر سامنے آئے اور کہنے لگے کہ اس خدمت کو ہم انجام دیں گے اور اس مہم کو سر کریں گے معاویہ نے کہا تم میں سے جو شخص اس کے قتل کی پہلی کوشش کرے گا اسے بیس ہزار درم دوں گا اور دوسرے کو بھی اسیقدر۔ وہ دونو شخص میدان میں آئے اور عباس کو آواز دی اور جنگ کے لئے طلب کیا عباس نے کہا میرا امام موجود ہے اسکی اجازت بغیر کوئی کام نہیں کر سکتا انھوں نے کہا اجازت لے لے عباس امیر المومنین علی علیہ السلام کی خدمت مبارک میں حاضر ہوا اور کیفیت عرض کی آپنے فرمایا خدا کی قسم معاویہ یہ چاہتا ہے کہ بنی ہاشم میں سے کوئی گھر میں آباد رہنے اور چراغ

روشن کرینگا لا اُنکے رہو اے عباس میرے پاس آ جب قریب آیا تو فرمایا کہ گھوڑے سے اُتر اور بدن پر سے اسلحہ اتار ڈال اسکے بعد آپ نے اپنے ہتھیار
عباس کو دے کہ انہیں لگائے اور اُس کے آپ لگائے پھر عباس کے گھوڑے پر خود سوار ہوگئے اور عباس سے کہا کہ تو میرے مرکب پر سوار ہوکر اسیجگہ
ٹھیرا رہ کہ جب تک میں واپس آؤں انشاءاللہ تعالیٰ ولا قوۃ الا باللہ آپ میدان میں تشریف لے گئے لعینوں کو یہ معلوم بھی نہوا کہ یہ کون شخص ہے
یہی سمجھے کہ عباس ہے کہا اپنے آقا سے اجازت لے آیا امیرالمومنین نے جھوٹ بولنا نہ چاہا فرمایا ان اللہ یقاتلون بانھم ظلموا وان اللہ علی
نصرھم لقدیر۔ اب ان میں سے ایک شخص نے آپ پر حملہ کیا اور آپ نے اسکی کمر پر شمشیر کا ایک ہاتھ اس زور سے مارا کہ تلوار اپنی برش کی تیزی کے سبب درمیان
سے گذر گئی اور وہ شخص ویسا ہی گھوڑے پر سوار بیٹھا رہا دیکھنے والوں کو گمان ہوا کہ وار خالی گیا لیکن جس وقت گھوڑا اچھلا اوپر کا آدھا دھڑ زمین پر آرہا
دونوں فوجوں کو اس ضرب کی صفائی سے بہت تعجب ہوا اور قاتل کے دست و بازو پر آفرین کرتے تھے اب دوسرے اجل رسیدہ نے حملہ کیا اور اول کیطرح
دونیم ہوکر گرا اور مرگیا اس کے بعد امیرالمومنین نے گھوڑے کو کاوے دئے اور یہ آیت تلاوت فرمائی الشھر الحرام بالشھر الحرام والحرمات قصاص فمن اعتدی
علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدی علیکم واتقوا اللہ واعلموا ان اللہ مع المتقین پھر پلٹ کر اپنی جگہ پر آ کھڑے ہوئے اور کہا اے عباس معاویہ
نے ان دونوں ملعونوں کو طمع زر دیکر بھیجا تھا کہ شاید تجھ پر غالب آجائیں اور عرار کے قتل کے عوض میں تجھے ہلاک کریں اللہ تعالیٰ نے انہیں فرصت
نہ دی اور سزا کو پہنچا دیا پھر فرمایا اے عباس میرے اسلحہ مجھے دے اور اپنے لے اور اگر پھر کوئی جنگجو میدان میں نکلکر تجھے طلب کرے تو مجھے اطلاع دینا معاویہ
نے سمجھ لیا کہ لعینوں کا قاتل امیرالمومنین علیہ السلام ہے کہا لجاج پر کہ میری سواری کا گھوڑا ہے لعنت ہو کہ جب کبھی میں اسپر سوار ہوتا ہوں ذلیل اور
خوار ہوتا ہوں عمروعاص نے کہا ذلیل و خوار تمہی ہیں نہ تو معاویہ نے کہا چپ رہو ایسی باتوں کا وقت نہیں ہے۔ عمر نے کہا اگر میرے بولنے کا
وقت نہیں تو اللہ تعالیٰ لعینوں کو بخشدے حالانکہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ ہرگز نہ بخشیگا معاویہ نے کہا اے عمروعاص تجھ پر سخت افسوس ہے
عمرو نے کہا بیشک اگر ملک مصر مجھے نہ روکتا تو میں نجات اور جنت کا راستہ اختیار کرلیتا معاویہ نے کہا ہاں تجھے مصر نے اندھا کردیا ہے اور گمراہی
کے بھنور میں ڈال رکھا ہے ورنہ تو سمجھدار تھا اور اپنی صلاحیت اور نیکی کا راستہ جانتا تھا مگر تو بڑا ہی مکار دغا باز لالچی اور عجب بیہودہ شخص ہے
بلند آسمان کے نیچے تجھ جیسا پست بھی نہیں دیکھا اور مکر و بیوفائی کی شراب کا مخمور بھی تجھ سا ہوگا اب دونو لشکر ملگئے اور دو شخصوں کی جنگ کا طریقہ
ترک کرکے یکلخت حملہ کردیا قتل و قمع شروع ہوا آج بجیلہ قوم کا علم عتیس بن مکسوح مرادی کے ہاتھ میں تھا آواز دی کہ اے قوم بجیلہ مجھے اپنا جھنڈا
لے لو اور کسی اور شخص کے سپرد کرو کیونکہ میری نسبت دوسرا شخص تمہارے حق میں اچھا ہوگا انہوں نے پوچھا یہ کیوں اُس نے جواب دیا میں نے عزم بالجزم
کرلیا ہے میں اُس شخص پر حملہ آور ہونگا جس کے سر پر سنہری ڈھال رہتی ہے یعنی معاویہ تک جا پہنچنے کا قصد رکھتا ہوں اور جب تک اپنا ارادہ پورا نہ
کرونگا واپس نہ ہٹونگا۔ انہوں نے کہا تو ایسا ہی کر اور اس مہم کو جلدی اختتام کو پہنچا ہم سب تیرے ساتھ اور مددگار ہیں اس امر میں تجھ سے مخالفت
اختیار نہ کرینگے اب عتیس نے رجز خواں ہوکر حملہ کیا اور کاٹتا چھانٹتا اس جھنڈے تک جا پہنچا جو معاویہ کے سامنے موجود تھا معاویہ چیخا
کہ یہ کون شخص میری طرف بڑھا چلا آتا ہے اور بڑی جد و جہد سے کام لے رہا ہے اُسکا سامنا روکو اور مجھ تک نہ آنے دو معاویہ کا ایک آدمی غلام تھا اُسنے
عتیس پر حملہ کرکے تلوار سے ایک ہاتھ قطع کردیا اور عتیس نے بھی اس گرماگرمی میں تلوار مار کر غلام کے دو ٹکڑے کردئے وہ گرتے ہی دوزخ میں جا پہنچا اب
عبدالرحمان بن قلع نے علم لیا اور جنگ کرتے کرتے شہید ہوگیا رحمۃ اللہ علیہ پھر عباس بن شریک نے علم لیا جب اتفاق ایسا زخم کھایا کہ جھنڈے
کو نہ روک سکا مسروق بن مسلم نے اس سے لے لیا مگر زخمی ہوا صخر بن سمر نے اُٹھایا وہ بھی زخمی ہوکر اُٹھا پھر اور علم ابو شیخ بن عقیل کے حوالے کردیا وہ بھی شہید ہوگیا
رحمۃ اللہ علیہ اُسکے آقا محارق نے علم لیا اور شہادت پائی اسپر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو غرض اس حملہ میں امیرالمومنین علی علیہ السلام کے لشکر کے کئی بہادر سردار
شہید ہوگئے اب عتبہ بن جوشن نے آگے بڑھکر کہا اے لوگو تم دیکھ رہے ہو اور جانتے ہو کہ اس مقام پر سید الابرار کے اصحاب میں سے کئی نامور شخص شہید ہوچکے ہیں یک
دل ایکجان ہوکر حملہ کرو اور یاد رکھو کہ دنیا چھوڑنے کی جگہ ہے اور اسکی بہار کوندنے والی بجلی کی چمک کیطرح بے قیام ہے بہانہ رنج اٹھائے بغیر خوشی

حاصل ہو گی کیونکہ بہت ہی بڑا انتقام اور سخت ناپاک جگہ ہے دو رنگی دنیا سے وفا کی امید نہ رکھ اسکے خزانہ میں یاقوتیں اور موتی سے بھلے رہتے ہیں آگاہ ہو کہ میں نے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ آج مرتبہ شہادت پر فائز ہوں جب سے یہ جنگ شروع ہوئی ہے میں ہمیشہ شہادت کا مشتاق رہا مگر آج تک نصیب ہوئی تھی کبھی زخمی ہو کر اور کبھی صحیح و سالم پھر آتا آج دوسرا معاملہ ہے اور مجھے یقین ہوتا ہے کہ آج اپنی مراد کو پہنچ جاؤں گا اور نخل امید سے ثمر تمنا حاصل کروں گا سب ملکر کوشش کرو کہ تمہارے ہاتھ سے ہم سر ہو جائے اور اس دنیائے ناہنجار سے رستگاری پاؤں اور انبیاء اور اولیا اور شہیدوں کے ہمنشین ہو عتبہ نے یہ کہہ کر گھوڑے کو تازیانہ لگایا اور میدان میں نکلا اس کے دونوں بھائی عروہ اور عبید اللہ ہمراہ ہوئے اور کہتے تھے اے خدا ہم نے اپنے آپ کو تیری رضامندی کے حاصل کرنے کے لئے وقف کر دیا ہے امید ہے کہ ہم مجاہدین اور غازیوں کے ثواب سے محروم نہ رہیں اب تینوں بھائیوں نے ملکر معاویہ کی فوج پر حملہ کیا اور اعلیٰ درجہ کی شجاعت اور دلیری کے آثار دکھا کر لشکر شام کے اسیقدر نامور اور بہادر آدمی ہلاک کیئے جسقدر اس روز علی کی فوج میں سے شہید ہو گئے تھے انجام کار خود بھی شہید ہو گئے ان پر اللہ کی رحمت ہو اس کے بعد امیر المومنین کے لشکر نے شامی سپاہ پر حملہ کر دیا انتہا درجہ کی خونریز جنگ وقوع میں آئی اور بے انتہا گرد و غبار بلند ہوا الغرض لطف خدا سے فتح و ظفر کی ہوا چلی اور معاویہ کے سوار اور بہادروں کی آبرو خاک میں مل گئی اور انکا ہاتھ جنگ سے رک گیا حجر بن عدی اور معقل بن قیس ریاحی نے اس گرد و غبار میں وہ کام کیا کہ شامی سپاہ حیران رہ گئی پھر تو شامی بھاگ نکلے اور پیٹھ دکھائی رات آپہنچی تھی اس لئے حضرت علی کی سپاہ واپس چلی آئی اور اسکے سردار اور امیر ابو واقف بدلی اور جو نیرہ بن سمی اور عبد الرحمان بن ذریب اسلمی جیسے بروقت واپسی رجز خوانی کرنے اور اشعار پڑھتے اور اپنی معرکہ آرائی پر فخر و مباہات کرتے ہوئے آئے تھے یہاں تک کہ اپنی صفوں میں آملے درجناب امیرؑ کیخدمت میں جنگ کی تمام کیفیت کہہ سنائی اور جو جو شخص ہارے گئے اور زخمی ہوئے تھے انکا حال بھی عرض کر دیا آپ نے کشتوں کے حال پر بہت تاسف کیا اور زخمیوں کی تیمارداری کا حکم دیا آج رات بھر زخمی پڑے چیختے رہے یہاں تک کہ اون کی آہ و زاری کی آوازیں معاویہ کے لشکر تک جاتی تھیں اور اسکے لشکر کے زخمیوں کے آہ و نالے امیر المومنین کے کانوں تک پہنچتے تھے معاویہ نے مجروحوں کی دردناک آوازیں سنکر عمرو عاص سے کہا اس جنگ نے ہمارے تمام خورد و بزرگ کو صدمہ پہنچایا ہے اور جہانتک میں سوچتا ہوں اندیشہ ہے کہ شام کا ملک برباد ہو جائے اور عراق بھی ہمارے ہاتھ نہ آئے عبد اللہ بن عباس جو سادات کا سردار اور پیشوا اور مشہور شخص ہے علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے ہمراہ ہے اور جو کچھ وہ مصلحت اور مناسب سمجھتا اور رکھتا ہے حضرت علی علیہ السلام اس کے خلاف نہیں کرتے اگر تو کسی حیلہ اور فریب سے اسکو توڑے اور وہ علی کو اس امر پر رضامند کر دے کہ چند روز کے لئے جنگ ملتوی کر دی جائے کہ تو ہمیں ذرا دم لے لیں تو بہت اچھی بات ہو عمرو عاص نے کہا تو عبد اللہ بن عباس کو بہت اچھی طرح جانتا ہے کہ وہ اس قماش کا آدمی نہیں جو فریب میں آجائے اور اگر بالفرض وہ دھوکہ کھا بھی گیا تو علی کو دھوکہ دینا ناممکن امر ہے کیونکہ یہ سب عقل و فہم اور دانائی و بینائی اور ہوشیاری میں یکساں ہیں معاویہ نے کہا اس سے کوئی نقصان اور خرابی متصور نہیں تو ایک چکنا چپڑا خط لکھ اور کچھ حالات درج کر کے روانہ کر دیکھیں وہ کیا جواب دیتا ہے پھر جس قسم کا جواب آئیگا ویسا ہی ہم لکھ بھیجیں گے اور اس بات سے ہمارا مقصد صرف اس قدر ہے کہ کچھ دنوں تک جنگ بند رہے اور ہماری فوج والے آرام پالیں زخمیوں کا معالجہ ہو جائے اور جانوروں کا تکان جاتا رہے عمرو عاص نے کہا میں خوب جانتا ہوں کہ اس امر سے کچھ فائدہ حاصل نہ ہوگا مگر تیرے بار بار کہنے سے حکم کی تعمیل بجا لاتا ہوں

## امیر المومنین علی اور معاویہ اور عبد اللہ بن عباس اور عمرو عاص کی خط و کتابت

عمرو عاص نے عبد اللہ بن عباس کے نام یہ خط لکھا تیری بزرگی اور سرداری اور شرافت کا حال تمام خاص و عام اور ہر ادنیٰ و اعلیٰ کو معلوم ہے اور سب اس بات کے مقر ہیں کہ تمام عرب میں تیرے چچا زاد بھائی علی ابن ابی طالب کے بعد کوئی شخص تجھ سے زیادہ فاضل اور کریم اور مہربان نہیں اور ان لوگوں میں سے جنہوں نے عقبے کو چھوڑ کر مصیبت میں پڑی ہو ہم ہی پہلے لوگ نہیں ہیں اور یہ بھی واضح ہے کہ ان جنگ و جدال اور معرکہ آرائیوں میں ہماری تمہاری کیا نوبت

پہنچگئی ہے طرفین کے لشکروں کے اکثر سردار قتل ہوگئے ہیں ہماری یہ خواہش نہیں کہ اس جنگ کو جاری رکھیں بلکہ ہم افسوس کرتے ہیں کہ ہم میں اور تم میں
یہ امر پیش آیا ہوتا اب بات انتہا درجہ کو پہنچ گئی ہے اور چھری ہڈی تک اتر آئی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لڑائی اسیطرح ایک ہفتہ اور جاری رہی تو
طرفین میں سے ایک آدمی بھی باقی نہ رہے گا میں نے اس مضمون کے چند اشعار بھی تحریر کئے ہیں براہ مہربانی تم ان کو پڑھو اور ان کے مدعا پر کامل غور کرو اشعار
یہ ہیں طال البلاء فما یرجی لہ اسی ؛ بعد الا اللہ سوی رفق بن عباس ؛ قولا لہ قول مسرور بخاونہ ؛ لا تنس حظک ان الخاسر الناس
یا بن الذی زمزم سقے الحجیج لہ ؛ اعظم بذالک من فخر علی الناس ؛ لبشر واصحاب لبشر والذین ہم ؛ دار العراق رجال اہل
وسواس ؛ قوم عراۃ من الخیرات کلہم ؛ فما یساوی بہم خلق من الناس ؛ قالوا ایہ الناس فی ترک العراق لکم ؛ واللہ یعلم ما
بالشام من الناس ؛ فیہ اللغاء وامر لیس ینکرہ ؛ الا الجھول وما النوکی باکیاس ؛ انت النجاء نجاہا فی حلوقہم ؛ مثل
اللجام نجاۃ موضع الفاس ؛ فاصدع بامرکم امر القوم انہم ؛ احاس طردات طیر باحاس عمر عاص یہ خط لکھ کر معاویہ کے
پاس لایا اس نے پڑھ کر بہت پسند کیا اور کہا تیری نثر کی شیرینی اور نظم کی خوبی کو کوئی اور نہیں پہنچ سکتا روانہ کرنا چاہیے عبداللہ بن عباس
کے پاس یہ خط پہنچا تو بعد مطالعہ احوال مندرجہ سے واقف ہو کر امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا اور پڑھ کر سنایا آپ نے تبسم فرمایا
اور کہا اللہ بن نابغہ کو قتل کرے بڑا ہی مکار آدمی ہے جس کا نام عمر عاص ہے کس فریب سے چلا ہے اور کس بات کی خواہش کی ہے کہ تجھے دھوکہ دے
اس کا جواب جس طریق پر مناسب ہو اور موزوں معلوم ہو اور جو امور لائق مصلحت سمجھے جائیں لکھ کر بھیجدے عبداللہ بن عباس نے یہ جواب لکھا
میں جہاں تک خیال کرتا ہوں تمام عرب میں تجھ سا بے حیا شخص اور کوئی نہیں نہ تجھ سا مکار و دغاباز نظر آتا ہے تو نے معاویہ کے پاس جا کر اپنا دین
تھوڑی دنیاوی قیمت پر بیچ ڈالا اور ملک کی طمع سے خلق خدا کو تاریکی و ظلمت اور فساد میں مبتلا کر دیا ہے پھر جو مطلب براری نہ دیکھی تو تو نے حیلہ
جوئی اور مکر و فریب کو اختیار کیا مجرم اور گنہگار اور ان لوگوں کی طرح جو دنیا کے نیک و بد سے واقف نہیں ہوتے دنیا کو بہت بڑی چیز سمجھ لیا بعد
ازاں تو زہد اور پرہیزگاری کا اظہار کرتا اور لوگوں کو سناتا ہے کہ مجھے دنیا درکار نہیں میں نے اس سے قطع تعلق کر لیا ہے اور مدعا یہ ہے کہ لوگ
تیری باتوں میں آکر تیری طرف متوجہ ہو جائیں اور تیرے فریب میں مبتلا ہو کر مغرور بنجائیں اے عمر ان حیلوں اور دھوکہ بازیوں کو ترک کر اگر تجھے خدا
کی رضامندی درکار ہو اور کچھ اسلام کی قدر جانتا ہے تو ملک مصر کی امارت کا خیال اور معاویہ کا ساتھ چھوڑ کر رسول خدا کے اہلبیت کی اطاعت و
متابعت کی طرف رجوع ہو تو نے شامیوں کی جو کیفیت درج کی ہے معلوم ہوئی عراق والوں نے امیرالمومنین علی سے بیعت کی جو ان سے افضل ہیں اور
شام والوں نے معاویہ کی متابعت اختیار کی حالانکہ وہ معاویہ سے افضل ہیں اور اس جنگ میں تو اور میں بھی برابر نہیں ہو سکتے کیونکہ اس جنگ سے میری
غرض یہی ہے کہ رضائے الٰہی حاصل کروں اور تیرا مدعا یہ ہے کہ معاویہ کو خوش کرے اور ولایت مصر لے الغرض جس امر نے تجکو مجھ سے بہت دور جا پھینکا ہے وہ
ایسا صاف ظاہر ہے کہ جس امر سے تو معاویہ کا مقرب بننا چاہتا ہے اس کے متعلق تیری دوستی اور موافقت کو بھی معاویہ ایسی اچھی طرح نہیں جانتا یعنی تو
مجھے فریب نہیں دے سکتا اگر دے سکتا تو معاویہ کا مقرب بنجاتا اس کے بعد اپنے بھائی فضل بن عباس سے کہا کہ عمر عاص کی ان اشعار کا جواب تصنیف کرا انہوں نے اپنے
بھائی عبداللہ کی زبانی بجواب عمر عاص یہ اشعار لکھے یا عمرو حسبک من خدع و سواس ؛ فاذہب فما لک فی ترک الہدی آس ؛ الا بوادر یبقی فی نحورکم
تشیخ الصد ور بما فی النفع اقلاس ؛ ہذا البلاء الذی یشفی جماجکم ؛ حتی تطیعوا علیا و ابن عباس ؛ اما علی بان اللہ فضلہ ؛ بفضلہ
ندر فا فاعال علی الناس ؛ ان تعقلوا الخیل نعقلہا محینتۃ ؛ او تبعثوہا فانا غیر انکاس ؛ قد کان منا و منکم فی عجاجتہا ؛ من لا یفرق لیس
اللیث کالنحاس ؛ قتل العراق الشام معضلۃ ؛ ہذا بہذا وما بالحق من باس ؛ لا بارک اللہ فی مصر لقد جلبت ؛ شرا و خطک منہا خیر
الخاس ؛ یا عمرو انک عار مکارمہا ؛ والواضحات لا بواب الجنا کاس ؛ ان عادت الحرب عدنا فالتمس ہرباً ؛ فی الارض او سلما فی الافق
یا قاس جب فضل بن عباس نے اپنے بھائی کے کہنے سے یہ قطعہ تیار کر لیا تو حضرت علی علیہ السلام کے پاس لاکے آپنے بہت پسند کیا اور فرمایا بہت ہی اچھا لکھا ہے

میں خیال کرتا ہوں کہ وہ کچھ سمجھ دار ہوگا تو جو کچھ جواب نہ لکھ سکیگا عبد اللہ بن عباس نے یہ قطعہ جواب کے ہمراہ عمر عاص کے پاس بھیجدیا وہ تمام مطالب نثر و نظم سے مطلع ہو کر معاویہ کے پاس گیا اور پڑھ کر سنایا اور کہا میں ایسی باتوں کو سننا نہ چاہتا تھا ہم بار بار اپنے آپ کو عبد المطلب کے بیٹوں کے مقابلہ پر آزماتے ہیں مینے ہر چند اصرار کیا کہ عبد اللہ بن عباس کے پاس خط بھیجنا بے فائدہ ہے وہ دھوکہ میں نہیں آسکتا تو نے نہ مانا اور مجھی مجبور کیا میں نے تیرے حکم کی تعمیل کی نتیجہ یہ ہوا کہ ایسی سخت باتیں سننی پڑیں معاویہ نے کہا تو سچ کہتا ہے مینے ہی اس امر میں اصرار کیا تھا کہ عبد اللہ کے پاس خط بھیجا جائے اور خط و کتابت میں سعی کی جائے اس سے میرا مطلب صرف یہی تھا کہ آج لشکر کے ہتھیار آدمی ہلاک ہو گئے ہیں اور میری طبیعت سخت پریشان ہے شاید اس خط و کتابت سے کچھ دنوں کیلئے جنگ ملتوی ہو جائے ورنہ تیرے خط لکھنے اور عبد اللہ کے جواب پانے سے کوئی اور غرض نہ تھی اس میں شک نہیں کہ علی کل ضرور جنگ کے لئے نکلیگا اور اگر ایسا ہوا تو ہمارا کام تمام ہے میں چاہتا ہوں کہ خود عبد اللہ بن عباس کو کچھ لکھوں اور ممکن ہو تو اُسے خط و کتابت میں مشغول کروں شاید وہ کل لڑائی کے لئے نہ نکلیں اگر اس میں کامیابی ہوئی تو بہتر ہے ورنہ علی کے نام خط بھیجوں گا اور اسی کو خط و کتابت میں لگاؤنگا ممکن ہے کہ مطلب براری ہو جائے اور اگر اسنے خط پڑھا اور جواب لکھا تو پھر جنگ ہی سے سروکار رکھوں گا اور کبھی خط و کتابت نہ کروں گا درات جنگ پر مستعد رہونگا خواہ فتح میسر ہو خواہ شکست ذرا پروا نہ کروں گا یہاں تک کہ یہ معرکہ طے ہو جائے اور یہ فتنہ مٹ کر یکسو ہو جائے میری تو یہی رائے ہے کہ اگر تیرے خیال میں اس سے بہتر کوئی اور بات ہو تو بیان کر عمر عاص نے کہا تو اور عبد اللہ بن عباس کسی طرح بھی برابر نہیں ہو سکتے تو سر بر اسکتا ہے کیونکہ وہ اور خیال میں ہے اور تو اور فکر میں وہ محض فنا ہونے اور درجۂ شہادت پانیکے واسطے لڑتا ہے اور تو زندہ رہنے اور حکومت پر جلوہ گر ہونے کی امید سے جنگ کر رہا ہے دوسرا امر یہ ہے کہ حضرت علیؓ نے فتح پائی اور شام پر تصرف ہو گیا تو اہل شام کو امن اور فراغت حاصل ہو جائیگی اور وہ خود بھی سمجھتے ہیں کہ علی ان پر ظلم نہ کریں گے بلکہ فتحیاب ہو کر عدل و انصاف اور مساوات کے آئین جاری کریں گے منصفانہ برتاؤ سے پیش آئیں گے اور عراق والے تیری طرف سے مطمئن نہیں ان کا خیال ہے کہ تو فتحیاب ہوا تو پرانے بدلے لیگا اور انکی قول و فعل کے جواب طلب کریگا اور بڑھ بڑھ کے بدلے لیگا مجھی نظر آتا ہے کہ تو جو کچھ کو فریب دینا چاہتا ہے اسمیں ذرا کامیاب ہوگا کیونکہ علی کی روشن ضمیری اور تیزی عقل و فہم اور کثرت علم و شجاعت کا حال عیاں ہے تو جس معاملہ کو آج سوچیگا علی اسکو بہت عرصہ پیشتر ہی سمجھا ہوا ہوگا تیرا وہم و خیال بھی انکی سمجھ کے گرد تک نہ پہنچیگا اگر تیری ہمت دو اسپہ بھی تاخت کرے گی تو علی کے خیال کے غبار تک بھی نہ جائے گی معاویہ نے کہا یہ کیا بات ہے کیا میں اور وہ دونوں بنی عبد مناف میں سے نہیں ہیں عمر عاص نے قہقہہ لگا کر کہا ہاں تم دونوں کا یہی نسب ہے لیکن پھر بھی بہت بڑا فرق ہے علی کو اس اعلی نسب کے علاوہ خاندان نبوت کی قرابت کا شرف حاصل ہے اور اس کمال کے سوا محمد مصطفی کی قرابت کا جلال میسر ہے اور جناب رسول خدا کی خدمت میں جو جو مدارج اور مقامات عالی پائے ہیں وہ حد و شمار سے باہر ہیں اور ماسوا علی اور بھی حمید و شمار خصائل حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ سے مملو اور مزین ہے جن سے تو بالکل بے بہرہ اور خالی ہے تو صرف اس کہنے سے کہ ہم دونوں بنی عبد مناف میں سے ہیں علی کی ہمسری نہیں کر سکتا اور خود بھی تو اس امر کو سمجھتا اور تمام لوگوں سے زیادہ جانتا ہے پھر کیوں دیدہ و دانستہ انجان بنتا ہے اور مجھ سے اینچ پینچ کی لیتا ہے ہاں اگر تیرا یہی خیال ہے اور چاہتا ہے کہ عبد اللہ بن عباس کو کچھ لکھے تو تجھے اختیار ہے لکھ لیں عمر عاص صاف صاف کہتا ہوں کہ میری سمجھ اور دلیری کے لگے کا کوئی دوسرا شخص پیدا نہیں ہوا صرف تیرے کہنے سے میں نے کچھ لکھا اور اسکی برابری کی تو پھر تو نے دیکھ بھی لیا کہ کیا جواب پایا اب تو بھی لکھ دیکھ حقیقت حال معلوم ہو جائے گی اور رہا سہا شک مٹ جائیگا اس کے بعد معاویہ نے عبد اللہ بن عباس کے نام اس مضمون کا خط لکھا میں جہاں تک خیال کرتا ہوں اے بنی ہاشم امیر المومنین عثمان اور انکے عزیزوں قریبوں رشتہ داروں اور متعلقین کے مددگاروں کے حق میں تم سے زیادہ عرصہ کسی اور قوم نے بسر نہیں کیا اور امیر المومنین عثمان اور اس کے عزیزوں کے اعمال کی توہین میں بھی تم ہی نے تمام عرب سے زیادہ جلد بازی کی ہے اور انکے معاملات کی ابتری اور خرابی کی غرض سے فتنہ و فساد برپا کر نہیں تمہاری سعی و کوشش سب پر سبقت لے گئی اُن کے حقوق کی یہ نظر اندازی جو تمہاری طرف سے ظہور میں آئی اور آرہی ہے اگر بنی امیہ کے غلبہ کے خیال سے ہے تو پیشتر بھی اسکو غلبہ حاصل تھا اور تو دیکھتا ہے کہ

اسوقت معاملہ کس درجہ تک پہنچگیا ہے اس جنگ میں باہمی طرفین سے ہزار ہا نامور آدمی مارے جاچکے ہیں اور ابھی تک فیصلہ کی کوئی صورت نمودار نہیں ہوئی جس امر کی تم طمع کئے ہوئے ہو اُسی کے ہم اُمیدوار بیٹھے ہیں اور اگر تم شجاعت کا اندازہ کرتے ہو اسی قدر شجاعت ہمارے دلوں میں بھی موجود ہے اور اس معاملہ میں خوف اور امید کا طریقہ اور مرنے زندہ رہنے کی آس دونوں کے لئے یکساں ہے اور نامور شخصوں اور بہادر لوگوں کے مارے جانے کے واقعات عام ہیں میں چاہتا ہوں کہ جنگ کو طول نہ دیا جائے کیونکہ اگر ہم جنگ کو جاری رکھینگے تو کوئی نئی بات ظاہر ہوگی وہی دوستوں کی علیحدگی عزیزوں کی دوری نصیب ہوگی اس ناخوش امر کو ہم کب تک گوارا کئے جائیں اور کبتک ہمارے پیارے اور رشتہ دار مرکز مٹی کی خاک میں ملتے رہیں خدا سے ڈرو اور اس جنگ و جدل کو ترک کرو اپنے عزیزوں قریبوں اور قریشیوں کی خونریزی سے باز آؤ کیونکہ اکثر قریشی جوان ہلاک ہوچکے ہیں جہاں تک میں نظر ڈالتا ہوں قریش کے مشہور لوگوں میں سے چھ آدمیوں سے زیادہ باقی نہیں ہے۔ شام میں میں اور عمر عاص عراق میں تو اور علی ابوطالب اور حجاز میں سعد وقاص اور عبداللہ عمر ہیں ان چار شخصوں میں سے دو تمہارے مخالف ہیں اور دو موافق یعنی سعد وقاص اور عبداللہ بن عمر موافق ہیں میں اور عمر عاص مخالف اگر تم میری التماس کو قبول کرو اور میری طرفداری کو ملحوظ خاطر رکھو تو یہ دشمنی مٹ جائے گی اور محبت اور الفت قائم ہوجائے گی ان چھ شخصوں میں علی کے بعد سب سے افضل و برتر اور سردار قوم تو ہے اگر عثمان کے حادثہ کے بعد لوگ تجھ سے بیعت کرتے تو مجھ کو علی کی بیعت کی نسبت گوارا ہوتی میرے خیال میں یہی چند باتیں تھیں جو لکھی گئیں اور ان سے تجھے اطلاع دی گئی جو کچھ تیری صلاح اور رائے ہوگی بہتر ہوگی والسلام۔ عبداللہ بن عباس کے پاس معاویہ کا یہ خط پہنچا تو پڑھ کر ہنسا اور کہا معاویہ مجھے کبتک بیوقوف سمجھتا رہے گا اور میں کب تک خاموش رہ کر حق امر کو ظاہر نہ کرونگا کہا دوات قلم لاؤ کہ جو جواب دینا واجب آیا ہے لکھ بھیجوں اور جو امور میرے دل میں پوشیدہ ہیں صاف صاف بیان کردوں کہ وہ بھی جان جائے کہ ہم خوب واقف ہیں اُس کے بعد معاویہ کے خط کا جواب اس مضمون کا لکھا۔ تیرا خط پہنچا احوال مندرجہ معلوم ہوا تیرا یہ کہنا کہ جنہے عثمان کے رشتہ داروں اور دوستوں کے ساتھ بدی کی اور اُن کے حقوق کی نظر اندازی اور فساد میں دوسرے شخصوں پر سبقت لے گئے ایسا ہی گویا تو اپنے حالات بھول گیا ہے اور اس بات کو یاد نہیں رکھتا کہ ایسے مصیبت کے وقت جب عثمان نے تجھ سے مدد طلب کی تھی تو نے اُسے مدد نہ دی حالانکہ تو اسکی امداد کرسکتا تھا اور مارے جانے سے بچا سکتا تھا تو نے محض اپنی غرض اور مطلب کے لئے اسکی مدد نہ کی اور آج تو نے ان باتوں کو فراموش کرکے ہم پر اسبات کی توہین اور ایذا رسانی کی تہمت لگائی ہے مگر تیم اور عدی کا تذکرہ جس سے ہم پر معترض ہوتا ہے یہ بات اچھی طرح ظاہر ہے اور تمام عالم واقف ہے کہ ابوبکر و عثمان بہتر تھے جس طرح عثمان تجھ سے بہتر تھا اور تیرا یہ کہنا کہ قریشی نامور شخصوں میں سے صرف چھ باقی رہ گئے ہیں غلط ہے قریش کے بہت سے نامور موجود ہیں اور تو خود دیکھتا ہے کہ قریش کے مشہور و معروف اشخاص میں سے کتنے ہی سوار جرار تجھ سے اور تیرے لشکر سے ہر روز جنگ کر رہے ہیں رہے وہ لوگ جو نہ ہمارے ساتھ ہیں نہ تیرے ہمراہ بلکہ اپنے اپنے گھروں کے اندر بیٹھے ہوئے ہیں اور طرفین میں سے کسی سے کچھ علاقہ نہیں رکھتے احاطہ شمار سے باہر ہیں ہاں تو نے جو گریہ و زاری اور عاجزی سے درخواست کی تھی کہ جنگ موقوف کردی جائے اور خونریزی سے ہاتھ اٹھائیں تو اس آتشی دھوئیں کی طرف دیکھتا رہ کہ عنقریب اسکا شعلہ دیکھ لیگا اور یہ لڑائیاں اور مقابلے جو تو نے ابتک دیکھے ہیں بعد ظہور کے آنیوالے معرکوں کے سامنے ہیچ نظر آئیں گے اور گذشتہ واقعات آنیوالے کے نزدیک بالکل بے حقیقت ہونگے بلکہ آیندہ کے ہنگاموں اور کارزار کو گذشتہ پر کامل ترجیح ہوگی تیرا یہ لکھنا کہ عثمان کے بعد لوگ تیری بیعت کرتے تو میں بہت جلدی بیعت اختیار کرلیتا اور فرمانبرداری سے پیش آتا جبکہ تمام مہاجر و انصار اور عوام الناس نے یکدل و یکزبان ہوکر حضرت علی کی بیعت اختیار کرلی اور یہی رسولخدا کا وصی چچیرا بھائی وارث علم نبی اور تجھ سے بہتر اور امر خلافت کیلئے لائق تر ہے تو نے کس لئے انکی بیعت نہ کی اور کیوں مخالفت اور جنگ اختیار کی اور خود دعوے خلافت کیا حالانکہ تجھے خود یقین ہے کہ تو خلافت کا سزاوار نہیں وہی شخص خلافت کی قابلیت رکھتا ہے جو رائے زنی میں نامور اور موصوف ہو تجھ اور تیرے جیسے لوگوں کو خلافت سے کوئی سروکار اور نسبت نہیں کیونکہ تو طلیق اور طلیقہ کا بیٹا اور بدمعاشوں کا سرگروہ ہے لوگ تجھے جگر کھانے والی کا بیٹا کہتے ہیں پس جو شخص ایسے عیبوں والا ہو وہ کب خلافت کا مستحق ہوسکتا ہے والسلام جسوقت عبداللہ بن عباس کا یہ خط معاویہ کے پاس پہنچا

بڑھ کر اپنے آپ کو بہت لعنت ملامت کی کہ یہ بلا میں نے اپنے اوپر خود نازل کی ہے خدا کی قسم پھر کبھی عبداللہ بن عباس سے خط و کتابت نہ کروں گا
اس کے بعد حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کے نام اس مضمون کا خط لکھا واضح ہو کہ جنگ بہت طول پکڑ گئی ہے اور بیشمار آدمی قتل ہو گئے ہیں طرفین کے اکثر
کے نامور بہادر اور نیکوکار اشخاص کام آچکے ہیں میں نے پہلے ہی عرض کیا تھا اور اس اقرار داد پر شام کا علاقہ طلب کیا تھا کہ مجھ سے بیعت نہ لی جائے
اور اپنی بیعت کی رضامندی اور قبولیت سے مجھے باز رکھیں آج بھی میں یہی کہتا ہوں کہ اگر مہربانی فرما کر اسی قرار داد پر شام کا ملک میرے قبضہ میں
چھوڑ دیا جائے تو یہ جنگ و جدل موقوف ہو جائے اور معرکہ آرائیاں درمیان سے نیست و نابود ہو جائیں عزیزوں کی خونریزیاں پھر ظہور میں نہ آئیں آپ کی
نہایت ہی شفقت ہو گی کیونکہ شدت و سختی انتہا کے درجہ کو پہنچ چلی ہے نیک لوگ قتل ہو چکے ہیں اور شریر باقی رہ گئے ہیں اور اگر یہ فساد اسی طرح جاری
رہا سب ہلاک ہو جائیں گے اور جو لوگ بچ رہے ہیں وہ بھی زندہ رہیں گے مناسب ہے کہ طرفین میں اب اسقدر مخالفت اور دشمنی باقی نہ رہے اور میری اس
التماس کی قبولیت میں آپ کچھ مضائقہ نہ کریں گے ہم سب ایک ہی شجرہ سے ہیں سب کے سب عبد مناف کی اولاد ہیں ہم میں کسی کو ایک دوسرے پر کچھ ترجیح
نہیں والسلام امیر المومنین علی نے جواب میں لکھا واضح ہو کہ تیرا خط آیا حال معلوم ہوا تو نے لکھا ہے کہ لڑائی کو بہت طول ہو گیا اور نیک آدمی مارے
گئے اور شریر رہ گئے ہیں اور دونوں لشکروں کے بہادر کام آچکے ہیں اگر فی الحقیقت یہی بات ہے جو تجھے نظر آ رہی ہے تو یہ لڑائی اور بھی زیادہ طول پکڑے گی
اور یہاں تک نوبت پہنچے گی کہ پیشتر نہ پہنچی تھی تمام کوششیں اور سختیاں فراموش ہو جائیں گی اب تک جو کچھ تو نے دیکھا ہے دریا میں سے قطرہ اور دوزخ کا ایک
شعلہ ملاحظہ کیا ہے تیری التماس اور درخواست کہ مجھ سے میری بیعت اور اطاعت بغیر جو علاقہ شام مانگتا ہے بالکل ناممکن ہے تو نے پہلے بھی یہی درخواست کی تھی
جو منظور نہ ہوئی اب تو نے کونسا حق ثابت کیا ہے جس لئے دوبارہ اسکا خواستگار بنا ہے۔ ہاں تیرا یہ لکھنا کہ ہم دونوں عبد مناف کی اولاد میں سچ ہے مگر امیہ
ہرگز ہاشم کا ہمسر نہیں ہو سکتا اور حرب عبدالمطلب سے برابری نہیں کر سکتا اور ابوسفیان ابوطالب کی غبار راہ تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ ساتھ چھوڑ دینے
والا مہاجر جیسا ہو سکتا ہے نہ باطل حق کا ہم پلہ اگرچہ تو عبد مناف کی اولاد ہے مگر ہمکو نبوت کا شرف حاصل ہے جس کے وسیلے سے ذلیل آدمی بھی معزز
بنجاتا ہے اگر میں اپنے فضائل مناقب میں سے کچھ تحریر کروں اور اپنے محاسن اور مآثر میں سے کسی قدر بیان کروں تو سب دوست اور دشمن گواہی
دیں گے میں اسی قدر تجھے پر اکتفا کرتا ہوں والسلام معاویہ امیر المومنین علی کا یہ خط پڑھ کر نہایت ہی شرمندہ ہو کہتا تھا کاش میں علی کو خط نہ لکھتا
افسوس میں نے پھر اپنے آپ کو ملامت کے حوالے کر دیا عمر عاص نے امیر المومنین علی کے خط کے مضمون سے واقف ہو کر بہت ملامت کی کہ میں
نے تجھے بار ہا روکا کہ علی سے خط و کتابت نہ کر اور ہر وقت اسکی ملامت نہ سن تو نے میرے کہنے کو نہ مانا اور دوبارہ خط و کتابت شروع کی انجام کار جیسا
جواب پایا وہ پایا۔ معاویہ نے عمر عاص کی باتوں سے غضبناک ہو کر کہا تو ہمیشہ علی کی تعریفیں کرتا تھا اور اسکی اسقدر تعظیم و تکریم کرتا ہے اور اُسے مجھ پر
فضیلت دیتا ہے کیا وہ وہی شخص نہیں جس نے کل تجھ کو نیزہ مار کر گھوڑے سے نیچے گرا دیا۔ اور تو نے اس لومڑی کی طرح جو خونخوار شیر کے پنجے سے بچنے
کے لئے بھاگتی ہے ننگ و عار سے منہ موڑ کر اپنی کون برہنہ کر دی ہے اور بے ستر ہونے کے ذریعہ سے رہائی پائی عمر عاص نے ہنس کر کہا جس شخص میں
اسقدر قوت و قدرت ہو کہ علی ابوطالب کے مقابلہ پر میدان جنگ میں نکلے اور پھر اپنے آپ کو اُس کے طعن و ضرب سے بچائے رکھے خواہ کسی طرح سے
ہو داخل فضیلت نہیں اور جس میں ذرا سی بھی عقل ہے وہ اُسے عیب اور رسوائی نہ سمجھے گا بلکہ علی سے جنگ کرنا اور اس شیر سیاہ کے چنگل سے بچ نکلنا بہت بڑا فخر اور
شرف ہے اگر تو شجاعت اور قوت میں کچھ بڑھا ہوا ہو تو ابھی اپنے آپ کو بھی آزما دیکھ میدان میں قدم نکال ہم بھی دیکھیں تو اسکے پنجے سے کس طرح رہائی
پاتا ہے غرض جب خط و کتابت سے کچھ فائدہ نہ نکلا نہ کوئی مطلب برآری ہوئی دوسرے دن معرکہ آرائی کے لئے مستعد ہوئے امیر المومنین علی نے طلوع صبح
کے بعد اندھیرے منہ نماز صبح ادا کی اس کے بعد ترتیب لشکر کی طرف متوجہ ہوئے فوج کے امیر اور سردار اپنے اپنے علم سنبھالے سامنے آئے شامی فوج نے بھی لشکر
پرا جمایا۔ ایک اعرابی جوان اپنی صف سے نکلکر دونوں صفوں کے بیچ میں آکر کھڑا ہوا وہ دراز دم کمیت گھوڑے پر سوار تھا سر سے پاؤں تک اسلحہ میں غرق تھا آنکھوں
کے سوا اور کوئی عضو نظر نہ آتا تھا نیزہ ہاتھ میں لئے امیر المومنین علی کے صفوف لشکر کے سامنے سے گذرتا اور نیزہ کی انی سواروں کی خودوں پر رکھکر کہتا تھا اب [illegible]

پہلو بہ پہلو کھڑے ہوا اور اپنی صفوں کو سیدھا کرو کوئی شخص اُسے نہ پہچانتا تھا جب صفیں سیدھی ہو گئیں تو ان کی طرف مخاطب ہو کر اور شامی فوج کی طرف پشت کر کے کہا اے خدا کے بندو شکر کرو کہ اُس نے تمہارا سر لشکر اور امیر اپنے پیغمبر کے چچا زاد بھائی کو بنایا ہے وہ ایسا شخص ہے جو تمام کاموں میں کامل ہے پیغمبر خدا کا وصی اور خدا کے نزدیک تمام مخلوق سے بہتر ہے وہ سب سے پہلے ایمان لایا ہے اور ہجرت میں بھی اول مرتبہ حاصل کیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی شمشیروں میں سے ایک شمشیر ہے جسے اپنے دشمنوں کے سر پر بلند کیا ہے لازم ہے کہ جس وقت جنگ کی بھٹی بھڑک اُٹھے اور غبار بلند ہو نیزے ٹوٹ جائیں اور تلواریں کُند پڑ جائیں تو بہادر اور شیر مرد یکبارگی حملہ کر دیں اسوقت زبان سے کچھ نہ بولیں بلکہ قضاء مبرم اور حکم الٰہی کو دل میں جگہ دے کر یہ یقین رکھیں کہ بغیر موت کے کوئی نہیں مر سکتا یہ کہہ کر پشت موڑی اور اپنا نیزہ سیدھا کر کے شامی لشکر پر جا پڑا اِدھر سے اُدھر حملے پر حملے کرتا اور بہادروں کو مار مار کر گراتا رہا یہاں تک کہ اُس کا نیزہ ٹوٹ گیا اب پلٹا اور اپنی صف کے پاس پہنچ سر سے خود ہٹالیا معلوم ہوا کہ اشتر نخعی ہے اسکے بعد ایک شامی جوان اپنی صفوں سے نکلکر ہر دو لشکر کے درمیان آکر کھڑا ہوا اور باآواز بلند کہا کہ اے ابوالحسن مجھے کچھ کہنا ہے مہربانی فرما کر ذرا آگے آؤ امیر المومنین اپنی صف سے نکل کر اس شخص کے پاس گئے اور اسقدر قریب جا پہنچے کہ گھوڑوں کی گردنیں ایک دوسرے سے آگے نکل گئیں اس شامی نے کہا اسلام میں آپ کو جو سبقت اور فضیلت اور رسولخدا کے ساتھ جو بھائی چارہ اور قرابت حاصل ہے وہ ظاہر ہے اور تمام عالم کو معلوم ہے کوئی شخص آپ سے ہمسری نہیں کر سکتا اور نہ کوئی شخص آپ کی بزرگی اور علم اور فضل اور شجاعت و مروت اور مہربانی کی کمالات کی برابری کر سکتا ہے میں آپ کے ہواخواہ دوستوں اور خیر خواہ یاروں میں سے ہوں اس معاملہ میں کچھ سوچا ہے اگر اجازت ہو تو عرض کروں اور اس کے سوا میری کوئی اور غرض نہیں کہ یہ جنگ موقوف ہو جائے اور مسلمانوں کی خونریزی نہ ہو آپنے فرمایا جو کچھ کہنا ہے کہ شامی نے کہا میرا خیال ہے کہ آپ بخیر و خوبی عراق کی طرف مراجعت فرما ہو جائیں اور ہم شام کی طرف پلٹ جائیں اور یہ لڑائی اسوقت تک کے لئے بند ہو جائے کہ آپ اپنی رائے مبارک کسی ایک امر کی نسبت پختہ کر کے حکم فرمائیں پھر اسپر غور کروں گا اب تو ہمیں یہ جنگ اسی طور پر بند کر دینی چاہیے کہ چند روز آرام پائیں امیر المومنین علی نے کہا میں جانتا ہوں کہ تو یہ باتیں از راہ خیر خواہی و محبت کہتا ہے اور طرفین کی بھلائی مد نظر ہے مگر میں نے بہت سی راتوں اور دنوں تک اس معاملہ میں غور و فکر کیا ہے اور اس امر اہم کا نیک و بد اور پس و پیش سوچا ہے اور اس جنگ کی فتح اور خاتمہ پر نظر ڈالی ہے مگر جنگ کرنا ہی بہتر معلوم ہوا اور اس امر پر رائے مستحکم ہو گئی کیونکہ اگر اس جماعت کو اپنی اطاعت میں نہ لاؤں اور انہیں راہ راست پر نہ چلاؤں اور اسی طرح خودسر اور بیکار چھوڑ دوں اور ان کے ظلم و گمراہی اور بدراہی پر رضامند ہو جاؤں تو میں حقتعالیٰ کی جناب میں گنہگار ہوں گا اور خدا و رسول کی احکام کو میں نے مہمل اور پس پشت ڈالدیا ہو گا اے شامی جوان آگاہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیا کے اس کام کو پسند نہیں کرتا کہ وہ گنہگاروں کو چھوڑ دیں اور دنیا میں چین سے رہنے سہنے دیں آج اس جماعت سے جنگ کرنا اور انہیں راہ راست کی طرف بلانا اُس سے بہتر ہے کہ فردائے قیامت کو آتش دوزخ میں مبتلا ہوں والسلام شامی نے امیر المومنین کی یہ باتیں سنکر کہا انا للہ وانا الیہ راجعون عجب بے نتیجہ کام اور بڑا ناخوش زمانہ ہمارے عاید حال ہوا ہے جبتک ہم میں سے ایک آدمی بھی زندہ ہے یہ جنگ ختم نہ ہو گی الغرض دونوں لشکر ایک دوسرے کی طرف بڑھے اور جنگ شروع ہو گئی نیزہ اور شمشیر کا تندہ چمکا اور آہنی گرز بلند ہوئے اب لوہے پر لوہے پڑنیکے سوا اور کسی شے کی آواز نہ سنائی دیتی تھی اسی ہنگامہ کار زار میں عمار یاسر نے جانب آسمان سر اٹھا کر کہا اللھم انک تعلم انی لو کنت اعلم ان رضاک فی ان الفرات نفسی فی ھذا قذف فاغرقہا لفعلت یعنی اے خدا اگر میں جانتا کہ تیری خوشنودی اس امر میں ہے کہ دریا فرات میں اپنے آپ کو غرق کر دوں تو ایسا ہی کرتا پھر کہا اللھم انک تعلم انی لو کنت اعلم ان رضاک فی ان اصنع سیفی فی بطنی واتکی علیہ حتی تخرج من ظہری لفعلت اگر میں جانتا کہ اے خدا تیری خوشی اس امر پر منحصر ہے کہ میں تلوار کی دھار پیٹ پر رکھ کر اسقدر زور کروں کہ تلوار کمر سے نکل جائے تو میں ایسا ہی کرتا پھر تیسری مرتبہ کہا اللھم انی لا اعلم عملا ھو ارضی لک من جہاد ھولاء القوم یعنی اے خدا میں تیری رضامندی حاصل کرنے کے واسطے کسی کام کو ایسا اچھا نہیں سمجھتا جیسا اس گروہ سے جنگ کرنے کو جانتا ہوں۔ پھر دعا اور مناجات سے فارغ ہو کر لوگوں کی طرف مخاطب ہوا اور

تمہارے لوگو آگاہ ہو کہ میں نے جناب مصطفیٰ کی خدمت میں رہ کر اس جھنڈے کے نیچے جو معاویہ کے پاس دیکھتے ہو تین مرتبہ جنگ کی ہے اور یہ جنگ جو اس جھنڈے کے مقابلہ پر ہم اب کر رہے ہیں چوتھی جنگ ہے یاد رکھو کہ میں آج مارا جاؤں گا اور جس وقت مارا جاؤں تم میرے دوست میرے بدن پر سے میرے ہتھیار اتار لینا اور مجھے کفن میں لپیٹ کر دفنا دینا اور مجھے میرے خدا کے حوالے کر دینا کیونکہ حضرت علی جو ہمارے امام پیشوا ہیں قیامت کے دن خطاب کئے جائیں گے اور آپ نیک لوگوں کا بدلہ چاہیں گے آپ کا ہر سردار ہر شیعہ بخشا جائیگا اس کے بعد کہا اے دوستو تم میں سے جس کو بہشت کے پانے کی آرزو ہو میرا ساتھ دے اور ہم نیزوں کے سایہ میں بہشت حاصل کرلیں گے آج وہ دن ہے کہ ہمیں حضرت مصطفیٰ اور دوستوں کا دیدار مبارک نصیب ہوگا یہ کہ کر مرکب کو تازیانہ کیا اور میدان میں نکلکر رجز پڑھتے ہوئے شامی سپاہ پر حملہ کیا پے درپے حملہ کرتا اور کہتا تھا اے شامیو اگر تم ہمیں پسپا کرتے ہوئے ہجر کے باغ تک بھی لیجاؤ گے تب بھی ہم تمہیں باطل پر اور اپنے آپ کو حق پر ہی سمجھیں گے القصہ چونکہ عمار یاسر زندگی سے دل برداشتہ ہو کر بے تحاشہ حملہ پر حملہ کرتا تھا اور دشمنوں نے اسے ہر طرف سے گھیر لیا تھا جویرا سکونی کے بیٹے نے ہڈی پر نیزہ مارا اور عمار اس زخم سے سخت تکلیف زدہ ہو کر اپنی صف میں پلٹ آیا اور پانی طلب کیا اسکا ایک غلام راشد نام موجود تھا پانی کے عوض دودھ کا کٹورا بھر لایا اور کہا اے خواجہ پانی کی عوض یہ دودھ پی لو غالبًا یہ بہتر ہوگا عمار یاسر نے دودھ کا پیالہ دیکھ کر تکبیر کہی اور کہا اے رسول خدا آپ نے سچ فرمایا تھا لوگوں نے پوچھا یہ کیا بات ہے اور آپ نے کیا فرمایا تھا کہا ایک دن جناب رسالتمآب صلعم کی خدمت میں حاضر تھا آپ نے فرمایا اے عمار دنیا کی آخری چیزوں میں سے جو شے تجھے روزی ہوگی وہ دودھ کا پیالہ ہوگا اس کے بعد دودھ لے کر پی لیا دودھ فورًا زخم سے نکل آیا اور عمار نے کلمہ شہادت پڑھ کر جان خدا کے سپرد کردی رحمۃ اللہ علیہ و برکاتہ علی روحہ امیر المومنین علیہ السلام عمار یاسر کی خبر وفات سنکر تشریف لائے اور اسے مردہ پاکر گھوڑے سے اترے اور اپنے زانو پر اسکا سر رکھ کر یہ دردناک اشعار پڑھے الا ایھا الموت الذی لیس تارکی ؛ ارحنی فقد افنیت کل خلیل ؛ اراک مصرا بالذین احبھم ؛ کانک تنحوھم بدلیل ؛ پھر فرمایا جو شخص عمار یاسر کی وفات سے غمگین نہ ہوگا وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے اللہ تعالیٰ عمار یاسر پر رحمت نازل کرے جبکہ وہ قبر سے اٹھایا جاوے اور خدائے کریم اسے بخشے جبکہ اس سے اعمال نیک و بد کا حساب لیا جائے جب کبھی میں نے جناب رسولخدا کی خدمت میں تین شخص حاضر پائے ہوں گے تو ان میں چوتھا شخص عمار ہوتا تھا اور اگر چار شخصوں کو موجود پایا تو انہیں پانچواں ہوتا تھا عمار کے واسطے ایک ہی مرتبہ نہیں بلکہ دو اور تین مرتبہ بہشت واجب ہوگئی اللہ تعالیٰ اسے بہشت عدن میں جگہ عطا فرمائے افسوس ظالموں نے اسے ہلاک کردیا جبکہ وہ حق پر تھا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے الحق مع عمار حیث ما دار عمار کا قاتل اور اسکے اسلحہ لیجانے والا دوزخی ہے اس ارشاد کے بعد آپ نے نماز جنازہ پڑھی اور اسی لباس سمیت جو وہ پہنے ہوئے تھے دفن کردیا کہتے ہیں کہ عمر عاص نے معاویہ سے کہا عمار یاسر کو ہماری فوج نے قتل کردیا اس نے کہا پھر کیا نقصان ہوا پڑا مارا جائے عمر نے کہا کیا تو نے جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی یہ حدیث نہیں سنی تقتلک الفئۃ الباغیۃ یعنی تجھے باغی لوگ قتل کریں گے معاویہ نے کہا انما قتلہ من اخرجہ یعنی اسے تو اس شخص نے قتل کیا ہے جو اسے لڑنے کے واسطے لیکر آیا ہے مطلب یہ ہے کہ علی ابن ابیطالب جو اسے جنگ کرنے کے لئے لیکر آئے تھے اس کے قاتل ہیں اور اسنے یہ بات اس لئے کہی کہ شامی فوج امیر المومنین علی سے جنگ کرنے میں کچھ پس و پیش نہ کرے عبداللہ بن عمر عاص اس وقت موجود تھا بولا اس بات سے تو لازم آتا ہے کہ جناب حمزہ سید الشہداء کو رسول خدا نے ہلاک کیا ہے کیونکہ آپ انہیں لڑنے کے واسطے لیکر آئے تھے اور وحشی قاتل گناہ سے پاک ہے معاویہ نے عمر عاص کی طرف مخاطب ہو کر کہا اس بے وقوف لڑکے کو جو بے سوچے سمجھے بیہودہ بکواس کرتا ہے میرے سامنے سے دور کردو یہاں تو یہ باتیں ہو رہی تھیں اور ادھر لڑائی بڑی شدت سے جاری تھی اشتر نخعی قیس بن سعد عبادہ اور قوم انصار کے اکثر آدمی عمار کے قتل ہو جانے سے بہت ہی غمگین اور غضبناک ہو رہے تھے پیہم حملے کرتے تھے اور شامیوں کے غول کے غول ہلاک کر ڈالے مغیرہ بن حارث بن عبدالمطلب نے گھوڑا آگے بڑھا کر فوج کا دل بڑھایا اور جنگ کی بڑی ترغیب و تحریص

دلائی غرض اسی طرح جنگ ہوتی رہی اور رات کی تاریکی دنیا پر چھا گئی اب لڑنے والوں نے اپنے اپنے قیام گاہ کو پلٹ جانے کا قصد کیا آج اسقدر آدمی مارے گئے تھے کہ کوئی خیمہ ایسا نظر نہ آتا تھا جس کی طنابوں سے کشتوں کے دست و پا اس غرض سے بندھے ہوئے نظر نہ آتے ہوں کہ اُن کی شناخت کی جائے ابو سماک اسدی نے ایک چھرا اور پانی کا مشکیزہ اُٹھایا زخمیوں اور مقتولوں میں گشت کرنا شروع کیا جس کسی زخمی کو زندہ پاتا بٹھا کر دریافت کرتا امیر المومنین کون ہے اگر یہ جواب سنتا کہ علی ہے تو اس کے بدن پر سے خاک و خون کو دھو دیتا اور پانی پلاتا اور اگر جواب میں معاویہ کا نام سنتا تو چھری سے اُسکا کام تمام کر دیتا اسی وجہ سے اُس نے مخضخض لقب پایا کیونکہ زخمیوں کو حرکت دیکر بٹھاتا تھا۔ غرض شامیوں کی طرف سے بے شمار آدمی مارے گئے اور شامی رات بھر اپنے مردوں کو چیخیں مار مار کر روتے پیٹتے رہے اُن کی آوازیں امیر المومنین علی کے لشکر میں سنائی دیتی تھیں ایک مشہور اور معروف شامی معاویہ بن حدیج کندی نے کہا اے اہل شام ایسی زندگانی پر لعنت ہے جو حوشب اور ذوالکلاع کے قتل کے بعد بسر کیجائے خدا کی قسم اگر ہم اُن کے مارے جانے کے بعد عراقی لشکر پر ظفر یاب بھی ہو جائیں تو وہ فتحمندی نہیں بلکہ شکست سے بھی بدتر ہے یزید بن انس نے کہا خدا کی قسم تو سچ کہتا ہے اور جس کام کا انجام ابتدا کی مانند ہو اس میں کوئی خوبی نہیں یہی بہتر ہے کہ ہم زخمیوں کی تیمارداری چھوڑ کر جنگ پر ٹوٹ پڑیں کہ یہ فساد ختم ہو جائے اور یہ تاریکی مٹ جائے اگر ہمنے فتح پائی تو پھر زخمیوں کا بھی علاج کر لیں گے اور اپنے مردوں کو بھی رو پیٹ لینگے اور اگر ہمارے دشمن نے ہم پر فتح پائی تو اس ماتم داری کے صدمے سے بچ جائیں گے اور اس فعل عبث گریہ وزاری میں عمر بھر مبتلا رہنے سے رہائی پا جائیں گے معاویہ نے یہ کلمات سن پائے آدمی بھیجکر سرداران لشکر کو طلب کیا اور کہا معرکہ آرائی کا ایسا ہی حال ہوتا ہے کبھی فتح ہے کبھی شکست اور جنگ کا خطرہ اور دشمن کی خرابی ظاہر ہے اور اسکا سر انجام جان و تن سے تعلق رکھتا ہے اگر آج ہمارے لشکر کے کچھ آدمی مارے گئے ہیں تو کیا ہوا اُن سے زیادہ فوج مخالف کے آدمی ہلاک ہوئے ہیں جس طرح ہم اپنے مقتولوں کے رنج و غم میں مبتلا ہیں اسی طرح وہ بھی اپنے مردوں کی ماتم داری میں اور ہمیں ہرگز شایاں نہیں کہ عراق والوں سے زیادہ گریہ وزاری کریں یہ امر ظاہر ہے کہ افسردہ دلی آدمی کو کمزور کر دیتی ہے اور غمگینی مردہ کو زندہ نہیں کر سکتی بلکہ گریہ وزاری پر دشمن طعنہ زنی کرتے اور خوش ہوتے ہیں اگر ذوالکلاع ہماری طرف کے کام آگیا ہے تو عمار یاسر اُن کی طرف سے بھی مارا گیا ہے اور اگر حوشب قتل ہو گیا ہے تو ہاشم بن عتبہ اس طرف سے بھی جاں بحق ہو گیا ہے اسی طرح عبید اللہ بن عمر کے عوض عبد اللہ بن بدیل بن ورقا مارا گیا ہے خدا کی قسم ذوالکلاع عمار یاسر سے بہتر نہ تھا اور حوشب ہاشم سے بہتر نہ تھا نہ عبید اللہ بن عمر عبد اللہ بن بدیل سے زیادہ شریف تھا ہاں درگاہ الٰہی سے معافی گناہان اور بخشش کی امیدواری چاہیے تمکو دل تنگ نہ رہنا چاہیے بلکہ بہمہ وجہت دل شاد رہنا لازم ہے اور شکر الٰہی بجالانا ضرور ہے کہ اُس نے ہمیں تین بے بدل بہادر دلیر مردوں سے محفوظ کر دیا جو عرب بھر میں اپنی جوڑ نہ رکھتے تھے اور جن سے علی کو بڑی قوت حاصل تھی اور ہر ایک کام انہیں کی صلاح اور مشورہ اور تقویت سے انجام پاتا تھا وہ تینوں ہماری فوج کے ہاتھوں فنا کر دیے گئے اور ہمارے سواروں کے طعن و ضرب سے ہلاک ہو گئے ان میں سے پہلا شخص عمار یاسر ہے دوسرا ہاشم بن عتبہ بن بدیل بن ورقا جسے اماجل الاماعیل کہتے تھے اور جنگی تدبیر اور رائے اور دانائی و بہادری اور عقل و فہم کے سبب تمام اہل عرب کی انگلیاں اس کی طرف اٹھتی تھیں اب تین شخص اور باقی ہیں اشتر نخعی اشعث بن قیس عدی بن حاتم اُن میں سے بھی ہر شخص دلیری و شجاعت اور مروت و حذاقت اور دانائی میں قطب کے درجے کو پہنچا ہوا ہے اور مشار الیہ اور رکن اعظم بنے ہوئے ہیں میں ذات باری تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید رکھتا ہوں کہ کل کو اُن کا بھی کام تمام ہو جائے گا اور وہ ہلاک و برباد ہو جائیں گے جب معاویہ گفتگو تمام کر چکا تو معاویہ ابن خدیج نے جو بڑا امیر کبیر شامی شخص تھا کہا اگر تیرے نزدیک تمام آدمی یکساں ہیں تو ہمارے خیال میں برابر نہیں ہو سکتے اللہ تعالیٰ جل شانہ کا ارشاد ہے و رفعنا بعضہم فوق بعض یعنی ہم نے بعض آدمیوں کو بعض پر فوقیت عطا کی ہے ہاتھ میں انگلیاں بھی سب برابر نہیں ہوتیں پھر لوگوں کا تو کیا ذکر ہے ذوالکلاع حوشب اور عبید اللہ بن عمر خاندانی بزرگی اور شرافت سرداری اور قدامت اور دلیری اور مردانگی اور عقل و فہم اور دانائی میں ہرگز ان تین مکار بدکردار شخصوں کے مساوی نہ تھے بلکہ اُن میں سے ہر ایک شخص پر جس کو تو نے مقابلہ پر ڈالا ہے بڑی فضیلت اور ترجیح اور

نامہ معاویہ بن خدیج باشعث بن قیس

فوقیت رکھتا ہے پھر اسی مدعا کا ایک شعر کہا اور غضبناک ہو کر چلا گیا معاویہ نے آدمی بھیجکر اُسے واپس بلایا اور کہا اشعث بن قیس قبیلہ کندہ میں سے ہے اور وہ تیرا رشتہ دار ہے حضرت علی اُسکی ہر ایک مصلحت اور تدبیر کو جو وہ اس معرکہ آرائی کی بابت پیش کرتا ہے نظر انداز نہیں کرتے بلکہ اسی پر عمل کرتے ہیں مجھے یقین ہے کہ تیری رشتہ داری کے سبب سے اشعث تیرا کہنا مان لیگا اور تیری درخواست کو رد نہ کریگا تجھے معلوم بھی ہے ہماری حالت کہاں تک پہنچ گئی ہے شام کے نامور بہت سے ہلاک ہو چکے ہیں اور اب کوئی ایسا بہادر باقی نہیں ہے جس پر اس مہم کا بھروسہ کیا جائے اگر کچھ باقی بھی ہیں تو کاری زخموں کے کھانے سے اس قابل نہیں رہے کہ پھر میدان جنگ میں جا سکیں اب تجھے غمخواری کرنی چاہئے ایک خط اشعث کے نام روانہ کر اور حالات جنگ تحریر کرنیکے بعد یہ لکھ کہ عثمان کے قاتلوں کو ہمارے حوالہ کر دو کہ ہم انہیں قتل کریں پھر کام طے ہو جائے گی اور فساد صلح سے مبدل ہو جائے گا ہم سب اپنے اپنے گھروں کی طرف واپس چلے جائینگے کیونکہ صفین میں قیام کئے ہوئے بہت عرصہ گذر چکا ہے اور ہم ہمیشہ کی معرکہ آرائیوں سے بے طاقت ہو گئے ہیں معاویہ بن خدیج نے کہا ایسا ہی عمل میں لاؤنگا اگرچہ میں جانتا ہوں کہ اس سے کوئی مطلب برآری ہوگی اور نہ میری تحریر سے یہ آتش جنگ بجھ سکیگی لیکن تیرے حکم کی تعمیل میں خط لکھتا ہوں مگر کچھ نہیں کہہ سکتے کہ کوئی کام بن پڑے اس کے بعد اشعث بن قیس کے نام اس مضمون کا خط لکھا میں ایسا امر پیش کرنا چاہتا ہوں جس میں طرفین کی بھلائی منظور ہے اور وہ بات عرض کرتا ہوں کہ انجام پا گئی تو ہزارہا خلقت جو اس صحرا میں مبتلائے مصیبت ہیں اور رنج بلا میں گرفتار ہیں بچ جائیں گے اور اس معرکہ آرائی کے سخت ترین نتائج سے مخلصی پائیں گے میری التماس تیرے نزدیک کوئی بڑی بات نہیں اور اگر تو علی ابن ابیطالب سے کہے گا کہ یہی رائے اچھی ہے تو تیرے مشورے سے درگذر نہ ہوگا کیونکہ حضرت علی کے نزدیک جو مرتبہ و عزت اور اقتدار و عظمت تجھے حاصل ہے وہ سب پر عیاں ہے اور تیرا رتبہ علی اور منصب برتر محتاج بیان نہیں ہے اور تمام زمانہ جاہلیت میں سے کسی نے بھی تیرے اور ذوالکلاع حمیری کے سوا شرف اسلام حاصل نہیں کیا تو عراق میں قیام پذیر رہا اور ذوالکلاع شام میں آ بسا اب تو علی ابن ابی طالب کی خدمت میں پناہ لے گیا ہے اور ذوالکلاع معاویہ کی خدمت میں جا پہنچا اور تم دونوں کی حرمت و عزت حشمت و مکنت اور رفعت و شوکت نے ان دونوں ملک میں بکمال جاہ و جلال عروج حاصل کیا ذوالکلاع کو معاویہ کی خدمت سے انواع و اقسام کی عیش حاصل ہوئیں جن سے تا زندگی متمتع رہا اور وقت اجل آ پہنچنے کے سبب اس جنگ میں مارا گیا الحمد للہ کہ آج تجھی پر کاموں کا انحصار باقی ہے اور دونوں فوجیں اللہ تعالے کے فضل کے بعد اپنی حسن انتظام و درستی اعمال کے لئے تیری شفقت و عنایت کے طالب ہیں اور منتظر ہیں کہ تو بیچ میں پڑ کر اس فتنہ و فساد کو دفع کرے ہماری خواہش صرف اسی قدر ہے کہ امیر المومنین کے قاتل جو علی کی خدمت گذاری میں ہیں پکڑ کر ہمارے حوالے کر دئے جائیں ہم انہیں قتل کر دیں ہم اس سے زیادہ اور کچھ نہیں چاہتے ہمارا تمام مدعا یہی ہے اور جس وقت یہ مطلب پورا ہو گیا۔ ہم فوراً واپس چلے جائیں گے اور ہمیں یہ بھی امید واثق ہے کہ تو اس امر کو قبول کرے گا تو کام بن جائے گا کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ تو عثمان سے کبھی رنجیدہ نہیں ہوا اور نہ انہوں نے کسی وقت تجھے ایسے کام کا حکم دیا یا کوئی کلمہ زبان سے کہا جو موجب غبار خاطر ہوتا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ تو علی علیہ السلام سے اس قدر خوش نہیں کہ یہ بات علی سے نہ کہہ سکے اور تجھ کو یہ مرتبہ حاصل ہے اور ہمارا مدعا پورا کر سکتا ہے ہم یہ نہیں کہتے کہ تو علی کو چھوڑ کر معاویہ کے پاس چلا آ یا عراق سے نکل کر شام میں سکونت اختیار کر بلکہ اتنا چاہتے ہیں کہ تو علی علیہ السلام کو آمادہ کر دے کہ وہ عثمان کے قاتلوں کو گرفتار کر کے ہمارے پاس بھیجدے اگر یہ کام پورا ہو گیا تو خیر ورنہ ہم فی الفور معرکہ آرائی پر تل جائیں گے اور اپنی تمام باقی ماندہ عمریں اس جنگ میں صرف کر دینے سے بھی کچھ پس و پیش نہ کریں گے اور جب تک ہم میں سے ایک شخص بھی زندہ رہے گا طلب خون عثمان سے باز نہ آئے گا یہاں تک کہ قاتلوں کو گرفتار کر کے قتل نہ کر ڈالینگے والسلام۔

جس وقت معاویہ بن خدیج کا یہ خط اشعث بن قیس کو ملا اور وہ مضمون مندرجہ سے آگاہ ہوا تو یہ جواب لکھا تیرا خط آیا احوال معلوم ہوا تو نے بڑی مہربانی کی کہ اللہ تعالیٰ کی ان بے شمار نعمتوں کا ذکر کیا جو میرے شامل حال ہیں خدا کا شکر ہے کہ اس کے الطاف و کرم

ملنا عتبہ بن ابی سفیان کا اشعث بن قیس سے

مجھ پر مبذول ہیں اور اس کا شکر یہ مجھ پر واجب و لازم ہے میں بھی اللہ تعالیٰ کے وہ فضل و کرم تجھ کو یاد دلاتا ہوں جو تیرے حال پر مبذول ہیں کہ تو اُن کا شکریہ ادا کرے اور جو کچھ مجھ سے درخواست کی ہے میں اس سے بھی زیادہ بات بتاتا ہوں تو نے لکھا ہے کہ میری سکونت تمام میں ہے اور تیری عراق میں۔ اب تو ان مہاجر و انصار کے پاس جا جو نہ علی علیہ السلام کے ساتھ ہیں نہ معاویہ کے ہمراہ پھر اُن سے دریافت کر کہ علی علیہ السلام خلافت کے لئے زیادہ حقدار ہیں یا معاویہ اگر وہ جواب دیں کہ علی اس امر میں معاویہ سے زیادہ صاحب استحقاق ہیں تو ہم دونوں کو علی کی مدد کرنی چاہئے اور اسی کی اطاعت اختیار کریں اور اگر وہ یہ کہیں کہ معاویہ علی کی بہ نسبت خلافت و امامت کا زیادہ حقدار ہے تو ہم علی کا ساتھ چھوڑ کر معاویہ کے ہمراہ ہو جائیں گے اور اسی کی فرماں برداری اختیار کریں گے تیرا یہ تحریر کرنا کہ تو عثمان سے رنجیدہ نہ ہوگا اور جیسا چاہئے اسقدر علی سے خوش نہ ہوگا میں علی سے بجان و دل راضی ہوں اور عثمان سے بے پروا اور تمہارے معرکہ آرائی کر رہا ہوں امیر المومنین کے حکم سے کر رہا ہوں کیوں کہ تمام مہاجر و انصار نے آپ کی خلافت اور امامت پر اتفاق کر کے بیعت کی ہے اور ہم سے تمہارا جنگ کرنا صرف ایسے شخص کے کہنے سے ظہور میں آ رہا ہے جس کو کہ شامیوں نے اپنا پیشوا قرار دے لیا ہے اور جو نہ مشورے سے کچھ کام ہے نہ خلافت سے بہرہ والسلام۔ اشعث بن قیس کا یہ خط معاویہ بن خدیج کے پاس پہنچا تو پڑھ کر سخت ناراض ہوا اور معاویہ سے کہا مجھے تجھ پر غصہ آتا ہے کہ یہ سب رنج تیری بدولت حاصل ہوا اور تو نے ہی یہ باتیں مجھے سنوائیں تو نے اشعث کو خط لکھ دیا جس کے جواب میں ایسا کچھ جواب پایا اسوقت عتبہ بن ابی سفیان حاضر تھا بولا اشعث کو تحریر کے ذریعہ سے فریب نہیں دے سکتے اور معاویہ بن خدیج نے جو چند پریشان باتیں یا بیہودہ عبارت کاغذ کے پرزے پر لکھ کر بھیجی تھیں اشعث اُن سے دھوکہ نہیں کھا سکتا تھا یہ کام معائنہ اور مناظرہ کی نسبت دو بدو گفتگو کرنے سے بخوبی حاصل ہو سکتا ہے اگر حکم ہو میں اُس سے جا کر ملوں اور اس معاملہ میں زبانی گفتگو کروں۔ عتبہ بہت بڑا فصیح و بلیغ اور گویا شخص تھا سخن پردازی اور مطلب آرائی میں طاق تھا معاویہ نے کہا بہت اچھا۔ عتبہ سوار ہو کر امیر المومنین علی علیہ السلام علی کے لشکر کی طرف چلا قریب پہنچ کر ٹھہرا اور آواز دی کہ اشعث بن قیس کہاں ہے لوگوں نے اُسے مطلع کیا کہ عتبہ بن ابی سفیان آتا ہے اور تجھے بلاتا ہے اشعث نے کہا عتبہ عقلمند آدمی ہے اس سے ملنا ضرور ہے دیکھیں وہ کیا کہتا ہے اس کے بعد سوار ہو کر آیا اور برابر میں آکھڑا ہوا اور کہا اے عتبہ کس لئے آیا ہے اور مجھ سے کیا کام ہے عتبہ نے کہا اگر میرا بھائی معاویہ ابوطالب کے لشکر میں سے کسی نامدار مشہور و معروف سردار سے ملاقات اور گفتگو کرتا تو وہ تو ہی ہوتا کیونکہ تو اہل عراق کے سرداروں میں سب سے برتر اور افضل ہے اور قبائل کندہ کا سردار اور پیشوا ہے نیز عثمان نے سابق ازایں مجھ پر بڑے بڑے الطاف و کرم اور انعامات مبذول کئے ہیں ماسوا علی کے لشکر میں کوئی نامی سردار ایسا نہیں کہ جسے قتل عثمان سے کچھ لگاؤ نہو ہاں ایک تو ہے کہ اس نالائق حادثہ اور عظیم واقعہ سے بالکل بے لوث ہے تو نے قول و فعل کسی طرح سے بھی کوئی قصد یا ارادہ نہیں کیا بلکہ تو ہر طرح سے علی علیہ السلام کے لشکر کے سرداروں اور امیروں سے جدا گانہ اور ہزار درجہ بڑھ کر بزرگ و افضل ہے اشتر نخعی عثمان کا خاص قاتل ہے اور عدی بن حاتم طائی اس گروہ میں سے ہے جس نے قتل عثمان کی ترغیب دلائی ہے سعید بن قیس کے ہاتھ سے کوئی ایسا کام بن نہیں پڑا کہ کچھ کام آتا شریح بن ہانی اور زحر بن قیس اپنی فکر میں مبتلا ہیں وہ اپنی آرزوؤں اور خواہشوں کی پیروی میں مشغول ہیں اور کسی کے کام سے کچھ واسطہ نہیں رکھتے ہاں تیرا حال ان سب سے علیحدہ ہے تیرے حسن اخلاق اور محامد آفتاب سے زیادہ روشن ہیں ہم اس معاملہ میں بہت کچھ سوچا اور تمام نشیب و فراز پر غور کیا یہی خیال میں آیا کہ تیری ہی بغیر یہ عقدہ حل نہوگا اور خطرناک مہم محض تیری توجہ سے انجام پائیگی اکثر انسان محض ناموری اور شہرت کے لئے بڑے بڑے کام کرتے ہیں اور اکثر اس لئے مشکل کاموں کو حل کرتے ہیں کہ عرصہ دراز تک خلق خدا میں انکی نیکنامی کا چرچا باقی رہے ہم چاہتے ہیں کہ تو قوم کا شریک حال نہ ہو اور ناموری اور شہرت کی غرض سے شامیوں کی ساتھ بجنگ پیش نہ آئے اور نہ عراق والوں کا ساتھ دے اور زمانہ حال کی جمعیت کے ساتھ مسلمانوں سے معرکہ آرا ہو ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ تو علی کا ساتھ چھوڑ دے اور معاویہ کی خدمت اختیار کرے بلکہ یہ آرزو ہے کہ مسلمانوں کی بھلائی کو مد نظر رکھ کر ایسا طریقہ اختیار کرے جس سے یہ لڑائی بند ہو جائے اور مسلمانوں کی خونریزی موقوف ہو جائے والسلام عتبہ یہ باتیں کہہ چکا تو اشعث نے جواب دیا کہ اے عتبہ جو کچھ تو نے کہا میں نے

تا خوب ہی بنا بنا کر باتیں کہیں تیرا یہ کہنا کہ اس لشکر میں سے کسی سے معاویہ ملاقات اور گفتگو کرتا تو وہ ہوتا بالکل لغو ہے اگر معاویہ میرے پاس آتا تو میں اُس کی ذرا تعظیم نہ کرتا اور اس کی ملاقات سے مجھے کوئی فخر حاصل ہوتا اور یہ بات کہ میں اہل عراق کا سردار اور امیر ہوں اور قبیلہ کندہ کا امام جناب امیر المومنین علیہ السلام کی موجودگی میں کسی شخص کو زیبا سرداری وسروری اور مقام سیادت ومہتری کا دعوے سزاوار نہیں یہ تمام اوصاف حضرت علی کے لئے مسلم اور درست ہیں عثمان کے انعام واحسان کی بات کا جواب یہ ہے کہ میں نے تھوڑے دنوں اُس کی خدمت کی اور اسنے مجھے ایک علاقہ کا امیر مقرر کردیا تھا جس سے مجھے کوئی شرف اور بزرگی حاصل نہیں ہوئی اور ہمارے لشکر کے نامور لوگوں کا جو تونے ذکر کیا اور ہر ایک کو عیب لگایا اس کی وجہ سے تو میری نگاہوں میں حقیر ہوگیا سرداروں کو عیبوں سے منسوب کرنا اور اُن کی اخلاقی برائیوں کو مشہور کرنا بڑی نالایق حرکت ہے اور اہل عراق کا حمایت کرنا اس لئے ہے کہ ہر شخص پر واجب ولازم ہے کہ جس ملک یا موضع میں رہتا ہو وہاں کے باشندوں کی رعایت ملحوظ خاطر رکھے ہاں کوئی ایسا طریقہ اختیار کرنا کہ جنگ موقوف ہوجائے اور خونریزی ظہور میں نہ آئے اس کیلئے تم ہم سے زیادہ سزاوار ہوتا ہم میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ غور وفکر کروں گا۔

عتبہ کو اشعث بن قیس نے اس قسم کا لاجواب جواب دیا تو وہ مایوس اور خفیف ہوکر الٹا پھر گیا اور معاویہ کے پاس پہنچکر تمام کیفیت کہ سنائی معاویہ نے نعمان بن بشیر کو بلا کر کہا شاید یہ معاملہ تیرے حسن تدبیر اور سعی سے طے ہوجائے اور پھر جنگ سے کام نہ پڑے وجہ یہ ہے کہ زمانہ جنگ کو بہت طول ہوگیا ہے اور انتہا درجہ کی خونریزی ہوچکی ہے۔ نعمان بن بشیر نے کہا جیسا تو حکم دیتا ہے ویسا ہی عمل میں لاؤں گا اور سعی بلیغ کے ساتھ ان لوگوں سے جیسا مناسب ہوگا کہوں گا یہ کہہ کر سوار ہوا اور علی کے لشکر گاہ کی طرف چلا قریب پہنچکر ٹھیرا اور پوچھا قیس بن سعید بن عبادہ کہاں ہے اس سے کہدو کہ نعمان بن بشیر آیا اور تجھ سے کچھ کہنا چاہتا ہے۔ قیس کو خبر ہوئی تو سوار ہوکر اس کے پاس آیا پوچھا اے بشیر کیا کہتا ہے نعمان نے کہا جو شخص ایسے گروہ کو جو تیروں سے جنگ کرتا ہو سمجھا کر جنگ سے روک دے اور اس گروہ کو جو گمراہی میں مبتلا ہو راہ راست کی ہدایت کرے گویا اس نے تمام جہان کا انصاف کیا ہوگا اے انصار یو تم نے بڑی غلطی کی ہے کہ عثمان کو خستہ حالت میں چھوڑ دیا اور اس کے دوستوں اور مددگاروں کو جنگ جمل میں قتل کردیا اور اگر عثمان کو خستہ حال نہیں چھوڑ دینے کے بعد بھی تم علی سے بیعت نہ کرتے اور اُسے بھی بے یار ومددگار چھوڑ دیتے تو آسان امر تھا مگر تم نے تو حق کو ذلیل کرکے چھوڑ دیا اور باطل کی امداد کی ہے اور اسی پر اکتفا نہ کرکے تم یوں بڑے بڑے ظلم کئے ہیں اُن سے مقابلہ آرا ہو تم نے نامی دلیروں اور تجربہ کار بہادروں کو مار ڈالا ہے باوجود اس کے اگر تم سے کوئی ایسا شخص مارا گیا جس سے علی کو رنج ہوا ہو تو تم اس کے پاس جاکر تسلی دیتے اور فتح وظفر کا وعدہ کرتے ہو اسوقت میں نے یہ دیکھ کر کہ ہم تم میں سے بے شمار آدمی کام آچکے ہیں اور معاملہ حد سے تجاوز کر گیا ہے واجب جانا کہ تجھ سے اس امر کو بیان کروں شاید تو کوئی تدبیر سوچے اور تمام قوم کی تباہی و بربادی سے پہلے اس خرابی کے دفعیہ میں کوشش کرے والسلام۔ قیس بن سعد بن عبادہ نے نعمان کی باتیں سنکر قہقہہ لگایا اور کہا مجھ ذرا بھی اس بات کا گمان نہ تھا کہ تو ایسے کلمات زبان سے نکالے گا عثمان کے بے یار ومددگار چھوڑ دینے کی یہ بات ہے کہ لوگوں نے ایسے شخص کو خستہ حالت پر چھوڑا ہے جو تجھ سے اور تیرے باپ سے بڑھ کر تھا اور جنگ جمل کا واقعہ ایسا ہے کہ ہم اُن سے اس وجہ سے لڑے کہ انھوں نے امیر المومنین علی علیہ السلام سے بیعت کرکے بدعہدی کی اور بیعت توڑ کر مخالفت اختیار کی تھی اسواسطے اُن سے جنگ کرنا واجب ہوگیا تھا۔ رہا معاویہ خدا کی قسم اگر تمام عرب بھی اسکی خلافت کے لئے بیعت کرلیتا تو انصار اس وقت بھی اس کی اطاعت اختیار نہ کرتے بلکہ اس سے مقابلہ ومنافلہ پیش آتے اور موجودہ معرکہ آرائیوں کا یہ حال ہے کہ ہم امیر المومنین علی کی طرفداری میں جنگ کر رہے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ حضرت رسول خدا کے ہمرکاب ہوکر مشغول جہاد ہیں ہم چاہتے ہیں کہ اس جنگ کو برقرار رکھ کر اپنے چہرے تلوار و تیر نثار کریں اور سینوں کو نیزوں کے مقابلہ رکھیں یہانتک کہ امر حق اپنے مرکز پر آٹھیرے ظہور حق اللہ وھم کا دھوکا اے نعمان دیکھ کہ معاویہ کے ساتھ طلیق اور اعرابیکے سوا کوئی نہیں ہے مہاجر وانصار کہاں ہیں اور کسی شخص کی خدمتیں ہکر شمشیر زنی کر رہی ہیں کیا معاویہ کے ساتھ ہیں وہ اور تم دو نو اور مسلمہ بن مخلد کو بھی اسلام میں سبقت حاصل نہیں نہ باپ کیطرف سے نہ اولاد کیجانب سے اور آج تو ہم پر حجت لاتا ہے

کیا تو نے اپنے باپ کی سنت اختیار کی ہے تیرے باپ نے بھی سقیفہ بنی ساعدہ میں اسی قسم کی باتیں کہیں تھیں اور اسی طرح کے بیہودہ کلمے زبان سے نکالے تھے جا میرے سامنے سے دور ہو جا تیری ایسی باتوں اور تجھ جیسے چچازاد بھائی پر بھی لعنت ہے نعمان قیس بن سعد سے یہ سخت و سست کلمات سنکر نادم و شرمندہ الٹا پھرا اور بروقت واپسی کہتا جاتا تھا میں ایسی ملامتوں اور اسطرح کی سخت باتوں کا سننے والا نہ تھا میں نے بڑی غلطی کی کہ پسر سعد سے سوال و جواب کیا قیس بھی واپس چلا آیا اور اثناء راہ میں یہ کہتا تھا فالراقصات بکل اشعث اغبر ٭ خوص العیون تجثها الرکبات ٭ ما ابن مخلد مغلیا اسیا افبانہ عمن یجادبہ والا النعمان

# امیر المومنین علیؑ کی خدمت میں معاویہ کا ایک جماعت کو بھیجنا

دوسرے دن فوج نے جنگ کرنیکا ارادہ کیا مگر معاویہ نے اجازت ندی اور لشکر کو مرتب کیا بلکہ قریش میں سے عمر بن عاص عتبہ بن ابی سفیان عبد الرحمان بن خالد بن ولید ضحاک بن قیس حبیب بن مسلمہ وغیرہ کو چند سرداران شام سمیت امیر المومنین کیخدمت میں بھیجا لشکرگاہ کے قریب پہنچکر قاصد بھیجا اور اجازت چاہی حضرت علیؑ نے انہیں طلب کیا انھوں نے حاضر ہو کر سلام کیا آپ نے جواب سلام دیا اسوقت آپکی مجلس میں اکثر مہاجر و انصار موجود تھے آپ نے فرمایا اے اہل شام تم کس غرض سے آئے ہو اور کیا مطلب رکھتے ہو عمر عاص نے کہا اے ابو الحسن بہتر یہ ہے کہ پہلے آپ ہی کچھ ارشاد فرمائیں کیونکہ آپکو ہر امر میں سبقت حاصل ہے سب سے پہلے جو شخص خدا پر ایمان لایا اور جسنے وحدانیت کی پہلی گواہی دی اور محمد کی نبوت کو سچا جانا وہ آپ ہی ہیں اور جس نے سب سے پہلے قبلہ کی طرف رخ کرکے نماز ادا کی وہ بھی آپ ہی ہیں ان سابقہ اور گذشتہ فضیلتوں اور اوصاف حمیدہ کی سبب سے اور کسی کو رتبہ میسر نہیں ہو سکتا اسلئے آپ سے بہتر گفتگو شروع کرے پس انسب و افضل یہی بات ہے کہ آنجناب ہی زبان اقدس سے کلام برکت التیام شروع فرمائیں امیر المومنین علیؑ نے فرمایا میں نے اپنی زندگی میں سب سے پہلے حمد و ثنا الہی میں زبان کھولی اور بولنا شروع کیا ہے اور یہی ذکر جاری رہے گا اور امید رکھتا ہوں کہ بعد وفات بھی ایسا ہی عمل میں آئیگا اسلئے میں ابتدا میں حمد الہی جل شانہ بیان کرتا ہوں جس نے مجھے انواع و اقسام کے انعامات اور نعمہائے حسنہ کرامت فرمائی ہیں اور میرے لیئے ہی مخصوص کی ہیں میں نے اپنی زبان کو ظاہر و باطن اور راحت و مصیبت میں ہمیشہ حمد و ثنا خالق کونین سے آشنا رکھا ہے اور ہمیشہ رکھوں گا اور گواہی دیتا ہوں کہ خدا ایک ہے اور ہر شئے پر قادر ہے اسکا کوئی شریک یا مشیر یا مددگار نہیں اسنے محمد کو جو تمام نبیوں کے سردار ہیں برحق طور پر خلقت کیلئے بھیجا اور اہل عالم کے واسطے باعث رحمت و برکت فرمایا اور خاتم پیغمبران کیا جناب رسولخدا نے بھی پیغمبری کے فرض کو ادا کیا اور جو کچھ امر الہی تھا سب خلقت کو سنا دیا جملہ شرائط نبوت و رسالت بجالائے لوگوں کو راہ راست دکھائی امت نے آپکی ہدایت کے ذریعہ سے سعادت ابدی حاصل کی کفر و شرک کی تاریکیوں سے نکلے ؎ از خاک لالہ رست زعکس جمال او ٭ مہ سجدہ برد پیش کتاب کمال او ٭ از شرق تا بغرب دم از مثال او ٭ ہر دیدہ کہ دید نظر از مثال او صلوٰۃ اللہ و سلامہ علیہ اسکے بعد آپنے جناب سالتماب کے عہد مبارک کا ذکر کیا پھر خلفائے گذشتہ زمانہ کی آسایش اور فتنہ و فساد کی طرف سے امن و امان ہونیکا بیان فرمایا اور کہا جسوقت لوگوں نے عثمان کی مخالفت اختیار کی تھی میں نے ہر چند چاہا کہ یہ آتش فساد بجھ جائے اور سعی کی کہ عثمان کو ان لوگوں کی ایذا رسانی سے محفوظ رکھیں مگر عثمان نے غرضمند لوگوں کے بہکانے کے سبب اپنے نامناسب افعال سے روگردانی نکی اور وہ باتیں اختیار کیں جو قانون شریعت میں نہ تھیں بدکار لوگوں کے کہنے سننے پر چلتا تھا اور خیر خواہ دوستوں کی نصیحت پر ذرا توجہ نہ کرتا تھا میں نے دیکھ کر کہ نصیحت کی بات نہیں سنتا خانہ نشینی اختیار کر لی۔ پھر لوگوں نے عثمان کو مار ڈالا اس واقعہ کے متعلق نہ میں نے کوئی حکم دیا تھا نہ کچھ ارادہ کیا تھا جب لوگوں نے اسے مار ڈالا تو سب مل کر میرے پاس آئے کہ اب کچھ چارہ جوئی کرنی چاہیئے میں نہ چاہتا تھا کہ حضرت رسولخدا صلعم کے بعد مدت تک کسی کام میں مصروف ہوں مگر مہاجر و انصار نے متفق ہو کر مجبور کیا ناچار ان کی رضامندی مد نظر رکھنی پڑی

وہ سب بخوشی خاطر میری اطاعت میں اس شرط پر شامل و داخل ہو گئے کہ میں کتاب الٰہی اور سنت محمد مصطفےٰ صلعم پر عملدرآمد کرونگا کچھ دنوں سب
کے سب مجھ سے متفق رہے اور جملہ امور میں میرا حکم مانتے رہے پھر کچھ لوگوں نے بلا سبب مجھ سے مخالفت اختیار کی بدعہدی سے پیش آئے یہ سب حالات
آفتاب سے زیادہ روشن ہیں بیان کرنے کی کچھ حاجت نہیں تم خود بھی سب کچھ سنتے سناتے ہوئے ہو کہ انجام کار یہ معاملہ کہاں تک جا پہنچا اور
اُن کے حق میں حکم الٰہی کیا تھا آج دوسرا فتنہ برپا ہوا اور اسکی آگ بھڑک اُٹھی اب اس درجہ کو پہنچگئی کہ تم دیکھ رہے ہو بہت سے پیارے عزیزوں
کے خون خاک پر بہ گئے اور ابھی تک یہ فتنہ نہیں دبا نہ مغرور جماعت کے سروں میں سے سرکشی کی ہوا خارج ہوئی ہے بیعت کی ابتدا میں بھی امر قرار
پایا تھا کہ میں خلق خدا کے ساتھ کتاب خدا اور سنت مصطفےٰ کے مطابق عمل کروں گا۔ آج بھی یہی قرارداد ہے جو کل تھا اور وہی بات کہ اہل
جو پیشتر کہی تھی جس شخص نے مجھے قبول کر کے میرے حکم کو مان لیا اور دائرہ اطاعت و بیعت کے اندر آگیا اس نے سعادت حاصل کر لی اور ہر طرح
کی نعمتوں سے بہرہ ور ہو گیا اور جس نے انکار کیا اور سرکشی و خطاکاری پر مصر ہو بیٹھا وہ راہ راست سے دُور جا پڑا اور جہالت و ضلالت میں پھنس
ہو گیا امیر المومنین علی کے اس ارشاد کے بعد عمرو عاص نے تقریر شروع کی حمد خدا کے بعد رسول خدا پر درود بھیجا اور کہا اللہ تعالےٰ عثمان کو
بہشت کرامت کرے اور جو کچھ اسپر ظلم ہوئے وہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جائیں رسول خدا کا بزرگ ترین صحابی تھا حسب و نسب اور قدیمی
خاندان کے لحاظ سے بلند مرتبہ تھا اور دامادی رسول خدا کا دوہرا شرف حاصل تھا جس شخص نے قتل عثمان کی جرأت کی اور ایسا بڑا گناہ جائز سمجھا اللہ
تعالیٰ اس سے جواب طلب کر کے اسکی سزا دے گا اور جو کچھ اس کے اعمال کے لائق ہوگا فرمائے گا خدا کی قسم ہم علی کے ان سابقہ اوصاف حمیدہ اور وسائل
عالیہ سے خوب آگاہ ہیں جو آپکی خدمت رسولخدا میں حاصل ہو چکے ہیں اور ان سبکو اول سے آخر تک اور اہل عالم کی نسبت واضح طور پر جانتے ہیں نیز آپکے
دوستوں مہاجر و انصار کے عالی مراتب اور اوصاف حمیدہ سے بھی ہم منکر نہیں ہیں کم و بیش ان سے واقف ہیں اور انکی بزرگیوں اور خوبیوں کو جانتے
پہچانتے ہیں پھر حضرت علی کے فضائل و مناقب اور حسن اخلاق و سیرت سے کب انکار ہو سکتا ہے نہ فضائل و مناقب کہ خاندانش راست برآں
مہر دلیل ست آفتاب گواہ علی ابن ابوطالب کے مکارم حسنہ محتاج شرح و بیان نہیں ہماری غرض اس جلسہ سے صرف اسی قدر ہے کہ کسی طرح یہ فساد
مٹ جائے اور مسلمانوں کی خونریزی بند ہو اس امر میں ہم نے غور و فکر کے بعد ایک تجویز سوچی ہے ہم امیدوار ہیں وہ پسند فرمائی جائے اور توفیق
الٰہی رفیق ہو کر ایسے طریق پر کہ طرفین راضی رہیں یہ کام انجام کو پہنچ جائے اور صلح و صفائی ہو جائے اسوقت شامی سردار اور عراق کے بزرگ
خدمت اقدس حضرت علی میں موجود ہیں اور سب خواہشمند ہیں کہ آج یہ معاملہ طے ہو جائے اور شرف سعادت سے صبح راحت کا ظہور ہو جائے
اگر اجازت ہو تو کچھ سوچ رکھا ہے اس میں سے کچھ بخدمت بابرکت میں عرض کریں اگر رائے عالی کے موافق ہو عین مراد بر آئی ورنہ اور
کسی طریق پر جو از راہ مصلحت بہتر معلوم ہو اس آتش فساد کو بجھانا چاہیے عمرو عاص کی اس گفتگو کے ختم ہونے پر امیر المومنین علی علیہ السلام
نے فرمایا۔ چرب زبانی اور طول سخن کو چھوڑ کر وہ رائے پیش کر جو سوچ رکھی ہے تاکہ اسکی برائی بھلائی دیکھی جائے۔ شرجیل بن سمط کندی
بولا اے معارف عراق آگاہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ہم میں انساب وارحام کے تعلقات کے ذریعہ سے بہت سے حق قایم کر دیئے ہیں جن کی رعایت
واجب و لازم ہے اے ابوالحسن ہمیں معلوم ہے کہ رسول خدا کے ساتھ آپ کا سب سے اول اور اعلیٰ درجہ کا تعلق ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے اندازہ
علم و حلم اور فضیلت و شجاعت اور تجربہ کاری و بزرگی و عزت اور حسن سخاوت وغیرہ اوصاف عطا کئے ہیں ہم خوب آگاہ ہیں اور تم بھی جانتے ہو
کہ ہم جہالت کی وجہ سے یہ جنگ کر رہے ہیں اور ہزارہا خلقت بے فائدہ قتل ہوئی ہے اور اگر ایک ہفتہ اور اسی طریق پر جاری رہی تو ہم میں سے کوئی گھر میں ہے
اور چراغ جلانے تک کو زندہ نہ رہیگا اسلیئے ہم نے سوچا ہے کہ آپ از راہ سعادت عراق و حجاز کی جانب مراجعت فرمائیں اور ہم شام کیطرف واپس چلے جائیں
اور اس جنگ سے دست بردار ہو جائیں کہ زیادہ مسلمانوں کا خون نہ بہے اور عورتیں بیوہ اور بچے یتیم ہونے سے محفوظ رہیں اور یہ فتنہ و فساد دور ہو کر راحت
و امن قایم ہو اللہ واقف ہے اور اسی کا علم کفایت کرتا ہے کہ میں یہ امر محض خدا کے واسطے اور طرفین کی درستی احوال و بھلائی کی غرض سے کہتا ہوں اور حقوق

کے خیال کے سوا کوئی دوسری خواہش نہیں اور توفیق خدائے جل شانہ کی طرف سے ہے۔ جب شرجیل یہ کلمے کہہ چکا تو امیر المومنین نے فرمایا خدا کی قسم میں نے اس معاملہ میں بہت کچھ غور و فکر کیا ہے اور تمام پہلوؤں پر نظر ڈالی ہر ایک پس و پیش کو سوچا اور بڑے غوض سے اس معاملہ کی ابتدا و انجام کا اندازہ کیا ہے لیکن انجام کار یہی واضح ہوا کہ یا تو تم سے جنگ کی جاوے ورنہ جو کچھ محمد رسول خدا صلعم پر نازل ہوا ہے اس سے کافر ہونا پڑتا ہے خدا کی قسم اگر اس واقعہ کے متعلق میری جان بھی مسلمانوں پر سے قربان ہو جاتی اور اُن کی خونریزی ظہور میں نہ آتی تو میں بخوشی گوارا کرتا۔ اب مصلحت یہی ہے کہ تم معاویہ سے کہو کہ دشمنی ترک کر کے جس امر پر مہاجر و انصار رضامند ہیں وہ بھی رضامند ہو جائے اور میں بھی خدا سے درخواست کرتا ہوں کہ حق کو باطل پر غلبہ کرامت فرمائے خدا کی قسم مجھے صاف نظر آتا ہے کہ جو شخص معاویہ کا طرفدار ہو کر مجھ سے جنگ کر رہا ہے قیامت کے دن وہ آتش دوزخ میں جلے گا شرجیل حضرت علی کا یہ کلام سنکر اُٹھ کھڑا ہوا اور ساتھیوں سے کہا کیوں بیٹھے ہو کھڑے ہو جاؤ کہ ہم یہاں سے چلے جائیں یہ شخص کسی بات کو نہ مانے گا اور ہمارے پاس اس کیواسطے بجز آب شمشیر اور کوئی شے نہیں وہ لوگ اُٹھ کر چلے گئے اور باہم کہتے تھے کہ محمد کے خدا کی قسم تمام عرب ہلاک ہو گیا اور سب کے سب اسی فساد پر مرینگے اب اس غضبناک جنگ اور بے اندازہ مصیبت کا کوئی علاج نہیں خدا ہی ہٹائے تو ہٹے جب معاویہ کے پاس پہنچے تو جو کچھ امیر المومنین سے کہا سنا تھا سب کہہ سنایا معاویہ بہت گھبرایا اور بیقراری کے سبب رات بھر نہ سویا اب دونو لشکروں نے جنگ کی تیاری کی تمام رات بھر کوئی آدمی نہ سویا تھا امیر المومنین علی نے بعد نماز عشا یہ خطبہ پڑھا اس خدائے جل جلالہ کے لئے حمد و ثنا زیبا ہے جسنے اپنے احکام اور تقدیری امور اور موت اور حیات کو ایسا منضبط اور مضبوط قایم کیا ہے کہ کوئی فرد بشر اور کوئی مخلوق اُسکے قاعدوں اور ظہورات میں کسیطرح بھی ذرہ بھر فرق یا نقصان نہیں کر سکتا اگر وہ چاہتا تمام عالم میں دو شخصوں کو بھی ایک دوسرے سے مخالفت ہوتی اور باہم میں عداوت اور فساد پڑتا نہ باطل امر حق سے انکار کرتا نہ بیہودہ لوگ فاضلوں پر سبقت لے جانا چاہتے ولو شاء اللہ ما اقتتلوا ولکن اللہ یفعل ما یرید یعنی اگر اللہ تعالی چاہتا تو قتل وقوع میں نہ آتا اور لیکن اللہ تعالی نے جو کچھ ارادہ کرتا ہے اُسے ظہور میں لاتا ہے اور ہمیں اُسی خدا کا حکم محکم اور ارادہ واثق یہاں پر لایا ہے اور اس بھنور میں پھنسایا ہے ہم جسقدر سانس لے رہے ہیں اور قدم اُٹھا اُٹھا کر رکھ رہے ہیں اور کم و بیش کام کر رہے ہیں خواہ وہ خطرناک ہیں یا مامون وہ خدا اُن سے آگاہ ہے بلکہ اُسکا علم ہمارے ہر اک ہم و گمان اور دلی خیالات اور ارادوں پر بھی محیط ہے اگر اُسے منظور ہوتا تو بد افعال لوگوں کو سزا اور نیکوں کو نیک بدلہ اسی جہان میں بھی دے دیتا لیکن اُسنے دنیا کو محض جائے اعمال بنایا ہے اور آخرت کو جائے قرار لیجزی الذین اساؤا بما عملوا و یجزی الذین احسنوا بالحسنی یعنی جو نیک بُرا بدلا دیتا ہے اس شخص کو جو بُرے کام کرتا ہے اور نیکو کاروں کو جزائے نیک عطا فرماتا ہے آگاہ ہو کہ تمہیں کل اپنے دشمنوں سے جنگ کرنی ہوگی آج رات کو کسی قدر بیدار رہ کر ذکر خدا کرتے رہو نمازیں پڑھو قرآن کی تلاوت کرو اور خدا تعالی سے فتح و ظفر کی دعائیں مانگو اور جبوقت کل جنگ کی طرف متوجہ ہو کامل صبر و استقلال سے سعی کرو اور اسے موجب نجات و حسنات سمجھو دیکھتے ہو کہ تمہارا اور تمہارے دشمن کا معاملہ کس درجہ تک پہنچ چکا ہے اور کہاں تک پہنچیگا مہم کا اعتبار آخری نتیجہ پر منحصر ہوتا ہے اور جبکہ خاتمہ فتح کے ساتھ ہو تو اچھی بات نہیں تمنے شروع میں بڑی بڑی کوششیں اور ہمتیں کی ہیں لازم ہے کہ اب انجام کار کے وقت بھی کسی قسم کی سستی اور کاہلی کو پاس نہ آنے دینا اللہ تعالی کی مرضی اور حکم پر نظر رکھنا مقابل والے راہ باطل پر ہیں دیکھو پھر بھی وہ کس طرح سعی کر رہے ہیں الحمد للہ کہ تم حق پر ہو اور تمہاری سعی اور کوشش اُن سے بہت زیادہ ہونی چاہئے یاد رکھو کہ ہم کل علی الصباح جنگ کرینگے یہاں تک کہ اللہ تعالی ہمارے درمیان فیصلہ فرمائے گا اور وہی سب سے بڑھکر حکم صادر فرمانیوالا ہے جب امیر المومنین نے یہ خطبہ پڑھا فوج والوں نے بہ رغبت تمام تیاریاں شروع کر دیں اور انتظار کرنے لگے کہ کسوقت صبح نمودار اور دن روشن ہوتا ہے کہ معرکہ آرائی کریں۔ سب کو یقین تھا کہ صبح کو سخت تر جنگ واقع ہوگی امیر المومنین علیؑ کے ہمراہیوں کی یہ کیفیت تھی اور ایک متنفس نے بھی ذرا آنکھ نہ جھپکائی دوسری طرف معاویہ اپنے لشکر سے کہہ رہا تھا کے شامیو تمکو سخت مہم سے سابقہ پڑا ہے کیونکہ تمہیں اپنے بھائیوں ہی سے جنگ کرنی ہے اس صورت میں جبکہ تمنے یہ جنگ چھیڑ دی ہے تو بالضرور اسے انجام تک پہنچانا لازم ہے تمہیں تین کاموں میں سے ایک کام ضرور کرنا چاہیئے یا یہ تصور کرو کہ تم یہ جنگ محض رضامندی خدائے تعالی کے واسطے کر رہے ہو اور اس گروہ سے

لڑتے ہو جس نے بہتر ظلم و ستم کئے ہیں یا یہ سمجھو کہ ایک غیر ملک کی طاقت نے تمہارے دروازوں پر حملہ کر لیا ہے اور چاہتے ہیں کہ تمہیں تمہارے وطن سے نکالدیں اور تمہارے گھر چھین لیں یا یہ خیال کر لو کہ ایک گروہ تمہارے زن و فرزند کی گرفتاری کے واسطے آیا ہوا ہے بہر نمط اپنے ننگ و ناموس کی حفاظت کے لئے جان لڑا دینی چاہئے معاویہ کے ایک ساتھی نے یہ کلمے سنے اور اس جنگ اور اسکے خطرہ کے متعلق یہ قطعہ کہا جس میں سے یہ چند شعر جو نہایت ہی فصیح اور اچھے ہیں یہاں پر درج ہیں سے الا لیت ھذا اللیل اطبق سرمدا ؛ علینا وانا لا نری بعدہ غدًا فان بک لیلی حانا بصباحہ ؛ وحد ثالی برجا الکواکب مصعدا ؛ واما فراری فی البلاد فلیس لی ؛ قرار و لو جاوزت خاتمًا بعد جدا و علی انہ غیر مخلف بہ الدھر ما لبی السلبون موعدًا ؛ فقل لابن ھند ما الذی انت ضائع ؛ انلبث ام یدعون فی الحرب ھند وا معاویہ اس قطعہ کو سنکر بہت غصہ ہوا اور چاہا کہ اس شاعر کو مروا ڈالے اور کہا اللہ اسے ہلاک کرے جہاں بھاگ کر جائے گا میں اُسے قتل کروں گا شاعر نے ارادہ سُنکر بوقت شب گریز کی اور خدمت امیر المومنین میں حاضر ہوا اور ملتجی حفاظت ہو کر تمام کیفیت عرض کی پھر آپ کے زیر سایہ حمایت امن میں ہو بیٹھا معاویہ آج رات بھر بہت ہی مضطرب اور غمگین رہے اور اس معرکہ سے جی چھوڑ دیا پھر ایک شعر کہا اور اپنے دل کو تسلی دی اور اللہ تعالیٰ کی مرضی و فشار پر مستعد ہو کر تیاری جنگ شروع کی جب سورج نکل آیا لشکروں میں زیادہ بیتابی پھیلی کیونکہ ہر ایک کو یہی خیال تھا کہ آج کی جنگ بڑی ہیبت ناک ہوگی اور بہادر لوگ جان توڑ کر جنگ کریں گے اب تمام جوانان لشکر بعجلت تمام جنگ کی تیاری میں مصروف تھے اور منتظر صدور فرمان روز روشن ہوتے ہی طرفین کی صفیں درست ہو گئیں اور ہر شخص نے جنگ کی پوری تیاری کر رکھی تھی امیر المومنین علیؑ نے حضرت مصطفیٰ رسول خداصلعم کی زرہ طلب کر کے زیب بدن فرمائی اور آنحضرت کی شمشیر حمایل کر کے رسول خدا کی دستار سر پر باندھی اور اُنہی کی سواری کے گھوڑے پر سوار ہو کر دونوں لشکروں کے درمیان تشریف لاکر کھڑے ہوئے اور باآواز بلند فرمایا اے لوگو اگر تم میں سے کوئی شخص اپنے آپ کو خدا کے ہاتھ فروخت کرنا چاہتا ہے تو وہ آج ہی کا دن ہے کیونکہ یہ دن مدتوں یادگار رہے گا مجھے اُسی خدا کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت اور ارادت میں علی ابو طالب کی جان ہے کہ اگر یہ لوگ دین کی حدود کو ضایع نہ کرتے اور حقوق کے باطل کرنے میں ساعی نہ ہوتے اور ظالم گروہ سرکشی کے ساتھ ظہور نہ کرتے اور شیطان وسوسہ اور فساد برپا نہ کرتا اور یہ لوگ ازراہ کفر و گناہ اور اخفائے حقوق و نعمتہائے رب العزت سرکشی نہ کرتے تو میں ہرگز ہرگز اس میدان میں قدم نہ رکھتا اور اپنے آرام و راحت پر اس جنگ و جدل کو ترجیح نہ دیتا۔ لیکن کیا کروں کہ یہ امر نہایت ضروری تھا کہ اس گمراہ جماعت کو راہ راست پر لاؤں اور انہیں حق راستے پر چلنے اور دینی طریقوں کو برتنے کی ہدایت کروں اور جبکہ معاملہ اس درجہ تک پہنچ چکا ہے تو سوائے جنگ و جدال کے یہ مدعا پورا نہ ہوگا الغرض عورتوں کے ہاتھوں کا رنگ مہندی ہے اور مردوں کا خضاب خون ہے اور تمام امور میں صبر سب سے افضل ہے خاصکر میدان جنگ میں نکل کر سستی اور کاہلی سے کسی شخص نے ناموری حاصل نہیں کی اور اُن ہی دو خصلتوں سے بدنصیبی اور مایوسی حاصل ہوتی ہے اقبال اور نصیبہ محنت و مشقت کے ساتھ ہے اور صبر و نصرت باہم ملحق ہیں اور ثابت قدمی اور استقلال سے مشکل کام آسان ہو جاتے ہیں اگر آج گروہ عبا زبان کے ذائقہ کو تلخ کر دے گا تو کل فتح مندی اچھی طرح منہ میٹھا کر دے گی یاد رکھو ان لوگوں کے دلوں میں ابھی تک جنگ احد اور بدر کا کینہ باقی ہے اور معاویہ کے سینہ میں جو زمانہ جاہلیت کا عناد بیٹھا ہوا ہے وہ اس سے آج کام لینا چاہتا ہے اور چاہتا ہے کہ اپنے دل کے قدیم اور دیرینہ زخموں اور رنجوں کا آج مدافعہ کرے اور اپنی دلی مراد پائے وقفاتلوا ائمۃ الکفر انھم لا ایمان لھم لعلھم ینتھون عراق اور حجاز کے نامور مہاجر و انصار نے کہا یا امیر المومنین علیہ السلام ہم آج تک یقین کامل اور عقل سلیم کی بدولت آپ کی رضامندی کے لئے اُن لوگوں سے جنگ کر رہے تھے اور جبکہ عمار یاسر آپ کی طرف سے معاویہ کے لشکر کے ہاتھوں سے شہید ہو گیا تو اگر کوئی قدرے قلیل شبہ تھا بھی تو وہ جاتا رہا ہے اور ہم پر صاف ظاہر ہو گیا ہے کہ یہ لوگ باغی ہیں اور ہمارا یقین و خیال آپ کی جانب کامل اور خدمت و متابعت کے لئے زیادہ مستحکم ہو گیا ہے ہم سب آپ کے سامنے موجود ہیں

اور زبانوں سے آپ کے ساتھ عہد کر لیا ہے اور خدمت گذاری اور فرمانبرداری کے لئے کمریں کس لی ہیں آپ سعادت و اطمینان سے ہمارے پیشوا بنیں اور ہم آپ کی پیروی کریں گے اور مشکل سے مشکل کام کے لئے آپ ارشاد فرمائیں کہ ہم فرمانبرداری کے ساتھ اُسے انجام دیں گے امیر المومنین نے یہ کلمات سنکر اُن کی تعریف و تحسین کی اور مرکب اُٹھایا اور عراق و حجاز کے دس ہزار اسلحہ و مکمل سواروں نے بھی آبدار شمشیریں کھینچکر آپ کی متابعت میں باگیں اُٹھائیں حضرت علی رجز خوانی فرماتے جاتے تھے اور عدی بن حاتم طائی عقب پر تھا جب معاویہ کے لشکر کے متصل پہنچے امیر المومنین نے فرمایا میں حملہ کروں گا اور تم دس ہزار سوار بھی میرے ساتھ ہی اس طرح حملہ کرنا ایک دوسرے سے علیحدہ نہ ہونے پاؤ اور تمہارا حملہ محض ایک شخص کے حملہ جیسا ہونا چاہئیے یہ کہکر آپ نے حملہ کیا اور ان دس ہزار سواروں نے بھی آپ کا ساتھ دیا اور یکبارگی لشکر معاویہ پر ٹوٹ پڑے اور اس کے لشکر کی صفوں میں سے ایک صف کو بھی درہم برہم کئے بغیر نہ چھوڑا اور اسقدر آدمی قتل کئے کہ گھوڑوں کے اگلے پچھلے تمام پاؤں خون سے رنگین ہوگئے اب معاویہ کا لشکر سرد پڑ گیا انہیں ذرا بھی طاقت جنبش و حرکت نہ تھی معاویہ نے عمر عاص سے مخاطب ہوکر کہا اے ابا عبداللہ آج صبر کا وقت ہے تاکہ کل کے دن فخر کرسکیں عمر نے کہا تو سچ کہتا ہے لیکن آج موت حق اور زندگی باطل ہے اور اگر علی نے اسی طرح ایک اور حملہ کیا تو ہم سب اور سارا لشکر فنا ہو جائے گا ۔ اشتر نخعی اپنے چچازاد بھائیوں اور رشتہ داروں سے مخاطب ہوکر کہہ رہا تھا اے آل مذحج اگرچہ تمنے دانتوں سے پتھر پکڑ لیا ہے مگر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہنوز حاصل نہیں کی کیونکہ دشمنوں میں ابھی تک آثار ہراس و کاہلی نمایاں نہیں ہوئے تم مرد میدان ہو پیتان شجاعت سے تمنے دودھ پی رکھا ہے اور جنگ و جدل میں پرورش پائی ہے اے بہادر اور جری سوار و اور دلاور مردو تم کہاں ہو آج ہی کا دن شجاعت کا دن ہے کوشش کرو کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرو یہ کہکر حملہ کیا اور اس کے عزیزوں قبائل مذحج نے بھی اُس کے ہمراہ ہوکر حملہ کیا شامی اُن کے حملہ کو دیکھ کر حیران ہوگئے ۔ ہاتھ پاؤں بھول گئے آج اشتر ایک بڑے قد آور سیاہ گھوڑے پر سوار تھا ایسا تیز رفتار تھا کہ سموں کی آہٹ تک ہوتی تھی اور یمانی تلوار ہاتھ میں تھی اس کی جنبش کے ساتھ ہی لوگوں کو یہ گمان ہوتا تھا کہ یہ جلتا ہوا انگارا ہے اور ہاتھ کے بلند ہونے کے وقت اسکی چمک سے آنکھیں چندھیا جاتی تھیں وہ گھوڑا اُتھا جو پیہم حملے کر رہا تھا اور یہ تلوار تھی جو برابر قطع و برید کر رہی تھی نہ خود اُسکو تکان معلوم ہوتا تھا نہ مرکب ہی ڈھیلا پڑتا تھا نہ اس تلوار میں کچھ بل آتا تھا ایسی شمشیر بازی کے بعد اُس نے تلوار کو نیام میں رکھ کر نیزہ سنبھالا اور زیادہ سخت حملے کرکے شامیوں کو قتل کرنے لگا آخر کار اُس کا نیزہ ٹوٹ گیا اور وہ رک کر رجز پڑھنے لگا امیر المومنین علی کے طرفداروں میں سے ایک شخص نے دیکھ کر کہا اللہ تعالیٰ اس شخص کا مددگار رہیو اگر یہ شخص خالص نیت اور اعتقاد واثق سے جنگ کر رہا ہو لیکن مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ محض دکھانے اور نمود کے لئے ایسا کر رہا ہے اور رضامندی خدا کی بجائے خلقت کی زبان سے تعریفوں اور برائیوں کا آرزومند ہے اشتر یہ بات سن کر غضبناک ہوا اور کہا ؎ ایہا الجاهل المسیء الظن ؛ مثلی یجوز فیہ الظنون ؛ لست ممن باع الهدیٰ بهواه ؛ ان من باع دینہ مغبون ؛ وہ شخص اشتر کا یہ شعر سنکر شرمندہ ہوا اور کہا ؎ اصابت ظنونی فی رجال کثیرة ؛ واخطاظنی فی الاشتر المالک ؛ وماکان فیما قلت اثم وانما ؛ توصیة ان لا عود للٰہ لک

غرض یہ جنگ اسی طرح جاری رہی یہاں تک کہ آفتاب نصف النہار سے گذر گیا اور نماز ظہر کا وقت جاتا رہا نمازیں بھی قضا ہوگئیں امیر المومنین علی نے عین کارزار کے وقت انصار کو آواز دیکر کہا آج کے دن جنگ سے منہ موڑنا دین سے پھر جانا ہے پھر یہ آیت پڑھی قال عزمن قائل ولنبلونکم حتی نعلم المجاهدین منکم والصابرین ونبلوا اخبارکم اگر جنت کے طالب ہو اور خدا کی رضامندی درکار ہو تو سستی اور درنگ نہ کرو بلکہ سعی و کوشش میں لا دو سب سے پہلے جس نے یہ الفاظ سنکر حملہ کیا ابو الہیثم بن التیہان تھا رجز خوان ہوکر پیہم حملے کرتا اور لڑتا تھا آخر قتل ہوگیا رحمۃ اللہ علیہ ایک انصاری عورت نے اُسکا بہت اچھا مرثیہ کہا ہے ؎ منع الیوم ان اذوق الرقاد ؛ مالک قد مضیٰ وکان عتادا ؛ یا ابا الهیثم بن تیهان الی حضرت ؛ للهم معیدنا و وسادا ؛ اصبحوا غرضة لکل عقاب ؛ رحم الله تلکم الاجساد ؛ اُس کے

بعد خزیمہ بن ثابت ذوشہادتین نے رجز پڑھی اور حملہ کرکے معاویہ کے لشکر کے کئی آدمی قتل کئے پھر شہید ہوا اُسکا مرثیہ اس کی بیٹی منیعہ نے کہا ہے عین جودی علی خزیمۃ بالدمع :: قتیل الاحزاب یوم الفرات :: قتلوا ذا الشہادتین عبانا :: ادرک اللہ منہم بالترات لعن اللہ معشرا قتلوہ ورماھم بالخزی والآفات پھر ابوخالد انصاری کے دونوں بیٹوں خالد اور خلدہ نے میدان جنگ کی راہ لی خالد حملہ کرتا ہوا یہ کہتا تھا ہے ھذا علی والھدی یقودہ :: من خیر عیدان قریش عودہ اور بروقت حملہ خلدہ کی زبان پر جاری تھا ہے ھذا علی والھدی امامہ :: ھذا الذی ثبتنا قدامہ دونوں نے بڑھ بڑھ کر حملے کئے اور لشکر معاویہ کے چالیس بہادر قتل کر ڈالے آخر کار جام شہادت نوش کیا رحمہما اللہ یہ دیکھ کر اشتر رو پڑا امیر المومنین نے دیکھ کر کہا اللہ تجھے نہ رُلائے تو کیوں روتا ہے اشتر نے کہا میں دیکھتا ہوں کہ بہت سے آدمی آپ کی خدمت گذاری میں قتل ہو ہو کر درجہ شہادت حاصل کر رہے ہیں اور میں ویسا ہی موجود اور سعادت شہادت سے محروم ہوں اس سبب سے رو رہا ہوں حضرت علیؑ نے نوازش فرماکر تعریف کی اور خوشخبری دیکر یہ اشعار فرمائے ای یومک من الموت تفر :: یوم لم یقدر ام یوم قدر :: یوم لا یعد ولا یخش الوری :: وعن المقدر لا یغنی الحذر اب جو لوگ آپ کی خدمت میں حاضر تھے انھوں نے دیکھا کہ معاویہ کا کچھ لشکر ایک بلندی پر موجود ہے بڑی چستی سے حملہ کیا اور انہیں وہاں سے ہٹا کر اکثروں کو قتل کر دیا۔ سعد بن قایل عجلی نے اس حال کو نظم کیا ہے لست انسی مقام عسان باللیل :: ولو عشت ما اظل الغمام :: القصہ لڑائی اس شدت کے ساتھ جاری رہی سواروں نے پیدل ہو کر اور گھٹنے ٹیک ٹیک کر ایک دوسرے کے منہ پر شمشیر زنی کی جھنڈے زمین پر پڑے تھے اور اس قدر گرد و غبار اُٹھ کھڑا ہوا تھا کہ ایک دوسرے کو نظر نہ آتا تھا نمازیں بھی قضا ہو گئیں کسی کو اتنی مہلت نہ تھی کہ نماز پڑھتا۔ صرف اشاروں اور تکبیروں سے ارکان نماز ادا کرتے تھے ہر شخص حرب و ضرب میں سعی بلیغ کر رہا تھا اور معاویہ کا لشکر بھی ثابت قدمی کے ساتھ جان لڑا رہا تھا یہاں تک کہ رات ہو گئی اور لڑائی بدستور ہوتی رہی بہادر قتل و قمع کر رہے تھے یہاں تک نوبت آپہنچی کہ ہاتھوں سے پکڑتے اور دانتوں سے کاٹتے تھے امیر المومنین کبھی جنگ کرتے اور کبھی بہ جانب آسمان سر اٹھا کر دیکھتے اور یہ دعا پڑھتے تھے یا اللہ یا رحمن یا احد یا صمد یا اللہ یا الٰہ محمد اللھم الیک نقلت الاقدام وافضت القلوب ورفعت الایدی وامتدت الاعناق وشخصت الابصار وطلبت الحوائج انا نشکوا الیک غیبۃ نبینا صلی اللہ علیہ وآلہ وکثرۃ عدونا وتشتت اھوائنا ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین۔ یعنی اے یکتا اور یکتا اور پاک اللہ جہان کے پیدا کرنے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھیجنے والے خدا پناہ چاہنے والے تجھ ہی سے پناہ چاہتے ہیں اور تیری ہی طرف دل جھکتے اور ہاتھ بلند ہوتے ہیں گردنیں تیری طرف اٹھتی اور آنکھیں تیری طرف امید کی نگاہوں سے تکتی ہیں تجھی سے آرزو و طلب کی جاتی ہے بیشک ہم تیری جناب میں شکایت کرتے ہیں کہ ہم سے ہمارا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیحدہ ہو گیا ہے اور ہمارے دشمن بیشمار ہو گئے ہیں اور ہمارے پریشان کرنے والوں کی تعداد بڑھ گئی ہے اے خدائے تعالے ہمارے کاموں کو حل فرما اور ہم میں اور اس قوم میں حق کو ظاہر کر تو سب سے بہتر کارساز ہے اسکے بعد لشکر کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا سیروا علی برکت اللہ یعنی خدا کے فضل و برکت کے بھروسہ پر حملہ کرو پھر فرمایا لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر کلمۃ التقویٰ اب امیر المومنین علیہ السلام نے شیر غضبناک کی طرح اسی تاریکی شب میں لشکر معاویہ پر حملہ کیا آپ کے طرفدار پس پشت حملہ کناں موجود تھے جبوقت حضرت علی علیہ السلام کسی شامی کو اپنے ہاتھ سے قتل کرتے تھے تو زبان مبارک سے تکبیر فرماتے تھے ابو محمد احمد بن اعثم کوفی رحمۃ اللہ کا بیان ہے کہ اس شب کو امیر المومنین علیؑ کی پانسو تیئیس تکبیریں شمار میں آئیں اور ہر تکبیر پر آپ نے ایک شامی قتل کیا تھا شام کے بزرگ لوگ آج شب کو عین ہنگامۂ کارزار میں زاری کناں تھے اور فریاد کرتے تھے کہ خدا سے ڈرو اور ان تھوڑے سے باقی ماندہ آدمیوں کو جو ہزاروں میں سے باقی رہ گئے ہیں چھوڑ دو اُنکے بیوی بچوں پر رحم کرو اب تو جنگ سے باز آؤ مگر کوئی نتیجہ نہ نکلتا تھا تمام رات اسیطرح جنگ جاری رہی سورج نکل آیا تب بھی وہ خونریز جنگ ہو رہی تھی اب فرق چھپا

مگر وہ آتش جنگ ذرا کم نہ ہوئی بہادر جوان پیہم حملے کرتے اور خون بہاتے تھے کہتے ہیں کہ بعض معتبر شخصوں نے اس رات اور اس دن کے کشتوں کو
شمار کیا تھا تو طرفین کے چھتیس ہزار آدمی مارے گئے تھے ابھی جنگ جاری تھی کہ معاویہ نے یہ حال دیکھ کر عمرو عاص سے کہا تو نے جو تدبیریں سوچ رکھی تھیں
وہ کہاں ہیں اب اُن کا وقت ہے کہ کسی تدبیر سے علی کی جماعت اور کام میں خلل ڈالے ورنہ ہم سب مارے گئے اور لشکر شام میں ایک شخص بھی
زندہ نہ بچیگا جو اسلحہ ہی اُٹھا لیجائے عمر نے کہا حکم دے کہ خیموں میں جسقدر قرآن شریف ہیں اُنہیں نیزوں پر باندھ کر لشکر علی کے سامنے بلند کردیں
اور بلند آواز سے کہیں کہ اے مسلمانو اگر تم مسلمان ہو تو ان قرآن شریفوں کی طرف دیکھ کر جو ہم نے نیزہ کی نوکوں پر لٹکا رکھے ہیں تامل کرو یہ کلام
الٰہی اور وحی منزل ہے ہم اسپر ایمان لائے ہوئے ہیں اور اسی کے مطابق تم سے پیش آتے ہیں اگر تم بھی مسلمان ہو اور خدا کو پہچانتے ہو اور
قرآن شریف پر ایمان لائے ہوئے ہو تو اسی قرآن کے مطابق تم بھی ہم سے سلوک کرو اے معاویہ یہ وہ حیلہ ہے جو ایسے موقع کے لئے رکھ
چھوڑا تھا میں امید کرتا ہوں کہ ہمارے منشا اور مرضی کے مطابق کام بن جائے گا ماسوا ہم نے اشعث بن قیس اور کچھ ایسے ہی بہادران لشکر علی کو
فریب دے کر ڈگمگا دیا ہے اور وہ ایسے ہی حیلہ کے منتظر ہیں یقیناً جس وقت قرآن شریف نیزے کی نوکوں پر بلند ہوں گے لشکر علی کا ایک آدمی بھی
جنگ کے لئے آگے نہ بڑھے گا اور جنگ رک جائے گی شامیوں نے اس بات کو بہت پسند کیا فی الفور جا کر قرآن شریف اُٹھا لائے اور نیزے کے سروں
پر لٹکائے بلکہ بعض نے کلام الٰہی کے بجائے صرف اینٹیں ہی باندھ لیں اور بعض نے جلد بازی سے ایسا ہی کیا کہ قرآن شریف کو نیزے کی انیوں میں پرو
کر بلند کر دیا غرض یہ سب کچھ کر کے غوغا کرتے تھے اور کہتے تھے اے علی ہمارے ساتھ قرآن کے موافق برتاؤ کرو اور ان چند باقی ماندہ مسلمانوں کو
چھوڑ دے اس کے بعد عثمان کا لکھا ہوا قرآن شریف لائے اور اس کو چار نیزوں کی نوکوں پر باندھ کر امیر المومنین علی کے سامنے لائے اور آواز
بلند کہا اے عراق والو یہ اللہ جل شانہ کا کلام ہے جو احکام اور اوامر و نواہی اس کتاب خدا میں درج ہیں ہم اُن پر رضامند ہیں اور اُن ہی کے مطابق
تم سے پیش آتے ہیں ہم اس کے فرضوں سنتوں اور لوازم شرائط کو عمل میں لاتے ہیں اگر تم بھی صاحب ایمان ہو تو اس کلام الٰہی کا اقرار کرنا اور
اس کے مطابق ہم سے سلوک کرنا لازم ہے ہماری عورتوں بچوں اور باقی ماندہ جوانوں پر رحم کرو جس وقت عمرو عاص کا یہ حیلہ ظہور میں آیا اور اشعث نے
جو اس قرار داد سے آگاہ اور منتظر وقت تھا قرآن شریف کو بر سر نیزہ دیکھا تو امیر المومنین کی خدمت میں دوڑا آیا اور کہا اب کوئی عذر باقی نہیں رہا
آپ ہر روز کہتے تھے کہ میں اُن کے ساتھ کتاب خدا اور سنت رسول خدا کے مطابق کام کرتا ہوں اب وہ بھی کہتے ہیں اور قرآن شریف لا کر جیسا آپ
سن رہے ہیں آواز دے رہے ہیں آپ بھی اُن کو قبول کریں اور ان باتوں کو عمل میں لائیں ورنہ ہم آپ کا ساتھ نہ دیں گے اور آپ کے حکم سے ایک
تیر خالی تک بھی دشمن کی طرف نہ پھینکیں گے امیر المومنین نے کہا تم مجھ سے کہتے ہو کہ کتاب خدا کے مطابق ہم سے برتاؤ کر کیا ہمیشہ سے میں اسی
بات کو نہیں کہہ رہا ہوں اب جو اُن لوگوں نے دیکھ لیا ہے ہمیں فتح حاصل ہوگی اور وہ اپنی شکست سے باخبر ہو گئے ہیں اس لئے یہ حیلہ کھڑا کیا ہے اور
چاہتے ہیں کہ اس بہانہ سے ہمیں پس پا کر دیں اور اپنی جانیں بچا لیں اے اشعث ہرگز اس فریب میں نہ آنا اور معاملہ کو مکر و دغا سمجھنا حسب قاعدہ مصروف
جنگ رہو کہ ہم فتح پا چکے ہیں لطف پروردگار جل شانہ سے ابھی نسیم ظفر چلا چاہتی ہی دم بھر اور خاموش رہ کر اس بات سے باز آ تجھ جیسے سردار قوم کی زبان
سے ایسے کلمات کا نکلنا اوروں کو بھی وسوسہ میں مبتلا کر دے گا اور وہ بھی یہی کہنے لگیں گے اشعث نے کہا بخدا میں تو کبھی اس فعل سے راضی نہ ہوں گا ایک گروہ
تو ہمیں کتاب خدا اور سنت رسول خدا کی طرف بلائے اور ہم نہ مانیں بلکہ اُن پر تلواریں کھینچ کر جنگ کریں اور اگر اس امر میں آپکو کسی قسم کا تردد واقع ہو تو مجھے
اجازت دیجئے کہ معاویہ سے ملکر اصل کیفیت دریافت کروں امیر المومنین نے فرمایا جو صحیح صحیح حال ہے اور ان لوگوں کا مکر و فریب مجھے معلوم ہے
میں نے اس سے تجھے آگاہ کر دیا ہے آیندہ تجھے اختیار ہے اشعث معاویہ کی طرف روانہ ہوا اور قریب پہنچ کر پوچھا اے معاویہ قرآن شریف نیزوں
پر کس لئے لٹکائے ہیں اُس نے کہا اس لئے کہ ہم اور تم قرآن شریف کے احکام مندرجہ کے مطابق باہم صلح اور اتفاق پیدا کریں اور ان تمام مضامین
الٰہی کے مطابق عمل درآمد کریں اشعث نے کہا درست ہے اُس کے بعد پلٹ کر خدمت امیر المومنین میں حاضر ہوا اور معاویہ کی گفتگو عرض کی پھر ایک

شامی ابلق گھوڑے پر سوار اور کھلا ہوا قرآن شریف ہاتھوں پر لئے دونوں صفوں کے بیچ میں آ کھڑا ہوا اور باواز بلند کہا اے لوگو سنو پھر یہ
آیات پڑھیں الم تر الی الذین اوتوا نصیبا من الکتاب یدعون الی کتاب اللہ لیحکم بینہم ثم یتولی فریق
منہم وہم معرضون وان یکن لھم الحق یاتوا الیہ مذعنین افی قلوبہم مرض ام ارتابوا ام یخافون ان یحیف اللہ علیہم ورسولہ
اولئک ھم الظالمون واطعنا واولئک ھم المفلحون جن کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ ایک گروہ ہے جب کتاب الٰہی کی طرف متوجہ کرتے ہیں کہ اس کے
مندرجہ احکام کے مطابق اُن کے ساتھ برتاؤ کیا جائے مگر وہ انکار کرتے اور احکام الٰہی کو قبول نہیں کرتے اور شامی کا مدعا یہ تھا کہ اس مضمون کو لشکر امیر
المومنین کیطرف عاید کرے غرض جسوقت شامیوں نے نیزوں پر قرآن شریف لگائے لشکر اُن کے دھوکے اور فریب میں آ کر راہ راست سے پھر گیا اور لشکر
علی نے میں ان باتوں کا چرچا ہونیلگا ہر شخص اپنی سی کہتا تھا اور سب کی رایوں میں اختلاف واقع ہو گیا کوئی کہتا تھا کہ ہمیں کتاب خدا کی طرف
بلاتے ہیں قبول کر لینا چاہیے اور کوئی یہ کہتا تھا کہ ہم ان لڑائیوں سے تنگ آ گئے ہیں اور ہمارے سب بہادر ہلاک ہو چکے ہیں اب محلصی کی نوبت آ
پہنچی ہے ہمیں اسپر عمل کرنا چاہیے تاکہ باقی آدمی ہلاک نہو جائیں ایک اور گروہ یہ کہہ رہا تھا کہ یہ سب بناوٹ اور مکر ہے جس طرح ہم کل جنگ کر رہے
تھے اسیطرح آج بھی اُن سے مقابلہ کرنا چاہیے الغرض ہر شخص ایک نئی بات کہتا تھا اسی اثنا میں سفیان بن ثور الکری نے کھڑے ہو کر کہا اے اہل عراق
ہم شامیوں سے اس لئے لڑ رہے تھے کہ انہیں کتاب الٰہی کی طرف متوجہ کریں وہ انکار کرتے تھے آج وہ ہمیں اسی کتاب خدا کی طرف بلاتے ہیں پھر ہم
کب انکار کر سکتے ہیں اگر ہم انکار کریں گے تو اُن کو ہم سے جنگ کرنا برحق ہو جائے گا جیسا کہ کل تک ہمیں اُن کے ساتھ لڑنا حلال تھا اور علی ابن ابیطالب
اسبات کو نہیں مانتے اور جس امر کو شامی چاہتے ہیں اسکی ذرا پروا نہیں کرتے محض اپنے کام کی دھن میں مصروف ہیں اور ہمیں لڑنے کے لئے حکم دیتے
ہیں ہم اب جنگ نہ کریں گے ہمارے تمام بہادر ہلاک ہو چکے ہیں مصلحت یہی ہے کہ اب صلح اور صفائی ہو جائے پھر کردوس بن ہانی سکری کھڑا ہو گیا اور بولا کہ معاویہ سے بیزاری
اختیار کی ہے اور یقین کامل ہے کہ ہمارے کشتے شہید ہیں اور ہمارے زندہ مرد آتش دوزخ سے بری ہیں اور علی راہ حق اور طریق صواب پر ہیں ان معاملات میں انصاف ہی کی بات کہوں گا
اور جو شخص راہ حق پر ہو گا وہ ضرور منصف ہو گا ان تمام امور میں زیادہ قیل و قال کی حاجت نہیں علی حق پر ہے جس شخص نے علی کا ساتھ دیا اُس نے مخلصی پائی اور جو مخالف ہوا وہ ہلاک ہوا میرا
تو یہی اعتقاد ہے۔ والسلام اس کے بعد خالد بن معمر دوسی نے اُٹھ کر کہا اے امیرالمومنین ہم اسلئے خاموش بیٹھے ہیں کہ ہم سے بڑھ کر اور دوسروں کی طاقت
گویائی حاصل ہے بلکہ ہماری طبیعتوں میں بھی جوش و خروش موجود ہے ہم بہت کم گفتگو کرتے ہیں کہ قدر سخن نہ جائے اب تک ہم اسی خیال
میں تھے کہ جبکہ مدعا حاصل ہے اور ہم حق پر ہیں اور آپ کی خدمت اور متابعت کے سبب ہمیں تمام سعادتیں حاصل ہیں تو بے فایدہ بولنے کی
کیا ضرورت ہے مگر اب بعض آدمی اپنی فصاحت کا استعمال کرنے لگے ہیں اور ہم سے بڑھ کر چلنا چاہتے ہیں تو ضرور ہوا کہ ہم بھی کچھ بولیں خلاصہ
یہ ہے کہ ٹھیک رائے وہی ہے جو آپ کی رائے ہے اگر آپ مصلحت دیکھیں تو اُن لوگوں کی بات جنہوں نے نیزوں پر قرآن شریف باندھ رکھے
ہیں اور ہمیں احکام خدا کی طرف ہدایت کرتے ہیں منظور فرمائیں اور اگر آپ جانتے ہیں کہ یہ ان کا مکر و فریب ہے اور وہ اس دغا بازی سے آپ کے پیچھے
سے رہا ہونا چاہتے ہیں تو آپ کچھ فکر نہ فرمائیں بدستور اپنے کام میں مصروف رہیں ہمیں آپ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں کچھ پس و پیش
نہیں ہے ہر امر میں آپ کا ارشاد افضل اور برتر ہے والسلام پھر حصین بن منذر نے جو عمر میں اوس سے بہت کم تھا کہا اے لوگو آگاہ ہو
کہ اس دین کی بنیاد تسلیم و رضا پر ہے امور شرع میں خیالات اور قیاس کو دخل نہ دو آئین دین کو شک و شبہہ سے خراب نہ کرو اور یقین جانو
کہ امیرالمومنین علی علیہ السلام جو کچھ فرماتے ہیں اور عمل میں لاتے ہیں سب صحیح اور برحق اور موجب امن ہے اگر مخالف کے کلام کے جواب میں
آپ انکار فرمائیں تو ہمیں بھی انکار کر دینا چاہیے اور اگر آپ کی زبان مبارک سے ہاں نکلے تو ہمیں بھی آپ کی متابعت اور اطاعت لازم ہے ہم نے تمام
امور میں فرمانبرداری اختیار کی رکھی ہے اور اب بھی مطیع ہیں اور آیندہ بھی رہیں گے والسلام اب رفاعہ بن شداد بجلی اُٹھا اور یہ رفاعہ صحابہ امیرالمومنین
علی میں سب سے زیادہ فاضل شخص تھا بولا اے لوگو کوئی مشکل امر لاحق نہیں ہوا نہ یہ کوئی بڑی بات ہے یہ قوم آج ہمیں اس امر کی طرف توجہ دلاتی ہے جسکی طرف

ہم انہیں بلاتے تھے اب دیکھ لینا چاہیے اگر وہ راستی پر ہیں اور دغا و فریب سے کام لینا نہیں چاہتے تو ہمیں اُن کی بات مان لینی چاہیے ورنہ کچھ اور غرض ہو اور امیر المومنین سے اتفاق نہ کریں اور آپ کی خلافت اور امامت پر رضامند نہوں تو ہمیں اپنا کام جاری رکھنا چاہیے برہنہ تلواریں ہمارے ہاتھوں میں ہیں انہیں بدستور قتل کریں تا وقتیکہ راہ راست پر نہ آئیں اور امیر المومنین علی کی بیعت اور فرمانبرداری اختیار نہ کریں والسلام لشکر کے مشہور و معروف سرداروں اور امیروں میں سے ہر شخص نے اس قسم کی رائے دی پھر امیر المومنین علی کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا جو کچھ آپ کی رائے مبارک ہو وہی ہماری رائے ہے آپ حکم دیں کہ ہم اُسے بجا لائیں اور بیس ہزار شمشیر زن آدمی جو سر سے پاؤں تک اسلحہ میں غرق تھے تلواریں کھینچے ہوئے آپ کے سامنے آئے یہ وہ لوگ تھے جن کی پیشانیوں پر سجدوں کے نشان نمودار اور اُن میں کچھ لوگ قاری قرآن بھی تھے بعد ازیں اُن کے دلوں پر شقاوت چھاگئی اور وہ داخل خوارج ہوگئے جس وقت یہ بیس ہزار مرد بایں صورت و ہیئت خدمت امیر المومنین میں حاضر ہوئے تو سب نے اظہار اطاعت کیا مگر ان میں سے ایک قاری قرآن نے جو بعد میں خارجی ہوگیا آگے بڑھ کر کہا تم جانتے ہو کہ ہم نے عثمان کو اسیواسطے مار ڈالا تھا کہ ہم ان سے یہ کہتے تھے کہ ہمارے ساتھ قرآن شریف کے احکام کے مطابق عمل درآمد کرو وہ انکار کرتا تھا اب یہ لوگ بھی کتاب خدا کی طرف بلاتے ہیں اگر تو ان کا کہنا مان ورنہ ہم تجھے گرفتار کرکے اُنکے حوالے کردینگے یا جس طرح عثمان کو مار ڈالا اسیطرح تجھکو بھی ہلاک کردینگے انھوں نے تیرا انصاف کردیا تو انکا انصاف کر امیر المومنین وہ مختلف باتیں اور کلمات مخالفانہ سنتے تھے اور تعجب و تامل کرتے ہوئے خاموش تھے پھر سر اٹھا کر فرمایا اے قوم کیا میں وہی شخص نہیں ہوں جس نے سب سے پہلے قرآن شریف کا اقرار کیا اور اسے مانا ہے اور شروع واقعہ سے اب تک یہی بات میں اُن سے کہہ رہا تھا اور اب بھی کہہ رہا ہوں اور انہیں کتاب الہی کی طرف بلاتا ہوں پھر مجھ سے یہ کہنا کیا کہ تو کتاب الہی کے احکام کے خلاف عمل کرتا ہے اول دن سے ان لوگوں کے ساتھ میرا یہی کلام ہے اور رہے گا لیکن اتنی بات ہے کہ میں کل تک تمہارا حاکم تھا اور آج محکوم ہوں اور کل تک تمکو روکنے والا تھا اور آج روکا ہوا اب میں کچھ نہیں کرسکتا کیونکہ تمہاری حالت برگشتہ دیکھتا ہوں اور اس واقعہ کے سبب میری زبان بند اور طبیعت کند ہوگئی ہے مجھ سے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں جبکہ میں کہہ چکا ہوں کہ یہ انکا مکر و فریب ہے جس کے ذریعہ سے وہ ہمارے ہاتھ سے رہائی پانا چاہتے ہیں تم میرا حکم نہیں مانتے بلکہ مجھ پر تہمت لگاتے ہو اصل بات یہ ہے کہ تم جنگ سے اکتا گئے ہو اور زندگانی کو اچھا سمجھتے ہو اب امر حق تمہارے ہاتھ میں ہے اور میں تمہیں اس فعل کے لئے تکلیف نہ دونگا تم بچنا چاہتے ہو جو کچھ مجھے کہنا تھا کہہ چکا آئندہ تمہیں اختیار ہے اگر میرے حکم پر چلتے سعادت اور ہدایت حاصل کرتے اور جبکہ تم اپنی خواہشوں کو عمل میں لاتے ہو تو میں تمکو روک نہیں سکتا والسلام ان لوگوں نے کہا تو آدمی بھیجکر اشتر کو بلوا لو جو برابر جنگ کررہا ہے اور اشتر اسوقت جنگ میں مشغول تھا اور فتح یابی کے ظہور عیاں بھی قریب تھا کہ وہ معاویہ کو شکست دے اور اُسکے لشکر کو ابتر اور پریشان کرکے بھگا دے امیر المومنین علی نے اشتر کے پاس قاصد بھیجا کہ جنگ سے ہاتھ روک کر واپس آ اشتر نے قاصد سے کہا جا امیر المومنین سے کہدے کہ اب واپس آنیکا وقت نہیں ابھی فتح حاصل ہوا چاہتی ہے ذرا توقف کرو اور مجھے واپس نہ بلاؤ قاصد نے واپس آکر اشتر کا جواب سنایا اور جسجگہ اشتر جنگ کررہا تھا وہاں سے زیادہ تر غل و شور اور غبار عظیم اٹھا انلوگوں نے امیر المومنین سے کہا ہمنے تو آپ سے یہ درخواست کی تھی کہ اشتر کو واپس بلا لو کہ وہ جنگ نکرے اور تم نے اُسے یہ کہلا بھیجا کہ جنگ میں زیادہ سعی و کوشش کرے جبسے آپکا قاصد وہاں سے پھرا ہے اشتر زیادہ تندی و سختی سے جنگ کرنے لگا ہے امیر المومنین نے کہا سبحان اللہ میں نے تمہارے سامنے ہی بہ آواز بلند قاصد کو کہا تھا کہ اشتر سے کہہ جنگ سے ہاتھ روک لے اور واپس آجائے قاصد سے اسکے سوا تو کچھ اور نہ کہا تھا نہ اس سے تنہا یا کان میں کوئی کلام کیا تھا پھر فرمایا جا اور اشتر کو واپس بلا لا اور کہہ کہ میں تجھے جنگ کرنیکا حکم نہیں دیتا فوراً واپس آ کیونکہ یہاں تک فتنہ برپا ہوگیا اور ایک واقعہ ظہور میں آیا ہے قاصد روانہ ہوا اور سب باتیں اسطرح جاکر کہہ سنائیں اشتر نے کہا شاید نیزوں پر قرآن شریفوں کے باندھنے کے سبب مجھے واپس بلاتے ہیں قاصد نے کہا ہاں اشتر نے کہا خدا کی قسم میں سمجھ گیا تھا کہ اسی وجہ سے یہ امر واقع ہوا ہے کیا یہ لوگ اتنا نہیں سمجھتے یہ تو عمرو عاص کا محض ایک فریب ہے جس کے ذریعہ سے وہ بچنا چاہتے ہیں میں دیکھتا ہوں کہ ہماری فتح قریب ہو اور اب دم بھر میں فتحیاب ہوتا ہوں پھر کس طرح واپس چلیں قاصد نے کہا اگر فتح پائی اور پھر واپس جانے پر امیر المومنین کو زندہ نہ پایا تو کیا

ہو گا اشتر نے کہا ایسی جنگ پر لعنت ہے خدا کی قسم میں تمام جہان کی بادشاہت کو بھی گوارا نکروں اگر امیر المومنین کو نہ دیکھوں قاصد نے کہا یہی بات ہے اور بعاف معاف تمام کیفیت جو اُن لوگوں نے امیر المومنین کے روبرو اگر بیان کیا تھا کہ اشتر کو جنگ سے واپس نہ بلایا تو ہم عثمان کی طرح آپ کو بھی قتل کر دیں گے کہ سنائی اشتر سنکر سخت غضبناک ہوا تلوار پھینک کر الٹا پھرا اور کہتا تھا اے اہل عراق اور اے منافق و ذلیل لوگو اور اے منافق اور دشمن گروہ یہ کیا بیہودہ حرکت ہے جو تم نے اختیار کی ہے اب کہ مراد بر آئی اور فتح و ظفر ظاہر ہوئی اور فضل الٰہی اور مدد خدا سے حصول مقاصد کا جلوہ رونما ہوا تو تم نے فتنہ برپا کر دیا اور پسر نابغہ کے مکر و فریب میں آکر گمراہ ہو گئے اور اس ظالم کی دغا بازی میں آکر ایسے بیہودہ کلمے کہنے لگے مجھے جنگ پر سے واپس بلوالیا کیا تم نہیں سمجھتے کہ یہ عمرو عاص کا مکر و فریب ہے غرض رنج و الم سے بہت دلگیر ہو کر اسی قسم کے کلمے کہے اور خاموش ہو کر کھڑا ہو گیا اشعث بن قیس نے کہا ہم کل تک خدا کے واسطے ان سے جنگ کر رہے تھے اور آج بھی خدا کے لئے اُن سے جنگ موقوف کرتے ہیں اشتر نے کہا خدا کے واسطے ایسی باتیں نہ کہو اور اپنے آپ کو غلط فہمی میں ڈال مجھے ایک گھڑی کی مہلت دے کہ فتحیابی کے آثار ظاہر ہو چکے ہیں مجھے اجازت دے کہ واپس جاکر ابھی نہایت خوش اسلوبی سے اس مہم کا خاتمہ کئے دیتا ہوں اشعث نے کہا میں اجازت نہ دوں گا کیونکہ مصلحت وقت نہیں اشتر نے کہا صرف ایک ہی حملہ اور کر لینے دے اس سے زیادہ جنگ نہ کروں گا کہ فتح پا لوں گا پورا یقین ہے کہ اگر تھوڑی دیر کے لئے وہ پھر مجھے حملہ آور دیکھ پائیں گے تو بھاگ نکلینگے اور فتح و نصرت ہمیں نصیب ہو گی اشعث اور دوسرے شخصوں نے جواب دیا تو اس جنگ کا مواخذہ دار بنے گا اگر ہمنے اجازت دی تو اس گناہ میں ہم بھی تیرے شریک حال ہو جائیں گے اشتر نے کہا لشکر کے شرفا مارے گئے اور کمینے لوگ زندہ رہ گئے اور تم آجتک راہ حق پر تھے اب راہ باطل پر چلنے لگے بہت جلد اس کے وبال میں گرفتار ہو گے قاریوں اور لوگوں نے آواز دی کہ ایسے کلمات سے باز آجب کہ ہم نیزوں پر قرآن شریف لٹکتے ہوئے دیکھ رہے ہیں اور آوازیں سن رہے ہیں کہ وہ ہمیں قرآن شریف کے احکام کی طرف بلا رہے ہیں تو ہم تیری اور علی کی فرمانبرداری ہرگز نہ کریں گے اشتر نے کہا افسوس تمہیں فریب دیا اور تم دھوکہ میں آگئے اور اس جنگ میں تلوار حق سے دور جا ڈالا تم نے یہ حالت پسند کر لی اور جنگ سے باز آگئے پھر اُن لوگوں کی طرف منہ کر کے کہا ہم سمجھتے تھے کہ تمہاری پیشانیوں پر سجدوں کے نشان دنیا میں پرہیزگاری اور شرخیابی کی علامت ہے اور آخرت میں اللہ جل شانہ کی رضامندی کا موجب ہو گا مگر آج سورج سے بھی زیادہ روشن تر ہو گیا کہ تم طالب دنیا ہو اور خواہشوں کے ہاتھوں میں اسیر ہو تم پر لعنت ہو کہ تم ہم سے دور جا پڑے کاش تو تم ثمود کی طرح تم بھی برباد ہو گئے ہوتے اور ہم تمہاری ہم نشینی اور بد اعتقادی کی آلائش سے بچے رہتے پھر اُن کو گالیاں دینے لگا اور وہ بھی گالیوں سے پیش آئے اور ایک کوڑا اس کے منہ پر مارا اشتر نے بھی اُن کے منہ پر کوڑا لگایا آخر کار ایک نے دوسرے کے قتل کا ارادہ کیا اشتر کے چچا کی اولاد اشتر کی طرفداری کے لئے اُٹھ کھڑی ہوئی قریب تھا کہ دوسرا فساد برپا ہو جائے امیر المومنین نے انہیں تسلی دی اور حضرت کے ایک ہوا خواہ نے کہا اے اشتر حضرت علیؓ نے ان لوگوں کی بات قبول کی ہے تو کس لئے رضامند نہیں ہوتا اشتر نے کہا جس امر سے امیر المومنین رضامند ہوں میں بھی رضامند ہوں الغرض معاویہ کا کام بنگیا حالانکہ وہ بالکل نا امید ہو چکا تھا بلکہ اُسے اپنے زندہ رہنے کی بھی امید نہ رہی تھی اب اس حیلہ سے فتح پائی اس نے اس واقعہ کے بعد خود بھی ذکر کیا ہے کہ جسوقت اشتر جنگ کر رہا تھا میں اس سے درخواست کرنیکو تھا کہ میرے واسطے علی سے امان طلب کر کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں اور ارادہ یہ تھا کہ اس اثنا میں بھاگ جاؤں لیکن مجھے عمرو بن اطنابہ کے اشعار یاد آگئے میں نے پھر دل کو مضبوط کر کے قدم جمائے اور جنگ کرتا رہا یہاں تک کہ علی نے اشتر کو واپس بلا لیا اور وہ چلا گیا اسطرح مراد برآئی اور وہ اشعار یہ ہیں انی لی عفتی وانی بلالی :: واخذ الحمد بالثمن الربیح :: واعطائی علی المکروہ مالی :: وضربی ھامۃ البطل المشیح :: وقولی کلما جشأت وجاشت مکانک تحمدی او تستریحی :: لادفع عن مآثر صالحات :: واحمی بعد عن عرض صحیح :: بذی شطب کلون الملح صاف :: ونفس ما تقر علی القبیح

الحاصل امیر المومنین نے فرمایا جبکہ یہ لوگ ہمیں قرآن شریف کی طرف بلاتے ہیں اگر سچائی اور صفائی کے ساتھ یہ ارادہ رکھتے ہیں تو اس سے بہتر اور کیا ہے میں ان سب باتوں سے بہت خوش ہوں اور چاہتا ہوں کہ ان امور کا رواج دوں جن کو کلام الٰہی رواج دینا چاہتا ہے اور ان طریقوں کو مٹا دوں جن کو کہ

قرآن شریف مٹانا چاہتا ہے اور تمکو بخوبی معلوم ہے کہ ہم رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہ کر جنگ حدیبیہ میں مصروف تھے اور صلح نہ کرنا چاہتے تھے اور یہی ارادہ رکھتے تھے کہ جنگ کریں آنحضرت نے ہمکو جنگ کرنے سے روکا اب یہ لوگ بھی بوجہ اضطراب ہمکو کلام الہی کیطرف بلانے لگے اس لیے ہم اُن کے کلام کو قبول کرتے ہیں تم سب خاموش رہ کر دیکھو کہ وہ کیا خواہش رکھتے ہیں جویث بن جابر بکری نے کھڑے ہوکر کہا اے لوگو امیر المومنین کی بات تو سنی میری بات بھی سن لو اگر مومنین اس مہم سے بے تعلق ہوتے اور اسکے شروع کرنے میں کم و بیش شریک نہوتے تو ہمیں لازم تھا کہ تمام امور خیر و شر کے متعلق آپ سے مشورہ لیتے اور اگر حاضر ہوجاتے تو آپ سے طالب پناہ ہوتے کہاں یہ کہ آپ خود ہمارے سردار کم پیشوا اور رہنما ہیں اور عرصہ سے کار خلافت کے لوازمات کو احسن وجوہ انجام دیتے ہیں خدا کی قسم امیر المومنین آج بھی اُن کی کسی اور بات کو قبول نکریں گے مگر اسی بات کو جس کی آرزو کل کی گئی تھی اور اگر کوئی خیال بدلیں گے اور کسی امر غیر پر رضامند ہوجائیں گے تو ہم ناراض ہونگے اور ہمارے پاس اُن لوگوں کے واسطے جو امیر المومنین پر طعن کریں گے شمشیر کے سوا اور کچھ نہیں ہے اس کے بعد بنی بکر بن وائل کی ایک جماعت اٹھ کھڑی ہوئی حریث بن خالد اور خالد بن معمر شفیق بن ثور کردوس بن عبد اللہ وغیرہ امیر المومنین کے پاس آئے اور کہا حکم آپکا حکم ہے اگر آپ انلوگوں کی بات کو قبول فرماتے ہیں تو ہم بھی قبول کئے لیتے ہیں اور اگر آپ انکار کرتے ہیں تو ہم بھی انکار سے پیش آئینگے ہم سب آپکے فرمانبردار ہیں آپ کے حضور میں حاضر اور گوش برآواز ہیں جو کچھ ارشاد ہوا اسکی تعمیل میں بجان و دل سعی کرینگے اور آپ کی اطاعت و فرمانبرداری میں کوشش بلیغ کریں امیر المومنین نے فرمایا مجھے مناسب ہے کہ جو لوگ قرآن شریف کے احکام پیش کرتے ہیں اُنکی حرمت کروں اور جو کچھ وہ درخواست کریں اس پر عمل کروں لیکن معاویہ عمر عاص پسر ابو معیط حبیب بن مسلمہ و ضحاک بن قیس اور پسر ابی سرح دیندار اور مطیع قرآن نہیں ہیں میں انہیں خوب اچھی طرح جانتا ہوں اور اُنکے اخلاق و عادات سے پوری طرح مطلع ہوں کیونکہ پنگوڑے میں پڑے رہنے کے زمانہ سے آجتک انکے ساتھ رہا ہوں اور ظاہر و باطن میں اُنکے تمام افعال و احوال دیکھتا ہوں لڑکپن شباب اور جوانی کی جو کیفیت تھی وہ بھی جب جاہلیت اور پیری کا وقت آیا تو میں نے اسوقت بھی اُن کا کوئی نیک کام نہ دیکھا میں یقینی طور پر جانتا ہوں کہ قرآن شریفوں کا نیزوں پر باندھنا محض مکر و فریب ہے اُنکا مجھے قرآن شریف کی طرف بلانا اس لئے ہے کہ میں انپر اسی بات کی حجت رکھتا تھا اور اسی لئے جنگ ہو رہی تھی وہ قرآنی احکام پر رضامند نہ تھے اور خدا تعالے کے اوامر و نواہی کو عمل میں لاتے تھے کتاب الہی کو پس پشت ڈال رکھا تھا اب کہ اس مہم کا خاتمہ ہونے کو تھا تم نے میرا ساتھ دیا بلکہ اُن کے فریب میں آکر راہ راست سے پھر گئے پس جب تم نے اس مہم سے مخالفت اختیار کی تو میں کیا کرتا ناچار تمہارا کہنا مان لیا اور تم سے مخالفت نہ کی عنقریب تم اپنے عمل کا نتیجہ دیکھ لوگے والسلام اسوقت جو لوگ موجود تھے کچھ تو آپ کے کلام کی تصدیق کرنے لگے کچھ دعا اور ثنا کرنے لگے اور کچھ سر جھکائے خاموش تھے اسی اثنا میں ابو الاعور سلمی دکھائی دیا کہ معاویہ کی طرف سے قرآن شریف سر پر لئے گھوڑے پر سوار چلا آرہا ہے امیر المومنین کے قریب پہنچکر گویا ہوا کہ ہم میں سے ایک فریق دوسرے کی فرمانبرداری نہیں کرتا طرفین سے تمام آدمی ہلاک ہوچکے ہیں ہر اک گروہ یہی سمجھتا ہے کہ میں حق پر ہوں اور مخالف باطل پر ہیں اور اس مہم کا بقیہ حصہ گذشتہ سے دشوار اور خونخوار نظر آتا ہے قیامت کے دن ہم سب سے اس جنگ کی بابت حساب لیا جائیگا اور جس شام پر ہم موجود ہیں اُس کے متعلق جواب طلب ہونگے میں نے اس معاملہ میں ایک بات سوچی ہے جمیں طرفین کی بہترائی متصور ہے اگر میری رائے کے مطابق عمل درآمد ہو تو ہم تم میں الفت و محبت قایم ہوجائے گی اور خونریزی بند ہوکر یہ آتش فساد بجھ جائے گی اور وہ رائے یہ کہ دو حکم مقرر کر لئے جائیں کہ کتاب الہی کے مطابق ہمارا تمہارا فیصلہ کردیں ان دو شخصوں میں سے ایک تمہاری طرف سے لیا جائے اور ایک ہماری طرف سے اے علی خدا سے ڈرو اور جو کچھ میں کہتا ہوں اسکو منظور کرلو والسلام امیر المومنین کے لشکر سے ہر گوشہ سے آواز آئی کہ ہم قرآنی حکم پر رضامند ہیں ابو الاعور نے کہا الحمد للہ ہمیں اسکی توفیق نصیب ہوا اور یہ فساد اس طریق سے مٹ جائے پھر واپس جاکر معاویہ کو لشکر سے کہا کہ میں کیا کہتا تھا اور اہل عراق نے کیا جواب دیا سب خوش ہوگئے اور تلواریں نیام میں رکھ کر ہتھیار کھولدیے اور حکم مقرر کرنیکا قصد کیا عمر عاص نے معاویہ سے کہا تو نے میری تدبیر کیسی دیکھی تو عراقی دریا میں ڈوب چکا تھا میں نے ہی بچا لیا ہے معاویہ نے کہا تو سچ کہتا ہے اور مجھے تیری ذات سے جن امور کی امید تھی وہ سب ظہور میں آئیں اور جس مہم کو میں نے تیری صلاح و مشورہ سے اختیار کیا

اسکا شروع بھی اچھا اور انجام بھی ٹھیک ہوا ہر ایک امر اور مشورے میں جبکہ تو میرا مددگار رہو میں قوی دست ہوں الغرض امیر المومنین نے معاویہ کو خط لکھا مضمون یہ تھا بہتر یہ ہے کہ مسلمان آدمی ایسے افعال میں مشغول ہو کہ جو شخص سُنے اسے اچھا کہے اور ظلم اور جھوٹ سے لوگوں کو ہلاکت میں نہ ڈالے اے معاویہ دنیا سے پرہیز کر اور اس دنیا میں دل نہ لگا آگاہ ہو کہ دنیا کی نعمتوں کو قیام نہیں اور یہاں کی حیثیں کو ندلینے والی بجلی کیطرح یا تیز رفتار ہوا کی مانند گزر جاتی ہیں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اللہ تعالی نے جس شخص کے حصے کوئی شئے مقدر نہ کی ہو وہ اُسے نصیب نہیں ہو سکتی نہ وہ کسی ایسے درجہ کو پہنچ سکتا ہے۔ بہت سے لوگ ہیں جنھوں نے غیر حق کی طلبگاری کی اور اُسے حاصل نہ کر سکے اور اگر حاصل بھی کر لیا تو چند روز سے زیادہ قابو پایا اور کچھ فائدہ نہ اُٹھایا انجام کار عذاب عاقبت میں اسیطرح سے مبتلا ہوئے تو اس روز کا اندیشہ کر جبدن اپنے اعمال کا نتیجہ دیکھے گا اور جن اعمال کا مرتکب تو شیطانی ترغیب سے ہوگا انپر پشیمان ہوگا مجھے تعجب آتا ہے کہ تو مجھی کو حکم قرآن اور کلام الہی کی طرف بلاتا ہے حالانکہ تو خوب جانتا ہے کہ تو خود نہ اہل قرآن سے ہے نہ اُسکے حکم سے علاقہ رکھتا ہے تو مجھے نہیں کہہ سکتا کہ احکام قرآن اختیار کر کیونکہ میری حالت ایسی اچھی طرح سے آشکارا ہے کہ ایسے کلمے کہنے کی ذرا بھی ضرورت نہیں ہے تمہارا یہ کلمات کہنا محض مکر و فریب سے علاقہ رکھتا ہے اور سب کو اُس کا علم ہو گیا ہے مگر بایں سبب کہ کلام الہی پر عمل کرتے ہیں میں نے منظور کر لیا کہ میرے اور تیرے درمیان از روئے احکام قرآن تصفیہ ہو جائے اور جو شخص حکم قرآنی سے رضامند نہ ہوگا وہ سخت گمراہی میں مبتلا ہوگا والسلام علی عبادہ الصالحین معاویہ نے جواب میں لکھا اللہ تعالی مجھے اور تجھے عافیت نصیب کرے میں اس جنگ میں محض طلب خون عثمان کیلئے سعی کر رہا تھا اور نہ چاہتا تھا کہ مجھے لوگ اس معاملہ میں سستی سے منسوب کریں یا میں حق عثمان کو چھوڑ دوں میں سوچتا تھا کہ اس جنگ میں عثمان کا بدلہ لیلونگا اور اگر ممکن ہوا اور میں اس معرکہ میں کام آ گیا تو بھی اچھا ہوگا کیونکہ نیکنامی کا مرنا ذلت کی زندگی سے بہتر ہوتا ہے جبکہ جنگ کو بہت طول ہو گیا اور طرفین سے بیشمار جانیں ضایع ہو گئیں تو میں نے اس معرکہ کو ختم کر دینے کا خیال کیا بہت سوچا تو یہی مصلحت دیکھی کہ میرے اور تیرے درمیان احکام قرآنی کے مطابق فیصلہ ہو جائے اسلئے تجھے حکم قرآن کی طرف بلایا اور میرا اصل مطلب و مدعا یہ ہے کہ ظالم و مظلوم میں امتیاز ہو جائے اور ہم معروف اور نہی منکر کے لوازم پر عمل کریں اور قرار داد یہ ہے کہ جس امر کو قرآن رواج دیتا ہے تم بھی اُسے رواج دو اور جسے روکتا ہے اس سے باز رہو پھر انشاء اللہ اس مہم کا فیصلہ ہو جائے گا اسکے بعد امیر المومنین نے عمرو عاص کو خط لکھا کہ دنیا بے بنیاد چیز ہے اس سے آراستہ نہ ہو اور جو شخص تھوڑی سی کوئی دنیاوی چیز حاصل کرتا ہے تو اس کی حرص بڑھ جاتی ہے اور وہ ذخیروں کے جمع کرنے کے لالچ میں مبتلا ہو جاتا ہے اور جسقدر زیادہ جمع کرتا ہے اسیقدر زیادہ حریص بنتا جاتا ہے اور انجام کار تمام جمع کئے ہوئے سامانوں کو چھوڑ جاتا ہے اور دنیا سے اُٹھ جاتا ہے اقبال اور ادبار پر ناز اور خیال کرنا کیسا جب مر گیا تو نہ یہ ہے نہ وہ عقلمند وہی شخص ہے جو دنیاوی لالچوں میں نہ پھنسے اور اس کے فنا ہونیوالی چیزوں پر نہ بھولے بلکہ اپنی ہمت کو نیکیوں پر منحصر رکھے اور دوسروں کی نصیحت مانے اے عمرو تو حرص لالچ میں مبتلا ہے اور حبس و دولت اور ولایت کے لئے جھگڑا اٹھا کر یہ بھروسہ کیا ہے کہ مراد حاصل ہو گی اسکی بابت تو نے بڑی بھاری غلط فہمی کی ہے یقین جان کہ اگر تجھے وہ ملک مل بھی گیا تو ہمیشہ تیرے قبضہ میں نہ رہے گا اور اس میں بہت جلد بڑے انقلابات اور زوال واقع ہونگے کیونکہ دنیا مکار ہے اُسنے کسی کے ساتھ وفا نہیں کی تجھسے بھی وفا نہ کریگی تو ان باتوں کو ہیچ سمجھ دنیا کے مال و جاہ کے واسطے معاویہ کے اختیار کردہ افعال باطل میں اسکی مدد نہ کر والسلام

عمرو عاص نے جواب میں لکھا آپکا خط بمقدس پہنچا احوال مندرجہ معلوم ہوا جو وعظ اور نصیحتیں آپ نے فرمائی ہیں منظور بسر و چشم قبول کی ہیں اب چاہئے اور آپکے درمیان حق حق طور پر محبت اور الفت قایم ہو جائے گی جو شخص عداوتوں کے زمانہ میں اپنے دشمن سے احکام قرآنی کے مطابق پیش آتا ہے گویا وہ اپنے دشمن کا انصاف چکا دیتا ہے اور ہم اس معرکہ میں حکم قرآن پر رضامند ہیں اور معاویہ بھی اس حکم پر جو قرآن سے ظاہر ہو گا راضی ہے اے ابو الحسن تم بھی رضامند ہو جاؤ کہ یہ فتنہ مٹ جائے اور مسلمان ان مصیبتوں اور تکلیفوں سے بچ جائیں اور یقین جانو کہ ہم تمہیں کوئی چیز کم یا زیادہ نہ دینگے اور نہ گوارا کریں گے مگر اسیقدر کہ اللہ تعالی نے آپ کیلئے فرما دیا ہوگا اور اسکے کلام پاک سے ظاہر ہوتا ہو گا والسلام اب اشعث بن قیس امیر المومنین علی

کے پاس آیا اور کہا اے امیر المومنین میں دیکھتا ہوں کہ تمام لشکر حکم قرآنی پر راضی ہو گیا ہے اور معاویہ کی رائے سے متفق اور خوش ہیں اگر آپ مناسب سمجھیں اور حکم دیں تو میں معاویہ کے پاس جا کر اسکا منشا اور مدعا دریافت کروں کہ یہ کیا بات قرار دیتا ہے آپ نے فرمایا اگر تیرا دل چاہتا ہے اور معاویہ سے ملنے اور گفتگو کرنے کی خواہش ہے تو تجھے اختیار ہے اشعث معاویہ کے پاس گیا اور کہا میں نے تمہارا کہنا قبول کر لیا اور جنگ ملتوی کر دی اب تم کیا چاہتے ہو معاویہ نے کہا یہ رائے ہے کہ دو حکم مقرر کئے جائیں ایک کو تم پسند اور منتخب کر دو اور ایک کو جسے ہم پسند کرتے ہوں ہم مقرر کریں اور یہ امر قرار دیا جائے کہ وہ مطابق احکام طرفین کے حق میں فیصلہ کریں اور ہم ان کے پیش کردہ فیصلہ کو اختیار کر لیں اشعث نے کہا بہت خوب رائے ہے اور اس سے زیادہ بہتر اور کوئی تدبیر نہیں ہو سکتی واپس آکر امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام کیفیت کہہ سنائی۔

## حکمین کا قصّہ

اب شامی قرآن خوان دونوں لشکروں میں جمع ہو کر قرآن شریف لائے پڑھتے اور معانی اور مطالب پر غور و تامل کرتے تھے انجام کار سب نے متفق ہو کر کہا کہ جس طریق کو احکام قرآنی رواج دیتے ہیں انہیں رواج دینا چاہئے اور جنہیں مٹاتے ہیں انکو مٹانا چاہئے جب اس تجویز کو امیر المومنین علی اور معاویہ اور دونوں لشکروں کے سرداروں اور امیروں سے کہا تو سب نے رضامندی ظاہر کی اور یہ بات قرار پائی کہ دو حکم مقرر کر کے انہیں ایک برس کی مہلت دیں کہ اس عرصہ میں اس معاملہ کی تمام برائیوں بھلائیوں اور نفع نقصان پر خوب اچھی طرح غور و فکر کر کے تجویز پیش کریں انجام کار یہ بات اتفاق کے ساتھ منظور کر لی گئی امیر المومنین علی اور معاویہ بھی رضامند ہو گئے کہ اب اس سے زیادہ کچھ نہ کریں اور جو کچھ حکم لوگوں کی رائے ہو اسپر عمل کریں شامیوں نے کہا ہم نے عمر عاص کو مقرر کیا اشعث اور اسکے گروہ نے جو بعد میں خارجی ہو گیا کہا ہم نے ابو موسیٰ اشعری کو منتخب کیا کیونکہ وہ رسولخدا کے اصحابوں میں سے ہے اور امیر المومنین ابوبکر کا قایم مقام اور عمر کا عامل رہ چکا ہے امیر المومنین علی نے کہا میں اس معاملہ میں ابو موسیٰ اشعری سے رضامند نہیں ہوں اور نہ انکو اس امر میں ولی قرار دینا چاہتا ہوں اشعث بن قیس اور زید بن حصین اور عبداللہ بن کوا اور آپ کے ہمراہیوں سے اور بعض لوگوں نے کہا ابو موسیٰ اس کام کے لئے خوب ہے اور اسکے سوا ہمیں کوئی دوسرا حکم منظور نہیں ہے کیونکہ وہ ہمیں اس مہم کے خطرات اور نقصانوں سے جن میں آج مبتلا ہیں پہلے سے ڈراتا تھا امیر المومنین نے فرمایا میں اس سے رضامند نہیں ہوں اور اس معاملہ میں اسے حکم مقرر کرنا نہیں چاہتا کیونکہ وہ مجھ سے بھاگ چکا ہے اور عرصہ دراز تک میری پیٹھ پیچھے میرے کاموں میں خلل انداز رہا ہے اور ہمیشہ میرے ساتھ دشمنی کا دم بھرا کیا ہے لوگوں کو میری بیعت اور فرمانبرداری سے روکتا اور نفرت دلاتا ہے چنانچہ تم سب کو یہ امور اچھی طرح معلوم ہیں کہ وہ مجھ سے ہمیشہ خوف زدہ رہتا تھا میں نے اسے مطمئن کیا اور اپنے پاس بلا لیا مگر پھر بھی کبھی اسے موقع ملتا رہا لوگوں سے میری برائیاں بیان کرتا اور انہیں مجھ سے نفرت دلاتا رہا کہ وہ میرے دشمن بنجائیں اب تم خود انصاف سے دیکھو کہ میں ایسے شخص کو اپنا امین کس طرح تصور کروں اور کس بھروسہ پر اسے ایسی ضروری اور اہم کام پر مقرر کر دوں میں تو اسکے تقرر پر کسی طرح بھی رضامند نہیں ہوں نہ میں یہ کام اسکے حوالے کرتا ہوں اشعث عبداللہ اور حصین نے بایں وجہ کہ معاویہ اور عمر عاص سے وعدے وعید کر لئے تھے ابو موسیٰ کے حکم مقرر کئے پر اصرار کیا امیر المومنین نے فرمایا اگر حکم ہی مقرر کرنا ہے تو عبداللہ ابن عباس موجود ہے اسے حکم مقرر کر لو اس گروہ نے کہا اس معاملہ میں تم اور عبداللہ ایک ہی ہو عبداللہ تمہارا ہے اور تم عبداللہ کے ہم لئے بالکل نامنظور کرتے ہیں آپ نے فرمایا اگر عبداللہ ابن عباس کو پسند نہیں کرتے تو اشتر کو حکم قرار دے لو اشعث نے کہا یہ آتش فتنہ تو اسی کی بھڑکائی ہوئی ہے پھر اسے کس طرح حکم مقرر کریں امیر المومنین نے فرمایا اشتر کا حکم مقرر کرنا کچھ برا نہیں وہ کیا کرے گا کیا قرآن شریف کے احکام سے الگ ہو جائے گا اشعث نے کہا اشتر کی یہ کیفیت ہے کہ اسے چھوڑ دو وہ شمشیر بازی سے باز نہ آئے گا تاوقتیکہ

اس مہم کو حسب مراد انجام نہ دے گا اشتر نے کہا اے اشعث تو یہ بات اس سبب سے کہتا ہے کہ امیر المومنین نے تجھے ریاست سے معزول کر دیا ہے اور اس کام کے لایق نہ جانا اشعث نے کہا خدا کی قسم جب مجھے مرتبہ دیا تھا میں خوش ہوا تھا اور جسوقت معزول کیا مجھ کو کچھ بھی رنج نہیں ہوا امیر المومنین نے فرمایا معاویہ نے اس معاملہ میں عمرو عاص کو حکم مقرر کیا ہے کیونکہ اُسے اسپر ہر طرح کا اعتماد و بھروسہ ہے اور وہ جانتا ہے کہ تمام امور میں عمرو عاص میری رضامندی مدنظر رکھتا ہے عمرو قرشی ہے اور اُسکے مقابلہ پر قرشی ہونا لازم ہے اس لئے عبد اللہ ابن عباس سے بہتر اور کوئی دوسرا شخص نہیں ہوسکتا وہی عمرو کے ہر عقدے کو کھول سکتا ہے اور اس کی ہر ایک بندش کی حقیقت کو سمجھ سکتا ہے۔ اشعث اور اُسکے ہمراہیوں نے کہا ہم ہرگز اس بات پر رضامند نہیں ہو سکتے کہ دونو قبیلہ مضر کے حکم ہمارا تصفیہ کریں ایک مضری ہو تو دوسرا یمنی کہ اس کام کو اچھی طرح طے کریں امیر المومنین نے فرمایا مجھے اندیشہ ہے کہ اس یمنی شخص کو عمرو عاص فریب دیگا کیونکہ وہ بڑا مکار ہے اور دوسرے آپ ابو موسیٰ کو حکم مقرر کرنا چاہتے ہو اول یہ کہ وہ مجھ سے عداوت رکھتا ہے دوسرا یہ کہ وہ بے عقل ہے اس کام میں عمرو عاص جیسے شخص کے مقابلہ پر برسر نہیں آسکتا اشعث نے کہا اگر یمانی اور مضری کوئی ایسی تجویز پیش کریں کہ ہماری اسکا کوئی پہلو پسند خاطر ہو گا تب بھی ہم اس فیصلہ کو اس سے زیادہ اچھا سمجھیں گے کہ دونو مضری عین ہماری مراد کے موافق تصفیہ کردیں امیر المومنین نے پوچھا تم ابو موسیٰ کے سوا اور کسی کو حکم مقرر کرنا نہیں چاہتے انھوں نے جواب دیا کہ نہیں ہم اسی کو اس کام کے قابل سمجھتے ہیں اس سے بڑھکر اور کوئی نہیں ہو سکتا امیر المومنین نے فرمایا جب مجھے کچھ اختیار ہی نہیں اور تم خود مختار ہو تو جانو جو دل میں سماتا ہے کرتے ہو اے خدا تو گواہ رہیو کہ میں اس قوم کے افعال سے بیزار ہوں اور جو کچھ وہ کرتے ہیں اسپر رضامند نہیں ہوں احنف بن قیس تمیمی نے آکر کہا اے لوگو امیر المومنین کا فرمانا سنو ابو موسیٰ اشعری اہل یمن سے ہے اور اسکے اکثر عزیز و اقربا اور چچا کی اولاد معاویہ کی خدمت میں موجود ہیں اور عمرو عاص جسکے مقابلہ پر اسے منتخب کیا ہے بڑا ہی مکار دغاباز ہے مناسب نہیں کہ ابو موسیٰ کو اس کام کیلئے مقرر کیا جائے تم مجھے منتخب کرو میں امید کرتا ہوں کہ عمرو عاص کی ہر بندش کا جواب بہ احسن وجوہ عمل میں لاؤں گا اور اگر تم مجھے پسند نہیں کرتے تو کسی اور شخص کو مقرر کرو مگر ابو موسیٰ کا تقرر کسی طرح بھی اچھا نہیں ہے باز آؤ امیر المومنین نے فرمایا اے احنف یہ لوگ عمرو کے فریب میں آکر راہ راست سے منحرف ہو گئے ہیں یہ نصیحتیں انہیں کارگر نہ ہونگی وہ ابو موسیٰ کے سوا اور کسی کو منظور نہ کریں گے اور نہ کسی کی کچھ سنیں گے میں نے اس معاملہ میں گفتگو ہی ترک کر دی ہے وہ خود ہی جو کچھ چاہتے ہیں کرتے ہیں واللہ بالغ امرہ یعنی اللہ تعالے اپنے حکم کو ظہور میں لاتا ہے الغرض اس گروہ نے ایک آدمی بھیجکر ابو موسیٰ کو بلایا وہ ان دنوں گوشہ نشین تھا اور اس جنگ سے کچھ دلچسپی نہ رکھتا تھا ایک قاصد نے اس سے کہا کہ باہم صلح کرلی ہے اسنے جواب دیا کہ شکر خدا رب العلمین ہے پھر کہا تجھے صلح کے متعلق حکم مقرر کیا ہے اسنے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون پھر امیر المومنین کے لشکر میں آیا اشتر نے حضرت سے عرض کی خدا کی قسم جسوقت میں عمرو عاص کو دیکھ پاؤں گا قتل کردونگا اسی اثنا میں عبد اللہ بن حریث طائی حاضر خدمت بابرکت ہوا اسوقت بوجہ زخموں کے نہایت ہی کمزور تھا آپ نے عبد اللہ کو دیکھ کر مرحبا کہا اور نوازش فرماکر پوچھا کیا حال ہے جواب دیا جیسا آپ ملاحظہ فرمارہے ہیں میں نہایت ہی کمزور اور بے طاقت ہو گیا ہوں میری عمر کا بہت کم حصہ باقی رہ گیا ہے اور زیادہ تر گزر گیا ہے اور میں اسحالت میں صرف اسلئے عرض کرنے آیا ہوں کہ حق امر کو ظاہر کردوں آپنے ارشاد کیا کیا کہنا چاہتے ہو بیان کرو عبد اللہ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر سے قربان کیا قرآن کے حکم اور کلام الہٰی کے فرمان کے سوا بھی کوئی اور حکم اور فرمان ہے یہ لوگ ہمارے ساتھ خونریزی سے پیش آرہے ہیں کیا ہماری اور اُنکے درمیان خدا کا کلام کافی نہیں جو کسی اور حکم کی تلاش ہے اور جس نے آپکو اس امر پر مجبور کیا کہ اُن سے صلح کرلی جائے اور آپنے طرفین سے حکم مقرر کرنے پر رضامندی ظاہر کی آپکو اپنا کام جاری رکھنا اور جنگ سے کام لینا چاہئے تاوقتیکہ حق تعالی طرفین میں فیصلہ فرمادے قاریوں کے گروہ نے عبد اللہ کی بات سنکر بہت برا بھلا کہا اور اس کے منہ پر مٹی برسانی شروع کی اور کچھ آدمی اسکے قتل پر مستعد ہو گئے امیر المومنین نے فرمایا اس سے باز آؤ جو کچھ اسپر فرض تھا اُسنے ادا کردیا عبد اللہ انتہائے ضعف و نقاہت سے اُٹھکر چلا گیا اور دو یا تین دن بعد وفات پائی رحمۃ اللہ علیہ جب دونوں لشکر حکم مقرر کرنے پر رضامند ہوگئے تو سلحہ کھول ڈالے اور طرفین کے اراکین اور سردار باہم ملکر بیٹھے اور ایک منشی کو طلب کیا عبد اللہ بن ابی رافع حضرت امیر المومنین

علی کا منشی آیا آپ نے فرمایا لکھ کہ امیر المومنین علی اور معاویہ بن ابی سفیان نے یہ قرار دیا ہے معاویہ بولا اگر میں تمکو امیر المومنین جانتا تو کیوں جنگ کرتا آپ نے فرمایا اللہ اکبر اے رسول خدا آپ نے درست فرمایا تھا جبکہ آپ نے مجھے طلب کرکے فرمایا تھا کہ لکھ بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ صلح محمد رسول اللہ کی طرف سے اہل مکہ کے ساتھ ہے معاویہ کے باپ ابی سفیان بن حرب نے اسوقت کہا تھا کہ اے محمد اگر میں تیری رسالت کا اقراری ہوتا تو تجھ سے کیوں جنگ کرتا حکم دے کہ تیرا اور تیرے باپ کا نام اور میرا اور میرے باپ کا نام لکھیں حضرت رسول خدا صلعم نے مجھ سے فرمایا جیسا وہ کہتا ہے اسی طرح لکھ دے میں نے رسول خدا کے حکم سے ابوسفیان کے کہنے کے مطابق لکھ دیا جناب رسالتمآب نے فرمایا اے علی تجھے بھی ایک دن ایسا ہی معاملہ پیش آیگا میں باپ کو لکھتا ہوں تو بیٹے کو لکھنا چونکہ حضرت رسول خدا نے مجھے اس امر سے مطلع فرمایا ہے اب جیسا معاویہ کہتا ہے لکھ دے عمرو عاص نے کہا سبحان اللہ تم ہمیں کافروں کی مانند سمجھتے ہو ہم اور تم دونوں مومن ہیں امیر المومنین نے درشت آواز سے ڈانٹا اور کہا چپ رہ او نابغہ کے بیٹے تو مشرکوں کا دوست اور مومنوں کا دشمن رہ چکا ہے گمراہی میں سب کا سردار اور اسلام میں سب سے پھسڈی اور کمینہ ہے کیا تو اس گروہ سے نہیں جس نے حضرت مصطفیٰ سے جنگ کی ہے اور آنحضرت کی برائیاں کرتے رہے ہیں اور کیا ان کے بعد تم نے امت کو فتنہ و فساد میں نہیں ڈالا ہے کیا تو بدترین شخص کا بدترین پسر نہیں ہے اور کیا تو خدا اور اسکے رسول کا دشمن نہیں کیا تو اہلبیت رسول کا بدخواہ نہیں ہے یہاں سے کھڑا ہو جا اور دور ہو کہ تو اس جگہ بیٹھنے اور بولنے کی لائق نہیں عمرو عاص چپکے سے اٹھ ایک گوشہ میں جا بیٹھا عبداللہ بن خباب نے جو بڑا بہادر اور نامور شہسوار تھا اور فضیلت سابقہ بھی رکھتا تھا کہا اے امیر المومنین تم نے ہمیں جنگ جمل میں جن امور کا حکم دیا ہے ہم نے اُن کی تعمیل کی اور آپ کے ارشاد کو بسر و چشم بجا لائے آج بھی ہم وہی دوست ہیں جو کل تھے ہمارے اعتقاد اور احوال میں کوئی سستی یا کمزوری واقع نہیں ہوئی میں سمجھتا ہوں کہ آپ اس جھگڑے اور تقریر حکمین میں جس کی نسبت گفتگو درپیش ہے کراہت کرتے ہیں اور اس جنگ میں اس قوم کی جانیں تلف ہو چکی ہیں جب انھیں تاب مقابلہ نہ رہی تو کلام الٰہی سے پناہ گیر ہوئے اور ہماری تلواروں اور نیزوں کی ہیبت و دہشت نے انہیں کلام خدا یاد دلایا ہے آپ نے اُن کی بات مان لی اگر آپ ان تمام امور کو نامنظور فرماتے ہیں تو آپ کی رائے سب سے برتر ہے کیونکہ تم نے ہی سب سے پہلے اسلام اختیار کیا اور تم نے ہی سب سے بعد تک جناب رسولخدا کا دیدار ملاحظہ کیا ہے اور اگر تم اُن کے اس ڈھنگ کو منظور نہیں کرتے ہو تو ہم آپ کے حضور میں ہیں ہماری تلواریں ہمارے کاندھوں پر دھری ہوئی ہیں اور تیر اُنھوں میں ہیں ہم نے تم سے بیعت کی ہے اور اپنے اقرار پر ثابت قدم ہیں روگردانی نہیں کرتے آپکی جو مصلحت ہو ہم اسکی تعمیل کے لئے مطیع و فرمانبردار ہیں والسلام اسکے بعد صعصعہ بن صوحان عبدی نے کھڑے ہو کر کہا اے امیر المومنین ہمارے دل آپ کی اطاعت میں محو اور آنکھیں دشمنوں سے جنگ کرنے کی نگراں ہیں تم ہمارے والی اور امیر ہو اور ہم آپ کی رعیت اور فرمانبردار ہیں اور آپ احکام الٰہی کی بجا آوری اور لوازم دین اور شریعت ایمانی کے رواج میں سب سے برتر و بہتر اور افضل و مقدم ہیں اور جناب رسولخدا کے بعد آپ ہی ہمارے پیشوا اور امام ہیں کوئی اور شخص آپ سے ذرا سی مناسبت بھی نہیں رکھتا اس معاملہ میں محض اپنی رائے انور کے مطابق عمل درآمد فرمائیے اگر آپ کو یہ قضیہ ناگوار خاطر ہے تو اسکا خیال نفرمائیں کیونکہ نہ آپ پر جبر ہی ہو سکتا ہے نہ کوئی آپ کے معاملہ میں خطاوار ہو سکتا ہے اور اگر اور سب آدمی بھی آپکی فرمانبرداری سے باہر ہو جائینگے تو ہم تو مطیع فرمان ہیں اگر آپ اس امر کو جسکے لئے یہ لوگ خواہش رکھتے اور ہمیں اسکی طرف رجوع کرتے ہیں قبول فرمائینگے تو ہم آپکے ساتھ ہیں اور اگر انکار کرو گے تو ہم آپ کا فرمان بجا لائینگے آپ استخارہ دیکھیں اور جب ارادہ کر چکے ہو تو اللہ تعالےٰ کے فضل پر بھروسہ رکھیں والسلام صعصعہ اپنا خیال عرض کر چکا تو امیر المومنین کو اسکا کلام بہت پسند آیا تعریف و توصیف کی اُس کے بعد منذر بن جارود عدی نے کہا ہم نے معاویہ او عمرو عاص کی بات سنی اور اُنکے کلام کا ظاہر و باطن سمجھ لیا بات یہ ہے کہ جب کوئی ایسا معاملہ آ پڑے کہ اُسے انجام نہ دے سکتے ہوں تو واجب ہے کہ اُسے مان لیا جائے ہمارا دل یہ چاہتا ہے کہ اس قوم کے ساتھ آپ وہ برتاؤ کرتے جس سے اُنکو نقصان پہنچتا اور اُس کے ضمن میں ہم فائدہ اٹھاتے اور یہ لوگ جو امر پیش کر رہے

ہیں اس میں دو امر مد نظر ہیں ایک یہ کہ مراد جلدی بر آئے اور نامرادی پیچھے جا پڑے مگر اے امیرالمومنین آپکو کچھ اور خیال ہے پس اگر اس قوم سے جنگ ہی کرنا چاہتے ہیں تو ابھی تک ہمارے پاس اسقدر لشکر موجود ہے کہ ان کو ابتر و پریشان کر کے شکست دے سکتے ہیں اور ہم کسی امر میں بھی آپ سے انکار نہیں کرتے ہیں سب آپکے مطیع و فرمانبردار ہیں والسلام پھر حارث بن مُرّہ نے کھڑے ہو کر کہا اے امیرالمومنین ہم میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو زبان سے کہتے ہیں مگر عمل میں نہیں لاتے اور کچھ وہ لوگ ہیں جو کچھ کر کے دکھانا چاہتے ہیں مگر نہیں کر سکتے اور آپ کو صرف انہیں لوگوں سے فائدہ حاصل ہو سکتا ہے جو کچھ کر سکتے ہیں اور کر کے دکھاتے ہیں مگر ایسے لوگ زندہ نہیں رہے اور اب کوئی ایسا باقی نہیں رہا جس کے قول و فعل پر بھروسہ کیا جائے ہم آپ سے اس فعل پر مخالفت نہ کرینگے جسکی لئے آپ برائے خدا معاویہ سے جنگ کر رہے ہیں اور ہم خوب جانتے ہیں کہ معاویہ دنیا کے لئے آپ سے برسر مقابلہ ہے اگر آپ اس معاملہ سے جسکی نسبت گفتگو ہو رہی ہے نفرت رکھتے ہیں تو انکے قول کو قبول نہ کیجئے جو کچھ گذرا گذر گیا اب تو جنگ شروع کر دینی چاہئے یہاں تک کہ اللہ تعالے ہمارے اور ان کے بیچ میں حکم صادر فرمائے والسلام پھر اسی طرح ہر شخص نے جو کچھ اس کے دل میں آیا بیان کیا یہاں تک کہ خبر ابن اعور ہمدانی احنف بن قیس اور حارث بن قدامہ سعدی کھڑے ہو گئے اور کہا یا امیرالمومنین حکم مقرر کرنے کی تجویز کو آپ منظور فرمائیں اور جنگ ہی کو اختیار کریں اب معاویہ ڈر گیا کہ ایسا نہ ہو جبر اور مکر و فریب ضائع ہو جائے اور سوچا ہوا منصوبہ خراب ہو جائے گھبرا گھبرا کر ان لوگوں کے منہ تکتا تھا اور ایک ایک کو بیچا کر دل ہی دل میں غم و غصہ کھاتا تھا اب عبداللہ بن سوار اٹھا یہ وہی عبداللہ تھا جس نے عبید اللہ بن عمر خطاب کو قتل کیا تھا اسنے لوگوں کو تسلی دیکر کہا تم خاموش ہو میں حضرت علی سے ایک بات کہتا ہوں پھر کہا اے امیرالمومنین خدا کی قسم ہمیں بخوبی معلوم ہے اور یقینی طور پر جانتے ہیں کہ تمام معاملات میں آپ حق پر ہیں اور آپ کوئی ایسا کام یا تجویز پیش نہیں کرتے جس کے ساتھ دلیل کامل اور برہان قاطع لاحق نہیں ہوتی ہم وہ لوگ ہیں جنہیں حکم دیا جائے اور تعمیل کریں اور ہم وہ آدمی نہیں کہ فرمان روائی حکمرانی کریں اگر آپنے حکم مقرر کرنے کے معاملہ میں اپنے ارادہ کو مصمم کر لیا ہے اور اس کام کے ظہور میں لانیکا ارادہ ہے تو آپ مالک و مختار ہیں اور ہم مطیع و فرمانبردار اور اگر آپ اسے بہ نظر کراہت دیکھتے ہیں تب بھی آپ مجاز و مختار ہیں مگر اسوقت ہماری حالت کچھ اور ہو گئی ہے زندگی مکدر ہے عقلمند لوگ ہلاک ہو چکے ہیں اور جو اشخاص صبر و ثبات کی جان تھے باقی نہیں رہے صرف شکی اور ضعیف الاعتقاد رہ گئے ہیں انصاف پسند اور نیکو کار جنکی پیشانیوں سے انکے اوصاف حمیدہ ظاہر ہوتے ہوں بہت کم ہیں تاہم حکم آپکا ہے جو کچھ آپ حکم دیں گے اور مناسب تصور فرمائینگے اس سے بڑھکر دوسری بات نہیں ہو سکتی ہم آپ ہی کے حکم میں اپنی بھلائی اور بہبودی اور سلامتی جانتے ہیں ہر طرح سے آپکے احکام کی تعمیل کو اپنا فرض سمجھتے ہیں والسلام جب وہ یہ بات کہہ چکا اشتر نخعی کو غصہ آیا اٹھ کھڑا ہوا بولا اے پسر سوار یہ کیا بکواس تو نے بکی اور بری بیجا بات منہ سے نکالی تو بالکل ناسمجھ ہے اپنی جگہ پر خاموش ہو کر بیٹھ کہ جو امر از روئے مصلحت و مشورہ مفید اور راست ہے میں امیرالمومنین کی خدمت میں عرض کروں عبداللہ نے کہا لو میں خاموش ہو رہا جو کہنا ہو کہو اشتر نے کہا اے امیرالمومنین آپکے اور معاویہ کے درمیان بہت بڑا فرق ہے وہ کسی طرح آپکی برابری نہیں کر سکتا اگر اسکے اہل لشکر آپکی لشکر والوں جیسے اور ہم پلہ ہوں بھی تو کیا اسکا صبر و ثبات اور علم و شجاعت آپ کے برابر نہیں ہو وہ دین اور قیام میں آپسے کمتر ہے اب یہ معاملہ خاتمہ پر آ گیا ہے آپکی موجودگی میں ہمیں یہ درجہ حاصل نہیں کہ کوئی رائے پیش کریں یا مصلحت سوچیں جس طریق فیصلہ کو یہ پیش کرتے ہیں اگر آپ کے پسند خاطر ہے تو آپ ہمارے پیشوائے کامل اور امام علیہ السلام ہیں اور اگر آپ کو ناپسند ہو تو ہم شمشیر زنی کے لئے حاضر ہیں خدا سے مدد و اعانت چاہینگے اور اسکی جنگ کرینگے اور عطائے نصرت الٰہی کے منتظر رہینگے امیرالمومنین نے فرمایا اے اشتر بیٹھ جا جو کچھ تجھ پر فرض تھا تو نے کیا اور کہا اسوقت معاویہ عمر عاص اہل شام کے اور جسقدر اراکین و سردار موجود تھے سب ان باتوں کو سنتے تھے اور خاموش بیٹھے ذرا دم نہ مارتے تھے جب ہر شخص اپنی اپنی سی عرض کر چکا امیرالمومنین علی نے منشی سے کہا لکھ یہ اقرار نامہ علی ابو طالب اور معاویہ بن ابی سفیان کے بیچ لکھا ہے ابوالاعور سلمی نے کہا شروع میں معاویہ کا نام لکھنا چاہئے اشتر نے کہا او نالائق خاموش رہ تجھے اس معاملہ میں دم زدن کا یارا نہیں شروع میں علی ابن ابیطالب کا نام لکھا جائے گا کیونکہ آپ معاویہ اور غیر معاویہ سب سے مقدم ہیں معاویہ نے کہا اے اشتر جانے دو جسے چاہو تو شروع میں لکھوا دو غرض منشی نے لکھا کہ

علی ابوطالب اور معاویہ بن ابی سفیان اور اہل حجاز و اہل شام و گروہ علیؑ و پیروان معاویہ اقرار کرتے ہیں کہ ہم شروع کار سے انجام کار تک حکم الٰہی پر رضامند ہیں اور اقرار کرتے ہیں کہ جس امر کو قرآن شریف رواج دیتا ہے ہم رواج دیں گے اور جس فعل کو قرآن مجید منع کرتا ہے اس سے باز رہیں گے اور عبداللہ بن قیس اور عمرعاص کو حکم مقرر کیا ہے کہ جو فیصلہ وہ دونوں کر دیں گے ہم اسکو منظور کرینگے علی ابوطالب اور معاویہ بن سفیان نے عبداللہ بن قیس اور عمرعاص کو اللہ تعالے کی شدید قسمیں دلا دیں اور عہد و پیمان لے لیے کہ محض اس طریق پر فیصلہ کریں جو قرآن شریف میں اللہ تعالے نے فرمایا ہو اور اگر کتاب الٰہی سے کوئی ایسا حکم ہویدا نہو تو سنت مصطفےؐ کے مطابق جس پر سب کا اتفاق ہو فیصلہ قرار دیں اور عبداللہ بن قیس اور عمر بن عاص دونوں طرفین کے لشکروں کی طرف سے جان و مال سے محفوظ اور بےخوف رہیں امت رسول خدا ان دونو کے قرارداد کو ماننے کی اور دونوں لشکر ان کے فیصلہ پر معترض نہونگے اور دونوں فوجیں ان تمام امور پر جو اس اقرارنامے میں درج کیے گئے ہیں رضامند ہیں اور یہ امر بھی قرار یافتہ ہے کہ اہل عراق عراق کی طرف چلی جائیں اور اہل شام شام کی طرف پلٹ جائیں اور حکم لوگوں کا مجمع مقام دومۃ الجندل میں ٹھیرے اور اس تصفیہ کے لئے علی اور معاویہ میں ایک سال کی مہلت ہے والسلام امیر المومنین علی کے منشی عبداللہ بن ابی رافع نے اس اقرارنامہ کی ایک نقل شامیوں کو لکھ دی اور معاویہ کے منشی عمر بن عباد کلبی نے ایک مثنیٰ عراقیوں کو تحریر کر دیا عراقیوں نے شامیوں کی فرد پر انھوں نے عراق والوں کی دستاویز پر شہادتیں اور گواہیاں درج کر دیں جس وقت یہ فردیں لکھی جا چکیں اور دستخطوں اور شہادتوں سے مرتب ہوگئیں تو علی کے لشکر میں سے ایک شخص نے جو ربیعہ قبیلہ سے تھا نکل کر اور گھوڑے پر سوار ہو کر پانی طلب کیا جب پانی پی چکا تو معاویہ کے لشکر پر حملہ کیا اور کئی شخصوں کو مجروح کرنے کے بعد دم لیا اور پانی مانگا اب پانی پی کر رجز پڑھی اور حضرت علی کے لشکر پر حملہ کیا غرض اسی طرح کچھ دیر تک معاویہ کے لشکر پر اور کچھ عرصہ تک حضرت علی کی لشکر پر حملہ کیا غرض اسی طرح کچھ دیر تک معاویہ کے لشکر پر اور کچھ عرصہ تک حضرت علی کی سپاہ پر حملہ کرتا اور بڑی دلیری سے لڑتا رہا اور بہ آواز بلند کہتا تھا اے لوگو تم آگاہ ہو کہ میں علی اور معاویہ اور ان کے حکموں سے بیزار ہوں خدائے جل جلالہ کے سوا کوئی حاکم نہیں اگرچہ مشرک نفرت کریں غرض جبکہ وہ علی کے لشکر پر حملہ آور ہو کر تلوار اور نیزے سے جنگ کر رہا تھا مارا گیا جو شخص سب سے پہلے خارجی ہوا یہی شخص تھا الغرض جب اقرارنامہ مکمل ہوگیا اور مہریں اور گواہیاں ثبت ہو چکیں تو اشتر نخعی عدی بن حاتم طائی عمر بن حمق خزاعی شریح بن ہانی و مذحجی زجر بن قیس جعفی اور احنف بن قیس تمیمی اور انہی جیسے اور مخصوص جو لشکر امیر المومنین کے رکن اور سردار تھے اٹھے اور معاویہ کے پاس جا کر کہا ہماری نسبت حق پر ہونے کے سوا اور کچھ گمان نکرنا ہم آج بھی اسی ارادے پر قایم ہیں جس پر کل تھے مگر اتنی بات ہو کہ تم نے عاجز آ کر قرآن شریف کا حیلہ اختیار کیا اور ہمیں اسکی طرف بلایا تمہاری یہ منظوری دلی اگر حکمین کا تصفیہ راہ راست پر ہوا تو اچھی بات ہے ورنہ یقین کر رکھ کہ ہم جنگ کئے بغیر نہ رہینگے اور جب تک ہم میں سے ایک آدمی بھی زندہ رہیگا مقابلہ سے باز نہ آئینگے معاویہ نے کہا ایسا ہی کرنا اور جو کچھ ہیں اور تمہیں لازم آئے اسپر عمل کرنا اسکے بعد امیر المومنین علی نے حکم دیا کہ منادی کر دی جائے کہ اہل عراق اپنے وطنوں اور مکانوں کی طرف مراجعت کریں معاویہ نے بھی منادی کر دی کہ شامی گروہ بسمت شام لوٹ جائیں ابو موسیٰ اشعری نے امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا عمرعاص بڑا مکار اور حیلہ ساز شخص ہے دور کی سوچتا ہے میں اس کے فریب سے اندیشناک ہوں مبادا مجھے غلطی میں مبتلا کر کے کوئی ایسا کام کر گذرے جس سے مجھے آپکی جناب میں شرمندگی لازم آئے آپ اپنے صحابیوں میں سے کچھ معتمد آدمی میرے ہمراہ کر دیں کہ دومۃ الجندل میں ٹھیر کر میرے احوال کے جویاں و نگران رہیں اگر دیکھیں کہ عمرعاص کوئی فریب کرنیگا اور مجھے دھوکا دینا چاہتا ہے تو مجھے متنبہ کرتے رہیں اور میرا صلاح دیں علی نے شریح بن ہانی کو ۵۰۰ سواروں کے ساتھ بھیجدیا اور اسکے نام ایک حکم لکھ دیا کہ ابوموسیٰ کے حال سے باخبر رہے شریح نے باقرار فرمان روانگی سفر کیا اثنائے راہ میں شریح نے ابو موسیٰ سے کہا خوب سمجھ لے کہ یہ کام نہایت ہی نازک تو نے اختیار کیا ہے اور اپنے آپ کو ایک بڑے خطرناک کام میں مبتلا کر لیا ہے اگر تیرے قول و فعل سے کوئی مشکل واقعہ پیش آگیا یا تو دھوکہ کھا گیا تو اسکی اصلاح کسی تدبیر سے نہو سکیگی اور اس سے بڑھ کر

کموئی اور خرابی عقل میں نہ آئیگی خوب یاد رکھ کہ تجھے عمر عاص سے سابقہ پڑا ہے جو خدا سے نہیں ڈرتا اس نے دین کو بعوض دنیا فروخت کر دیا ہے
وہ تجھ سے کچھ بھی اندیشہ نہ کریگا بہت ہی خبردار رہنا کان کھول کر سن رکھ کہ وہ مکار دغاباز دم بریدہ بدمعاش تیرے مقابلہ پر رنگ
آرائی نہ کرنے پائے اور دیکھو غلط فہمی پیش نہ آئے مبادا تیری زبان سے کوئی ایسا کلمہ نکل جائے جو زمانہ ہائے دراز تک معرض اعتراض میں رہے اور ہر وقت
لوگوں کی زبانوں پر جاری رہے ابو موسیٰ نے کہا میں کسی امر میں کوتاہی نہ کروں گا جہانتک طاقت بشری سے ممکن ہے اس معاملہ میں سعی و کوشش بجا لاؤنگا اور
کوئی نکتہ یا پہلو فروگذاشت نہ ہونے دونگا میں امید کرتا ہوں کہ اس معاملہ کو ایسے طریق پر انجام دونگا جس سے دونوں گروہ رضامند ہونگے غرض ابو موسیٰ اور شریح اپنے
ہمراہیوں اور تابعین سمیت جانب دومۃ الجندل روانہ ہوئے معاویہ نے بھی شرجیل بن سمط کندی کو سواروں کی انبوہ کثیر کے ساتھ عمر عاص کی ہمراہی میں روانہ
کیا ابو موسیٰ کے عزیز و اقربا اور دوست شایعت کے طریق پر اُنکے ساتھ چلے جا رہے تھے ابو موسیٰ نے اُنسے کہا اب تم سلامتی سے الٹے پھر جاؤ اور یقین رکھو
کہ میں اس معاملہ میں ذرا کمی نکرونگا اور امت کی بہبودی کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ ہوگا میرا ارادہ ہے کہ ایسے عمدہ طریق سے فیصلہ قرار دوں گا کہ جس سے
طرفین خوش ہو جائینگے لا حول ولا قوۃ الا باللہ اسکے بعد وہ لوگ اُنکو رخصت کر کے واپس چلے آئے احنف بن قیس بھی اُن کے ہمراہ تھا ابو موسیٰ سے کہا یقین رکھو
کہ بہت نازک معاملہ ہے کوئی چھوٹا کام نہیں ہے اور جو کچھ تو فیصلہ کرے گا زمانہائے دراز تک اُسکا ذکر ہوتا رہیگا اگر تجھ سے کچھ غفلت ظہور میں آئی یا غرق
کو ضایع کر دیا تو پھر کبھی اسکا تدارک نہ ہو سکیگا یہ ایسا ہی کام ہے جس میں تجھے پہنا دیا ہے اگر تو خدا سے ڈر کر خوب غور و فکر سے کام لیگا اور اسکی ابتدا و انجام کو
اچھی طرح سوچ سمجھ لیگا تو اسکا نتیجہ بہت جلدی اور دوامی حاصل کریگا اس جہاں میں نیکنام ہوگا اور آخرت میں نیکوں اور صدیقوں کے گروہ میں شمار ہوگا
اور اگر عمر عاص کے مکر و فریب میں آگیا تو دنیا و آخرت دونوں تیرے ہاتھ سے جاتے رہینگے اور تو خسر الدنیا والآخرۃ کا مصداق ہوگا دیکھ جب عمر عاص سے ملے ہرگز
اسکی تعظیم و تکریم نکرنا مبالغہ نہ کرنا اور پہلے خود اسے سلام نکرنا اور تامل کرنا کہ پہلے وہ تجھے سلام کرے اور اگر وہ تجھے بلائے اور اپنی مسند پر بٹھائے تو تب بیٹھنا
اُسکا کہنا نکرنا اور اسکے ساتھ ایک مسند پر نہ بیٹھنا کیونکہ وہ اپنے ہر قول و فعل میں ایک نہ ایک مکر و دغا اور چال پوشیدہ رکھتا ہے یاد رکھ اسکے ساتھ کبھی ایسے مکان میں نشست
و گفتگو اختیار کرنا جہیں کوٹھریاں ہوں کیونکہ وہ از راہ مکاری ضرور بالضرور چند آدمیوں کو چھپا رکھیگا کہ جو کچھ تو کہے وہ اسے سن لیں اور تیرے مقابل گواہ بنجائیں ابو موسیٰ نے
جواب دیا کہ جو کچھ تو نے کہا اور جتایا عین صواب ہے میں نے تیری نصیحتیں سنیں اور انہیں قبول کر لیا نیکبختی کے ساتھ واپس چلے جاؤ اور مطمئن رہو اور یقین رکھو کہ کسی امر میں خطا سرزد نہ ہوگی
انشاء اللہ جس طریق سے مطلب برآئیگا اسی ڈھنگ سے فیصلہ قرار دیا جائیگا احنف نے حضرت امیر المومنین کی خدمت میں واپس آکر کہا میں ابو موسیٰ کو رخصت کر آیا اور ہر طرح سے جو مناسب
سمجھا گیا اسے فہمایش کر دی مگر تو بڑا ہی سادہ لوح آدمی ہے میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ اس معاملہ کو کسطرح طے کریگا امیر المومنین نے فرمایا یہی بات ہے تیرا کہنا درست
ہے مگر جو مرضی الہی اور حکم ربانی ہے وہ نہیں مل سکتا تو خوب جانتا ہے کہ میں اس معاملہ میں ابو موسیٰ کے بھیجنے پر رضامند نہ تھا اب راضی ہوں واللہ بالغ امرہ اللہ اپنا
حکم ظاہر کرنیوالا ہے الغرض لوگ موضع دومۃ الجندل میں جمع ہوئے اور عمر عاص ابو موسیٰ سے پہلے پہنچ گیا جب ابو موسیٰ قریب پہنچا تو عمر عاص استقبال کیلئے نکل آیا
اور پہلے خود سلام کیا ابو موسیٰ نے اُسکا ہاتھ پکڑ کر اپنے سینہ پر رکھا اور کہا اے بھائی ہم تم عرصہ دراز سے جدا تھے اور تجھسے ملنے کیلئے میں بہت مشتاق تھا اللہ
تعالیٰ ہمکو بھلائی اور بہبودی عطا کرے اسکے بعد عمر عاص نے ابو موسیٰ کو اپنی مسند پر بٹھایا اور اُسکی طرف مخاطب ہو کر کچھ دیر تک ادھر اُدھر کی باتیں کرتا
رہا پھر کھانا طلب کیا جب خوان آیا ابو موسیٰ نے اُسکے ساتھ کھانا کھایا اسکے بعد ابو موسیٰ پلٹ کر اپنی جگہ چلا آیا اب ہر روز دونوں ایک دوسرے کے پاس آنے
جانے لگے کچھ کھاتے پیتے اور ہر قسم کی باتیں کرتے اور پھر اپنی اپنی جگہ پر چلے آتے اسی ربط و ضبط میں کئی دن گذر گئے عدی بن حاتم طائی نے کہا اے عمر تو پیچھے
پیچھے غیر معتمد ثابت ہوتا ہے کیونکہ تیرا اعتاب عیب سے خالی نہیں اور اے ابو موسیٰ تو ذرا سی قدرت نہیں رکھتا تیرا انجام کار بہت ضعیف ہوگا عمر نے کہا اے عدی
تجھے اور تجھ جیسے اور شخصوں کو اس معاملہ میں گنجایش دخل نہیں ہے تو ہماری باتوں سے ہاتھ اٹھا ہمیں اپنے حال پر رہنے دے پھر ابو موسیٰ کی طرف مخاطب
ہو کر کہا لازم ہے کہ ہر شخص کو یہ مجال ہونی چاہیے کہ وہ اس شغل میں آئے اور ہماری باتوں پر غور و فکر کرے اور معترض ہو الغرض حکمین کی یہ باتیں مشہور
ہو گئیں جا بجا لوگ چرچا کرنے لگے کہ ابو موسیٰ اور عمر عاص کے جو افعال و اقوال ہم دیکھتے اور سنتے ہیں اُنسے معلوم ہوتا ہے کہ انجام کار ابو موسیٰ دھوکہ

علی کو خلافت سے علیحدہ کردے گا اور انکا کام بگاڑ دے گا کچھ لوگوں نے معاویہ سے جا کہا کہ عمرو عاص امر خلافت کو اپنی ذات کے واسطے قرار دینے کی فکر میں ہے نہ وہ علی کی طرف مائل ہے نہ معاویہ کی طرف معاویہ یہ بات سنکر بہت گھبرایا حیران تھا اور نہ جانتا تھا کہ اب کیا کرے مغیرہ ابن شعبہ کو جو طائف سے اس کے سلام کو حاضر ہوا تھا بلایا اور کہا مجھ سے آج کسی نے کہا ہے کہ عمرو عاص نہ مجھکو دوست رکھتا ہے نہ علی کو چاہتا ہے بلکہ وہ اس فکر میں ہے کہ کسی حیلہ سے امر خلافت کو اپنے واسطے قرار دے تو اس خبر کی بنسبت کیا کہتا ہے مغیرہ نے کہا اگر مجھ سے ہو سکتا تو تیرے حق میں رائے ظاہر کرتا یا مصلحت دیکھتا تو علی کی معرکہ آرائی میں تیرا طرفدار ہوتا لیکن اب تو اسقدر ممکن ہے کہ دومۃ الجندل میں جا کر عمرو عاص و ابوموسے کا حال دریافت کرکے واپس آؤں اور جو حقیقت حال ہو تجھ سے کہدوں معاویہ نے کہا تیری رائے بہت ٹھیک ہے جلدی جا اور تمام کیفیت معلوم کرکے بعجلت واپس آ کیونکہ اس فکر کے سبب مجھ پر سونا اور آرام کرنا حرام ہو گیا ہے اس کے بعد مغیرہ روانہ ہو گیا اور دومۃ الجندل میں داخل ہو کر پہلے ابوموسے کے پاس گیا اسے سلام کیا اور کچھ عرصہ تک اس سے ہر قسم کی باتیں کرتا رہا پھر پوچھا تو اس شخص کی بنسبت کیا کہتا ہے جو اس جنگ کے ہوتے ہی گوشہ نشین ہو گیا نہ علی کا ساتھ دیا نہ معاویہ کی طرفداری کی ابوموسے نے کہا وہ بڑا عقلمند اور دانا شخص ہے مغیرہ نے پھر کوئی بات نہ کی اور وہاں سے اٹھکر عمرو عاص کے پاس آیا سلام کیا کچھ دیر بیٹھکر ادھر ادھر کی باتیں کرتا رہا پھر مغیرہ نے پوچھا اے ابا عبداللہ اس شخص کے حق میں کیا کہتا ہے جس نے ان معرکہ آرائیوں میں خونریزی کرنے سے پہلو بچایا اور ان جھگڑوں اور کشت خون سے الگ تھلگ رہنا اختیار کر لیا ہو عمرو عاص نے کہا وہ شخص تمام انسانوں میں بدترین اور بدبخت ہے کیونکہ نہ حق کو پہچانتا اور اسکی حرمت رکھتا ہے نہ باطل سے واقف ہے کہ اس سے پرہیز رکھے اب مغیرہ وہاں سے مراجعت کرکے معاویہ کے پاس آیا اور کہا میں نے وہاں جا کر دونوں سے ملاقات کی ان کی باتیں سنیں اس میں شک نہیں کہ ابوموسے علی کو خلافت سے علیحدہ کر دے گا مگر عمرو کا یہ حال دیکھا اور اس کی زبانی ایسا کچھ سنا شاید اسکا خیال کچھ اور ہی ہے اس بات سے معاویہ کا فکر و تردد بہت زیادہ ہو گیا اس معاملہ کے متعلق ایک قطعہ لکھ کر عمرو عاص کے پاس بھیجا کہ ایسی ایسی باتیں سنتا ہوں مگر مجھے اعتبار نہیں آتا بلکہ یقین رکھتا ہوں کہ تو میری رضامندی کا خیال رکھے گا اور اس قسم کی باتوں سے الگ رہے گا عمرو نے جواب میں سخت انکار کیا اور قسمیں کھائیں کہ نہ کوئی ایسی بات میری زبان سے نکلی ہے نہ دل میں گذری ہے نہ خلاف اعتقاد کوئی ایسا خیال پیدا ہوا ہے جب بہت عرصہ گزر گیا اور انھوں نے کوئی فیصلہ نہ سنایا آدمی رنجیدہ ہوئے عمرو عاص اور ابوموسیٰ سے کہا اس معاملہ کو بہت عرصہ گذر گیا ہے اور تمنے ابھی تک کوئی تجویز نہیں سنائی ہمیں اندیشہ ہے کہ مدت مقررہ گذر جائے گی اور یہ معاملہ بے فیصل ہی رہ جائے گا اور ہمیں پھر مصروف جنگ ہونا پڑے گا لوگوں نے جب یہ بات کہی تو عمرو عاص اٹھکر ابوموسے کے پاس آیا اور کہا مجھے یقین ہے کہ عراق والے طلب خون عثمان میں شامیوں جیسے کچھ سعی و کوشش نہ کرینگے اور تو معاویہ کے حال اور اسکے شرف سے واقف ہی ہے مجھ سے سچ کہہ کہ تو نے اس معاملہ میں کیا سوچا ہے اور کس بات پر رائے قرار پائی ہے ابوموسے نے کہا جن دنوں عثمان اپنے گھر میں محصور تھا اس نے معاویہ سے مدد طلب کی تھی مگر اس نے مدد نہ کی حالانکہ وہ حمایت کر سکتا تھا اگر میں مدینہ میں ہوتا تو ضرور اسکی مدد کرتا اور تو خوب جانتا ہے کہ علی قبیلہ بنی ہاشم میں اس سے زیادہ ممتاز ہے جسقدر معاویہ بنی امیہ میں عمرو نے کہا تو سچ کہتا ہے لیکن لوگ آگاہ ہیں کہ تو اہل عراق کا اس قدر ہوا خواہ نہیں جسقدر کہ شامیوں کا ہے اور تو علی کو اتنا عزیز نہیں رکھتا جس قدر میں معاویہ کو دوست رکھتا ہوں مگر کوئی یہ کہے کہ معاویہ طلقاء میں سے ہے اور اسکا باپ احزاب تو اسکا قول سچ ہوگا اور اگر کوئی یہ کہے کہ علی نے عثمان کے قاتلوں کو اپنے پاس رکھ چھوڑا ہے اور ان پر مہربانیاں کرتے ہیں اور علی نے عثمان کے دوستوں کو جنگ جمل میں قتل کر دیا ہے تو اسکا کہنا بھی درست ہوگا کیا تیری رائے میں یہ بات ٹھیک ہوگی کہ میں معاویہ کو خلافت سے علیحدہ کردوں اور تو علی کو اور ہم دونوں متفق ہو کر خلافت عبداللہ بن عمر خطاب کو دیدیں وہ بڑا عابد و زاہد نہایت ہی نیک بخت ہے اس جنگ میں اُسنے کچھ مداخلت نہیں کی اپنی زبان تک کو خونریزی سے آلودہ نہیں ہونے دیا ابوموسے نے کہا تجھے جزاء

جنہیں نازل ہوں جو بہی تجویز پیش کی ہے اور نہایت عمدہ رائے دی ہے عمر نے کہا یہ بات کس روز بیان کرنی چاہئے ابوموسیٰ نے کہا مجھکو اختیار ہے زیادہ دیر کرنی خلاف مصلحت ہے اگر تو پسند کرے کل پیر کا دن ہے اور پیر کا دن مبارک ہوتا ہے عمر نے کہا ایسا ہی ہوگا میں کل یہ بات ظاہر کردونگا اسکے بعد عمرو اپنے قیامگاہ پر آگیا اور اپنے معتمدوں سے یہ راز بیان کر دیا اور انہیں گواہ بنانے کیواسطے درست کر دیا دوسرے دن پھر ابوموسے کے پاس گیا اور جنہیں گواہ بنانا کو آمادہ کر لیا تھا انہیں ہمراہ لیتا گیا جب ابوموسے کے پاس پہنچا اور آدمی جمع ہو گئے کہ ان کی تجویزیں اور گفتگو کو سنیں عمر نے کہا اے ابوموسے تجھے اس خدا کی قسم دلا کر پوچھتا ہوں جس کے سوا دوسرا خدا نہیں کہ خلافت کیلئے وہ شخص زیادہ سزاوار ہے جو قول کا پورا ہو یا وہ زیادہ مستحق ہے جو بیوفا ہو ابوموسیٰ نے کہا یہ سوال تو کچھ مشکل نہیں ہر کام میں وفا شعار غدار سے اچھا ہوتا ہے عمر نے کہا اے ابوموسیٰ تو عثمان کی نسبت کیا کہتا ہے وہ ظالم ہو کر مارا گیا ہے یا مظلوم ابوموسیٰ نے جواب دیا مظلوم عمر نے پھر پوچھا تو اس کے قاتل کی نسبت کیا کہتا ہے اسکو عثمان کے قصاص میں قتل کرنا چاہئے یا نہیں اس نے جواب دیا بہرحال عثمان کے قاتل کو قتل کرنا چاہئے عمر نے کہا کس شخص کو قصاص عثمان کا حق حاصل ہے اس نے کہا عثمان کے وارثوں کو یہ حق پہنچتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ومن قتل مظلوما فقد جعلنا لولیہ سلطانا یعنی جس نے کسی کو بیجا قتل کر دیا ہے اسکے والی کو اس پر غلبہ عطا کیا ہے عمر نے کہا اے لوگو ابوموسیٰ کی ان باتوں کے گواہ رہنا اور جو بات میں کہونگا اسکے بھی گواہ رہنا معاویہ عثمان کے اولیا میں سے ہے ابوموسیٰ نے کہا اے عمرو اٹھ اور معاویہ کو خلافت سے علیحدہ کر دے اور میں علی کو معزول کردونگا کیونکہ میں اسی کل والی تجویز پر قائم ہوں جو ہم دونوں نے قرار دی ہے عمر نے کہا سبحان اللہ مجھے یہ مرتبہ حاصل نہیں کہ تجھ سے پیشتر کلام یا کوئی کام کروں اللہ تعالیٰ نے تجھے ایمان و ہجرت میں مجھ سے مقدم کیا ہے پھر میں تجھ سے آگے بڑھ کر کیونکر چل سکتا ہوں تو خود ازراہ سعادت اٹھکر اپنی مراد اور تجویز بیان کر جب تو اپنی دلی آرزو کو بیان کر چکیگا تو میں بھی جو کچھ کہنا ہے کہدونگا ابوموسیٰ اٹھا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی آج خلقت کا ہجوم بھی بہت ہی تھا۔ حمد خدا کے بعد کہا اے لوگو آگاہ ہو کہ سب سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنے نفس کو قابو میں رکھے اور وہی سب سے اچھا ہے جو اپنی آرزو کا غم کھاتا ہے تم جانتے ہو کہ اس جنگ میں ہزارہا آدمی مارے گئے ہیں اب میں نے اس معاملہ میں سوچ سمجھ کر ایسی تجویز قایم کی ہے جس میں مسلمانوں کی بھلائی شامل ہے اور یہ آتش فساد مٹجائے گی اور باقی ماندہ ہلاکت سے بچ جائینگے میری یہ رائے ہے کہ ہم علی اور معاویہ دونوں کو خلافت سے برطرف کر کے کام سلیں اور ان اختیارات عالیشان کی سپردگی کا انحصار شورہ پر رکھیں پس اے لوگو اب آگاہ ہو جاؤ کہ میں نے علی کو خلافت سے علیحدہ کر دیا جس طرح میں نے اپنی انگلی سے یہ انگوٹھی علیحدہ کر لی ہے پھر اپنی انگلی سے انگوٹھی نکالکر خاموش کھڑا ہو گیا اس کے بعد عمر عاص نے کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی پھر کہا اے لوگو ابوموسیٰ اشعری نے جو رسول خدا کا امین کا قاصد اور ابوبکر کا قایم مقام اور عمر خطاب کا عامل اور اہل عراق کا حکم ہے اسوقت علی کو خلافت سے علیحدہ کر دیا ہے چنانچہ تم سب نے بخوبی دیکھ لیا اور سن لیا ہے اس نے علی کو خلافت سے الگ کر دیا اور میں نے معاویہ کو خلافت پر اسطرح قائم کر دیا جس طرح اپنی انگلی میں یہ انگوٹھی پہن لی ہے تم سب گواہ رہنا یہ کہکر بیٹھ گیا ابوموسیٰ نے کہا خدا کی قسم ہمنے یہ بات قرار نہیں دی تھی اے مکار بدکار ظالم بیحیا حیلہ ساز بہانہ جو تجھ پر خدا کی لعنت ہو تیری وہی مثل ہے جیسا اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے مثلہ کمثل الکلب ان تحمل علیہ یلہث او تترکہ یلہث عمر نے کہا ہاں ایسا ہی کہا کرتے ہیں اس وقت جو تو چاہے کہ لے تیری وہ ہی مثل ہے جو کلام الٰہی میں درج ہے کمثل الحمار یحمل اسفارا الغرض جب یہ فعل ظاہر ہوا تو ابوموسیٰ عمر کو سخت سست گالیاں دینے لگا اور عمر ابوموسیٰ کے ساتھ دشنام دہی سے پیش آیا اب باہم وحشیانہ گفتگو ہونے لگی لوگوں کو غصہ آیا بعض کہنے لگے آخر کار عمر نے ابوموسیٰ کو دھکہ دیا ابوموسیٰ کو حکم ہی مقرر کرنا چاہئے تھا امیر المومنین اسکی عداوت اور حماقت سے مطلع تھے اسلئے ذرا رضامند نہ تھے کہ اسے حکم قرار دیں آپ ہرگز قبول نہ کرتے تھے اور اسکے روانہ کرنے کی نسبت سخت مصر تھے انجام کار یہ نتیجہ نکلا اب ضرور ہے کہ ہم دشمنوں کی ملامت سنیں۔ لوگ یہ

باتیں کر ہی رہے تھے کہ عمر ایشں سے اٹھ کر باہر چلا گیا اور اپنے قیامگاہ پر آیا اور یہ اشعار معاویہ کو لکھ بھیجے ؎ اتتك الخلافة في خدورها ؛ هنيئا مريأ تقرأ العيونا ؛ تزف اليك زفاف العروس ؛ باهون من سعيك الذ عينا + وما الاشعري بواري الوما ؛ ولا حامل النكو في الاشعرينا ؛ فقال وقلت كنت امرا ؛ ادی الوفق بالخصم حتی ملینا ؛ نخذها ابن هند علی باسه ؛ فقد دافع الله ما تحذرینا ؛ وقد دافع الله عن شامکم ؛ عدوا سنینا وخد بابذبوذا ب اہل شام خوش ہو گئے اور اہل عراق کو ملامت کرنے لگے۔

سعید بن قیس ہمدانی نے کھڑے ہو کر کہا اگر ہم راہ راست پر ثابت قدم رہتے اور ان لوگوں سے برابر جنگ کئے جاتے تو ہمیں شامیوں کی ملامت نہ سننی پڑتی خیر اب بھی کچھ نہیں گیا ۔ ہم پر یہ واجب نہیں ہو گیا کہ عمر کے فریب دہی اور ابو موسیٰ کی حماقت کے سبب راہ راست کو ترک کردیں ہم آج بھی اسی قول پر کمر بستہ ہیں جس پر کل تھے ۔ امیر المومنین علی کے لشکر کے تمام سردار اسی طرح اٹھ کر رائے زنی کرتے تھے کہ ہم ان حکمین کے اس قسم کے فیصلہ کو منظور نہیں کرتے اور جنگ اختیار کریں گے ۔ اب تمام سرداران عرب اسی رائے پر متفق ہو گئے لیکن اشعث بن قیس خاموش تھا اشتر نے اس سے کہا اے اشعث کیا یہ کام تیرا ہی کیا ہوا نہیں ہے کیا تو نے ہی مسلمانوں کے حق میں یہ عیب اور عار گوارا نہیں کی ۔ اول حکم مقرر کرنے سے رضامندی ظاہر کی پھر ابو موسیٰ کے حکم مقرر کرنے پر مصر ہوا آخر کار یہ نتیجہ نکلا ۔ اشعث اس بات سے ناخوش ہو کر غصہ میں بھر آیا اور ایک شامی نے جو معاویہ کا طرفدار تھا کہا خدا سے ڈرو پھر جنگ نہ چھیڑو کیونکہ اگر خدانخواستہ پھر جنگ چھڑ گئی تو ہم تم میں سے ایک متنفس بھی زندہ نہ رہے گا ۔ جب حکمین کے فیصلہ کی خبر امیر المومنین علی کو ہوئی فرمایا یہی بات میں اسدن کہتا تھا جبکہ یہ امر قرار دیا جا رہا تھا اور میں سخت انکار کرتا تھا کہ ابو موسیٰ اس کام کی لیاقت نہیں رکھتا تم نے لجاجت سے کہا کہ نہیں خدا کی قسم ابو موسیٰ اس کام کے لئے سب سے زیادہ لایق و فایق ہے تم نے میرا حکم نہ مانا مجبور ہو کر میں نے انہیں منظور کر لیا اب پھر جنگ اختیار کرنا خلاف مصلحت ہے مناسب ہے کہ سب اپنے اپنے گھروں کی طرف واپس چلے چلو اور جب مقررہ میعاد گذر جائے اور لشکر بھی تکان رفع کرلے اس وقت پھر بر سر مقابلہ ہونا چاہئے اس رائے کو قبول کیا اور لشکر نے اپنے وطنوں کی طرف مراجعت کی ابو موسیٰ اشعری امیر المومنین علی کی خدمت میں حاضر نہ ہوا بلکہ اسی جگہ سے بسمت مکہ روانہ ہو گیا آپ نے اسکے حق میں یہ نظم انشا کی ؎ یارب ان کان ابو موسیٰ ظلم ؛ وخانني فی حکم حين حكم فاقتدر له ؛ يمه من وحس اعمى اصم لا يطار السهل ولا يرعى الاكم ؛ بیان کرتے ہیں کہ ایک کوئی شخص نے آنحضرت سے پوچھا کہ یہ معرکہ آرائی جو ہم نے شامیوں کے ساتھ کی کیا مرضی الٰہی سے متعلق تھی امیر المومنین نے فرمایا اے شیخ اس خدا کی قسم جس نے دانہ کو چیرا اور اس نے درخت اگایا اور انسان کو خلق کیا کہ اس کا کوئی بندہ اس کے ارادے اور منشا کے خلاف نہ ایک قدم اٹھا سکتا ہے نہ ایک سانس ہی لے سکتا ہے ؎ بے حکم او نیفتد برگے ز ہیچ شاخ ؛ از جرم خاک تا بمحلے کہ مشتری ست اس کوفی نے جناب امیر علیہ السلام کا یہ کلام سنکر آپ کی مدح میں یہ اشعار لکھے ؎ انت الامام الذی نرجو بطاعته ؛ یوم النشور من الرحمان غفرانا ؛ اوضحت من دیننا ما کان ملتبسا ؛ جزاك ربك عنا فيه احسانا ؛ نفسی فداء لخير الناس كلهم ؛ لعبد النبي على الخير مولانا ؛ اخی النبی ومولی المومنین معا ؛ واول الناس تصديقا وايمانا ؛ وبعل بنت نبی الله فاطمة اکرم بها شرفا سرا واعلانا

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید النبیین وخاتم المرسلین وعلی آلہ الطیبین الطاہرین کہ جنگ صفین کے واقعات تمام ہو گئے۔

## جنگ صفین سے مراجعت کرنے کے بعد مسلمانوں کے ممالک کو معاویہ بن ابی سفیان کا غارت کرنا

ابو محمد احمد بن اعثم کوفی کا بیان ہے کہ مشہور راویوں نے روایت کی ہے کہ جب امیر المومنین علی اور معاویہ میں ان تمام واقعات کے ساتھ

جن کا شرح ذکر ہو چکا ہے صفین کی لڑائیاں وقوع میں آچکیں اور عمرو عاص اور ابوموسی اشعری نے مذکورہ بالا طریق پر فیصلہ ظاہر کیا اور شامی لشکر شام کی طرف اور اہل عراق عراق کی سمت مراجعت کر گئے اور امیرالمومنین علی نے کوفہ میں اور معاویہ نے شام میں قیام کیا اس کے بعد معاویہ نے ضحاک بن قیس فہری کو جو اسکی طرف سے ملک شام کا کوتوال اور سرداران لشکر میں سے مشہور شخص تھا طلب کر کے سواروں کا ایک لشکر حوالہ کیا کہ بنی کلب کے نواح کے راستے سماۃ کو جہاں سے کوفہ اور اسکے نواح کو جاتے ہیں اپنے قبضہ میں کر کے اثنا راہ کی ہر شے کو برباد کر ڈالے وہ سواروں کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا پہلی منزل تغلبیہ میں آیا پھر قطقطانہ میں اترا۔ امیرالمومنین علی کو بھی اس امر کی اطلاع ہوئی آپ نے ایک صحابی حجر بن عدی کندی کو بلا کر دو ہزار سوار حوالے کئے اور فرمایا بعجلت جا کر ضحاک کے دست برد سے اس علاقہ کو بچا اسوقت ضحاک بنی کلب میں پہنچکر قتل و غارت گری میں مصروف تھا اور اس نے تغلبیہ کے رئیس عمر بن سعید علائی کو جو امیرالمومنین کا ایک بڑا نیکوکار صحابی تھا قتل کر دیا تھا جب حجر بن عدی اور اسکے دو ہزار سواروں کی آمد آمد سے مطلع ہوا اپنی فوج سے کہا ہم کوفہ کے متصل آپہنچے ہیں اور علی کے ایک صحابی کو مار ڈالا ہے مگر حجر سے جنگ کرنے کی طاقت مجھ میں نہیں تمہاری کیا صلاح ہے سب نے کہا ہمیں یہاں سے کوچ کر دینا چاہئے اگر حجر نے پیچھا کیا تو پھر اس سے جنگ کریں گے ورنہ سلامتی سے خدمت معاویہ میں پہنچ جائیں گے اور انہیں تمام کیفیت سے اطلاع دیں گے ضحاک نے کہا تمہارا کہنا درست ہے اور اسی وقت بجانب شام کوچ کر دیا حجر نے انکے بھاگنے کی خبر سنکر تعاقب کیا اور بنی کلب کے نواح میں جا لیا ضحاک نے ٹھہر کر مقابلہ کیا اور اسکے سات آدمی مارے گئے اور حجر کی فوج میں سے چار آدمی کام آئے انجام کار حجر فتحمند ہوا اور ضحاک شکست کھا کر شام کی طرف بھاگ گیا حجر نے اب اسکا پیچھا نہ کیا اور واپس آکر امیرالمومنین کی خدمت میں تمام حال عرض کیا جب ضحاک مغلوب ہو کر معاویہ کے پاس پہنچا تو معاویہ نے سرداران شام میں سے ایک شخص یزید بن شجرہ رہاوی کو بلا کر کہا میں چاہتا ہوں کہ تو مکہ میں جا کر میری نیابت میں حاجیوں کو اس طرح پر قایم کرے اور علی کے نائب کو وہاں سے نکال دے اور حاجیوں کو جو تمام اطراف و جوانب سے آتے ہیں میری بیعت میں لائے اور کوئی ایسی تدبیر کرے کہ وہ علی کی بیعت سے بیزار ہو جائیں اور مجھے خلیفہ مان لیں یزید نے کہا جیسا امیرالمومنین کا حکم ہے ایسا ہی کروں گا معاویہ نے کہا مجھے تیری خصلت کی خوبی اور طریقہ کی پختگی معلوم ہو گئی میں تیرے رائے اور چلن سے خوب واقف ہوں تجھے حرم خدا تعالے میں جنگ کرنے کیلئے نہیں بھیجتا بلکہ اسلئے بھیجتا ہوں کہ جو لوگ ادھر ادھر سے اس پاک جگہ پر آتے ہیں ان کے دلوں کو مائل کرے اور اچھے کلمات کہے اور اگر ممکن ہو کہ حرم میں تلوار کھینچے اور خون بہائے بغیر علی کا نائب مکہ سے چلا جائے تو اسے نکال دینا اور اگر دیکھے کہ جنگ و جدل بغیر اسکا نکالنا ممکن نہیں تو اس سے کچھ معترض نہونا یزید نے کہا میں تیرا مطلب سمجھ گیا ایسا ہی عمل میں لاؤں گا۔ میں ایسا شخص نہیں کہ حرم الہی میں جسکی حرمت اس آیت سے ثابت ہے کہ من دخلہ کان آمنا کسی متنفس کو خوف زدہ کروں۔ معاویہ نے کہا میں نے تیری بات سن لی اور مجھے پسند آئی شام کے ارکین اور لشکر کے بہادروں اور چیدہ چیدہ عربی جنگجو شخصوں میں سے تین ہزار سوار دیکر پھر سمجھایا اور نصیحت کی اور کہا اے یزید بن شجرہ آگاہ ہو کہ میں تجھے مکہ میں بھیجتا ہوں اور مکہ اللہ تعالی کا گھر ہے اور وہ میری جائے پیدائش و پرورش ہے اور اہل کوفہ میری قوم اور گروہ کے لوگ ہیں خدا سے ڈرنا اور انہیں خوف زدہ نکرنا میں ہر جگہ پر انکی زندگی اور درستی احوال کا آرزومند ہوں اور ذرا گوارا نہیں کرتا کہ انہیں کسی طرح سے تکلیف پہنچے میری اس نصیحت کو جو انکے حق میں کی ہے یاد رکھنا اور اس سے روگرداں نہونا خدا پر بھروسہ کر کے روانہ ہو جا یزید نے سنکر کہا اللھم انی لست اعظم جہادی من سعی علی خلیفتک عثمان و ھتک حرمہ ولا منا بذ من بغی علیہ جہاد فخذ لھا اللھم فان کنت قضیت بین ھذا الجیش و بین اھل حرمک حربا فاکفنی ذالک یعنی اے خدا میں اس شخص کی حرمت نہیں کرونگا جس نے تیرے خلیفہ عثمان کے قتل میں سعی کی اسکا پردہ حرمت چاک کیا اور نیز ظلم و ستم جائز رکھ کر تن تنہا چھوڑ دیا اے خدا اگر کسی نے حکم دیا کہ اس لشکر اور باشندگان حرم

میں جنگ ہو تو مجھے اس معرکہ سے محفوظ رکھنا یہ دعا مانگ کر مکہ کی طرف روانہ ہوا اسوقت قثم بن عباس بن عبد المطلب امیر المومنین علیؑ کی طرف سے
مکہ میں موجود تھا یزید قریب مکہ پہنچا تو قثم نے لوگوں کو جمع کر کے حمد وثنائے الہٰی اور درود رسالت پناہی کے بعد کہا اے لوگو شام کا لشکر جو ظلم
و فساد کے دلدادہ ہیں اور عدل و مروت سے ذرا علاقہ نہیں رکھتے آیا چاہتا ہے انکا منشا یہ ہے کہ دینی شریعت میں تغیر پیدا کریں اور راہ
حق کے طریقوں میں تبدیلیاں واقع کریں تم کہو کہ کیا ارادہ رکھتے ہو انسے بجنگ پیش آوگے یا صلح کروگے یہ سن کر تمام آدمی خاموش رہ گئے
کسی نے قثم کی بات کا کچھ جواب نہ دیا - قثم نے کہا اگرچہ تمنے بظاہر کچھ جواب نہیں دیا مگر مجھے حال معلوم ہو گیا کہ تمہارا دلی منشا کیا ہے اب میں شہر سے
نکل جاؤں گا اور ان پاس کے پہاڑوں میں قیام کروں گا اور دیکھونگا کہ اللہ تعالیٰ کیا کرتا ہے - شیبہ ابن عثمان عبدی نے کہا اے قثم تو ہمارا
امیر اور ہم تیری رعیت ہیں اور سب تیرے حکم کے فرمانبردار ہیں اگر امیر آنیوالے لشکر سے تو جنگ کرے گا تو ہم سب تیرا ساتھ دینگے اور اگر
صلح کرے گا تو ہمیں اس سے بھی کچھ انکار نہ ہوگا - ہم ہر حال میں تیرے مطیع فرمان ہیں جو کچھ مصلحت دیکھے اسپر عمل کرو والسلام - قثم نے کہا افسوس اے
مکے والو میں تمہاری باتوں کے دھوکہ میں نہ آؤنگا میں جانتا ہوں کہ جو کچھ کہتے ہو اسے پورا نہ کروگے اور یہی سبب ہے کہ میں دیکھتا ہوں تم
میں کوئی ایسا شخص نہیں جو کچھ کر دکھائے اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ امیر المومنین کی خدمت میں عریضہ لکھکر تمام کیفیت سے مطلع کر دوں اور
خود شہر سے نکل کر متصل کے پہاڑوں میں قیام کر کے منتظر رہوں اگر میرے واسطے مدد بھیجدی کہ اس سے قوی پشت ہو کر اس شامی لشکر کو منتشر کر دوں
تو اپنی جگہ سے نکل کر انہیں پسپا کر دونگا اور اگر مدد نہ پہنچی یا کسی اور تجویز کے متعلق کوئی حکم بھیجا تو حسب الحکم عمل کروں گا والسلام ابو سعید
خدری نے کہا اے امیر حرم خدا کی بہت بڑی حرمت ہے جب وقت یہ شامی فوج آئی تو ان سے مقابلہ کرنے میں جلدی نہ کرنا خاموش رہنا اور شہر
سے باہر نجانا جب یہ لوگ آجائیں اور تو دیکھے کہ میں ان سے زیادہ قوی دست ہوں تو باہر نکل کر انکو شکست دینا ورنہ شہر چھوڑ کر جیسا ارادہ ظاہر
کیا ہی پہاڑوں میں جا ٹھیرنا اور سب طرح کی احتیاط رکھنا پھر جس وقت تو چاہے گا وہاں سے باہر آسکتا ہے اور ابتو توقف کرنا ہی مناسب ہے قثم نے کہا تو نے
ٹھیک رائے دی پھر اسکے کہنے کے مطابق مکہ میں ٹھیرا رہا اور امیر المومنین کو یزید بن شجرہ کے مع لشکر آنیسے مطلع کیا آپ نے خبر پاکر اور ممبر پر تشریف
لے جاکر خطبہ پڑھا حمد وثنائے باری تعالیٰ کے بعد اسکے ہر قسم کے عطیات اور نعمتوں کا ذکر کر کے رسول خدا پر درود بھیجا پھر کہا اے لوگو مجھے خبر ملی ہو
کہ معاویہ نے ایک شامی لشکر جو بڑے ظالم ہیں نہ کانوں سے کلمہ حق سنتے ہیں نہ آنکھوں سے راہ راست دیکھتے ہیں مکہ پر چڑھا کر بھیجا ہے اور
حکم دیا ہے کہ لوگوں سے معاویہ کی بیعت لیں اور اطاعت میں لائیں اور اسکی نیابت میں حج کی رسمیں ادا کرائی جائیں اور میرے نائب کو حج
کے طریقوں کی ادائیگی سے روک کر شہر سے نکال دیں یہ شامی لشکر ظالموں اور مفسدوں کا مجمع ہے حق کو باطل سے پوشیدہ کرنے خلقت
کو نافرمانی خدا میں مبتلا کرتے ہیں یہ شیطان کے مددگار اور گمراہ و بدعتی فرقہ کے تابعین ہیں دیندارون اور ایمان والوں کے
دشمن ہیں - بہر حال انکو دفعہ کرنا ضرور ہے تم تیار ہوجاؤ اور بہ عجلت تمام انکی خبر لو اور انکے مقابلہ سے ناموری اور باقی رہنے
والا ذکر اور ثواب دارین حاصل کرو معقل بن قیس کو جو بڑا متقی اور امین شخص ہے اور کثرت احتیاط اور پرہیزگاری کے علاوہ شجاعت
و شہامت بے اندازہ رکھتا ہے اور عقل و فہم میں یکتا ہے اس مہم پر مامور کرتا ہوں اور جو سردار اس امر میں اسکا ساتھ دینگے انکو ہمراہ
کرتا ہوں لازم ہے کہ جلدی کرو اور اسکے ہمراہ روانہ ہوجاؤ اور یقین رکھو کہ اس مہم میں تمکو تم قسم کی سعادتیں حاصل ہونگی اور اس جہاد سے نجات اور
بخشش کے دروازے تمپر کشادہ ہوجائینگے اور وہ گروہ جو تابع شیطان ہے مقہور اور منتشر ہوگا فان یعلم اللہ تعمل المفسدین امیر المومنین کے اس ارشاد
پر اہل کوفہ جوش میں آئے اور ہر گوشہ مسجد سے آواز بلند ہوئی کہ ہمنے سنا اور قبول کیا ایک ہزار سات سو بہادر عربی سوار جمع ہوگئے ریان بن
ضمرہ بن ہوذہ حرمی ابو طفیل عامر بن واثلہ کنانی اور ایسے ہی مشہور و معروف بہادروں نے اس جنگ کی رغبت ظاہر کی پھر یہ نامور ایکہزار سات
سو سوار لیکر کوفہ سے بجانب مکہ روانہ ہوئے ذی الحجہ کی پہلی تاریخ تھی اور جب پہنچے حج کا وقت گذر گیا تھا یزید بن شجرہ نزدیک ہی دو روز پیشتر فرار ہو چکا تھا

پہنچ گیا تھا اس نے منادی کی کہ کسی شخص کو تم سے کچھ غرض نہیں ہے تم سب امن وامان میں ہو مگر صرف وہی شخص جو ہم سے جنگ کریگا اور مخالفانہ طریقہ اختیار کرے گا۔ پھر کہا کسی ایک نامور صحابی کو میرے پاس لاؤ لوگوں نے کہا ابوسعید خدری یہاں موجود ہے کہا انکو لاؤ جب آیا تو سلام کرکے بیٹھ گیا یزید نے جواب سلام کے بعد کہا اے ابوسعید اللہ تعالیٰ تجھے بخشے آگاہ ہو کہ میں یہاں لوگوں کی دلداری اور دینی قاعدوں کی تاکید اور شرع مبین کی بنیاد کے استحکام کے لئے آیا ہوں نہ دلوں میں تفرقہ ڈالنے اور فساد برپا کرنے کے لئے اگر میں چاہوں تو تمہارے امیر کو گرفتار اور مقید کرکے معاویہ کے پاس بھیجدوں کسی کو یہ مجال نہیں ہوسکتی کہ مجھے اس ارادے سے باز رکھے لیکن میں خود گوارا نہیں کرتا کہ حرم خدا میں جنگ کروں اور ان مبارک دنوں میں فتنہ برپا کروں مصلحت یہ ہے کہ تمہارا امیر امامت سے دست بردار ہو جائے اور میں بھی امامت نہ کروں تم سب اپنے اتفاق اور اجماع سے کسی اور شخص کو مقرر کرلو جو امامت کرائے تاکہ ہم میں کوئی گفتگو پیدا نہو اور اللہ رحمان اور رحیم ہے اس معاملہ میں میری کوئی اور غرض نہیں مگر یہ کہ طرفین کیلئے عافیت چاہوں اور اصلاح حالت میں سعی کروں ابوسعید خدری نے کہا اللہ تعالیٰ تجھے نیک بدلا دے میں تمام شامیوں میں کسی کو تجھ سے زیادہ نیک اعتقاد اور مسلمانوں کی رعایت اور ہوا خواہی میں کامل اور فاضل تر نہیں سمجھتا اس کے بعد ابوسعید قثم کے پاس آیا اور یہ باتیں سنائیں اور نماز عید میں امامت کی نسبت یزید کی خواہش بیان کرکے پوچھا کہ تیری کیا مصلحت ہے قثم نے کہا یزید جس امر کو مناسب سمجھتا ہے میں بھی اس سے رضامند ہوں اس کے بعد تمام بنگ اور مکہ کے سرداروں نے ملکر یہ امر قرار دیا کہ شیبۃ العثمان عبدی امامت کرے اور مناسک و مراسم حج ادا کرائے۔ آخر یہی بات قرار پاگئی اور شیبہ کو اجازت دی جب شیبہ نے نماز پڑھا دی اور مناسک حج میں قیام کیا تو یزید نے اپنے ہمراہیوں سے مخاطب ہوکر کہا اے اہل شام آگاہ ہو کہ اللہ تعالےٰ نے تمہیں نیکی کرامت کی اور شر کو تم سے باز رکھا نیکی یہ کہ تم نے امام وقت اور خلیفہ زمان کی اطاعت میں حج کیا اور مناسک کے طریقوں پر قیام کیا اور شر یہ کہ تمہارے ہاتھ کو علی ابو طالب علیہ السلام کے لوگوں کی تعرض سے اور اُن کے ہاتھ کو تمہاری مخالفت سے روکا اب تم نیک بختی اور اجر و شکریہ کے ساتھ واپس چلو اہل شام یزید کی بات سے بڑے خوش ہوئے اور جانب شام مراجعت کی معقل بن قیس جس وقت لشکر لئے کوفہ کی طرف سے آیا تو کچھ عرب ملے اور اُنھوں نے مطلع کیا کہ یزید اور اُسکا لشکر شام کیطرف واپس چلا گیا معقل بن قیس مکہ کا راستہ چھوڑکر اور جانب شام روانہ ہوا اثناء راہ میں خبر لگی کہ انہوں نے وادی القریٰ میں قیام کیا تھا اسلئے بعجلت تمام وادی القریٰ کیطرف چلا اور قریب پہنچکر دیکھا کہ وہ وادی القریٰ کے دریا کے کنارے اُترے تھے قیس نے اپنے لشکر سے کہا میری بات سنو انھوں نے کہا بیان کر قیس نے کہا یہ بڑا خطرناک کام ہے جو مجھے انجام دینا پڑے گا تم مردوں کی طرح رہنا اور سبھی تمام جنگ کرنا اگر میں مارا جاؤں تو میری طرف سے تمہارا امیر ابو طفیل عامر بن واثلہ ہوگا اور اگر وہ بھی کام آئے تو زمان بن حمزہ امیر ہوگا اور اگر وہی قتل ہو جائے طبیان امارہ کو امیر سمجھنا اور وہ بھی زندہ نہ رہے تو ابو زراع شاکری امارت پر متمکن ہو یہ وصیت کرکے آگے بڑھا جب وادی قریٰ میں پہنچا تو دیکھا کہ شامی لشکر کوچ کرگیا تھا صرف اُنکے دس آدمی رہ گئے تھے جو اپنے اونٹوں پر اسباب لادرہے تھے معقل نے انہیں قید کرلیا اور جو کچھ ساز و سامان اور اسلحہ اُنکے پاس تھے چھین لئے اب شامی لشکر نے بھی سُنا کہ معقل آپہنچا اور اپنے امیر سے کہا مناسب ہے کہ اُلٹے ہٹ کر اپنے قیدی چھڑا لائے جائیں یزید نے کہا اُلٹا ہٹنا خلاف مصلحت ہے جبتک یہ نہ معلوم ہو جائے کہ اُن کی قوت کس قدر ہے آیا ہم فتح پاسکتے ہیں یا نہیں اور اگر عراق والے اسقدر قوی نہوتے تو وہ ہمارا تعاقب نہ کرتے یہ کہکر شام کی طرف روانہ ہوگیا اور معقل نے یہ بات معلوم کرکے کہ تعاقب سے کوئی نتیجہ نہ نکلے گا کوفہ کی طرف مراجعت کی اور اُن دس شخصوں کو امیرالمومنین کے سامنے حاضر کیا اور تمام کیفیت عرض کی آپ نے فرمایا کہ انہیں قید خانہ میں رکھو کیونکہ معاویہ نے بھی ہمارے چند آدمی قید کر رکھے ہیں جب وہ انہیں بھیجدے گا تو ہم انہیں چھوڑ دیں گے۔ الغرض جب یزید نے معاویہ کے پاس پہنچکر شرح کیفیت بیان کی اور کہا کہ ہمارے دس آدمیوں کو قید کرلیا ہے تو معاویہ نے کہا جلدی فکر و تدبیر انکے چھڑانیکا تجھے زیادہ خیال ہے اسکے بعد حرث بن نمر تنوخی کو بلا کر اور اُنکے

مضمون خط امیرالمومنین بنام معاویہ

جنگ جو سوار حوالے کرکے حکم دیا کہ بلاد جزیرہ رو د کو اور ہر ایک اس موضع کو جو علی کی اطاعت کا دم بھرتا ہو قتل و تاراج کر ڈال حرث بن
نمر ہزار سواروں کی جمعیت سے روانہ ہو کر نصیبین اور دارا کے علاقہ تک آیا اور بنی تغلب کے ایک گروہ کو جو علی کا طرف دار تھا غارت کرکے
آٹھ آدمی گرفتار کر لیئے پھر شام کی طرف مراجعت کی اب جزیرے والوں میں سے ایک شخص مسمی عتبہ بن وعل حرث کے فعل کی انتقام کشی کے لیئے
اٹھا اور بنی تغلب کے کچھ آدمی جمع کرکے قصر منبج کی طرف روانہ ہوا اور دریائے فرات کو عبور کرکے نواح شام کو جا لوٹا اور ہتھیار مال و دولت
اور اسباب اور مویشی لیکر بڑے کر صحیح و سالم واپس چلا آیا اور ایک قطعہ لکھا جسکا مطلع یہ ہے ؎ الا ابلغ معاویۃ بن حرب: ما لی قد اعزت
لما بعثہ اب امیرالمومنین علی نے معاویہ کو اس مضمون کا خط لکھا کہ یہ خط امیرالمومنین علی کی طرف سے معاویہ بن ابی سفیان کے نام ہے واضح ہو
کہ اللہ جل شانہ منصف اور عادل ہے وہ ظلم نہیں کرتا اور وہ جبار ہے کہ اسپر کوئی غلبہ نہیں کر سکتا نیکی کا بدلا نیک عطا کرتا ہے اور ایسے بندے
جو کچھ ظلم و ستم اور جرم و خطا کرتے ہیں اسپر صبر کرتا ہے اور جب وقت آ پہنچتا ہے تو ہر فعل کی سزا اور ہر ایک بری بات کا بدلا دیتا ہے اے معاویہ
تجھے دنیا کے واسطے پیدا نہیں کیا تو اس میں ہمیشہ زندہ نہ رہے گا خواہ تیری عمر کتنی ہی دراز کیوں نہ ہو انجام کار موت کا مزہ چکھے گا۔ دنیا گزر جانے
والی اور دنیا کی محبت بھی گذرنے والی چیز ہے خدا سے ڈر انصاف کو ہاتھ سے نہ کھو اور شیطانی وسوسوں میں پڑ کر باطل طریقے اختیار نہ کر
میں اس خدا کی جس کے سوا کوئی اور خدا نہیں ہے قسم کھا کر کہتا ہوں اور سچی قسم کھاتا ہوں کہ جب عاقبت میں مجھے اور تجھے ایک جگہ کھڑا
کریں گے تو میرے تیرے درمیان میں انشاء اللہ بر حق فیصلہ ہوگا۔ آگاہ ہو کہ میں یہ خط اپنے قاصد سعد کے ہاتھ روانہ کرتا ہوں اور مدعا
یہ ہے کہ جو قیدی ایک دوسرے کے ہمارے اور تمہارے پاس ہیں رہا کر دیے جائیں والسلام جب سعد نے معاویہ کے پاس پہنچکر پیغام پہنچا دیا
تو معاویہ نے اپنے پاس کے تمام قیدی جو علی کے طرفدار تھے چھوڑ دیے اور جب یہ خبر امیرالمومنین علیہ السلام نے سنی حکم دیا کہ معاویہ کے تمام
قیدی رہا کر دیے جائیں اس کے بعد لوگوں کو یہ خیال ہو گیا کہ اب معاویہ دست درازی نہ کرے گا لیکن ایک ماہ بھی نہ گذرا تھا کہ معاویہ نے اپنا ایک
امیر سفیان بن عوف کو بڑی بھاری جمعیت کے ساتھ عراق کی طرف بھیجا کہ اس علاقہ کو تاخت و تاراج کر ڈالے اور شیعان علی کو جہاں کہیں
پائے قتل کر دے سفیان حسب ایماء معاویہ عراق کی طرف بڑھا اور شہر ہیت میں داخل ہوا کمیل بن زیاد نے جو امیرالمومنین کی طرف سے
وہاں حاکم تھا یہ خبر سنکر کہ شامی لشکر بقصد ہیت آ رہا ہے اپنے دوستوں میں سے ایک شخص کو پچاس پیدل دے کر وہاں چھوڑا اور خود باہر
نکلا کہ اس لشکر کا مقابلہ کروں گا کمیل کے چلے جانے کے بعد سفیان نے اس شہر اور تمام نواح کو تاراج کر ڈالا کوئی اسکا مقابلہ کرنیوالا نہ
تھا پھر ہیت سے انبار کی طرف چلا۔ یہاں ایک شخص الاشرس بن حسان بکری نام امیرالمومنین کا صحابی موجود تھا جب تک سفیان کے
آنے کی خبر ہوئی اس نے اسے گرفتار کرکے قتل کر دیا اور بھی چند کس ہوا خواہان امیرالمومنین کو قتل کیا پھر تمام شہر کو غارت اور
برباد کرکے کم و بیش جو کچھ پایا لوٹ لیا اور بجانب شام مراجعت کی جس وقت امیرالمومنین علی علیہ السلام کو اس حال کی خبر ہوئی
پہلے قصد کیا کہ خود جا کر اس حادثہ کا تدارک کریں مگر بعد کو مناسب سمجھا اور سعید بن قیس کو بلا کر اور کوفی سواروں کا جتھا ساتھ کرکے حکم دیا کہ
سفیان بن عوف کے نشان قدم پر جائے اور تعاقب میں سعی بلیغ کرکے اسے جا پکڑے۔ سعید حسب الحکم جناب امیر بتعجیل تمام روانہ ہوا اور سفیان کو تلاش
کرتا ہوا سرزمین عانات تک پہنچا مگر اس نے نہ پایا اب اس کے لشکر کے گھوڑے اور آدمی تکان سے چور ہو گئے تھے اسنے اپنی فوج کے ایک نامور بہادر ہانی بن
خطاب کو دو اسپہ سواروں کا دستہ دے کر اسکی تلاش میں روانہ کیا ہانی بڑی تیز رفتاری سے کوچ کرتا ہوا شام و دیہات تک گیا اور وہاں سے صفین کے مقام
جا پہنچا پھر بھی سفیان کا کچھ پتہ نہ لگا اسلیے پلٹ کر سعید کے پاس آیا اور سب کیفیت کہہ سنائی سعید نے کہا اس ملعون کی تلاش اب بے فائدہ ہے غرض وہاں سے
مراجعت کرکے امیرالمومنین کی خدمت میں حاضر ہوا اور ماجرا کہہ سنایا اور یہ بھی عرض کر دیا کہ کمیل بن زیاد ہیت سے نکل گیا ہے۔ امیرالمومنین نے کمیل بن
زیاد کو خط لکھا اور شہر ہیت کے چھوڑ جانے پر ملامت کی چند روز کے بعد معاویہ نے ایک نامور شامی عبدالرحمن بن قشم کو لشکر جرار دیکر ولایت جزیرہ پر بھیجا

اور حکم دیا کہ جہاں کہیں علی کے طرفداروں کو پائے گرفتار کرکے مار ڈالے اور اُس مقام کو تباہ اور برباد کردے عبدالرحمن حسب الحکم معاویہ بجانب جزیرہ روانہ ہوا اُسوقت جزیرہ کے علاقہ میں امیرالمومنین علی کا ایک صحابی شبیب بن عامر حاکم تھا اور یہ شخص ضریع بن علی کربلائی کا دادا ہوتا ہے اور اس نے خراسان میں بفر تیار سے معرکہ آرائیاں کی ہیں نصیبین میں چھ سو جوانوں کے ساتھ موجود تھا جسوقت سنا کہ عبدالرحمن اشتم جزیرہ پر حملہ کرنے کے لئے چلا آرہا ہے کمیل بن زیاد کو خط لکھ کر آگاہ کیا کہ عبدالرحمان بڑے جرار اور مستعد لشکر کے ہمراہ جو ہر طرح کے سامان جنگ سے آراستہ ہے شام سے چلا آرہا ہے اور اس نواح کی غارت گری کا قصد رکھتا ہے کمیل بن زیاد نے جواب میں لکھا تیرا خط پایا مضمون معلوم ہوا۔ اس معاملہ میں جس قدر غور و فکر کیا میری رائے یہی قرار پائی کہ تیرے پاس پہنچوں اب یہ خط روانہ کرتا ہوں اور ساتھ ہی تیرے پاس پہنچتا ہوں والسلام اسکے بعد کمیل نے عبداللہ بن وہب راسی کو ہیت میں اپنا نائب مقرر کرکے چار سو سواروں کے ساتھ چھوڑا اور باقی قدر جمعیت لیکر خود بسمت نصیبین روانہ ہوا جسوقت شبیب سے ملا اس کے پاس چھ سو سوار تھے کمیل اُسکے ہمراہ ہوکر نصیبین سے نکلا اور عبدالرحمان کے مقابلہ کے لئے چلا عبدالرحمان شہر کفرتوتا میں شامی لشکر کو لئے پڑا تھا کہ اُن کا حال سنا اور شہر سے نکلکر اُن کی طرف بڑھا جب دونو لشکر روبرو ہوئے کمیل بن زیاد نے رجز پڑھ کر حملہ کیا شبیب نے بھی اُسکا ساتھ دیا طرفین سے سخت جنگ ظہور میں آئی کمیل کے دو صحابی عبداللہ بن قیس اور مدرک بن بشیر غنوی قتل ہوئے اور عبدالرحمان کے بہت سے طرفدار کام آئے انجام کار کمیل اور شبیب فتحمند ہوئے اور شامی لشکر بہت بُری حالت سے بھاگ نکلا عبدالرحمان بُرے حالوں سے جانب شام روانہ ہوا کمیل نے اپنی فوج سے کہا تمہاری مراد بر آئی اب اُن کا تعاقب مکرو کیونکہ اللہ تعالی کا شکر ہے کہ ہمیں ظفریاب کیا پیچھا کرنے سے کچھ زیادہ فائدہ حاصل نہوگا اس کے بعد وہاں سے مراجعت کرکے نصیبین میں وارد ہوئے امیرالمومنین علی نے یہ خبر سنکر کمیل کو خط لکھا مضمون یہ تھا۔ اُس خدائے جلیل کا شکر ہے جو اپنے بندوں پر مہربانیاں فرماتا ہے اور جسے چاہتا ہے فتح سے عزت دیتا ہے وہی سب سے اچھا مالک اور سب سے افضل مددگار ہے تونے مسلمانوں کو جیسی مدد دی اور اپنے امام اور پیشوا کی جس قدر فرمانبرداری کی سب معلوم ہوا تیری نسبت ہمیشہ سے میرا یہی گمان ہے اور ان مہمات کے انتظام میں تجھ پر ایسی ہی خدمات کا بھروسہ رہا ہے اللہ تعالے تجھے نیک عوض کرامت فرمائے اور ان لوگوں کو بھی جو مدد کے لئے تیرے ہمراہ آئے اور جنہوں نے اپنی جانیں خرچ کیں جزائے خیر عطا کرے اس دفعہ تو یہ مہم جو میری اجازت و اطلاع بغیر اختیار کی تھی حسب مراد انجام پا گئی۔ لیکن لازم یہ ہے کہ اسکے بعد جو مہم پیش آئے اُس کے شروع کرنے سے پہلے مجھے اسکی کیفیت سے اطلاع دو اور اجازت طلب کرو تاکہ میں جو کچھ مناسب سمجھوں اس کی اجازت دوں اور اُسکے متعلق نیک و بد حالات سے مطلع کروں اللہ تعالی ظالموں کے ظلم کا بدلہ لے اور فی الحقیقت وہی عزیز و حکیم ہے والسلام

## اہل یمن کا جھگڑا اور عثمان بن عفان کی گروہ کا سرکشی کرنا

اسی اثنا میں کہ امیرالمومنین علی کے دوستوں اور معاویہ کے فرماں برداروں میں جنگ و جدل ہو رہی تھی خبر آئی کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا گروہ یمن میں فساد پر آمادہ ہوگیا ہے اور امیرالمومنین کی مخالفت اختیار کرکے آپ سے بیزار و منحرف ہوگیا ہے اسوقت امیرالمومنین علی کی طرف سے یمن میں عبیداللہ بن عباس بن عبدالمطلب عامل تھا اور صنعا میں قیام رکھتا تھا اس نے آدمی بھیجکر اُس مخالف گروہ کے کچھ لوگ بلائے اور کہا یہ کیا بات ہے کہ تم آتش فساد مشتعل کرنا چاہتے ہو تمنے کیوں مخالفت اور فتنہ پردازی اختیار کی ہے طلب خون عثمان سے تمہیں کیا تعلق تم اس سے کیا علاقہ رکھتے ہو محض رعایا میں شامل ہو جس طریق سے زندگی بسر کرنا چاہیے اسی ڈھنگ سے رہو میں دیکھتا ہوں کہ تم لوٹ مار کی آرزو رکھتے ہو اور اسیوقت تک اپنے گھروں میں بیٹھے ہوئے اور اطاعت و فرمانبرداری کا دم بھرتے تھے کہ یہ ہوس پیدا نہوئی تھی اب تمہی سر اٹھایا اور امیرالمومنین سے

مخالفت اختیار کرکے طلب خون عثمان کا بہانہ بنایا ہے اسکے بعد حکم دیا کہ اس گروہ کے چند آدمیوں کو قید خانہ میں قید کرو جب دوسرے لوگ
اس واقعہ سے مطلع ہوئے تو انہوں نے عبید اللہ بن عباس کو خط لکھا کہ تو نے ہمارے عزیزوں قریبوں میں سے جن شخصوں کو قید کر رکھا ہے اگر
اُن کو چھوڑ دے گا تو بہتر ہوگا ورنہ ہم نہ تیرا حکم مانیں گے۔ امیر المومنین کا عبید اللہ نے اُنکے چھوڑ دینے سے انکار کیا اور کہا میں اسوقت تک
رہا نکروں گا جبتک اس امر میں امیر المومنین کے پاس سے کوئی حکم صادر نہوگا اور جیسا حکم آئے گا ویسا عمل کیا جائے گا یمن والوں نے یہ خیال
کرکے کہ ہمارا مطلب نہ برآئیگا امیر المومنین کی مخالفت کا اظہار کرکے زکوٰۃ کا روپیہ روک لیا عبید اللہ بن عباس نے امیر المومنین علی کو اس حال کی
اطلاع دی اور یمن اور صنعا والوں کی بغاوت و سرکشی کا مفصل حال لکھ بھیجا امیر المومنین نے یہ خط ملاحظہ فرماکر یزید بن انس ارحبی کو بلا کر
کہا کچھ خبر ہے کہ یمن اور صنعا میں تیری قوم نے کیسا فتنہ برپا کر رکھا ہے میرے اور میرے عامل کے خلاف بغاوت اختیار کی ہے یزید نے کہا
میں اپنی قوم کی بابت ایسی مخالفت کا گمان نہیں کرسکتا اگر حکم ہو تو جاکر سب کیفیت معلوم کروں یا خط لکھ کر اُن کے دلوں کی کیفیت پر اطلاع پاؤں
اگر تحریر ہی سے فرمانبرداری اور اطاعت کے راستہ پر آجائیں تو بہتر ورنہ خود جاکر انکو خوب ہی ملامت کروں گا اور سب کو حضور کے زیر فرمان لاؤں
گا آپ نے فرمایا پہلے میں خود ایک خط لکھ کر اُن کا حال دریافت کرتا ہوں پھر یہ خط لکھا اے اہل یمن میں نے سنا ہے کہ تم طریق اطاعت سے منحرف
ہوگئے ہو اور میرے عامل عبید اللہ بن عباس کو چھوڑ کر مخالفت پر کمربستہ ہو تم نے اس سے پیشتر میری بیعت اور اطاعت اختیار کی ہے اب
ایسا عیب اور طریق بد مت اختیار کرو خدا سے ڈرو اور فرمانبرداری و متابعت سے کام رکھو تمہاری سب امیدیں پوری کیجائینگی اور تمہارے حق میں
عدل و مساوات کا طریق جاری ہوگا میں تمہارے مجرم اور خیانت دار اور گنہگار شخصوں کو معاف کرتا ہوں۔ گذشتہ افعال سے باز پرس نہ
کروں گا جو شخص میری اس نصیحت کو مان لیگا اپنی ذات پر احسان کریگا اور جو فرد بشر انکار کرے گا اُسکا وبال اُسکی جان پر پڑے گا وما ربک
بظلام للعبید والسلام یہ خط ایک ہمدانی شخص حبین بن نوف بن عبید کے حوالے کرکے حکم دیا کہ اہل یمن کے پاس لیجائے وہ خط لیکر یمن والوں
کے پاس پہنچا خط حوالہ کیا اور انکو پڑھ کر سنایا وہاں سے یمن کے ایک اور شہر جند میں پہنچا جند والے معاویہ کو خط لکھ کر اظہار اطاعت
کرچکے تھے اور ایک امیر کے مقرر کرنیکی درخواست کی تھی کہ مشکلات اور واقعات کے وقت اسکی صلاح و مشورہ پر عمل کیا جائے گا اسی اثنا میں
حبین بن نوف قاصد امیر المومنین وہاں جا پہنچا اور حضرت کا خط پیش کیا پھر کہا کہ تمہاری سرکشی اور بغاوت کی خبر سن کر امیر المومنین ع
نے پہلے یزید بن انس ارحبی کو لشکر کثیر کے ہمراہ تمہارے پاس روانہ کرنا چاہا تھا مگر آپ ہی نے فرمایا کہ معرکہ آرائی میں جلدی نہ
کرنی چاہئے اس لئے یہ خط لکھ کر مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے کہ تمہیں اس خیال فاسد پر ملامت کروں اور از راہ محبت و اخوت
و طریق دین و دیانت جو کچھ مناسب ہو سمجھاؤں خدا سے ڈرو۔ فتنہ و فساد کو چھوڑ دو اور شرارت و خونریزی سے بچو امام وقت
پر جو محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چچازاد بھائی اور رسول خدا کا وصی ہے خروج نہ کرو جب حبین بن نوف از راہ افہام و تفہیم
یہ نصائح بیان کرکے حق پیغام ادا کرچکا تو تمام بزرگ اور مشہور و معروف امرا و سردار آپس میں بحث کرنے لگے اور کسی قدر گفتگو کے بعد یہ
نتیجہ نکالا کہ اس سے کہو تو یہاں سے چلا جا اور پھر ہمیں اطاعت علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے واسطے نصیحت نہ کرنا کیونکہ
ہم علی ابن ابیطالب کی اطاعت پسند نہیں کرتے ہم اب تک عثمان ہی کی بیعت و اطاعت پر ثابت قدم ہیں اور کہدینا کہ ہم
تجھ سے برسر جنگ ہونے کی تیاریاں کرچکے ہیں تیرے پاس بھی فوج ہو تو ہمارے مقابلہ پر بھیجدے ہمارا تمہارا فیصلہ تلوار سے
ہوگا۔ یہ کہہ کر قاصد کو ناراضگی کے ساتھ واپس کردیا اور فوراً معاویہ کو اس مضمون کا خط روانہ کیا اہل جند کیطرف سے امیر المومنین معاویہ کو واضح
ہو کہ علی ابوطالب نے ہمیں کچھ تحریر کیا تھا اور حبین بن نوف کو ایلچی بنا کر بھیجا تھا اور ہمیں اپنی بیعت اور اطاعت کی ترغیب دلا کر ڈرایا تھا کہ
میری اطاعت سے انکار کروگے تو لشکر بھیجکر تمہارے اعمال کی سزا دونگا ہم نے قاصد کو جواب سخت دیکر الٹا پھیر دیا ہے اب اگر تو کوئی ایسا عامل ہمارے

پاس بھیجدے گا جو ہماری جان ومال کی حفاظت کرسکے اور ہمیں لشکر عراق کی دست اندازی سے محفوظ رکھے تو عین مراد حاصل ہو ورنہ اگر تو ہماری حمایت سے پہلو تہی کریگا تو چار ناچار ہم ایلچی بھیجکر علی ابو طالب سے اپنی خطاؤں کا عذر کرکے معافی مانگ لیں گے اس معاملہ میں بہت جلدی کرنی چاہئے کیونکہ عنقریب ہی لشکر عراق ہم پر حملہ آور ہونیوالا ہے والسلام معاویہ نے اہل جند کے خط کا مضمون لکھ کر بسر ابن ارطاۃ کو طلب کیا یہ شخص شام کا فرعون تھا معاویہ نے اس سے کہا آگاہ ہو کہ اہل یمن نے علی سے مخالفت اختیار کی ہے اور ہماری طاعت وبیعت کی طرف بہ نیت صادق وارادہ واثق رغبت ظاہر کی ہے اور تمام ظاہرین نے اپنے افعال سے ہماری متابعت کو ظاہر کردیا ہے ابھی ان لوگوں کا قاصد آیا ہے اور تحریر لایا ہے جس میں اہل یمن نے اظہار اطاعت کرکے ایک بہادر اور باشوکت امیر کے بھیجنے کی درخواست کی ہے کہ علی ابو طالب اگر فوجکشی کرے تو وہ سردار اُن کو روک سکے میں نے اس مہم کے انجام دینے کیلئے تجھ سے زیادہ لایق اور کسی شخص کو نہ سمجھا کیونکہ تو سلطنت اور ملکداری کے قاعدوں سے خوب واقف ہے اور بہت کچھ غور وفکر کے بعد یہی رائے قرار پائی کہ تجھے لشکر شائستہ کے ساتھ وہاں بھیجوں اور تو مجھے اس مہم کیطرف سے ایسا مطمئن کرسکتا ہے کہ دوسرا نہیں کرسکتا لہٰذا چار ہزار سوار تیرے حوالے کئے سوار ہو کر یمن کی طرف روانہ ہو جا جس موضع سے گذر ہو وہانکے باشندوں کو میری اطاعت وفرمانبرداری میں لا اور انسے میری بیعت لے اور مکہ اور مدینے کے راستہ سے جانا اور وہاں کے باشندوں کو بھی میری بیعت واطاعت کے حلقہ میں لانا علی سے بیزار کردینا اور ہوا خواہان علی کو سخت وسست کہنا اور خوب ملامت کرنا اور جہانتک ممکن ہو سختی کرنا اور انکے قتل وغارتگری میں کوتاہی نہ کرنا ادنی اور اعلی جو کوئی اطاعت اختیار کرے اس سے نیک سلوک کرکے اچھے اچھے وعدوں سے دل بڑھانا اور اسی قسم کے طریقے پر چلنا۔ بسر بن ارطاۃ چار ہزار سواروں کی جمعیت سے بجانب یمن روانہ ہوا پہلے مدینہ پر پہنچا یہاں امیر المومنین علی علیہ السلام کی طرف سے ابو ایوب انصاری عامل تھا بسر کے آنے کی خبر سنکر بھاگ گیا اور اہل مدینہ جان کے خوف سے بسر کے استقبال کے واسطے شہر سے نکلے بسر نے انہیں دیکھتے ہی للکارا اور کہا تمہارے چہرے سیاہ ہو جائیں خدا نے قرآن شریف میں یہ آیہ تمہارے حسب حال ارشاد فرمایا ہے حیث قال عز من قائل ضرب اللہ مثلا قریۃ کانت آمنۃ مطمئنۃ یاتیہا رزقہا رغدا من کل مکان فکفرت بانعم اللہ فاذاقہا اللہ لباس الجوع والخوف بما کانوا یصنعون مدعا یہ ہے کہ ایک بستی امن وامان والی فتنہ وفساد سے خالی تھی ہر روز ہر سمت سے وہاں وسعت رزق نازل ہوتا تھا اور نعمتونکی ہوائیں اُن کے مال ودولت بڑھتی جاتی تھیں مگر ان لوگوں نے ان افضال الٰہی کی قدر نہ جانی اور ان بخششوں کا شکر یہ ادا نہ کیا بلکہ خدائے جلیل کے ساتھ ناشکری سے پیش آئے اور روگردانی اختیار کرلی اللہ تعالی نے اُن ناشکریوں اور خطاؤں کے سبب اُنکی نعمتوں کو زایل کردیا اور خوف اور بھوک کا لباس پہنا دیا ہو بہو یہی تمہاری کیفیت ہے اور تمہارے بدن پر یہ لباس خوب چسپ ہوکر آیا ہے اور فی الحقیقت تم ہی اس آیہ کے مصداق ہو کیونکہ یہ شہر سید المرسلین خاتم النبیین کی ہجرت اور قیام کی جگہ تھی اور انکے بعد خلفائے راشدین کی جائے سکونت تھی تم نے ان نعمتوں کا شکر یہ ادا نہ کیا اور اماموں اور پیشواؤں کے حقوق کا لحاظ نہ رکھا یہانتک کہ خدائے جلیل کے خلیفہ کو لوگوں نے تمہارے درمیان میں قتل کردیا بلکہ تم نے اسکی خونریزی میں سعی کی اور اسے تنہا چھوڑ دیا ذرا مدد نکی بلکہ طعن وتشنیع پر زبان کھولی اور تم نے یہ امید قایم کی کہ اسے ہلاک کرکے خلافت حاصل کریں اور محنت وذلت کی پستی سے عزت ونعمت کی بلندی پر پہنچیں خدا کی قسم میں تمہارے ساتھ وہ سلوک کروں گا کہ جبتک جہان قایم ہے اُسکا ذکر ہوتا رہیگا اے شریر انصاریو اے یہودیونکے دوستو اور اے وہ شخصو جنہیں بزرگی کی قبا پہنائی نہیں ہے تمہیں بنو نجار بنو دینار بنو سالم بنو زریق بنو دیلم بنو عجلان اور بنو طریق کہنا روا ہے اب میں اسلئے آیا ہوں کہ خدا کی قسم تمہیں ایسے بھنور میں ڈالونگا کہ ایمان والونکے سینوں سے پرانا کینہ نکل جائیگا اسکے بعد وہ مدینہ میں داخل ہوا اور کسی مکان میں نہ اترا مسجد نبوی میں آکر منبر پر گیا اور اسی قسم کے کلمات سخت وسست کہتا رہا اور مدینہ والوں کو بقدر لعنت وملامت کی کہ تیرہ بخت باشندوں اور مدینہ کے رہنیوالوں کو خوف پیدا ہو گیا اور سمجھے کہ یہ سبکو قتل کرڈالیگا اسی سرزنش اور عتاب کے دوران میں حویطب بن عبد العزیز نے اٹھکر کہا اے امیر تحمل کر اور اس غصہ کی آگ پر حلم کا پانی چھڑک کر اپنے عزیزوں دوستوں اور ہمنشینوں کے ساتھ اچھا سلوک کر ہمیں کوئی موقع دے

اگر سب معافی اور پناہ طلب کریں بیاست اور نخوت کے اس جوش کو سر سے دور کر ہوا تو جان کو پراگندہ کر دیتی ہے تو نے اپنے سر میں اسے کیوں فراہم کیا ہے تو ان لوگوں کو جو مسجد نبوی میں موجود ہیں غیظ و غضب کی نگاہ سے دیکھ رہا ہے اور رو محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی ہیں اور ہر ایک کو خاص خاص اقسام کی بزرگیاں اور شرف بارگاہ عزت سے حاصل ہیں یہ لوگ آپ کے منظور نظر رہ چکے ہیں انہیں اکثر انصار اور کچھ مہاجر اور بعض موجود تھے کو دا کار اور زوار ہیں انکی طرف نگاہ تیز سے نہ دیکھ اور بیباکانہ برا نہ کہہ جس گمان سے تو نے انہیں کشندگان عثمان کہا ہے غلط ہے خدا سے ڈر اور اے بسر بن ارطاۃ اس سے زیادہ ہمیں رنج نہ دے بسر جو خطیب کی یہ باتیں سنکر چپ ہو رہا اور تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد سر اٹھا کر کہا کہ انصاریوں کے گھروں کو آگ لگا دو اور ان لوگوں کے اموال غارت کر دئے پھر لوگوں کو معاویہ کی بیعت کیلئے طلب کیا سب نے چار و ناچار با دل ناخواستہ معاویہ کی بیعت اختیار کر لی اسکے بعد آدمی بھیجکر جابر بن عبداللہ انصاری کو بلایا مگر وہ نہ آیا کیونکہ یہ شخص نہایت ہی ضعیف اور سن رسیدہ تھا بسر نے چاہا کہ اسے قتل کرا دے مگر ام سلمہ زوجہ رسول خدا اس حال سے مطلع ہو کر بسر کے پاس قاصد بھیجا اور اسکے لئے بھی امان طلب کی بسر نے کہا خدا کی قسم میں اسے نہ چھوڑوں گا جبتک معاویہ کی بیعت اختیار نہ کرے گا جابر نے بھی مجبور ہو کر اور ضرورت وقت سمجھ کر بیعت کر لی بسر چند روز قیام کیا کہ سب لوگوں نے بیعت کر لی پھر منادی کر کے لوگوں کو طلب کیا جب سب حاضر ہوگئے کہا میں نے تمہیں معاف کیا اگرچہ تم قابل معافی نہ تھے کیونکہ جو لوگ خاموشی اختیار کر کے اپنے امام اور پیشوا کو آنکھوں کے سامنے قتل ہونے دیں وہ مستحق احسان و معافی نہیں ہو سکتے اگر تمہیں اس دنیا میں بھی اس گناہ کی سزا دیجاتی تو سزاوار تھے مگر اس وقت میں تمہاری سزا دہی اور عقوبت سے درگذر کرتا ہوں اور مکہ کا ارادہ رکھتا ہوں ابو ہریرہ کو اپنا نائب مقرر کرتا ہوں لازم ہے کہ تم سب اسکا حکم ماننا اسکے فرمانبردار رہنا اور مخالفت سے بچنا خدائے واحد کی قسم اگر تم نے ذرا بھی نافرمانی یا سرکشی کی تو واپس آکر سب کو قتل کر ڈالونگا کہ تمہاری نسل تک باقی نہ رہیگی والسلام اسکے بعد مدینہ سے بجانب مکہ روانہ ہوا اسوقت امیر المومنین علیؓ کی طرف سے قثم بن عباس بن عبدالمطلب حاکم مکہ تھا بسر کی چڑھائی کی خبر سنکر شہر سے نکل گیا اور جسوقت بسر مکہ کے متصل پہنچا تمام شرفا اور اکابر و امیر اور سرداران قوم نے اسکا استقبال کیا بسر نے انکو بھی دیکھتے ہی سخت و سست کہنا شروع کیا اور بہت سی گالیاں دے کر کہا خدائے واحد کی قسم اگر مجھے امیر المومنین معاویہ کی باتیں اور نصیحتیں روکتیں تم میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑتا بزرگان مکہ نے ایک زبان ہو کر کہا اے سردار ہمیں تجھ سے ایسے کلمات کی امید نہیں ہم سب تیرے عزیز اور رشتہ دار ہیں اس قسم کی باتیں کہنا اور اسطرح دھمکانا لازم نہیں خدا سے ڈر اور اس شہر کو ہولایت اور اپنے کنبہ داروں کی حرمت قائم رکھ اور ایسا نکر کہ اللہ تعالی کے حرم اور اس کے رسول محمد بن عبداللہ کی حرمت اور تعظیم کے نازک امور میں تیرے سبب سے خلل واقع ہو اور خانہ کعبہ کی توقیر و احترام کے قاعدوں میں خرابی آجائے بسر مکہ کے بزرگ اور نامور شخصوں کی یہ گفتگو سنکر چپ ہو رہا پھر سر اٹھا کر دیکھا کہ لوگ اسکے سامنے سے بھاگے چلے جاتے ہیں انہی میں دو خوبصورت اور پاکیزہ لڑکوں کو دیکھا کہ بڑی کوشش سے بھاگ رہے ہیں بسر نے کہا ان لڑکوں کو میرے پاس لاؤ لوگ پکڑ لائے تو پوچھا تم کون ہو ایک نے کہا میں قثم ہوں اور دوسرا میرا بھائی عبدالرحمن ہے اور ہم عبیداللہ بن عباس بن عبدالمطلب کے فرزند ہیں بسر نے کہا اللہ اکبر مطلب حاصل ہو گیا یہ وہ لڑکے ہیں جنکی خونریزی سے تقرب خدا کا درجہ حاصل کروں گا پھر دونوں کو قتل کرا دیا رحمۃ اللہ علیہما۔ مکہ میں ان کی ماں نے جب اس حادثہ کی خبر پائی اسقدر روئی کہ اس جیسا رونیوالا کوئی دوسرا شخص نہیں بتایا جا سکتا نوحے کہے اور مرثیئے لکھے مگر دنیا تسلی نہ پائی لا مرد لقضاء اللہ ولا معقب لحکمہ شادیاں اور رنج محض خدا کی طرف جان اگر تو گریہ و زاری سے آسمان کے کان بھی بہرے کر دے تب بھی نہ تجھے کچھ فائدہ پہنچ سکتا ہے نہ کسی کو نقصان۔ الغرض بسر مکہ میں داخل ہوا طواف کعبہ بجا لا کر دو رکعت نماز ادا کی پھر حمد و ثنا باری تعالی کے بعد کہا کہ خدا نے ہمیں دشمنوں پر فتح دیکر ہمیں عزت کیا ہے ہمارے دشمن ذلیل و خوار اور قتل ہو گئے ہیں اور وہ سب اطراف دنیا میں پراگندہ ہو کر نکل گئے ہیں علی ابو طالب عراق کے نواح میں موجود ہے مگر وہ بھی قلت اور ذلت میں مبتلا ہے اللہ تعالی کی جو نعمتیں اور کرامتیں اسپر ہر وقت مبذول رہتی تھیں اب انسے محروم ہو گیا ہے۔ عنان حکومت معاویہ کو ملگئی ہے اور خلیفہ بنگیا ہے عدل وانصاف کے طریق پر چلتا ہے خون عثمان کا طالب ہے تم سب اسکی بیعت کرو اور اپنے خاندان اور جان و مال و زن و فرزند کی حفاظت کا خیال کرو لوگوں نے گھبراہٹ اور مجبوری کی وجہ سے نہ دلی خواہش سے معاویہ کی بیعت اختیار کر لی مگر اثنائے بیعت میں بسر سے سخت ناراض تھے کیونکہ وہ حضرت علی کی شان میں بدگوئی کرتا تھا

بسر نے مکہ میں چند روز قیام کیا پھر شیبہ بن عثمان عبدی کو بلا کر مکہ میں اپنا نائب قرار دیا پھر اہل مکہ سے کہا آگاہ ہو کہ میرا ارادہ تھا کہ تم سب کو بیخ و بنیاد سے برباد کر دوں اور سخت سزا دوں مگر خانہ کعبہ کی تعظیم و حرمت کے سبب تمکو معاف کر دیا ہے اب میرا ارادہ طائف کی طرف جانیکا ہے کہ وہاں کی سرزمین کا حال دیکھوں تمکو لازم ہے کہ معاویہ کی بیعت پر ثابت قدم رہنا مخالفت کے پاس نہ جانا کسی قسم کی نافرمانی اور کجروی اختیار نکرنا ورنہ میں واپس آکر تم سب چھوٹے بڑے لوگوں کو تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا اور تمہارے خاندانوں اور مال و اسباب کو تاخت و تاراج کر ڈالوں گا تمہارے گھروں کو جلا بھونک کر ایسا بے نشان کر دوں گا کہ کوئی چراغ جلانیوالا تک نظر نہ آئیگا اس قسم کی تاکید و تنبیہ اہل مکہ کو کر کے جانب طائف روانہ ہوا جب شہر کے قریب پہنچا مغیرہ بن شعبہ استقبال کے لئے آیا اور اپنے اور اپنی قوم کے لئے سفارش کی اور کہا اے امیر جسوقت سے تو شام سے چلا تھا میں تیرا منتظر تھا اور یہ سنکر کہ تو طلب خون عثمان کے لئے آتا ہے مجھے نہایت خوشی حاصل ہوئی میں نے تیری تعریفیں سنی ہیں جبکہ تیرے نزدیک دوست اور دشمن ایک سے ہونگے تو ضرور کام میں خلل واقع ہوگا دوستوں کو قاعدہ صداقت کی تمہید کے سبب نفرت ہوگی اور دشمنوں کو دشمنی کا حوصلہ ہوگا اور جرات بڑھیگی پس بیعت کے لحاظ سے اور طریقے کے قاعدے سے بھی فعل بد کی سزا اسپر واجب لازم ہے پس مغیرہ کے یہ کلمات سنکر خاموش ہو رہا کچھ نہ بولا نہ کسی اہل طائف کو کچھ ایذا دی نہ سخت و سست باتیں کہیں۔ شہر میں داخل ہو کر اپنے ایک سردار فوج کو بلایا اور کہا اپنے ساتھ کچھ آدمی لیکر تبالہ کی طرف جا اور وہاں امیر المومنین کے دوستوں کی ایک جماعت موجود ہے انہیں قتل کر اس نے بسر کے حسب الحکم وہاں پہنچکر سب بیگناہ محض امیر المومنین کی دوستی کی بنا پر تہ تیغ کر دیے وہاں سے پلٹ کر نجران میں آیا اور اصحاب مصطفیؐ میں سے ایک بزرگ شخص کو جسے اسلام سے پیشتر عبد المدان کہتے تھے اور حضرت رسول خداؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہونیکے وقت آپ نے اسکا نام عبد اللہ رکھدیا تھا بسر نے طلب کیا جب عبد اللہ اور اسکا بیٹا مالک بسر کے سامنے حاضر ہوئے تو اس ناخدا ترس نے دونو کے سر قلم کرا دیے اور کسی کی یہ مجال نہوئی کہ انپر رو سکتا اسکا ایک چچا زاد بھائی تھا اس نے یہ شعر کہا ؎ ولولا اتٰی احاف صیال لبسرٍ بکیت علی نجلہ لمدان اس کے بعد اہل نجران کو قتل و تنبیہ کر کے سخت ایذائیں دیں اور کہا اے لوگو تم یہودیوں کے ہمنشین ہو اور ترسا قوم کے دوست ہمیں دشمن دین اور شیطانی گروہ کہنا چاہیے تم میں دین اور دیانت کا کوئی اثر باقی نہیں اسی خدا کی قسم جسکے قبضہ میں بسر کی جان ہے اگر میں نے سنا کہ تم نے پھر علی کی محبت کا دم بھرا اور اسکی فرمانبرداری اختیار کی تو واپس آکر سب کو قتل کر ڈالوں گا اب تمہیں اختیار ہے جو کچھ مجھے کہنا تھا کہہ چکا والسلام اب نجران سے ہمدان کی سمت باگ اٹھائی یہاں بھی ارحب کی ایک جماعت رہتی تھی اور یہ لوگ امیر المومنین علی کے محب تھے بسر نے انہیں طلب کیا اور جب حاضر ہوئے سب کو تہ تیغ کرا دیا پھر بسمت شہر خستان رخ کیا وہاں بھی جس قدر محبان علی موجود تھے سب کو گرفتار کر کے ہلاک کرا دیا اس کے بعد صنعا کی طرف چلا یہاں پر عبید اللہ بن عباس بن عبد المطلب امیر المومنین علی کیطرف سے مامور تھا اُسنے بسر بن ارطاہ کی چڑھائی کی خبر سنکر اپنے سواروں میں سے ایک شخص عمر اراکہ کو بلا کر اپنی جگہ مامور کیا اور خود ایک سمت کو نکل گیا بسر نے داخل صنعا ہو کر عمر بن اراکہ کو پکڑ وا لیا اور قتل کرا دیا پھر حکم دیا کہ تمام صنعا میں امیر المومنین کے ہوا خواہوں کو تلاش کر کے جہاں کہیں پائیں پکڑ لائیں چنانچہ لوگ پکڑ پکڑ کر اُسکے سامنے لاتے تھے اور وہ قتل کرا دیتا۔ یہانتک کہ تمام صنعا میں ایک بھی شیعہ علی باقی نرہا اسکے بعد حضرموت کا رخ کیا وہاں پہنچکر ہر ایک کا حال دریافت کرتا تھا جسکا ذرا سا تعلق بھی امیر المومنین کے ساتھ پاتا یا سنتا کہ لوگ اُسے امیر المومنین کا دوستدار کہتے ہیں اسی کو تہ تیغ کر دیتا غرض اسیطرح سے بیشمار خلقت ماری گئی حضرموت کا ایک ملکزادہ عبد اللہ بن ثوابہ خوف زدہ ہو کر ایک قلعہ میں محصور ہو بیٹھا بسر نے قول و قسم اور عہد و پیمان کیے کہ تو قلعہ سے نکل آئیگا تو میں امان دونگا اور یہ عہد کئی دفعہ ہوئے آخر کار ملکزادہ اسکے قول و قسم کے دم میں آکر قلعہ سے باہر نکل آیا بسر نے فوراً اسکے قتل کا حکم دیا ملکزادہ نے کہا میں بیگناہ ہوں تو کس لئے قتل کراتا ہے بسر نے کہا ہاں ایک گناہ ہے ملکزادہ نے کہا وہ کیا گناہ ہے بیان کر اُسنے جواب دیا علی ابو طالب کی دوستی اور اسکو معاویہ سے بہتر سمجھنا اور معاویہ کی بیعت اختیار نکرنا جب ملکزادہ نے سمجھ لیا کہ اسکے ہاتھ سے رہائی نہیں پا سکتا کہا اسقدر مہلت دے کہ دو رکعت نماز پڑھ لوں اور اپنی عمر اسپر تمام کر دوں بسر نے کہا پڑھ لو وہ ابھی نماز سے فارغ نہوا تھا کہ ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا رحمۃ اللہ جب یہ خبریں جناب امیر المومنین کے گوش مبارک تک پہنچیں نہایت غمگیں ہوئے اور منادی کر کے لوگوں کو

جمع کیا جب سب حاضر ہو گئے منبر پر تشریف لیجا کر خطبہ پڑھا اور خدا کی تعریف کے بعد رسول خدا پر درود بھیجکر فرمایا اے لوگو آگاہ ہو کہ ہم سے جو کچھ
نیک بد دن میں یا رات کو کم یا زیادہ سرزد ہوتا ہے وہ سب اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہیں رہتا اے خدا کے بندو خدا سے ڈرو اوس کے حکم اور نہی میں
کوتاہی نکرو خبردار ہو کہ معاویہ نے بسر بن ارطاۃ کو فوج کثیر دیکر بھیجا ہے کہ حجاز کے راستہ سے حملہ کرے اور اس دشمن خدا نے معاویہ کے حکم کے مطابق
مدینہ اور مکہ میں پہنچکر بہت سے آدمی قتل کرائے اور مسلمانوں کے گھروں کو لوٹنے کے بعد جلا کر خاک سیاہ کرادیا اب اسکا دفعیہ واجبات سے ہے۔ تم میں سے کون
شخص ہے جو جہاد کی خواہش رکھتا ہو وہ تیاری جنگ کرلے اور بسر کے دفعیہ کیلئے نکلے اور اگر کوئی شخص قوت جہاد رکھتا ہوگا اور اس جہاد سے
اپنے آپکو باز رکھیگا تو اُسکے دین اور دیانتداری میں خلل واقع ہوگا امیر المومنین نے یہ کلمات کئی مرتبہ فرمائے مگر کسی نے اقرار نہ کیا اور نہ جہاد
کی خواہش ظاہر کی آپنے پوچھا تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ میری بات کا جواب نہیں دیتے میں تمہیں دشمن کے جہاد کے لیے رغبت دلاتا ہوں اور
تم قبول نہیں کرتے تمہارے ساتھ یہ میرا معاملہ نوح پیغمبر جیسا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قال انی دعوت قومی لیلا و نہارا فلم یزدھم
دعائی الا فرارا یعنی میں اپنی قوم کو رات کے وقت بھی اور دن میں بھی علانیہ بھی اور پوشیدہ بھی راہ راست کی طرف بلاتا ہوں مگر میرا سمجھانا نفرت
ہی بڑھاتا ہے اور کوئی شخص بھی ایمان کے اختیار کرنے کی طرف راغب نہیں ہوتا یہی کیفیت تمہارے ساتھ مجھے لاحق ہوئی ہے تم عمریں اور عیشیں راحت
سے بسر کر رہے ہو خوش دلی اور فرحت سے اشعار پڑھتے ہو حصول دولت کے کاموں اور تیز رفتار گھوڑوں کے ذوق میں مصروف ہو یہی سبب ہے کہ
گروہ شیاطین کے مقابلہ پر تمسے دین اور جنگ کی طاقت ظاہر نہیں ہوتی تمنے اسلحہ ڈالدئے ہیں اور ننگ و ناموس کو فراموش کر دیا ہے تمہارے دِلوں
سے اُن کا خیال دور ہو گیا ہے ہر چند امیر المومنین نے اس قسم کی باتیں کہیں مگر تمام آدمی خاموش تھے کسی نے بھی کچھ نہ کہا امیر المومنین نے فرمایا یہ
حال سب سے زیادہ عجیب ہے معاویہ اپنی گروہ کو جس کام کا حکم دیتا ہے وہ فرمان برداری سے بجالاتے ہیں اور جسوقت انہیں طلب کرتا ہے
سب آمنّا وصدقنا سے پیش آتے ہیں اور جس مہم پر بھیجتا ہے بلا تامل روانہ ہو جاتے ہیں بلکہ ایک دوسرے پر سبقت اختیار کرتے ہیں افسوس میں علی ابو
طالب ہوں جسوقت تمہیں طلب کرتا ہوں تم جواب تک نہیں دیتے کیا کیا جائے جو لوگ صاحبان عقل و فہم و بصیرت والے تھے وہ خاک کے پردہ میں
منہ لپیٹ کر سو رہے ہیں اب کس سے گفتگو کروں اور وفادار مددگاروں اور صاف دل دوستوں میں سے کوئی باقی نہیں ہے کسکو طلب کروں آج کمینے لوگوں
کے حلقے میں مبتلا ہوں جنہیں ملامت بھی کچھ اثر نہیں کرتی نہ نصیحت ہی فائدہ بخشتی ہے اُن کی نگاہیں شہرت کے کاموں سے دور ہو گئی ہیں
اور انکی ہمتیں جاہ و جلال کے حاصل کرنے میں کوتاہ۔ میں خیال کرتا ہوں کہ تم میں سے چلا جاؤں اور تمہارا کام تمہیں پر چھوڑ دوں اور پھر تم سے
مدد و اعانت کی خواستگاری نہ کروں میں دیکھتا ہوں کہ میرے بعد ایسے والی ہوں گے جو تمہیں طرح طرح کے عذابوں سے تکلیفیں دیں گے اور تمہارے
عطیات تمسے واپس لے لیں گے۔ ہر چند آپ اس قسم کی کچھ فرماتے تھے مگر کوئی جواب نہ دیتا تھا امیر المومنین خاموش ہو کر کھڑے ہو گئے اور منبر سے
تشریف لاکر اپنے مکان پر چلے آئے رات بھر مسلمانوں کی حالت کے خیال سے بہت غمگین رہے اور نیند نہ آئی دوسرے دن پھر مسجد میں تشریف لاکر منبر پر گئے
اور حق سبحانہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا اے لوگو مجھے اندیشہ ہے کہ دولت و سعادت دشمنوں کو نصیب ہو اور مایوسی اور محنت
تمہارے حصہ میں آئے کیونکہ وہ لوگ اپنے امیر کا حکم مانتے ہیں اسکے ارشاد پر کان لگائے رہتے ہیں اور تم میرے کہنے کو نہیں مانتے اور نافرمانی کرتے
وہ معاویہ کے فرمان پر متفق ہیں اور تم میرے اقوال اور میری سوچی ہوئی مصلحت کو تفرقہ میں ڈالتے اور مخالفت اختیار کرتے ہو میرا کہنا ذرا نہیں سنتے اور اُسطرف
معاویہ جنپر کاموں کا بھروسہ کرتا ہے وہ امین امانت کیساتھ بجالاتے ہیں جبکہ تم خیانت و رہزنی سے پیش آتے ہو میں نے فلاں شخص کو کام سپرد کر کے فلاں
ولایت پر مامور کیا کہ محاصل جمع کر کے میرے پاس لائے وہ گیا اور مال فراہم کر کے معاویہ کے پاس چلا گیا اور مسلمانوں کا مال اُسکے حوالے کر دیا اسی طرح ایک
اور شخص کو بھیجا کہ اس خراج کا محصول فراہم کرے اُس نے بھی جاکر زر محاصل جمع کیا اور معاویہ کے پاس بھاگ گیا مجھے تمپر ذرا بھروسہ نہیں رہا
اور یہانتک نوبت آپہنچی ہے کہ ایک کاسہ آب کے لئے بھی تمپر اعتماد کروں تو یقین ہے کہ تم وہ کاسہ آب بھی لیجاؤ گے اور ذرا اندیشہ نکرو گے میں نہیں سمجھ سکتا کہ تمہارا

ساتھ کس طریق سے زندگی بسر کروں خاصکر اسوقت جبکہ ایک دشمن سر پر موجود ہے اور مسلمانوں کے مال کی لوٹ اور غارتگری پر ہاتھ دراز کر رکھا ہے اور کمزور و مظلوموں کے قتل میں کوتاہی نہیں کرتا چنانچہ تم بھی یہ خبریں سن چکے ہو میں ہر چند تم سے کہتا ہوں کہ جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ اور دشمن کو دفع کرو لیکن تم ذرا نہیں سنتے اور کوئی شخص میری بات کو قبول نہیں کرتا ایسے ہو گئے ہیں گویا مٹی کے تودے ہیں اور منہ پر قفل خاموشی لگے ہوئے ہیں ان شر الدواب عند اللہ الصم البکم الذین لا یعقلون ہر چند امیر المومنین نے اس قسم کی بہت سی باتیں کہیں اور انہیں دشمن کے دفعیہ کی ترغیب و تحریص دلائی مگر کسی نے لب تک نہ ہلایا نہ کچھ جواب دیا اسوقت آپنے از راہ دلتنگی و ملامت یہ دعا پڑھی اللھم انی قد کرھتھم وکرھونی وسئمتھم وسئمونی ومللتھم وملونی اللھم فارحنی منھم وارحھم عنی اللھم ابدلنی بھم خیرا منھم وابدلھم بی شرا منی اللھم امث قلوبھم میث الملح فی الماء یعنی اے خدا یہ لوگ مجھ سے کراہت رکھتے ہیں میں ان سے کراہت کرتا ہوں وہ مجھ سے رنجیدہ ہیں میں ان سے تنگ آگیا ہوں اے خدا مجھے ان کی عوض زیادہ اچھے صحابی اور مطیع اشخاص عطا کر اور انہیں میرے بدلے زیادہ بدتر حاکم دے اور انکے دلوں کو اسطرح نرم فرما جسطرح نمک پانی میں نرم ہو جاتا ہے جب امیر المومنین اس دعا سے فارغ ہو چکے تو جاریہ بن قدامہ سعدی نے کھڑے ہو کر عرض کی اے امیر المومنین آپکا کیا حکم ہے میں خدمت کے لیے کھڑا ہوں آپکے ارشاد پر کمر بستہ ہوں جس خدمت کا حکم صادر ہو اسے بجا لاؤں اور آپکی جلیل شان ہے حق القدر عبدیت و عبودیت کی شرائط ادا کروں فرمائے کس خدمت گذاری میں مشغول ہوں اور کسطرف جاؤں کہ انشاء اللہ اس مہم میں جان لڑا کر آپکی رضامندی حاصل کروں۔

امیر المومنین کو اسکی بات پسند آئی دعاء خیر دیکر فرمایا میں ہمیشہ تجھ سے خوش رہا ہوں ہر مہم میں تجھ پر بھروسہ کیا ہے اور آئندہ بھی کرتا رہونگا کیونکہ میں تیری نیت کی صفائی اور عادت کی خوبی سے واقف ہوں اور اس دشمن کا دفعیہ بھی تیرے سوا اور کسی سے نہ ہو سکیگا اسکے بعد دو ہزار سوار جرار دیکر فرمایا کہ اسیوقت چلا جا اور بسر بن ارطاۃ کو دفع کر جسوقت جاریہ تیاری کر چکا اور روانہ ہونے ہی کو تھا امیر المومنین نے اسے اس طریق سے نصیحت کی کہ اے جاریہ اللہ سے ظاہر و باطن میں ڈرتے رہنا اور ہر اک حال میں پرہیزگاری کو اپنا شعار اور لباس بنائے رکھنا اور جب ولایت یمن میں داخل ہو تو کسی شخص کو ادنیٰ ہو یا اعلیٰ معاہدی ہو یا ذمی اپنی جانب سے خوف زدہ نہ کرنا اور کسی شخص سے تھوڑا یا بہت مال و اسباب یا مویشی نہ لینا ہمیشہ خدا کی یاد رکھنا اور پانچوں وقت کی نمازیں وقت پر ادا کرنا اور جس کام میں بھیجا جاتا ہے اسکی تعلق اللہ کے لطف و کرم پر نظر رکھنا تاکہ تیرا مدعا پایہ تمامی اور بخوبی حاصل ہو اور انشاء اللہ دشمن ذلیل و خوار اور منتشر ہو جائینگے غرض جاریہ دو ہزار سوار لیکر مکہ کیطرف چلا کہ پہلے مکہ کی مہم سے فراغت حاصل کرے پھر یمن میں داخل ہو کر بسر بن ارطاۃ کو دفع کرے بسر نے بھی جاریہ کے آنیکی خبر پائی یمن کے علاقہ سے نکلکر یمامہ کیطرف چلا اور یمامہ کے باشندوں سے معاویہ کی بیعت لیکر شام کیطرف متوجہ ہوا اور یمامہ کے کچھ مشہور اشخاص اپنے ساتھ لیلیے الغرض اس ظالم نے ملک یمن و حجاز وغیرہ میں از روئے شمار ۳۰ ہزار بیگناہ مسلمانوں کو محض علی کی دوستی کے سبب قتل کیا تھا جب شام کی طرف جا رہا تھا عبیداللہ بن عباس نے خبر پائی لشکر یمنی کے بہادر سوار لیکر اسکا پیچھا کیا اور قبل اسکے کہ وہ شام میں داخل ہو اسے پہلے اسے جا لیا اور جنگ شروع ہوئی اللہ تعالیٰ نے عبیداللہ کو فتح نصیب کی اور بسر بن ارطاۃ کے لشکر میں سے بہت سی خلقت ماری گئی اور وہ خود اسیر ہو کر قتل ہوا اور اس خبیث کی لاش کو جلا دیا باقی لشکر بہت بری حالت سے خراب خستہ ہو کر معاویہ کے پاس پہنچا اور کیفیت عرض کی جاریہ بن قدامہ جو امیر المومنین کی طرف سے بسر کے دفعیہ کے لیے مامور کیا گیا تھا نہایت سرعت سے جا رہا تھا کہ اس تک پہنچ جائے اثناء راہ میں خبر سن لی کہ عبیداللہ نے اسے قتل کرکے جلا دیا اور جمعیت کو منتشر کر دیا ہے اس خبر کو سنکر شکر الٰہی بجالایا اور حسن اتفاق پر شکریہ ادا کرتے ہوئے آیہ کفی اللہ المومنین القتال پڑھا بجانب مکہ مراجعت کی اور داخل مکہ ہو کر باشندوں پر عتاب ظاہر کرتے ہوئے کہا اے مکہ والو میں ڈرتا ہوں کہ تم میں وہی صفتیں ہوں جن کا ذکر اللہ نے قرآن میں فرمایا ہے اور منافقوں کے حال سے خبر دی ہے جہاں فرمایا ہے حیث قال عز من قائل واذا لقوا الذین آمنوا قالوا آمنا واذا خلوا الی شیاطینھم قالوا انا معکم انما نحن مستھزؤن یعنی جب منافقوں کی وہ جماعت مومنین کو دیکھتی ہے کہتی ہے ہم ایمان لے آئے ہیں اور تمہارے ساتھ ایک ہی لڑی میں پروئے گئے ہیں اور جب اپنے پیشواؤں اور سرداروں کے ساتھ تنہا ہیں تو کہتے ہیں معاذ اللہ ہم کہیں اپنا مذہب بدلتے اور اس گروہ کے ساتھ موافقت کرتے ہیں ہم تو اگر انکے ساتھ اٹھتے بیٹھتے یا گفتگو کرتے ہیں تو محض مصلحت وقت سمجھ کر اور انہیں ہنسی میں اڑاتے ہیں ہمارے دل انہیں سے متعلق ہیں اور ہم اپنے مذہبی قواعد سے منحرف نہیں ہوتے ہیں اے مکہ والو خدا سے ڈرو اہل مکہ نے اسے نہایت ہی غضبناک پا کر عذر خواہی شروع کی اور امیر المومنین علی کی خلافت و امامت پر بیعت کر لی جاریہ نے ان سے بیعت لیکر طائف کا رخ کیا

اور وہاں پہنچکر باشندوں کی دلجوئی کی اور اظہار مہربانی فرمایا پھر ان سے بیعت لیکر جانب یمن روانہ ہوا اور جناب امیرالمومنین کی نصیحتیں مد نظر رکھا تھا اثنائے راہ میں کسی کو اجازت نہ دی کہ کھیتوں کے پاس جائیں یا چارے کے واسطے کچھ لیں اب یمن میں داخل ہوکر لوگوں سے بیعت بہ مہربانی لیں اور کسی کو کچھ نہ کہا تاکہ وحشت اور بیزاری کا موجب نہو پھر جس موضع سے گزر ہوا امیرالمومنین علی کیواسطے بیعت لیتا گیا کسی ایک فرد بشر کو بھی قتل نہ کیا لیکن یہودیوں کی اس جماعت کو تہ تیغ کر ڈالا جس نے دین اسلام اختیار کرکے پھر اپنے یہودی مذہب کی طرف رجوع کی تھی اور مرتد ہو گئے تھے بلاد یمن کی مہم سے فارغ ہوکر پھر مکہ کی طرف پلٹا اور تین دن وہاں ٹھہر کر از سر نو بیعت لی سب نے اسکا فرمان بجا لائے اب مکہ کے انتظام سے فارغ ہوکر مدینہ میں آیا لوگ استقبال کے لئے باہر آئے اور بڑی تعریفیں کیں حارث نے کہا اے اہل یثرب میں جانتا ہوں کہ تم میں کچھ ایسے لوگ ہیں جو تمہیں بسر بن ارطاۃ کیطرح ملامت کرتے ہیں اور وہ اسی حالت سے خوش ہیں خدا کی قسم اگر مجھے تحقیق طور پر معلوم ہوتا کہ وہ کون ہیں تو میں سب سے پہلے انہیں سزا دیتا مگر چونکہ تحقیق طور پر معلوم نہیں ہیں کچھ رائے زنی نہیں کر سکتا۔ ہاں اگر اس واقعہ کے بعد مجھے اُن کا حال معلوم ہوا تو انہیں پوری پوری سزا دونگا اس کے بعد اہل مدینہ سے بیعت لیکر جانب کوفہ روانہ ہوا اور حضرت امیرالمومنین علی میں شرفیاب ہوکر علاقہ جات مکہ مدینہ یمن وغیرہ میں جو جو کارروائی کی تھی سب عرض کر دی آنحضرت نے سب کارگزاری پسند کی اور بڑی تعریف کی۔ اب حج کا وقت قریب آپہنچا امیرالمومنین نے عبداللہ بن عباس کو جو آپ کی طرف سے بصرہ میں نائب تھا قاصد بھیجکر پیغام دیا کہ مکہ جاکر حاجیوں کا امام بنے اور حج کی شرطیں ادا کرائے عبداللہ نے اس حکم سے اطلاع پاتے ہی ابوالاسود اور زیاد بن ابیہ کو بلاکر کہا میں حسب الحکم امیرالمومنین مکہ کو جاتا ہوں کہ شرایط امامت اور مناسک حج بجا لاؤں تم دونوں کو انتظامی امور کی انجام رسانی اور دیوانی اور دیانتداری کے کاموں کی نگرانی کیواسطے اپنا نائب مقرر کرتا ہوں ابوالاسود نماز پڑھانے اور امام بننے کا کام انجام دیتا رہے اور زیاد ملکی و مالی مقررہ کاموں کی نگرانی رکھے اور لازم ہے کہ تم دونو آپس میں اتفاق رکھو اور رعیت کی خاطرداری میں پوری توجہ کرتے رہو اور ایسا عمل درآمد رکھو کہ میری غیر حاضری میں کوئی دینی یا دنیوی خلل واقع نہو بلکہ تمہارے اہتمام و انتظام سے کاموں کو زیادہ رونق حاصل ہو اور تمہارے اتفاق کی برکت سے دینی اور دنیوی امور اچھی طرح درست اور ٹھیک ٹھیک جم جائیں ابوالاسود اور زیاد نے کہا انشاءاللہ ہم ایسا ہی کریں گے عبداللہ بن عباس اُن سے رخصت ہوکر جانب مکہ روانہ ہو گیا چند روز تو دونوں میں محبت اور دوستی قائم رہی اور باہمی اتفاق سے امور سلطنت کو انجام دیتے رہے مگر پھر ان میں رنجش ظاہر ہوئی۔ ابوالاسود نے زیاد کی ہجو کہی اور زیاد نے سُن کر غیظ و غضب کی حالت میں اسکو گالیاں دیں ابوالاسود نے اور زیادہ ہجو کہی اور اسکی مذمت میں دوسری ہجو لکھی زیاد اس بات سے سخت رنجیدہ ہوا اور دونوں میں سخت مخالفت ظاہر ہوئی بصرہ کے باشندوں نے بہت چاہا کہ انہیں صلح و صفائی کرا دیں مگر نہ کرا سکے اب عبداللہ بن عباس حج سے واپس آگیا زیاد نے ابوالاسود کی شکایت کی اور جو ہجو لکھی تھی سنائیں عبداللہ بن عباس نے آدمی بھیجکر ابوالاسود کو بلایا اور بہت ملامت کی اور کہا خدا کی قسم اگر تو چوپایہ ہوتا تو اس سے بہتر ہوتا اور اگر شتربان ہوتا تو تجھمیں اس قدر تمیز بھی ہوتی کہ اونٹوں کو چراگاہ اور پانی کے گھاٹ پر لیجاتا تجھے بزرگوں اور آزاد لوگوں کی ہجو کہنے سے کیا واسطہ تو نے کس قوت اور کس فضیلت کے سبب عناد و مذمت سے بمقابلہ صاحبان عقل و علم کام لیا اور زبان درازی اختیار کی اور نالائق باتیں کہیں میں سخت حیران ہوں کہ میں نے ایسے شخص کو عہدہ امامت کس طرح دیا ایک خلقت کی نماز خراب کی اب میں کیا عذر کر سکتا ہوں تو نے اپنی حیثیت کو کیسے نظر انداز کیا اٹھ اور میرے سامنے سے دور ہو جا اور جہاں کہیں جی چاہے چلا جا ابوالاسود نہایت ہی رنجیدہ خاطر اور غمزدہ حالت میں عبداللہ کے پاس سے اُٹھ کر باہر آیا تمام دن اس معاملہ سے پیچ و تاب کھاتا رہا اور اپنی اصلاح حالت کے لئے طرح طرح کے حیلے اور مکر سوچتا رہا انجام کار یہ بات قرار دی کہ امیرالمومنین کو خط لکھکر یہاں کا کچھ حال عرض کرے اسکے بعد اس مضمون کا خط لکھا اے امیرالمومنین اللہ نے آپ کے حق میں انواع و اقسام کے عطیات اور طرح طرح کے انعام اس کثرت سے مبذول فرمائے ہیں کہ اگر انکو احاطہ شمار میں لانا چاہیں تو ممکن نہیں اور ان تمام بے تعداد عطیات عظمی اور انعامات جلیلہ میں سے ایک یہ ہے کہ آپکو اہل عالم کا پیشوا قرار دیا ہے اور جملہ انسانوں کے امور کا حل و عقد آپکے علم و عقل پر منحصر فرمایا ہے آپ کو زمانہ کا راعی و والی کیا ہے۔ عرصہ سے یہ خدمتگار آپکے حالات کو دیکھ رہا ہے اور بہ نظر امتحان آپکے صحائف اعمال کو زیر نظر

نامہ امیر المومنین علی بنام عبداللہ بن عباس

رکھتا ہے اور ہر ورق کو بغور وتامل مطالعہ کرتا ہے آپکے تمام اعمال اور احوال عقل اور رشد کے رستے پر پائے جاتے ہیں آپ امت محمد رسول اللہ کی رعایت بڑی خوبی سے کر رہے ہیں اور ہر اک چھوٹے بڑے ادنی و اعلی غریب امیر کی حالت سے باخبر ہیں اور ہر شخص پر اسکے اندازہ کے موافق مہربانی فرماتے ہیں اور ہر شخص کا حق اسکے مرتبہ کے موافق ادا کرتے ہیں اور دینوی واقعات اور مہمات میں جو مسلمانوں کو لاحق ہوتے ہیں آپ عدل و انصاف کا طریقہ اختیار کرتے ہیں آپ کو حق کے راستہ میں کوئی شخص ذرا ملامت نہیں کر سکتا اور آپ کی طبیعت دنیاوی زخارف کی طرف رغبت نہیں رکھتی وللہ الحمد علی ذالک حمداً طیباً کثیراً مگر تمہارے چچازاد بھائی عبداللہ بن عباس کا حال اس کے برخلاف ہے محض دنیاوی مال جمع کرنے پر ہمت کو کمر بستہ کر رکھا ہے اور بیت المال پر فضول خرچی کا ہاتھ دراز کرکے ناجائز طور پر کھاتا ہے اور ان کاموں کو جو قانون شریعت سے بعید ہیں جائز کر رکھا ہے جس وقت مجھے یہ حالات معلوم ہوئے اپنے آپ کو ضبط نہ کر سکا کہ آپسے پوشیدہ رکھوں اسلیئے کسی قدر حالات عرض کر دیئے گئے ہیں آیندہ جو امیر المومنین کی رائے ہو عین صلاح و صواب ہے والسلام امیر المومنین نے یہ خط پڑھ کر جواب میں لکھا تیرا خط پہنچا احوال مندرجہ معلوم ہوا تیری حسن سیرت اور صدق و دیانت سے اطلاع ہوئی تجھ سے اور تجھ جیسے دوسرے شخصوں سے ایسی ہی امید ہو سکتی ہے کہ امانتداری کا طریقہ اختیار کریں اور نصیحت کا کوئی نکتہ اٹھا نہ رکھیں اور مسلمانوں کی بہتری کی نسبت جو کچھ معلوم ہو اسے اپنے امام اور پیشوا سے نہ چھپائیں بلکہ ظاہر کر دیں میں نے اپنے چچازاد عبداللہ ابن عباس کو تیری تحریر کی نسبت کچھ نہیں لکھا تیرا ذکر تک نہیں کیا۔ میں منتظر ہوں کہ وہ کیا جواب دیتا ہے تو بھی فرض میں مصروف رہ اور جو کچھ حالات معلوم ہوں تو مجھے مطلع کرتا مجھے اسکا بدلا بہت جلد ہی ملیگا والسلام اسکے بعد عبداللہ کے نام اس مضمون کا خط لکھا عبداللہ کو واضح ہو کہ اسکی نسبت بہت سی باتیں لوگوں نے ہمیں لکھ کر بھیجی ہیں اور اللہ تعالی ہی انکی حقیقت حال سے واقف ہے اگر انکا کہنا صحیح ہے تو تجھ سے بہت ہی تعجب ہے اور ناپسندیدہ امر ہے اور اگر انھوں نے جھوٹ بولا ہے تو اس کا وبال ان کی گردن پر ہے لازم ہے کہ مضمون خط سے واقف ہوتے ہی مجھے محاصل بصرہ کے حال سے اطلاع دے کہ کس کس جگہ سے اور کسقدر وصول ہوا ہے اور کس کس مد میں صرف کیا گیا ہے اور تفصیل وار لکھ تاکہ پوری واقفیت حاصل ہو انشاء اللہ تعالی

جواب عبداللہ بن عباس بنام امیر المومنین علی

عبداللہ نے جواب میں لکھا امیر المومنین کا فرمان صادر ہوا شرط تعظیم و تکریم بجا لایا اس فرمان کی نسبت کہ لوگوں نے میری طرف سے کچھ باتیں حضور میں عرض کی ہیں مجھ کو معلوم ہے کہ کسی شخص نے میری نسبت یہ باتیں بیان کی ہیں جو کچھ اس نے کہا ہے محض جھوٹ اور بہتان ہے اور از راہ عداوت و دشمنی ایسا کیا ہے امیدوار ہوں کہ حضور خود غرض لوگوں کی باتیں میرے حق میں سماعت نفرمائیں اور چغل خور اور بدبین لوگوں کی افترا پردازیوں میں آکر مشفق بندوں پر نکتہ چینی نہ کریں ہاں محاصل بصرہ کا معاملہ جس کی نسبت امیر المومنین نے ارشاد فرمایا ہے کوئی وقعت نہیں رکھتا خدا کی قسم اگر دنیا کا تمام سونا چاندی میرے قبضہ میں ہو تو بھی اس میں خلاف شرع تصرف نہ کروں قیامت کے دن اسکے حساب سے ازادی پانیکو خیانت کرنے سے زیادہ دوست رکھتا ہوں اسوقت تک تو جس طرح ہو سکا آپ کے ارشاد کے بموجب عملدرآمد کرتا رہا اب ان خدمت کی شرائط بجا نہیں لا سکتا امیر المومنین مضمون عریضہ سے واقف ہوتے ہی کسی دوسرے شخص کو بصرہ میں بھیج دیں تاکہ وہ انتظام کی چارہ جوئی کرے اور اسکے لوازمات کو انجام دے کیونکہ مینے امارت کو ترک کر دیا ہے اور اپنے آپ کو علیحدہ کر دیا ہے والسلام یہ خط امیر المومنین کے نام روانہ کرکے لوگوں سے کہا کہ میں اب امارۂ بصرہ کے کاموں میں دخل نہ دونگا تاوقتیکہ لوگوں کی زبانوں سے رہائی نہ پاؤنگا پھر اپنے گھر میں ہو بیٹھا اب عبداللہ کا خط امیر المومنین کی خدمت میں پہنچا مضمون خط سے واقف ہو کر آپنے خوض فرمایا اور یہ امر وجہ کہ عبداللہ کو ناخوش کرنا گوارا نہ تھا اسیوقت دلجوئی کے ساتھ لکھا کہ مینے جو کچھ لکھا تھا محض اس اعتماد کلی کے سبب لکھا تھا جو تیرے حسن اخوت اور کمال شفقت پر عائد ہے اتنی سی بات سے اسقدر ناراض نہونا چاہیئے اور امارت بصرہ کو ترک نکرنا چاہیئے ہمیں مثل آفتاب روشن ہو گیا ہے کہ جو باتیں لکھی اور بیان کی گئی تھیں وہ محض جھوٹ تھیں۔

اب تو مطمئن رہ اور حسب معمول انتظام اور بندوبست کے کاموں میں مصروف رہ کیونکہ ہمیں دنیا میں اسکی خرسندی مطلوب ہے والسلام جسوقت خط امیر المومنین کا یہ فرمان اس کے پاس پہنچا اور پڑھا ان مہربانیوں سے جنکا ذکر تھا خوش ہو گیا اور اپنا کام سنبھال لیا القصہ صفین کے واقعہ سے پیشتر امیر المومنین نے

حارث بن راشد کو شہر اہواز کی امارت پر مامور فرما کر حکم دیا تھا کہ وہاں جا کر اُس علاقہ کو استحکام دے اور وہاں کے کاموں کو انجام پہنچائے جس وقت آنحضرت صفین سے کوفہ کو واپس آئے حریث نے اہواز میں حکمین کے فیصلہ کی خبر پائی اُسکو کشیدہ خاطر ہوا فوج فراہم کر کے حضرت علی کے خلاف گنہگار ہو بیٹھا اور اہواز کا محاصل جمع کر کے فوج پر تقسیم کر دیا اور علانیہ سرکش ہو گیا امیر المومنین نے ایک بڑے نیک نہاد صحابی معقل بن قیس ریاحی کو چار ہزار سوار دیکر حکم دیا کہ حریث کو گرفتار کر لائے اور ولایت اہواز پر اپنا قبضہ کر لے جب معقل اہواز کی طرف روانہ ہوا تو حریث نے اُسکے آنے کی خبر سنکر اپنی فوج کا شمار کیا دس ہزار سوار اور پیدل گنتی میں آئے ایک تیاری کر معقل کے مقابلہ پر آیا جب وہ دونوں فوجیں ایک دوسرے کے سامنے آ گئیں تو معقل نے آواز دی کہ حریث کہاں ہے مجھے اس سے کچھ کہنا ہے حریث آواز سنکر اپنی قوم میں سے نکلکر سامنے آ کھڑا ہوا اور کہا حریث میں ہوں معقل نے کہا اے حریث تجھ پر افسوس ہے کس لئے امیر المومنین سے باغی ہوا اور کس لئے لوگوں کو آپ سے علیحدہ ہو جانے اور بیزاری اختیار کرنے کی ترغیب دی ہے تو اُن تمام مہربانیوں کو جو تیرے حال پر مبذول فرمائی ہیں اور ان سب انعامات کو جو وقتاً فوقتاً تجھے عطا کئے ہیں کس لئے بھول گیا ہے ہر حالت میں تجھ پر بہت بڑا اعتماد رکھتے تھے اور تجھے ایسے عالیشان مرتبہ پر پہنچایا تھا تو یہ سب باتیں فراموش کر بیٹھا اور تربیت و احسان کے تمام حقوق بھلا دئے مجھے تیری عادت و خصلت کی خوبی سے یہ بات بہت عجیب و بعید معلوم ہوتی ہے اُس نے جواب دیا تو نے جو کچھ بیان کیا اور احسان کو یاد دلایا بیشک سب ٹھیک بلکہ اُن سے بھی زیادہ ہے لیکن آنحضرت نے کس لئے حکم مقرر کیا جبکہ امر حق آپ کے قبضے میں تھا معقل نے کہا اے حریث افسوس ہے تو جملہ مسلمانوں میں سے ہے یا نہیں کہ اس معاملہ کا راز تجھ سے بیان کروں اُس نے کہا ہاں میں مسلمان ہوں میری حالت میں کوئی تغیر اور میرے اعتقاد میں کچھ خلل واقع نہیں ہوا اس معاملہ میں جو کچھ کہنا ہے بیان کر اگر معقول بات ہوگی منظور کر لوں گا معقل نے کہا مثلاً اگر کوئی مسلمان ہے اور حج کو جاتا ہے اور تو نے جرم یا شکار کیا جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے کیا تو اسوقت امیر المومنین کے پاس حاضر ہو کر یہ مسئلہ دریافت کرے گا یا نہیں کہ آپ شریعت کے موافق جو کچھ جواب ہو مجھ سے فرمائیں۔ حریث نے کہا مجھے یقین ہے کہ جو کچھ فرمائیں گے بالکل صدق و صواب کی راہ سے فرمائیں گے کیونکہ جناب مصطفیٰ نے آپ کے حق میں فرمایا ہے اقضاکم علی یعنی کوئی شخص احکام شریعت کے صادر و نافذ کرنے میں علی سے زیادہ واقف نہیں معقل نے کہا جب تو اسبات کا مقر ہے کہ آپ کو اسدرجہ علم ہے تو کس لئے آپ کے حکم سے رضامند نہیں ہوتا اس نے جواب دیا اس وجہ سے کہ کوئی انسان ایسا نظر نہیں آتا جو اپنے حق کی بابت حکم مقرر کرے معقل نے کہا جسقدر تجھے معلومات ہے اُس سے بہت زیادہ امور سے آگاہی نہیں ہے اور نہ تو تمام امور کو سمجھ سکتا ہے نہ سب باتوں سے واقف ہی ہو سکتا ہے۔ امیر المومنین مجمول اور مشکلات اور واقعات و حادثات کے متعلق جو حکم صادر فرماتے ہیں ہمیں اسپر رضامند رہنا چاہئے تو اپنے آپ کو شبہہ میں کیوں ڈالتا ہے اور کس لئے مخالفت اختیار کرتا ہے اس سرکشی کو چھوڑ دے متابعت و موافقت اختیار کر اور جو کچھ امیر المومنین فرماتے اور ارشاد کرتے ہیں اسکو قبول کرنا چاہئے حریث نے کہا خدا کی قسم میں ہرگز راضی نہ ہونگا اور ایسی مہمل باتوں میں مبتلا ہونیکو جائز نہ سمجھونگا کیونکہ عرب کے قبیلے مجھے ایسے بے اصل کاموں سے منسوب کریں گے میرے پاس تمہارے اور علی کے واسطے شمشیر کے سوا اور کوئی چیز نہیں ہے یہ کہکر بلند آواز سے اپنے لشکر کو طلب کیا اور معقل پر حملہ کر دیا معقل نے بھی یہ رنگ دیکھ کر اپنے لشکر کو حکم دیا کہ جنگ کی طرف پیشقدمی کرے اور پھر حریث اور اُسکے لشکر پر حملہ کر دیا اب دونوں لشکر گتھ پٹ ہو گئے معقل نے عین ہنگامہ کارزار میں موقع پا کر حریث کو جا لیا اور اسپر حملہ کر کے تلوار سے دو ٹکڑے کر دیا اہواز اور بنی ناجیہ والے جو اُسکے ہمراہ تھے گھبرا گئے انمیں سے اکثروں کو قتل کر دیا اور بہت سے قید کر لئے گئے اور اُن کا مال و اسباب لوٹ لیا اس کے بعد امیر المومنین کی خدمت میں واپس آیا۔

## مصقلہ بن ہبیرہ شیبانی کا بھاگ کر معاویہ کے پاس چلا جانا

مصقلہ امیر المومنین کی طرف سے اہواز کا عامل تھا جب اس نے دیکھا معقل نے حریث کا کام تمام کر دیا اور بنی ناجیہ کو اسیر کر کے لیجاتا ہے تو کہا اور معقل سے کہا مہربانی کر کے ان قیدیوں کو میرے ہاتھ فروخت کر دے کیونکہ تو انہیں امیر المومنین کے سامنے لیجائیگا تو شاید سب کو قتل کر دیں معقل نے کہا [illegible]

کر اور قیدیوں کو لیلے مصقلہ نے کہا مال کل حاضر کر دوں گا معقل نے قیدی اس کے حوالے کر دیئے اور مصقلہ نے سبکو اسیوقت آزاد کر دیا قیدی بلا توقف
اپنے وطنوں کو روانہ ہو گئے اور مصقلہ بھی شب کے وقت بھاگ کر بصرے میں جا داخل ہوا دوسرے دن معقل نے حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ بصرے کی سمت گیا ہے
عبداللہ ابن عباس کو خط لکھ کر تمام کیفیت سے مطلع کیا اور لکھا کہ بکوشش تمام مصقلہ کو گرفتار کرے اور اس سے پانسو درم وصول کرے عبداللہ نے اسے بلا کر
روپیہ طلب کیا مصقلہ نے کہا بہتر اور ابھی ادا کروں گا معقل چاہتا تھا کہ یہ مال مجھ سے لیکر اپنی ضرورتوں میں خرچ کرے میرے دل نے گوارا نہ کیا کہ مال اسکے
حوالے کر دوں اب تو طلب کرتا ہے تو حوالہ کر دوں گا اور احسان مانوں گا عبداللہ بن عباس نے کہا مال ادا کرنا چاہیئے اور بس مصقلہ نے کہا تمام روپیہ کل
ادا کر دوں گا جب رات آئی بھاگ کر کوفہ میں چلا آیا معقل نے حضرت امیر المومنین کی خدمت میں خط لکھ کر تمام حال عرض کر دیا کہ مصقلہ بھاگ کر بصرے
چلا گیا تھا اور وہاں سے بھاگ کر کوفہ میں آیا ہے امیر المومنین نے صورت حال سے اطلاع پا کر آدمی بھیجا اور مصقلہ کو طلب کیا اور روپیہ مانگا اس نے
جواب دیا کہ معقل اور عبداللہ نے مجھ سے روپیہ طلب کیا تھا مجھے خیال ہوا کہ یہ روپیہ آپ سے پوشیدہ رکھیں گے اور یہ مال امیر المومنین کا حق
ہے اس لئے میں نے اپنے ساتھ رکھا اور حضور کی خدمت میں لایا ہوں جب ارشاد ہو گا اسیوقت حاضر کر دوں گا آپ نے فرمایا ابھی حاضر کر مصقلہ نے
کہا کسی آدمی کو میرے ہمراہ بھیج دیجئے کہ اسکے حوالہ کر دوں الغرض اسطرح سے ایک لاکھ درم اس نے ادا کر دیئے اور چار لاکھ درم اسکے ذمے باقی ہے
جب رات آئی مصقلہ بھاگ کر معاویہ کے پاس چلا گیا دوسرے دن امیر المومنین نے اسے طلب کیا تو معلوم ہوا کہ وہ معاویہ کے پاس بھاگ کر چلا گیا
ہے آپ نے حکم دیا کہ بنی ناجیہ کے قیدی آزاد ہیں اور روپیہ مصقلہ کے ذمے باقی ہے مصقلہ کا بھائی نعیم بن ہبیرہ امیر المومنینؑ کی خدمت میں بہت بڑا مرتبہ اور عزت
رکھتا تھا اپنے بھائی کی حرکت سے نہایت شرمندہ ہوا اسے سخت ملامت کی اور یہ دو بیت لکھ کر اسکے پاس روانہ کیں ؎ ترکت نساء الحی بکر بن وائل ۔ و اعتقت
سبیا من لوی بن غالب ۔ و خالفت خیر الناس بعد محمد ۔ لمال قلیل لا محالۃ ذاہب ۔ اہل اسکے رشتہ دار قوم ربیعہ و آل اسحاق سے سخت نادم ہوا اور بسبب
اسکے اس حرکت پر لعنت ملامت کی مصقلہ بھی معاویہ کے پاس چلے آنے سے بہت نادم اور پشیمان ہوا اور اپنے بھائی نعیم کے نام خط لکھا کہ امیر المومنین کی خدمت میں
میری طرف سے عذر معذرت کر کے اجازت حاصل کرے کہ میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں جس وقت یہ خط نعیم نے پڑھا اپنے چچا کی اولاد بنی
بکر وائل کو بلا کر کہا کہ میرے بھائی نے اس مضمون کا خط لکھا ہے اور چاہتا ہے کہ پھر امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہو جائے مجھے جناب امیر کی خدمت میں اس کا حال
عرض کرتے ہوئے شرم آتی ہے تم مہربانی کر کے فرصت کے وقت یہ حال عرض کر دینا اور اجازت لے لینا کہ اسے کچھ لکھ کر واپس بلا لیا جائے اسکے چچا کی اولاد نے کہا
ہم ایسا ہی کریں گے اور سب حال عرض کر دیں گے اسکے بعد انہوں نے خدمت امیر المومنین میں حاضر ہو کر نعیم کی شرمندگی اور مصقلہ کا ذکر کیا اور کہا کہ علی کیطرف سے دعوی
کیجائے اور واپس بلا لیا جائے کیونکہ ہمیں سخت افسوس ہے کہ ایسا شخص معاویہ کے پاس رہے آپ نے فرمایا جیسا مناسب ہو لکھ بھیجو مگر میرا خیال ہے کہ کچھ فائدہ ہو گا اور
مصقلہ واپس آئیگا حصین بن منذر سدوسی نے کہا امیر المومنین نے تمہیں اجازت دیدی ہے کہ مصقلہ کے نام خط لکھو اور مجھے بھی خط دکھانا کہ میں بھی اسمیں کچھ تحریر
کر دوں گا جس سے اسپر زیادہ اثر پڑے گا اسکے چچازاد بھائیوں نے کہا حصین بن منذر نے خط لکھا جس نے مصقلہ کو اس مضمون کے چند کلمے تحریر کئے اے مصقلہ ہم تیرے عزیز تجھے بکر وائل
سمجھتے ہیں کہ تیرا معاویہ کے پاس جانا اور اس سے ملتجی ہونا نہ دین کے واسطے تھا نہ دنیا کیلئے اور نہ وہاں جانے سے علی پر عیب عائد کرنا مد نظر تھا تو نے یہ ارادہ
محض اسلئے کیا کہ اسقدر مال ادا کرنا نہ پڑے اسی خیال سے تجھے معاویہ کے پاس جانا مناسب معلوم ہوا اس کے بعد جب تو نے غور کیا تو سمجھا کہ ایسے حقیر مال کیواسطے
یہ حرکت کرنی زیبا نہ تھی اور معاویہ کو علی سے اور شام کو عراق سے اور ربیعہ کو ربیعہ سے بدلنا اچھا نہیں جو کچھ اللہ تعالی کی مرضی سے نزدیک ہے وہ دیکھ اور معاویہ کے
اپنے کو مسافرت اور تکلیف میں مبتلا نہ کر اور متفکر نہ رہ اٹھ اپنے وطن اور ملک کی طرف واپس آ اور یقین جان کہ آج کا واپس آنا کل کی واپسی سے بہتر ہے
تجھے امیر المومنین سے شرم کرنیکی ضرورت نہیں اور نہ کبھی ایسا کام کرنا چاہیئے اس فعل پر لعنت ہو جس میں اس دنیا کا آرام نہ آخرت کی سعادت مندی ہو والسلام
مصقلہ نے یہ خط پڑھکر قاصد سے کہا یہ تحریر حصین بن منذر کی معلوم ہوتی ہے اسنے کہا ہاں جو کچھ لکھا ہے درست ہے یہ خط اسی کا لکھا ہوا ہے اے مصقلہ
تو مطلب کو سمجھ اور جس میں تیرے دین و دنیا اور عقبی کی بھلائی ہو وہ کام اختیار کر جس نے جو کچھ لکھا ہے بالکل درست اور سچ لکھا ہے تو اپنے معاملہ کا خود فیصلہ

کر اور سوچ کہ تو نے کس شخص سے علیحدگی اختیار کی ہے اور کس سے آملا ہے کس کو ترک کیا ہے اور کس کا دامن پکڑا ہے عراق بہتر ہے یا شام علی ابو طالب زیادہ برگزیدہ شخص ہے یا معاویہ مہاجر و انصار کی ہمنشینی پسندیدہ ہے یا طلقا و ابنا طلقا کی صحبت تو عراق میں مخدوم تھا اور اب شام میں خادم ہو کر رہیگا مصقلہ نے قاصد کی یہ باتیں سنکر سر جھکا لیا کچھ نہ بولا پھر خط لیکر معاویہ کے پاس گیا معاویہ نے اس خط کو پڑھکر کہا اے مصقلہ میرا تیرا معاملہ اس حد سے گذر گیا کہ مجھے تیری نسبت کچھ شبہہ باقی رہا ہو مجھے تیری عقل و دانائی پر پورا بھروسہ ہے اگر عراق سے تیرے پاس خط آئے تو تجھے اسبات کی ضرورت نہیں کہ میرے پاس لائے اور مجھے دکھائے مصقلہ نے اپنے وثوق کے ساتھ واپس آکر قاصد سے کہا جو وقت میں بخوف جان علی ابن ابیطالب سے بھاگ کر شام میں داخل ہوا ہوں خدا کی قسم بھلائی کے سوا میں نے آپکے حق میں کوئی اور کلمہ ایسا نہیں کہا جس سے آپ پر کوئی برائی عاید ہوتی ہو تو میرے پاس خط لایا اب جواب لیکر واپس جا قاصد نے کہا ایسا ہی کرونگا اب مصقلہ نے اس مضمون کا جواب لکھا تمہارا خط پہنچا مضمون مندرجہ سے اطلاع ہوئی حقیقت حال یہ ہے کہ جس شخص کو تھوڑا کچھ فائدہ بخش نہیں ہوتا اسکو زیادہ سمجھانا زیادہ نقصان کرتا ہے بات بڑھانے سے کچھ حاصل نہیں تم جانتے ہی ہو کہ میں نے علی کی خدمت کسلئے ترک کر دی ہے اور کیوں معاویہ کے پاس چلا آیا ہوں میں یہ بھی جانتا ہوں کہ اگر علی کیخدمت میں واپس چلا آؤں گا تو وہ مجھ سے گزشتہ امور کا جواب طلب نہ فرمائینگے بلکہ معافی اور چشم پوشی کا برتاؤ اختیار کریں گے مگر میں اسوقت علی کا خطاوار ہوں اور چند روز تک معاویہ کی خدمت میں رہ چکا ہوں اب خواہ علی کے پاس آجاؤں خواہ معاویہ کے پاس ہوں عار سے خالی نہیں میں اسوقت دو ملامتوں کے درمیان ہوں اول خیانت دوسرے اعذار اور میں کوئی سا عذر پیش کردوں تمہارے نزدیک مقبول نہ ہوگا پھر میں جسقدر غور و فکر کرتا ہوں فی الحال شام میں قیام کرنا زیادہ بہتر معلوم ہوتا ہے اگر معاویہ کو غلبہ حاصل ہو کر اسکا کام مستحکم ہوگیا تو اسوقت میرا مقام ملک روم میں زیادہ اچھا ہوگا اور ابھی تک مجھے یہ قدرت حاصل ہے کہ علی کے سامنے عذر کردوں کہ وہ قبول ہو جائے لیکن اس سے علیحدہ رہنا ہی بہتر ہے بہ نسبت اسکے کہ اسوقت علیحدگی اختیار کروں جبکہ مجھے اسکی مجال نہو الغرض میں جہاں کہیں ہونگا دل تمہارے خیال میں رہے گا اور زبان تمہاری ثنا گو والسلام یہ خط بند کرکے قاصد کو دیدیا اور کہا اے برادر زادہ اگر تیری مرضی ہو تو شام والوں سے دریافت کرے کہ میں جب سے شام میں آیا ہوں علی کے حق میں کیا کہتا رہتا ہوں قاصد نے کہا یہ بات پایہ تحقیق کو پہنچ گئی اور بخوبی معلوم ہوگیا ہے کہ تو نے علی کے سوا اور کچھ نہیں کہا مصقلہ نے کہا خدا کی قسم میں آخر تک اسی طریق پر رہونگا اور علی کی مدح و ثنا کے سوا اور کوئی کلمہ زبان پر نہ لاؤنگا اور دل میں آپکی الفت و محبت کو ہمیشہ جگہ دیتا رہونگا اب قاصد نے واپس آکر وہ خط حصین بن منذر کو دیا اور وہ امیرالمومنین کی خدمت میں لیگیا اور پڑھکر سنایا امیرالمومنین نے کہا اس سے باز آؤ وہ جہاں کہیں ہوگا مجھے یقین ہے کہ وہ دوبارہ ہمارے پاس نہ آئیگا حصین نے کہا یہی بات ہے اور لوگوں کا یہ کہنا کہ اسے شرم واپس آنے سے مانع ہے بے اصل ہے وہ اسوقت علیحدگی اختیار کرتا ہے اور جیسا آپ فرماتے ہیں وہ ہرگز نہ آئیگا جس نے اسے ترک کیا اور پھر اس کا کبھی ذکر تک نہ کریں گے نہ اسے کچھ لکھیں گے والسلام

## نہروان کے خارجیوں کے ظہور کا حال

جس زمانہ میں امیرالمومنین کوفہ میں مقیم تھے اور انتظار کر رہے تھے کہ وہ میعاد جو معاویہ کے ساتھ قرار پائی ہوئی ہے گزر جائے تو پھر شامیوں سے جنگ کیجائے اتنے خوارج میں سے جو بڑے عابد اور متقی تھے چار ہزار سوار متفق ہو کر کوفہ سے نکل کھڑے ہوئے اور آنحضرت کے خلاف ہوگئے اور کہنے لگے اللہ تعالی کے سوا اور کسی کا حکم نہیں جو شخص خدا کا گنہگار ہو اسکی اطاعت نکرنی چاہئے اب فوج فوج سوار و پیدل انکے شریک حال ہونے لگے اور انکا شمار بارہ ہزار تک پہنچ گیا پھر لوگ کوفہ سے کوچ کر کے موضع حروراء میں آپڑے عبداللہ بن کوا کو اپنا امیر قرار دیا امیرالمومنین انکا حال سنتے تھے اور متفکر تھے آخر کار عبداللہ بن عباس سے کہا تو انکے پاس جا اور دریافت کر کہ جمعیت کس غرض سے ہے اور کیا چاہتے ہیں عبداللہ انکے پاس گیا جوں ہی انھوں نے عبداللہ کو آتے دیکھا پکار کر کہا اے عبداللہ تو بھی خدا کا ویسا ہی گنہگار ہو گیا ہے جیسا علی ابو طالب ہر طرف سے یہی آوازیں آنے لگیں عبداللہ بن عباس نے کہا میں تم سے گفتگو نہیں کرسکتا کسی ایک شخص کو بھیجو کہ جو کچھ تمہیں کہنا ہو کہے اور جواب سنے انھوں نے ایک شخص عتاب بن اعور تغلبی کو بھیجا وہ عبداللہ کے سامنے آکھڑا ہوا اور جو کچھ کہتا تھا سب قرآن شریف سے کہتا تھا اور اسکے معانی سے واقف تھا عبداللہ بن عباس خاموش سنتا رہا یہانتک کہ جو کچھ اسے کہنا تھا کہہ چکا اسوقت عبداللہ نے کہا جو کچھ تو نے کہا تھا

کہ لیا اگرچہ تو معانی قرآن سے واقف ہے لیکن تو غلط فہمی میں مبتلا ہو کر راہ راست سے دور جا پڑا ہے اب سن کہ تیری باتوں کا جواب دوں اور ایک تمثیل بیان کروں عتاب نے کہا بیان کریں سنتا ہوں عبداللہ نے کہا اے عتاب مجھ کو بتا کہ سرائے اسلام کس کی ملکیت ہے اور اسے کس نے تعمیر کیا ہے عتاب نے کہا سرائے اسلام خدا کی ملک ہے اور اسکی تعمیر اپنے بزرگ نبیوں کے اہتمام سے کی ہے اور نبیوں کی ایک جماعت کو وہاں بھیجا کہ اہل عالم کو ہدایت کریں کہ اس کے سوا کسی اور کی عبادت نکریں کچھ لوگوں نے نبیوں کا کہنا مان لیا اور ایمان لائے اور اسکی عبادت میں مشغول ہو گئے اور بعض آدمیوں نے نبیوں کا کہنا نہ مانا نہ ایمان لائے اور کافر ہو گئے عبداللہ نے کہا سب سے آخری پیغمبر جو خدا نے سرائے اسلام میں بھیجا محمد علیہ السلام تھے اور علی امیر المومنین آپکے خلیفہ اور وصی ہیں علیؑ سے نہ پھرو اور حق رستہ کو نہ چھوڑو اور اپنے آپ کو شبہ میں نہ ڈالو الغرض ہر چند سمجھایا اور نصیحتیں کیں مگر ایک نہ مانی اور گمراہی اور سرکشی پر اصرار کرتے گئے بلکہ عبداللہ بن عباس اور امیر المومنین علی کو برا کہا اور گالیاں دینے لگے عبداللہ مایوس ہو کر واپس چلا آیا پھر حضرت خود بہ نفس نفیس انکے پاس تشریف لے گئے اور اس طرف سے عبداللہ بن کوا اپنے دس صاحبوں کو ہمراہ لیکر آنحضرت کے سامنے آیا اور جبکہ فائدہ بخش نصیحتیں سنکر معلوم کر لیا کہ امیر المومنین مدت مقررہ کے گزر جانے کے بعد شامیوں سے جنگ کریں گے تو ان دس آدمیوں سمیت مذہب خوارج سے نکلکر لشکر ہمایوں میں آ ملے اس کے بعد خارجیوں نے عبداللہ بن راسبی کو اپنا امیر مقرر کر کے نہروان کا رستہ لیا اور ایک خط بصرہ کے خارجیوں کے نام لکھ اور عبداللہ بن سعید عبسی کو اس طرف روانہ کیا کہ ان لوگوں کو بجانب نہروان چلتا کر دے جب عبداللہ بصرے میں داخل ہوا تو اس علاقے سے بہت بڑی جمعیت فراہم ہو گئی اور عبداللہ بن وہب راسبی سے جا ملی جسوقت امیر المومنین کو ان لوگوں کی جمعیت کی خبر ملی تو ایک خط اس مضمون کا لکھ کر ان کے پاس بھیجا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم من عبد اللہ علی امیر المومنین الی عبد اللہ بن وہب الراسبی و یزید بن حصین و من تبعہما سلام علیکم فان الرجلین الذین ارتضیناهما للحکومة خالفا کتاب اللہ واتبعا هواهما بغیر هدی من اللہ فلما لم یعملا بالسنة ولم یحکما بالقرآن تبرأنا من حکمهما ونحن علی امرنا الاول فاقبلوا رحمکم اللہ الینا فانا سائرون الی عدونا وعدوکم لنعود لمحاربتهم حتی یحکم اللہ بیننا وهو خیر الحاکمین جب یہ ہدایت اسلوب خط خارجیوں کے پاس پہنچا جواب میں لکھا کہ جسوقت تو نے حکمین کی اجازت دی تھی تو خدا کے نزدیک کافر ہو گیا تھا اگر تو نے توبہ کر لی ہے تو ہم تیری مرضی کے تابع ہیں اور اگر اپنے گناہ پر مصر ہے تو ہم تجھے راہ راست کی طرف بلاتے ہیں اور ہمیں ذرا شک نہیں کہ اللہ تعالی خیانت والوں کو دوست نہیں رکھتا جسوقت یہ ناصواب خط شاہ ولایت کی نظر سے گزرا آپ اس گروہ کی اطاعت سے مایوس ہو گئے اور انکی مہم کو آسان سمجھ کر نخیلہ میں لشکرگاہ قایم کیا اور بارادہ جنگ اہل شام ظفر پیکر علم بلند کیا اور حکم دیا کہ فوجیں فراہم ہو جائیں شمار کیوقت ساٹھ ہزار سے زیادہ جنگجو جوان برآمد ہوئے دمشق کیطرف متوجہ ہونیکو تھے کہ یہی خبریں برابر آنی شروع ہو گئیں کہ خارجیوں نے عراق کی نواحیں لوٹ مار بزدست درازی کر رکھی ہے اور ہر شخص کو جو ان کا شریک مذہب نہیں ہے کافر کہتے ہیں اور عبداللہ بن خباب ارت اور انکی بیوی کو اس سبب سے کہ وہ حکمین کے تقرر کو خلاف شریعت سید المرسلین بتلاتے تھے قتل کر دیا ہے اور ام سنان صیداویہ کو بھی اسی بہانہ سے عالم آخرت میں پہنچا دیا ہے اور اب خونریزی اور غارتگری میں مصروف ہیں امیر المومنین نے صحابہ عظام کے مشورے سے خارجیوں کا دفعیہ لازمی سمجھ کر لشکر ظفر پیکر سمیت نہروان کیطرف کوچ کیا اور معسکر مارقین کے نزدیک پہنچکر فوج ظفر موج کو ترتیب دیا میمنہ کو حجر بن عدی کندی کے حوالے کیا اور میسرہ پر شبث بن ربعی کو مقرر کیا اور تمام سواروں کا سر لشکر ابو ایوب انصاری کو کیا اور حکم دیا کہ تمام پیادے ابو قتادہ کے زیر فرمان ہیں طرف ثانی سے خارجیوں نے بھی اپنی صفوں کو آراستہ کیا میمنہ پر یزید بن حصین کا جھنڈا نصب کیا اور میسرہ میں شریح بن ابی اوفی عبسی کا وجود منحوس قایم ہوا اور سواروں کی سرداری پر حرقوص بن زہیر نام قایم ہوا اور بایک روایت کی رو سے عبداللہ بن کوا نے پیادوں کی سرداری لی جب دونوں فوجیں ایک دوسرے کے مقابل صف بستہ ہو گئیں امیر المومنین علیؑ نے حکم دیا کہ جھنڈا ایک خاص مقام پر قایم کریں اور دو ہزار آدمی اسکی حفاظت پر مامور کیے کہ مستعد رہیں اسکے بعد منادی کرائی کہ مخالفوں میں سے جو شخص اس جھنڈے تلے آ جائیگا وہ امان میں ہے اور جو شخص کوفہ کیطرف چلا جائیگا وہ بھی امن میں ہوگا اسوقت فروہ بن نوفل اشجعی نے جو خارجیوں کا سردار تھا اپنے تابعین سے کہا میں نہیں جانتا کہ بے سبب کسلئے علی سے جو خدا کا ولی اور مصطفی کا وصی ہے جنگ کروں پھر پانسو آدمیوں سمیت مارقین سے علیحدہ ہو کر

دسکرہ کی طرف چلا گیا اور ایک اور جماعت بھی ان سے علیحدہ ہو کر کوفہ کی طرف روانہ ہو گئی اور کسیقدر جمعیت نے علم مذکور کے سایہ کے نیچے پناہ لی اب عبداللہ بن
وہب راسبی کے ساتھ چار ہزار آدمی باقی رہ گئے اور اُن ملعونوں نے زبان پر کلمہ لا حکم الا اللہ ولو کرہ المشرکون جاری کر کے ایکبارگی حملہ کر دیا اور غبار جنگ بلند
اور آتش حرب شعلہ زن ہوئی اسی اثنا میں عبداللہ بن وہب نے نہایت ہی سنگدلی اور گمراہی کے ساتھ شاہ ولایت کو اپنے مقابلہ پر طلب کیا آنحضرت نے بضرب
ذوالفقار اُسے دوزخ میں پہنچا دیا اور فوج ظفر موج تمام خارجیوں پر چھا گئی اور حسب دلخواہ اس مہم کو ختم کر دیا چنانچہ ان لوگوں میں سے نو آدمیوں سے زیادہ
زندہ نہ بچے اور امیر المومنین کے لشکر کے کل نو آدمی شہید ہوئے تھے لوگوں کی روایت ہے کہ امیر المومنین نے خارجیوں کے خروج سے پیشتر فرما دیا تھا کہ ایک گروہ دین
سے اس طرح نکل جائیگا جسطرح تیر کمان سے اگرچہ وہ قرآن شریف پڑھتے ہونگے مگر حلق سے نیچے نہ اتریگا اور انکے دل قرآن شریف کے احکام پر ثابت نہ رہینگے
اور اسی خدا کی قسم جو دانہ کو اُگاتا ہے اور جس نے آدمی کو اپنے خزانہ کرم سے لباس وجود عطا کیا ہے کہ رسولخدا نے مجھے مطلع کیا ہے کہ تو ان سے جنگ کریگا اور وہ
گمراہی کے گڑھے سے نکل کر پھر راستہ پر نہ آئینگے جسطرح کمان سے چھوٹا ہوا تیر پھر نہیں آتا اور اس گروہ کی پہچان یہ ہے کہ ان میں ایک ایسا شخص ہوگا کہ اسکے
شانہ میں گوشت کا ایک ٹکڑا عورت کی چھاتی جیسا ہوگا اور اسپر بال بھی ہونگے جیسے بلی کی مونچھیں نیز آنحضرت نے جنگ خوارج سے پہلے ہی فرما دیا تھا کہ اس معرکہ میں
ہمارے شہیدوں کی تعداد اکائی سے گذر کر دہائی کے مرتبہ تک نہ پہنچیگی اور مخالفین سے نو شخصوں سے زیادہ زندہ نہ بچیں گے روایت ہے کہ جسوقت امیر المومنین نے حدیث
ذوالثدیہ بیان فرمائی تو قتل خوارج کے بعد آپ نے حکم دیا کہ ذوالثدیہ یعنی پستان والے شخص کو مقتولین میں تلاش کرو کچھ لوگ گئے اور بہت کچھ ڈھونڈا مگر نہ پایا کہا کہ اس حلیت کا
کوئی شخص مقتولین میں موجود نہیں آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم وہ شخص انہی میں ہے پھر کچھ اور آدمی اسکی تلاش میں نکلے اور چالیس کشتوں کے نیچے سے ڈھونڈ نکالا وہ موبہو آپکے
نشاندہی کے مطابق تھا حضرت علی نے درگاہ جناب الٰہی میں سجدہ شکر ادا کیا اور اصحاب سے کہا اگر تم معترض ہوتے تو میں خبر دیتا کہ حضرت رسولخدا نے اس گروہ کے مقتولوں
کے حق میں کیا فرمایا ہے الغرض امیر المومنین نے خارجیوں کی مہم سے فارغ ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور رسولخدا پر درود بھیجا فرمایا کہ اللہ نے تم پر لطف و کرم کیا اور دنیا کے
کمینہ ہیں اور دشمنان دین کو مغلوب و مقہور کر دیا ہے مناسب ہے کہ اب تمام کے تمام اہل شام کی طرف آراستہ ہو کر قصد کرو اور قاسطین کی مہم کو بھی یقین کی واقعہ کی طرح انجام کو پہنچاؤ
اشعث بن قیس نے چند قبیلے اور چند نامور ارکین کو ہمراہ لیکر عرض کی کہ ہمارے تیر ختم ہو گئے ہیں تلواریں کند پڑ گئی ہیں اور نیزے ٹوٹ گئے ہیں آپ ہمکو کوفہ واپس چلنے دیں
کہ اسلحہ کی درستی اور بہم رسانی کے بعد مضبوط و مستحکم ہو کر شامی ظالموں کی سرکوبی میں مصروف ہو جائیں انکی یہ درخواست قبول ہو گئی اور شاہ ولایت پناہ نے ازراہ کرم
جانب کوفہ مراجعت فرمائی شہر کے قریب پہنچکر نخیلہ میں چھاونی قائم کی اور ارشاد کیا کہ جب کسی کو کوئی کام درپیش ہو شہر میں جائے ایکدن ٹھیر کر دوسرے دن
لشکرگاہ میں چلا آئے تاکہ سفر شام کی مہم جلدی پوری کیجائے اس کے بعد امیر المومنین کیساتھ صرف چند ہی غیرت والے رہ گئے اور سب نے لشکرگاہ کو خالی کر کے
مشقت پر راحت کو اختیار کر لیا۔ آپ یہ حال دیکھکر رنجیدہ ہوئے اور کوفہ میں تشریف لائے کوفی عذر و معذرت کرنے لگے مگر ان کا عذر مقبول خاطر نہ ہوا جسوقت
آپ خطبہ پڑھتے قوم کو انکو ملامت کرتے کئی دفعہ اظہار رنجش ہو چکنے کے بعد وہاں کے بڑے ارکین نے حاضر خدمت ہو کر کہا جس طرف آپکا قصد ہوگا ہم رکاب ہدایت انتساب سے
علیحدہ نہونگے امیر المومنین نے انکے کہنے کو قبول کر کے حارث ہمدانی کو حکم دیا کہ منادی کر دے کہ جو شخص صدق نیت اور نیک طینت سے بہرہ ور ہے اسے لازم ہے کہ کل فلاں
جگہ پر جو فراہمی لشکر کے لئے عمدہ مقام ہے حاضر ہو جائے دوسرے دن امیر المومنین نے لشکرگاہ میں تشریف لاکر دیکھا کہ تین سو آدمیوں سے زیادہ جمعیت نہیں ہے فرمایا
اگر ان لوگوں کی تعداد ایک ہزار تک پہنچ جاتی تو مجھے انکی فکر کرنی پڑتی پھر اسجگہ پر نہایت رنج و فکر میں دو روز ٹھیر کر کوفہ کو مراجعت فرمائی اسی اثنا میں معاویہ
نے فرصت کا موقع پا کر دو ہزار سپاہیوں کو بھیجا کہ عراق کے حاجیوں کے رستہ میں جسقدر حوض اور کوئیں ہیں سب کو بند کر دیں اور مسلمانوں کو خانہ کعبہ کے طواف سے باز
رکھنے میں سعی کریں لوگوں نے معاویہ کو اس فعل پر ملامت کی تو کہا کہ میں اسلئے مسلمانوں کو حج سے روکتا ہوں کہ وہاں انکا کوئی امام موجود نہیں ہے الغرض رمضان
شریف کا مہینا آگیا اور امیر المومنین مسجد کوفہ میں خطبہ کیساتھ برابر کوفیوں کو ملامتیں کرتے رہے مگر انکو مطلق اثر نہوا اور یونہی کلجا رہے کہ بندہ کی رات کو جسوقت اپنے
گھر میں امیر المومنین نماز کیلئے کھڑے ہوئے آپکی دختر ام کلثوم نے دو جو کی روٹیاں اور دودھ کا ایک پیالہ اور کسی قدر نمک خوانچہ میں لگا کر حضور میں لا رکھا آپ نے نماز سے
فارغ ہو کر جو ان کو دیکھا اور فرمایا اے میری بیٹی تم ایک خوانچہ میں دو کھانے کی چیزیں پیش کرتی ہو کیا تمکو معلوم نہیں کہ میں اپنے چچازاد بھائی رسولخدا کی پیروی کر رہا

ہوں تم جانتی ہو کہ دنیا کی حلال باتوں کا حساب لیا جائے گا اور حرام کاموں کے لئے عذاب ہوگا خدا کی قسم میں روزہ نہ کھولونگا جبتک تم ایسی دو ایک چیز
نہ اٹھا لوگی ام کلثوم نے دودھ کا پیالہ اُٹھا لیا آپنے نمک کے ساتھ نان جویں کے تین لقمے نوش فرمائے اور پھر نماز شروع کر دی آپ اس رات کو بار بار صحن
خانہ میں تشریف لاتے اور آسمان کی طرف نگاہ کرتے تھے اور پھر اندر تشریف لیجا کر نماز میں مشغول ہو جاتے تھے آپنے اُس شب سورۂ یٰسین بھی تلاوت فرمائی تعقیب نماز کے
بعد آپکو نیند آگئی مگر تھوڑی ہی دیر بعد خواب سے بیدار ہو کر کہا لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم اے خدا مجھے اپنے پاس بلا میں برکت کرامت فرما فقال تلک اللیلۃ انی رأیت
رسول اللہ فشکوت الیہ وقلت ما لقیت من امتک الاود واللد فقال ادع اللہ علیھم فقلت اللھم ابدلنی بھم خیرا منھم وابدلھم لی شرا منی پھر ارشاد کیا میں نے ابھی رسولخدا
کو خواب میں دیکھا اور آپ سے امت کی نالائقی کی شکایت کی آپ نے فرمایا اُنکے حق میں بددعا کر پھر میں نے کہا اے خدا مجھے ان لوگوں سے بہتر آدمی عطا کر اور میری جگہ ان پر کسی شریر
ظالم کو مقرر فرما اسکے بعد آپ گھڑی گھڑی صحن میں تشریف لاتے تھے اور فرماتے تھے واللہ ما کذبت ولا کذبت وانھا اللیلۃ التی وعدت یعنی خدا کی قسم میں جھوٹا نہیں اور
یہ وہی رات ہے جسمیں تجھے شہید ہونیکی خبر رسولخدا نے مجھے دی ہے اور فرماتے تھے احب ان القی اللہ تعالیٰ وانا جائع یعنی میں خدا سے ملنے کا مشتاق ہوں اے بیٹی میں
اس رات کی صبح کو شہید ہونگا جب وقت صبح نزدیک ہوا امیر المومنین نے لباس پہنکر کمر میں پٹکا باندھا اور مسجد میں جانیکا قصد کیا صحن خانہ میں پہنچے تو ان بطخوں
نے جو گھر میں پلی ہوئی تھیں خلاف عادت آپ کا رستہ روکا اور بازو پھیلا کر غل مچانے لگیں کچھ خدمتگار دوڑے کہ انہیں آگے سے ہٹائیں آپ نے فرمایا ان سے
کچھ نہ کہو یہ اسلئے شور کر رہی ہیں کہ اسکے بعد انہیں میرا نوحہ کرنا پڑیگا امام حسنؑ بولے آپ یہ کیا فال بد زبان سے نکالتے ہیں علیؑ نے فرمایا میں فال بد نہیں نکالتا بلکہ میرا دل گواہی دیتا
ہے کہ میں آج مارا جاؤنگا زینب نے عرض کی اے والد آپ جعدہ کو حکم دیں کہ وہ مسجد میں جا کر نماز پڑھائے آپنے ایسا ہی کیا پھر ارشاد کیا کہ حکم الٰہی سے کسی کو چارہ نہیں مجھکو
ہے خود ہی تشریف لیجانے کا ارادہ کیا اور یہ اشعار انشا کئے اشدد حیازیمک للموت ؛ فان الموت لاقیکا ؛ ولا تجزع من الموت ؛ اذا حل بوادیکا فان
الدرع والبیضۃ ؛ یوم الروع یکفیکا ؛ کما اضحکک الدھر ؛ کذاک الدھر یبکیکا ؛ فقد اعرف اقواما ؛ وان کانوا صعالیکا ؛ مساریع الی النجدۃ للغی متارکا
الغرض جسوقت امیر المومنین گھر کے دروازہ سے باہر ہونیلگے ایک کیل چوکھٹ میں اُلجھ گئی اور پٹکا کھلکر کمر مبارک سے علیحدہ ہو گیا آپ نے دوبارہ کس کر کمر باندھی
اور فرمایا الٰہی تو موت کو میرے لئے مبارک کیجو اور اپنے دیدار کو متبرک ام کلثوم یہ کلمے سنکر رونے لگیں اور امام حسنؑ آپکے پیچھے پیچھے ہو لئے اور عرض کی میں آپکے
ہمراہ رہنا چاہتا ہوں آپنے ارشاد کیا تجھے میری قسم کہ اپنی خوابگاہ کی طرف پھر جا ناچار امام حسن واپس ہو گئے اور اسطرف ابن ملجم و شبیب اور وردان
مسجد میں آپکی تشریف لانیکا انتظار کر رہے تھے اشعث بن قیس بھی جو انکے ساتھ ملا ہوا تھا موجود تھا اُس نے ابن ملجم سے کہا اے پسر ملجم اپنے ارادہ
کے پورا کرنے میں جلدی کر مبادا صبح کی روشنی تجھے رسوا کر دے اسوقت حجر بن عدی اُنکے پاس سے گزر رہا تھا اُسنے یہ بات سنی اور اشعث سے مخاطب ہو کر کہا کیا
تو امیر المومنین کو قتل کرے گا پھر مسجد کے دروازے سے نکلکر امیر المومنین کے گھر کا رستہ لیا کہ آپ کو اس سازش کی اطلاع دے مگر امیر المومنین سے نہ مل
سکا کیونکہ آپ دوسرے رستہ سے مسجد میں تشریف لائے تھے اب حکم الٰہی ظہور میں آ گیا اور جس وقت حجر بن عدی واپس آ رہا تھا اُس نے سنا کہ لوگ
کہہ رہے ہیں کہ امیر المومنین قتل ہو گئے امیر المومنین علیہ السلام جس وقت دوسرے رستہ سے مسجد میں تشریف لاتے تھے تو مسجد کی قندیلیں گل
تھیں آپ نے اسی تاریکی میں چند رکعت نماز ادا کیں اور کچھ دیر تک تسبیح وغیرہ میں مشغول رہے پھر بام مسجد پر تشریف لا کر صبح کی سفیدی سے خطاب کیا
تو ایک دن بھی ایسے وقت طلوع نہیں ہوئی کہ میں سویا ہوا ہوں اس کے بعد کانوں پر انگلیاں رکھ کر اذان دی پھر اذان کی جگہ سے اُتر کر یہ چند
مصرعے پڑھے ؎ خلوا سبیل المومن المجاھد ؛ فی اللہ لا یعبد غیر الواحد ؛ ویوقظ الناس الی المساجد اور الصلوٰۃ الصلوٰۃ کہتے ہوئے
نماز کے لئے سوتوں کو جگاتے تھے ابن ملجم بھی سونے والوں میں اوندھا پڑا ہوا تھا اور ایک تلوار دامن کے نیچے چھپا رکھی تھی جب آپ اُس کے قریب
پہنچے کہا ارادہ نماز کے لئے اُٹھ اور یہ بھی زبان مبارک سے فرمایا تیرے دل میں ایک ایسا ارادہ ہے جس سے قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑیں اور زمین دھنس
جائے اور اگر میں چاہوں تو یہ بھی بتا سکتا ہوں کہ تیرے دامن کے نیچے کیا چیز پوشیدہ ہے پھر وہاں سے گزر کر محراب مسجد میں تشریف لائے اور نماز
کے لئے کھڑے ہوئے لوگ بھی جمع ہو گئے اور صفیں باندھ لیں ابن ملجم نے اس سبب سے کہ رسولخدا سے سُن رکھا تھا کہ امیر المومنین کو اس امت کا ایک شقی آدمی

شہید کرے گا ہر وقت اپنے دل میں لیس و پیش کیا کرتا تھا انجام کار بدبختی کی طغیانی نے اُسے قتل گھانس پھونس کے برباد کردیا اور اس نے امیرالمومنین کے قتل کرنے کا مصمم ارادہ کرلیا اس شب کو ابن ملجم ایک عورت قطامہ نام کے گھر میں تھا اور شراب پی رکھی تھی قطامہ نے امیرالمومنین کی اذان سنکر اُسے جگایا اور کہا تو نے علی کی اذان کی آواز سُنی میں نے تیری حاجت پوری کردی تو بھی اُٹھ اور ہماری ضرورت پوری کر اور پھر خوش خوش واپس آکر عیش و عشرت میں مشغول ہو پھر اُسنے وہ تلوار جو زہر میں بجھا رکھی تھی لاکر دی اُس ملعون نے کہا مجھے خوف ہے کہ اندھا اور سیاہ رو ہوکر واپس آؤں گا کیونکہ میں نے جناب رسولخدا سے سنا ہے کہ گذشتہ لوگوں میں سب سے بدبخت شخص قدار بن سالف ناقہ صالح کا قاتل تھا اور آئندہ لوگوں میں سب سے زیادہ شقی علی ابوطالب کا قاتل ہوگا مجھے فکر ہے کہ وہ بدبخت میں ہی ہوں عورت نے جواب دیا دل کو مضبوط رکھ اور کچھ فکر نکر اس ملعون نے تلوار لی اور مسجد میں آیا۔ ابھی کچھ لوگ مسجد میں سوتے تھے خود بھی اُنکے بیچ میں پڑ رہا جب امیرالمومنین سوتے ہوؤں کو جگاتے اور الصلوٰۃ الصلوٰۃ کہتے ہوئے محراب مسجد میں تشریف لائے اور نماز کی نیت باندھ کر قرات شروع کی اور رکوع بجالاکر پہلا سجدہ کیا اور سجدہ سے اُٹھ کر جوں ہی چاہا کہ دوسرا سجدہ ادا کریں اس ملعون نے موقع پاکر سر مبارک پر تلوار ماری حسب اتفاق یہ وار اُسجگہ بیٹھا جہاں خندق کی جنگ کے دن عمرو بن عبدود کی تلوار سے زخم آیا تھا تلوار مارنے کے بعد وہ ملعون بھاگا اور مسجد سے نکل گیا امیرالمومنین اس زخم سے نڈھال ہوکر گر پڑے لوگوں نے داخل مسجد ہوکر آپ کو اس حال میں پایا بہت غمگین ہوئے اس وقت نماز گزرا جاتا تھا اسلئے امام حسنؑ نے آگے بڑھ کر دو رکعت نماز پڑھائی بعدہ امیرالمومنین کو اُٹھا کر صحن مسجد میں لائے اور بہت خلقت جمع ہوگئی سب پوچھتے تھے کہ یا حضرت آپ کو کس ملعون شقی نے زخمی کیا ہے آپ نے جواب دیا جلدی نکرو جسنے یہ زخم لگایا ہے ابھی لوگ مسجد کے اس دروازے سے اسکو لائیں گے اور دست مبارک سے اُس دروازے کیطرف اشارہ کیا قبیلہ عبدالقیس کا ایک شخص اس دروازے سے باہر جاتا تھا عبدالرحمان بن ملجم کو وہاں کھڑے دیکھا اسکی آنکھوں میں دنیا اندھیر ہوگئی تھی اور کچھ نظر نہ آتا تھا کہ کدھر جائے اس شخص نے اُسے گرفتار کرلیا اور کہا اے ملعون تونے امیرالمومنین کو زخمی کیا ہے وہ انکار کیا جاتا تھا مگر زبان سے بیساختہ یہ نکل گئی کہ میں نے ہی تلوار ماری ہے وہ شخص اُسے مسجد سے پکڑ لایا اور اُسکے منہ پر طمانچے مارتا تھا اور اور آدمی بھی اُسے مارپیٹ کرتے جاتے تھے اسی طرح امیرالمومنین کے سامنے لاکر بیٹھا دیا آپ نے پوچھا اے بھائی کیا میں تیرے حق میں برا امیر تھا اُسنے جواب دیا نہیں پھر امیرالمومنین نے فرمایا تجھ پر افسوس ہے کس امر کے سبب تونے ایسا قصد کیا کہ مجھے زخمی اور میرے فرزندوں کو یتیم کیا وہ ملعون کچھ نہ بولا پھر آپ نے فرمایا وکان امر اللہ قدرا مقدورا یعنی حکم الٰہی یہی تھا اسکے بعد حکم دیا کہ اسے قیدخانہ میں لیجاؤ کسیطرح کی تکلیف نہ دو جب میں وفات پاؤں تو جس طرح اس نے مجھ پر وار کیا اسی طرح اسے قتل کرنا بعد ازاں آپ ہر روز اس قیدی کا حال دریافت کرلیتے تھے کہ اُسے کھانا کھلا دیا ہے اور اگر جواب میں کوئی یہ کہتا کہ ابھی نہیں کھلایا تو فرماتے اُسے کھانا کھلادو طبیب اس زخم کا علاج کرتے تھے مگر کچھ آرام نہ ہوتا تھا جب آپنے سمجھ لیا کہ اس زخم سے صحتیابی نہ ہوگی حسنینؑ اور تمام اولاد اور اہلبیت کو جو موجود تھے اپنے پاس طلب کیا اور کہا اے میرے فرزندو اور دیگر اہلبیت میں تمکو وصیت کرنا چاہتا ہوں

## اپنے فرزندوں اور اہلبیت کو امیرالمومنین علیؑ کا وصیت کرنا

جب سب فرزند و اہلبیت آپکے پاس جمع ہوگئے تو اُنسے مخاطب ہوکر فرمایا میری وصیت ہے کہ تم خدا سے ڈرتے رہنا اُسکی عبادت میں مشغول رہنا اس دنیا میں کسی پر فوقیت کا خیال نہ کرنا اگرچہ لوگ تم پر فوقیت کے خواستگار ہوں دنیا کی نعمتوں کے زوال کا غم نکرنا حق بات کے کہنے سے نہ رکنا اگرچہ اپنی ذات ہی کے متعلق ہو یتیموں پر رحم کرنا بیکسوں کو کھانا دینا جسقدر ممکن ہو لوگوں کے ساتھ احسان سے پیش آنا ظالموں کے خلاف اور مظلوموں کے مددگار رہنا لازم ہے کہ طریقہ حقہ کی پیروی میں لوگوں کی طرف سے کوئی ملامت تمہارے حال پر عاید ہونے پائے پھر محمد حنفیہ کیطرف مخاطب ہوکر فرمایا اے میرے بیٹے تونے میری وصیت جو تیرے بھائیوں کو کی سنی انہی امور کی وصیت تجھے کرتا ہوں اور سخت تاکید کرتا ہوں کہ تو انکی حرمت کا خیال رکھنا خلقت کی نگاہ اور خیالات میں انکی عظمت و وقعت بڑھانے

رہنا کسی کام کو اُن کے مشورے بغیر نہ کرنا اس کے بعد حسنؑ اور حسینؑ سے کہا میں نے تمہارے بھائی محمد کو تمہارے لئے وصیت کی ہے اور تمہیں اُسکے واسطے وصیت کرتا ہوں وہ تمہارا بھائی اور تمہارے باپ کا بیٹا ہے تم جانتے ہی ہو کہ میں اُسے بہت چاہتا ہوں تم بھی میری محبت کی سبب اُس سے الفت رکھنا تم اللہ سے ڈرتے رہنا اور اُسکے احکام پر ثابت قدم رہنا اور آپس سے علیحدہ نہ ہونا باہمی اصلاح میں کوشش بلیغ کرنا کیونکہ میں نے رسول خدا سے سنا ہے کہ باہمی اصلاح میں سعی کرنا نماز اور روزے سے بہتر ہے رشتہ داروں کیساتھ الفت رکھنا اور صلہ رحم کرنا تاکہ اللہ روز قیامت حساب کو تم پر سہل اور آسان کرے یتیموں بیوہ عورتوں کی دلجوئی کرو انکی حال پر رعایت رکھو جسقدر ممکن ہو انکے ساتھ دنیا کے مال و متاع سے سلوک کرو ہمیشہ قرآن پڑھتے رہنا اور اُسکے مطابق کام کرنا ایسا ہونا چاہئے کہ قرآن مجید کے احکام اور نہی کی بجا آوری میں کوئی دوسرا شخص تم پر سبقت نہ لیجا سکے نماز کو قائم رکھنا کیونکہ وہ ستون دین ہے مال کی زکوٰۃ نکالتے رہنا اُسکا نکالنا اللہ تعالیٰ کی آتش غضب کو بجھاتا ہے ماہ رمضان کے روزے رکھنا کہ دوزخ کی آنچ کی سپر ہیں حج اور مناسک کے آداب اور شرطیں ادا کرتے رہنا کیونکہ ہمارے لئے اسکا حکم ہے پرہیزگاری کیلئے مدد کرنا اور ظلم و گناہ کے موقع پر ساتھ نہ دینا اے میرے اہلبیت خدا تعالیٰ تمکو محفوظ رکھے اور محمد رسول اللہ کی برکتیں تم میں موجود ہیں واستغفر اللہ العظیم امیر المومنین ۹ اویں رمضان تک زندہ رہے جب وقت وفات قریب آیا آپکے پاس ام کلثوم موجود تھیں چاہا کہ اندر سے باہر آئیں آپ نے فرمایا دروازہ بند کردو ام کلثوم نے باپ کے ارشاد کے مطابق دروازہ بند کردیا حسن بن علی کا بیان ہے کہ میں دروازہ پر بیٹھا ہوا تھا سنا کہ ایک شخص دوسرے سے کہتا ہے افمن یلقی فی النار خیر امن یاتی امنا یوم القیامۃ اور وہ جواب دیتا ہے بل من یاتی امنا یوم القیامۃ پھر ایک اور آواز سنی جیسے کوئی دوسرے سے کہتا ہے پیغمبر نے وفات پائی تھی اب علی ابن ابیطالب کو شہید کردیا آج اسلام کا ستون گر پڑا امام حسنؑ فرماتے ہیں کہ یہ آواز سنکر مجھ سے صبر نہ ہوسکا دروازہ کھولکر اندر گیا امیر المومنین جان بحق تسلیم اور دنیا سے رخصت ہو چکے تھے ان پر اللہ کی رحمت ہو ہم نے آپ کا کفن مہیا کیا رسول خدا کے حنوط میں سے حنوط لیا میں نے اور حسینؑ نے آپکو غسل دیا محمد بن حنیفہ ہاتھوں پر پانی ڈالتے تھے پھر کفن پہناکر حنوط کیا تابوت میں رکھکر اور بوقت شب اٹھا کر غری نام جگہ پر نعش مبارک کو دفن کیا بعض اشخاص کا بیان ہے کہ آپکے گھر سے جو جامع مسجد کو رستہ جاتا ہے وہاں دفن کئے گئے ہیں واللہ اعلم دوسرے دن امیر المومنین حسن بن علی بن ابیطالب نے مسجد میں تشریف لاکر لوگوں کو نماز پڑھائی اور بعد نماز منبر پر بیٹھکر خدا کی حمد و ثنا بیان کی اسکے بعد حضرت مصطفےٰ پر درود بھیجا پھر فرمایا اے لوگو جو شخص مجھے جانتا ہے وہ جانتا ہی ہے جو شخص نہیں جانتا اُسکے جاننے کیلئے بتاتا ہوں اگرچہ مجھے یقین ہے کہ جتانے کی ضرورت نہیں کل اس شخص کو خاک میں دفن کیا ہے جس کا مثل بلحاظ علوم نہ گذشتہ لوگوں میں ہوا نہ آئندہ ہوگا رسول خدا جسوقت دشمنوں سے لڑنے کیواسطے بھیجتے جبریل امین داہنے ہاتھ کی طرف اور میکائیل بائیں ہاتھ کیطرف ہوتے اور زیادہ وقت نہ گذرتا تھا کہ فتح حاصل ہوجاتی تھی دشمن غارت اور پریشان ہوجاتے تھے آگاہ ہو کہ دنیا کے مال و متاع میں سے اُسکے پاس سات سو درہم کو بچا تھا ارادہ تھا کہ اس رقم سے میری بہن کیواسطے ایک لونڈی خریدیں لیکن دیکھکر کہ وقت وفات آپہنچا مجھے حکم دیا کہ وہ سات سو درہم بیت المال میں داخل کردوں اور لونڈی کے خریدنے کا خیال چھوڑ دوں یہ کہکر منبر سے اتر آئے اور حکم دیا کہ ابن ملجم شقی کو قیدخانہ میں سے نکالکر حاضر کرو جب وہ لایا گیا امام حسنؑ نے اپنے ہاتھ سے ایک تلوار مارکر اُسکا سر اڑا دیا اور امیر المومنین کے خیر خواہوں نے اسکے جسم کو ریزہ ریزہ کر دیا

## حسن بن علی بن ابی طالب علیہ السلام کے پاس بصرہ سے عبداللہ بن عباس کا خط آنا

امیر المومنین علی کی وفات کے بعد لوگوں نے حسن بن علی کی خلافت پر بیعت کی اور آپ کو خلیفہ مانکر آپکے بعد امام حسینؑ کو خلیفہ قرار دیا امیر المومنین حسنؑ نے لوگوں کو فراہم کیا جب سب حاضر ہوگئے ممبر پر تشریف لیجاکر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد حضرت محمد مصطفےٰ پر درود بھیجا پھر فرمایا اے لوگو دنیا فتنہ اور فساد کی جگہ ہے اسکی حقیقی نعمتیں ہیں سب بے زوال اور منتقل ہونے والی ہیں اللہ نے ہمیں دنیا کے حالات سے مطلع کیا ہے جزا و سزا کا وعدہ فرمایا ہے کہ ہم عبرت حاصل کریں ظلم و فساد سے بچیں کیونکہ قیامت کے دن مجبوراً پرسش کیجائیگی تم اس ناپائیدار دنیا سے محبت نہ رکھو اپنے ارادوں کو صرف نیکیوں پر وقف کردو تم سے امیر المومنین علی کے حالات پوشیدہ نہیں ہیں تمنے انکا حسن معاشرت اور علم دیکھا ہی ہے جانتے ہو کہ اپنی زندگی میں لوگوں کے ساتھ زندگی بسر کی ہے اور جسوقت موت کا وقت آپہنچا تسلیم و رضا کے ساتھ

نامۂ عبداللہ بن عباس بخدمت امام حسن

جام شہادت نوش فرمایا اور اپنے اہلبیت کو تم میں چھوڑ گئے میں حسنؑ بن علی بن ابیطالب ہوں آج تجھ سے بیعت کر لیتا ہوں ظاہر و باطن اور سختی اور مصیبت میں تمہارا ساتھ دوں گا بشرطیکہ تم بھی میرے ساتھ اسی طرح کا برتاؤ برتو گے جس کے ساتھ میں جنگ کروں تم بھی اس سے جنگ کرو اور جس سے صلح کروں اس سے تم بھی صلح کرو مسجد کے تمام اطراف سے ہم نے سنا اور قبول کیا کی صدائیں بلند ہوئیں سب نے یک زبان ہو کر کہا اے امیر المومنین جو کچھ زبان مبارک سے ارشاد ہوا ہم اس پر راضی ہیں جملہ احکام و نواہی کی تعمیل کے لیے کمربستہ ہیں جس خدمت کا حکم ہو گا اُسے بجا لائیں گے آپ کے ارادوں اور مقصدوں کے پورا کرنے سے اپنے آپ کو باز نہ رکھیں گے انشاءاللہ تعالیٰ امیر المومنین حسنؑ یہ فرما کر منبر سے آئے دو مہینے تک کوفہ میں رہے معاویہ کے پاس نہ کوئی قاصد بھیجا نہ اُسے کچھ لکھا اور نہ کبھی مہم شام کا کچھ ذکر کیا اب عبداللہ بن عباسؓ کا ایک خط بصرہ سے آیا مضمون یہ تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ خط عبداللہ بن عباس کی طرف سے امیر المومنین حسنؑ بن ابیطالب کے نام ہے اے رسول خدا کے فرزند آگاہ ہو کہ مسلمانوں نے آپ کی وفات کے بعد آپ سے بیعت کی ہے اور آپ کو امام بنایا ہے سب فرمانبرداری کے لیے مستعد ہیں مگر جو آپ نے کیا ہے اور معاویہ سے اپنا حق طلب نہیں کرتے ہو اس بنا پر منحرف ہوا چاہتے ہیں لازم ہے کہ معاویہ سے اپنا حق طلب کرنے کے لیے سعی و کوشش کرو اور اس سے لڑنے کے لیے تیاری کر لینی چاہیے اپنے تابعین اور دوستوں کی خاطرداری اور رعایت کرنی لازم ہے اُنکی دلجوئی اور تسلی و اطمینان میں سعی بلیغ کیجیے اراکین اور معزز لوگوں اور عاملوں کے ساتھ اچھے برتاؤ فرمائیے اُن کے حسب حال خدمتیں اور کام سپرد کیجیے کہ ان وسیلوں سے وہ آپکے زیادہ ہوا خواہ بنجائیں نیز ان لوگوں کی دلداری کرنی چاہیے آپکو معلوم ہی ہے کہ امیر المومنین علیؑ لوٹ کے مال تقسیم میں مساوی حصے لگاتے تھے اراکین سرداروں اور عاملوں کی طمع کو فروغ ہونے دیتے تھے عطیات میں انہیں بھی دوسروں کے برابر رکھتے تھے یہی وجہ تھی کہ وہ حضرت سے برگشتہ ہوتے جاتے اور اُن سے علیحدہ ہو کر معاویہ سے جا ملتے تھے آپ اس طریقہ کو اختیار نہ کریں اب بخشش کو وسیع کریں باہمی اصلاح کا زیادہ خیال رکھیں خاص و عام کے دلوں کو سخاوت اور احسانوں سے گرویدہ بنائیں اور اچھی طرح سمجھ لیں کہ دیکھے عقلمند صاحب کمال دلاور تنومند اور ہوا خواہ اشخاص بغیر یہ مہم سرانجام نہیں پا سکتی معاویہ جیسے دشمن سے اس روش بغیر بر سر نہیں آسکتے واضح ہو کہ ایسے گروہ سے جنگ کرنی پڑے گی جس نے ظہور اسلام کے شروع زمانہ میں جتنے معرکے کئے ہیں اپنے ترکش میں جسقدر تیر رکھتے تھے وہ سید المرسلین اور اُن کے دوستوں پہ جو جنت کی کنجیاں تھے چھوڑے ہیں پھر جبکہ پرانی دشمنیوں سے اپنے سینے معمور کر چکے اور جان لیا کہ آپ کی نبوت و رسالت برحق ہے مسلمان بن بیٹھے اور محض زبانی کلمہ شہادت پڑھ کر اور دل سے تصدیق نکر کے یقولون بافواھھم مالیس فی قلوبھم امن کے گنبد میں ہو بیٹھے اور پناہ پائی اگر قرآن شریف کی تلاوت کی تو تعظیم کلام ربانی بجا نہ لائے بلکہ ہنسی اور مذاق کے طور پر پڑھا نماز کے وقت بہت بے ادبی اور نفرت سے کھڑے ہو کر نماز پڑھ لی ان طریقوں سے اپنے آپ کو نیکوں اور برگزیدہ اشخاص کے زمرے میں شامل کر لیا خلقت کی نگاہوں میں پاک و پاکیزہ بنگئے وھم عن آیات اللہ معرضون اے امیر المومنین تمکو ایسے گروہ کے مقابلہ کے لیے نکلنا اور مستقل ارادوں اور کامل یقین اور قوی دل کے ساتھ اُنسے جنگ کرنی ہے انکے مکروں اور حیلوں پر نجانا کیونکہ یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے امیر المومنین علیؑ کو حکم مقرر کرنے پر مجبور کیا تھا اور کہا تھا کہ ہم ابو موسیٰ اشعری کے سوا کسی اور کو عمرو عاص کے مقابلہ پر رکھنا نہیں چاہتے اور اس معاملہ میں اسقدر ہٹ اختیار کی کہ آنحضرت نے مجبور ہو کر کمال نفرت سے بہ ایں شرط اجازت دی کہ سرپنچوں کا فیصلہ از راہ مکر و فریب وقوع میں نہ آئے جب عمرو عاص نے ابو موسیٰ کو دھوکہ دے کر فیصلہ قرار دیا جسکا حال سب پر روشن ہے تو آنحضرت اس فیصلے پر رضامند نہ ہوئے بلکہ معرکہ آرائی کا قصد کیا اور عین اسوقت جبکہ شام کی مہم کی تیاریاں کر چکے تھے اور شامی گمراہوں کی سزادہی کی لئے روانہ ہونے والے تھے شہادت کا بلند مرتبہ پایا اور شامل رحمت الٰہی ہو گئے امیر المومنین اب خلافت کی طرف متوجہ ہوجیے اور استحکام امامت کے لیے جو از روئے ورثہ و استحقاق آپکا حق ہی ہے سعی کیجیے دینی اور دنیاوی انتظاموں قومی و ملکی اصلاحوں کو اپنے قبضہ اقتدار میں لائیے امیر المومنین علیؑ کی وفات کے بعد جو جو خرابیاں ادھر اُدھر امور خلافت و امامت کے متعلق وقوع ہوئی ہیں انکو دور کیجیے مفسد لوگوں کی طمع کو امر خلافت سے جو آپکا حق ہے اور خود اپنی ذات بابرکات کیطرف سے قطع کر دیجیے والسلام جسوقت امیر المومنین حسنؑ کے پاس عبداللہ بن عباسؓ کا یہ خط پہنچا آپنے مضمون خط معلوم کر کے سمجھ لیا کہ عبداللہ ہماری خلافت سے رضامند ہے وہ ہمارے ساتھ مہر و محبت اور رشتہ داری کے حقوق کا برتاؤ رکھے گا منشی کو طلب کیا اور ایک خط لکھا مضمون

نامہ حضرت امیر المومنین حسن بن علی بنام معاویہ بن ابی سفیان

یہ تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم عبداللہ امیر المومنین حسن بن علی کی طرف سے معاویہ بن صخر کو معلوم ہو کہ اللہ تعالی نے محمد کو پیغمبر بنایا اہل دنیا پر رحمت نازل کرنے کے لیے انکو برگزیدہ کیا اور ان کے ہاتھوں دین کو مضبوط کر کے کفر و شرک کی بنیادیں اکھیڑ دیں خاص و عام کی پیشانیوں کو نور عزت سے منور کر دیا اہل عرب میں جس گروہ کو چاہا دوسروں سے ممتاز فرمایا قرآن جیسی کتاب عطا کر کے خصوصیت کرامت کی جب انکا زمانہ حیات ختم ہو گیا اور دنیائے فانی سے عالم جاودانی کی طرف انتقال فرما گئے تو خلافت و امامت پر بحث ہونیلگی کچھ لوگوں نے جھگڑا کیا انصار کی ایک جماعت اور مہاجرین کے کچھ لوگوں نے کہا خلیفہ ہم میں سے ہونا چاہیے کہ خلقت کے کاموں کی اصلاح کرتا رہے قریش کے قبیلہ نے جواب دیا اس بات کے تقرر کی ہم مستحق افضل و برتر ہیں کیونکہ ہم رسول خدا کے قریبی رشتہ دار اور ولی و وارث ہیں مناسب ہے کہ تم اس معاملہ میں دخل نہ دو ہمارے حق کی خلافت سے جھگڑو مہاجرین و انصار نے جواب دیا ٹھیک یہی بات ہے اسکے بعد قریش کی مخالفت کی پھر قریش نے بھی دیدہ و دانستہ مخالفت اختیار کی اور طریقہ عدل و انصاف سے منحرف ہو کر ہمکو نظر انداز کر دیا ہم نے اس خیال سے صبر اختیار کیا کہ مبادا جھگڑا اور مخالفت کرینسے امور دین اسلام میں خلل آجائے ناچار ہم نے ان کا ساتھ دیا ایک عمر سوا ہمیں دنیا بھر میں اور کسی سے کچھ جھگڑا باقی نہیں رہا مجھے سخت تعجب ہے کہ باوجودیکہ تو نہ دین میں سبقت رکھتا ہے نہ اسلام میں کوئی نیک نشانی حاصل کی ہے پھر کیوں ہمارے حق کے خلاف ہمسے جھگڑتا ہے ہمارا اور تیرے درمیان حکم الہی کافی ہے ہمنے جناب باری میں بعجز و الحاح دعا کی ہے کہ ہمیں بنا کی ناچیز زر و دولت سے الگ رکھے تاکہ آخرت کی نعمتیں محو نہو جائیں چونکہ امیر المومنین علیؑ نے اپنی وفات کے وقت عہدہ خلافت کو میرے حوالے کر دیا تھا اسلیے امامت اور خلافت بلحاظ لیاقت و قابلیت اور نیز بخیال وراثت بھی میرا حق ہے اس بات کو تو بھی خوب جانتا ہے اے معاویہ خدا سے ڈر اور فساد اور ناجائز افعال سے باز آ سید المرسلین کی امت کا خیال کر اور ایسا کام کر جس میں مسلمانوں کا خون نہ بہے بلکہ انکے کام رونق پائیں اور اصلاح و سلامتی عائد حال ہو ولا حول ولا قوۃ الا باللہ والسلام جب خط لکھا جا چکا آپنے دو صحابی جیب بن عبداللہ اور الحارث بن سوید تیمی کو دیکر فرمایا کہ معاویہ کے پاس لیجاؤ اسے سمجھاؤ اور میری فرمانبرداری اور اطاعت کی رغبت دلاؤ شاید فساد اور جھگڑے سے باز آکر راہ راست پر آجائے انھوں نے کہا جیسا آپ فرماتے ہیں ویسا ہی ہم کریں گے اس کے بعد ملک شام کی طرف روانہ ہوئے معاویہ کے پاس پہنچکر سلام کیا وہ خط دیا معاویہ نے مضمون خط سے واقف ہو کر جواب میں لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم خط پہنچا اسکا مضمون معلوم ہوا

جواب نامہ امام حسن از معاویہ

رسول خدا کے مدائح اور فضائل جسقدر بیان کیے اور آپ کے اوصاف لکھے ہیں تم وہ ایسے ہی بلکہ اُنسے زیادہ تھے تمام دنیا کے لوگ آپکے جلال اور مرتبہ عالی شان کو مانے ہوئے ہیں آپکی مدح اور توصیف میں اشعار تصنیف کیے گئے ہیں از روئے اخلاص یہ اشعار زبان زد خاص و عام ہیں ع اے نام تو پیغمبر آدم وصے خلق تو پلے مرد عالم + فراش درت کلیم عمران + چاوش رہت مسیح مریم + از نام محمد تست ہی + حلقہ شدہ این بلند طارم + تو در عدم و گرفتہ قدرت + اقطاع وجود زیر خاتم + در خدمت انبیا مشرف + در حرمت اولیا مکرم + نابودہ بوقت خلوت تو + نہ عرش و نہ جبرئیل محرم + نا یافتہ عز التقاتی + پیش تو زمین و آسمان ہم + آنجناب رسالتمآب کے تمام اوصاف اور مدائح احاطہ تحریر سے باہر ہیں اور شرح کے محتاج نہیں اب اور خلافت کے جھگڑوں کے متعلق جو کچھ آپ کا اشارہ ہے اور کنایۃ اراکین قریش کی شکایت کیگئی ہے گو بظاہر وہ شکایت زبان قلم سے ادا نہیں کیگئی اور کسی خاص شخص کی جانب شکوہ نہیں پایا جاتا مگر طرز بیان سے ظاہر ہے کہ بڑے بڑے ارکین رکین صحابہ صدیق۔ فاروق ابو عبیدہ طلحہ زبیر اور دیگر نیک لوگوں اور مہاجرین پر جنھوں نے حضرت مصطفی کی وفات کے بعد خلافت تیرے باپ علی مرتضی کو ولائی تہمت لگائی ہے اور اے ابو محمد مجھے اس بات پر تیری طرف سے بڑا تعجب آتا ہے کیونکہ تجھے خوب معلوم ہے کہ حضرت مصطفی کی وفات کے بعد امت میں سے قریش کا قبیلہ امر خلافت کیلئے اور وں سے افضل و برتر تھا کیونکہ آنحضرت بھی قریش تھے غرض الغرض اور جملہ علما و فضلا اور مشہور و معروف اشخاص نے یہی مصلحت دیکھی کہ خلافت کسی ایسے شخص کو دیجائے جو زیادہ عالم اور زیادہ خدا ترس اور مسلمان ہو نیز سب سے مقدم ہو لوگوں نے ابوبکر صدیق کو جسمیں یہ اوصاف موجود تھے خلیفہ بنا لیا اور خلافت اُنکے حوالہ کر دی اگر ابوبکر سے زیادہ عالم فاضل اور اسلام کی حرمت کو محفوظ رکھنے والا کوئی اور شخص نظر آتا تو خلافت اسی کے حوالے کر دیجاتی آج یہی صورت میرے اور تمہارے درمیان واقع ہوئی ہے اگر میں جانتا کہ اس کام کیلئے تو مجھ سے زیادہ لائق ہے اور اُسے اچھی طرح انجام دیسکے گا تو میں ہرگز انکار نہ کرتا اور خلافت تیرے حوالے کر دیتا لیکن میں یقین کرتا ہوں کہ تجھ سے یہ کام پوری طرح انجام نہ پائے گا اور دشمنوں کو جو اِدھر اُدھر تاک میں لگے ہوئے

اور خلافت کے آرزومند ہیں جس طرح میں رفع کر سکتا ہوں اسطرح تو انہیں منتشر نہ کر سکیگا اگر میں اس خدمت کو تیرے حوالہ کردوں مسلمانوں کی معاملے غیر فیصل اور بیکار پڑے رہینگے طرح طرح کی خرابیاں پیدا ہو جائینگی آج تیرا یہ دعوے کرنا کہ خلافت میرا حق ہے ظاہر ہی کہ تو نے وراثت کی لحاظ سے یہ بات کہی ہی اور اپنا حق طلب کیا ہی لیکن تو خوب جانتا ہے کہ تیرے باپ نے بہت سی لڑائیوں اور لڑائیوں کے بعد مقام صفین مجمع میں اور اسمیں موافقت رہی یہ امر قرار دیا تھا کہ میری اور انکی طرف سے دو شخص سرپنچ قرار دیے جائیں اور وہ جو کچھ فیصلہ کردیں طرفین اسے مان لیں اور سرپنچوں نے بہت کچھ غور و فکر کے بعد علیؑ کو خلافت سے علیحدہ کر دیا تھا پھر جبکہ علیؑ ہی کا کوئی حق خلافت میں نہ رہا تھا تو وہ کسطرح حق خلافت تجھے دے سکتا تھا پس آج تو انکی طرف سے اپنا حق کیونکر طلب کرتا ہی اس امر پر جو کچھ تو کہتا اور دعوے کرتا ہو وہ ناحق ہے کوئی اس سے بہتر بات سوچ کیونکہ اگر یہ خدمت تجھے مل گئی تو تو اسے انجام نہ دیسکیگا اسلئے یہی بہتر ہے کہ اس دعوے سے ہاتھ اٹھا والسلام پھر خط امیر المومنین حسنؑ کے قاصد کو دیکر انہیں رخصت کر دیا اسکے بعد ضحاک بن قیس فہری کو طلب کر کے اور اپنا نائب قرار دیکر شام میں چھوڑا اور خود لشکر فراہم کر کے ساٹھ ہزار سواروں کی جمعیت سے جانب عراق روانہ ہوا امیر المومنین حسنؑ بھی اس حال سے مطلع ہو کر اپنے عاملوں نائبوں اور جملہ اطراف و جوانب کے حاکموں کے نام فرمان جاری کئے اور معاویہ کی چڑھائی سے خبردار کر کے حکم دیا کہ مقابلے کیلئے تیاری کریں ہم شام کے گمراہ لوگوں سے جنگ کرنے کیلئے روانہ ہونگے جب فوجیں جمع ہو گئیں اور جائزہ لیا گیا تو چالیس ہزار سوار اور پیدل شمار میں آئے مغیرہ بن نوفل بن حارث کو کوفہ میں اپنی جگہ نائب مقرر کر کے کوفہ سے نکلے اور شام کیطرف چلے اور عبدالرحمان کے دیر پر پہنچکر قیام کیا جب فوج نے ایک دن آرام پا لیا تو قیس بن سعید بن عبادہ کو طلب کر کے اور دو ہزار سوار دیکر حکم دیا کہ بطور ہراول آگے بڑھ کر معاویہ کو روکے قیس نے کہا میں فرمانبردار ہوں پھر وہ دریائے فرات کنارے سے ملک شام کی طرف بڑھا اور امیر المومنین حسنؑ اسجگہ سے کوچ کر کے مداین کے مورچوں پر آپڑے یہاں پر کئی دن ٹھہرے کہ لشکر کے تکان کو دور کر کے آرام پا لے جب یہاں سے آگے جانے کا قصد کیا تو فوج کے سرداروں اور امیروں کو بلایا اُن کے حاضر ہونے کے بعد اٹھ کر خطبہ پڑھا حمد الٰہی اور حضرت مصطفیٰؐ پر درود بھیجکر فرمایا اے لوگو تمنے مجھ سے اس شرط پر بیعت کی ہے کہ جس شخص سے میں صلح کروں گا تم بھی اُس سے صلح رکھو گے اور جس سے لڑوں گا تم بھی اسکے ساتھ جنگ کرو گے خدائے قادر مطلق کی قسم میں کسی شخص سے کینہ اور عداوت نہیں رکھتا اور مشرق سے لیکر مغرب تک کسی سے بھی ذرا نفرت نہیں کرتا میں سبکے ساتھ شفقت اور محبت سے رہنے کو اور امن و سلامتی اور باہمی اصلاح کو بہت اچھا جانتا ہوں اور پریشانی - عداوت اور تفرقہ اور دشمنی کو برا سمجھتا ہوں والسلام لوگوں نے امیر المومنین حسنؑ کی زبان مبارک سے یہ باتیں سنکر خیال کیا کہ وہ خلافت کو ترک کر کے معاویہ سے صلح کرینگے اسلئے بہت ہی برہم اور غضب آلود ہو کر آپ پر جھپٹے اور لباس مبارک نوچ ڈالا اور نیچے سے مصلے کھینچ لیا آپکا تمام سامان اور اسباب بھی لوٹ لیا اور تمام لشکر والوں نے اپنی اپنی راہ اختیار کی امیر المومنین حسنؑ نے یہ حال معاینہ فرما کر لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور نہایت ہی رنج اور ملال خاطر کے ساتھ گھوڑے پر سوار ہو کر روانہ ہوئے بنی اسد کا ایک شخص سنان بن جماح نام پہلے سے جا کر مداین کے مورچوں میں ایک تاریک جگہ پر چھپ کر ہو بیٹھا تھا جسوقت آپ وہاں سے گذرے وہ اسجگہ سے نکلکر دوڑا اور جو حربہ ہاتھ میں لئے تھا اس سے ران مبارک کو زخمی کر دیا آپ بیہوش ہو کر زمین پر آرہے جب ہوش آیا تو خون بہت نکل چکا تھا اور نہایت کمزور ہو گئے تھے لوگوں نے آپکے زخموں کو باندھا اور مداین میں لیکر آئے اسوقت وہاں کا حاکم مختار بن ابو عبیدہ کا چچا سعد بن مسعود ثقفی تھا امیر المومنین کو اُسنے سفید محل میں ٹھہرایا اور بخدمت حضرت رہ کر طبیبوں کو علاج کے لئے بلایا انہوں نے زخم کو دیکھکر کہا کہ علاج پذیر ہے اور جلدی اچھا ہو جائے گا امیر المومنین کو مطمئن رہنا چاہئے کوئی خوف کا مقام نہیں ہے ابھی طبیب معالجہ ہی میں مصروف تھے کہ معاویہ منبج کے پل سے دریائے فرات کو اتر کر قیس بن سعد بن عبادہ کے مقابلہ پر آیا دونوں میں خوب جنگ ہوئی قیس نے بڑے جوہر دکھلائے اسروز کی سخت لڑائی میں طرفین کے بہت سے آدمی قتل ہوئے اور زخمی ہوئے قیس کو امیر المومنین حسنؑ کی تشریف لانیکا انتظار تھا وہ اس حادثہ اور لشکر کی ابتری سے بیخبر تھا مگر اسی دن دونوں لشکروں میں یہ خبر مشتہر ہو گئی کہ امام حسنؑ کے لشکر نے باغی ہو کر آپکا تمام سامان لوٹ لیا اور ایک سخت زخم پہنچایا جسکے سبب آپ بہت تکلیف میں ہیں قیس اس خبر کو سنکر نہایت ہی مغموم اور رنجیدہ ہوا مگر پھر بھی اس امر کا کچھ خیال نہ کر کے اور لشکر کو ترتیب دیکر جنگ کے لئے مستعد ہو گیا اُنکی لڑائی میں معاویہ اور قیس کے کئی نامور سردار مارے گئے اور بہت سے زخمی ہوئے معاویہ نے قیس کے پاس قاصد بھیجکر پیغام دیا کہ تو کس شخص کے لئے جنگ کر رہا ہے اور کیوں بیہودہ اپنے اور میرے دوستونکو

ہلاک کرا رہا ہے کیا تو نے نہیں سنا کہ حسنؑ کے لشکر نے برگشتہ ہو کر ساتھ چھوڑ دیا اور ان پر ایک بڑا زخم پہنچایا ہے جس سے وہ خطر میں ہیں اب ہمارا تمہارا لڑنا بیفائدہ ہے بلکہ یہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ لڑنا موقوف کر کے کسی کو اس طرف روانہ کریں جو ٹھیک ٹھیک خبر لائے قیس نے پہلے ہی یہ خبر سن لی تھی کہا ایسا ہی کرنا چاہئے اسکے بعد اُس نے خدمت امام حسنؑ میں خط لکھا اور جملہ حالات سے مطلع کیا امیر المومنین نے مضمون خط کو پڑھکر اپنے لشکر کے سرداروں اور معروف شخصوں کو طلب کیا اور اُن سے فرمایا اب میں تمسے کیا کہوں اور کیا کام کروں آیا تمہارے مکر و فریب یا جہالت اور گناہوں کا ذکر کروں یا تمہاری کمینہ خصلتوں اور نالایق افعال کا بیان کروں جو میں نے اسوقت سے بھی زیادہ ملاحظہ کئے ہیں جبکہ تم میرے باپ سے مخالفت اختیار کر کے گروہ در گروہ علیحدہ ہو کر چلے گئے اور معاویہ سے جا ملے تھے اور انکے کاموں کو خراب کر دیا تھا اگرچہ تمہاری ذات سے یا تیں کچھ بعید نہیں ہیں کیونکہ تم وہی شخص نہیں ہو جنہوں نے میرے باپ کو سر پنچ مقرر کرنیکے لئے مجبور کیا اور جسوقت آپنے اجازت دیکر فرمایا تھا کہ تمہارے مجبور کرنیسے میں نے اثر ے دل سے سر پنچوں کا مقرر کرنا تو منظور کر لیا ہے مگر میری طرف سے عبداللہ بن عباس کو سر پنچ قرار دو تمنے اس بات کو بھی نہ مانا تھا اور کہا تھا کہ ہم ابوموسیٰ اشعری کے سوا کسی دوسرے کا تقرر منظور نہیں کرتے حالانکہ تم بخوبی واقف تھے کہ ابوموسیٰ میرے باپ کا دشمن ہے جب اس امر کو بھی منظور کر لیا اور اجازت دیدی تو انہوں نے جو کچھ کیا وہ کیا مگر میرے باپ نے اُس کے فیصلہ کو قبول نہ کر کے تم سے معاویہ کی جنگ کے لئے کہا تو تم جی چرا گئے اور بزدلی اور کم ہمتی کے آثار ظاہر کر کے انکا ساتھ نہ دیا حتی الوسع رنج و ملال میں اُنکی اجل آگئی اور وہ رحمت الٰہی کے شامل حال ہو گئے اسکے بعد تمنے کسی مجبوری اور دباؤ کے بغیر محض اپنی دلی خوشی اور مرضی سے مجھے خلیفہ بنا کر بیعت کی میں نے بھی تمہاری بات مان لی تمہارے مکر و فریب اور دغابازی کا کچھ خیال نہ کیا پھر تمہاری پشتی اور امداد کے بھروسہ پر اپنے گھر سے نکلا اللہ تعالیٰ خوب آگاہ اور عالم و دانا ہے کہ اس امر میں میری نیت بالکل درست اور صاف تھی میرا اعتقاد و ارادہ بے لوث تھا میری خاص غرض اور منشا یہی تھا کہ مسلمانوں کو راحت میسر ہو اُن کا معاملہ تفرقہ اور پریشانی کے بعد رونق اور تازگی پائے الغرض میرے ساتھ بھی تمنے جو کچھ کیا وہ کیا اب میں اپنے آپ کو تمسے علیحدہ اور معاویہ سے صلح کروں گا تاکہ تمہیں پھر رنج اور غصہ لاحق ہو اور پھر مجھے تمہاری شکلیں دیکھنی نہ پڑیں امیر المومنین حسینؑ نے کہا اے بھائی ایسی بات نہ کہو اور ایسا کام نہ کرو تاکہ ہمیں دشمن کی مراد نہ بنا دو امیر المومنین حسنؑ نے جواب دیا اے میری آنکھوں کی روشنی جو کچھ تو کہتا ہے بالکل درست ہے مگر کون سے مددگاروں اور وفاداروں کے بھروسہ پر دشمنوں سے جنگ کر سکتا ہوں اور کس یار و غمخوار کی امداد سے اپنا حق طلب کروں تو دیکھتا ہے کہ اس گروہ نے میرے باپ کے ساتھ کیا سلوک کیا اور آج میرے ساتھ کس طرح پیش آئے ہیں اس گروہ کا کیا اعتبار اور ان سے کس امر کی امید ہو سکتی ہے امام حسینؑ اپنے بڑے بھائی کی یہ باتیں سنکر خاموش ہو گئے۔

## معاویہ بن ابی سفیان کے ساتھ حضرت امام حسنؑ کا صلح کرنا

امیر المومنین حسنؑ نے عبداللہ بن حارث بن نوفل بن عبدالمطلب کو جو معاویہ کا بھانجہ تھا بلا کر کہا کہ تو معاویہ کے پاس جا اور اس سے کہہ کہ میں نے یہ امر تجویز کیا ہے کہ اگر تو اللہ کے بندوں کے ساتھ نیکی کا برتاؤ کرے اور اُنکی جان و مال اور اولاد کی حفاظت رکھے خدا کے حکموں اور حمایتوں اور رسولِ خدا کی سنتوں پر کاربندی کرے تو میں خلافت تجھے سونپ کر تیرے ساتھ صلح کروں گا اگر تو اپنی آرزوؤں کے مطابق چلیگا اور خلق خدا پر بادشاہی کرنا چاہے گا اور اس نخوت اور غرور کو ترک نہ کرے گا بلکہ اپنی طبیعت کے مذاق پر رہے گا تیرے احکام کے مطابق عمل نہ کرے گا تو میں بھی جہانتک ممکن ہو گا تیری مخالفت میں کوشش کروں گا جسقدر ہو سکیگا تیرے دفعیہ کیلئے لڑوں گا یہانتک کہ اللہ تعالیٰ دونوں میں فیصلہ فرمائے گا اور وہی سب سے اچھا حاکم ہے عبداللہ بن حارث امیر المومنین حسنؑ کے حسب فرمان معاویہ کے پاس گیا اُسنے اسے دیکھکر پوچھا تو کس کام کے لئے آیا ہے عبداللہ نے اس تجویز کا کچھ ذکر کیا معاویہ نہایت ہی شاد ہوا کہا حسن بن علیؑ کی جو مراد اور آرزو ہو بیان کریں سب باتیں منظور اور قبول کرونگا عبداللہ نے کہا امیر المومنین نے اس معاملہ کے متعلق کئی درخواستیں کی ہیں معاویہ نے کہا بیان کر عبداللہ نے کہا خلافت اس قرار داد پر تجھے سونپی جاتی ہے کہ اگر تو پہلے مر گیا تو خلافت حسین بن علیؑ کو ملنی چاہیے اور جبتک تو خلیفہ ہے ہر سال پانچ لاکھ درم

بیت المال میں سے دینا رہے اور دارابجرد اور فارس کا خراج امام حسنؑ کا حق سمجھا جائے تاکہ ہر سال حسب قاعدہ وصول کر لیا جائے معاویہ کیطرف سے کہا گیا کہ مجھے سب باتیں منظور ہیں بیٹے ان امور کو تسلیم کر لیا پھر ایک سفید سادہ کاغذ لیکر اور اسپر اپنی انگوٹھی کی مہر ثبت کر کے عبداللہ کے حوالے کر دیا معاویہ نے کہا یہ حسنؑ بن علیؑ کے پاس لیجا کہ تمہارے تمام مطالب کی منظوری میں یہ کاغذ جسپر میری مہر ہے تمہارے حوالے کرتا ہوں تم یقین رکھو کہ تمام امور جسطرح کے وہ ہونگی جو کچھ آپ چاہیں اس کاغذ پر تحریر کر دیں تاکہ میری اور تمہاری صلح اور اتفاق پر یہ کاغذ گواہ رہے اپنے دوستوں کی گواہی اس کاغذ پر لکھوا دی جائے عبداللہ بن حارث وہ دستاویز لیکر امام حسن کی خدمت میں واپس آیا معاویہ نے قریش کے مشہور اور نامور شخصوں عبداللہ بن عامر بن کریز عبداللہ بن سمرہ اور اسی قسم کے اور شخصوں کو اسکے ہمراہ روانہ کیا جب امیر المومنین حسن کیخدمت میں حاضر ہوئے شرائط سلام بجالائے اور کہا معاویہ آپ کو سلام کہتا ہے اور قبول کرتا ہے کہ میں نے آپ کی تمام درخواستیں منظور کر لیں اور اقرار کرتا ہے کہ میں خلق خدا کے ساتھ اچھے سلوک کرونگا خاص عام کی حفاظت رکھونگا امیر المومنین حسنؑ نے فرمایا معاویہ سے جو بات کی گئی ہے کہ اسکے مرنے کے بعد میں خلیفہ ہونگا درست نہیں ہے میں خلافت کا خواہشمند نہیں اگر مجھے اس کی آرزو ہوتی تو آج ہی اسکے حوالہ نکرتا پھر اپنے منشی کو طلب کر کے فرمایا لکھ بسم اللہ الرحمان الرحیم یہ صلحنامہ حسن بن علی بن ابیطالبؑ اور معاویہ بن ابی سفیان کے درمیان اس قرارداد پر معاویہ سے صلح اور خلافت اسکی سپرد کیجاتی ہے کہ جب اسکی وفات کا وقت آئے تو کسی کو اپنا ولی عہد مقرر نکرے خلافت کے معاملہ کو شوریٰ پر رہنے دے کہ مسلمان اپنی رائے سے جس شخص کو اچھا سمجھیں مقرر کریں دوسری شرط یہ ہے کہ تمام مسلمان اسکی طرف سے امن و امان میں رہیں یعنی ہاتھ یا زبان کسی طرح سے انہیں آزار نہ پہنچایا جائے خلق خدا کے ساتھ اچھے سلوک کرے تیسری شرط یہ ہے کہ علی بن ابیطالب کے دوست اور عزیز اور رشتہ دار جہاں کہیں ہوں اسکے ہاتھ سے محفوظ رہیں اور ان میں سے کسی ایک شخص سے تھوڑا یا بہت کچھ تعرض نہ کرے ان سب باتوں پر معاویہ نے عہد کر لیا خدا تعالیٰ کو اپنے اوپر گواہ قرار دے لیا اور اقرار کیا ہے کہ ان تمام شرطوں اور اقراروں کو پورا کریگا کسی قسم کا مکر و حیلہ عمل میں نہ لائے گا اور حسن بن علی اور میرے بھائی حسینؑ اور ہمارے اہل و عیال اور عزیزوں قریبوں اور دوستوں اور رسول خدا کے اہلبیت کے حق میں علانیہ یا پوشیدہ کوئی بدی نکریگا وہ دنیا کے کسی حصہ میں اور خواہ کسی حالت میں رہیں اسکی طرف سے محفوظ رہینگے کسی قسم کا خوف دلایا جائیگا اس عہد پر عبداللہ بن حارث بن نوفل عمر بن ابی سلمہ اور کئی اور شخصوں کی گواہی درج کرائی گئی اور صلحنامہ لکھکر طرفین کی گواہیاں اور رضامندیاں درج ہو گئیں قیس بن سعد بن عبادہ نے یہ خبر سنکر اپنے ہمراہیوں سے کہا اب حضرت حسنؑ نے یہ معاملہ کر لیا ہے تم بھی دو نو باتوں میں سے ایک اختیار کرو یا تو بغیر امام کے جنگ کرو یا گمراہ کی بیعت اختیار کر لو اسکے ساتھیوں نے کہا اگرچہ بیعت گمراہ کی ساتھ ہوگی مگر اس کے ذریعہ سے ہمارے خون نہ بہینگے اور ہماری جان و مال محفوظ رہینگے اسلئے اس بات کو ہم اچھا سمجھتے ہیں ابھی قیس نے عراق کی طرف مراجعت کی ہمراہیوں کے ساتھ داخل کوفہ ہوا معاویہ بھی اسی اثنا میں لشکر سمیت کوفہ میں آیا اور دارالامارۃ میں قیام کیا امیر المومنین حسنؑ کے پاس آدمی بھیجکر بلایا کہ مجھ سے بیعت کریں آپنے جواب دیا کہ میں نے اس شرط پر تجھ سے صلح کی ہے کہ تمام آدمیوں کو تیری طرف سے امن ہو معاویہ نے کہا میری طرف سے سب آدمی بیخوف رہیں لیکن قیس بن سعد بن عبادہ کو میں امان نہ دونگا حسنؑ نے کہلا بھیجا اگر یہ بات ہے تو عہدنامہ لکھا گیا ہے مجھے منظور نہیں اگر تو چاہتا ہے کہ یہ عہدنامہ قائم رہے تو قیس کیا تمام لوگوں کو پناہ دے معاویہ نے امام حسنؑ سے یہ جواب سنکر قیس کو بھی پناہ دی اور آپکی تمام خواستہ امور کو مان لیا اب امیر المومنین حسنؑ نے معاویہ کے پاس تشریف لا کر ملاقات کی معاویہ نے کہا حسینؑ کو بھی بلاؤ کہ جو کچھ امور قرار پائے ہیں انپر وہ بھی عملدرآمد کرے ایک آدمی آپکے بلانیکو بھیجا گیا مگر آپ نے انکار کر دیا اور معاویہ کے پاس تشریف نہ لائے امیر المومنین حسنؑ نے فرمایا اے معاویہ تو حسین سے ہاتھ اٹھا اور انکو اس معاملہ پر مجبور نکر کیونکہ وہ کبھی تجھ سے بیعت نہ کریگا خواہ قتل تک نوبت کیوں نہ پہنچے اور کوئی شخص انہیں قتل نہیں کر سکتا تاوقتیکہ اس کے اہلبیت کام نہ آجائیں اور اسکے اہلبیت اسوقت تک قتل نہیں ہو سکتے جبتک اسکی تمام جماعت نہ ماری جائے اور یہ صورت تمام شامی فوجوں کی معرفت سے بھی ظہور میں نہیں آسکتی معاویہ آپسے یہ باتیں سنکر چپ ہو رہا پھر امام حسینؑ کو طلب نکیا اسکے بعد آدمی بھیجکر قیس بن سعد کو طلب کیا اسنے بھی حاضر ہونے سے انکار کر دیا امام حسنؑ نے اسے بلا کر سمجھایا کہ مصلحت یہی ہے معاویہ کیساتھ بیعت کر قیس نے جواب دیا اے رسول خدا کے بیٹے میں تو آپسے بیعت کئے ہوئے ہوں جب سے باہر نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ

میرا سر تن سے علیحدہ نہ ہو جائے آپ نے فرمایا میں نے تجھے اپنی بیعت سے آزاد کر دیا اور چاہتا ہوں کہ تو معاویہ سے بیعت کرے قیس امیر المومنین حسن سے اجازت لیکر معاویہ کے پاس گیا اور بیعت کر لی معاویہ نے کہا میں نہ چاہتا تھا کہ مجھے خلافت ملے مگر تو بھی زندہ رہے قیس نے کہا میں بھی نہ چاہتا تھا کہ تجھے خلافت میسر ہو اور میں خفا ہوں جو لوگ وہاں موجود تھے انھوں نے دونو کو سمجھایا اور دیکھا گیا جس سے طرفین کا غصہ جاتا رہا اب معاویہ کو خلافت مل گئی اور لوگ اپنے اپنے گھر چلے گئے دوسرے دن جب امیر المومنین حسن معاویہ کے پاس تشریف لائے کوفہ کے سرداران فوج اور مشہور و معروف امیر اور اراکین موجود تھے خلوت کی محفل میں معاویہ نے حسن سے مخاطب ہو کر کہا اے ابا محمد تو نے بڑی جوانمردی کی جتنے بنی ہاشم ہیں نہ کسی نے ایسا کیا نہ کبھی کوئی ایسا کام کریگا اور اس قسم کی سخاوت اور بخشش خاندان نبوت سے بعید نہیں اب کہ آپنے ایسا بڑا احسان فرمایا ہے اور آزادگی طرح امر خلافت بھی حوالے کر دیا ہے بایں وجہ کہ لوگوں کو ابھی اچھی طرح حال معلوم نہیں اور مجھے یہی خیال گذرتا ہے کہ شاید آپکا دل ہنوز خلافت پر مائل ہو اگر آپ مناسب سمجھیں تو اسباب میں کچھ کلمے زبان شریف سے فرماویں تاکہ سب لوگ سن لیں اور آپکی اس احسان سے جو مجھ پر کیا ہے واقف ہو جاویں امیر المومنین نے فرمایا اسقدر بات ہے ایسا ہی کروں گا پھر اپنے ممبر پر تشریف لیجا کر خطبہ پڑھا اللہ کی حمد و ثنا کے بعد حضرت رسول خدا پر درود بھیجا اور ارشاد کیا اے لوگو آگاہ ہو کہ پرہیزگاری سے زیادہ اور کوئی دانائی نہیں اور رفیق دنجوز سے بڑھکر کوئی بیوقوفی نہیں اگر تم آج شرق سے مغرب تک بھی تلاش کروگے تو ایسا شخص جسکا نانا محمد مصطفی اور باپ علی مرتضی اور ماں رسول خدا کی بیٹی ہو میرے اور میرے بھائی حسین کے سوا اور کوئی نہ پاؤ گے تمنے ہدایت حاصل کر لی ہے ظلم و کفر کی تاریکی سے نکلے ہو اور میرے نانا کی بدولت اس سعادت کو پہنچے ہو اللہ نے میرے نانا کے طفیل تمکو ذلت کی پستی سے نکالکر عزت کے بلند مرتبے پر پہنچایا ہے پہلے گمنام تھے اب تمام عالم میں مشہور ہو گئے ہو تمہاری تعداد بہت کم تھی اب زیادہ ہو گئی یہ امر تمام لوگوں پر ظاہر ہے کہ میرے نانا کی خلافت میرے باپ کا حق تھا اور اسکے بعد میرا حق تھا اب میں نے فتنہ و فساد کے دفعیہ اور امت کی آسائش کیواسطے اس امر کو غیر شخص کے حوالے کر دیا ہے اور جنگ و جدال بند کر کے مسلمانوں کی خونریزی کو روا نہیں رکھا ہے ہاں تم مجھے ملامت کرتے ہو میں نے یہ امر غیر مستحق کے حوالے کر دیا ہے مگر میری نیت صرف امت کے امن سے تعلق رکھتی ہے آپ اسقدر فرما کر خاموش ہو رہے اسکے بعد عمرو عاص نے اٹھکر کہا اے عراق والو ہم میں اور تم میں بہت سی معرکہ آرائیاں ہو چکی ہیں جنکے بیان کی ضرورت نہیں انجام یہ ہوا کہ پنچ مقرر کئے گئے اور سب انکے فیصلہ پر جو کتاب خدا اور سنت رسول کے مطابق صادر ہوا رضامندی ظاہر کر دی پھر پنچوں کے فیصلہ نے اسبات کا خاتمہ کر دیا کہ تم بیجا عظمت چاہتے اور ظلم کرتے تھے اب حق بات اپنے مرکز پر آ ٹھہری اور دنیا کے لوگوں کو جنگ و جدال سے امن مل گیا ہے تمکو گذشتہ باتوں کا عذر کرنا اور ہماری اطاعت اور فرمانبرداری سے اپنی خطاؤں اور نافرمانیوں کا بدلہ اتارنا چاہیئے تاکہ تمہارے دینی اور دنیوی امور رونق پائیں اور پریشانیاں اور خرابیاں مٹ جائیں والسلام اس کے بعد معاویہ نے کہنا شروع کیا اے لوگو آگاہ ہو کہ ہمیشہ پہلے جب کسی امت نے اپنے پیغمبر کی وفات کے بعد از راہ مخالفت فتنہ و فساد کا شیوہ اختیار کیا ہے تو نیک اور اچھے لوگ دب گئے ہیں اور فسادی اور شرارت پسند ہمیشہ غالب آئے ہیں مگر حضرت محمد رسول خدا کی امت کی قسمت اللہ تعالیٰ نے اسی قسم کی قرار دی ہے کہ ہر ایک امر میں نیک لوگ ہی غالب رہیں اور فاسق و فاجر ذلیل و خوار ہوں اس وقت تک جسقدر معرکہ آرائیاں ہو چکی ہیں اور خونریزیاں وقوع میں آئیں اور مسلمانوں کو نقصان پہنچا ہے وہ سب رفع دفع ہو گیا ہے الحمد للہ کہ آج تمام امور کا انتظام ہو گیا ہے اور خرابیاں جاتی رہی ہیں بہت سی ہل چل کے بعد حق اپنے مرکز پر آ ٹھہرا ہے میں نے اس معاملہ کی ابتدا میں جو شرطیں کی تھیں وہ محض باہمی میل ملاپ اور امت کی آسائش ہونیکے واسطے تھیں اب خرابیاں جاتی رہی ہیں اور فساد کی آگ بجھ گئی ہے اور میرا انکا منظور خلائق ہو گیا ہے اسلئے تمام شرطیں جو میں نے کی تھیں رد کر دی ہیں اور جو وعدے میں نے کئے تھے اب بھی انکا اختیار ہے چاہوں پورے کروں چاہوں نہ کروں تم میں سے اب کسی کو یہ مجال نہیں کہ میری مخالفت کرے تم سب کو اطاعت اور فرمانبرداری لازم ہے والسلام معاویہ کی یہ باتیں سنکر تمام آدمی برہم اور غضبناک ہو گئے اور معاویہ کو گالیاں دینے لگے اور قصد کیا کہ اسے مار ڈالیں قریب تھا کہ بہت بڑا فساد اور خونریزی واقع ہو معاویہ ڈر گیا اور اپنی گفتگو سے پشیمان ہوا مسیب بن نجبہ فزاری نے امیر المومنین حسن کے پاس آکر عرض کی میں ہر چند غور کرتا ہوں مگر کسی طرح یہ مشکل حل نہیں ہوتی اور بڑا تعجب آتا ہے کہ آپنے معاویہ سے کیسے صلح کی حالانکہ آپکی اسی چالیس ہزار تلواریں موجود تھیں پھر کس واسطے ایسا کام کیا اور ساتھ ہی اپنی ذات خاص اور اپنے فرزندوں اور اہلبیت اور اپنے شیعوں کی بابت میں اس سے کوئی صاف صاف اقرار نہیں کرالیا گیا اور صلحنامہ بھی صرف تمہارے اور اسکے درمیان لکھا گیا ہے دوسرے آدمی اس سے بہت کم واقف ہیں یہی وجہ ہے کہ معاویہ نے

برسر منبر بیان کیا کہ میں نے جو وعدے کئے ہیں اُن کا مجھے اختیار ہے کہ انہیں پورا کروں یا نکروں اور یہ باتیں آپکے سامنے کہی ہیں خدا کی قسم اُس نے محض آپ ہی کو سنانیکے لئے ایسا کہا ہے کسی اور کے سنانے کو نہیں کہا تھا بڑی چوک ہوگئی ہے دیکھئے اس معاملہ کا انجام کیا ہو امیر المومنین حسنؑ نے فرمایا اے مسیب تو سچ کہتا ہے میرا یہ فعل بہت عظیم ہے مگر اب اُسکا کیا علاج مسیب نے کہا اس کی یہ تدبیر ہے کہ اس بیعت اور صلح سے آپ انکار کردیں اور اپنا کام سنبھال کر اُسے سنادیں کہ تو نے عہد توڑ دیا اور میرے سامنے یہ کہا ہے کہ مجھے اپنے اقرار و نکا اختیار ہے کہ پورے کروں یا نکروں آپ نے مسیب کو جواب دیا میں نے اس امر کا خیال چھوڑ دیا ہے اور مجھے اپنے قول سے پھرنا زیبا نہیں اگر مجھے عزت اور مرتبہ کی خواہش ہوتی تو معاویہ کو یہ دن نصیب نہوتا کہ میرے برابر کھڑا ہو سکتا کیونکہ میں ہر اک موقع و محل اور کام میں زیادہ ثابت قدم اور بہت ہی صابر ہوں پھر معرکہ آرائی کس حساب میں ہے لیکن میں نے اس صلح کرلینے میں صرف مسلمانوں کی آسایش کا خیال مدنظر رکھا ہے تم بھی اللہ تعالی کی مرضی پر راضی رہو اور یہ فعل اُسی پر چھوڑ دو لڑائی اور جھگڑا اختیار نہ کرو تاکہ نیک اور صلاح کرنیوالے آدمی راحت پائیں اور مفسدوں کے ہاتھوں سے بچے رہیں ابھی امیر المومنین حسن مسیب سے یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ بصرہ کا ایک شخص عبیدہ بن عمر کندی نام آیا اُسکے چہرے پر ایک بہت بڑا زخم تھا آپ اُسے جانتے تھے پوچھا یہ زخم کیسا ہے اُس نے کہا قیس بن سعد کیساتھ ہو کر معاویہ سے جو جنگ کی تھی اُسمیں یہ زخم لگا تھا حجر بن عدی کندی نے کہا کاش تو اِس زخم سے اُسی دن مرجاتا اور ہم بھی سب ہلاک ہوجاتے کہ یہ دن نہ دیکھتے آج تمام کام دشمن کی مرضی کے موافق بن آیا ہے اور ہم سخت ملول اور غمزدہ ہیں ایسی زندگی سے ہمارا مرنا ہی بہتر تھا اُسکی باتوں سے آپ ناراض ہوئے اور افسردہ خاطر ہو کر اپنے مکان کو واپس تشریف لائے پھر آدمی بھیجکر حجر بن عدی کو طلب کیا اور بہت کچھ مہربانی اور شفقت ظاہر کر کے کہا میں تیری محبت اور اعتقاد سے حرف واقف ہوں تو نے جو باتیں معاویہ کے دربار میں کہیں ہیں بموقع مجلس میں اسی جگہ تیری تسلی اور رواداری کی کوشش کرتا مگر غیر لوگ موجود تھے تو رنجیدہ نہو اور دل کو خوش رکھ میں نے تمہاری ہی احتیاط کے لئے یہ کام کیا ہے اور چاہا ہے کہ تم مسلمان قتل سے بچ رہو مجھے اس بیوفا دنیا کی عزت و مرتبہ اور دولت کثیر کی تمنا نہیں ہے ان وجوہات سے خلافت کے بزرگ عہدے کو اپنی گردن پر سے اُتار کر اُسکے سر پر رکھدیا ہے اور اللہ تعالی کی عبادت کی طرف متوجہ ہوگیا ہوں تم کو بھی میری خوشی سے خوش ہونا چاہئے پھر ایسی باتیں نہ کہنا۔ ابھی آپ حجر بن عدی کو سمجھا ہی رہے تھے کہ سفیان بن لیلی تیمی نے داخل ہو کر کہا السلام علیک اے مومنوں کو ذلیل کرنے والے تم نے یہ کیا کیا کہ ہمارے دل توڑ دئے اور مسلمانوں کو ذلت و خواری میں مبتلا کردیا تم کو لڑنا لازم تھا کہ ہم تم سب مرجاتے اور یہ ذلت نہ اٹھاتے امیر المومنین نے فرمایا اے خواجہ میری بات سن بنی امیہ کے ملک رانی کا حال رسول خدا پر آخرت کے سفر سے پہلے ہی واضح ہوگیا تھا اور آپ دیکھتے تھے کہ وہ آپ کے ممبر پر چڑھتے اور گفتگو کرتے تھے یہ امر آپ کو سخت ناگوار گذرا بہت ملول ہوئے اللہ تعالی نے آنحضرت کی تسلی اور تشفی خاطر کے واسطے یہ آیت نازل فرمائی انا انزلناہ فی لیلۃ القدر وما ادرٰک ما لیلۃ القدر لیلۃ القدر خیر من الف شہر یعنی ہم نے بنی امیہ کی بادشاہت کئی ہزار مہینوں سے ایک شب قدر بہتر ہے پھر آپ نے یہ بات کہ کر صحابہ سے ارشاد کیا کہ صبر کرو اور رضا پر چلو مسیب بن نجبہ نے کہا ہمارا معاملہ بہت آسان ہے معاویہ کو ہماری ضرورت ہے وہ اس ضرورت کے سبب سے ہماری خاطرداری کریگا مگر ہمیں آپ کی طرف کا بہت اندیشہ ہے کہ ایسا نہو معاویہ عہد شکنی اختیار کرے اور آپ کا خیال چھوڑ دے اس فقرے پر گفتگو بند ہوگئی اور ہر شخص اپنے اپنے گھر چلا گیا اب معاویہ بھی اپنے لشکر سمیت شام کی طرف واپس چلا گیا اور امیر المومنین حسن بھی اپنے ہمراہیوں کے ساتھ مدینے چلے آئے اور بروقت مراجعت کمزوری لاحق تھی۔

## بصرے والوں کا حال اور معاویہ ابن ابی سفیان سے بگڑنا

جسوقت اہل بصرہ کو معلوم ہوگیا کہ امیر المومنین حسن نے معاویہ سے صلح کر کے خلافت کا عہدہ اُسے دیدیا ہے سخت غمگین اور ناراض ہوئے اور کہا ہم معاویہ کا خلیفہ ہونا منظور نہیں کرنیکے حمران بن ابان نے جو بصرہ کا مشہور رکن تھا لوگوں کو دلاسا دیا اور شہر کو امیر المومنین حسن کے واسطے مضبوط کر کے اُنکی بیعت کے لئے لوگوں کو طلب کیا۔ کچھ لوگوں نے آنحضرت کی ہوا خواہی اور فرمانبرداری کا دم بھرا اور معاویہ نے یہ خبر سنکر بسر بن ارطاۃ کو طلب کیا اور فوج کثیر دیکر حکم دیا کہ بصرہ

میں داخل ہوکر وہاں کا فساد رفع کرلے عمر کے آتے ہی حمران بن آبان کی جمعیت منتشر ہوگئی عمر نے قصر امارت میں قیام کیا اُسدن تو کچھ نہ بولا دوسرے دن مسجد میں آکر منبر پر گیا اور امیر المومنین علی کو اور آنکی فرزندوں اور اہلبیت کو سخت اور سست کہا اور بُرے الفاظ سے یاد کیا پھر کہا اے بصرے والو میں تمہیں قسم دلاتا ہوں کہ اگر تم یہ جانتے ہو کہ میں سچ کہتا ہوں تو میرے کلام کی تصدیق کرو اور اگر یہ جانو کہ میں جھوٹ بول رہا ہوں تو صاف کہدو کہ تو جھوٹا ہے حاضرین میں سے ایک شخص بول اُٹھا کہ اے دشمن خدا تو جھوٹا ہے علی اور رسول کے اہلبیت تجھ سے بہتر ہیں تجھپر اور اس شخص جس نے تجھے بھیجا کہ مسلمانوں کے منبر پر بیٹھکر خاندان نبوت کو بُرا کہے خدا کی لعنت ہو عمر نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ اسے پکڑ لو عمر کے ملازموں و مددگاروں نے اسکی گرفتاری کا ارادہ کیا مگر بنی ضبہ کا ایک آدمی بیچ میں آپڑا اور اسے عمر کے آدمیوں کے ہاتھ نہ آنے دیا عمر ۶ ماہ تک بصرہ کا حاکم رہا پھر معاویہ نے اسے موقوف کرکے عبداللہ بن عامر بن کریز کو جو عثمان کے خالو کا بیٹا تھا مقرر کیا اور ایک ہی ماہ کے بعد اُسے بھی علیحدہ کرکے زیاد بن امیہ کو حاکم کیا اُسکا حال یہ ہے کہ معاویہ اُسے اپنا بھائی کہتا تھا اور وہ شروع زمانہ میں امیر المومنین علی کی خدمت میں رہتا تھا آنحضرت نے اُسے فارس کی حکومت عطا کی تھی اور اُس نے تمام فارس کو قبضہ میں لاکر گرد و نواح پر بھی تصرف کر لیا تھا معاویہ نے اُسکے استقلال اور انتظام کا حال سنا تو سخت ناگوار گذرا اور چاہا کہ کسی مکر وحیلہ سے اُسے علی کی نگاہوں سے گرادے اور اپنی طرف رجوع کرے اس لئے اسکو اس مضمون کا خط لکھا اے شخص مجکو تیری بیوقوفی پر بڑا تعجب آتا ہے کہ تو فارس کے قلعوں پر قابض ہوکر اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھتا ہے اور دور کھینچتا ہے اور پرندوں کی طرح جو اپنے گھونسلوں میں پناہ گیر ہوتے ہیں تو ان قلعوں کو اپنی حفاظت سمجھتا ہے تو میرے ہاتھ سے کیسے بچ سکتا ہے خدا کی قسم اگر وہ خیال جو مجھے تیری نسبت ہے مانع نہ ہوتا تو سلیمان پیغمبر کا سا حال ہوتا جس نے بلقیس کے نام پیغام بھیجا تھا کہ ارجع الیہم فلناتینہم بجنود لا قبل لھم بہا ولنخرجنہم منہا اذلۃ وھم صاغرون پھر خط کے آخر میں یہ اشعار لکھے

للہ در زیاد ایما رجل ÷ لو کان یعلم ما یاتی وما یذر ÷ الی یکون لہ رای یعاش بہ ÷ وقد مضی خیر من بعدہ حیرۃ ÷ تنفی اتاک عنید لی سخافتہ ÷ او تخطب الناس والوالی بہا عمر ÷ فافخر بوالدک الادنی ووالدہ ÷ ان ابن حرب لہ فی قومہ خطر ÷ والعقل تقیہ افاق اللہ اعلم ÷ ولیس یجمعہا فی اصلہا مضر ÷ والعقل المطرف والذی ای تجربۃ فیہ لصاحبہ الایراد والصدر

زیاد نے یہ خط پاکر سر ممبر خطبہ پڑھا اور حمد و ثنائے الہی کے بعد رسولخدا پر درود بھیجکر کہا اے لوگو جگر کھانے والی کے بیٹے نے مجھے یہ خط لکھا ہے اور دھمکانے کے لئے بہت کچھ درج کیا ہے مجھے بہت تعجب ہی کیونکہ وہ جانتا ہے کہ میرا آقا اور امام حضرت مصطفےٰ کا چچازاد بھائی ہے جس کی خلافت اور امامت پر تمام مہاجر و انصار رضامند ہوکر اطاعت و فرمانبرداری کیلئے کمربستہ اور خدمت گذاری کیلئے شمشیر بکف اور اشارہ کے منتظر ہیں اور آپ کی خوشنودی کو خدائے تعالےٰ کی خوشنودی سمجھتے ہیں معاویہ نے مجھے کیا سمجھا ہے اس خدا کی قسم جو قادر مطلق ہے اگر مجھے امیر المومنین کیطرف سے اجازت ہوتی تو ابھی ایسا جواب دیتا کہ جہان کیلئے عبرت گاہ بنجاتا یہ کہکر ممبر سے اُتر آیا امیر المومنین نے بھی معاویہ کی تحریر سے جو زیاد کی نام تھی خبر پائی اور زیاد کو لکھا کہ میں نے ملک فارس تیرے حوالہ کردیا ہے اور اللہ کا شکر ہے کہ تو اس علاقہ کی حکومت و انتظام کی لیاقت رکھتا ہے چنانچہ تو نے عمدہ تدابیر اور ثابت قدمی سے اس ملک کو تصرف میں کرلیا ہے اللہ تعالےٰ کی فضل پر بھروسہ رکھ اور اسی سے مدد کا خواستگار رہ معاویہ کے مکر و فریب سے خوب خبردار رہنا والسلام یہ تحریریں حضرت علی کی زندگی میں واقع ہوئی تھیں اور آپ کی شہادت کے بعد جب امام حسن خلیفہ ہوئے اور معاویہ سے صلح کرکے خلافت اسے دیدی جیسا کہ پیشتر بیان ہوچکا ہے تو معاویہ نے خلیفہ ہوکر اور ہر طرح کا انتظام کرکے یہ خواہش ظاہر کی کہ زیاد اسکی خدمت میں آجائے تاکہ اُسکی لیاقت اور قابلیت اور عزم و انتظام اور عقل و فرزانگی سے اپنی حکومت کو رونق اور تروتازگی بخشے زیاد اپنا ثانی نرکھتا تھا وہ بہت بڑا نامور تھا مگر نطفہ بے تحقیق تھا اور بنی ثقیف کا ایک آدمی عبید نام اُسکے باپ ہونے کا دعوے کرتا تھا چونکہ وہ غیر مشہور شخص تھا زیاد اسکی ولدیت کو عار سمجھتا تھا اب معاویہ نے سوچا کہ اُسے کس طریقہ سے فریفتہ کرکے اپنے ملازموں کے سلسلہ میں داخل کرے بہتر یہی کہ اسی اپنی نسب میں شامل کرکے اپنے باپ کا نطفہ قرار دے اور اسے بنی امیہ میں سے ثابت کرے امیر المومنین علی کی زندگی میں اُسے کچھ لکھا تھا اور اسی باب میں ایک اشارہ درج کیا تھا اور کئی اشعار اس مضمون کے موزون کئے تھے جنکا ذکر بیان آچکا ہے امیر المومنین

کی وفات کے بعد باہم خط لکھنے شروع کئے اور کہا کہ تیرا باپ اور میرا باپ ایک ہی ہو اور تو میرا حقیقی بھائی ہے حارث بن حکم مروان کے بھائی نے اس حال سے مطلع ہو کر کہا معاویہ بن زیاد ابیہ کو اس لئے اپنے سلسلہ میں شامل کرتا ہے کہ بہت سے مددگاروں کے سبب ابو العاص بن امیہ کے بیٹوں پر فخر کرے دوسرا سبب یہ ہے کہ خلافت کی طرف سے خوف کرتا ہے کہ مبادا مروان غلبہ پا جائے اب وہ زیاد کی مدد سے زیادہ مضبوط بننا چاہتا ہے اس قسم کی اور باتیں بھی کہیں معاویہ نے سنکر مروان بن حکم کو خط لکھا وہ اسوقت مدینہ کا حاکم تھا مضمون خط یہ تھا واضح ہو کہ تیرے بھائی حارث بن حکم نے جو کچھ میری نسبت کہا ہے اور زیاد بن ابیہ کی وجہ سے مجھپر جو الزام اور عیب لگایا ہے اور برے الفاظ استعمال کئے ہیں وہ میں نے سب سن لئے ہیں اسکا یہ کہنا کہ میں امر خلافت میں تیری طرف سے ڈرتا ہوں کاش تجھ میں خلافت کے کاموں کے انجام دینے کی لیاقت ہوتی تو میں یہ عہدہ تجھی کو حوالہ کر دیتا خاتم اگر حارث ایسی باتوں کا کہنا ترک نہ کریگا تو میں اسکے ساتھ بہت ہی بری طرح پیش آؤنگا کہ وہ تاب برداشت نہ لا سکے گا تجھے بھی یہ بات معلوم ہے اور تو اسے پوری پوری تنبیہ کر والسلام مروان نے اس خط کو پاکر اور مطلب دریافت کر کے حارث کو بلایا اور وہ خط دیکر کہا ہم ہلاک ہو جائیں گے مناسب ہے کہ تو معاویہ کے پاس جا کر معافی طلب کر کہ میری خطا معاف کیجائے حارث نے کہا میں ایسا ہی عمل میں لاؤں گا پھر معاویہ کے پاس گیا اور سلام کیا معاویہ نے بھی جواب سلام دیکر کہا بیٹھ جاؤ حارث نے بیٹھکر کہا اگر ہمیں پہلے سے معلوم ہو جاتا کہ زیاد بن ابیہ کی طرف آپ کی طبیعت اسقدر مائل ہے اور اسکے حال پر شفقت بیکران مبذول ہے اور یا ہمیں جیسے اب معلوم ہو گیا ہیں پیشتر سے معلوم ہو جاتے تو ہم اول العمر میں زیاد کی فرمانبرداری کیجاتی اور ہر طرح سے اسکی رضامندی کو اپنا فرض سمجھتے اب زیاد امیر المومنین کا بھائی اور ہمارا بھی بھائی ہے پھر کبھی اسکی نسبت کوئی بے توجہی نہ کیجائے گی اور جہانتک ہو سکیگا اسکے ساتھ مہربانی و شفقت سے پیش آئیں گے انشاء اللہ تعالیٰ معاویہ نے یہ گفتگو سنکر قہقہہ مارا اور حارث پر مہربانی فرماکر بھاری خلعت عطا کیا اور واپس جانے کی اجازت دی غرض زیاد بن ابیہ کی یہ کیفیت تھی اور اسطریق سے معاویہ نے اسے اپنا بھائی قرار دیا تھا جب بصرہ کا انتظام ہو گیا معاویہ نے زیاد کو بلا کر وہاں کا حاکم مقرر کیا اور حکم دیا کہ مخالفت ترک کر کے عدل و انصاف اور مساوات کا قاعدہ جاری کرے اور نیک لوگوں کو آسودہ حال اور فسادی شخصوں کو گرفت میں رکھے اسنے جواب دیا اے امیر المومنین میں ایسا ہی بندوبست کرونگا اور تیرے حکم کے متعلق کوئی بات باقی نہ چھوڑونگا پھر داخل بصرہ ہو کر لوگوں پر خوب رعب و داب بٹھایا اور معاویہ کی اطاعت و فرمانبرداری اور بیعت کیطرف رغبت دلائی اور تمام آدمیوں کو اچھی طرح قابو میں لایا خفیف جرموں کو بھی معاف نہ کرتا غرضکہ بصرے کا ایسا اچھا اور مضبوط بندوبست کیا اور ایسا عدل و انصاف ظہور میں لایا کہ کسی شخص کو جائے شکایت نہ رہی راتوں کو مکانوں کے دروازے کھلے رہتے اگر کسی کی کوئی شے گلی کوچہ یا بازار میں گر پڑتی تو کسی کی کیا مجال تھی کہ اسے اٹھا لیتا کوئی یہ جرأت نہ کر سکتا تھا یہانتک کہ اسکا مالک ہی آ کر اٹھا لیجاتا غرض اس قسم کا انصاف اور انتظام کیا نیک اور شریف آدمی اس سے محبت کرنے لگے اور شریر و بدمعاش خائف ہو گئے بصرہ کا علاقہ اسکی حکومت کے سبب خوب آباد اور خوشحال و فارغ البال ہو گیا باشندے مالدار ہو گئے اور سب کے دلوں میں اس کی محبت جاگزین ہو گئی شاعروں نے اسکی مدح اور تعریف میں قصیدے تصنیف کئے۔

## زیاد بن ابیہ کا لاجواب خطبہ کہ اس سے پیشتر کسی نے ایسا نہیں کہا

اس عدل و انصاف کے دوران میں ایک دن منادی کرا کر لوگوں کو جامع مسجد میں طلب کیا جب سب آ گئے تو زیاد منبر پر جا کر خدا سبحانہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد حضرت محمد مصطفیٰ پر درود بھیجا اسکے بعد کہا اے لوگو تم نے مجھے ابھی تک اچھی طرح نہیں پہچانا تم بڑے دھوکے اور غلطی میں مبتلا ہو کر کیونکہ جسطرح زمانہ جاہلیت میں جاہل گمراہی پر اور اندھے گناہ کبیرہ اور بڑے بڑے جرموں کے کرنے پر دلیر تھے وہی طریقہ آج تم نے اختیار کر رکھا ہے بدکاریوں پر اور بے حیائیوں پر دلیر ہو گئے ہو گویا تم نے پیغمبر کی حدیثوں کو سنا اور کتاب خدا کی نصیحتوں اور تنبیہوں کو پڑھا ہی نہیں ہے اور عبادت گزاروں کے ثواب عظیم اور گنہگاروں کے عذاب دردناک کی کچھ خبر ہی نہیں ہے تم نے فانی دنیا کو باقی رہنے والی آخرت پر اختیار کر لیا ہے تم نے فسق و فجور کا پیشہ لیا ہے نہ تم میں عقل ہی رہی ہے جو برے کاموں اور بیہودہ شغلوں سے رکتے نہ یہ بات ہی باقی رہی ہو کہ چوروں کو انکے وقت نکلنے اور مسافروں کا مال چرانے سے باز رکھتے خواب غفلت میں پڑے ہوئے ہو اور غور تو کرو کس طرح جیتے ہو نالائق کاموں کے انجام کی خرابی

ذرا نہیں ڈرتے اور روز قیامت کی کچھ پروا نہیں ہے حالانکہ یہ دن ضرور آنیوالا ہے اور ذرا ذراسی باتوں کی پرسش ہونیوالی ہے۔ تم بڑے شریر لوگ ہو ہر
اس جگہ بیٹھنے والے گروہ یہ کیسی دانائی ہے ہیہات ہیہات لما توعدون زیادہ پیکھنا یا پینا حرام ہوا اگر اس شہر کو برباد کرکے زمین کے برابر بھی نہ کر دیا جو
کیونکہ اب اسکے سوا کچھ چارہ نہیں رہا اور سختی اور درشتی بغیر کام نہیں نکل سکتا اس خدا کی قسم جو سب سے بے پرواہ ہے کہ اس شہر کے ولی کو ولی کے جرم میں اور مقیم
کو مسافر کے بدلے اور اقراری کو انکاری کے عوض اور تندرست کو بیمار کے بجائے گرفتار کروں گا تاکہ خرابیاں مٹ جائیں اور انتظام مستقل ہو جائے واضح
ہے کہ کسی والی ملک کا جھوٹ چھپا نہیں رہتا اگر میں جھوٹ بولوں تو جائز ہے کہ تم مجھ سے سرکشی کرو اے اہل بصرہ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ رات کے وقت
اپنے گھر کے دروازے بند نہ کرو اور جس کسی کی کوئی شے جاتی رہے وہ مجھ سے لے میں اس کے دینے کا ضامن ہوں جس وقت مسجد میں عشا کی نماز پڑھ چکو لازم
ہے کہ اپنے گھروں میں چلے جاؤ اور پھر باہر نہ نکلو نہ گلی کوچوں میں پھرو کیونکہ میں نے حکم دیا ہے کہ شب کے وقت جس کسی کو گلی یا بازار میں پڑے پھرتے پاؤ
اسے فوراً قتل کر دو۔ لازم ہے کہ زمانہ جاہلیت کی عادتوں سے پرہیز کرو جب کوئی کسی کو پکارے یا آل فلاں یا آل بنی فلاں کہکر نہ پکارو اس رسم کو
چھوڑ دو اس امر کی تم سے باز پرس کروں گا اور جو کوئی جاہلیت کے زمانہ کے قاعدے پر پکاریگا اس کی زبان قطع کرا دوں گا میں دیکھتا ہوں کہ تم نئی
رسمیں جاری کرتے جاتے ہو اور ایسے پیشے جو قاعدے رائج نہ تھے انہیں اختیار کر رہے ہو اس ڈھنگ سے باز آؤ اور کوئی نرالی رسم مت نکالو یاد رہے کہ جتنی جو جرم سرزد
ہوگی ویسے اسکی خاص سزا مقرر کر دی ہے اس سے در انجاد نہ کروں گا اگر کوئی کسی کو پانی میں ڈبو دیگا میں اسے پانی میں غرق کر دونگا اور اگر کسی کو جلائے گا
تو وہ بھی پھونکا جائیگا جو کسی کے گھر میں نقب دیگا اس کا پیٹ چاک کیا جائے گا۔ مردے کا کفن چرانیوالا زندہ دفن ہوگا تم اپنے ہاتھ اور زبان کو قابو
میں رکھو تاکہ میرے ہاتھ اور زبان سے امن میں ہو کیونکہ جب کسی سے خواہ ادنیٰ ہو یا اعلیٰ کوئی خطا سرزد ہوگی وہ گردن مارا جائیگا یہ بھی سمجھ لو کہ
اس شہر کے بہت آدمیوں سے میری عداوت تھی اور میرے دل میں عرصہ دراز سے ان کی طرف کا کینہ موجود تھا جس وقت مجھے اس جگہ کی حکومت ملی اور
امیرالمومنین کی عنایت اور حکم سے میں یہاں کا حاکم مقرر ہو کر آیا چاہتا تو سب کو پکڑ کر پرانا بدلہ لے لیتا اور اپنا دل ٹھنڈا کرتا مگر میں نے معاف کر دینے کو
اچھا سمجھا اور دشمنی کا کچھ خیال نہ کیا گذشتہ باتوں کو فراموش کر دیا جو شخص احسان کریگا اسکے ساتھ احسان کیا جائے گا اور جو دشمنی اور عداوت کریگا
وہ اپنی سزا کو پہنچیگا ان سب باتوں کو بالکل درست اور سچ سمجھو۔ باہم احسانوں سے پیش آؤ دشمنی اور برائی کو ترک کرو اور اچھی طرح جان لو کہ میں
تمہارا محافظ ہوں اور اس غلبہ کے ذریعہ سے جو خدا نے مجھے عطا کیا ہے تمکو مصیبتوں سے بچاتا ہوں اور ہر قسم کی سختیوں اور تکلیفوں کو تم سے ٹالتا ہوں تمکو میری فرمانبرداری اور
اطاعت لازم ہے اور مجھے تمہارے ساتھ عدل و انصاف سے پیش آنا تم جسقدر میری اطاعت میں زیادتی کروگے میں اسیقدر تمہارا انصاف زیادہ کرتا رہونگا حاکموں
کی محبت کو اپنے دلوں میں جگہ دو اور انکی اطاعت اور محبت میں ثابت قدم رہو کیونکہ حادثوں کے زمانہ میں وہی تمہاری پشت پناہ اور حفاظت گاہ ہیں ضرورت
کے وقت تمکو وہی بچا سکتے اور امداد کرنیکے قابل ہیں ہرگز ان کی دشمنی اختیار نہ کرنا کیونکہ ان کا غضب تم پر نازل ہو کر عرصہ دراز تک تمہارے رنجوں اور غموں کا باعث
ہوگا میری یہی نصیحت ہے اور تمکو اسیقدر سمجھانا تھا استغفر اللہ العظیم لی ولکم اللہ نقاد در الرحیم والغفور الکریم یعنی میں اپنے اور تمہارے واسطے اللہ بزرگ و برتر سے
مغفرت طلب کرتا ہوں اور وہی قدرت رکھنے والا اور رحم کرنے اور بخشنے اور کرم کرنیوالا ہے جس وقت زیاد نے یہ خطبہ پڑھا اہل بصرہ سے ایک شخص عبداللہ بن اہتم
کھڑے ہو کر کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ امیر کو اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کی سی عقل و حکمت عطا کی ہے اسکے بعد زیاد ممبر سے اتر کر دارالامارت کو چلا گیا اور بصرہ کا انتظام درست
ہو گیا نمایاں ترقی دماز کی ظاہر ہوئی کہتے ہیں کہ اس وقت زیاد کے خزانے میں اسی لاکھ درم سالانہ خراج داخل ہوتا تھا ۳۶ لاکھ لشکر پر خرچ کرتا تھا اور
۴ لاکھ اپنے بیٹوں کو دیتا تھا اور ایک لاکھ درم سال میں دو دفعہ عمارتوں پر لگاتا تھا اور سال میں دو ہی دفعہ ایک ایک لاکھ درم بیت المال میں جمع
کرتا اور باقی معاویہ کو بھیجدیتا تھا معاویہ نے زیاد بن ابیہ کی لیاقت انتظامی اور دانائی کا مشاہدہ اور اسکی عقلمندی کے نتیجوں کو ملاحظہ کر کے اسکے اوصاف حمیدہ اور
صفات پسندیدہ کی بڑی تعریف کی اور شہر کوفہ مع مضافات اسکی حکومت میں ازدیاد کر دیا اب زیاد نے خوب ہی رونق و عظمت حاصل کی نہایت خوش ہوا
اور عدل و انصاف میں زیادہ کوشش کرنیگا چھ ماہ بصرہ میں رہتا اور چھ ماہ کوفہ میں قیام کرتا تھا۔

# معاویہ کی خلافت کے زمانہ میں خراسان کی حالت

امیر المومنین علیؓ کے دوستوں میں سے ایک شخص خالد بن معمر آپکی خدمت میں رہتا تھا اور جنگ صفین میں اُسنے بڑے بڑے نمایاں معرکے کئے تھے جب امیر المومنین شہید ہوگئے اور حضرت امام حسنؓ نے معاویہ سے صلح کر کے خلافت اُنکے حوالے کردی جیسا کہ پیشتر ذکر ہوچکا ہے خالد بن معمر اور عمر بن عبداللہ لیثی معاویہ کے پاس گئے دروازے پر پہنچکر اجازت طلب کی اور جب معاویہ کے دربار میں پہنچے اُسے اسلام کیا۔ معاویہ نے اُنکے آنے سے بڑی خوشی ظاہر کی اور بہت اچھی طرح پوچھا اور چاہا کہ خراسان کی حکومت خالد بن معمر کو دے حسب اتفاق اسوقت عثمان کا بیٹا سعید آپہنچا معاویہ نے بڑی تعظیم و تکریم سے اُسے اپنے پاس بٹھالیا پھر مخاطب ہو کر کہا اے بیٹے تیری یہ کیا باتیں سنی جاتی ہیں سعید نے کہا اے امیر المومنین بیان کرو وہ کیا باتیں ہیں معاویہ نے کہا تو کہتا ہے کہ معاویہ کے بعد میں اسکے بیٹے یزید کی بنسبت خلافت کا زیادہ مستحق ہوں سعید نے کہا اگر میں نے ایسا کلمہ کہا بھی ہو تو کیا ہوا یہی اور حق بات ہے خدائے واحد کی قسم میرا باپ یزید کے باپ سے اور میری ماں اس کی ماں سے افضل ہے اور میں خود اُس سے بہتر ہوں لیکن ان سب باتوں کے باوجود میں نے عہد تیرے ہی واسطے قرار دیدیا ہے اور جو کچھ تو کرتا ہے ہم اسپر معترض نہیں ہیں معاویہ یہ باتیں سنکر ہنسا اور کہا اے بھتیجے تو سچ کہتا ہے عثمان مجھ سے اور تیری ماں یزید کی ماں سے بہتر ہے کیونکہ قریشی عورت کلبی سے اچھی ہوتی ہے لیکن تیرا یہ کہنا کہ میں یزید سے بہتر ہوں تیری اس بات کو ہرگز نہ مانونگا مجھے اُس خدا کی قسم جسکے قبضہ میں تمام عالم کی جان ہے کہ اگر میرے بیٹھنے کی جگہ سے عراق تک ایک سی زمین ہو اور تمام اُس زمین کو تجھ جیسے آدمی اپنے اپنے ہاتھ سے تھام لیں تو میں ان سب اشخاص سے یزید ہی کو بہتر اور زیادہ اچھا سمجھونگا مگر تیرے حقوق بھی بہت ہیں اور اُنسے چشم پوشی کرنیکو میں خلاف شرع اور بعید از مروت خیال کرتا ہوں تو خوش رہ میں نے خراسان کا ملک تجھے دیا۔ فرمان اور جھنڈا لیکر وہاں جا امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سلطنت کو تیرے ہاتھ سے فتح کریگا پھر حکم دیا کہ اسکے نام پر ایک فرمان لکھا جائے اور طبل و علم دے کر زیاد بن ابیہ کو خط لکھا کہ سعید کی تنخواہ مقرر کردی گئی ہے اور اُسے جسقدر ضرورت ہو روپیہ آدمی اور ہتھیار ہم پہنچائیں جائیں اور ایک نہایت ہوشیار تجربہ کار شخص اسکے ہمراہ کردیا جو خراسان کی آمد و خرچ اور وصولیت زر کی خبر رکھے اور بحر زمین تا ہے جب سعید نے شام سے چلنے کا ارادہ کیا عبیدہ بن ابی بکرہ اور اسکا بھائی عبدالرحمان جو عثمان کے سرداروں میں سے تھے اُسکے پاس آئے اور کہا بصرے میں ہمارا وکیل رہتا ہے یہ خط اُس کے نام لکھدیا ہے لیجا کر اُسے دینا اور وہ جسقدر روپیہ تجھے دے لیکر سفر کا سامان تیار کر لینا سعید نے معاویہ کا فرمان اور عبیدہ کا خط لیا اور بصرے میں داخل ہو کر زیاد کے پاس ٹھہرا معاویہ کا فرمان اسے دیا زیاد نے مضمون سے واقف ہو کر کہا بجان و دل منظور ہے پھر حکم دیا کہ لوگ جنگ کے لئے جمع ہو جائیں اور قید خانہ سے مجرموں اور سفیہ شخصوں کو نکالکر شمار کیا وہ چار ہزار آدمی تھے سعید کو دیدئے اور ادھر اُدھر سے بھی آدمی آکر جمع ہونے شروع ہوگئے اب سعید کے پاس بہت بڑی جمعیت ہوگئی زیاد نے چالیس لاکھ درم سعید کو دئے اُسنے لیکر اپنے ملازموں میں تقسیم کردئے اور فوج کو مرتب کرلیا اسکے بعد عبیداللہ بن ابی بکرہ کے وکیل کو بلا کر وہ تحریر دی اُسنے پڑھ کر کہا میں حسب تحریر روپیہ دونگا مجھے حکم دیا گیا ہے تجھے بیس لاکھ یا چالیس لاکھ درم حوالہ کردوں سعید نے کہا غالباً اسقدر روپیہ کا حکم نہ دیا ہوگا تو نے پڑھنے میں کچھ غلطی کی ہے وکیل نے کہا میں نے غلطی نہیں کی تو مال لے اور مطمئن رہ سعید کو عبیداللہ کی اسقدر بخشش اور مروت پر نہایت تعجب آیا اب اُس کے ایک ملازم نے کہا اے جناب مصلحت یہ ہے کہ عبیدہ ہی کا عطیہ لے لیں اور خراسان نہ جائیں کیونکہ بیس لاکھ اسقدر دولت کافی ہے سعید نے کہا لشکر فراہم ہو چکا ہے اور امیر نے ایک خدمت سپرد کردی ہے ایسا نکرنا چاہئے۔ ہمکو خراسان جانا لازم ہے پھر بصرہ سے نکلا عرب کے سردار اور علاقہ بصرہ کے مشہور و معروف آدمی اس کے ساتھ تھے اُس لشکر جرار سمیت فارس کی طرف بڑھا جب وہاں پہنچا مالک بن ریب جو فارس میں رہتا تھا اسکے پاس آیا یہ مالک بن ریب بہت بڑا فصیح اور خوبصورت بہادر شخص تھا پیشتر مدینہ میں رہتا اور رستے لوٹتا تھا مروان بن حکم نے جو معاویہ کی طرف سے مدینہ کا حاکم تھا کچھ لوگ بھیجکر اُسے گرفتار کرانا چاہا وہ یہ خبر سنکر بھاگ گیا حارث بن حاطب جمحی نے جو مروان کا نائب تھا ایک انصاری کو اُسکے تعاقب میں دوڑایا اُسنے جلدی پہنچکر مالک اور اُسکے ایک غلام حروبہ کو گرفتار کرلیا اور واپس پھرا دونو قیدیوں کو ایک غلام کے حوالے کرکے تاکید کردی کہ انہیں بہت ہوشیاری اور حفاظت سے پیچھے پیچھے لئے چلا آئے غلام

نہیں لا رہا تھا خود سوار تھا اور ایک تلوار کمر میں لٹکتی تھی۔ یکایک مالک نے جھپٹ کر تلوار کا قبضہ پکڑ لیا اور غلام نے میان پکڑ لیا مالک نے فوراً زور سے تلوار کھینچ کر اس غلام کے سر پر ایسی ماری کہ وہ قتل ہو کر گر پڑا اب مالک اس غلام کے گھوڑے پر سوار ہو کر انصاری کا پیچھا کیا اور اس تک پہنچکر قتل کردیا پھر بھاگ کر جرین میں اور وہاں سے فارس میں چلا آیا اور یہاں بھی رہزنی اور چوری کا پیشہ اختیار کر لیا جب سعید وہاں پہنچا تو یہ شخص بھی اُس کے پاس حاضر ہوا سعید نے اُس کا حال دریافت کیا تو لوگوں نے بتایا کہ وہ کس طرح زندگی بسر کرتا ہے سعید کو تعجب ہوا کہ ایسی شکل وصورت اور قد و قامت کا حسین و شکیل جوان ہے پسند کیا اور اس سے پوچھا کہ تو ایسا خوبصورت اور بہادر ہو کر کس لئے رہزنی اور چوری اور لوگوں کے ناحق مال کھانے کو گوارا کرتا ہے اسنے جواب دیا محض کثرت افلاس کے سبب اور دوسرا امر یہ ہے کہ میں ہمیشہ بخشش کرنا اور دوستوں اور ملاقاتیوں کے ساتھ احسان کرنا چاہتا ہوں مگر میرے پاس دولت نہیں ہے اسلئے اس فعل کو اختیار کر رکھا ہے کہ کھاؤں اور کھلاؤں سعید نے کہا اگر میں تجھے فارغ البال کردوں تو اس فعل سے باز آجائیگا اُس نے کہا کیوں نہیں پھر تو میں تیری خدمت میں رہ کر نمایاں کام کر دکھاؤں گا اور تیری نعمت کا ہمیشہ شکریہ ادا کرتا رہونگا سعید نے کہا تو ہمیشہ میرے ساتھ رہ اور کہ جو کچھ خدا عطا کریگا ہم تم مل بانٹ کر کھائیں اور کھلائینگے میں تجھے بہت اچھی طرح رکھوں گا۔ ہر مہینے میں پانسو درم دیا کروں گا پھر تو جسکو جی چاہے دینا مالک نے کہا میں نے منظور کیا غرض مالک اُس کے ساتھ فارس سے نیشاپور میں آیا عبد اللہ بن عامر بن کریز کے کچھ آدمی یہاں موجود تھے وہ بھی سعید سے آملے سعید نے اُنکی اچھی خاطرداری کی اور ایک مہینا ٹھیر کر اور اہل ذمہ سے جزیہ لیکر مرو کی طرف روانہ ہوا وہاں سے بھی محاصل وصول کر کے اور لشکر پر تقسیم کر کے سمرقند کا راستہ لیا بلخ کے قریب پہنچکر حکم دیا کہ کشتیاں اور ڈونگے فراہم کرو اور دریا کو اُن کے ذریعہ سے عبور کر جاؤ سب سے پہلے آپ دریا اُترا جو وقت اُسکا لشکر دریا کو عبور کر رہا تھا دو شخصوں کی آواز سنی جو اپنے غلاموں کو پکار رہے تھے ایک نے کہا اے علوان دوسرے نے کہا اے ظفر سعید نے علوان اور ظفر کو سنکر شگون لیا اور کہا انشاء اللہ ہم دشمن پر غالب آئینگے اور فتح پائیں گے پھر وہاں سے چلکر بخارا کے دروازے پر پہنچے اسوقت بخارا کی بادشاہ ایک عورت ختک نام خاتون تھی اس کا خاوند اس ملک کا بادشاہ تھا جب وہ مرگیا تو یہ عورت اُسکی جگہ حکومت کرنے لگی سعید نے چاہا کہ لڑائی چھیڑے خاتون نے اُس کے ارادہ سے واقف ہو کر بخارا کے چند معزز آدمی سعید کے پاس بھیجکر صلح کی درخواست کی سعید نے تین لاکھ درم لیکر اس شرط پر صلح منظور کر لی کہ ہمارے جانے کیواسطے سمرقند کا راستہ چھوڑ دے اور رہبر ساتھ کردے صلح ٹھیر گئی اور سعید نے روپیہ وصول کر کے بخارا کے شاہوں کے بیس لڑکے اول میں لئے اور خاتون خاتون نے بھی بہت سے تحفے پیش کئے اور رہبر ہمراہ کر دئے سعید وہاں سے سمرقند پر آیا اسوقت وہاں صغد اور ترکش کے لوگوں کی جمعیت کثیر موجود تھی اُنھوں نے باہر نکلکر سعید سے جنگ کی اور سمرقند کے بادشاہ اخشید ن سارک نے اپنی فوج کو سعید سے لڑنیکا حکم دیا طرفین سے خوب خوب حملے ہوئے اور بڑی سخت لڑائی ہوئی اسی اثنا میں سمرقند کا ایک بہادر زرد رنگ کے گھوڑے پر سوار اپنی صف سے نکلا اور کاوہ دیتا ہوا مرد مقابل کو طلب کرتا تھا سعید کی فوج میں سے کسی شخص نے اُسکے مقابلہ پر نکلنا چاہا سب اس سے ڈرتے تھے مالک بن ریب نے پوچھا یہ شخص جو میدان میں نکلا ہوا ہے کیا کہتا ہے لوگوں نے کہا لڑنیوالے کو طلب کرتا ہے اُسنے کہا کیا تم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں جو اسکے پاس جا کر اس سے مقابلہ کرے لوگوں نے کہا اس سے سب ڈرتے ہیں اور کسی کی اسکے مقابلہ کرنیکی جرات نہیں مالک نے کہا یہ تو بڑے عیب کی بات ہے اس کے دوستوں میں سے ایک آدمی بول اُٹھا کیا تو اس سے لڑنا چاہتا ہے مالک نے کہا ہاں اور گھوڑے کو کوڑا کر کے میدان میں نکلا اور سغدی جوان پر حملہ کیا دونوں نیزوں سے لڑنے لگے سغدی نے ایک نیزہ مالک کیطرف مارا جو زین کی بندش پر بیٹھا زین کنارہ گر گیا اور مالک بھی زمین پر آرہا مگر اُسنے فوراً جست کر کے سغدی کو نیزہ مار کر گھوڑے سے گرا دیا اب سغدی چاہتا تھا کہ اٹھ کھڑا ہو مگر مالک دوڑ کر اسپر جا پڑا اور زمین سے اٹھا کر سعید کے سامنے لا پٹکا سعید نے اسکی بہادری کی تعریف کی اور کہا اس قیدی کا تجھ کو اختیار ہے جو چاہے سو کر مالک نے اُسے قتل نہ کیا بلکہ چار سو درم کے عوض اُسکی قوم کے ہاتھ فروخت کر دیا اور اُسکا گھوڑا اور ہتھیار بھی آٹھ سو درم کو بیچ ڈالے سعید اور سمرقند کی فوجوں میں آج خوب جنگ ہوتی رہی یہانتک کہ مغرب کی نماز کا وقت آگیا جب رات ہو گئی تو دونوں فوجیں اپنی اپنی قیام گاہ پر چلی آئیں غرض اسی طرح ایک ماہ تک ہر روز جنگ ہوتی رہی اور سعید کی فوج ہر روز غالب رہتی اور سمرقند کے بیشمار آدمی مارے گئے اور بہت سے قید ہو گئے مالک بن ریب ہر روز مردانہ جنگ کرتا اور سعید اُسکی شجاعت اور دلیری کو دیکھ کر بہت خوش ہوتا مگر کوئی شخص

یا انعام نہ دیا مالک اس بات سے ناراض ہوا اور چاہتا تھا کہ انعام و اکرام ملے جب کچھ نہ ملا تو اس مضمون کا ایک قطعہ تصنیف کیا جس میں سعید کی شکایت شامل تھی سعید نے ان اشعار کو سنکر بھی کچھ توجہ نہ کی اس کے بعد مالک نے سعید کی ہجو لکھی اب سعید نے چاہا کہ اسے قتل کر دے مگر اس کے عزیزوں اور دوستوں کے سبب باز رہا اور اسے بلا کر بڑھیا خلعت اور بھاری انعام دیا اور عذر کئے مالک نے انکا عذر قبول کر کے وہ خلعت و انعام لے لیا سعید اسی طرح سمرقند کے دروازے پڑا ہوا ہر روز جنگ کرتا تھا۔ انجام کار یہ دیکھ کر کہ سمرقند کو غلبہ سے فتح نہیں کر سکتے اُنسے صلح کر لی شہر والوں نے بھی صلح کو غنیمت سمجھا اور پانچ لاکھ درم دینے کر لیے اور یہ شرط قرار پائی کہ شہر کے دروازے کھولدئے جائیں اور سعید ایک دروازے سے داخل ہوکر دوسرے دروازے سے نکل جائے گا شہر والوں نے روپیہ دیدیا سعید اقرار کے مطابق ایک دروازے سے شہر میں داخل ہوکر دوسرے سے نکل گیا سمرقند کے بادشاہ نے بھی بہت سے تحفے تحائف اُسے دئے سعید نے سب سمیٹ کر لیے اور لشکر کو تنخواہ دیکر سفر کی درستی کر لی پھر سمرقند سے پلٹا بخارا میں آیا کئی روز ٹھہرا رہا ملکہ بخارا نے کہا تم نے اپنے وعدے پورے کر دئے تو بھی اپنے اقرار کو پورا کرا اور جو تیس شاہزادے اول میں لئے ہیں انہیں ہمارے پاس پہنچا دے سعید نے شہزادوں کی رہائی سے انکار کیا اور وہاں سے روانہ ہو کر دریائے بلخ کو عبور کرتا ہوا مرو میں آیا مالک بن ریب یہاں پہنچکر سخت بیمار ہو گیا اور جب اُسے یقین ہو گیا کہ اس بیماری سے تندرستی نہ پاکر مر جائے گا تو ایک قصیدہ تصنیف کیا جو آج تک لوگوں کی زبان زد ہے اسکے دو شعر یہ ہیں ؎ الا لیت شعری ہل ابیتن لیلۃ ؛ بوادی الغضا ازجی القلاص النواجیا ؛ الم ترنی بعث الضلالۃ بالھدی ؛ واصبحت فی جیش بن عثمان غادیا یہ قصیدہ نہایت ہی مشہور ہے مالک نے مرو ہی میں وفات پائی اور اسی جگہ اسکی قبر بنی جو بڑی متبرک اور قابل زیارت سمجھی جاتی ہے جب سعید نے ان علاقوں پر قبضہ کر لیا تو اسکی پاس بیشمار دولت جمع ہو گئی پھر وہ وہاں سے لوٹکر مدینہ میں آیا اور معاویہ کو خط لکھکر خراسان کی حکومت سے استعفا دیدیا جناب معاویہ بھی اُسکا مطلب سمجھ گیا کہ اسکو پاس بہت سی دولت جمع ہو گئی ہے اب وہ سفر اختیار کرنا نہیں چاہتا اسکا استعفا قبول کر لیا سعید نے مدینہ میں سکونت اختیار کر کے جن شہزادوں کو بخارا سے لایا تھا انہیں اپنی زمین میں اور باغبانی کے کام پر لگا دیا شاہزادوں کو یہ امر بہت ناگوار گذرا کیونکہ وہ کھیتی اور عمارت کا کام کر نیوالے آدمی تھے ایک دن جبکہ سعید دل بہلانے کیلئے باغ میں گیا ان شاہزادوں نے پکڑ کر مار دیا اور بھاگ کر مدینہ کے ایک پہاڑ میں جا چھپے کچھ لوگوں نے انکا پیچھا کیا انجام یہ ہوا کہ وہ شاہزادے بھوک اور پیاس سے اُسی جگہ مر گئے سعید کی ایک بیٹی تھی اس نے اپنی ایک خوبصورت لونڈی کو نہایت بیش قیمت لباس اور زیور پہنا کر گھر سے باہر نکالا اور منادی کر دی کہ جو شاعر میرے باپ کا مرثیہ میرے حسب دلخواہ لکھیگا یہ لونڈی زر و زیور اور لباس سمیت جو اسکے جسم پر ہے اسکو ملجائیگی مدینہ کے شاعر آئے اور مرثیے کہے مگر سعید کی بیٹی کو کسی کا مرثیہ پسند نہ آیا۔ یہاں تک کہ قبیلہ عبد القیس کے ایک شخص نے آکر کہا میں تیرے باپ کا مرثیہ جیسا تو چاہتی ہے ویسا ہی تصنیف کر دوں گا اُس نے جواب دیا اگر تو ایسا کہے گا تو لونڈی تجھے ملجائیگی اس شخص نے یہ دو بیتیں جو درج کی جاتی ہیں تصنیف کیں سعید کی بیٹی کو پسند آئیں کہا تو نے جیسا میرا جی چاہتا تھا ویسی ہی لکھی ہیں۔ پھر لونڈی مع زر و زیور اس کے حوالہ کر دی وہ اشعار یہ ہیں ؎

یا عین اذری دمعۃ ؛ وابکی الشہید ابن شنیۃ ؛ فلقد قتلت بعزۃ ؛ وجلبت حقا من بعیر

## سعید بن عثمان بن عفان کے بعد فتح خراسان کے حالات

سعید بن عثمان کے مارے جانیکے بعد خراسان میں کوئی طاقتور حاکم نہ تھا معاویہ نے زیاد بن ابیہ کو خط لکھا کہ خراسان کا انتظام اور قبضہ بالکل ناتمام اور غیر مکمل ہے کسی ایسے شخص کو جو وہاں کی حکومت کے لائق ہو بھیجدے زیاد معاویہ کے مضمون خط سے مطلع ہو کر ایک غلام کو حکم دیا کہ حکم بن بشر ثقفی کو بلا لا غلام ہو بکر حکم بن عمر غفاری کو لے آیا زیاد نے اسے دیکھ کر پیر جانکر کہ غلام کو سہو واقع ہوا ہے ہنسکر کہا میں کچھ ارادہ کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کو اور کچھ منظور ہے اور حکم بھی اسکا مستحق ہے پھر کہا اے حکم تیاری کرے میں نے خراسان کی حکومت تجھے دی اور تجھے اسلئے اس ملک پر حاکم مقرر کیا ہے کہ وہاں کا روپیہ وصول کرے اور دشمنوں سے لڑے حکم بن عمر بڑا صالح اور نیک بخت شخص تھا وہ جناب رسول خدا کی خدمت میں بھی رہ چکا تھا زیاد کی بات سنکر انکار کیا فرمان لے کر زیاد کے پاس سے باہر آیا اور منادی کر دی کہ جس شخص کو جہاد کا شوق ہو تیاری کر کے میرے ہمراہ خراسان چلے اسکے پاس بہت بڑی جمعیت فراہم ہو گئی زیاد نے سبکو تنخواہ اور رسد دی حکم بن عمر

لشکر جرار کے ساتھ بسمت خراسان چلا اور فارس کے رستے سے متوجہ منزل مقصود ہوا ہر ایک شہر سے زر وصول کرتا ہوا مرو میں پہنچکر قیام کیا فوج والے تھک گئے تھے جب آرام پاچکے تو خراسان پر بڑھا اور بیشمار لوٹ کا سامان اور روپیہ حاصل کیا اس کے بعد مرو کی طرف مراجعت کی اور زیاد بن ابیہ کو خط لکھا تمام فتوحات سے مطلع کیا اور جسقدر روپیہ فراہم ہوا تھا اُس سے بھی خبردار ہو گیا زیاد نے اُسکا وہ خط معاویہ کے پاس بھیجدیا اور پوچھا کہ اس مال کو جو حاصل ہوا ہے کیا کرنا چاہیے معاویہ نے زیاد کو لکھا کہ حکم بن عمر کو لکھ بھیج کہ بیت المال شام کو روانہ کرے اور جو باقی رہے اسکو قاعدے کے مطابق ہر ایک ضرورت پر خرچ کرے جب زیاد کا جواب حکم کے پاس پہنچا اُسنے کھڑے ہوکر خطبہ پڑھا اور اللہ تعالی کی نعمتوں کا ذکر کر کے حضرت مصطفیؐ پر درود بھیجا اور کہا اے لوگو معاویہ نے حکم دیا ہے کہ میں نے جسقدر لوٹ کا مال چاندی سونا وغیرہ حاصل کیا ہے وہ شام کے بیت المال میں داخل کردوں مگر میں نے رسول خدا سے سنا ہے کہ اگر زمین و آسمان حلقہ بنکر کسی شخص کی گردن میں آپڑیں اور وہ شخص خدا سے ڈرتا ہو تو اللہ تعالی اس شخص کو اس بلا اور مصیبت سے بچاکر خوش حال رکھیگا پس میں جناب رسول خدا کے قول کو معاویہ اور زیاد کے حکم سے برتر سمجھتا ہوں تمنے جنگ کی ہے اور لوٹ کا مال پایا ہے اس مال میں سے پانچواں حصہ علیحدہ کردو باقی سب تمہارا ہے غرض اسی طریق پر پانچواں حصہ نکالکر باقی مال کو مسلمانوں پر تقسیم کردیا پھر یہ دعا مانگی اللھم انی قد قسمت بین المسلمین غنایمھم بالسویۃ اللھم انی قد معیت بنی امیہ وسمونی فارحم منی وارضی عنھم یعنی اے خدا میں نے مال غنیمت کو مساوی برساوی حصہ سے تقسیم کردیا ہے اے خدا میں بنی امیہ سے ناراض ہوں اور وہ مجھ سے بیزار ہیں تو مجھکو ان کے ہاتھ سے بچا اور انہیں مجھ سے دور کر اس دعا کے بعد وہ ایک ہفتہ سے زیادہ زندہ نہ رہا رحمت الہی کے شامل حال ہو گیا زیاد بن ابیہ نے یہ حال سنکر ایک شخص غالب بن عبداللہ لیثی کو بلایا اور فرمان لکھکر خراسان کی حکومت عطا کی یہ شخص بہت مشہور اور جناب رسول خدا کی خدمت کی سعادت حاصل کئے ہوئے تھا اور فتح مکہ کے دن آپکے لشکر کا ہراول تھا وہ حسب الحکم خراسان کو روانہ ہو گیا اور مرو میں پہنچکر اتنے عرصہ تک قیام کیا کہ اسکے لشکر نے آرام پالیا پھر علاقہ طخارستان اور اسکے مضافات کی طرف بڑھا اور سب کو فتح کرکے بیحد دولت لوٹی اس نے بھی مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ نکالکر زیاد کے پاس بھیجدیا اور باقی اپنی فوج کے لوگوں میں بانٹ دیا اسی اثنا میں غالب کے بہت سے دشمن جمع ہوکر اور لشکر کر اسکی طرف بڑھے غالب نے زیاد کو اس حال سے مطلع کرکے مدد مانگی اس نے ربیع بن زیاد حارثی عبداللہ بن ابی عقیل ثقفی کو جو حجاج بن یوسف کا چچا تھا بہت بڑی فوج دے کر بطور کمک روانہ کیا جب یہ لشکر غالب کے لشکر میں جا ملا تو اُسنے قوت پاکر خراسان کا دورہ کیا اور بہت سے شہر فتح کرکے بیشمار مال غنیمت حاصل کیا جس میں سے پانچواں حصہ نکالکر زیاد کے پاس بھیجدیا اور باقی اپنی فوج میں بانٹ دیا پھر خود شہر میں قیام کیا اور فوج کو ادھر اُدھر بھیجکر ملک کا بندوبست کرلیا۔

## شیعان علی بن ابیطالب علیہ السلام کے ساتھ زیاد بن ابیہ کا برتاؤ

اس زمانہ میں زیاد بن ابیہ امیر المومنینؑ کے دوستوں اور محبوں کا سخت دشمن تھا جہاں کہیں پاتا انہیں قتل کرادیتا یا انکے ہاتھ پاؤں قطع کراتا یا آنکھیں نکلوا دیتا تھا اسی طرح اُس نے شیعان علیؑ میں سے بہت سے آدمی مار ڈالے تھے معاویہ بھی اُسکو اسی فعل کی تحریک کرتا رہتا تھا جو لوگ حضرت علیؑ کی دوستی میں مارے گئے انہیں میں سے حجر بن عدی کندی اور عمرو بن حمق بھی تھے جو امیر المومنینؑ کے بڑے نامور صحابی تھے امیر المومنین حسنؑ متواتر ایسی خبریں سنکر بہت رنجیدہ اور غمگین ہوئے ہاتھ بلند کرکے بددعا کی اور کہا اے خدا زیاد بن ابیہ کو پکڑ لے اور اُسپر کسی بلا کو مسلط کر اور اسکو سزا دے تو تمام امور پر قادر ہے آپ کی دعا کا تیر نشانہ پر بیٹھا زیاد بن ابیہ کے دہنے ہاتھ کے انگوٹھے پر ایک ورم کی برابر ورم پیدا ہوا اور ہر روز بڑھتے بڑھتے تمام ہاتھ پر چھا گیا زیاد اسکے درد کی شدت سے بہت بے چین رہتا تھا طبیبوں کو طلب کیا سب نے متفق علیہ کہا اس ہاتھ کو قطع کرا دینا چاہیئے کہ باقی جسم سلامت رہے زیاد نے کہا مجھ میں ہاتھ کٹوانے کی طاقت نہیں غرض روز بروز مرض بڑھتا گیا اور وہ رات دن درد کی شدت سے واویلا اور آہ وزاری کرتا تھا اسی حال میں اسکی جان نکل گئی لوگوں نے اُسے ثویہ مقام پر دفن کردیا زیاد کے مرنے کے بعد معاویہ نے بصرہ کی حکومت سمرہ بن جندب فزاری کو دی اُس نے داخل بصرہ ہوکر چھ مہینے تک حکومت کی اسکے بعد معاویہ نے اُسے معزول کرکے عبداللہ بن عمر بن غیلان ثقفی کو

اسکی جگہ مقرر کیا اور اسے بھی چھ ماہ کے بعد موقوف کرکے خالد بن اسد بن عاص بن امیہ کو مامور کیا اسی اثنا میں عبید اللہ بن زیاد بن ابیہ نے معاویہ کے پاس حاضر ہو کر کہا اے امیر المومنین اگر تو مجھے عراق کی حکومت عطا کرے تو میں ایسا اچھا انتظام کروں کہ کوئی دوسرا نہ کر سکے معاویہ نے کہا تیرا باپ پانچ برس تک عراق کا حاکم رہا اس نے مجھے کوئی خدمت کیوں نہیں دی۔ عبید اللہ نے کہا خدا کیلئے یہ کیا بات ہے اگر امیر المومنین کی یہ بات لوگوں کے گوش زد ہوگی تو وہ مجھے عیب دار سمجھیں گے معاویہ نے کہا میں عراق کا علاقہ دیگر نکا قایم مقام کرونگا اور تیری نیکی رہنے کا اس تقرر سے ظہور میں لاؤں گا مگر اسوقت مجھے خراسان کا زیادہ خیال اور فکر لاحق ہے تو پہلے خراسان جاکر وہاں کی مہموں اور انتظام سے مجھے مطمئن کر دے پھر میں تجھے عراق کا علاقہ دیدوں گا۔ عبید اللہ نے کہا میں فرمانبردار ہوں پس معاویہ کا فرمان لیکر خراسان کی طرف روانہ ہوا اور جو مقامات ابتک فتح نہ ہوئے تھے انہیں بھی اپنے قبضہ میں لا کر اور دولت کثیر جمع کی پھر بخارا اور سمرقند کی طرف گیا وہاں سے بھی مال کثیر حاصل کیا اب اسکو یہ عظمت و قدرت ہوگئی کہ خراسان کے شاہزادوں کو اپنا غلام بنا لیا اور انہیں اپنا نائب قرار دیکر لڑائیوں پر بھیجتا انجام کار طریق بن قرہ حنفی کو سلطنت خراسان پر اپنا نائب مقرر کرکے خود معاویہ کے پاس آیا طرح طرح کے سامان غنیمت اور بیش قیمت چیزیں اور زر وافر پیش کیا معاویہ نے اسکی بڑی تعریفیں کیں اور بصرے کی حکومت دیکر اسکو اس کے باپ کا جانشین بنا دیا عبید اللہ اپنے باپ کے ڈھنگ پر حکومت کرنے لگا اور خراسان کا انتظام بھی پورا پورا ہوگیا سالانہ خراج معاویہ کے پاس پہنچتا رہا یہاں تک کہ وہ وفات پاکر اپنی جزا کو پہنچا۔

## امیر المومنین حضرت امام حسنؑ کی انتقال کا حال

ثقہ راویوں سے سنا گیا ہے کہ جسوقت معاویہ نے مصمم ارادہ کرلیا کہ اپنے بیٹے کو اپنا ولیعہد مقرر کرے تو اسنے خیال کیا کہ امام حسنؑ کی زندگی میں یہ بات وقوع میں نہ آسکے گی کیونکہ صلح کی شرطوں میں ایک یہ بھی تھی کہ معاویہ اپنی وفات کے وقت خلافت کے معاملہ کو مشورہ پر چھوڑ جائے اس لئے اس نے ہمہ تن کوشش کی کہ اس مسند نشین امامت کو دنیا سے رخصت کردے مروان بن حکم کو جسے حضرت رسولخدا نے شہر بدر کر دیا تھا مدینہ بھیجکر ایک رومال زہر آلود دیا اور کہا جسطرح ہو سکے جعدہ بنت اشعث بن قیس کو جو حسنؑ کی بیوی ہے فریب دیکر راضی کرکہ مباشرت کے بعد رومال سے حضرت کا جسم پونچھے اور میری جانب سے اس سے وعدہ کرلے کہ جسوقت تو یہ کام کرچکے گی اور حضرت حسنؑ کا انتقال ہوجائے گا تو میں اسے پچاس ہزار درم دوں گا اور اپنے بیٹے یزید سے اسکا نکاح کردوں گا مروان نے معاویہ کے حکم کے مطابق مدینہ میں پہنچکر طرح طرح کے حیلوں اور فریبوں سے جعدہ کو راضی کرلیا کہ معاویہ کے حسب منشا عمل کرے اس نے ایسا ہی کیا۔ زہر نے حضرت امام حسنؑ کے جسم میں اثر کیا اور آپ نے عالم آخرت کی طرف رحلت فرمائی اور جعدہ نے مال کے لالچ اور گمراہوں کے سرگروہ کی وصال کی آرزو میں یہ نالایق حرکت کی عمر ابن اسحاق کی روایت ہے کہ جس وقت اس امام عالیمقام کے بدن میں زہر نے اثر کیا اور وہ صاحب فراش ہوگئے تو میں اور ایک میرا دوست آپ کی عیادت کے لئے گیا قریب پہنچکر ہمنے اسلام کیا اور بیٹھ گئے ہمنے سنا کہ ایک شخص سے فرما رہے تھے کہ جو کچھ پوچھنا ہو مجھ سے پوچھ لے اسنے جواب دیا کہ اے امیر المومنین جبتک آپ کو اللہ تعالی صحت نہ بخشے گا میں کچھ نہ پوچھونگا آپنے پھر یہی فرمایا کہ اس سے پیشتر کہ پوچھنے کا موقع نہ رہے مجھسے پوچھ لے لیکن پھر وہی جوابدیا امیر المومنین نے فرمایا مجھکو کئی مرتبہ زہر دیا ہے مگر اگلی دفعہ کچھ اور حالت ہے دوسرے دن جب میں آپکی خدمت میں گیا تو دیکھا کہ حضرت امام حسینؑ آپکے سرہانے بیٹھے ہوئے دریافت کر رہے ہیں کہ اے بھائی کسنے آپکو زہر دیا ہے اور کس شخص کی نسبت آپکا گمان ہے فرمایا اگر میں تمہیں بتا دوں گا تو تم اسے قتل کر ڈالو گے۔ امام نے فرمایا ہاں پھر آپنے ارشاد کیا اگر میں اس زہر سے شہید ہوجاؤنگا تو اسکی بدبختی اور گمراہی کا درجہ بہت ترقی پذیر ہوگا اور اگر میں زندہ رہا تو وہ بیگناہ مارا جائیگا اسکے بعد جب آپکا مرض بہت طول پکڑ گیا اور آپنے جانا کہ وقت وفات کا ہے امام حسینؑ کو وصیت کرکے امامت کا مرتبہ حوالہ کیا اور کہا مجھے بعد وفات جناب رسولخدا کے پاس دفن کرنا اور اگر اس امر میں خونریزی کا اندیشہ ہو تو بقیع میں دفن کردینا غرض جب امام حسنؑ کی روح اقدس جوار رحمت الہی میں چلی گئی تو غسل اور کفن کے بعد آپکا جنازہ اٹھایا گیا اور حضرت رسولخدا

کے روضہ مقدس کی طرف لے چلے تاکہ اپنے بھائی کو عالی مرتبہ نانا کے پہلو میں دفن کریں سعید بن ابی عاص مدینہ کے حاکم نے عایشہ کے پاس پہنچکر اطلاع
کی کہ جنازہ کو وہاں دفن ہونے دے ام المومنین عایشہ صدیقہ اونٹ پر سوار ہوگئیں اور کسی قدر عثمانی گروہ کے آدمی ہمراہ لیکر روکنے میں مشغول ہوئیں بعضوں
میں سے بعض نے للکارا کہ اے عایشہ ایکدن تو اونٹ پر سوار ہوکر لڑنے نکلی تھی اور آج اونٹ پر بیٹھکر پیغمبر کے نواسے کے جنازہ کو روکتی اور اسے اپنے نانا کے
پہلو میں دفن نہیں ہونے دیتی ہے اسوقت آدمیوں کے دو گروہ ہوگئے کچھ عایشہ کے طرفدار نکلے اور قریب تھا کہ تلوار چلجائے امام حسین نے حسب وصیت اپنے
مقدس بھائی کا لاشہ نانی فاطمہ بنت اسد بن ہاشم کے پاس دفن کردیا معاویہ نے امیر المومنین حسن کی وفات کی خبر سنکر اپنے وعدے کے مطابق مال جعدہ کے پاس
بھیجدیا مگر یزید نے اس ملعونہ سے نکاح نہ کیا طلحہ کی اولاد میں سے ایک مرد نے اسکو اپنے عقد میں لیلیا جتنی کچھ اولادیں پیدا ہوئیں اور جب کبھی انمیں اور
قریشیوں میں کہا سنی ہوتی تو وہ انہیں سمۃ الازواج کہکر طعنہ دیتے یعنی دو خصم والی کے بیٹے ایکدن عبد اللہ بن عباس معاویہ کی محفل میں موجود تھا معاویہ نے
ملامت کی راہ سے کہا اے عباس تو نے سنا کہ حسن بن علی نے ملک پر مرگ کو ترجیح دی اور عالم آخرت کو سدھارا عبد اللہ بن عباس نے ختم کلام کے بعد جواب کہا
اے معاویہ تیرے لئے جو عاقبت میں گڑھا کھودا گیا ہے وہ حضرت حسنؑ کی وفات سے بند نہیں ہوگیا اور تو اس دنیائے فانی میں ہمیشہ مسند حکومت پر قایم
نرہیگا ہم اہلبیت مصطفےٰ اس سے بھی زیادہ مصیبتوں میں مبتلا ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ ہمکو ان تکالیف سے راحت پہنچائیگا پھر ابن عباس وہاں سے
اٹھکر باہر چلا آیا معاویہ اس کی برجستہ حاضر جوابی سے بہت متعجب ہوا اور کہا میں نے اپنی تمام عمر میں عبد اللہ بن عباس سے زیادہ عقلمند اور حاضر جواب
کسی دوسرے شخص کو نہیں دیکھا جب امیر المومنین حسنؑ کی وفات کی خبریں ہر طرف پھیل گئیں اور عمر عاص نے بھی سن لی تو معاویہ کے پاس آکر کہا امیر المومنین
حسن ابن علی نے انتقال کیا اور اب میدان خالی رہگیا ہے خلافت بغیر کسی جھگڑے کے تیرے اور تیرے فرزندوں کے لئے رہگئی ہے اب مصلحت یہ ہے کہ اپنے
کنبہ میں سے کسی کو جس سے سب لوگ رضامند ہوں ولیعہد بنائے تاکہ تیرے بعد وہ حکومت آرا ہو اور لوگ اسکی فرمانبرداری کریں اور خلافت تیرے خاندان
میں باقی رہے معاویہ نے کہا تیری رائے بہت درست ہے میں اس معاملہ میں غور و فکر کرونگا اور ایسے شخص کو خلیفہ اور ولیعہد قرار دونگا جو ان عظیم الشان
ذمہ داریوں کے عہدے کے لایق ہو اور بخوبی قبضہ میں رکھ سکے اور جسمیں اللہ تعالیٰ کی مرضی شامل ہو اس کے بعد معاویہ نے اپنے عاملوں اور حکمہ
سرداروں کو لکھکر اطلاع دی کہ میں یزید کو اپنا ولیعہد قرار دینا چاہتا ہوں جب یہ خبر ہر طرف پہنچ گئی تو مروان حکم سعید بن عاص عبد اللہ عامر نے معاویہ کے
خط کے جواب میں لکھا کہ اس کام میں تامل کرنا چاہئے اسقدر جلدی نکرنی چاہئے مدینہ والوں سے اس امر میں مشورہ لیلینا چاہئے معاویہ نے انکی رائے کے مطابق توقف کیا
اور یزید نے اس سال مکہ کی زیارت کے لئے آکر اپنی شہرت اور ناموری کی غرض سے بہت سا روپیہ خرچ کیا اور لوگوں کو گرویدہ بنالیا جا بجا اسکی مروت اور بخشش
کا چرچا ہونے لگا خاص و عام یہ خبر سنکر کہ معاویہ یزید کو ولیعہد قرار دے گا طرح طرح کے نتیجے نکالنے لگے اور بعض آدمی یزید کی خوبیاں چھیڑ ہی معاویہ نے ہر
شخص کو اسکے عہدہ اور مرتبہ کے موافق انعام و اکرام دیکر اور خدمتیں سپرد کرکے لوگوں کو ترغیب دلائی کہ وہ یزید کی بیعت سے رضامند ہوجائیں حسد کرنیوالوں
سے بھی مدارات سے پیش آیا اور اکثر بڑے بڑے سرداروں اور مشہور شخصوں کو بھی اپنی طرف کرلیا پھر آدمی بھیجکر عبد اللہ بن زبیر کو بلایا اور اس امر میں مشورہ کیا عبد اللہ
نے کہا کیا تیرا خیر خواہ ہی ہے جو تجھ سے حق بات کہے اس امر میں تجھکو بہت کچھ سوچ سمجھ لینا چاہئے کیونکہ اگر تو اسے ولیعہد مقرر کریگا تو ایسا ہو کہ شرمندگی
اٹھانی پڑے اور مجھ کو اس معاملہ میں غور کرنیکی ضرورت نہیں نہ میں اس بحث کو علانیہ بیان کروں گا اپنا خیال تنہائی میں عرض کرونگا معاویہ اسکا بیان سنکر
ہنسا اور کہا اے بھتیجے تو نے مجھ کو بڑھاپے میں شجاعت کا سبق دیا تو نے عجب دلیری کی کہ اپنے بھائی یزید کی نسبت یہ بات سوچی پھر معاویہ نے آدمی بھیجکر احنف بن
قیس کو طلب کیا اور یزید کے معاملہ میں اس سے مشورہ کیا احنف نے کہا اگر سچ کہتا ہوں تو تجھ سے ڈرتا ہوں اور جھوٹ بولتا ہوں تو خدا سے خوف کھاتا ہوں مجھ کو معاف رکھ
اور اس معاملہ میں مجھ سے کچھ نہ پوچھ یہ معاملہ سات برس تک یوں ہی زیر تجویز پڑا رہا مگر معاویہ اس سات سال کے عرصہ میں برابر لوگوں کو یزید کی بیعت
پر مستعد اور رضامند کرتا رہا ۵۵ ہجری میں تمام شہروں کے امرا اور روسا کو طلب کیا کوفہ و بصرہ و مصر کے بڑے بڑے سردار اور مدینہ کے بھی بعض نامور اشخاص
جمع ہوئے اور تمام اراکین و عہدہ داران ہر دیار و امصار معاویہ کے پاس حاضر ہوئے معاویہ نے ان سے یزید کی بیعت کی نسبت مشورہ کیا

مدینہ کے ایک شخص محمد بن عمرو بن حزم نے کھڑے ہو کر کہا اے امیر بخشش اور مروت اور مالداری اور نیک نسب ہونے میں کوئی شخص یزید کی برابری نہیں کر سکتا اور تو نے اس کام کے لیے اُسے تعلیم اور تربیت کیا ہے وہ اس عہدہ کے لائق ہے مگر مناسب یہ ہے کہ تو اس امر میں اور بھی زیادہ غور کر لے کہ کس شخص کو رسول خدا کی امت کا سردار مقرر کرنا چاہتا ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ والیان ملک سے پوچھے گا کہ رعیت کے مال کو کس طرح خرچ کیا معاویہ نے یہ بات سنکر ٹھنڈی آہ بھری اور کہا اے عمر کے بیٹے تو بڑا خیر خواہ ہے اور جو بات تو نے کہی اپنی عقل و دانائی کے موافق کہی ہے۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ حضرت مصطفےٰ کے دوستوں کی اولادوں میں میرے بیٹے کے سوا اور بہتیرے آدمی ہیں مگر میں اپنے بیٹے کو دوسرے شخصوں کے بیٹوں کی نسبت زیادہ عزیز رکھتا ہوں تمام آدمی معاویہ کی یہ بات سنکر چپ ہو رہے اور اپنے اپنے گھر چلے گئے دوسرے دن معاویہ نے ضحاک بن قیس کو جو شہر شام کا کوتوال تھا طلب کیا اور کہا میں آج اُن مشہور اور نامور لوگوں کو جو چاروں طرف کے شہروں سے آئے ہوئے ہیں طلب کروں گا یزید کے حق میں جو کچھ کرنا چاہتا ہوں وہ کہوں گا جب تمام آدمی جمع ہو جائیں اور تو مجھکو خاموش دیکھے تو مجھکو بولنے پر آمادہ کر دینا اور یزید کے ولیعہد قرار دینے کی نسبت مجھکو تحریص و ترغیب دلانا خود بھی اس امر میں کچھ اچھی باتیں کہنا ضحاک نے جواب دیا میں فرمان بجا لاؤنگا جب جملہ اطراف کے امیر اور سردار فراہم ہو گئے تو معاویہ نے تقریر شروع کی پہلے جناب الٰہی کی تعریف بیان کی پھر اسکی بے انتہا نعمتوں اور بخششوں کا ذکر کیا اسکے بعد حضرت رسول خدا پر درود بھیجا اسکے بعد آیت اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم کے متعلق چند باتیں بیان کر کے یزید کا ذکر چھیڑا اس کی فضیلت اور شجاعت اور علم کا تذکرہ کیا اب ضحاک نے موقع پاکر اور کھڑے ہو کر معاویہ سے کہا اے امیر المومنین جب آپ کی تقریر یہاں تک آپہنچی ہے تو باز رہنا نہ چاہیے کیونکہ دنیا کی کسی بات کو قیام نہیں اور انسان کا انجام موت ہے پس بندگان خدا کیواسطے کسی والی کا ہونا نہایت ضروری بات ہے کہ وہ تیرے بعد خلقت کے کاموں کو انجام دے تجھے کوئی ولیعہد مقرر کرنا لازم ہے جو سلطنت اور رعایا کا انتظام قایم رکھے اور جسقدر معلوم ہوا آج یزید علم و شجاعت اور حسن سیرت و سخاوت میں تمام آدمیوں سے بڑھا ہوا ہے اُسے اپنا ولیعہد قرار دے اور حکم دے کہ ہم اسکی فرمانبرداری اور اطاعت و خدمتگزاری اختیار کریں تاکہ تیرے بعد دنیا کے لوگ راحت پائیں نیکیوں اور مصیبتوں کے زمانہ میں اسکے زیر سایہ پناہ گیر ہوں ظلم کے وقت اُس سے انصاف طلب کر سکیں اور اُس کے رعب و داب کے سبب نیک بخت لوگ امن میں رہیں۔ راستے بے خطر اور فساد کرنیوالے مغلوب رہیں ضحاک اتنا کہکر خاموش ہو گیا پھر سعید بن عاص نے کہا امیر المومنین معاویہ کا بیٹا ایسا دولتمند ہے جسکی ذات سے امید وار رہ سکتے ہیں اور وہ ایسا مرد ہے جسکی بدولت امن قایم رہ سکتا ہے وہ سخاوت اور شجاعت میں نام پائے ہوئے ہے اور علم حکومت میں مشہور ہے اگر تو اس سے انصاف کی خواہش کرے گا تو انصاف پائیگا اور اگر کسی خوف و خطر کے وقت پناہ طلب کرے گا تو امن و حفاظت میں رہیگا اگر ایسا ہے تو تیرا فرزند خلافت کا سزاوار ہے معاویہ نے کہا بیٹھ جا مرحبا تو نے بہت اچھی صلاح دی اور کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا جو کچھ کہا بہت ٹھیک کہا ہے اسکے بعد یزید بن مقنع کندی نے یزید کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ امیر المومنین ولیعہد یہ شخص ہے پھر تلوار کیطرف نظر ڈال کر کہا اگر کوئی اس امر سے راضی نہو گا تو اسکے واسطے یہ موجود ہے معاویہ نے کہا بیٹھ جا تو نے بھی بہت اچھا کہا اسکے بعد حصین بن نمیر نے کہا اے امیر المومنین اگر تو یزید کو ولیعہد مقرر کئے بغیر دنیا سے رخصت ہو گیا تو خدا کی قسم امت محمدی برباد ہو جائیگی اب معاویہ نے احنف بن قیس کیطرف متوجہ ہو کے کہا اے ابا بحر تو کیوں نہیں کچھ بولتا اُسنے جواب دیا تو یزید کے معاملہ میں اس کے آمد و خرچ اور اسکے دیگر حالات کو سب سے زیادہ اچھی طرح جانتا ہے اگر تو جانتا ہے کہ وہ خلافت کے کام کو ایسے طریق سے انجام دیگا جس سے خدا بھی خوش ہو اور امت رسول خدا بھی آسودگی سے بسر کرے تو اسکی نسبت کسی سے مشورہ کرنیکی ضرورت نہیں اسکو خلیفہ بنا دے اور اگر تجھے یہ بات نظر آتی ہے کہ وہ عمدہ طور سے انجام نہ دے سکیگا تو مملکت اسکے حوالے نکر اور آخرت کا عذاب اپنے سر نہ لے اور ہمکو فرمانبرداری اور اطاعت کے سوا اور کچھ کام نہیں ہے معاویہ نے کہا اے ابا بحر تو نے سچ کہا اللہ تجھے نیک بدلا دے اسکے بعد تمام حاضرین نے یزید کی خلافت کو منظور کر لیا اور چلے گئے معاویہ نے مروان کو خط لکھ کر مدینہ روانہ کیا اور یزید کی بیعت کا تذکرہ کیا مضمون یہ تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم واضح ہو کہ مصر کے بزرگوں اور شام و عراق کے نامور لوگوں اور جزیرہ کے رئیسوں نے میرے پاس حاضر ہو کر میرے بیٹے یزید کے ساتھ خلافت کیواسطے بیعت کر لی ہے اور میں نے اُسے اپنا ولیعہد مقرر کیا ہے میرے فرمانے کے مضمون سے مطلع ہو کر مدینہ والوں سے یزید کی خلافت کیلئے بیعت لیلے والسلام مروان نے اس خط کو پڑھ کر آدمی بھیجا اور مدینہ کے نامور اشخاص کو طلب کر کے ممبر پر چڑھا تقریر شروع کی اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد رسول خدا پر درود بھیجا اور کہا اے لوگو

امیر المومنین پر اب بڑھاپا اچھی طرح چھا گیا ہے اُس نے خلافت کے باب میں ایک اچھی تدبیر سوچی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور امت محمدی کی درستی کا سبب ہوگی اور ہمیں اسکی اطاعت و فرمانبرداری لازم ہے لوگوں نے کہا بیان کرو اُسنے کیا بات سوچی ہے اُسنے جواب دیا کہ وہ اپنے بیٹے یزید کو اپنا ولی عہد مقرر کرنا چاہتا ہے تمام لوگ یزید کا نام سنتے ہی خاموش ہو گئے عبدالرحمان بن ابی بکر نے کہا تو جھوٹ بولتا ہے اور وہ شخص بھی جھوٹا ہے جس نے تجھے ایسے کلمہ کے کہنے کی جرأت دلائی ہے خدا کی قسم یزید کے افعال ایسے نہیں اور جن پسندیدہ خصلتوں کا تو نے ذکر کیا وہ ہم میں موجود نہیں ہیں ہم ہرگز اُسکی خلافت کو منظور نہ کرینگے مروان غصہ ہوا اور کہا یہ شخص جو بول رہا ہے ایسا بزرگ شخص ہے جسکے حق میں اللہ نے یہ آیہ والذی قال لوالدیہ اُف لکما نازل فرمائی ہے عبدالرحمان کو بھی غصہ آگیا اور کہا اب تو اس لائق ہو گیا کہ میری نسبت قرآن احکام کو مطابقت دینے لگا اے دشمن خدا تو وہ شخص ہے جسکے باپ کو اور خود تجھے بھی رسول خدا نے شہر سے نکالا تھا اسکے بعد اُٹھ کر اسکا پاؤں پکڑ لیا اور کہا اے دشمن خدا اس منبر سے اتر تو اس پر کھڑے ہونے اور تقریر کرنے کی لائق نہیں ہے عبدالرحمن نے یہ کہکر اُسے منبر سے گھسیٹ لیا بنی امیہ کے جو لوگ وہاں حاضر تھے بگڑے اور چاہا کہ عبدالرحمان کو مار ڈالیں عائشہ صدیقہ کو بھی خبر ہو گئی حجرے سے ایک بڑی چادر اوڑھے نکلیں اور قریش خاندان کی کچھ عورتیں ہمراہ لئے ہوئے مسجد میں آئیں مروان اُسے دیکھ کر ڈر گیا اور قریب جاکر کہا اے مادر مومنان میں آپکو قسم دلاتا ہوں کہ جو کچھ تو کہے سچ سچ کہنا اُسنے کہا میں حق بات ہی کہونگی اور گواہی دیتی ہوں کہ رسول خدا نے تجھپر اور تیرے باپ پر لعنت کی ہے اور تو مخروج اور مخروج کی اولاد ہے تجھے یہ مرتبہ حاصل نہیں کہ میرے بھائیوں کے ساتھ اسطرح پیش آئے مروان خاموش ہو رہا اور کچھ جواب نہ دیا عائشہ بھی واپس چلی گئیں اب مروان نے معاویہ کے تام خط روانہ کر کے تمام حالات سے اطلاع دی معاویہ نے مضمون خط معلوم کر کے ہمنشینوں سے کہا کہ مروان عبدالرحمان کی بہت شکایت لکھتا ہے مگر عبدالرحمان بہت بوڑھا اور ضعیف ہے اُس نے جو کچھ کہا ہے اپنی طرف سے نہ کہا ہو گا بلکہ کسی دوسرے کے کہنے سے اسطرح پیش آیا ہو گا لازم ہے کہ میں اُسے نہ ستاؤں کیونکہ وہ بڑا بزرگ شخص اور بزرگ زادہ ہے پھر خط کے جواب میں کچھ نہ لکھا اور حج کا قصد کر کے اس سمت کو روانہ ہوا مدینہ کے قریب آیا تو شہر کے تمام امیر رئیس اور نامور اشخاص پیشوائی کے لئے حاضر ہوئے امیر المومنین حسین عبدالرحمان بن ابی بکر اور عبداللہ بن زبیر نے استقبال کی رسم ادا کی معاویہ نے انہیں دیکھکر تیوری چڑھالی اور کہا میں تمہارے حسد اور دشمنی کو خوب جانتا ہوں امیر المومنین حسین نے فرمایا اے معاویہ ہوش میں آ ہم اس کلمہ کے شایان حال نہیں ہیں معاویہ نے جواب دیا تم اسی کلمہ کے لائق ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ بُرے کلمہ کے سزاوار ہو اور زیادہ سختی سے کہا جو کچھ تم چاہتے تھے اللہ تعالیٰ اُس کے خلاف چاہتا تھا انجام کار ایسا ہی ہوا جیسا اللہ تعالیٰ کو منظور تھا اور تمہارا چاہا ہوا کام ہوا اب معاویہ نے مدینہ میں قیام کیا اور آدمی اُسکے سلام کے لئے آنے جانے لگے ابن زبیر اور عبدالرحمان اور امام حسین بھی گئے معاویہ کے دروازہ پر پہنچکر اجازت طلب کی معاویہ نے انہیں اندر آنیکی اجازت نہ دی وہ ناراض ہو کر چلے آئے اور مدینہ سے نکلکر مکہ کا رستہ لیا اسکے بعد معاویہ نے مسجد میں منبر پر چڑھکر خطبہ پڑھا حمد الٰہی کے بعد پیغمبر پر درود بھیجکر اپنے بیٹے یزید کا ذکر چھیڑا اور کہا میں نہیں جانتا آج کون شخص قریش میں ایسا موجود ہے جو میرے بیٹے سے خلافت کا زیادہ مستحق ہے اور جو جو فضیلتیں اسمیں ہیں وہ کسمیں ہیں میں دیکھتا ہوں کہ کچھ آدمی اُسے پسند نہیں کرتے اور اسمیں وہ عیب لگاتے ہیں جو اُسمیں موجود نہیں ہیں وہ لوگ ان باتوں سے باز نہ آئیں گے تا وقتیکہ انپر سیر لطیف سے کوئی ایسی بلا نازل ہو گی جو انہیں بیخ و بنیاد سے برباد کرے تم اپنے کام سے غرض رکھو دخل در معقولات ندو ورنہ جو کچھ افتاد تمپر پڑے گی وہ تمہارے فضولی کی وجہ سے ہو گی اسکے بعد امیر المومنین حسین۔ عبدالرحمان بن ابی بکر۔ عبداللہ بن زبیر اور عبداللہ بن عمر کا نام لیکر کہا اگر ان چاروں شخصوں نے اپنی بہتری دیکھ کر یزید کی خلافت کو مان لیا تو اچھا ہے ورنہ میں انکے ساتھ وہی سلوک کرونگا جو کرنا چاہیے اسی قسم کی اور بہت سی باتیں کہیں اور منبر سے اتر کر گھر کا رستہ لیا عائشہ نے بھی معاویہ کی یہ باتیں سن لیں معاویہ کے پاس آکر کہا اے معاویہ تو نے میرے بھائی محمد کو قتل کیا اور آگ میں جلا دیا اچھا نہ کیا۔ آج مدینہ میں آکر میرے دوسرے بھائی عبدالرحمان کو ستانا چاہتا ہے اور سخت باتیں کہتا ہے اور رسول خدا کے بعض ممتاز صحابیوں کی فرزندوں کو تاکید و تنبیہ کرتا ہے۔ کیا تو اس بات سے واقف نہیں کہ تو طلیق ہے اور طلیق کے لئے خلافت ناجائز ہے تیرا باپ احزاب میں سے تھا مجھے بتا تو نے اپنے آپ کو کیا سمجھا ہے اور کس شخص نے تجھکو مجھ سے بیخوف کر دیا ہے اگر میں حکم دیدوں تو اسیوقت تجھکو گرفتار کر لیں اور تو میرے بھائی کے بدلے مارا جائے مجھے اس حرکت سے کون روک

سکتا ہے معاویہ نے جواب دیا اے مادر مومنان خاموش رہیے تیرے بھائی محمد کو ہمیں مارا نہ مارنیکا حکم دیا تھا وہ علی ابوطالب کی طرف سے والی مصر تھا میں نے عمرو عاص اور معاویہ بن خدیج کو وہاں بھیجا تیرے بھائی نے مقابلہ کیا اور انھوں نے اُسے مار دیا میں نے نہ اس بات کا حکم دیا تھا نہ ایسے فعل سے خوش تھا اور میری نسبت تیرا یہ کہنا کہ مجھے قتل کردوں سو میں سو بخدا اکے شہر میں عائشہ نے کہا بیشک جیسا تو نے بیان کیا یہی بات ہے مگر مجھے لوگوں نے کہا ہے کہ تو نے میرے بھائی و حسین بن علی و عبد اللہ بن عمر و زبیر کے بیٹے اور میرے بھتیجے عبد اللہ کو تنبیہ کی ہے تیری اور تجھ جیسوں کی یہ مجال نہیں کہ ان چار بزرگ زادوں کو تنبیہ کرے معاویہ نے کہا خدا کی پناہ یہ لوگ تو مجھے انکو اپنے سے زیادہ عزیز ہیں اور اگر انمیں سے کسی کو کوئی شخص مار ڈالے تو میں قاتل کو روئے زمین پر زندہ نہ رہنے دوں مگر میں نے اپنے بیٹے یزید کو ولیعہد مقرر کیا ہے اور اکثر معزز و ممتاز شخصوں نے اس سے بیعت کر لی ہے اور اُسے خلیفہ مان لیا ہے یہ چاروں شخص منظور نہیں کرتے کیا تو اس امر کو اچھا سمجھتی ہے کہ میں نے جو یزید کی بیعت لی ہے اور تاکید بلیغ کی ہے اُس سے دست بردار ہو جاؤں عائشہ نے کہا میں اسے اچھا نہیں سمجھتی نہ یہ چاہتی ہوں کہ تو نے جس امر کو کر لیا ہے اُس سے پھر جائے مگر ان چاروں شخصوں کی دلجوئی کر کہ وہ تیری مخالفت نہ کریں اور اس معاملہ میں تیری رضامندی کا خیال رکھیں ہرگز اُن کے ساتھ بدسلوکی نہ کرنا اور کوئی ایسا حکم نہ دینا جسمیں کچھ برائی شامل ہو اور مجھے انکے تدارک کے لئے اٹھنا اور تجھے صدمہ پہنچانا پڑے خدا سے ڈر اس مکار دنیا سے گذرنے اور قبر میں جانے کا خیال کر اور وہ کام نہ کر جس سے شرمندہ ہونا پڑے۔ معاویہ نے کہا میں ایسا ہی عمل میں لاؤں گا اور تیری ہدایت کے مطابق چلونگا اور جو کچھ تو کہتی ہے اُسمیں عین بھلائی اور بہتری شامل ہے اب عایشہ واپس چلی آئی اور معاویہ نے حسین بن علی عبد الرحمن بن ابی بکر عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن زبیر کو بلایا لوگوں نے کہا وہ مکہ کی طرف چلے گئے ہیں معاویہ اس خبر کو سنکر فکرمند ہوا تھوڑی دیر سوچکر آدمی روانہ کیا کہ عبد اللہ بن عباس کو بلا لائے جب عبد اللہ آیا معاویہ نے بڑی خاطر تواضع اور عزت افزائی کی اور کہا میں ہر امر میں بنی ہاشم کا شریک حال ہوں کیونکہ سب ہم عبد مناف کی اولاد ہیں اور ایک ہی ماں کا دودھ پیا ہے اور ایک ہی جگہ پرورش پائی ہے اور ہمیشہ ایک دوسرے کے ساتھ رہے ہیں الفت و محبت سے بسر کی ہے اور اب چند روز سے جو مخالفت اور عداوت واقع ہو گئی ہے اس کا سبب سلطنت تھی ایسی بیشتر ابتدا بنی تیم اور عدی کے قبیلہ کو حاصل تھا تم اُنسے رضامند تھے اور کبھی مخالفت نہ کی اور جب میں نے مخالف بنکر جنگ و جدل کے بعد اللہ کی مدد اور فضل سے اس امر کا خوب انتظام کر لیا جیسا کہ تمکو معلوم ہے میں نے تمہارے حق میں کچھ کمی نہ کی درجے اور مرتبے بڑھائے۔ تمکو بڑے بڑے انعام و اکرام عطا کئے مگر جہانتک میں دیکھتا ہوں تم دوستی اور موافقت کی کوئی بات نہیں کرتے بلکہ طرح طرح کی دشمنی اور مخالفت کی آثار تمہاری طرف سے دیکھنے میں آتے ہیں خصوصاً حسین بن علی کی باتیں جو میرے کانوں تک پہنچائی جاتی ہیں اگر وہ ایسا ہی کہتا ہے تو مناسب ہے کہ تم ان لڑائیوں کو یاد کرو جو علی بن ابیطالب نے مع مہاجر و انصار میرے مقابلہ پر کی ہیں اور اللہ تعالی کی ان بخششوں اور برکتوں کو دیکھو جو میرے حال پر مبذول ہیں اس قسم کی باتوں اور حرکتوں سے باز آؤ اور یہ خیال مٹا دو کہ تم میں سے کوئی متنفس علی اور حسن کے مرتبے کو پہنچیگا ممکن بات کی فکر میں تھے معاویہ یہ باتیں کہہ ہی رہا تھا کہ عبد اللہ بن عباس نے اُسکی بات قطع کر کے کہا بیشک تیرا یہ کہنا درست ہے کہ ہم عبد مناف کی اولاد ہیں اور ہماری دوستی کی نسبت جو کچھ تیرا خیال ہے وہ بھی غلط نہیں ہے اور باہمی یگانگت کی خیال سو جو تو ہماری امداد کا آرزومند ہے وہ بھی کچھ بعید نہیں بیشک ابتدا میں جو پریشانی لاحق ہو گئی تھی وہ جاتی رہی اور کل اقتدار تجھے حاصل ہو گیا اور تیری امید بر آئی اب لازم ہے کہ تو دلداری اور دلجوئی سے پیش آئے اور دلی محبت پیدا کرے تیرا ہمارے ساتھ بخششوں اور احسانات سے پیش آنا کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ تیری طبیعت سخاوت اور کرم کی طرف بہت مائل ہے اور خواہ کتنا ہی مال کثیر کیوں نہ عطا کرے تو کبھی احسان نہیں جتاتا تو جنگ کر کے مال سمیٹتا ہے اور بخششوں میں اڑاتا ہے مگر تیرا یہ کہنا کہ علی اور حسن دنیا سے چلے گئے اور اُن جیسا تم میں سے کوئی نہ ہوگا یہ بات کہنی لازم نہ تھی کیونکہ حسین زندہ ہے اور وہ بھی اپنے باپ کا بیٹا ہے پھر ایسا کلمہ کہنا ہرگز تجھے کچھ سزاوار نہ تھا ورنہ تمام عالم تجھکو ملامت کرے گا آج دنیا کے تختے پر اُسکے سوا کوئی ایسا شخص موجود نہیں جو ہمارے پیغمبر کی بیٹی کا بیٹا ہو معاویہ نے جواب دیا اے عبد اللہ تو نے بہت ٹھیک بات کہی میں نے تیری نصیحت مان لی اسکے بعد معاویہ مکہ کی طرف روانہ ہوا اور عبد اللہ بن عباس کو ساتھ لیا جب مکہ کے پاس پہنچے تو بڑے بڑے بزرگوں امیروں سرداروں نے معہ عوام الناس شہر سے باہر آکر اُسکا استقبال کیا امیر المومنین حسین عبد الرحمان عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن زبیر بھی پیشوائی کے لئے آئے معاویہ نے انھیں دیکھ کر کہا مرحبا مرحبا پھر حسین کیطرف مخاطب ہو کر کہا اے ابا عبد اللہ اے بہشتی جوانوں کے سردار تم بہت اچھے ہو پھر عبد الرحمان کی طرف نظر اٹھا کر کہا اے صدیق کے بیٹے اور قریش کے سردار

مرحبا اس کے بعد عبداللہ بن عمر کو دیکھ کر بولا اے فاروق کے بیٹے اور ہمارے پیغمبر کے دوست کے فرزند تم اچھی طرح ہو اور اسی طرح عبداللہ بن زبیر پر نظر ڈالکر کہا
رسولخدا کے دوست کے بیٹے اور انکے خلیفہ کے بھائی مرحبا پھر حکم دیا کہ چار سواریاں لاؤ انپر انہیں سوار کرا کر اپنے ساتھ لیچلا انسے باتیں کرتا جاتا تھا اور
بہ خندہ پیشانی پیش آتا تھا پھر مکہ میں داخل ہو کر قیام کیا اور ان چاروں شخصوں کو بہت بھاری خلعت اور انعامات وافر عطا کئے اور حسینؓ کے خلعت میں
اور بھی ایزادی کی اور نہایت ہی عمدہ ملبوس بھیجا اور ہر شخص اپنا اپنا عطیہ لے لیا مگر حسینؓ نے نہ لیا معاویہ بہت دنوں مکہ میں رہا اور یزید کی خلافت اور بیعت
کا کچھ ذکر نہ کیا پھر ایک دن آدمی کو بھیجکر امیر المومنین حسینؓ کو طلب کیا جب آپ تشریف لائے تو معاویہ نہایت اچھی طرح پیش آیا اور بڑی مہربانی اور محبت ظاہر کی پھر
کہا میں آپکے سامنے کچھ مطلب ظاہر کرنا چاہتا ہوں اور امیدوار ہوں کہ تم میری اس بات کو رد نہ کروگے اور اچھا جواب دوگے میں نے تمام شہروں میں فرمان بھیجکر وہاں کے بڑے نامور
اشخاص اور بلند رتبوں کو اپنے پاس بلایا تھا اور انسے یزید کی خلافت کیلئے بیعت لی تھی اور مدینہ والوں کی مرضی سب کے بعد لکھی تھی کیونکہ میں نے انکی رضامندی کو اس
خیال سے سہل بات سمجھا تھا کہ مدینہ یزید کی جائے پیدائش ہے اور یہاں پر اسکے عزیز اور کنبہ دار بکثرت موجود ہیں پھر میں نے ایک فرمان بھیجکر مدینہ والوں سے بھی انکی
بیعت لینی چاہی مگر کچھ لوگوں نے انکار کیا جسکی مجھے انکی توقع نہ تھی اگر میں کسی دوسرے شخص کو خلافت کیلئے یزید سے زیادہ لائق سمجھتا تو میں اسی کو خلیفہ
قرار دیتا حسینؓ نے جواب دیا اے معاویہ خاموش رہ اور اس معاملہ میں زیادہ اچھی بات کو خفیہ کر کیونکہ یزید سے بہتر اور بھی کوئی شخص امور خلافت کے
انجام دہی کے لئے موجود ہے اپنی ذات خاص سے بھی اور ماں باپ کی طرف سے بھی یزید سے زیادہ اچھا ہو معاویہ نے کہا کیا تمہارا مدعا اپنے واسطے ہے
حسینؓ نے کہا اگر میں اپنے لئے خواستگار ہوں تو کوئی عیب بات نہیں معاویہ نے کہا سنو اسمیں تو کوئی شک و شبہہ نہیں کہ تیری ماں یزید کی ماں سے بہتر ہے اور
تیرے باپکو بھی جو فضیلت اور سبقت اور نزدیکی جناب رسولخدا سے حاصل ہے وہ اور کسی شخص کو میسر نہیں مگر تو اور یزید بس خدا کی قسم امت محمدی کے امور خلافت
کے انجام دہی کے باب میں وہ تجھ سے بہتر ہے امیر المومنین حسینؓ نے کہا یہ بات ٹھیک نہیں ہے کیونکہ مجھے اپنے نانا کی امت اپنی ذات سے زیادہ عزیز ہے یزید فاسق و فاجر ہے
تو اسے مجھ سے اچھا بتاتا ہے معاویہ نے کہا اے حسینؓ خاموش ہو یزید کی نسبت ایسا نہ کہہ کیونکہ اگر لوگ اس سے تیرا تذکرہ کرتے ہیں تو وہ تیری نسبت اچھے ہی
خیالات ظاہر کرتا ہے حسینؓ نے کہا میں جیسا کچھ اسکا حال جانتا ہوں کہتا ہوں اور وہ بھی جو کچھ میری نسبت جانتا ہے بیان کرتا ہے پھر چھپانا کس لئے معاویہ نے کہا
معلوم ہو گیا اے ابا عبداللہ سلامتی سے گھر چلے جاؤ اور اپنے حال پر رحم کرو اور شامیوں سے بچتے رہنا یزید کی نسبت جو کچھ میں نے تیری زبان سے سنا ہے مبادا وہ بھی
سن پائیں وہ تیرے اور تیرے باپکے دشمن ہیں حضرت حسینؓ اٹھکر واپس چلے آئے پھر معاویہ نے آدمی بھیجکر عبدالرحمان کو بلایا اور باتیں کرنیلگا عبدالرحمان نے
معاویہ کے کہنے سے پہلے ہی کہا میں نے تیری کرتوت کو خدا کے حوالہ کر دیا اور تو کتنے ہی اصرار سے کیوں نہ کہے کہ ہم یزید کی بیعت اختیار کر لیں بالکل بے فائدہ
ہوگا ہاں اس کام کو شوریٰ پر چھوڑ دے معاویہ نے کہا خدا کی قسم میں تجھے اور تیری گروہ کو خوب پہچانتا ہوں میں نے تیرے لئے وہ سزا سوچ رکھی ہے جو تیری لائق
ہے اور انجام کار تو اسے بھگتے گا عبدالرحمان نے کہا اسوقت اللہ تعالی تجھے دنیا ہی میں اسکی عوض پکڑ لیگا اور عقبی میں تجھپر عذاب نازل کریگا معاویہ نے کہا
اے خدا تو اس شخص کا کام میرے ہاتھوں سے تمام کر پھر کہا اے شخص چلا جا اور اپنی جان پر رحم کر اور شامیوں سے ڈرتے رہنا عبدالرحمان نے کہا ہم خدا
سے بہت ڈرتے ہیں یزید کی بیعت کیلئے کچھ نہ کہو اور ہمسے کچھ امید نہ رکھ پھر غصہ میں بھرا ہوا وہاں سے اٹھکر واپس چلا آیا تب معاویہ نے آدمی بھیجکر عبداللہ
بن عمر کو بلایا جسوقت وہ آیا بہت عزت سے بٹھایا کہا مجھے تیرا حال معلوم ہے تو ہر وقت امن کا خواستگار رہا اور چاہتا ہے کہ ان حرکات اور فتنوں سے دن آجکے
اور مجھ پر کوئی شخص امیر یا خلیفہ مقرر نہ ہوا لازم ہے کہ تو اس نیک خصلت پر قائم رہے اور مخالفت اختیار کر کے طرفین میں فساد نہ ڈالے کیونکہ لوگوں نے یزید کی
خلافت کو منظور کر لیا ہے اور معاملہ خلافت اب مستقل اور مستحکم ہو چکا ہے عبداللہ نے کہا تجھسے پیشتر بھی خلیفہ ہو چکے ہیں اور انکے بیٹے بھی موجود تھے اور بیٹے سب
تیرے بیٹے سے افضل اور بہتر مگر کسی نے بھی اپنے بیٹے کو خلیفہ مقرر نہیں کیا تھا تو بھی ایسا ہی کر اور میں خلاف پسند آدمی نہیں ہوں میں خوب پہچانتا ہوں کہ تو نے جو کلام کو کر لیا
ہے میرے واسطے اسی در پیش پر بہم کر دے اگر تمام آدمی تیرے بیٹے کو خلیفہ مان لیا ہے تو میں بھی مخالفت اختیار نہ کروں گا اور اگر سب کا اتفاق نہیں ہے
تو میں عبادت الہی کیلئے گوشہ نشین ہو چکا ہوں جسپر سب کا اتفاق ہوگا اسی کو میں بھی تسلیم کروں گا اور منجملہ اور مسلمانوں کے ایک شخص میں بھی ہونگا معاویہ نے

کہا تیری بات بہت ٹھیک ہے اُٹھ اور واپس چلا جا اور شاید سوئے جو خوف نہ تھا اب عبداللہ بن زبیر کو بلایا وہ آکر بیٹھ گیا تو معاویہ نے اسکی طرف نظر بھر کر
کہا یہ تو لومڑی ہے اگر اسکے نکلنے کے تمام سوراخ بند کر دیئے جائیں تو ایک اور نئے سوراخ سے باہر آجائے گی اے زبیر کے بیٹے آگاہ ہو کہ میں نے ان تین
شخصوں کو جن سے تو بھی واقف ہے بلایا اور ان کی نبض پر ہاتھ رکھ کر ہر ایک کے مزاج کی کیفیت دیکھ پائی ہے تو اپنے واسطے ڈر اور مخالفت سے باز رہ آگاہ ہو کہ
خلافت یزید کیلئے قرار دیدی گئی ہے اور تمام انتظام ہو چکا ہے عبداللہ بن زبیر نے کہا اے معاویہ میرے دل میں تو کوئی مخالفت موجود نہیں مگر لازم ہے کہ تو
فتنہ و فساد کی جڑ نہ جمائے اور گزشتہ خلفاء کے طریق سنت پر چلے اس معاملہ کو اپنی وفات کے بعد مشورہ پر چھوڑ جا اور اگر تو اس خدمت سے بیزار ہو گیا ہے تو علیحدہ ہو جا اور
اپنے بیٹے کو خلافت مت دے یاد رکھ کہ خلافت رسولخدا بہت بڑا کام ہے قیامت کے دن تجھ سے پوچھا جائے گا کہ اس خدمت کو کس حالت پر چھوڑا اور اپنے بعد کس شخص کے
سپرد کیا اس معاملہ میں دوبارہ غور کر اور اسکے شروعات اور انجام کو خوب سمجھ معاویہ نے کہا اے شیخ اس کلام سے باز آ اور شام والوں کی طرف سے بہت خبردار رہنا کہ جو
کچھ مجھ سے کہا ہے وہ نہ سن پائیں تو نے مجھ سے تنہائی میں کہہ لیا یہ بات سہل تھی میں نے برداشت کی مگر شامی اسکی برداشت نہ کر سکیں گے اور تجھ کو حقیقت حال معلوم کرا دینگے عبداللہ زبیر
بھی وہاں سے چلا آیا اسکے بعد معاویہ نے مکہ میں تھوڑے عرصہ تک رہا قریش کے لوگوں کو انعام اور خلعت دیتا رہا مگر بنی ہاشم کے ساتھ کچھ سلوک نہ کیا عبداللہ بن عباس نے اس سے کہا کہ
کہ بنی ہاشم کو محروم رکھنا چاہئے اے معاویہ تیرے کرم اور سخاوت اور عادات حسنہ سے یہ بات بہت ہی بعید ہے کہ اپنی بخششوں سے بنی ہاشم کو محروم رکھو اُس نے جواب دیا میں حسین سے
رنجیدہ ہوں کیونکہ وہ میرے بیٹے سے بیعت نہیں کرتا اسلئے میں آپ سے باہر ہوں کہ بنی ہاشم کو کچھ نہ دوں عبداللہ نے کہا حسین کے سوا جنھوں نے بیعت کر لی ہے ان کے حال
پر تو نے مہربانی فرمائی اور نہ انہیں اپنے احسانات سے محروم رکھنا چاہا وہ لوگ حسین جیسا مرتبہ نہیں رکھتے پھر عبداللہ بن عباس نے کہا اے معاویہ اگر تو بنی ہاشم سے اچھا سلوک
نہ کریگا اور ان کو اپنی بخششوں سے محروم رکھیگا تو میں اس معاملہ میں خاموش نہ رہونگا تیری نسبت جیسا کہنا چاہئے کہونگا لوگوں کو تیری دوستی اور بیعت سے برگشتہ کرونگا معاویہ
نے کہا اچھا میں بنی ہاشم کو بھی انعامات دوں گا۔ پھر ہر ایک بنی ہاشم کو بھاری اور بیش قیمت انعام و خلعت عطا کئے سب نے لیلئے مگر حسین ابن علی نے قبول نہ کیا جب مکہ
دابس جانیکا حکم دیا کہ خانہ کعبہ کے قریب ایک منبر نصب کریں حسین بن علی عبدالرحمن عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر کو بلایا جب سب آگئے اُنسے کہا مجکو تم سے جسقدر محبت ہے
تم اُس سے آگاہ ہو مجھ سے جہانتک ہو سکتا تھا تمہارے ساتھ صلہ رحم کیا گیا اور انشاءاللہ اور بھی زیادہ حسن سلوک سے پیش آتا رہوں گا یزید تمہارا بھائی اور تمہارے چچا کا
بیٹا ہے میں چاہتا ہوں کہ تم اسے خلیفہ مان لو اور انتظام خود کرو اور جو کچھ تمہارا دل چاہے اور جو تمہاری آرزو ہو اُسے عمل میں لاؤ عبداللہ بن زبیر نے کہا اے معاویہ
تین کاموں سے ایک کام کر اگر رسولخدا کے طریق پر چلنا منظور ہو تو حضرت نے کسی شخص کو خلیفہ مقرر نہیں کیا تھا یہانتک کہ دار فانی سے انتقال فرمایا انکے بعد صحابہ نے مشورہ
کرکے ابوبکر کو خلافت دی تو آرام سے خلافت کا کام انجام دے جب تو انتقال کر جائیگا لوگ خود دیکھ لیں گے اور جسے مناسب سمجھیں گے خلیفہ بنا لینگے معاویہ نے کہا میں
ایسا نہ کرونگا کیونکہ میں تم میں ایک کو بھی ابوبکر نہیں دیکھتا اور تمہاری مخالفت سے ڈرتا ہوں عبداللہ بن زبیر نے کہا اگر یہ منظور نہیں تو ابوبکر کا طریق اختیار کر اگرچہ اسکے بیٹے اور
رشتہ دار موجود تھے اور سب خلافت کے لائق بھی تھے مگر اُنمیں سے کسی شخص کو خلافت نہ دی بلکہ ایک مضبوط قریشی یعنی عمر بن خطاب کو خلیفہ بنایا تو بھی ایسا ہی کر اور اپنے اقربا یعنی عبدالشمس کی
اولاد میں سے کسی کو خلیفہ نہ کر اگر تو اس بات کو بھی نہیں مانتا تو جیسا عمر خطاب نے کیا کہ خلافت کو شورہ پر چھوڑ دیا اور نامور صحابیوں میں سے چھ شخصوں کو مخصوص کر دیا کہ انہیں سے کسی
ایک شخص کو باہمی مشورہ سے خلیفہ بنالیں چنانچہ لوگوں نے جیسا مناسب سمجھا اس عہدہ کا انتظام عثمان کے ہاتھ میں دیدیا اور عمر بھی فرزند اور رشتہ دار رکھتا تھا جو خلافت کے
لائق تھے مگر انہی میں سے کسی کو خلیفہ مقرر نہ کیا تھا تو بھی ایسا ہی کر اور اس کام کو شورہ پر چھوڑ دے معاویہ نے کہا میں تیری تینوں تجویزیں سن لیں اور سمجھ لیا کہ انکے
علاوہ کچھ اور بھی منظور ہے عبداللہ نے کہا یہ غلط بات ہے تو ان تینوں صورتوں میں سے ایک اختیار کرلے معاویہ نے حضرت حسین بن علی عبدالرحمن اور عبداللہ بن عمر کی طرف
مخاطب ہوکر کہا تم کیا چاہتے ہو انہوں نے کہا ہم بھی یہی چاہتے ہیں جو عبداللہ بن زبیر کہتا ہے معاویہ نے کہا میرا ارادہ ہے کہ واپس جاؤں مگر جانے سے پیشتر چاہتا ہوں کہ سر
منبر کچھ بعد علانیہ ظاہر کروں اور لوگوں کو نصیحت کروں تمام لوگوں میں عقلمند وہی شخص ہے جو اپنے آپ کو محفوظ رکھے اور ہمارے جانب سے خوف اور خطرے ہیں تم کو مت بتلا شاید ہو تم بھی
طرف سے ڈرتا ہوں اور انجام سے بے خبر ہو پھر سب اُٹھکر چلے گئے معاویہ نے دوسرے دن مسجد میں آکر لوگوں کو طلب کیا جب سب جمع ہو گئے اور حسین بن علی اور عبداللہ بن زبیر
عبدالرحمن بن ابی بکر اور عبداللہ بن عمر بھی آکر بیٹھ گئے تو آپ منبر پر جا کر اللہ تعالی کی حمد و ثنا بیان کر نیکے بعد رسولخدا پر درود بھیجکر پند و نصیحت شروع کی اور دفعتہً

مطلب پر آرہا کہا میں لوگوں سے طرح طرح کی باتیں سن رہا ہوں مگر انکا کچھ اعتبار نہیں کل میں نے سنا کہ کچھ آدمی آپس میں کہہ رہے تھے کہ حسین بن علی عبدالرحمن بن ابی بکر عبداللہ بن عمر و عبداللہ بن زبیر یزید سے خوش نہیں ہیں اور اسکی بیعت اختیار نہیں کرتے مجھے انکی بات سے بہت تعجب ہوا یہ چاروں ممتاز اور بزرگ و نیکو فرزند اور مسلمانوں کے سردار ہیں میں نے انکو بلا کر یزید کی بیعت کا ذکر کیا انھوں نے لطف و کرم فرمایا اور یزید کی بیعت اختیار کر لی چنانچہ میں انکے روبرو یہ بات کہہ رہا ہوں اگر کسی کو کچھ شک و شبہہ ہو اٹھ کھڑا ہو اور یقین حاصل کرلے کہ ان بزرگ زادوں نے یزید سے بیعت کر لی ہے اور اسکے ساتھ ہی نکلے ہیں شام کے امیر اور سردار جو اس جلسہ میں موجود تھے تلواریں سونت کر بولے اے امیر تو ان چاروں کی تعریفیں کب تک کئے جائیگا اور کب تک انکو بڑھاتا جائیگا وہ اسقدر عظمت والے نہیں ہیں ہمیں اجازت دے کہ ابھی انکے سر قلم کردیں اگر انھوں نے سب کے سامنے یزید کی بیعت مان لی تو بہتر ہے ورنہ ہم پوشیدہ بیعت کر لینے سے خوش نہیں ہیں یزید کا کام مستقل اور مستحکم ہو چکا ہے اور خدا کا شکر ہے عظمت و غلبہ بدرجہ کمال حاصل ہے پھر ان چار آدمیوں کی کیا ضرورت ہے حکم دے تو ہم ان چاروں کو قتل کردیں معاویہ نے کہا چپ رہو اور تلواریں میان میں کر لو سبحان اللہ تم لوگ شر اور فساد کے لئے کسقدر مستعد اور خونریزی پر تلے ہوئے ہو خدا سے ڈرو اے شام والو تم فتنہ برپا کرنا چاہتے ہو ان کا قتل کرنا بڑا اہم کام ہے کیونکہ اللہ تعالی کی بنیاد کو برباد کرنا اچھا کام نہیں ہے اور اسکا بدلہ لیا جائے گا غرض اسی قسم سے انکو سمجھا کر حکم دیا کہ تلواریں میان میں کر لو اب شام کے امیروں نے اپنی تلواریں نیام میں رکھ لیں اور وہ جوش و خروش جاتا رہا حسین ابن علی اور وہ تینوں شخص حیران تھے اور کچھ نہ کہہ سکتے تھے۔ سچ ہے اگر یہ کہتے ہیں کہ ہم نے بیعت نہیں کی تو ابھی مارے جاتے ہیں اور بہت بڑا فساد پھیلیجائیگا خاموش ہو رہے اور کچھ نہ بولے معاویہ بھی منبر پر سے اتر آیا اور لوگ چلے گئے سب نے یہی خیال کیا کہ ان چاروں بزرگوں نے بھی یزید سے بیعت کر لی ہے اور اسکے خلافت پر راضی ہو گئے ہیں اسکے بعد بڑی شان و تجمل سے لشکر ہمراہ لیکر مراجعت کی مکہ کے لوگ ان چاروں کے پاس آئے اور ملامت کرنے لگے کہ پہلے تو انہیں معاویہ نے بلا کر یزید کی بیعت کے لئے کہا تھا اگر تم راضی ہوئے تھے پھر پوشیدہ طور پر بیعت کر لی ہے تمہاری اس بات سے بڑا تعجب ہے حسین بن علی نے فرمایا ہم نے یزید کی بیعت اختیار نہیں کی نہ ظاہر میں نہ پوشیدہ لیکن معاویہ نے دھوکہ دیا ہے اور اس نے گذشتہ روز جو منبر پر بیٹھ کر کہا اور شامیوں نے سرکشی کی راہ سے تلواریں سونت لیں ہم یہ حال دیکھ کر ڈر گئے اور کچھ نہ بولے اور یہی بات سچ ہے لوگوں کو معاویہ کی مکاری کا حال معلوم ہو گیا سب نے بہت تعجب کیا الغرض معاویہ نے واپسی کے وقت ابو موضع میں قیام کیا تب کسی وقت رفع حاجت کے لئے خیمہ سے نکلا قریب ہی پانی بھرنیکا ایک کنواں تھا معاویہ اسکے اندر جھانکنے لگا وہاں سے بخارات اٹھ کر اسکے چہرہ کو لگے جن سے مرض لقوہ لاحق ہو گیا بمشکل تمام اپنے خیمہ میں واپس آیا اور بستر پر لیٹ گیا دوسرے دن لوگوں کو خبر ہوئی گروہ گروہ بیمار پرسی کے لئے آنے شروع ہوئے معاویہ نے کہا آدمیوں کی بیماریاں دو قسم کی ہوتی ہیں ایک گناہوں کے سبب جبکہ اللہ تعالی گنہگاروں کو انکے کئے ہوئے گناہوں کی عوض عقوبت میں مبتلا کرتا ہے تاکہ اور لوگ انکا حال دیکھ کر عبرت پکڑیں اور گناہ ہونے سے بچیں دوسری قسم اللہ تعالی کی عنایت میں شامل ہے کہ چند روز بیمار رکھ کر اور تکلیف اٹھا کر داخل ثواب ہو جائیں آج میں بیماری میں مبتلا ہو گیا ہوں کیا ہو سکتا ہے اگرچہ میرا ایک عضو بیمار ہے مگر اللہ کا شکر ہے کہ اور اعضا تندرست ہیں اگر میں چند روز بیمار رہوں تو وہ تندرستی اور آرام کے مقابل میں بہت کم ہیں اور صحت کا زمانہ زیادہ اب مجھ خدا سے کسی شئے کی تمنا نہیں ہے کیونکہ اسنے اسقدر مجھ بے انتہا مہربانیاں اور بخشش نازل فرمائی ہیں کہ میں انکی تفصیل نہیں کرسکتا جید دولت و نعمت کے ساتھ عمر دراز عطا کی یہانتک کہ آج ستر سال کی عمر میں مجھے یہ عارضہ لاحق ہوا ہے اللہ تعالی مسلمانوں پر رحمت نازل فرمائے اور میرے حق میں دعا کریں کہ اللہ صحت و تندرستی عطا کرے جسقدر آدمی وہاں موجود تھے سب نے دعا کی اور خدا سے اسکی تندرستی کے خواہاں ہوئے پھر اسکے پاس سے باہر چلے آئے جب معاویہ اکیلا رہ گیا تو بہت گھبرایا اور رونے لگا اسیوقت مروان جا پہنچا اور بولا کہ امیر تو روتا ہے کہا نہیں میں روتا نہیں مگر اتنی بات ہے کہ ابھی بہت سے کام کرنے باقی تھے جنکو میں انجام نہ دیسکا اس سبب سے افسردہ خاطر ہوں اور جو گناہ مجھ سے سرزد ہوئے ہیں ان کا افسوس آتا ہے دوسرا سبب یہ ہے کہ یہ بیماری ایسے عضو پر واقع ہوئی ہے جو ہمیشہ کھلا ہوا رہتا ہے اور تمام اعضا سے زیادہ اچھا ہے مجھے اندیشہ ہے کہ علی ابن ابیطالب کی خلافت کے چھین لینے اور انکے صحابیوں حجر بن عدی وغیرہ کے قتل کر دینے کے بدلے اللہ تعالی نے مجھے اس بلا میں مبتلا کیا ہو اور عذاب

مرگ میں پکڑا ہو یہ تمام مصیبتیں یزید کی محبت کے سبب اٹھا رہا ہوں اگر میرے دل میں اسکی الفت غالب نہ ہوتی تو میں راہ راست پر چلتا اور اپنی بھلائی کا طریقہ اختیار کرتا مگر یزید کی محبت نے مجھے اس روش پر چلنے اور جنگ وجدل اختیار کرنے پر مجبور کیا تھا یہانتک کہ آج دشمن قہقہہ لگا رہے ہیں اور دوست روتے ہیں اسیطرح کی اور چند باتیں کہکر وہاں سے کوچ کا حکم دیا سفر کرتے ہوئے شام میں داخل ہوئے اور اپنے گھر میں قیام کیا اب اس عارضہ نے ترقی پاکر غلبہ کیا راتوں کو پریشان خواب دیکھتا اور خوف زدہ ہوتا کبھی بڑبڑانے لگتا پانی زیادہ پیتا پھر بھی پیاس نہ بجھتی ہر دفعہ مدہوش ہو جاتا اور جب ہوش میں آتا چیخ چیخ کر کہتا تھا اے حجر بن عدی اور اے عمر بن حمق مجھے کیا ہو گیا تھا کہ تمہارے ساتھ اسطرح پیش آیا اور اے ابوطالب کے بیٹے میں نے تمہاری مخالفت کیوں اختیار کی تھی اے خدا اور اے میرے سردار اگر تو مجھے عذاب میں مبتلا کرے تو میں اسکا مستحق ہوں اور اگر معاف کردے اور بخشدے تو تو خداوند کریم و رحیم ہے معاویہ ایسی حالت میں بستر پر بیمار پڑا تھا اور یزید اس کے پاس سے دم بھر کیلئے علیحدہ نہ ہوتا تھا ایکدفعہ اسی بیقراری میں سخت غشی طاری ہوئی ایک قریشی عورت پاس تھی بولی امیر معاویہ مرگیا معاویہ نے آنکھ کھولدی اور کہا ان مات مات الجود القطع الذی من الناس الا من قلیل منجرہ پھر ہاتھ مار کر اوسکے گلے کا تعویذ توڑ کر پھینکدیا اور یہ شعر پڑھا ؎ واذا المنیۃ انشبت اظفارھا + الفیت کل تمیمۃ لا تنفع اسی اثنا میں یزید نے کہا اے امیر اپنی زبان سے کچھ کہو اور مجھ سے بیعت کرو کہ سب لوگ سن لیں کیونکہ ایسی امر مناسب ہے مبادا تیرا حال دگرگوں ہو جائے اور یہ معاملہ تیرے ہاتھ سے ناتمام رہجائے میں آل ابوتراب کے ہاتھ سے تکلیفیں اٹھاؤں معاویہ اسکی باتیں سنتا اور خاموش تھا دوسرے روز بدھ کا دن تھا آدمی بھیجکر اپنے تمام دوستوں امیروں اور سرداروں کو طلب کیا جب سب آگئے دربان سے کہا جو شخص آئے اسے اندر آنے سے نہ روکے جب لوگوں نے سنا کہ معاویہ کے پاس جانے کی ممانعت نہیں ہے آ آکر معاویہ کو سلام کرتے اور اسے سخت بیمار دیکھ کر واپس چلے جاتے تھے ضحاک بن قیس جو معاویہ کا نائب اور کوتوال تھا بیٹھکر روتے اور کہتے تھے امیر سخت بیمار ہو گیا غالباً وہ اس مرض سے زندہ نہ رہیگا پھر اسکے بعد کون خلیفہ ہوگا تو بعید کرتا ہے کہ آل ابی سفیان کے خاندان سے خلافت نکلکر آل ابوتراب کے ہاتھ جا پڑے ہم اس بات کو گوارا نہیں کر سکتے تب کئی آدمی ضحاک بن قیس اور مسلم بن عقبہ مزنی کے پاس جمع ہو گئے کہا تم دونوں معاویہ کے خاص دوست اور رازدار ہو اسکی حالت اب اس درجہ کو پہنچ گئی ہے جسے تم بھی دیکھ رہے ہو مناسب ہے کہ دونوں اسکے پاس جاؤ اور ضرورت ہو تو اسے سمجھاؤ اور کہو کہ خلافت اپنے بیٹے یزید کے حوالے کر جائے ہم سب اس بات کے آرزومند ہیں ضحاک اور مسلم دونوں معاویہ کے پاس جاکر سلام کیا کہا آج امیر کا مزاج کیسا ہے کچھ آرام ہے معاویہ نے کہا میں بڑے بڑے گناہوں کے بوجھ سے دبا ہوا ہوں اور انکے معاوضہ میں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈر رہا ہوں اور اسکی رحمت کا امیدوار رہوں ضحاک نے کہا ایک امر امیر سے کہنا ہے تمام لوگ امیر کو سخت بیمار دیکھ کر رنجیدہ ہیں اور بہت ہراساں ہو گئے ہیں قریب ہے کہ اختلاف واقع ہو جائے حالانکہ ابھی امیر بشکر خدا زندہ ہیں لیکن موجودہ حالتوں سے پایا جاتا ہے کہ واقعہ پیش آیا تو کیا حال ہوگا اس کے بعد مسلم نے کہا اے امیر تمام لوگوں کا دل یزید کیطرف رجوع ہے اسے پسند کرتے ہیں اور تمکو اسکے معاملہ میں تردد درپیش ہے تم آج بیمار ہو کسے معلوم کہ انجام کیا ہو مصلحت یہی ہے کہ بیماری زیادتی سے پہلے اور زبان بند ہونے سے قبل تو یزید سے بیعت کرلے اور اسکی خلافت کو مستحکم کردے معاویہ نے کہا اے مسلم تو سچ کہتا ہے ہمیشہ سے میں اسبات کا خواہشمند رہا ہوں کہ میرے بعد یزید خلیفہ ہو کاش قیامت تک خلافت میرے ہی خاندان میں چلی جائے ابوتراب کی اولاد کو میری اولاد پر دست رس نہ ہو مگر آج بدھ کا دن ہے یہ کام کیونکر کیا جائے کیونکہ جو کام بدھ کے دن کیا جاتا ہے اسکا انجام اچھا نہیں ہوتا کل تک انتظار کرو کہ ذراسی بھی قوت آجائے گی تو اس کام کو پورا کردونگا ضحاک و مسلم نے کہا لوگ جمع ہیں اور میرے دروازے پر کھڑے ہیں جب تک تو یزید سے بیعت نہ کرلے واپس جانے سے انکار کرتے ہیں معاویہ نے کہا جو لوگ دروازے پر موجود ہیں انہیں اندر آنے کی اجازت دے ضحاک اور مسلم نے باہر آکر شام کے سرداروں میں سے ستر آدمی منتخب کئے اور معاویہ کے پاس لیگئے انھوں نے اندر پہنچکر معاویہ کو سلام کیا معاویہ نے بہت کمزور آواز سے جواب سلام دیکر کہا اے شام والو تم مجھ سے راضی ہو سبنے کہا ہم بہت ہی راضی ہیں اور شکر گذار ہیں کہ امیر اور شام کے عوام الناس پر بھی تو نے بڑی مہربانیاں اور شفقتیں فرمائی اور بڑے بڑے احسان کئے ہیں اور قیمتی انعام دئے ہیں اسی قسم کی اور بہت کچھ تعریفیں کیں امیرالمومنین کی نسبت برے کلمے کہکر اپنے سروں اور منہ پر نحوست کی خاک ڈالی نفس رسول کو نازیبا باتیں کہیں معاویہ اور یزید کے خوش کرنے کیلئے بہشت کی عوض دنیا کو اختیار کر لیا کہا ابوطالب کے بیٹے نے عراق سے لشکر کشی کر کے ہمارے بہت سے آدمی قتل کر دئے ہمارا ملک خراب کر ڈالا

تھا میں اسکی اولاد کو خلیفہ نہ بنانا چاہئے ہماری یہی آرزو ہے کہ یزید خلیفہ بنے ہم سب اس بات پر متفق ہیں اگر ہماری جانیں بھی اس معاملہ پر جاتی رہیں گی تب بھی ہم ذرا بھی پیش و پس نہ کریں گے معاویہ ان باتوں کو سنکر خوش ہوا اٹھ کر بیٹھا اور دربان کو حکم دیا کہ سب آدمیوں کو بلا لاؤ وہ جاکر بلا لایا بیشمار آدمی گھر میں داخل ہوئے معاویہ نے کہا اے لوگو آگاہ ہو کہ دنیا کا انجام کار زوال ہے اور آدمی کی عمر کا نتیجہ مرنا ہے آج مجھے اسقدر بکر ذرد دیکھتے ہو اور چند سانس سے زیادہ زندگی باقی نہیں رہی ہے مجھے تمہارا بہت خیال ہے جسکو تم کہو خلیفہ مقرر کر جاؤں اس عہدہ کا بوجھ اسکی گردن پر رکھاؤں سب نے باآواز بلند کہا ہم یزید کے سوا اور کسی کو خلیفہ بنانا نہیں چاہتے معاویہ نے انہیں اسبات پر رضا مند دیکھکر ضحاک سے کہا یزید سے بیعت کر اسنے بیعت کی اسکے بعد مسلم بن عقبہ نے پھر اور لوگوں نے بیعت کی یہانتک کہ تمام لوگ یزید کی بیعت میں داخل ہو کر چلے گئے اب معاویہ نے یزید سے کہا کہ خلافت کا لباس پہن اسنے وہ لباس پہنا معاویہ کی دستار سر پر رکھ زرہ یمنی پہنی اور انگوٹھی انگلی میں پہنی عثمان کا وہ خون آلودہ کرتا جسکو وہ پہنے ہوئے قتل ہوا تھا زرہ کے اوپر پہنا اور انکی تلوار کمر میں باندھ کر مسجد میں آیا منبر پر بیٹھ کر خطبہ پڑھا اور دن ڈھلے تک منبر سے نہ اترا ہر قسم کی باتیں کرتا رہا پھر باقی ماندہ اہل شام نے بھی اسکی بیعت کی ابتدا زوال کے وقت منبر پر سے اتر کر باپ کے سرھانے گیا دیکھا کہ نزع کی حالت میں چین ہے اور عقل زائل ہو چکی ہے پھر پہر رات گذری ہو گی کہ آنکھیں کھولدیں اور ہوش میں آکر اپنے بیٹے کو اپنے سرھانے موجود پایا پوچھا اے بیٹے تو نے کیا کام کیا اسنے کہا مسجد میں چلا گیا اور منبر پر بیٹھ کر خطبہ پڑھا۔ تمام آدمیوں نے بخوشی خاطر اور دلی خواہش سے مجھسے بیعت کی اور شاد و شاد واپس چلے گئے معاویہ نے ضحاک و مسلم کو طلب کیا اور کہا سرھانے سے ایک کاغذ نکالو انھوں نے نکالا وہ کاغذ معاویہ نے پہلے سے بطور وصیت کے یزید کو لکھ رکھا تھا ضحاک نے اسکو پڑھنا شروع کیا مضمون یہ تھا

## یزید کے نام معاویہ کا وصیت نامہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ عہد نامہ معاویہ ابن ابی سفیان کی طرف سے اپنے بیٹے یزید کیلئے ہے اور وہ اسکے ساتھ ہی خلافت کیلئے بیعت کرتا اور عہدۂ خلافت اسکے حوالہ کرتا ہے اس شرط پر کہ وہ عدل و انصاف کے طریقہ پر چلے میں اسے خلافت دیتا اور امیر لقب بخشتا ہوں اور حکم دیتا ہوں کہ یزید انصاف کرے اور اپنے صاحبان تسلیم و رضا کی خصلتوں پر قائم رہے مجرموں کو اور خطاواروں کو انکی خطاؤں کے موافق سزا دے عاملوں اور امین پسند شخصوں کو اچھی طرح رکھے انکے حال پر احسان و شفقت کرتا رہے عوام الناس اور عرب کے قبیلوں خاصکر قبیلہ قریش پر رعایت کرنی چاہیے دوستوں کے قاتلوں کو اپنے پاس سے دور رکھے مظلوم مقتول یعنی عثمان کی اولاد کو اپنے پاس رکھے انہیں آل ابوتراب پر ترجیح دیتا رہے اور اور آل عبد شمس کو بنی ہاشم اور دوسرے شخصوں پر مقدم رکھے اور جو شخص اس عہد نامہ کو پڑھے اسکو امیر یزید کی اطاعت و فرمانبرداری کرے پس اسپر مرحبا اور شاباش ہے اور جو شخص اس سے منحرف ہو اور انکار کرے اسکے واسطے جائز ہے کہ تلوار سے اسکی خبر لیجائے اور انہیں قتل کریں جبتک کہ یزید کی خلافت اور امارت کا اقرار نہ کریں اور مطیع و فرمانبردار نہو جائیں جس شخص کے ہاتھ میں یہ کاغذ ہو اور وہ اسے قبول کرے اسپر سلام ہو پھر اس عہد نامہ کو لپیٹ کر اور مہر کرکے ضحاک کے حوالہ کر دیا کہ کل صبح کے وقت منبر پر بیٹھ کر اور اس کاغذ کو کھولکر تمام آدمیوں کے سامنے اسطرح پڑھکر سنا دے کہ سب چھوٹے بڑے اور ادنی و اعلی سنیں ضحاک نے کہا میں اسی طرح عمل کرونگا پھر معاویہ نے یزید کیطرف مخاطب ہو کر کہا اے بیٹے تو امت کے ساتھ کس طرح پیش آئیگا اور کس خصلت کے ساتھ عمر بسر کرے گا آیا ابوبکر کے ڈھنگ پر چلیگا یا نہیں یزید نے جواب دیا میں ابوبکر کے طریق پر نہ چلا جاؤنگا مگر مجھ سے جسطرح ہو سکیگا اس طریقہ سے حقیقت کیساتھ پیش آؤنگا معاویہ نے کہا اے بیٹے کیا تو لوگوں کے ساتھ عمر بن خطاب کے طریقہ و خصلت سے برتاؤ کریگا عمر نے شہر در شہر فتح اور آباد کیا اور خدا کی راہ میں معرکہ آرا ہوئے اور فوجیں بھیج بھیجکر فتوحات حاصل کی ہیں جب دنیا سے گیا تو سب آدمی اس سے خوش تھے اور وہ انسے راضی تھا یزید نے کہا میں اپنی بات کہہ چکا ہوں مجھ سے یہ نہو سکیگا کہ عمر بن خطاب کی سیرت پر چلوں مگر اللہ تعالی کی کتاب اور سنت رسول خدا کے موافق لوگوں سے برتاؤ رکھونگا معاویہ نے کہا اپنے چچا زاد بھائی عثمان کے طریقہ کو اختیار کریگا جس نے اپنی زندگی میں خلافت کے خوب لطف اٹھائے اور اپنے عزیز و قریبوں کو بیت المال کا روپیہ بیحد مالا مال کر دیا اور بیشمار مال بخشا اور اپنی اولاد و کیواسطے بعد میراث چھوڑ گیا اور بنی ہاشم کو ذلیل اور خوار حالت میں رکھا یزید نے کہا میں نے ایک دفعہ اپنی بات کہدی اور جو کچھ اصلی بات تھی بیان کر دی کہ مجھ میں جیسی طاقت اور قدرت ہوگی اس طریق پر چلونگا اور فرمان الہی اور سنت رسول کو اپنی مد نظر رکھونگا معاویہ نے اسکا جواب سنکر ایک سرد آہ بھری اور کہا اے بیٹے جینے تیری محبت میں دنیا کو عقبی کے عوض اختیار کر لیا اور علی ابن ابیطالب کا حق چھین لیا گناہ کا بوجھ

اپنی پشت پر رکھا بیٹے تیرے لئے صرف اپنی عاقبت خراب کر لی۔ میں ڈرتا ہوں کہ تو میری نصیحت کو نہ مانے گا۔ اپنی قوم کو ہلاک کرے گا اور اللہ تعالیٰ کے گناہ کا مرتکب ہوگا حرم کے رہنے والوں سے لڑیگا اور انہیں بیگناہ قتل کرے گا اور اس سبب سے تو اپنی عمر سے بھی بہرہ ور نہ ہوگا کوئی راحت اور لذت نہ پائیگا اور اس دنیا سے خسر الدنیا والآخرۃ کے مصداق رحلت کر جائے گا بیٹے پدری محبت کے سبب کوئی بات اٹھا نہ رکھی مال اور ملک حاصل کر کے تیرے اور تیری اولاد کے لئے چھوڑا اگر تجھ میں کچھ عقل ہے تو اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو بچانا ورنہ میں تو اپنا کام کر چکا ہوں بلکہ بہت کچھ زیادہ آئندہ تجھے اختیار ہے میں تجھے اس وقت نصیحت کرتا ہوں اگر تو اسے مان لیگا اور میری فہمایش کے مطابق کاربند ہوگا تو تیرے معاملات کی ابتدا اور انجام بہت اچھے اور نیک ہونگے شکر خدا کہ تو مستقل ارادہ اور اچھی سمجھ والا ہے جب تو اپنے دشمنوں کے مقابلے کے لئے میدان جنگ میں نکلے تو شیر کی طرح دلیر رہنا نہ لومڑی کی طرح ڈرپوک اور مضطر اب تجھے مال و دولت کے جمع کرنے کی ضرورت نہیں رہی جسقدر جی چاہے خرچ کر میں نے کوشش بلیغ سے بیشمار اشرفیاں اور جواہرات اور قیمتی سامان جمع کر دئے ہیں اب وہ سب تجھ کو دیکر دنیا سے خالی ہاتھ جاتا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے تجھے تیز طبیعت اور اعلیٰ لیاقت اور ابتداء و انجام بینی کی عقل عطا کی ہے اس گران اوصاف کو اپنے اپنے محل و موقع پر برتنا بیٹے ایسے زمانہ میں جس سے تو بھی واقف ہے علم اور حلم سے کام لیا ہے اور دلیران عرب کے سر ان کے پاؤں میں کاٹ کر گرا دئے ہیں اور ایسے شہروں کو جو مضبوطی اور استحکام میں اپنا مثل نہ رکھتے تھے محض شیریں کلامی اور حسن اخلاق کے برتاؤ سے فتح کر لئے ہیں اکثر دشمنوں کو بخششوں اور احسانوں سے اپنا ہوا خواہ بنا لیا ہے بیٹے تمام دنیا سے موافقت رکھی مگر کسی نے میرے راز کو نجانا تو میرے علم و تواضع اور بردباری کے ڈھنگ سے واقف ہو اسی طریق پر چلنا اور جو امور سہل معلوم ہوں انہیں اختیار کرنا مشکلات کو نہ چھیڑنا کیونکہ سہولیت کی رفتار سے مشکل کام بھی حل ہو جاتے ہیں خدا اللہ تعالیٰ کی خلافت سعادتمندی کے ساتھ روئے زمین پر کرنا آسان کام نہیں ہے اور نہ اس سے عہدہ برآ ہو سکے گا مگر تین باتوں کے ذریعے ممکن ہے جو شخص کو عطا ہوا اور ہاتھ بخشش کے لئے کشادہ اور عادتیں نیک رکھنا اور دینی باتوں کا خیال رکھنا ظاہری باتوں کا علم عمدہ امور کا مشاہدہ اور کشادہ پیشانی رہنا اور ان چھ چیزوں کے علاوہ دس باتیں اور بھی ہیں۔ صبر۔ دانائی۔ وقار۔ غلبہ۔ مروت۔ سخاوت۔ بہادری۔ رعب و داب رعایا کی عزت اور غیبت سے سننا اور کسی قسم کی پسندیدہ یا ناگوار بات کہی جائے تو اسے تحمل کرنا اے میرے بیٹے تو خوب جانتا ہے کہ خلافت کے معاملہ میں میرا یہ نقشہ تھا جیسا کوئی بھوکا بھی ہو اور پیٹ بھرا بھی صبح کو اٹھ کر خلافت کے کاموں کو انجام دیتا اور تکمیل کے لئے بے صبر رہتا اور جب رات کو سونے کے کپڑے پہنتا تو اور بھی زیادہ بے صبر رہتا مگر کبھی کبھی غلطی بھی رہتا اور مایوس ہو جاتا تاہم ہر حالت میں کوشش کو جاری رکھتا تکلیفوں کو جھیلتا مروت کا برتاؤ قایم رکھتا ہر معاملہ میں بردباری اور تواضع سے کام لیتا یہانتک کہ تمام آدمیوں کو اپنی ذات سے رضامند کر لیا وہ سب میرے خیر خواہ اور مطیع و فرمانبردار ہو گئے اے بیٹے اس دنیا کی حلال چیزوں پر قناعت کرنا اور حرام باتوں کے پاس نجانا رعیت کے ساتھ عدل و انصاف سے پیش آنا میں خلافت کے معاملہ میں تیری طرف سے چار قریشی شخصوں سے ڈرتا ہوں یعنی ابی بکر کے بیٹے عبد الرحمان اور عمر بن خطاب کے فرزند عبد اللہ اور عبد اللہ بن زبیر اور حسین بن علی بن ابیطالب سے مگر ابو بکر کا بیٹا ایسا شخص ہے جو ہمہ تن عورتوں کی صحبت میں مشغول رہتا ہے اپنی دوستوں کو جو کام کرتے دیکھتا ہے وہی کام خود کرنے لگتا ہے۔ عورتوں کی صحبت سے سیر نہیں ہوتا اسے تو چھوڑ دے جس حال میں ہے اسی میں رہنے دے کوئی اعتراض نکر کیونکہ تو نے اس کے باپ کے حالات ضعیفی و بزرگی سنے ہوئے ہیں باپ کی خاطر سے بیٹے کے حالات کا جبر گوارا کرلے اسکے ساتھ رعایت سے پیش آ اور عبد اللہ بن عمر تو بہت ہی نیک بخت شخص ہے لوگوں سے گھبراتا ہے خدا تعالیٰ کی عبادت اور زہد ہی کی کے درپے ہے اس نے دنیا کو ترک کر دیا ہے اب کسیطرح بے آزار شخص ہے عبادت و صلاحیت میں مصروف ہے جس وقت تو اس سے ملے میرا سلام کہنا اور مہربانی پیش آنا گر انہیں عطیہ دینار ہا عبد اللہ بن زبیر میں تیرے حق میں اسکی طرف سے بہت ہی ڈرتا ہوں کیونکہ وہ بہت ہی مکار فریبی اور رائے کا مکمل آدمی ہے معاملات میں اسکے قول و فعل کا اعتبار نہیں مردوں کی طرح اپنی بات اور ارادہ کا پورا نہیں۔ کبھی تیرے مقابلہ پر ببر کے شیر کی طرح جھپٹے گا کبھی لومڑی کی طرح ایسا دھوکا دیگا کہ تو حیران رہجائیگا اس سے اسی طرح سلوک ہونا چاہیے جس طرح وہ تجھ سے پیش آئے اگر وہ تیری دوستی کی خواہش کرے مطیع و فرمانبردار رہ جائے تو اس کے ساتھ عمدہ سلوک کرنا اور حسین بن علی افسوس افسوس میں اسکی نسبت کیا کہوں ہر گز ہر گز تو اسے نہ ستانا جہاں چاہے جائے اور رہے تو کسی امر سے تعرض نہ کرنا مگر کبھی کبھی تاکید و تنبیہ کرتے رہنا

ہرگز اسپر تلوار نہ اٹھانا اور اس سے نہ لڑنا جہاں تک ہو سکے اسکی عزت و حرمت کو قایم رکھنا جب کبھی اسکے اہلبیت میں سے کوئی شخص تیرے پاس آئے تو اُسے بہت سا مال و دولت دے کر خوش کرکے۔ وہ پسر پیغمبر اور وہ ایسے خاندان کے لوگ ہیں جو اعلیٰ مرتبہ اور حرمت ہی کے ساتھ زندگانی بسر کر سکتے ہیں اے بیٹے ہرگز ایسا نکرنا کہ حسینؑ کا خون اپنی گردن پر لیکر خدا کے سامنے جائے ورنہ تو برباد ہو جائیگا ہرگز ہرگز حسینؑ کو کسی طرح کی تکلیف اور ایذا نہ دینا کیونکہ وہ رسولخدا کا فرزند ہے تو رسولخدا کا حق ملحوظ خاطر رکھنا اے بیٹے خدا کی قسم تو نے دیکھا اور سنا ہوگا کہ میں اپنے روبرو حسینؑ کی کیسی کیسی باتوں کو سنکر تحمل کرتا تھا اسکی یہی وجہ تھی کہ وہ رسولخدا کا فرزند ہے اس معاملہ میں جو کچھ مجھے کہنا واجب تھا تجھ سے کہہ چکا تجھپر حجت قایم کردی اور تجھے ڈرایا اور سمجھا دیا ہے پھر معاویہ نے ضحاک کی طرف مخاطب ہو کر کہا تم دونو اسبات کے گواہ رہنا جو میں نے یزید سے کہی ہے میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر دنیا کی بہتر سے بہتر چیز حسینؑ مجھ سے چھین لیں اور مجھ سے بہت ہی بری طرح پیش آئے تب بھی میں برداشت ہی کرونگا اور وہ شخص نہونگا کہ اس کا خون گردن پر لیکر خدا کے سامنے جاؤں اے بیٹے تو نے میری وصیت سن لی اور سمجھ لی اور اچھی طرح جان لیا یزید نے جواب دیا ہاں پھر معاویہ نے کہا کوفہ اور مدینہ والوں کی رعایت مد نظر رکھنا کیونکہ وہ تیری جڑ اور شاخ ہیں وہاں کا جو شخص تیرے پاس آئے اسپر مہربانی کرنا اور زر و مال دینا جو شخص حاضر نہو اُسے ڈرانا یہ بھی یاد رکھ کہ عراقی تجھ سے ہرگز ہرگز اچھا نہ سمجھیں گے نہ تیرے خیر خواہ ہونگے یاد رکھ وہ ایسے ہیں اور تو انپر مہربانی کرتا رہیو اگر تجھ سے ہر روز ایک نئے حاکم اور امیر کے تقرر کے واسطے درخواست کرتے رہیں تو پہلے کو معزول اور نئے کو مقرر کرتے رہنا کیونکہ کسی عامل کو علیحدہ کر دینا ہزار آدمیوں کو تلوار سے مار ڈالنے یا اپنے برابر کھڑا ہوا دیکھنے سے زیادہ آسان بات ہے اے بیٹے شام والوں کے حال پر بہت مہربان رہنا وہ ظاہر و باطن دونوں حالتوں میں تیرے ہوا خواہ ہیں میں نے انکو بہت دفعہ آزما لیا ہے منچلے بہادر ہیں اگر تجھے کوئی مہم پیش آئے گی اور لڑنا پڑے گا تو شامی لشکر پر بھروسہ رکھنا جب میدان جنگ سے واپس آئے تو انہیں خلعت و انعام عطا کرنا اسکے بعد معاویہ نے ٹھنڈی آہ بھری اور غش کر گیا پھر جب ہوش میں آیا کہا آہ حق امر ظاہر ہوا اور باطل جاتا رہا پھر کھڑے ہو کر یہ مناجات کی اس کے بعد اپنے گھر والوں اور ہمسایوں کی اولاد کی طرف دیکھا انہیں فہمایش کی کہ خدا سے ڈرتے رہو جیسا اُس سے ڈرنا چاہیے کیونکہ خدا سے ڈرنا بہت اچھا اعتقاد ہے اور اس شخص پر سخت افسوس ہے جو خدا سے اور خدا کے عذاب سے نہ ڈرے پھر کہا میں ایکدن حضرت محمد مصطفیؐ کی خدمت میں حاضر تھا آپ ناخن لے رہے تھے میں نے آپکے چند ناخن اٹھا کر اور ایک شیشی میں رکھ چھوڑے اور آج تک موجود ہیں جب میں مرجاؤں تو غسل و کفن کے بعد آنحضرت کے ان مبارک ناخنوں میں سے تھوڑے میری آنکھوں کانوں اور منہ میں رکھدینا پھر نماز جنازہ پڑھکر دفنا دینا اور مجھے غفور الرحیم خدا کے حوالہ کر دینا اسکے بعد اسکی آواز بند ہو گئی پھر کچھ نہ بولا یزید اُٹھ کر باہر چلا آیا شام کے ایک موضع کی طرف جسے حوران ثنیہ کہتے ہیں شکار کھیلنے چلا گیا ضحاک سے کہہ گیا کہ میں وہاں جاتا ہوں امیر کے حال کی برابر خبر دیتے رہنا معاویہ دوسرے دن مر گیا اور یزید اسکے پاس نہ تھا انیس برس تین مہینے بادشاہت اور خلافت کی دمشق میں وفات پائی رجب کا مہینہ اتوار کا دن تھا ۷۵ برس کی عمر پائی آیندہ اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے اب ضحاک بن قیس معاویہ کے گھر میں سے اسکی نعلین لئے ہوئے برآمد ہوا کسی سے کچھ نہ کہتا تھا جامع مسجد میں داخل ہو کر لوگوں کو طلب کیا جب سب آگئے منبر پر چڑھکر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی پھر رسولخداؐ پر درود بھیجکر کہا اے لوگو معاویہ کے لئے حکم الٰہی آپہنچا اُنہوں نے وفات پائی یہ اسکی جوتیاں ہیں ابھی میں اسکی تجہیز و تکفین کا بندوبست کرونگا لازم ہے کہ تم نماز ظہر و عصر کے وقت حاضر ہو جاؤ پھر منبر سے اتر کر یزید کو اس مضمون کا خط روانہ کیا بسم اللہ الرحمن الرحیم اُس خدا کی حمد و ثنا کے بعد جسکو ہمیشہ بقا ہے اور جس کے تمام بندے فانی ہیں جیسا کہ کلام ربانی میں وارد ہوا ہے کل من علیہا فان و یبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام یہ خط قیس کے بیٹے ضحاک کی جانب سے یزید کے نام ہے اور روئے زمین پر رسولخدا کی خلافت کی مبارکباد دیجاتی ہے کہ بہ آسانی حاصل ہوئی اور معاویہ کی وفات کا پرسا دیتا ہوں انا للہ و انا الیہ راجعون لازم ہے کہ یہ مضمون خط سے اطلاع پاکر بعجلت تمام الٹا پھرے تاکہ تمام لوگوں سے از سر نو خلافت کی بیعت لے والسلام جس وقت یہ خط یزید کے پاس پہنچا اور اس نے پڑھا کھڑا ہو گیا اور رونے لگا کچھ دیر رو کر حکم دیا کہ گھوڑے پر زین کسا جائے پھر سوار ہو کر بجانب دمشق روانہ ہوا اپنے باپ کے مرنے کے تین دن بعد دمشق میں پہنچا لوگ استقبال کو نکلے جو شخص ہتھیار نہ اٹھا سکتا تھا وہ بھی اسلحہ اٹھا کر استقبال کو نکل آیا جب یہ لوگ اس کے پاس پہنچے یزید رونے لگا اور باپ کی قبر پر گیا وہاں بیٹھکر خوب رویا

لوگوں نے بھی یہ نہیں اُسکا ساتھ دیا پھر سوار ہوکر قبہ خضرا کا رُخ کیا جو اُسکے باپ کا بنایا ہوا تھا اسوقت سیاہ ریشمی عمامہ سر پر تھا باپ کی تلوار کمر سے لگی ہوئی تھی قبہ مذکور میں پہنچکر قیام کیا لوگ چاروں طرف سے آنے شروع ہوئے خدام نے اسکے لیے قناتیں اور مجلس کا قبہ کھڑا کر رکھا تھا فرش کے اوپر دو چار فرش اسقدر بچھا رکھے تھے کہ چند سیڑھیوں سے گذر کر اوپر بیٹھ سکیں یزید اس فرش پر بیٹھ گیا ادنیٰ و اعلیٰ تمام قوموں کے لوگ آ آ کر اُسے خلافت کی مبارکباد اور معاویہ کے مرنیکا پرسا دیتے تھے پھر یزید نے یہ تقریر کی اے شام کے لوگو تمہیں خوشخبری ہو کہ ہم حق پر ہیں اور دین کے مددگار رہینگے خیر و برکت اور سعادت تمہارے ساتھ ہی ہے آگاہ ہو کہ عنقریب ہی ہم میں اور عراق والوں میں معرکہ آرائی ہونیوالی ہے کیونکہ ان ہی گذشتہ دو تین راتوں میں خواب میں دیکھا کہ میرے اور عراقیوں کے درمیان تازہ خون کا دریا بہ رہا ہے ہر چند میں نے چاہا کہ اس خون کے دریا کو عبور کر جاؤں مگر نہ کر سکا عبداللہ بن زیاد میرے سامنے آیا اس دریا کو عبور کرنیگا میں دیکھتا رہا شام کے رئیسوں نے کہا ہم سب تیری خدمت گزاری کیلئے کمربستہ ہیں تیرے حکم اور اشارہ کے منتظر اور مستعد فرمانبرداری ہیں تو جہاں بھیجے گا ہم وہیں جاینگے تیری و اپنی حتی الامکان کوشش بلیغ کرینگے عراق والوں نے ہمیں پرکھ رکھا ہے ہمارے ہاتوں میں اب بھی وہی تلواریں موجود ہیں جنسے صفین کی لڑائیوں میں انکی خلاف کام لیا گیا تھا یزید نے کہا مجھے اپنے سر اور جان کی قسم کہ یہی بات ہے میں اپنے معاملات کی نسبت تمہیں پر بھروسہ رکھتا ہوں میرا باپ تمہارے حق میں شفیق باپ جیسا تھا عرب میں میرے باپ جیسا صاحب مروّت و سخاوت اور بزرگ شخص کوئی دوسرا نہیں وہ خوش بیانی سے عاجز نہ تھا گفتگو کے وقت کبھی لکنت ظاہر ہونی دیا تا تک کہ دنیا سے اُٹھ گیا یہ کہہ ہی رہا تھا کہ سب سے پچھلی صف سے آواز آئی کہ اے دشمن خدا تو جھوٹ بولتا ہے معاویہ میں یہ اوصاف نہ تھے اور یہ صفتیں حضرت محمد مصطفیٰ صلعم ہی میں تھیں تو اور تیرا خاندان ان صفات سے بے نصیب تھے لوگ اس شخص کا یہ کلام سنکر بگڑے اور وہ بھی جان بچا کر انبوہ میں سے نکل گیا ہر چند ادھر اُدھر تلاش کیا کہیں پتہ نہ لگا آخر کار رعب جل جاتی رہی پھر یزید کے دوستوں میں سے ایک شخص عطا ابن ابی صیفی نے کھڑے ہو کر کہا اے امیر دشمنوں کے کہنے کا کچھ خیال نہ کر خوشی منا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے باپ کے بعد خلافت کا مرتبہ تجھے عطا کیا آج تو ہمارا خلیفہ ہے تیرے بعد تیرا بیٹا معاویہ خلیفہ ہوگا ہمیں تجھ سے اور تیرے بیٹے سے زیادہ کوئی عزیز دوسرا شخص نہیں ہوسکتا یزید اسکی بات سے خوش ہوگیا اور خلعت گرانبہا عطا کیا پھر کھڑا ہوکر حمد و ثنا الٰہی بیان کی حضرت محمد پر درود بھیجکر کہا اے لوگو معاویہ خدا کا ایک بندہ تھا خدا نے اُسکو عزت بخشی تھی وہ ان تمام شخصوں سے زیادہ بزرگ شخص تھا جو اسکے بعد اب ہیں یا ہونگے اگرچہ وہ خلافت میں اسدرجہ کا شخص تھا جو اس سے پہلے تھے میں خدا کے سامنے اسکی تعریف نہیں کر سکتا کیونکہ جیسا وہ تھا خدا اسکے حال سے خوب واقف ہے اگر وہ اس کے گناہ بخشدے تو اسکی رحمت بے اندازہ سے بعید نہیں اور اگر مبتلائے عذاب کرے تو بھی بعید ہے کہ انجام کار بہتر ہی ہو میں معاملہ خلافت کا معاملہ آج مجھ سے متعلق ہوگیا اپنے حقوق کے حاصل کرنیمیں ذرا کمی نہ کرونگا اسکے انتظامات کیلئے حتی الوسع عدل و انصاف کے ساتھ کوشش کروں گا والحکم للہ واذا اراد اللہ شیئا والسلام یہ کہکر بیٹھ گیا اور ہر سمت سے لوگوں نے آواز دی کہ ہم نے سنا اور بجان و دل قبول کیا پھر سب نے از سر نو اس سے بیعت کی اب یزید نے حکم دیا کہ خزانوں کے دروازے کھولدیے جائیں اراکین سلطنت امیروں رئیسوں سرداروں اور مامور لوگوں اور سپاہیوں ادنیٰ و اعلیٰ کو بہت بہت سا مال بخشا پھر متوجہ ہوا کہ تمام اطراف سلطنت میں فرمان بھیجکر بیعت لیجائے اسوقت مروان بن حکم مدینہ کا حاکم تھا اُسے علیحدہ کرکے اپنے چچازاد بھائی ولید بن عتبہ کو اُسکی جگہ مقرر کیا اور اُسکے نام اس مضمون کا خط لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم عبداللہ یزید بن معاویہ کی طرف سے یہ خط ولید بن عتبہ کے نام لکھا جاتا ہے واضح ہو کہ معاویہ خدا کا ایک بندہ تھا جسے خدا نے ممتاز فرمایا اور روئے زمین کی خلافت اسے عطا کی تھی اب وہ وفات پاگیا ہے جبتک زندہ رہا نیک خصلتوں اور رضاء الٰہی کی طریقوں پر چلتا رہا جب دنیا سے جانیلگا تو اپنی زندگی ہی میں مجھے اپنا خلیفہ اور ولیعہد مقرر کر گیا تو اس خط کے مضمون سے واقف ہوتے ہی مدینہ والوں سے بیعت لو اور اُن کے بعد حسین بن علی زبیر کے بیٹے عبداللہ اور عبداللہ بن عمر اور عبدالرحمن بن ابی بکر سے بیعت لے اگر وہ بخوشی خاطر بیعت کرلیں تو اچھا ہی ورنہ اُنسے بجبر بیعت لو اور ان میں سے جو شخص بیعت نہ کرے اُسے قتل کرکے سر میرے پاس روانہ کرو ولید کے پاس یہ جب خط پہنچا اور وہ مضمون سے واقف ہوا کہا انا للہ و انا الیہ راجعون معاویہ پر خدا رحمت کرے ولید نے پوچھا ان چاروں شخصوں کی نسبت تیری کیا رائے ہے۔ اسنے جواب دیا اسی وقت انکو طلب کرے اور یزید کے لیے بیعت لو اگر بیعت کرلیں اور فرمانبرداری اختیار کریں تو خیر اور اگر انکار کریں تو چاروں کو قتل کر اور یہ کام معاویہ کی وفات کی خبر کسی کو معلوم ہونے سے پہلے کرے ورنہ وہ معاویہ کی خبر وفات سنکر منحرف

ہو جائیں گے لوگوں کو فراہم کر کے قوت پکڑ جائیں گے پھر تو ہم قابو نہ پاسکیں گے ہاں عبداللہ بن عمر خلافت کا خواہشمند نہ ہوگا اور نہ مخالفت اختیار کرے گا اگر
اُسے خلافت بغیر کسی فساد اور جھگڑے کے مل جائے اسوقت وہ اُسے منظور کر لیگا اس لئے بالفعل اُسے تو رہنے دے اور کچھ نہ کہہ حسین اور عبدالرحمان اور عبداللہ
بن زبیر کو بلا کر بیعت لینے کی تدبیر کر اور خوب سمجھ لے کہ حسین ہرگز یزید کی بیعت اختیار نکرے گا خدا کی قسم اگر میں تیری جگہ پر ہوتا تو حسین سے کچھ بھی نہ کہتا اُسے
قتل ہی کر ڈالتا اور ذرا نہ ڈرتا ولید نے سر جھکا لیا اور کچھ دیر تک غور و فکر کرتا رہا پھر سر اٹھا کر کہا اے کاش میں پیدا ہی نہوا ہوتا اس کے بعد رونے لگا مروان نے
کہا اے امیر تو غمگین نہو اپنے کام کی طرف متوجہ ہو آل ابوتراب ہمیشہ سے ہماری دشمن ہے انھوں نے عثمان کو مارا ہے معاویہ کے ساتھ جو معرکہ آرائیاں کی ہیں وہ تو نے
بھی دیکھی یا ملاحظہ کی ہیں اگر تو جلدی نکریگا اور حسین کو معاویہ کی وفات کی خبر ہو جائیگی تو وہ تیرے ہاتھ نہ آئیگا یزید کی طرف سے بڑی حرمت اور مرتبہ کو
نقصان پہنچ جائیگا ولید نے کہا اے مروان ان باتوں سے باز آ فاطمہ کے فرزند کے حق میں نیکی کے سوا اور کوئی کلمہ نہ کہہ کیونکہ وہ یقیناً پیغمبر کا فرزند ہے القصہ ولید نے
آدمی بھیجکر حسین و عبدالرحمان و عبداللہ بن زبیر کو بلایا مگر جو شخص بلانے گیا تھا اُسنے انکو گھر پر موجود نپایا مسجد میں جا کر دیکھا تو تینوں بزرگوار موجود تھے
رسولخدا کی قبر کے پاس بیٹھے ہیں انہیں سلام کیا اور انھوں نے بھی سلام کا جواب دیا پوچھا کس کام کیلئے آیا ہے کہا امیر تمکو بلاتا ہے حسین نے کہا جب ہم گھر
جائیں گے تو وہاں بھی ہوتے جائینگے قاصد نے ولید کے پاس واپس جا کر جو کچھ اُسنے جواب پایا تھا عرض کر دیا قاصد کے واپس جانے کے بعد عبداللہ بن زبیر نے
امام حسین سے کہا اے ابا عبداللہ یہ وقت تو امیر کے اجلاس کرنے اور امور سلطنت میں مشورہ لینے کا نہیں نہ معلوم اُسنے اسوقت ہمیں کیوں بلایا ہے میرے دل میں گھبراہٹ
پیدا ہو گئی ہے تمہارا کیا خیال ہے امام حسین نے کہا میرا دل گواہی دیتا ہے کہ معاویہ مر گیا کیونکہ کل شب کو میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ معاویہ کا منبر اوندھا ہو گیا اور اُسکے
گھر میں آگ لگ رہی ہے بیدار ہو کر میں نے اس خواب کی تعبیر معاویہ کا مرنا خیال کیا تھا عبداللہ بن زبیر نے کہا اگر یہ خواب سچا ہے تو ہمیں اسلئے بلاتا ہوگا کہ یزید کے
واسطے ہم سے بیعت لے تم اس معاملہ میں کیا کرو گے امام حسین نے کہا میں یزید کی بیعت اختیار نہ کرونگا کیونکہ معاویہ نے میرے بھائی کے ساتھ اس شرط پر عہد کر لیا تھا
اور قسم کھائی تھی کہ اُسکے مرنے کے بعد مجھے خلافت ملیگی اور وہ ہرگز اپنی اولاد میں سے کسی کو خلیفہ مقرر نکرے گا اگر معاویہ مر گیا ہے اور اُسنے اپنے قول و اقرار کو پورا نہیں
کیا ہے تو بڑا اہم کام واقع ہوا ہے۔ کیا تیرا خیال ہے کہ میں یزید کی بیعت اختیار کر لوں یزید شرابی جھوٹا اور علانیہ فسادی شخص ہے وہ کتوں اور چیتوں سے
کھیلتا ہے ہم رسولخدا کے اہلبیت ہیں ہم سے ایسی بات متوقع نہیں ہو سکتی ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ دوسرا قاصد آیا اور کہا امیر تمہارا منتظر ہے امام حسین نے کہا
تجھپر تف ہے کب تک بلائے جائیگا اگر کوئی اور نہ آئے تو نہ آئے میں ابھی آتا ہوں ولید کا قاصد الٹا چلا گیا اور جا کہا کہ حسین نے تیرے کہنے کو منظور کر لیا ہے ابھی میرے
پیچھے آتا ہے مروان نے کہا وہ نہ آئیگا تجھے دھوکا دیا ہے ولید نے کہا ایسی بات نہ کہہ حسین بیوفا نہیں جو کچھ کہتا ہے اُسے پورا کرتا ہے اب امام حسین نے ہمراہیوں سے کہا تم
چلے جاؤ میں بھی اپنے گھر جاتا ہوں پھر ولید کے پاس جاؤنگا دیکھوں کیا کہتا ہے عبداللہ بن زبیر نے کہا میری جان تیرے فدا ہو مجھے اندیشہ ہے کہ مبادا جب تم
اُسکے پاس جاؤ وہ تمہیں قید کر لے یا خدانخواستہ مار ڈالے امام حسین نے کہا میں اسکے پاس تنہا نجاؤنگا اپنے دوستوں میں سے کچھ لوگ ہمراہ لونگا اور کہدونگا کہ
ہتھیار لیں اور زرہ پہن چھپا لیں پھر اگر کسی نے میری طرف بری نگاہ سے دیکھا تو میں اُسے فنا کر دونگا تو جسقدر آسان بات سمجھا ہے اسقدر آسانی سے
مجھپر کوئی قابو نہیں پا سکتا بلکہ سخت مشکل کام ہے اور جو لکھا جا چکا ہے وہ ہو کر رہیگا پھر سب رسولخدا کی قبر پر آئے اور ایکدوسرے کو رخصت کر کے اپنے اپنے گھر گئے
امام حسین نے غسل فرمایا عمدہ لباس پہنا دو رکعت نماز ادا کی پھر کسی شخص کو بھیجکر اپنے دوستوں اور عزیزوں کو بلایا سب حال سنا کر کہا کہ اپنے اپنے اسلحہ زیر دامن چھپا کر
میرے ساتھ چلو ولید کے دروازے پر ٹھہرے رہنا اگر سنو کہ میں بلند آواز سے بول رہا ہوں اور تمہیں طلب کرتا ہوں تو بلا روک ٹوک تم اندر چلے آنا جسے میرے روبرو
دیکھو اُسے ہٹا دینا اور اگر کسی کو میرے قتل کے لئے آمادہ پاؤ تو اُسے مار ڈالنا جبتک تمہیں یہ امر معلوم نہو کہ کوئی میرے قتل کا ارادہ رکھتا ہے تو خاموش بیٹھے رہنا ذرا نہ
ہلنا اسکے بعد رسولخدا کا عصا لیکر گھر سے باہر تشریف لائے تیس یکتا بہادر ساتھ تھے ولید کے دروازے پر پہنچکر انہیں بٹھا دیا اور تاکید انہیں سمجھا دیا اور اندر تشریف
لیجا کے ولید کو سلام کیا اور امارت کی مبارکباد دی ولید نہایت ہی تعظیم و تکریم اور عزت و آبرو سے پیش آیا اپنے برابر بٹھایا امام حسین نے پوچھا کیا حال ہے اور مجھے
کیوں بلایا ہے ولید نے بہت اچھا جواب دیا مروان بھی وہاں موجود تھا اور پیشتر ان دونوں میں رنجش اور عداوت پیدا ہو گئی تھی آپنے فرمایا کیا تم دونوں میں صلح

وصفائی ہوگئی ہے میں اسبات سے خوش ہوا اور یہی بات بہتر ہے باہم صلح سے رہو انھوں نے اسبات کا کچھ جواب نہ دیا پھر امام حسینؑ نے پوچھا آجکل معاویہ کی بیماری کی خبریں سنی جارہی تھیں اس کے حال کی کیا خبر ہے۔ ولید نے کہا آپ کی عمر دراز ہو معاویہ مرگیا ابھی یزید نے مجھے خط لکھ کر اس حال سے مطلع کیا ہے اے ابا عبد اللہ معاویہ تمہارے حق میں مہربان چچا اور نیکخو حاکم تھا۔ امام حسینؑ نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون اللہ تعالیٰ اسکی موت پر تمکو ثواب عظیم عطا کرے اب بتاؤ کہ میرے بلانیکا کیا سبب ہے ولید نے کہا اسواسطے کہ آپ یزید کی بیعت قبول کرلیں کیونکہ تمام مسلمان اس سے رضامند ہیں اور سب نے اسکی بیعت اختیار کرلی ہے امام حسینؑ نے فرمایا یہ معاملہ بہت متحمل ہے تنہائی کی بات ٹھیک نہیں ہوتی کل جسوقت یہ خبر عام ہوگی اور تو اور لوگوں سے بیعت لیگا اسوقت مجھکو بھی بلا لینا پھر جو کچھ مناسب ہوگا دیکھا جائیگا ولید نے کہا اے ابا عبد اللہ تم نے ٹھیک بات کہی مجھے آپکی فضیلت اور بزرگی کے سبب ایسی قسم کی امید تھی امن و امان سے واپس چلے جاؤ کل تمام آدمی جامع مسجد میں جمع ہونگے مروان نے کہا اے امیر تو جو کہتا ہے اسکو جانے دے ابھی قید کرلے یا اٹھا کر تن سے سر جدا کردے کیونکہ اگر حسینؑ اسجگہ سے نکل جائیگا تو پھر تو اسپر قابو نہ پائیگا امام حسینؑ غصہ ہو کر اس کی طرف پلٹے اور کہا کسکی مجال ہے کہ میری طرف تیز نظر سے بھی دیکھ سکے اے بدکار کیا تو میرا سر کاٹیگا یا حاکم قتل دیگا ذرا سامنے آ کہ تجھے حقیقت معلوم ہوجائے پھر ولید کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کیا تو نہیں جانتا کہ ہم رسول خدا کی اہلبیت ہیں ہمارا گھر نزول رحمت اور فرشتوں کی آمد و رفت کا مقام ہے یزید کون ہوتا ہے جسکی بیعت کروں وہ ایک شرابی فاسق آدمی ہے مگر جیسا تو نے کہا ہے کل صبح کو تمام لوگوں کے مجمع کے وقت میں بھی آؤنگا اور جو کچھ کہنے کی بات ہوگی سب کے سامنے کہدوں گا آپکی زبان سے یہ الفاظ بلند آواز سے نکلے اور آپکے دوستوں نے جو آواز کے منتظر تھے سنتے ہی تلواریں نکال لیں اور چاہا کہ ولید کے گھر میں گھس جائیں کہ اتنے میں حسینؑ باہر چلے آئے اور کہا بس ٹھیر جاؤ پھر امام حسینؑ اپنے گھر چلے آئے مروان نے ولید سے کہا تو نے میری بات نہ مانی حسینؑ کو چھوڑ دیا خدا کی قسم اگر قید یا قتل کردیتا تو ہم اس خرخشہ سے بیفکر ہوجاتے ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ غل و شور بلند ہوا اور بنی عدی کے باشندے ولید کے پاس آئے اور کہا تو نے عبد اللہ مطیع کو کس قصور اور کس خطا پر قید کیا ہے اسکی رہائی کا حکم دے اگر اُسپر کوئی جرم ہے تو بیان کر ہم بھی سنیں اور تجھے منصف سمجھیں اگر اس نے کوئی خطا نہیں کی اور تو نے غلط فہمی سے اُسے قید کردیا ہے تو ہم ہرگز اسکی قید کو گوارا نہ کرینگے زبردستی اسے قید خانہ سے نکال لے جائیں گے ولید نے کہا میں نے اُسے بحکم یزید قید کیا ہے مناسب ہے کہ یزید کو میں بھی لکھ بھیجوں اور تم بھی وہاں سے جو کچھ جواب آئے ہم تم اُسپر عمل کریں ابو جہم بن حذیفہ عدوی نے کھڑے ہو کر کہا ہم تم جبتک یزید کے پاس تحریریں بھیجیں اور وہاں سے کوئی جواب آئے گیا اسوقت تک عبد اللہ مطیع قیدی رہے گا عبد اللہ مطیع کے عزیزوں نے کہا ہم ہرگز اُسے قید نہ رہنے دینگے پھر قید خانہ پر چل پڑے اور اُسے چھوڑ لیگئے کسی شخص نے بھی کچھ مزاحمت نہ کی ولید اس سرکشی سے بہت ناراض ہوا اور چاہا کہ یزید کو اطلاع دے اور بنی عدی کی شکایت کرے مگر کچھ مناسب نہ سمجھا اور اس واقعہ کا حال کچھ نہ لکھا دوسرے دن امام حسینؑ اپنے مکان سے باہر تشریف لائے کہ دیکھیں کیا کیفیت ہے مروان کوچہ میں ملا کہا اے ابا عبد اللہ میں تجھے نصیحت کرتا ہوں اور تیری بھلائی کی بات کہتا ہوں کہ یزید کی بیعت منظور کرلے تاکہ تجھے کچھ صدمہ اور رنج نہ پہنچے اور یہ فساد مٹ جائے یزید بھی یہ خبر سنکر تمہارے ساتھ بہت اچھی سلوک کریگا اگر میری بات مان لوگے تو دین اور دنیا دونوں جگہ تمہارا بھلا ہوگا امام حسینؑ نے فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون آج اسلام کمزور ہوگیا اور آدمی مصیبت میں پھنسے گئے اے مروان یزید کون شخص ہوتا ہے جسکی بیعت کیواسطے تو مجھے نصیحت کرتا ہے تو اُسے خوب جانتا ہے کہ وہ شرابخوار اور بدچلن ہے تو نے یہ بات بہت ہی بیوقوفی اور نادانی کی کہی بیشک تجھ اس نصیحت کیواسطے جو ہزار ہا ملامتوں سے زیادہ ہے بُرا نہیں کہتا کیونکہ تجھ سے اسی قسم کے امور سرزد ہونگے اور تو ابھی اپنی ماں کے پیٹ سے بھی نہ نکلا تھا کہ رسول خدا نے تجھ پر لعنت کی تھی پھر تجھ سے کس بات کی توقع ہوسکتی ہے اے دشمن خدا تجھے معلوم نہیں کہ ہم رسول خدا کے اہلبیت ہیں ہم ہمیشہ سچ بولتے ہیں میں نے اپنے نانا محمد رسول اللہ سے سنا ہے کہ آل ابی سفیان اور طلقا کے لئے خلافت حرام ہے جب معاویہ کو میرے منبر پر بیٹھے دیکھو اُسکا پیٹ پھاڑ ڈالنا خدا کی قسم مدینہ والوں نے اُسے میرے نانا کے منبر پر بیٹھے دیکھا اور کچھ نہ کہا نہ اُسے اس حرکت سے روکا اور میرے نانا کا حکم ٹال دیا اسلیئے خدا نے انہیں یزید کے پنجے میں ڈالدیا۔ مروان امیر المومنین حسینؑ کی یہ باتیں سنکر غصہ سے بولا خدا کی قسم میں تجھے یزید کی بیعت لیئے بغیر نہ چھوڑونگا اے آل ابو تراب تم ہمیشہ بدگوئی سے پیش آتے ہو اور آل ابو سفیان کے دشمن ہو اور اس دشمنی کا حق تمہیں حاصل ہے امام حسینؑ نے فرمایا اے دشمن خدا میری سامنے سے دور ہوجا اے پلید ہم اہلبیت پاک اور پاکیزہ ہیں اور خدا نے ہماری شان میں آیہ نازل فرمایا ہے انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا۔ مروان سر جھکا کر خاموش رہ گیا کچھ نہ بول سکا امام حسینؑ نے کہا اے پسر زرقا رسول خدا تیری لعنت خبر دے گئے ہیں کہ قیامت کے دن جسقدر گروہ ہونگی تجھ سے انکی بابت پرسش کیجائیگی اور تجھ سے اور یزید سے میری بابت سوال کیا جائے گا کہ کس لیئے حسینؑ کو اس کے حق سے محروم رکھا مروان غصہ میں بھرا ہوا چلا گیا

اور ولید کے پاس جا کر جو کچھ امام حسین نے کہا سنا تھا سب کہہ سنایا پھر یزید کے نام خط لکھا اور مدینہ کی لوگوں کی کیفیت عبداللہ بن زبیر اور امام حسین کے قول لکھے قید خانہ کو توڑ کر عبداللہ مطیع کے نکال لیجانے سے مطلع کیا اب ولید نے آدمی بھیجکر عبداللہ بن زبیر کو طلب کیا اس نے قاصد سے کہا جا کہدے کہ میں بھی آتا ہوں قاصد نے واپس آکر اسکا پیغام ولید کو سنا دیا ولید نے پھر آدمی بھیجا اور انہوں نے اسے بھی ٹال دیا اب ولید نے پے در پے آدمی بھیجنے شروع کئے یہاں تک کہ ایسا صاف طور پر ولید کے خدمتگار کہنے لگے کہ امیر کے پاس چل اور بیعت اختیار کر ورنہ وہ تجھے قتل کرادے گا عبداللہ کا بھائی جعفر ولید کے پاس آیا اور کہا عبداللہ کی طلبی میں اسقدر سختی نکرے پے در پے پیغام بھیجنے کی بسبب ڈر گیا ہے آج کا دن چھوڑ دے اور رات کے بعد انکو بلائے کل صبح کو وہ تیرے پاس حاضر ہو جائے گا ولید نے کہا یہ بات آسان ہے میری اور تیرے بھائی کی وہی مثل ہے جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان موعدھم الصبح الیس الصبح بقریب پھر آدمی بھیجکر زبیر کے بیٹے عبداللہ کے دروازے پر پہرہ دار مقرر کرکے انکو واپس بلا لیا جب رات ہو گئی عبداللہ نے اپنے بھائی جعفر سے کہا میری رائے ہے کہ بھاگ کر مکہ چلا جاؤں تم سب شاہ راہ سے آجاؤ اور میں راستے سے علیحدہ پہنچ جاؤں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ ولید پھر بلانے کے لئے آدمی بھیجے گا میں نہ ملوں گا پس جب صبح ہوئی تو ولید نے عبداللہ کو طلب کیا اور جب موجود نہ پایا تو جانا کہ بھاگ گیا ہے سخت غصہ ہوا اور گھبرایا مروان نے کہا جب امیر اپنے خیر خواہوں کی اچھی اور مناسب نصیحتوں اور تدبیروں کو نہ سنے گا اور نہ ان پر عمل کرے گا تو اور کیا ہوگا ایسا ہی کچھ ظہور میں آئے گا عبداللہ مکہ کے سوا اور کہیں نہ جائے گا کچھ آدمی اسکی تلاش میں بھیجدے کہ اسے پکڑ لائیں غرض بنی امیہ کے تیس سانڈنی سوار انکو اسکے پیچھے دوڑایا وہ لوگ نہایت سرعت سے روانہ ہوئے مگر اسے نہ پایا آج ولید عبداللہ اور اسکے بھائیوں ہی کی گرفتاری میں مصروف رہا حسین بن علی سے کچھ نہ کہا پھر آدمی بھیجکر عبداللہ کے عزیزوں رشتہ داروں دوستوں اور خدمتگاروں کو پکڑوا کر قید خانہ میں ڈالدیا انہی شخصوں میں اسکا چچازاد بھائی عبداللہ مطیع بھی تھا جسکی ماں عجماء مرن نفیل بن عفیف کی بیٹی تھی وہ بھی قید خانہ میں ڈالدیا گیا اس کا ایک رشتہ دار عبداللہ بن عمر کے پاس گیا اور کہا ولید نے عبداللہ بن مطیع کو بیگناہ اور بیجا قید خانہ میں ڈالدیا ہے اگر تو اسے رہا نکرائے تو ہم خود جا کر خونریزی اور جنگ اختیار کریں تاوقتیکہ وہ رہائی نہ پائے اگر اس عالم میں ہم سب کی جانیں بھی جاتی رہینگی تو کچھ پروا نہیں عبداللہ بن عمر نے کہا تم جلدی نکرو فساد سے باز رہو میں اس معاملہ میں غور و فکر سے کام لیتا ہوں پھر آدمی بھیجکر مروان کو بلایا اور سمجھایا کہ بنی امیہ کو ظلم نکرنا چاہیے کیونکہ ظلم کا نتیجہ بربادی ہے اپنے معاملات میں خلق سے مدد مانگو لوگوں پر سختیاں نہ لگاؤ اگر تم اس طریق پر چلو گے تو خدا ہر کام میں تمہارا مددگار ہوگا۔ نہیں تو تمہیں تمہارے حال پر چھوڑ دیگا۔ عبداللہ بن مطیع نے کیا خطا کی اور اس پر کونسا جرم ثابت ہوا ہے جسکی پاداش میں اسے قید کر رکھا ہے ابھی یہ فیصلہ درپیش ہی تھا کہ یزید کے پاس سے انکی تحریروں کا جواب آگیا لکھا تھا تمہارا خط پہنچا حال معلوم ہوا مدینہ والوں کی بابت جو لکھا ہے کہ وہ میری بیعت کی طرف متوجہ نہیں ہوتے انکو دوبارہ طلب کرکے پھر تاکید شدید کرنی چاہیے اور ان سے بیعت لینی چاہیے عبداللہ بن زبیر کو اس کے حال پر چھوڑ دو وہ جہاں کہیں جائیگا ہماری کمند انکو گلوگیر رہیگی تو لومڑی پھاند سے بھاگ کر کہاں جا سکتی ہے اور اس خط کے جواب کے ساتھ حسین بن علی کا سر میرے پاس بھیجدے اگر تو ان تمام احکام کو خاطر خواہ بجا لائے گا اور میری اطاعت و فرمانبرداری سے باہر نہ ہوگا تو میں تجھے بہت بڑا مرتبہ عطا کروں گا لشکر کثیر کی سپہ سالاری دونگا اور تو بیحد دولت و حشمت والا ہو جائیگا والسلام جب یزید کا یہ خط ولید کے پاس پہنچا اور اسنے مضمون پڑھا سخت فکرمند ہوا کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ اگر یزید تمام دنیا کی دولت بھی مجھے دے تب بھی میں فرزند رسولخدا کے خون میں شریک نہونگا۔ خواہ کچھ ہی کیوں نہو ؛

## سرورِ عالمیان محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والسلام کے مزار پر امیر المومنین حسینؑ کا شاکی ہونا ؛

ایک رات کو امام حسین اپنے مکان سے نکلکر اپنے نانا محمد مصطفےٰ کے روضۂ اقدس پر تشریف لائے اور کہا السلام علیک یا رسول اللہ میں آپ کی فاطمہ کا بیٹا اور تمہارا فرزند ہوں جسکو تم نے رحلت فرمانے کے وقت آپنے امت کے حوالہ کیا اور انکو میری عزت و حرمت کرتے رہنے کیلئے وصیت فرمائی تھی۔ اب صحیح ہو کہ انھوں نے آپ کی وصیت کو بھلا دیا مجھے تنہا چھوڑ دیا میں آج کی رات آپ سے آپکی امت کی شکایت کرتا ہوں اور جب آپ کے پاس آکر ملوں گا تو درد دل کا مفصل حال عرض کرونگا پھر یہ شکایت کرکے اٹھ کھڑے ہوئے نماز پڑھنے لگے تمام رات رکوع و سجود میں گزاردی ولید نے اسدن بوقت شب آدمی بھیجکر امام حسین کا حال معلوم کرنا چاہا اور یہ سنکر کہ آپ گھر میں موجود نہیں ولید نے کہا شکر خدا کہ آپ اس شہر سے تشریف لیگئے اور مجھے یزید کے حکم کی تعمیل نہ کرنی پڑے گی اللہ تعالیٰ مجھے اس بلا سے بچائے جب صبح نمودار ہوئی امام حسین اپنے گھر تشریف لائے دوسری رات

بھی اسی طرح حضرت رسولخدا کی تربت مقدس پر آئے چند رکعت نماز ادا کرکے اللہ تعالیٰ کی جناب میں مناجات کی کہ اے خدا یہ تیرے پیغمبر محمد کی خاک ہے اور میں انکی بیٹی کا بیٹا ہوں مجھے ایسا کچھ معاملہ درپیش ہے جس سے تو ہی آگاہ ہے اور میرے حالات اور دلی کیفیتوں سے بخوبی واقف ہے کہ میں نیکی کو عزیز رکھتا ہوں اور بُرائی سے بیزار ہوں اے ذوالجلال والاکرام اس خاک کے طفیل اور اس شخص کے واسطے جو اس تربت میں مدفون ہے مجھے اپنی اور اپنے رسول کی رضامندی کرامت فرما اسکے بعد آپ بہت روئے اور قبر مطہر پر سر رکھ کر سو رہے خواب میں اپنے نانا محمد مصطفیٰ کو دیکھا کہ بہت سے فرشتوں کے ساتھ جو آپ کے داہنے بائیں اور آگے پیچھے موجود ہیں تشریف لائے امام حسینؑ کو اپنے سینہ سے لگا لیا پھر پیشانی پر بوسہ دے کر فرمایا کہ تو عنقریب ایسے شخصوں کے ہاتھ سے جو اسلام کا دعوے کرتے ہوں گے زمین کربلا میں شہید ہوگا اسوقت تو پیاسا ہوگا اور وہ تجھے ایک قطرہ پانی نہ دیں گے باوجود اس شقاوت کے وہ امید کریں گے کہ میں قیامت کے دن انکی سفارش کروں گا اے خدا تو انہیں شفاعت کی توفیق دے اور انہیں اس دنیا کی کوئی لذت نصیب نہو میرے پیارے حسین تمہارے ماں باپ میرے پاس ہیں اور تیرے دیدار کے مشتاق ہیں اور بہشت میں تیرے واسطے عالیشان درجے مقرر ہیں جو بغیر شہادت حاصل نہیں ہو سکتے امام حسینؑ خواب ہی میں جواب دیتے ہیں کہ اے نانا مجھے اپنے پاس ہی رکھ لیجئے مجھے دنیا میں واپس جانے کی ضرورت نہیں آپ نے فرمایا تجھے شہادت کی سعادت حاصل کرنی ضرور ہے اسکے بعد تجکو وہ مدارج اعلیٰ نصیب ہوں گے جنکا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے وہ مجھے تجھے اور تیرے ماں باپ کو ایکدن خاک تربت سے اٹھائیگا بہشتی لباس کرامت فرمائے گا امام حسینؑ نیند سے بیدار ہوکر بہت پریشان خاطر ہوئے اپنے اہلبیت سے یہ خواب بیان کیا اور اسقدر غمگین تھے کہ اسدن آپکے اہلبیت میں سے کوئی اور اتنا غمناک نہ تھا پھر آپنے مکہ کی طرف جانیکا قصد کیا۔ آدھی رات کیوقت روضۂ رسولخدا پر جاکر دو رکعت نماز پڑھی اپنے نانا سے رخصت ہوکر صبح کے وقت اپنے گھر واپس تشریف لائے محمد بن حنفیہ بھی آگئے اور کہا اے بھائی میری جان تجھ پر سے فدا ہو مجھے دنیا میں آپ سے زیادہ عزیز اور کوئی نہیں ہے تم مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہو میں نے کبھی تم سے کسی نصیحت کو باز نہیں رکھا آج بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں کیونکہ ہم دو تو ایک باپ کے بیٹے ہیں اور تم مجھے مثل نگاہ کے ہو اور اہلبیت میں سب سے زیادہ بزرگ اور جوانان بہشت کے سردار ہو میں آپکو نصیحت کرنا چاہتا ہوں آپ میری نصیحت سنو امام حسینؑ نے فرمایا اے بھائی بیان کرو تمنے کیا سوچا ہے کیونکہ میرے حق میں تمہاری نصیحت فائدہ سے خالی نہ ہوگی محمد نے کہا آپ اپنے آپکو یزید اور اسکے شہروں سے جسقدر ممکن ہو دور رکھیں اور لوگوں سے اپنے واسطے بیعت لیں اگر انہوں نے بیعت کرلی اور فرمانبرداری سے پیش آئے تو شکر خدا کرکے رسولخدا کی سنت اور علی مرتضیٰ کی سیرت کے ساتھ زندگانی کیجئے تاکہ جب موت آجائے تو اللہ تعالیٰ اور ایمان والے اس طرح آپ سے راضی ہوں جس طرح تمہارے باپ اور بھائی سے خوش تھے اور اگر یہ لوگ کسی اور کی بیعت اختیار کریں اور آپکیطرف متوجہ نہوں تو خاموشی کے ساتھ شکر الٰہی بجالاکر خانہ نشین ہوجایئے پھر گھر سے باہر نہ نکلئے اور لوگوں سے ملنا جلنا بند کردیجئے کیونکہ مجھے اس بات کا بڑا اندیشہ ہے کہ آپ کسی شہر میں جائیں اور وہاں کے کچھ آدمی آپکی بیعت کرلیں اور کچھ مخالفت کریں پھر آپ میں اور انمیں معرکہ آرائی وقوع ہو امام حسینؑ نے جواب دیا تمنے بہت اچھی بات کہی اب کس شہر میں جانا مناسب معلوم ہوتا ہے محمد نے کہا فی الحال مکہ تشریف لیجائیے وہاں کے باشندوں نے آپ سے بیعت کی تو اچھی بات ہے اور اگر نہ کریں تو آپ یمن کو چلے جائیں وہاں کے آدمی آپ کا ساتھ دیں گے ورنہ آپ وہاں سے پہاڑ کی چوٹی میں شہر بشہر گشت کریں اور دیکھیں کہ انجام کیا ہوتا ہے امام حسینؑ نے فرمایا خدا کی قسم اگر دنیا بھر میں میرا ایک بھی دوست نہو گا اور کسی جگہ بھی امن و امان نہ پاؤں گا تب بھی یزید کی بیعت اختیار نکروں گا کیونکہ رسولخدا نے آل ابی سفیان کے حق میں بد دعا کی تھی "اللھم لاتبارک فی یزید" یہ کہکر محمد حنفیہ خاموش ہو رہے اور کچھ دیر تک اپنے بھائی کے ہمراہ روتے رہے پھر امام حسینؑ نے کہا اے بھائی اللہ تعالیٰ تجھے جزائے نیک عطا کرے کہ تو نے مشفقانہ رائے دی اور اچھی رائے دی ہے میں امید کرتا ہوں کہ تیری رائے کا نتیجہ اچھا ہوگا میں اسوقت مکہ جانے پر کمربستہ ہوں بھائی بھتیجوں اور دوستوں کو اپنے ہمراہ لئے جاتا ہوں وہ سب میرے امر میں مجھ سے متفق ہیں اور مخالفت نہ کریں گے اگر تم مدینہ میں رہنا چاہو گے تو کچھ دقت کی بات نہیں تمہیں کوئی نہ ستائیگا مگر لازم ہے کہ ان لوگوں کے قول و فعل اور حالات سے خبردار رہکر جو کچھ واقعات پیدا ہوں انسے برابر مجھے مطلع کرتے رہو۔ یزید اور اسکے دوستوں کی کوئی بات مجھ سے پوشیدہ نہ رکھو اسکے بعد ایک وصیت نامہ لکھا اور اپنے بھائی کے حوالہ کیا

## امیرالمومنین حسینؑ کا وصیت نامہ اپنے بھائی محمد حنفیہ کے نام

جب امام حسینؑ نے مکہ تشریف لیجانیکا ارادہ مصمم کرلیا تو دوات اور قلم اور کاغذ طلب کرکے وصیت نامہ لکھا مضمون یہ تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ وصیت حسین بن علی نے اپنے بھائی محمد حنفیہ کیواسطے لکھی ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہی اسکا کوئی شریک نہیں اور محمد اس کا بھیجا ہوا پیغمبر ہے جو کچھ آنحضرتؐ نے فرمایا سب سچ ہے بہشت اور دوزخ برحق ہے قیامت آنیوالی ہے اس کے واقع ہونے میں ذرا شک نہیں اللہ تعالیٰ تمام آدمیوں کو قبروں سے زندہ کرکے اُٹھائیگا میں حسینؑ یوں کسی ظلم یا فساد یا خواہش یا دوری حق کے اندیشہ کے سبب مدینہ سے باہر نہیں جاتا ہوں بلکہ محض امت محمدی کی درستی کے واسطے جاتا اور چاہتا ہوں کہ نیکی کی ہدایت اور بدی کی ممانعت کے شرائط لوگوں پر ظاہر کروں میں نے جناب مصطفیٰ صلعم سے اس امر کو سنا ہے کہ حسینؑ کی عمر کا خاتمہ قتل سے ہوگا جب آپ بیان تک فرما چکے تو عبداللہ بن عباس نے کہا میری یہ رائے ہے کہ آپ یزید کی بیعت اختیار کرلیں اور جس طرح معاویہ کے زمانہ میں صبر کیا ہے یزید کے عہد میں بھی صبر کرتے رہیں یہاں تک کہ حکم خدا سے کوئی ایسا عمدہ موقعہ پیدا ہو جائے جس سے آپ کو فائدہ پہنچے امیرالمومنین حسینؑ نے فرمایا یہ کیا کہتے ہو میں وہ شخص نہیں ہوں جو یزید کی بیعت اختیار کرلوں اور اُس کے کہنے پر چلوں حضرت رسولخدا نے اُس کے اور اُسکے باپ کے حق میں جو کچھ فرمایا ہے وہ عیاں ہے عبداللہ بن عباس نے کہا اے اباعبداللہ آپ نے جو کچھ فرمایا سچ ہے میں نے بھی آنحضرت سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے اے یزید مجھے تیرے ساتھ کیا معاملہ آپڑا ہے خدا یزید کو برکت نہ دے کیونکہ وہ میرے بیٹے اور میری بیٹی کے فرزند حسین بن علیؑ کو قتل کرے گا اُس خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت و اختیار میں محمد کی جان ہے کہ میرے فرزند کو اور کوئی قوم قتل نہ کرے گی مگر وہی لوگ قتل کریں گے اور کوئی شخص بھی اُنکی امداد نہ کرے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ اُن کے دلوں میں مخالفت ڈالدیگا پھر عبداللہ بن عباس نے کہا اے خدا سچ ہے اے حسینؑ میں دنیا میں کسی شخص کو رسولخدا کے بیٹی کا فرزند آپ کی ذات کے سوا نہیں پاتا اور اس امت پر حضور کی امداد و نصرت ایسی فرض ہے کہ اس بغیر اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کی نماز اور زکوٰۃ کو بھی قبول نہ فرمائے گا امام حسینؑ نے فرمایا اے ابن عباس تو اس گروہ کو کیا سمجھتا ہے جو رسولخدا کے فرزند کو اُسکے گھر وطن اور جائے پیدایش سے نکالدے اور حرم میں اور تربت رسول کی زیارت سے محروم کرے اور اسقدر ڈرائے کہ وہ کسی گاؤں اور جگہ میں ٹھہر سکے پھر اُسکے قتل کا ارادہ کرے حالانکہ اسکی کچھ خطا اور قصور نہو نہ وہ مشرک ہو عبداللہ نے کہا اسکے سوا اور کیا سمجھوں کہ وہ لوگ کافر اور خدا اور رسول کے دشمن ہیں لا یاتون الصلوٰۃ الا وھم کسالیٰ ولا یذکرون اللہ الا قلیلا فلن تجد لہ سبیلا اے فرزند رسول تم امیر اور سردار اور بزرگ شخص ہو رسولخدا کے بیٹے اور رسول صلعم کی بیٹی کے نور نظر اور علی مرتضیٰ علیہ السلام کے جگر گوشہ ہو یہ خیال نہیں ہوسکتا کہ اللہ تعالیٰ ظالموں کے افعال سے بیخبر رہے گا میں گواہی دیتا ہوں کہ جو شخص تیرے نانا کے رستہ اور طریقے سے پھرے گا اُسے عاقبت میں کچھ نصیب نہوگا امام حسینؑ نے فرمایا اے خدا میں بھی گواہی دیتا ہوں عبداللہ نے کہا میری جان آپ پر سے فدا ہو معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنی وفات سے مطلع کرتے اور مجھے اپنے واقعات کی خبر دیتے ہیں اور امداد و اعانت کے خواستگار ہیں اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی اور خدا نہیں کہ میں آپ سے آگے بڑھ کر اسقدر شمشیر زنی کروں گا کہ میرے دونو ہاتھ لنگڑ جائیں اور پھر بھی آپ کے حق مجھ سے ادا نہونگے۔ عبداللہ بن عمر نے کہا اے ابن عباس اس بات سے باز آ پھر امام حسینؑ کی طرف مخاطب ہو کر بولا اے اباعبداللہ تم اس ارادہ کو جو پیش نظر ہے ترک کردو اور ہمارے ساتھ مدینہ کو پھر چلو اور جس طرح اور لوگوں نے یزید سے بیعت کرلی ہے تم بھی اس سے بیعت کرلو اور اپنے مکان اور اپنے نانا کی تربت سے آپ علیحدہ نہوں اور اپنے اور پرائے گروہ کی حجت قائم ہونے دو جسکے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے اگر تم یہ چاہتے ہو کہ یزید سے بیعت نکرو تو وہ تمہیں اسکے لئے ضرور مجبور کریں گے اور وطن میں اطمینان سے بیٹھنے ندیں گے تاوقتیکہ آپ اسکی بیعت اختیار نہ کریں اور ممکن ہے کہ یزید کی عمر بہت تھوڑی ہو اور ہم تم اسکی طرف سے نجنت ہو جائیں امام حسینؑ نے فرمایا ایسی باتوں پر تف ہے جبتک آسمان و زمین قائم ہیں کیا تو سمجھ سکتا ہے کہ میں غلطی پر ہوں اُسے بیان کر کہ میں باز آجاؤں عبداللہ بن عمر نے کہا آپ غلطی پر نہیں ہیں نہ آپ سے ایسا ہونا ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی دختر کے فرزند کو غلطی یا سہو میں مبتلا کرے مگر آپنے بھی سنا ہی ہوگا کہ زمانہ کا رنگ بدلا ہوا ہے مبادا آپکے خلاف اُٹھ کھڑے ہوں اور کوئی ایسی حرکت کر بیٹھیں جسکے مقابلہ کی طاقت آپ میں نہو اسلئے مناسب ہے ہمارے ساتھ مدینہ کو واپس چلے چلو امام حسینؑ نے فرمایا میں ہرگز یزید کی بیعت نہ کروں گا بلکہ اپنے نانا رسولخدا کی سنت اور اپنے باپ علی مرتضیٰ کی خصلت اور خلفائے راشدین کی طریقہ پر چلوں گا جو شخص میری اطاعت کرے گا وہ حق بات کو سُنے گا نیکی اور سلامتی حاصل کریگا اور جو شخص انکار کرکے دائرہ اطاعت سے باہر ہوگا تو میں اسپر صبر کروں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ

مجھ میں اور تمہیں فیصلہ کردے گا اور وہی سب سے اچھا حاکم ہے میری یہی وصیت ہے پھر اپنے بھائی محمد کی طرف متوجہ ہو کر کہا اللہ تعالیٰ تمکو توفیق نیک عطا کرے اے بھائی اب میں تم سے رخصت ہوتا ہوں ۔ اُس پر سلام ہے جس نے ہدایت پائی اور خدائے بزرگ و برتر کے سوا اور کسی میں کچھ قدرت و طاقت نہیں ہے اب بیعت نامہ لپیٹ کر اپنے بھائی کو دے دیا اور انہیں رخصت کرکے خود رات کے وقت اہلبیت اور عزیزوں اور دوستوں سمیت بسمت مکہ روانہ ہوئے شعبان کی تیسری تاریخ اور ستّٰہ ہجری تھا۔ شارع عام پر چلے جاتے تھے اور یہ آیت تلاوت فرماتے تھے فخرج منہا خائفا یترقب قال رب نجنی من القوم الظالمین آپ کے چچازاد بھائی مسلم بن عقیل نے کہا اگر ہم شارع عام سے علیحدہ ہو کر غیر معین رستہ سے عبداللہ بن زبیر کی طرح چلیں تو بہتر ہے کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ ولید کچھ آدمیوں کو ہمارے پیچھے نہ بھیجدے ہم شارع عام پر ہونگے تو بہ آسانی انہیں مل جائیں گے اور مشکل واقع ہوگی امام حسین نے فرمایا شارع عام اور سیدھے رستہ پر ہی چلنا اچھا ہے ہم اسی رستہ سے چلیں گے اور مکہ کے مکانات پر نظر جمائینگے اور جو حکم الٰہی ہے وہ ہو کر ہی ہوگا غرض مشہور اور عام رستہ سے سفر اختیار کیا چند فرسخ ہی گئے ہونگے کہ عبداللہ بن مطیع عدوی حاضر ہوا اور کہا میری جان آپ پر فدا ہو اے فرزند رسول خدا کہاں کا ارادہ ہے اور کس غرض سے آپ نے فرمایا فی الحال تو مکہ جانے کا قصد ہے اور وہاں پہنچنے کے بعد اپنے معاملات پر غور کرکے جیسا کچھ مناسب معلوم ہوگا اُس کے مطابق عملدرآمد کروں گا۔ عبداللہ نے کہا سلامتی اور بہبودی خدا کرے آپکے ارادے اور تجویز کے شامل حال رہے ۔ اگر حکم ہو تو جو کچھ میرے دل میں ہے وہ بھی عرض کردوں امام حسین نے کہا ہاں کیا کہنا چاہتا ہے بیان کر عبداللہ نے کہا کہ مکہ میں پہنچکر آپ اسی جگہ قیام رکھنا اور اہل کوفہ پر ذرا بھروسہ نہ کرنا آج آپ سردار اور عرب کے سربرآوردہ شخص ہیں خدا کے گھر میں قیام کریں کوفیوں کا کچھ اعتبار نہیں اور نہ اُن کے کسی قول و اقرار کا بھروسہ اگر خدانخواستہ آپ کو کوئی حادثہ پیش آئے گا تو تمام اہلبیت ہلاک ہوجائیں گے حضرت اُسے دعائے خیر دے کر آگے روانہ ہوگئے جب مکہ کے قریب پہنچے اور وہاں کے پہاڑ نظر آنے لگے تو یہ آیت پڑھی ولما توجہ تلقاء مدین قال عسیٰ ربی ان یہدینی سواء السبیل غرض داخل مکہ ہونیکے وقت وہانکے تمام آدمی استقبال کیلئے آئے نہایت ہی شاد و مسرور ہوئے اب ہر روز صبح و شام لوگ آپکی خدمت میں حاضر ہونے لگے عبداللہ بن زبیر بھی اسجگہ تھا اُس کو آپ کا تشریف لانا ناگوار گزرا کیونکہ وہ خود اس امر کا خواہشمند تھا کہ کوفہ والے اُس سے بیعت کرلیں لیکن اس مطلب کو ظاہر نہونے دیتا تھا خود بھی ہر روز آپکی خدمت میں آنے جانے لگا اور آپکے پیچھے نماز پڑھتا اور ہمراہ رہکر حالات سنا کرتا اور خوب سمجھتا تھا کہ امیر المومنین امام حسین کے سامنے مجھے فروغ حاصل نہ ہوگا اور کوئی شخص مجھ سے بیعت نہ کرے گا شعبان کے مہینے کے چند روز باقی تھے کہ امام حسین مکہ میں تشریف لاکر مقیم ہوئے اور رمضان و شوال و ذیقعدہ کا مہینہ آپ نے مکہ میں گزارا عبداللہ بن عباس و عبداللہ بن عمر بھی مکہ ہی میں تھے انھوں نے مدینہ جانیکا قصد کیا اور جب مصمم ارادہ کرچکے تو حسین کی خدمت میں حاضر ہوئے عبداللہ بن عمر نے کہا اے ابا عبداللہ آپ کو معلوم ہی ہے کہ کوفہ والے آپکے خاندان کے کیسے دشمن ہیں آپ کو انکی طرف سے بہت کچھ احتیاط رکھنی اور اپنے آپ کو اُن سے بچانا لازم ہے آپ انکے قول و اقرار پر اعتماد نہ کرنا دوسری بات یہ ہے کہ لوگوں نے یزید سے بیعت کرلی ہے اور مکہ والے بھی دولت و زر کے لالچ سے اُسکی طرف جھکینگے انکا ساتھ چھوڑدینگے یا شہید کریں گے آپکے قتل ہوجانے سے تمام اہلبیت برباد ہوجائیں گے بہتر ہے کہ آپ امن و امان سے اپنے گھر میں بیٹھے رہیں اور تمام جھگڑوں اور مخمصوں سے الگ تھلگ رہیں امام حسین نے فرمایا اے ابن عمر افسوس تو اس بات کا ہے کہ یہ لوگ مجھے گھر میں نہ بیٹھنے دیں گے مجھ سے وہ بیعت چاہیں گے اور اگر میں انہیں سے کنارہ کرکے کسی نامعلوم جگہ چلا جاؤں گا تو بھی ڈھونڈ نکالینگے اور بیعت یزید کے لئے مجبور کرینگے اور اگر انکار کروں گا تو قتل کردیں گے اے ابا عبدالرحمان تو نے سنا ہوگا کہ بنی اسرائیل نے پو پھٹنے سے سورج کے نکلنے تک ستر پیغمبروں کو قتل کردیا تھا اسکے بعد بے اطمینان تمام بازاروں میں جا بیٹھے اور لین دین میں مصروف ہوگئے تھے خدا نے انکو ایسے بڑے گناہ کے لئے سزا دینے میں ڈھیل کی اور عذاب نازل کرنے میں جلدی نہ کی مگر انجام کار انکو پکڑ لیا اور خدا ہی سب سے بہتر بدلا لینے والا ہے اے ابا عبدالرحمان خدا سے ڈرنا اور میرا ساتھ نہ چھوڑنا اور امداد سے منہ نہ موڑنا تو میرا مددگار رہ اور بعد نماز دعائے خیر سے یاد کرتا رہ اگر تو اس وقت مجبور ہے اور میرا ساتھ نہیں رہ سکتا تو میں تجھے معاف رکھتا ہوں دعائے خیر سے تو فراموش نہ کرنا پانچوں وقت کی نمازوں کے بعد تو میرے لئے دعا کرتے رہنا ان لوگوں کی بیعت اختیار کرنے میں جلدی نہ کرنا اسقدر ضرور توقف کرنا چاہئے کہ تجھے انجام کار کی اطلاع ہوجائے عبداللہ بن عمر نے کہا اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت میں آپکے نانا کو برگزیدہ کیا اور انہوں نے دنیا کو ترک کردیا تم اُسی رسول کے فرزند ہو خدا کی قسم تمکو دنیا سے کچھ فائدہ نصیب نہوگا اور نہ تمہارے اہلبیت ہی میں سے کسی کو میسر ہوگا کیونکہ تم سے دنیا دور کردی گئی ہے اور آخرت جو سب سے افضل ہے تمہارا ہی حصہ قرار دیا گیا ہے اسکے بعد رو کر امام حسین کو رخصت کیا اب آنحضرت نے عبداللہ بن عباس کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا تو بھی

باپ کے چچا کا بیٹا ہے میرے باپ نے ہمیشہ تیری عمدہ رائے سے مدد لی ہے اب تو نے مدینہ جانیکا قصد کر لیا ہے سلامتی سے واپس چلا جا جو کچھ امور وہاں پر تجھے پیش آئیں اور حالات معلوم ہوں اُنسے مجھے اطلاع دیتے رہنا میں مکہ ہی میں قیام رکھونگا جبتک یہاں کے لوگ میرے دوست رہیں گے اور مدد میری کریں گے جب یہ معلوم ہو جائے گا کہ ان کے ارادے بدل گئے ہیں اور میرا ساتھ نہ دینگے تو میں بھی اسی کلمہ کو اختیار کروں گا جو ابراہیم پیغمبر آگ میں ڈالے جانے کے وقت فرماتے تھے کہ حسبنا اللہ ونعم الوکیل اور پھر میں کسی اور جگہ چلا جاؤنگا اسکے بعد تینوں صاحب رونے لگے امام حسینؑ نے عبداللہ بن عباس وعبداللہ بن عمر کو رخصت کر دیا وہ بسمت مدینہ روانہ ہو گئے امام حسینؑ نے مکہ میں قیام کیا اور نماز و روزے میں مشغول رہتے تھے۔

## امیر المومنین حسین بن علیؑ کے نام کوفیوں کا پیغام پہنچنا

جب کوفہ والوں نے سنا کہ امیر المومنین حسین مکہ میں تشریف لائے ہیں تو امیر المومنین کے دوستوں میں سے کچھ لوگوں نے سلیمان بن صرد خزاعی کے گھر میں جمع ہو کر جلسہ کیا سلیمان نے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا بیان کر کے رسول خدا پر درود بھیجا پھر حضرت علیؑ کے کچھ مناقب بیان کئے اور دعائے خیر کے بعد کہا اے لوگو تم نے معاویہ کے مرنے کی خبر سن لی اور جان لیا ہے کہ اسکی جگہ یزید نے لی اور جاہل لوگوں نے اسکی بیعت اختیار کی ہے امام حسین کو اسکی بیعت سے انکار رہا آل ابو سفیان کی فرمانبرداری منظور نہیں اب مکہ میں تشریف لائے ہیں تم ان کے ہواخواہ ہو اور اسکے پہلے ان کے باپ کے دوستدار تھے آج امام حسینؑ کو تمہاری امداد کی ضرورت ہے اگر تم مددگار ہو اور ساتھ دو اور کچھ پس و پیش نہ ہو تو ان کے نام خطوط روانہ کرو اپنے ارادوں سے آگاہی دو اور اگر یہ جانتے ہو کہ تمکو کاہلی اور سستی اور دل برداشتگی پیدا ہو گی اپنے اقراروں کو پورا نہ کر سکو گے تو خاموش ہو رہو کیونکہ ابھی اس مہم کا آغاز ہی ہے آنحضرت کو اپنے وعدوں اور امداد کا بھروسہ نہ دلاؤ ان سب لوگوں نے برضا و رغبت جواب دیا کہ ہمنے تیرا کہنا سنا اور منظور کر لیا ہاں ہم آنحضرت کی مدد کریں گے ان کی رضامندی میں ہماری جانیں بھی جاتی رہینگی تو کچھ پروا کی بات نہیں سلیمان نے اُنسے اس معاملہ کی بابت مستحکم اقرار اور وعدے لئے اور حجت قایم کی کہ بیوفائی نکرنا اپنے قول سے نہ پھرنا سبنے نہایت ہی سچائی اور دلی ارادہ سے جواب دیا کہ ہم بالکل ثابت قدم رہیں گے امام حسینؑ کی خوشنودی کے لئے جانیں تک دیدیں گے اب سلیمان نے اُن سے کہا کہ تم سب لوگ امام حسینؑ کے نام ایک ایک خط بھیجکر اپنے دلی ارادے اور اعتقاد سے مطلع کرو اور درخواست کرو کہ آپ یہاں آجائیں انھوں نے کہا تیرا ہی لکھنا کافی ہے اپنی طرف سے ایک خط لکھکر ہم سبکے ارادوں سے مطلع کر دے سلیمان نے کہا بہتر ہے کہ تم سب علیحدہ علیحدہ ایک ایک خط لکھکر روانہ کرو غرض سبنے اس مضمون کا ایک ایک خط لکھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ خط حسین بن علی امیر المومنین کے نام سلیمان بن صرد اور مسیب بن نجبہ حبیب بن مظاہر رفاعہ بن شداد عبداللہ بن وایل اور باقی اور تمام شیعوں اور اسلام کے خیر خواہوں کی طرف سے لکھا جاتا ہے کہ ہم سب بہت ہی اور تمہارے باپ مکار دشمن کی موت سے خوش ہیں اور شکر الٰہی بجالاتے ہیں کہ اسکو ہلاک کر دیا جن حیلوں فریبوں اور مکاریوں سے اُس نے خلافت پر قبضہ کیا تھا اُن بری خصلتوں اور مذموم حالات کی تشریح نہیں ہو سکتی وہ مسلمانوں کی رضامندی بغیر انکے سروں پر حکومت کرتا تھا امت کے اچھے اچھے لوگوں کو قتل کرتا بدترین اشخاص کو زندہ رکھتا تھا انجام کار اللہ جل شانہ نے ظالموں میں تفرقہ ڈالا با فقد کما بعدت ثمود شکر خدا کہ وہ دنیا سے اُٹھ گیا اب سنا جاتا ہے کہ اسکا لعین بیٹا اسکی جگہ بیٹھ گیا ہے ہم اسکی خلافت اور امارت پر رضامند نہیں اور نہ کبھی پسند کریں گے ہم پہلے آپ کے باپ کے ہواخواہ اور دوست تھے اب تمہارے مددگار اور معاون ہیں ان خطوط کے مضمون سے اطلاع ہوتے ہی حضور سعادت و برکت کے ساتھ تشریف لائیں ہمارے پاس خوشی اور خورمی کے ساتھ آئیں ہمارے سردار ہیں آپ ہمارے حاکم اور خلیفہ ہیں آج ہمارا نہ کوئی امیر ہے نہ پیشوا جس کے پیچھے ہم نماز جمعہ اور دوسری نمازیں ادا کریں نعمان بن بشیر یزید کی طرف سے یہاں پر موجود ہے مگر اسے کوئی عزت یا درجہ یہاں پر حاصل نہیں دن رات محل امارت میں پڑا رہتا ہے نہ کوئی اسے خراج دیتا ہے نہ اسکے پاس جاتا ہے اگر وہ کسی کو طلب کرتا ہے تو کوئی اسکا کہنا نہیں کرتا بالکل بے وقعت امیر ہے اگر آپ ہماری درخواست قبول فرما کر تشریف لے آئیں گے تو ہم اسے یہاں سے نکال دینگے بخیر و عافیت آپ کے تشریف لاتے ہی لشکر فراہم کر دینگے اچھی خاصی قوت ہم پہنچ جائے گی پھر شام پر چڑھائی کر کے بدخواہ دشمن کو دور کر دیں گے انشاء اللہ تعالیٰ خدا ہمارے کاموں کو تمہارے وسیلہ سے درست کر دے گا والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پھر خط لپیٹ کر اور مہریں لگا کر دو شخصوں عبداللہ بن سبیع ہمدانی اور عبداللہ بن بمع بکری کے حوالے کر دئے کہ امیر المومنین حسینؑ کی خدمت میں پہنچا دیں انھوں نے مکہ پہنچکر وہ خط حوالے کر دئے امام حسینؑ نے

پڑھ کر اور حال دریافت کر کے خاموش ہو رہے نہ قاصدوں سے کچھ فرمایا نہ خطوں کا جواب لکھا۔ صرف اُن کو خوش کر کے واپس بھیجدیا اُنھوں نے کوفہ میں پہنچکر تمام حال عرض کیا اب کوفہ کے بڑے بڑے سردار قیس بن مسہر صدوانی و عبداللہ بن عبدالرحمان ارحبی۔ عامر بن وائل التیمی وغیرہ ڈیڑھ سو سے زیادہ مشہور و معروف اشخاص بجانب مکہ روانہ ہوئے اور امیر المومنین حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر ہر ایک نے کمی و کئی خط رئیسان کوفہ کی طرف سے پیش کئے جن میں آپکے بلانے کی درخواستیں شامل تھیں اور زبانی بھی کہا کہ آپ کوفہ تشریف لیجائیں بلکہ ہمارے ہمراہ چلیں امام حسینؑ نے کوفہ جانے میں تامل کیا اور انہیں بھی کچھ جواب نہ دیا اب دو قاصد اور آئے۔ اور کوفیوں کے خط لائے۔ یہ آخری خط تھے جنہیں امام کو دیا تھا اور ہانی بن ہانی سبیعی سعد بن عبداللہ حنفی نے اس مضمون کے خط لکھے کہ امیر المومنین علیؑ کے دوستوں کی طرف سے امیر المومنین حسینؑ کو معلوم ہو کہ تمام کوفے والے آپکی تشریف آوری کے منتظر ہیں سب کے سب آپکی خلافت اور امارت پر متفق ہیں اب ذرا تامل نکرنا چاہئے بہت جلدی تشریف لائے یہاں پہنچنے اور فوج کشی کرنیکا یہی وقت ہے صحرا سرسبز ہیں میوے پک گئے ہیں دیہاتیں چارہ بکثرت ہے فی الفور آنا چاہئے کسی قسم کا پس و پیش نہونا چاہئے جس وقت آپ کوفہ میں داخل ہو جائیں گے تو وہ تمام فوجیں جو آپکے لئے فراہم کی گئی ہیں آپکے پاس حاضر ہو جائیں گی اور خدمت گزاری اور جان نثاری کے لئے کمر بستہ ہونگی والسلام علیک و رحمۃ اللہ و برکاتہ امام حسینؑ نے ہانی اور سعید سے پوچھا یہ خط کن شخصوں نے لکھے ہیں اُنھوں نے کہا اے رسولِ خدا کے فرزند شبث ربعی۔ حجار بن ابجر۔ یزید بن حارث۔ یزید بن رویم عروہ بن قیس عمر بن حجاج اور محمد بن عمیر نے متفق ہو کر یہ خط لکھے ہیں اب امام نے اُٹھ کر وضو کیا اور رکن و مقام کے بیچ میں نماز ادا کی پھر نماز سے فارغ ہو کر دعا مانگی اور اس معاملہ کے خاتمہ کے لئے اللہ تعالیٰ سے مدد چاہی فانہ ذالک والقادر علیہ اسکے بعد کوفیوں کے خطوں کا جواب لکھا کہ بسم اللہ الرحمان الرحیم حسینؑ ابن علی کی طرف سے مومنین کی جماعت کو واضح ہو کہ ہانی بن ہانی اور سعید بن عبداللہ نے حاضر ہو کر تمہارے خط پیش کئے احوال مندرجہ معلوم ہوا تمہارے مطلب اور مدعا میں ذرا کمی نکیجائیگی اپنے چچازاد بھائی مسلم بن عقیل بن ابیطالب کو تمہارے پاس بھیجتا ہوں کہ تمام حالات اور تمہاری باتوں کی سچائی کا اندازہ کر کے مجھے اطلاع دے جب وہ تمہارے پاس پہنچے اپنے حالات سے اُسے باخبر کرو اگر تم اسی اقرار اور عہد پر قایم ہو جس کا ذکر خطوں میں درج ہے تو اس سے بیعت کر لو ہر طرح سے اسکی مدد کرو اُس کے ساتھ سے علیحدہ نہو وہ امام جو اللہ تعالیٰ کی کتاب پر عمل کرتا ہے اور صاحب علم و انصاف ہے اس امام سے جو ظالم اور فاسق ہے بہتر ہے اللہ تمہیں اور ہمیں راہ راست اور پرہیزگاری کی توفیق عطا کرے واللہ سمیع الدعا و ہو القادر علی ما یشاء والسلام علیک و رحمۃ اللہ و برکاتہ پھر خط کو تمام کر کے بند کر دیا مُہر لگا کر مسلم ابن عقیل کے حوالے فرمایا اور کہا میں تجھے کوفہ بھیجتا ہوں وہاں جا کر دریافت کرنا کہ ان لوگوں کی زبانیں انکی ان تحریروں کی مطابق ہیں یا نہیں وہاں پہنچنے کے بعد ایسے شخص کے گھر اترنا جو سب سے زیادہ اعتماد کے لایق اور ہماری دوستی میں پورا ثابت قدم معلوم ہو وہاں کے باشندوں کو میری بیعت اور فرمانبرداری کی ہدایت کرنا اُن کے دلوں کو آل ابوسفیان کی طرف سے پھیر دینا اگر یہ بات معلوم ہو کہ اُن کے اقرار سچے ہیں اور جو کچھ کہتے اور لکھتے ہیں اُسکو پورا کریں گے تو بہت جلدی مجھے لکھ بھیجنا اور جو امور مشاہدہ سے گذریں انہیں مفصل درج کر دینا میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تجھے اور مجھے شہادت کا درجہ عطا فرمائے گا اس کے بعد آپس میں بغلگیر ہو کر ملے اور روتے ہوئے ایک دوسرے کو رخصت کیا مسلم نے کوفہ کا رستہ لیا پوشیدہ سفر کیا کہ بنی امیہ میں سے کسی کو اس حال کی خبر نہو جائے مبادا وہ یزید کو خط لکھ کر تمام حالات سے مطلع کر دے جس وقت مسلم مدینہ میں داخل ہوئے تو مسجد رسولؐ میں آکر دو رکعت نماز پڑھی آدھی رات کے وقت اپنے عزیزوں اور دوستوں سے رخصت ہو کر سفر کوفہ اختیار کیا اور قیس بن عیلان کے قبیلہ کے دو رہبر ساتھ لئے کہ غیر معروف راستہ سے کوفہ میں پہنچا دیں کچھ دور چلکر دونو رہبر رستہ بھول گئے اور غلطی سے ایسے میدان میں جا پہنچے جہاں پانی کا نام و نشان نہ تھا انجام کار دونو رہبر پیاس کی شدت سے مر گئے اب مسلم بہت ہراساں ہو کر ادھر اُدھر پانی کی تلاش میں دوڑے مگر کسی جگہ پانی نہ پایا آخر کار ایک گاؤں مضیق نام میں پہنچکر پانی پیا ساتھیوں اور مویشیوں اور گھوڑوں کو بھی پانی دیا پھر کچھ دیر آرام لیکر امیر المومنین حسینؑ کے نام خط لکھا تمام کیفیت درج کر کے یہ بھی تحریر کیا کہ مجھے یہ سفر مبارک نہیں ہوا فال بد معلوم ہوتی ہے آپ مجھے اس سفر سے معاف رکھیں والسلام جس وقت مسلم کا یہ خط امام حسینؑ کے پاس پہنچا احوال مندرجہ سے واقف ہو کر یہ جواب تحریر فرمایا بسم اللہ الرحمن الرحیم حسینؑ بن علی امیر المومنین کی طرف سے مسلم بن عقیل کو معلوم ہو کہ تمہارا خط آیا مضمون معلوم ہوا تمہارا یہ لکھنا کہ مجھے اس سفر سے معاف رکھو بڑے تعجب کی بات ہے معلوم ہوتا ہے سستی و دل شکستگی کی وجہ سے یہ خط لکھا گیا ہے تم اپنے دل کو مضبوط رکھو کسی امر کا خوف نکرو اور جس کام کا حکم دیا ہے اُسے انجام دو والسلام علیک و رحمۃ اللہ مسلم نے امام حسینؑ کا یہ خط پڑھ کر کہا امیر المومنین نے مجھ پر یہ الزام قایم کیا ہے جسکا مجھے خیال تک نہیں مجھکو کاہل اور شکستہ دل قرار دیا ہے سبحان اللہ مجھے کس وقت اور کس جگہ ایسا پایا پھر وہاں سے بسمت کوفہ روانہ ہوئے اثناء راہ میں ایک

شخص کو دیکھا کہ اس نے ایک ہرن کا شکار کیا ہے اور اسے گرا کر ذبح کر رہا ہے مسلم نے اس مشاہدہ سے اچھی فال لی کہ انشاء اللہ ہم بھی اپنے دشمنوں کو قتل کریں گے پھر داخل ہو کر مسلم بن مسیب کے گھر میں قیام کیا یہ مکان مختار بن ابو عبیدہ ثقفی کا بنایا ہوا تھا امیر المومنین علیؑ کے دوست مطلع ہو کر آپ کے پاس حاضر ہوئے مسلم نے امام حسین کا خط پڑھ کر سنایا جب انہوں نے حسین کا خط اور علی کا نام سنا خوب زار زار روئے اور دردِ اشتیاق اپنے الفاظ زبانوں سے ادا کیا پھر ایک ہمدانی شخص عابس بن ابی حبیب نے مسلم کے پاس آکر کہا میں اور لوگوں کی دلوں اور بھیدوں سے بے خبر ہوں جو کچھ مجھے کہنا ہے محض اپنی طرف سے کہتا ہوں کہ میرا دل اور جان فرزند رسول کی دوستی کے وقف ہیں خدا کی قسم یہی بات ہے میں تمہارے آگے کھڑے ہو کر شمشیر زنی کروں گا تمہارے دشمنوں کو مارونگا یہاں تک کہ میری تلوار کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اور صرف قبضہ ہی قبضہ ہاتھ میں رہجائے اور اس خدمتگزاری اور دوستی سے صرف خوشنودی خدائے تعالے مطلوب ہوگی پھر حبیب بن مظاہر اسدی نے اٹھکر کہا خدا کی قسم میں بھی تمہاری دوستی میں ایسا ہی نکلوں گا جیسا عابس نے بیان کیا ہے اب لوگوں کی ٹولیاں آنی شروع ہو گئیں اور سب اسی قسم کی گفتگو کرتے تھے اپنی اطاعت اور فرمانبرداری کی نسبت بڑے بڑے دعوے رکھتے تھے مسلم کیلئے ہر شخص طرح طرح کے تحفے پیش کرتا تھا مگر آپ نے کسی کا تحفہ قبول نہ کیا اسوقت یزید کیطرف سے نعمان بن بشیر کوفہ کا حاکم تھا اس نے مسلم کے آنے کی خبر سنکر اور جامع مسجد میں آکر لوگوں کو طلب کیا جب سب موجود ہو گئے تو ممبر پر بیٹھ کر تقریر شروع کی کہا اے کوفہ والو تم کب تک فتنہ و فساد برپا رکھو گے کب تک نفاق کا دم بھرو گے تم خدا سے نہیں ڈرتے اور نہیں جانتے کہ فساد کرنے سے محض بربادی اور ابتری اور خونریزی کے سوا اور کوئی نتیجہ نہیں نکلتا فتنہ انگیزی سے جان اور مال دونوں برباد ہو جاتے ہیں خدا سے ڈرو اور اپنے حال پر رحم کھاؤ فساد سے بچو یہ بھی یاد رکھو کہ میں اس شخص سے بجنگ پیش آؤں گا جو مجھ سے لڑنا چاہے گا اس میں سوتے ہوئے کو جگاتا نہیں اور نہ جاگتے ہوئے کو ڈراتا ہوں نہ کسی شخص کو محض خیال اور تہمت کی بنا پر گرفتار کرتا ہوں مگر تم اپنی کرتوت مجھپر ظاہر کرتے اور عیب و نقصان کی راہ چلتے ہو یزید کی بیعت و طاعت سے نکلتے ہو اگر تم اس فساد سے باز آ گئے اور فرمانبرداری سے رہے تو تمکو معاف کر دونگا ورنہ خدائے واحد کی قسم تلوار سے کام لوں گا اسقدر کشت و خون کروں گا کہ تلوار پرزے پرزے ہو جائے گی اگر میں تن تنہا بھی رہجاؤں گا تب بھی اس معرکہ اور کوشش سے باز نہ ہوں گا مسلم بن عبداللہ بن حبید حضی نے کہا امیر کا بیان کمزور شخصوں کا سا ہے اور ایسا ضعف ابھی تک نہیں پایا جاتا تو جو کچھ کہہ رہا ہے اسے عمل میں نہ لا سکے گا نعمان نے کہا اللہ تعالی کی فرمانبرداری میں میرا کمزور ہونا اس سے بہتر ہے کہ گنہگار رہ کر ان کے ساتھ گمراہوں میں شریک ہو جاؤں پھر یہ بات کہکر تاکید و تنبیہ کی اور ممبر پر سے اتر کر دار الامارت میں چلا آیا۔ عبداللہ بن مسلم نے جو یزید کا دوست تھا فوراً یزید کے نام اس مضمون کا خط روانہ کیا کہ میرے کئی دوستوں اور خاص میری طرف سے میرے امیر یزید کو معلوم ہو کہ مسلم بن عقیل نے وارد کوفہ ہو کر علی ابن ابیطالب کے بیٹے کے دوستوں سے حسین بن علی کے لئے بیعت لی ہے اگر تجھے کوفہ کو اپنے قبضہ میں رکھنا ہے اور کسی دوسرے کے قبضہ میں جانا گوارا نہیں تو کسی سخت گیر شخص کو یہاں بھیج کہ تیرے احکام اور فرامین کو جاری کرے اور دشمنوں کو تیرے منشا کے مطابق نیست و نابود کرے کیونکہ نعمان بن بشیر کمزور آدمی ہے اگر کمزور بھی نہیں تو وہ لوگوں پر اپنے کو حقیر ظاہر کرتا ہے والسلام عمارہ بن ولید بن عقبہ اور عمر بن سعید نے بھی اسی مضمون کے خط روانہ کئے یزید ان خطوں کو پڑھکر نہایت برافروختہ ہوا اپنے باپ کے ایک غلام سرجون نام کو بلا کر کہا مجھے ایک مہم پیش آگئی ہے کیا تدبیر کی جائے اس نے پوچھا وہ کیا مہم ہے یزید نے کہا مسلم بن عقیل نے داخل کوفہ ہو کر علی ابن ابیطالب کے دوستوں کی جمعیت فراہم کر لی ہے اور اُنسے حسین بن علی کے واسطے بیعت لی ہے اب کیا بندوبست کرنا چاہیے اور تیری کیا رائے ہے سرجون نے کہا اگر میری بات مانو تو کچھ کہوں یزید نے کہا بیان کر اس نے جواب دیا کہ تو نے عبیداللہ بن زیاد کو حاکم بصرہ مقرر کیا ہے کوفہ بھی اسی کے حوالے کر دے پھر اس طرف سے اطمینان ہو جائے گا وہ تیرے دشمنوں کو منتشر کر دے گا یزید کو اسکی رائے بہت ہی پسند آئی عبیداللہ بن زیاد کے نام خط لکھا کہ مجھے میرے بعض دوستوں نے کوفہ سے اطلاع دی ہے کہ مسلم بن عقیل نے کوفہ میں آکر بہت سے آدمیوں کو جمع کیا ہے اُن سے حسین بن علی کے واسطے بیعت لی ہے تو اس خط کے مضمون سے واقف ہوتے ہی فوراً کوفہ کو چلا جا اور اس فساد کی آگ کو بجھا کر اس مہم کو انجام دے میں نے قبل ازیں تجھے بصرہ کی حکومت عطا کی تھی اب کوفہ کی امارت بھی تجھے دیتا ہوں مسلم بن عقیل کو اس طرح تلاش کر جس طرح بخیل آدمی گرے ہوئے روپیہ کو ڈھونڈتا ہے جس وقت اسے گرفتار کرے تو فوراً قتل کر کے سر میرے پاس بھیجدے خوب یاد رکھ کہ میں اس معاملہ کی نسبت تیرے کسی عذر اور حیلہ کو نہ سنونگا اس حکم کی تعمیل میں جلدی کر والسلام پھر یہ خط مسلم بن عمر باہلی کو دیکر کہا کہ بہت جلد یہ خط بصرہ لیجا کر عبیداللہ کے حوالے کر اور رستہ میں کسی جگہ نہ ٹھیرنا اس حال سے پہلے امیر المومنین حسین بصرہ کے نامور اشخاص احنف بن قیس مالک بن مسمع منذر بن جارود قیس بن ہیثم مسعود بن عمرو اور عمر بن عبیداللہ کو نام خط بھیجکر انکی بیعت و طاعت کی ہدایت کی تھی اور انھوں نے آپ کے خطوط کو ظاہر نہونے دیا تھا مگر منذر بن جارود کی بیٹی عبیداللہ کے نکاح میں تھی منذر اس سے بہت ڈرتا تھا

اپنے نام کا خط جو امام حسینؑ کا بھیجا ہوا تھا عبید اللہ بن زیاد کو دیدیا وہ خط دیکھ کر بہت غضبناک ہوا اور ڈھنڈورا پٹوا دیا پھر منذر سے کہا یہ خط کون لایا ہے اس نے جواب دیا کہ حسین بن علی کا ایک ہوا خواہ سلیمان نام لایا ہے عبید اللہ نے کہا جا کر اُسے بلا لا اسوقت سلیمان ایک شیعہ علی کے گھر میں پوشیدہ تھا منذر اسے بلا لایا عبید اللہ نے اُس سے کچھ نہ پوچھا فی الفور قتل کرا دیا اور سولی پر لٹکا دیا جب سلیمان قتل ہو گیا تو خود ممبر پر بیٹھکر خدا کی حمد و ثنا کے بعد کہا اے بصرے والو آج یزید کا ایک فرمان آیا ہے اس نے ولایت کوفہ بھی مجھے عطا کر دی ہے میں کل کوفہ کو جاؤں گا اپنے بھائی عثمان کو تمہارا امیر مقرر کرتا ہوں لازم ہے کہ تم سب اسکو عزت و حرمت سے رکھنا ہر امر میں اسکی رضامندی اور اطاعت کو اختیار کرنا مخالفت سے دور رہنا خدائے واحد کی قسم اگر میں نے سنا کہ تم میں سے کسی نے خلاف ورزی کی اور فرمانبرداری سے منہ پھیرا ہے تو اُسے مع اس شخص کے جو اسکا شریک حال ہوگا قتل کر ڈالوں گا اور جبتک انتظام ٹھیک نہ ہوگا دشمن کو دوست کے عوض گرفتار کرونگا اب میں نے تمہیں سمجھا دیا ہے ہرگز ہرگز مخالفت کے پاس بھی نہ جانا ورنہ تم مجھے جانتے ہی ہو میں زیاد کا بیٹا ہوں میرے چچا اور ماموں بھی مخالفت سے پہلو بچاتے ہیں والسلام اس کے بعد ممبر سے اُتر کر دوسرے دن سمت کوفہ روانہ ہوا اور بصرے کے نامور اشخاص مسلم بن عمر باہلی منذر بن جارود عبدی اور شریک بن عبد اللہ اعور ہمدانی کو اپنے ہمراہ لے لیا کوفہ کے قریب پہنچکر ایک جگہ ٹھیر گیا اتنی دیر انتظار کیا کہ آفتاب غروب ہو گیا اور دو گھنٹہ رات گذر گئی ایسکے بعد سر پر سیاہ عمامہ باندھا۔ تلوار کمر میں لگا کر کمان کندھے پر لٹکائی ترکش لگا کر گرز ہاتھ میں لیا اور خنگ گھوڑے پر سوار ہو کر مع خدام و حشم بیابان کی راہ سے داخل کوفہ ہونے کے لئے کوچ کیا اب چاندنی کی روشنی ڈھل رہی تھی لوگوں کو خیال تھا کہ امام حسین تشریف لائیں گے عبید اللہ کے تزک و احتشام کو دیکھ کر خیال کیا کہ امام حسینؑ تشریف لائے ہیں گروہ در گروہ لوگ آنے شروع ہو گئے اور عبید اللہ کو سلام کرتے اور کہتے تھے کہ اے فرزند رسول مبارک ہو مبارک ہو آپ کی تشریف آوری مبارک ہو عبید اللہ اُن کے سلام کا جواب دیتا تھا آخر کار مسلم بن عمر باہلی نے ایک شخص سے کہا یہ عبید اللہ بن زیاد ہے حسین بن علی نہیں ہے تمکو دھوکا ہوا ہے کوفہ والے اس حال سے مطلع ہو کر بھاگے اور منتشر ہو گئے عبید اللہ نے دار الامارۃ میں قیام کیا اور زخمی سور کی طرح جھلاتا اور سانپ کی طرح پیچ و تاب کھاتا تھا اس شب کو تو کچھ نہ بولا نہ کسی شخص کو بلایا مگر دوسرے دن ڈھنڈورا پٹوایا کہ سب لوگ جامع مسجد میں حاضر ہوں جب آگئے اور بیشمار خلقت کا ہجوم ہو گیا تو عبید اللہ بھی داخل مسجد ہوا شمشیر لٹکائے ہوئے تھا۔ سیاہ عمامہ سر پر تھا منبر پر چڑھ کر حمد و ثنا کے بعد کہا اے اہل کوفہ تمہارے امیر یزید نے مجھے حاکم کوفہ مقرر کیا اور حکم دیا ہے کہ عدل و انصاف سے پیش آؤں مظلوم کی فریاد سنوں ظالموں سے بدلا لوں درویشوں سے اچھا سلوک کروں دوستوں اور فرمانبرداروں پر مہربانی اور بخشش کرتا رہوں میں نے امیر کے حکم کی تعمیل کی اور بصرے سے یہاں آیا کہ اُنکا فرمان بجا لاؤں اب میں تمام ممانعتوں اور احکام کو جاری کروں گا انشاء اللہ تعالیٰ یہ کہ کر منبر پر سے اُترا اور دار الامارۃ میں پہنچا دوسرے دن وہاں سے نکلکر منبر پر چڑھا آج پہلے دن والے لباس اور وضع قطع سے تھا۔ حمد خدا کے بعد کہا حکومت کیلئے سختی بھی ضروری امر ہے مگر بلا جبر بازپرس لازم ہے بغیر جرم کے اور میری عادت ہے کہ گنہگار دونکے سبب بے گناہ کو پکڑ لیتا ہوں اور غائب ہو جانیوالوں کے واسطے موجودہ اشخاص کو تکلیف دیتا ہوں دوستوں کے بدلے دوست سے بازپرس کرتا ہوں اسد بن عبد اللہ نے اُٹھ کر کہا اے امیر خدا فرماتا ہے ”ولا تزر وازرۃ وزر اُخرٰی“ مرد کو وقت پر آزماتے ہیں تلوار کو مہر کے ساتھ اور گھوڑے کو دوڑ سے ہمارا یہ کام ہے کہ جو کچھ تو کہے گا اسے بجا لائینگے امیر کے احکام کو بسر و چشم پورا کرینگے شروع میں احسانات کے علاوہ بُرا طریقہ جاری نہ کر والسلام عبید اللہ ان باتوں کو سنکر خاموش ہو رہا منبر سے اتر کر دار الامارۃ میں چلا آیا مسلم بن عقیل عبید اللہ کے آنے کی خبر سنکر گھبرائے آدھی رات کے وقت اپنی قیام کی جگہ سے ہانی بن عروہ مذحجی کے گھر تشریف لائے اور بغیر اجازت اندر داخل ہو گئے ہانی انہیں دیکھ کر کھڑا ہو گیا پوچھا آپ کی یہ کیا حالت ہے اور ایسا کون معاملہ پیش آیا کہ آدھی رات کے وقت یہاں آئے مسلم نے کہا میں عبید اللہ سے ڈر کر تیرے پاس پناہ لینے آیا ہوں مجھے پناہ دے۔ ہانی نے کہا مجھے آپ نے سخت مصیبت میں مبتلا کیا اگر تم میرے گھر تشریف نہ لاتے تو میں اس امر کو بہتر سمجھتا تھا کہ تم واپس چلے جاتے مگر اب تو آپ نے میرے مکان میں پناہ لی ہے بڑی شرم اور بے غیرتی کی بات ہے جو میں آپ کو یہاں سے واپس کر دوں آپ آرام سے بیٹھئے مسلم اُس کے گھر میں بیٹھے رہے عبید اللہ نے آدمی مقرر کئے کہ مسلم کو ڈھونڈ لائیں مگر کسی شخص نے آپ کا کچھ پتا نہ بتلایا لوگ پوشیدہ طور پر مسلم کے پاس حاضر ہوتے اور ان سے توسیع کرتے تھے مسلم انپر تحیت تمام کرتے تھے کہ تم اپنے ادارہ پر ثابت قدم رہنا بیوفائی نکرنا وہ قسمیں کھاتے تھے عہد و پیمان کرتے تھے یہانتک کہ بیس ہزار سے زیادہ آدمی بیعت کے حلقہ میں آگئے اب مسلم نے ارادہ کیا کہ ان لوگوں کو ہمراہ لے کر نکلیں اور دار الامارۃ پر حملہ کر کے عبید اللہ کو پکڑ لیں ہانی نے مناسب

سمجھا اور کہا آپ جلدی نہ کریں کیونکہ جلد بازی شیطان کا کام ہے ادہر عبید اللہ نے اپنے خیر خواہوں میں سے ایک شخص کو جس کا نام معقل تھا ایک ہزار
درم دیکر کہا جا شہر میں مسلم کو تلاش کر اور علی کے گروہ کے آدمیوں سے کہنا میں علی اور اُسکے خاندان کا خیر خواہ ہوں جب مجھے مسلم کے سامنے لیجائیں تو اُنکی خیر خواہی
جتا کر کہنا میں ایکہزار درم لایا ہوں آپ وہ روپیہ اپنے کاموں میں صرف کریں وہ روپیہ پاکر تجھے اپنا ہوا خواہ سمجھنے لگیں گے اپنا دوست جانکر بھروسہ کریں گے پھر تو میرے
پاس آکر جو کچھ حالات دیکھے اور سنیگا مجھسے بیان کر دینا معقل عبید اللہ کی ہدایت کے مطابق روپیہ لیکر کوفہ کی جامع مسجد میں آیا حسب اتفاق امیر المومنین علی کی گروہ کے
ایک شخص مسلم بن عوسجہ اسدی کو دیکھا اسکے پاس بیٹھکر کہا میں شام کا باشندہ ہوں ایکہزار درم میرے پاس ہیں سُنا ہے کہ خاندان نبوت میں سے کوئی شخص یہاں آیا
ہوا ہے فرزند رسول محمد المصطفےٰ لوگوں سے بیعت لیتا ہے اگر تو مہربانی کر کے مجھے اُسکے پاس پہنچادے اور میں اُنکی زیارت سے مشرف ہو جاؤں تو یہ مال دیدوں کہ وہ اپنے
خرچ میں لائے اور میں تیرا بہت ہی احسانمند ہونگا اگر تو چاہے تو میں اُس شخص کے پاس جانیسے پہلے تجھ سے بیعت کروں مسلم بن عوسجہ نے جانا کہ وہ سچ بولتا ہے بیعت
قول وقسم لیکر اور مضبوط عہد و پیمان لیکر کہا تو اب تو چلا جا کل میرے پاس آنا میں تجھے اُسکے پاس پہنچادونگا معقل وہاں سے چلا آیا اور عبید اللہ سے سب حال کہہ سنایا اس نے
کہا دیکھو مردوں کیطرح اس کام کو انجام دینا۔ پھر لوگوں نے شریک بن عبد الاعور ہمدانی کا حال پوچھا جو بصرہ سے اُسکے ساتھ آیا تھا اور کوفہ میں پہنچکر سخت بیمار ہو گیا
تھا گھر سے باہر نہ سکتا تھا اُنھوں نے کہا وہ بہت ہی ناتوان ہو گیا ہے عبید اللہ نے کہا ہم کل اُسکی عیادت کے لئے جائیں گے شریک کو مسلم کا حال معلوم تھا اُس نے
کہا اے مسلم کل عبید اللہ میری عیادت کیلئے آئیگا میں اُسے باتوں میں مشغول کر لونگا اور تم اندر سے نکلکر اُسے بضرب شمشیر ہلاک کر دینا پھر شہر کوفہ آپکے قبضہ میں آجائیگا
اور اگر میں جیتا رہا تو بصرے کو بھی تیرے تصرف میں لاؤنگا دوسرے دن عبید اللہ سوار ہو کر ہانی کے دروازہ پر آیا اور شریک کی عیادت کے لئے گھوڑے سے اتر کر اسکے پاس جا
بیٹھا شریک اُس سے گفتگو کرنے لگا اور جس امر کو وہ پوچھتا اُسے بتاتا رہا اور چاہا کہ مسلم نکل کر اسکا کام تمام کر دے ادہر مسلم نے تلوار میان سے باہر کر کے چاہا کہ اندر سے
نکلکر عبید اللہ کا کام تمام کرے ہانی نے کہا خدا کے واسطے ایسا کام نہ کر میرے گھر میں بہت سے بچے اور عورتیں ہیں قتل کے واقعہ سے بہت خوف کھائینگے مسلم بن عقیل نے ناراض
ہو کر تلوار ہاتھ سے ڈالدی شریک ابھی عبید اللہ کو باتوں میں مشغول رکھنے کی کوشش کرتا رہا اور کچھ کچھ باتیں دریافت کرتا رہا کہ اب بھی مسلم بن عقیل آکر اسے مار ڈالے
آخر عبید اللہ کو بھی کچھ شبہہ سا ہو گیا دل میں ڈرا اور وہاں سے اُٹھکر چلا آیا عبید اللہ کے جانے کے بعد مسلم اور ہانی باہر آئے شریک نے کہا تم نے اچھا موقع کھو دیا کیوں
باہر آکر اُسے ہلاک نہ کر دیا مسلم نے کہا مجھے ہانی نے اس امر سے روکدیا اور کہا میری عورتیں اور بچے اُسکے قتل سے خوف کھائینگے شریک نے دونوں کو ملامت کی اور کہا اُس
بد اعتقاد فاسق کو بہت آسانی سے پکڑ سکتے تھے تم نے بڑی غلطی کی پھر ایسا موقع ہاتھ نہ آئیگا شریک تین دن اور زندہ رہا پھر رحمت حق کے شامل حال ہو گیا
یہ شخص بصرہ کے بزرگوں اور ارکین میں سے تھا امیر المومنین علی کا مداح شاعر تھا اپنے کلام کو پوشیدہ رکھتا معتمد اشخاص کے سوا کسی غیر کو نہ سناتا تھا عبید اللہ نے دار
الامارہ سے نکلکر اس کے جنازے کی نماز پڑھی پھر اپنے مکان پر چلا گیا دوسرے دن معقل نے مسلم بن عوسجہ کے پاس آکر کہا تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ مجھے اُس شخص کے
پاس لیچلوں گا کہ میں زیارت کروں اور یہ مال دیدوں تو شاید تو اپنے وعدے سے پھر گیا ہے براہ مہربانی اپنے اقرار کو پورا کر مسلم نے کہا میں اپنا اقرار پورا کروں لیکن شریک
کی وفات کے سبب فرصت ہوئی نہ تھی کیونکہ وہ بڑا نیک اور امیر المومنین کے خیر خواہ شخصوں میں سے تھا معقل نے کہا کیا وہ شخص جو مکہ سے آیا ہانی کے گھر میں
موجود ہے مسلم نے کہا ہاں پھر اُسے اپنے ہمراہ مسلم بن عقیل کی خدمت میں حاضر کیا مسلم نے اُسے مرحبا کہا اور اپنے قریب بٹھا کر اُس سے بیعت لی معقل نے روپیہ
پیش کیا جسے مسلم نے قبول کر لیا معقل تمام دن آپ کے پاس رہا اور طرح طرح کی باتیں اور دوستی کے دعوے کرتا رہا جب رات ہو گئی وہاں سے رخصت ہو کر عبید اللہ
کے پاس آیا مسلم کا تمام حال کہہ سنایا اُس نے کہا تو مسلم کے پاس برابر آتا جاتا رہ اور خدمت گذاری میں سعی کرتا رہ کیونکہ اگر تو اُنکے پاس جانے سے بیٹھ رہیگا اور نہ جائیگا
تو تیری طرف سے شک پیدا ہو جائیگا اور مسلم اُس گھر سے نکلکر کسی دوسرے مکان میں جا رہیگا اسکے بعد عبید اللہ نے آدمی بھیجکر محمد بن اشعث اسماء بن خارجہ فزاری اور عمر
بن حجاج زبیدی کو بلایا اور کہا ہانی ایک دفعہ بھی میرے پاس نہیں آیا نہ میرا حال دریافت کیا کیا تمہیں اُنکا کچھ حال معلوم ہے کہ وہ کس سبب سے نہیں آیا اُنھوں نے کہا وہ بہت
ناتوان اور کمزور ہو رہا ہے اسلئے امیر کی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکتا اُس نے کہا ہاں پہلے تو علیل تھا اور اب تندرست ہے کسی قسم کی شکایت باقی نہیں ہے پھر کیوں
خانہ نشین اور میرے پاس نہیں آتا کل تم اُنکے پاس جاؤ اور اس علیحدہ رہنے پر ملامت کرو کہو مجھ سے ملنے کے لئے آئے اور جو خدمت واطاعت امیر واجب ہے بجالائے

میں ہمیشہ امیر مہربان رہا ہوں اب اور زیادہ اچھا سلوک کروں گا اُنھوں نے کہا بسر وچشم ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ عبید اللہ کا ایک خدمتگار مالک بن یربوع تمیمی آیا اور کہا اللہ تعالے امیر کو محفوظ رکھے ایک خوفناک حادثہ کی خبر ہے اس نے کہا ہاں کہ مالک نے کہا میں سیر کے ارادے سے شہر کے باہر گیا ہوا تھا اس کے گرد پھر رہا تھا ایک شخص کو دیکھا کہ کوفے سے نکل کر نہایت تیزروی سے مدینہ کی طرف جا رہا ہے میں نے اسکے پیچھے گھوڑا ڈالا اور جا لیا پوچھا تو کون شخص ہے اور کہاں جاتا ہے اُس نے کہا میں مدینہ کا رہنے والا ہوں پھر میں نے گھوڑے سے اتر کر دریافت کیا تیرے پاس کوئی خط ہے اُسنے اقرار نہ کیا تو میں نے اُسکے کپڑوں کی تلاشی لی ایک سربند خط پایا وہ یہ ہے اور اس شخص کو امیر کے دروازہ پر پہرے کے اندر دیدیا ہے۔ عبید اللہ نے خط لیکر کھولا مضمون یہ تھا مسلم بن عقیل کی طرف سے حسین بن علی بن ابیطالب کو معلوم ہو کہ میں کوفہ میں پہنچا تمام شیعہ لوگوں سے ملا انسے آپ کے لیے بیعت لی بیس ہزار شخصوں نے دلی رضا و رغبت سے آپکی بیعت اختیار کر لی ہے میں نے اُنکے نام لکھ لیے ہیں آپ اس خط کے مضمون سے مطلع ہوتے ہی فوراً چلے آئیں کسی وجہ سے دیر نکریں کیونکہ کوفہ والے دل سے آپ کے خیر خواہ اور دوست ہیں اور یزید سے متنفر والسلام عبید اللہ نے کہا جس شخص کے پاس سے یہ خط ملا ہے اُسے پکڑ کر سامنے لا مالک جا کر لے آیا عبید اللہ نے پوچھا تو کون ہے اُسنے جواب دیا میں بنی ہاشم کا ہوا خواہ ہوں۔ پھر پوچھا تیرا نام کیا ہے اُسنے کہا عبد اللہ یقطین پھر پوچھا یہ خط تجھے کس نے دیا تھا کہ حسینؑ کے پاس لیجائے اُسنے جواب دیا کہ ایک بوڑھی عورت نے دیا تھا کہا تو اُسکا نام جانتا ہے اُس نے کہا میں نام سے واقف نہیں عبید اللہ نے کہا تو دو باتوں سے ایک بات اختیار کر یا تو اس شخص کا نام بتا دے جس نے تجھے یہ خط دیا تھا تاکہ تو میرے ہاتھ سے بچ جائے ورنہ میں تجھے قتل کرا دونگا۔ اُس نے کہا میں ہرگز نام نہ بتاؤں گا اور اگر میری جان جاتی ہے تو کچھ پروا نہیں عبید اللہ نے حکم دے کر اُسے قتل کرا دیا رحمۃ اللہ علیہ پھر محمد بن اشعث۔ عمر بن حجاج۔ اسماء بن خارجہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا جاؤ ہانی سے کہو میرے پاس آتا رہے وہ وہاں سے اُٹھ کر ہانی کے گھر آئے اور دیکھا کہ ہانی گھر میں موجود ہے اُسے سلام کیا پوچھا کہ تو امیر کے پاس کیلئے نہیں جاتا اُسنے تجھے کئی مرتبہ یاد کیا ہے اور تیرے حاضر نہ ہونے سے آزردہ خاطر ہے اُسنے جواب دیا بیماری کی وجہ سے نہیں جا سکا چلنے پھرنے کی طاقت ابھی تک نہیں آئی اُنھوں نے کہا ہم نے تیری طرف سے یہی عذر پیش کیا تھا اُس نے قبول نکیا اور کہا میں سنتا ہوں کہ وہ تندرست ہو گیا ہے باہر نکلتا اور اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھتا ہے اور آدمی اسکے پاس جمع ہوتے ہیں اب مناسب ہے کہ تو اُس کے پاس جائے کیونکہ وہ صاحب فتنہ ہے ایسے شخص سے ملنا جلنا اچھا ہے مبادا وہ کسی سختی اور ظلم کا خیال کرے خاصکر نامور اشخاص کیطرف سے اور تو آج اپنے قبیلہ کا سردار ہے ہم تجھے قسم دلاتے ہیں تو اپنے حال پر رحم کر اور ہمارے ساتھ امیر کے پاس چل ہانی نے کہا بہت اچھا میں چلوں گا اسکے بعد اپنی پوشاک منگا کر پہنی گھوڑے پر سوار ہو کر ان لوگوں کے ہمراہ دار الامارہ پر پہنچا اب اُسکا دل گھبرایا اور بدی و شرارت کے برتاؤ ہونیکا خیال گزرا اسماء بن خارجہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا اے بھائی مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میرے ساتھ بدسلوکی وقوع میں آئے گی۔ اسماء نے کہا سبحان اللہ یہ کیا بات ہے اے چچا تیرے یہ خیالات بالکل غلط ہیں اپنے دل سے تشویش دور کر اور ہر طرح سے مطمئن رہ بھلائی کے سوا اور کوئی امر ظاہر نہ ہوگا۔ غرض عبید اللہ کے پاس آئے اسوقت قاضی شریح عبید اللہ کے پاس بیٹھا تھا جسوقت دور سے ہانی کو آتے دیکھا قاضی شریح سے مخاطب ہو کر کہا ع اُرید حیاتہ و یرید قتلی + عذیرک من خلیلک من مراد۔ ہانی یہ بیت سنکر گھبرایا اور کہا اے امیر یہ کیا مثل ہے جو تو نے زبان سے نکالی اُسنے کہا خدا کی قسم اے ہانی تو نے مسلم بن عقیل کو اپنے گھر میں لا کر رکھ چھوڑا ہے اور پناہ دے کر بہت لوگوں کو مسلح کر کے مکان کے ارد گرد فراہم کیا ہے اور تو یہ جانتا ہے کہ میں ان باتوں سے بیخبر ہوں یقین کر کہ تیری تمام کرتوت مجھے معلوم ہیں ہانی نے کہا مجھے ان امور کی کچھ خبر نہیں عبید اللہ نے کہا میرا کہنا بالکل سچ ہے پھر معقل کو بلا کر ہانی سے کہا تو اسے جانتا ہے اب ہانی سمجھ گیا کہ یہ کیا بات ہے اور معقل عبید اللہ کا جاسوس تھا فرزند رسول کا دوست تھا عبید اللہ کو اس سبب حالات معلوم ہو گئے ہیں اب ہانی نے اقرار کر لیا اور کہا اللہ تعالی امیر کو محفوظ رکھے خدا کی قسم میں نے کسی شخص کو مسلم کے بلانے کیواسطے نہیں بھیجا نہ اسے بلایا مگر نصف شب کے وقت میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ میرے گھر پر آ کر پناہ کا طالب ہوا ہے مجھے اس بات سے شرم آئی کہ اسے پناہ ندوں اور تنہا چھوڑ دوں اس لیے اسکو پناہ دی اب تجھ کو اسکا حال معلوم ہو گیا ہے اجازت دے کہ واپس جا کر اس سے عذر کروں کہ کہیں اور چلا جائے اور میں عہد کرتا ہوں کہ جب اس شخص کو اپنے گھر سے روانہ کر دوں گا تو تیرے پاس حاضر ہو جاؤں گا اُسنے کہا جب تک تو اسکو یہاں حاضر نہ کرے گا میرے پاس سے نہ جا سکیگا ہانی نے کہا میں کبھی ایسی بات نہ کروں گا کیونکہ از روئے شرع و مروت

جائز نہیں کہ پناہ دیے ہوئے شخص کو دشمن کے حوالے کردوں اہل عرب کی عادت اور خصلت ایسی نہیں ہے تو مجھے ایسے فعل کے لئے تکلیف نہ دے میں ہرگز اسکو تیرے سامنے نہ لاؤں گا اور اپنے واسطے اس عیب و عار کو گوارا نہ کروں گا مسلم بن عمرو باہلی نے کہا اے امیر ذرا سی دیر کی مہلت دے کہ میں ہانی سے دو دو باتیں کروں عبید اللہ نے کہا اسی مکان میں جو کہنا ہو کہہ لے مسلم بن عمرو نے ہانی کا ہاتھ پکڑا اور ایک کونے میں لیجا کر سمجھایا کہ تو اپنی زندگی سے کیوں بیزار ہوا ہے اپنے بچوں اور کنبے والوں کے حال پر رحم کر مسلم بن عقیل کے واسطے اپنے آپ کو ہلاک نہ کر اگر تم سے کوئی برابر والا تجھ سے طلب کرتا اور تو دیتا تو عیب کی بات تھی مگر جب ایک زبردست شخص جس کے پنجے میں تو گرفتار ہے مانگتا ہے تو حوالہ کر دینا کوئی عیب اور شرم کی بات نہیں ہانی نے کہا خدا کی قسم ہزار عیب سے بڑھ کر یہ بات ہے میں اس شرم کو کبھی گوارا نکروں گا اور رسول خدا کے بیٹے کے قاصد اور اپنے مہمان اور پناہ دیے ہوئے کو ہرگز دشمن کے سامنے پیش نہ کرونگا جبتک زندہ ہوں اور میرے ہاتھ پاؤں چلتے اور دوست آشنا عزیز و قریب میرے ہمراہ ہیں ایسا ہونا ممکن نہیں بلکہ خدا کی قسم اگر میں تنہا بھی رہجاؤں گا اور میرا کوئی مددگار اور یار و غمخوار بھی نہ رہے گا تب بھی یہ عار اٹھاؤں گا مسلم بن عمرو اسے عبید اللہ کے پاس واپس لے آیا اور کہا اسے کوئی نصیحت کارگر نہوگی اور وہ مسلم بن عقیل کو ہمارے حوالے نہ کرے گا عبید اللہ زیادہ غضبناک ہوکر بولا خدا کی قسم اگر تو اسے میرے پاس نہ لائیگا تو تیرا سر اڑادونگا ہانی نے کہا اسکی مجال ہے جو میرے ساتھ اسطرح پیش آسکے اگر تو ایسا خیال بھی دل میں لائیگا تو جماعت کثیر میرے خون کے بدلے کے واسطے اٹھ کر تیرے گھر کو گھیر لے گی۔ عبید اللہ نے کہا تو مجھے دشمنوں اور اپنے عزیزوں سے ڈراتا ہے یہ کہکر ایک آہنی لکڑی جو سامنے رکھی ہوئی تھی اٹھالی اور ہانی کے منہ پر ماری جس سے ایک بھوں اور ناک پھٹ کر خون بہ نکلا قریب ہی عبید اللہ کا ایک سپاہی تلوار ہاتھ میں لئے کھڑا تھا ہانی نے اس کے قبضہ پر ہاتھ ڈالکر چاہا کہ تلوار سونت لے مگر ایک اور سپاہی نے ہاتھ پکڑ لیا اور عبید اللہ نے چیخ کر کہا اسے گرفتار کرکے اسی مکان کی ایک کوٹھری میں بند کردو اسماء بن خارجہ نے کھڑے ہوکر کہا اے امیر تو نے ہمسے کہا تھا اور ہم اسے تیرے پاس لائے تھے اسکے آنے سے پہلے تو نے اسکے واسطے اچھے اچھے وعدے کئے تھے اب وہ آیا تو تو غیظ و غضب سے پیش آیا اور ناک توڑ دی اس کے چہرے اور ڈاڑھی کو خون سے رنگین کردیا پھر اسے قیدخانہ میں ڈالدیا تیری بےرحمی سے یہ بات بہت ہی بعید ہے اور ان باتوں سے بڑھ کر تو اسے قتل کرنا چاہتا ہے تجھے کوئی اچھا برتاؤ کرنا چاہیے تھا عبید اللہ نے اسے غصہ کی حالت میں حکم دیا کہ اسقدر مارو کہ مردہ ہوجائے جب اس کے زندہ رہنے کی امید نہ رہی تو اسماء نے کہا انا للہ و انا الیہ راجعون اے ہانی ہم تجھے موت کا پیغام سناتے ہیں اور اب یہ معاملہ ہاتھ سے نکل چکا ہے ہانی کے رشتہ دار بنی مذحج آکے سوار ہوکر دار الامارۃ پر آئے اور ہجوم کرکے بلند آوازوں سے بولتے تھے عبید اللہ نے پوچھا یہ کیسا غل و شور ہے لوگوں نے کہا ہانی کے عزیزوں کو خبر لگی ہے کہ امیر نے اسے ہلاک کردیا ہے اسلئے وہ مجتمع ہوکر دروازے پر آپہنچے ہیں عبید اللہ نے قاضی شریح سے کہا اٹھ کر ذرا ہانی کو دیکھ پھر مکان سے نکلکر اسکے رشتہ داروں کو سمجھا دے کہ ہانی صحیح سلامت ہے تم کس لئے فریاد کرتے اور فتنہ اٹھاتے ہو جس کسی نے تمسے ایسا کہا کہ امیر نے ہانی کو مروا دیا ہے وہ جھوٹا ہے شریح نے مکان سے نکلکر اسکے عزیزوں کو یہی بات سنادی وہ سب واپس چلے گئے عبید اللہ بھی محل سے نکلکر جامع مسجد میں آیا اور ممبر پر چڑھ کر حمد و ثنا کے بعد دائیں بائیں جانب دیکھا کہ اسکے سپاہی ہر طرف تیغیں اور گرز کاندھے پر رکھے کھڑے ہیں کہا اے کوفہ والو اللہ جل شانہ کی عبادت اختیار کرو محمد مصطفی کی سنت پر چلو اور خلفا کی روش سے نہ ہٹو صاحب حکومت کی طاعت و فرمانبرداری سے سر نہ پھیرو ورنہ ہلاک ہوجاؤ گے فتنہ و فساد سے بچو نہیں تو پچھتاؤ گے اور میں تم پر حجت تمام کئے دیتا ہوں اور یزید کی طرف سے خوف دلاتا ہوں ابھی اثنا میں اسنے شور و غل سنا اور پوچھا یہ کیسا غل ہے لوگوں نے کہا اے امیر بچ کیونکہ مسلم بن عقیل نے جماعت کثیر کے ساتھ جنہوں نے حسین بن علی کی بیعت اختیار کرلی ہے چڑھائی کردی ہے اور وہ تیرے مارنے کے ارادہ سے آتا ہے عبید اللہ فوراً ممبر سے اتر کر دار الامارۃ میں چلا آیا اور دروازے بند کرالئے مسلم بن عقیل کے پاس بہت سا سلاح اور آراستہ لشکر جمع ہوگیا لوگ جھنڈے لیکر آپ کے پاس آتے تھے یہاں تک کہ اٹھارہ ہزار آدمی آپ کے ہمراہ ہوگئے اب دار الامارۃ کے دروازے پر پہنچے عبید اللہ اور اسکے یار بھی سخت گھبرا رہے تھے ادھر سے عبید اللہ کا لشکر بھی فراہم ہوگیا اور مسلم کی فوج کے مقابلہ پر آکر جنگ کرنے لگا بڑی سخت جنگ ہوئی عبید اللہ اور اسکے ارکان اور سرداران کوفہ چھتوں پر سے یہ حال دیکھ رہے تھے اور عبید اللہ کا ایک دوست کثیر بن شہاب کوٹھے پر کھڑا ہوا با آواز بلند کہہ رہا تھا اے لوگو اور اے حسین کے دوستو اور اے مسلم بن عقیل کے ساتھیو اپنی جانوں پر رحم کرو اور اپنے اہل و عیال کے دشمن نہ بنو کیونکہ شامی فوجیں داخل ہوا چاہتی ہیں اور امیر عبید اللہ نے قسم کھائی ہے کہ اگر تم شام تک اسی طرح جنگ کرتے رہے اور مقابلہ سے باز نہ آئے تو تمہاری جاگیریں ضبط کیجائیں گی اور تمہارے جنگجو مردوں کو اس شہر سے نکالکر شام کو بھیجدوں گا اور مجرموں کے

عوض ہوگیا ہو انکو گرفتار کروں گا اور بھاگ جانیوالوں کے بدلے موجودہ اشخاص کو سزا دونگا یہ باتیں سنکر جن لوگوں نے مسلم سے بیعت کی تھی خوف زدہ ہو گئے کوئی دس دس بیس بیس آدمیوں کا گروہ کھسکنے لگا آپس میں کہتے تھے ہم اس فساد میں کس لئے شریک ہوں اپنے گھر جاکر کیوں نہ بیٹھیں اور دیکھیں کہ انجام کیا ہوتا ہے غرضکہ ابھی آفتاب غروب نہونے پایا تھا کہ وہ اٹھارہ ہزار مسلح آدمی جو مسلم بن عقیل کے ساتھ تھے سب کے سب بھاگ گئے ایک شخص بھی آپ کے ساتھ نرہا مسلم نے اپنے آپ کو بالکل تنہا اور بے یار و مددگار پاکر کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ یہ سب کے سب کیا ہوئے اور کہاں چلے گئے پھر گھوڑے پر سوار ہو کر کوفہ کی گلی کوچوں کا رخ کیا ایک محلہ سے دوسرے محلہ میں جاتے تھے یہانتک کہ ایک بڑھی عورت طوعہ نام کے دروازہ پر پہنچے یہ عورت اشعث بن قیس کندی کی جورو تھی جسنے اس شوہر کے بعد حضرموت کے ایک جوان سے نکاح پڑھا لیا تھا اور اس سے ایک بیٹا اللہ نام جنا تھا اسوقت یہ عورت اپنے دروازہ پر موجود تھی مسلم نے سلام کیا اسنے جواب سلام کے بعد پوچھا تیرا کیا مطلب ہے مسلم نے کہا مجھے پینے کے لئے پانی دو میں بہت ہی پیاسا ہوں عورت گھر میں سے پانیکا آبخورہ بھر لائی مسلم نے گھوڑے سے اتر کر اور اسکے دروازے پر بیٹھکر پانی پیا پھر اس عورت نے پوچھا اب تو کہاں جائیگا اور تیرا کیا حال ہے مسلم نے کہا اس شہر میں میرا کوئی گھر نہیں جہاں اب جا بیٹھ رہوں میں مسافر ہوں اور یہ جسقدر دوست اور ہمراہی تھے سب علیحدہ ہو گئے اور مجھے تنہا چھوڑ دیا میں ایک بہت بڑے بزرگ خاندان کا شخص ہوں اگر تو مجھ سے اچھا سلوک کریگی اور اپنے گھر میں پناہ دیگی تو اسکی جزا دونوں جہان میں خدا و رسول سے پائیگی آخر پوچھا تو کون شخص ہے مسلم نے کہا اے عورت اسکو نہ پوچھ اگر جواب دیا تو مجھے اپنا حال نہ چھپا اور جبتک مجھے یہ معلوم ہو جائیگا کہ تو کون ہے اسوقت تک میں تجھے اپنے گھر میں جگہ نہ دونگی کیونکہ اس شہر میں فساد عظیم پھیلا ہوا ہے اور عبید اللہ بن زیاد بصرے سے یہاں آیا ہے مسلم نے کہا اے عورت اگر تو مجھے پہچان لیگی تو یقین ہے کہ بڑی مہربانی سے پیش آئیگی اور مجھے اپنے گھر میں پناہ دے گی میں مسلم بن عقیل بن ابی طالب ہوں میرے ساتھیوں نے آج مجھے تنہا چھوڑ دیا اور سب منتشر ہو گئے میں تن تنہا رہگیا تو یہاں آیا اس عورت نے کہا مرحبا مرحبا آئیے میرے گھر میں تشریف لیچلئے مسلم اسکے گھر میں تشریف لیگئے اور اسنے آپکو کوٹھری میں بٹھا کر چراغ روشن کر دیا اور کھانا سامنے لا رکھا مسلم نے کچھ نہ کھایا اسی وقت اسکا بیٹا آیا اور ماں کو دیکھا کہ روتی ہوئی کبھی اندر جاتی ہے اور کبھی باہر آتی ہے پوچھا تیرا یہ کیا حال ہے اس نے جواب دیا بیٹا ابھی مسلم بن عقیل نے ہمارے گھر آ کر پناہ لی ہے وہ گھر میں موجود ہیں اور میں انکی خدمتگزاری میں مصروف ہوں کہ اللہ تعالی ثواب عطا کرے اسکا بیٹا سنکر خاموش ہو رہا پھر کچھ دیر کے بعد بولا کل عبید اللہ نے منادی کرا کر تمام لوگوں کو جامع مسجد میں جمع کیا اور خود منبر پر بیٹھکر حمد و ثنا کے بعد کہا تھا کہ مسلم نے اس شہر میں آ کر فتنہ و فساد برپا کیا اور جب کوئی مطلب حاصل نکر سکا تو بھاگ گیا چنانچہ تم سب اچھی طرح واقف ہو اور مجھے بھی یقین ہے کہ وہ شہر سے باہر نہیں گیا کسی نہ کسی گھر میں پوشیدہ ہے سنی آگاہ رہو کہ جس گھر میں مسلم پایا جائے گا میں اس گھر والے کو قتل اور تمام مال و اسباب کو برباد کردونگا اور جو شخص مسلم کو میرے پاس پکڑ کر لائیگا یا اسکی خبر دیگا میں اسکو بے شمار انعام اکرام سے پیش آؤں گا اے کوفے والو خدا سے ڈرو اور مخالفت کے پاس نجاؤ اس کے بعد پھر کہا جو شخص مسلم کو میرے پاس لائیگا اسے دس ہزار درہم دونگا اور یزید سے اسکی بڑی قدر و منزلت کریگا اور میں بھی اسکی خواہشوں کو پورا کروں گا اس کے بعد عبید اللہ نے حصین بن نمیر کو بلایا اور کہا تمام مکانوں کی تلاشی لیکر مسلم کو پکڑ لا حصین نے کہا بہت اچھا اسوقت محمد بن اشعث بھی عبید اللہ کے پاس آگیا عبید اللہ نے کہا خوب آیا تجھ سے ایک صلاح لینی ہے اسنے کہا اے امیر وہ کیا مشورہ ہے جو کچھ میرا خیال ہوگا عرض کرونگا عبید اللہ نے کہا مسلم ابھی شہر میں ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ باہر نہیں گیا اب کس حیلہ سے پکڑ سکتے ہیں محمد عبید اللہ کے پاس بیٹھکر اس معاملہ کی باتیں کر رہا تھا اتنے میں اس عورت کے بیٹے نے جسکے گھر میں مسلم چھپے ہوئے تھے عبد الرحمن بن محمد بن اشعث کو اس حال کی خبر کی اور عبد الرحمن نے اپنے باپ محمد کے کان میں آ کر پھونکی عبید اللہ نے کہا تیرے بیٹے نے تجھے کان میں کیا کہا محمد نے کہا اللہ تعالی امیر کو عظمت بخشے بڑی خوشخبری کی بات ہے عبید اللہ نے کہا میں ہمیشہ تیری زبان سے خوشخبری کی باتیں سنا کرتا ہوں اس نے کہا میرا بیٹا کہتا ہے کہ مسلم ایک عورت طوعہ نام کے گھر میں پوشیدہ ہے عبید اللہ بہت خوش ہوا اور کہا تجھے بہت بڑا انعام اور خلعت دیا جائیگا جا اسے پکڑ لا عمرو بن حریث مخزومی جو اسکا نائب تھا حکم دیا کہ تین سو نامور بہادر فوج میں سے چھانٹ کر محمد بن اشعث کے حوالے کردے کہ انہیں ہمراہ لیجائے اور مسلم کو گرفتار کر لائے محمد تین سو سواروں کو ہمراہ لیکر جب اس گھر کے قریب پہنچا مسلم نے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سنکر جان لیا کہ میری گرفتاری کے لئے آئے ہیں اٹھکر اپنی زرہ پہنی اب وہ لوگ بھی دروازے پر آ پہنچے تھے اور گھر کو آگ لگا دی تھی کہ اندر سے مسلم نے یہ حال دیکھ کر تبسم کیا اور کہا اے نفس مرنے کے لئے مستعد ہو جا آدم کی اولاد کا انجام یہی ہے پھر طوعہ سے کہا خدا تجھ کو بخشے اور ثواب عظیم عطا فرمائے تیرا بیٹا اس ظالم اور نا خدا ترس قوم کو بلا لایا گھر کا دروازہ کھولدے اس عورت نے دروازہ کھولا اور مسلم خشمناک شیر کی طرح جھپٹ کر گھر سے باہر نکلے اور ایک ہی حملے میں کئی شخصوں کو مار گرایا لوگوں نے عبید اللہ سے جا کہا کہ مسلم مقابلہ سے پیش آیا اور کئی شخص مار ڈالے اسنے محمد سے کہلا بھیجا کہ تجھے صرف ایک شخص کی گرفتاری کے لئے تین سو سوار جرار دئے گئے تھے

کہا اسے میرے پاس پکڑ لائے تو نے اُسے کیوں جنگ کرنے اور کئی شخصوں کے ہلاک کرنیکا موقع دیا یہ کیسی کمزوری اور عاجزی کی بات ہے مسلم اگرچہ بہادر شخص ہے مگر ایک آدمی سے تو زیادہ نہیں محمد نے جواب میں کہلا بھیجا کیا تو خیال کرتا ہے کہ مجھ کو کسی بنیئے کے مقابلہ پر بھیجا ہے خدا کی قسم وہ ایک ہزار بہادر جوانوں کے ہم پلہ ہے اور اگر ایسے شخص کا کوئی ساتھ دیتا اور مدد کرنیوالا ہوتا تو دنیا کو ہماری نگاہوں میں تاریک کر دیتا مسلم آسانی سے گرفتار نہیں ہو سکتا کوئی اور تدبیر کرنی چاہئے عبید اللہ نے کہلا بھیجا کہ اُسے پناہ دے تاکہ آسانی سے قبضہ میں آجائے کیونکہ پناہ دئے بغیر وہ گرفتار نہ ہوگا محمد نے آواز دیکر کہا اے مسلم اپنے آپکو ہلاکت میں نہ ڈال تجھے پناہ دیتا ہوں اپنے ہاتھ سے تلوار ڈالدے اور میرے پاس چلا آ مسلم نے کہا اے فاسق و فاجر گروہ تجھ پر اور تیری پناہ پر لعنت ہو اُس نے کہا یہ بات نہ کہہ اور اپنی جان پر ظلم نہ کر میری بات کا بھروسہ کرکے امن لے اور میرے پاس چلا آ مسلم نے کہا خدا کی قسم ہرگز ایسا نہ ہوگا تمہارا قول و اقرار کوئی چیز نہیں تم میں وفا ہے نہ دین نہ ایمان اگر ایسا ہوتا تو تم مجھ پر اسطرح پتھر کیوں پھینکتے جسطرح کافروں پر پھینکتے ہیں کیا تم واقف نہیں کہ میں اہلبیت رسالت اور محمد مصطفی کے خاندان میں سے ہوں اگر تم میں ذرا سی بھی مسلمانی ہوتی تو میرے ساتھ اسطرح پیش نہ آتے غرض مسلم نے زخموں کی کثرت کے سبب ناتوان ہوکر پھر حملہ کیا اور کئی شخصوں کو مار کر پلٹ آئے اور دروازے سے کمر لگا لی محمد نے کہا ذرا لڑائی کو بند رکھو میں مسلم سے چند باتیں کرلوں پھر قریب آکر کہا اے مسلم افسوس ہے تو اپنے آپ کو ہلاک نہ کر تجھے امان دیدی گئی ہے اور میں اقرار کرتا ہوں کہ تجھے تکلیف نہ پہنچے گی اور میں اپنی حفاظت میں رکھوں گا مسلم بن عقیل نے کہا اے اشعث کے بیٹے کیا تو یہ جانتا ہے کہ جبتک میں سانس لے سکتا ہوں اپنا ہاتھ تمہارے ہاتھ میں دیدونگا خدا کی قسم ہرگز ایسا نہ ہوگا پھر اسپر حملہ کیا محمد پیچھے ہٹ گیا اور آپ بھی واپس اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے اور کہتے تھے اے کوفہ والو میں پیاس سے بیجان ہوا جاتا ہوں مجھے ایک پیالہ پانی پلادو، کسی شخص کو بھی آپ پر رحم نہ آتا تھا کہ ایک جام آب پلاتا اب محمد نے اپنے لوگوں سے مخاطب ہوکر کہا بڑی شرم اور عار کی بات ہے کہ ہم اسقدر جماعت کثیر ہوکر بھی ایک تن تنہا شخص کو گرفتار نہ کر سکے سب ملکر ایکدفعہ ہی اسپر ٹوٹ پڑو اور پکڑ لو غرض سب نے متفق ہوکر حملہ کیا اور مسلم نے سب کو نیزہ مار مار کر ہٹا دیا انجام کار ایک کوفی بکر بن حمیران نے آگے بڑھ کر تلوار ماری جو مسلم کے نیچے کے لب پر پڑی اور مسلم نے بھی اسکے جواب میں ایک ایسا ہاتھ مارا کہ تلوار پیٹ کو چاک کرتی ہوئی کمر کی طرف نکل آئی بکر فوراً زمین پر گر کر دوزخ میں پہنچ گیا اب ایک اور آدمی نے پیٹھ کے پیچھے سے ایک نیزہ مارا جس کے صدمہ سے مسلم منہ کے بل گر پڑے اور لوگوں نے دوڑ کر آپکو پکڑ لیا اور آپ کے اسلحہ اور گھوڑا چھین لے گئے اور بنی سلم کے ایک آدمی عبید اللہ بن عباس نے آپ کا عمامہ اُتار لیا مسلم بن عقیل ایک گھونٹ پانی مانگتے تھے مسلم بن باہلی نے کہا تو پانی کے بدلے موت کا مزا چکھیگا مسلم نے کہا تجھ پر تف ہے یہ کیسی نازیبا بات کہی اور تو بڑا ہی سنگدل شخص ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ اگر تجھے قریشی کہیں تو بڑی غلطی ہے تو کسی قریشی باپ کی اولاد نہ سمجھا جائے گا مسلم بن عمر باہلی نے کہا مجھ کو بتا تو کون ہے مسلم بن عقیل نے کہا میں وہ شخص ہوں جس نے اسوقت خدا کو مانا جبکہ تو منکر تھا اور میں نے اسوقت اپنے امام کی پیروی کی جبکہ تو گنہگار رہا میں مسلم بن عقیل بن ابیطالب ہوں اب تو بتا کہ تو کون ہے اور تیرا کیا نام ہے اُس نے کہا میں مسلم بن عمر باہلی ہوں مسلم بن عقیل نے کہا اے باہلہ کے بیٹے تو آتش دوزخ اور جہنم کے گرم پانی کا زیادہ مستحق ہے پھر کہا اے کوفہ والو مجھے کچھ پانی پلادو عمر بن حرث مخزومی آگے بڑھ کر پانی کی ٹھلیا لایا اور ایک کوزہ بھر کر حاضر کیا مسلم جونہی وہ پیالہ منہ کے قریب لیگئے اسمیں آپکے دو دانت ٹوٹ کر گر پڑے اور وہ پیالہ خون سے لبریز ہو گیا آپ وہ پانی نہ پی سکے اور باز رہے پھر آپ کو عبید اللہ بن زیاد کے سامنے حاضر کیا کسی نے کہا امیر کو سلام کر مسلم نے کہا پناہ بخدا وہ امیر نہیں جو اسے سلام کروں دوسری یہ بات ہے کہ اسوقت کا سلام مجھے کیا فائدہ دے سکتا ہے اگر وہ مجھے چھوڑ دے گا تو سلام کرونگا عبید اللہ نے یہ گفتگو سنکر کہا اسکا سلام کرنا آسان بات ہے اگر سلام نہ کریگا تو مارا جائے گا مسلم نے جواب دیا مجھے قتل کریگا تو کیا ہوگا پیشتر ازیں تجھ سے بھی بدتر شخصوں نے مجھ سے بہتر اشخاص کو قتل کر دیا ہے عبید اللہ نے کہا اے عاق و شاق تو نے امام وقت پر خروج کیا امت اور مسلمانوں کی جماعت میں اختلاف ڈالا اور فتنہ برپا کیا مسلم نے کہا تو جھوٹ بولتا ہے اے پسر زیاد معاویہ امت کے اجماع سے مسلمانوں کا خلیفہ نہیں ہوا بلکہ دغابازی اور تغلب سے وصی پیغمبر کے خلاف ہوکر خلافت چھین لی اور یہی یزید کی کیفیت ہے اور فتنہ تو نے برپا کیا اور تجھ سے پہلے تیرے باپ نے فساد کیا تھا امید ہے کہ مجھے اللہ بدترین شخص کے ہاتھ سے درجہ شہادت عطا کرے گا خدا کی قسم میں اہلبیت پر ہوں میری نیت اور اعتقاد دینی میں ابھی تبدیلی اور تغیر نہیں آیا میں حسین بن علی کی فرمانبرداری میں جو امیر المومنین اور پیغمبر کا خلیفہ اور جانشین اور مسلمانوں کا امام اور پیشوا ہے ثابت قدم ہوں یزید اور معاویہ کو فاسق و فاجر جانتا ہوں عبید اللہ نے کہا تو معاویہ کو فاسق کہتا ہے حالانکہ تو خود مدینہ میں شراب پیتا تھا مسلم نے کہا اے کذاب ابن کذاب شراب تو اس شخص نے پی ہے جو ناحق مسلمانوں کا خون بہاتا ہے اور اُسے گناہ نہیں سمجھتا اور

خونریزی سے ایسا دل خوش کرتا ہے گویا کچھ گناہ ہی نہیں ہے عبید اللہ نے کہا اے فاسق تو نے یہ سمجھ کر یہ اختیار کی تھی کہ کام بنجائے گا مگر تو اس عہدہ کے لائق نہ تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے کامیاب ہونے دیا اور اس شخص کو نصیب کیا جسے اسکے لائق پایا۔ مسلم نے کہا الحمد للہ کہ ہمارا تمہارا فیصلہ قیامت کے دن خدا تعالیٰ کے سامنے ہوگا عبید اللہ نے پوچھا کیا تو سمجھتا تھا کہ حسین کو خلافت مل جائیگی مسلم نے کہا جو کچھ میں سمجھے ہوئے تھا وہ محض خیال ہی نہ تھا بلکہ یقینی امر تھا عبید اللہ نے کہا اگر میں تجھے قتل نہ کروں تو خدا مجھے مار ڈالے مسلم نے جواب دیا تجھ جیسے خبیث چلن اور شریر طینت والے شخص کے ہاتھ سے ناحق خونریزی کا ہونا کچھ تعجب کی بات نہیں ہے خدا کی قسم اگر میرے ساتھ دو آدمی بھی ہوتے اور ذرا سا پانی ملجاتا تو تجھے اس قصر میں مزا چکھا دیتا فی الحقیقت جس شخص نے اس مکان کی بنیاد ڈالی ہے وہ ملعون تھا اگر تو مجھے مار ڈالنے کا ارادہ رکھتا ہے تو قریش میں سے کسی شخص کو میرے پاس بھیج کہ اس سے کچھ وصیت کی باتیں کہوں عبید اللہ نے عمر بن سعد بن وقاص کو آپ کے پاس بھیجا کہ جو کچھ وصیت کرنی ہے اس سے کہدیجائے عمر سعد نے مسلم کے پاس آکر کہا جو وصیت کرنی ہے مجھ سے کہ میں اسے بجا لاؤں گا مسلم نے کہا تو میری اور اپنی قرابت کو جانتا ہے آج مجھے تیری ضرورت ہے اور وصیت کرنا چاہتا ہوں امید ہے کہ تو میری باتوں کو غور سے سنے اور میری خواہش کو بجا لائے عمر سعد نے کہا تو سچ کہتا ہے اور مجھ پر فرض ہو گیا کہ تیری وصیت کو پورا کروں گو تو نے اپنی جان پر ظلم کیا مگر تو میرے چچا کا بیٹا ہے جو کچھ کہنا ہے بیان کر مسلم نے کہا میں اس شہر میں سات سو درم کا قرضدار ہوں میرے مارے جانے کے بعد میرے گھوڑے اور زرہ اور اسلحہ کو بیچکر قرضہ ادا کر دینا پھر حسین ابن علی کو خط بھیجکر میرے حال سے مطلع کر دینا اور میری طرف سے لکھدینا کہ ہرگز ہرگز عراق کی طرف تشریف نہ لانا ورنہ جو میرا حال ہوا ہے وہی تمہارے ساتھ سلوک ہوگا عمر سعد نے عبید اللہ سے وصیت کا ذکر کیا اس نے کہا گھوڑے اور زرہ سے قرضہ کی ادائیگی کو ہم سے کچھ تعلق نہیں نہ کوئی ممانعت کر سکتا ہے مگر مسلم کی لاش پر بعد قتل بھی ہمارا ہی اختیار رہیگا جو کچھ ہم چاہیں گے کریں گے اور حسین بن علی کی نسبت یہ بات ہے اگر وہ ہم پر حملہ نہ کرے گا تو ہم بھی اس پر حملہ آور نہ ہونگے اور اگر ہمیں ایذا دیگا اور خلافت حاصل کرنے کے واسطے ہم سے لڑیگا تو ہم بھی خاموش نہ بیٹھیں گے اے مسلم بن عقیل تو اس شہر میں کس لئے آیا تھا حالانکہ اس جگہ کی حالت اور حاکم سب عمدہ حالت میں تھے تو نے آکر پریشانی ڈالی مسلم نے کہا میں اس شہر کے لوگوں کو متفرق اور پریشان کرنے کی غرض سے نہ آیا تھا مگر چونکہ تم نے بڑے بڑے قاعدے جاری کر دئیے ہیں مصر و روم کے بادشاہوں اور ایران کے حاکموں جیسے قوانین کا برتاؤ کر رکھا ہے خلق خدا کے ساتھ سخت بداخلاقی سے عمل آمد ہوتا ہے امر معروف بالکل جاتا رہا کوئی شخص بدی سے نہیں روکتا لہٰذا امیر المومنین حسین نے مجھے یہاں بھیجا کہ امر بالمعروف اور نہی منکر کے طریق کو جاری کروں خلق خدا کو اللہ تعالیٰ کے احکام اور محمد مصطفیٰ کی سنت پر چلاؤں کیونکہ امیر المومنین علیؑ کی وفات کے بعد خلافت تمہارا حق تھا اور تم بھی اس بات سے خوب واقف ہو خواہ اسے مانو یا نہ مانو امیر المومنین علی ابن ابیطالب پر جو امام برحق اور خلیفہ مطلق تھے سب سے پہلے تم نے خروج کیا اور ہماری تمہاری وہی کیفیت ہے جو اللہ تعالیٰ کلام مجید میں فرماتا ہے وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون عبید اللہ بن زیاد نے یہ کلام سنکر بیحیائی کی زبان دراز کی اور خدا اور رسول کا ذرا پاس نہ کیا اور امیر المومنین علی و حسین و مسلم کی نسبت نالائق الفاظ منہ سے نکالے مسلم نے کہا تیرے اور تیرے باپ کے اور اس شخص کے منہ میں خاک جس نے تجھے امیر بنایا اے دشمن خدا ان کلمات کے تم خود سزاوار ہو تیرے باپ زیاد کا کوئی باپ ہی معلوم نہ تھا صرف معاویہ نے دائرہ اسلام سے خارج ہونے کے بعد زیاد ولد الزنا کو اپنے خاندان سے ملحق کر لیا تھا اور الخبیثات للخبیثین کا مضمون صادق آیا اب تو جو چاہے کر ہم اہلبیت موت میں اہل بیت پر مصائب نازل ہوتے ہیں ہم راضی برضا ہیں عبید اللہ نے کہا اس مکان کی چھت پر لیجا کر قتل کرو مسلم نے کہا اگر تو قریشی ہوتا اور مجھ سے تیری رشتہ داری ہوتی تو مجھے اسطرح قتل نہ کرتا اور اگر تو اپنے باپ کا بیٹا ہوتا تو خاندان نبوت کے ساتھ ایسی عداوت سے پیش نہ آتا عبید اللہ نے ان باتوں سے زیادہ غضبناک ہو کر ایک زخمی شامی شخص کو جس کے سر پر اثنائے جنگ میں مسلم نے تلوار ماری تھی بلا کر کہا مسلم کو چھت پر لیجا اور اپنے ہاتھ سے قتل کر کے اپنا بدلا لے وہ شخص مسلم کا ہاتھ پکڑ کر کوٹھے پر لے گیا اثنائے راہ میں مسلم تسبیح اور استغفار میں مشغول تھے کہتے جاتے تھے اللھم احکم بیننا و بین قومنا خذلونا غرض شامی نے بٹھا کر جسم مبارک سے سر علیحدہ کر دیا مسلم پر خدا کی رحمت ہو پھر وہ شخص دیوانہ وار کوٹھے سے اتر کر عبید اللہ کے پاس آیا اس نے اسے پریشان حال دیکھ کر پوچھا تجھے کیا ہوا مسلم کو قتل کیا یا نہیں اس نے جواب دیا ہاں مسلم کو تو قتل کیا مگر مجھے عجیب معاملہ پیش آیا اس کا سر کاٹنے کے بعد ایک سیاہ فام بدصورت شخص نظر آیا وہ دانتوں سے ہونٹ چباتا تھا نہایت غصے سے میری طرف دیکھتا اور انگلی سے میری طرف اشارہ کرتا تھا میں اس قدر ڈرا کہ عمر بھر کسی شے سے ایسا نہ ڈرا تھا عبید اللہ نے ہنس کر کہا تو نے پہلے کبھی ایسا کام نہ کیا تھا اس سبب سے تیری طبیعت درہم و برہم ہو گئی

کوئی بات نہیں کچھ اندیشہ نہ کر پھر حکم دیا کہ ہانی کو قید خانہ سے نکالکر مسلم کے پاس پہنچا دیں محمد بن اشعث نے کہا اللہ تعالیٰ امیر کو تندرست رکھے ہانی بہت بڑا نامور اور بزرگ شخص ہے بصرہ میں تو بھی انکے عالی مرتبہ اور بلند درجہ سے آگاہ تھا اُنکے عزیزوں اور رشتہ داروں کا جتھا بہت زیادہ ہے اُنکی تمام قوم کو معلوم ہے کہ میں اور بن خارجہ تیرے پاس لیگئے ہیں اس لئے یہ امر مجھے سخت ناگوار ہے تجھے قسم دیتا ہوں کہ انکی خطا بخشدے میں اُنکی قوم کے سامنے شرمندہ نہ کر عبیداللہ نے ایک ڈانٹ بتائی اور کہا چپ رہ کبتک ایسی بیہودہ گوئی کریگا غرض اُسکے حکم سے لوگوں نے ہانی کو قید خانہ سے نکالا بازار میں سے گذر کر قصابوں کے محلہ میں لے گئے جہاں بکریاں فروخت ہوتی تھیں ہانی سمجھ گیا کہ مجھے قتل کریں گے غل و شور مچایا کہ اے مذحج والو اور میرے رشتہ دارو دوڑو ابن عبیداللہ کے ملازموں نے اسکے ہاتھ کھولدئے تھے پھر چیخا اور کہا ارے کوئی ہتھیار ہی مجھے دیدو کہ اس بلا کے ہاتھ سے اپنے آپ کو بچالاؤں یہ سنتے ہی جلادوں نے پھر ہاتھ باندھ دئے اور کہا گردن اونچی کر ہانی نے کہا سبحان اللہ کیا اچھی بات کہتے ہو میں اپنے قتل کے واسطے خود کوئی کوشش نہ کروں گا اتنے میں ابن زیاد کے ایک غلام رشید نے اسکی گردن پر تلوار ماری مگر وار پورا نہ بیٹھا اور ہانی نے کہا الی اللہ المنقلب والمعاد اللھم الی رحمتک و رضوانک اجعل ھذا الیوم کفارۃ لذنوبی اب دوسرے وار میں ہانی کی گردن قطع کردی اور بحکم ابن زیاد ہانی اور مسلم کی لاشیں سولی پر الٹی لٹکادیں اور دونو کے سر ایک خط کے ساتھ یزید کے پاس بھیجدئے مضمون خط یہ تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم عبیداللہ بن زیاد کیطرف سے یزید بن معاویہ کو خدا کی حمد و ثنا کے بعد واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے امیر کا بدلا دشمنوں سے لیا اور انکی طرف سے مطمئن کردیا میں اطلاع دیتا ہوں کہ مسلم نے کوفہ میں آکر ہانی کے گھر پناہ لی تھی اور حسین کے واسطے خلقت سے بیعت لیتا تھا میں نے جاسوس مقرر کرکے بڑی تدبیروں سے پتہ لگایا جنگ و جدل کے بعد دونو کو گرفتار کیا اب قتل کرکے اُن کے سر ہمراہ نامہ روانہ کرتا ہوں ہانی بن جروا عی اور زبیر بن ارواح یہ دونو قاصد امیر کے فرمانبردار اور خدمت گذار ہیں اُن سے اچھا سلوک کیا جائے والسلام جب ان دونو شخصوں نے شہیدوں کے سر اور خط یزید کے حوالے کئے تو اُس نے خط کا مطالعہ کرکے حکم دیا کہ یہ سر دمشق کے دروازہ پر لٹکا دئے جائیں اور خود جواب میں لکھا تیرا خط آیا مسلم اور ہانی کے سر پہنچے میں بہت خوش ہوا تو مجھے بہت ہی عزیز ہے جیسا میں چاہتا تھا تو وہ ویسا ہی نکلا میں تجھسے کسی امر کی بازپرس نہیں کرتا جو کچھ تو نے کیا خوب کیا قاصدوں کی بابت جو لکھا تھا ہر ایک کو دس دس ہزار درم عطا کرکے شاد و فرحاں واپس بھیجتا ہوں والسلام ہاں یہ بھی سنتا ہوں کہ حسین بن علی مکہ سے نکلکر عراق کا ارادہ رکھتا ہے تجھے بہت ہی احتیاط رکھنی لازم ہے خبرداری کے ساتھ راستوں کو اپنی نگرانی اور حفاظت میں لے لینا چاہئے اور جس شخص کو فسادی سمجھو خواہ قتل کر یا قید میں ڈال تجھے اختیار ہے اور حسین کی جو جو خبریں تجھ کو معلوم ہوتی رہیں وقتاً فوقتاً مجھے انکی مفصل اطلاع دیتا رہ

## امیر المومنین حسینؑ بن علی کو مسلم بن عقیل کے شہید ہونے کی اطلاع ہونا

جسوقت امیر المومنین حسینؑ کو مسلم کی شہادت کی خبر ہوئی اور وہ اس طرح کہ ایک شخص کوفہ سے وارد ہوا تھا آپنے اس سے پوچھا تو کہاں سے آتا ہے اُس نے جواب دیا کوفہ سے پھر آپنے پوچھا تجھے مسلم بن عقیل کی بھی کچھ خبر ہے اُسنے کہا اے رسول خدا کے فرزند جسوقت میں کوفہ سے باہر آرہا تھا تو عبیداللہ بن زیاد نے مسلم اور ہانی بن عروہ کی لاشیں دار پر الٹی لٹکا رکھی تھیں اور اُنکے سر یزید کے پاس دمشق کو بھیجدئے تھے آپ اس شخص سے یہ حالات سنکر زار زار روئے اور آہ و نالہ کرکے نہایت مغموم ہوکر بولے انا للہ و انا الیہ راجعون اور اسیوقت سفر عراق کا مصمم ارادہ کرلیا عمر بن عبدالرحمان بن حرث بن ہشام مخزومی نے حاضر ہوکر کہا اے فرزند رسول میں آپ کو کچھ نصیحت کرنا چاہتا ہوں محض آپ ہی کے فائدے کے لئے ہی تمام شہر میں بلکہ ملک کے واسطے بھی آپ کی بھلائی کے خیال سے علیحدہ نہیں رہا ہوں نہ آپ سے کسی نصیحت کو چھپایا ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ میری نصیحت سن لیں اور بالکل خیر خواہی پر محمول فرمائیں اگر آپکی رائے میں بھی درست ہو تو اسپر عمل فرمائیں امیر المومنین حسین نے کہا تو جس امر میں بہبودی اور بھلائی جانتا ہے بیان کر عمر نے کہا میں نے سنا ہے کہ آپنے عراق تشریف لیجانے کا ارادہ کرلیا ہے مجھے آپکے اس ارادہ اور سفر سے اندیشہ ہے کیونکہ جس شہر کا قصد ہے وہاں سب امیر اور بڑے بڑے مالدار ہیں تمام آدمی مال و زر کے دلدادہ ہو رہے ہیں ایسا نہو کہ عوام لوگ بھی روپیہ پیسہ کی تمنا میں امیروں کے شریک حال ہو جائیں اور آپکے مخالف بنجائیں آپ اپنی جان کا خیال فرمائیں اس ہلاکت کے پھندے سے بچیں اسی حرمت والی جگہ پر اطمینان اور فراغت سے قیام رکھیں امیرالمومنین

نے فرمایا نہایت ہی اچھی نصیحت ہے اور میں خوب سمجھتا ہوں کہ محض از راہ خیر خواہی و شفقت دلی تو نے یہ بات کہی ہو اور اپنی کوئی غرض شامل نہیں کی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے ایک حکم لگا دیا ہے اور میرے واسطے جو مقرر کرنا تھا مقرر کر دیا ہے میں تیری نصیحت مانوں یا نہ مانوں وہ حکم ٹل نہ سکیگا موت ہر ایک برائی اور بھلائی کے ساتھ خلقت کی باگ ڈور اسی طرح کھینچ رہی ہے کہ اُسکے خلاف ہر ایک کوشش بیکار ہے عمر سنکر چپ ہو رہا اور واپس چلا گیا اسی اثنا میں عبد اللہ بن عباس بھی مکہ میں آ گیا اور امیر المومنین حسین سے کہا میری جان آپ پر قربان سنتا ہوں کہ تم عراق جانیکا ارادہ رکھتے ہو مجھے بھی معلوم ہو کہ آپ کسلئے اور کس امید پر ایسا کرتے ہو آپنے فرمایا عرصہ دراز سے مجھے وہاں جانیکی آرزو تھی اب ارادہ ہے کہ وہاں جاؤں عبد اللہ بن عباس نے کہا آپ عراق والوں کو بہت اچھی طرح دیکھے بھالے اور سوچے سمجھے ہوئے ہیں اُنھوں نے کبھی کسی کے ساتھ وفا کا برتاؤ نہیں کیا کل ہی کی بات ہے کہ آپکے والد بزرگوار اور شفیق بھائی کو دغا دے چکے ہیں اب وہاں عبید اللہ بن زیاد جو شریروں کا شریر اور نابکار فتنہ پرداز ہے لشکر کثیر کے ساتھ موجود اور بجانب یزید مامور ہے چنانچہ اسی نے آپکے چچازاد بھائی مسلم کو پکڑ کر قتل کر دیا تمام لوگوں کو زر و سیم دے دیکر اپنا طرفدار بنالیا ہے وہاں کے تمام آدمی مال و زر کے بندے ہیں مجھے اندیشہ ہے کہ مبادا آپکے مار ڈالنے کا قصد کریں آپکو اپنی ذات کے لئے احتیاط لازم ہے وہاں تشریف نہ لیجائیں اسی حرم میں رہیں آپنے فرمایا مجھے عراق میں کشتہ ہونا مکہ میں رہ جانے سے زیادہ پسند ہے اور جو کچھ مقدر میں لکھا جا چکا ہے وہ خواہ مخواہ اپنے اپنے وقت پر ہو کر رہیگا علاوہ ازیں میں اس امر میں ابھی غور کروں گا اور استخارہ دیکھونگا پھر جو رائے ہوگی اُس پر عمل کرونگا اب عبد اللہ بن زبیر بھی حاضر ہوا اسلام کر کے بیٹھ گیا اور کچھ تامل کے بعد بولا خدا کی قسم اگر عراق میں جسقدر آپکے دوست ہیں اُتنے دوست ہمارے بھی ہوتے تو میں ایکدن بھی یہاں نہ ٹھہرتا میں خیال کرتا ہوں کہ تم عراق چلے جاؤ تو تمہارا کام بنجائیگا اور مراد حاصل ہوگی اس سنگلاخ میں کیوں پڑے ہو کسلئے بنی امیہ کے سامنے عاجزی کرتے ہو کیا ہم مہاجرین کی اولاد نہیں حالانکہ وہ فاسقوں کے بچے ہیں عبد اللہ بن زبیر نے یہ گفتگو امام حسین کی خیر خواہی کی راہ سے نہ کہی تھی بلکہ اُسکا مدعا یہ تھا کہ امام حسین مکہ سے چلے جائینگے تو میری قدر بڑھ جائے گی اور اہل مکہ میری بیعت اختیار کرینگے امام حسین اُسکی غرض کو سمجھے اور کچھ جواب نہ دیا دوسرے دن عبد اللہ بن عباس نے امام حسین کی پاس حاضر ہو کر کہا آپکے معاملہ کی نسبت ایک اور رائے میرے خیال میں آئی ہے اگر آپ قبول فرمالیں تو عرض کروں آپنے ارشاد کیا جو کچھ کہنا ہے بیان کریں فائدے سے ہرگز خالی نہ ہوگا عبد اللہ نے کہا مناسب ہے کہ آپ یمن کو تشریف لے جائیں کیونکہ وہاں آپکے ہوا خواہ بہت ہیں اور وہ جگہ بھی دور ہے وہاں بیٹھکر اطراف و جوانب کو خطوط روانہ کریں لوگوں کو اپنی فرمانبرداری کی طرف بلائیں امام حسین نے فرمایا اے چچا کے بیٹے مجھکو تیری محبت و شفقت اور خیر خواہی اور عقیدت کا حال بخوبی معلوم ہے مگر میں نے اپنے دل میں فیصلہ کر لیا ہے اور مصمم ارادہ ہے کہ سفر عراق اختیار کروں اب کسی طرح سے یہ ارادہ فسخ نہیں ہو سکتا عبد اللہ بن عباس نے یہ سنکر سر جھکا لیا اور کچھ دیر کے بعد کہا اگر آپ اس ارادہ کو پورا کریں اور کسی طرح اسکو ترک نہ فرمائینگے تو ان عورتوں بچوں اور عزیزوں رشتہ داروں کو اپنے ہمراہ نہ لیجائیے مجھے اندیشہ ہے کہ خدانخواستہ آپ شہید ہوگئے تو آپکی اولاد برباد اور ہلاک ہو جائیگی خدا کی قسم آپ مکہ سے تشریف لیجاکر عبد اللہ بن زبیر کو خوش دل کریں گے اور وہ اپنی دلی مراد کو پہنچ جائے گا کیونکہ جبتک آپ مکہ میں موجود ہیں کوئی شخص اُسکی طرف متوجہ نہ ہوگا جب آپ یہاں سے چلے جائینگے تو وہ لوگوں کو اپنی بیعت کی ترغیب دیگا اور ریاست اختیار کرے گا امیر المومنین حسین نے فرمایا میں غور کروں گا اور اللہ تعالیٰ سے نیکی کا طالب ہونگا عبد اللہ بن عباس آپکے پاس سے باہر چلے آئے اور کہتے تھے حسین کی طرف سے افسوس صد افسوس ہے میں مجبور ہو کر اُن کا ساتھ چھوڑتا ہوں اور میں جانتا ہوں کہ عراق میں انکا انجام کیا ہوگا اثناء راہ میں عبد اللہ بن زبیر بھی ملگیا اس سے کہا قد خلت لک یا معاشری مالک ابن قبرۃ بمعمر + خلا لک الجو فبیضی واصفری اے پسر زبیر خوش ہو کہ حسین نے سفر عراق کا پختہ ارادہ کر لیا اب کچھ ہی ہو وہ یہاں سے تشریف لیجائینگے اور حجاز تیرے حوالے کر دیں گے اب تو میدان خالی پائے گا عبد اللہ بن زبیر نے ان باتوں کا کچھ جواب نہ دیا جب وقت مدینہ میں خبر پہنچی کہ امام حسین عراق کا ارادہ رکھتے ہیں عبد اللہ بن جعفر نے امام حسین کے نام خط لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ بسمت عراق تشریف لیجانا چاہتے ہیں اس ارادہ کا عمل میں لانا مناسب نہیں میں آپکو قسم دلاتا ہوں کہ ہرگز آپ عراق نہ جائیں بلکہ یہیں میں قیام رکھیں کیونکہ آپ کے اس ارادے سے اندیشہ ہے کہ وہاں کے لوگ آپکو شہید کر دیں اور سب دوست اور عزیز اور متعلقین تباہ ہو جائیں اگر خدانخواستہ آپکو شہید کر دیا تو نور اسلام گم ہو جائے گا مسلمانوں کے دل جو آپ سے وابستہ ہیں شکستہ ہو جائینگے اپنی جان پر رحم کرو عراق کیطرف نجاؤ میں آپکیواسطے یزید اور بنی امیہ سے اور امیروں کی اولاد سے امان حاصل کرادونگا پھر اطمینان کے ساتھ حرم محترم میں مع اپنے اہلبیت اور اولاد بھی امن و حفاظت سے زندگی بسر کرینگے میری یہ رائے ہے ہرگز میری

التجا ہے در گذر نہ کیجئیگا و السلام امیر المومنین حسینؑ نے اس خط کو پڑھ کر جواب میں لکھا تمہارا خط آیا میری نسبت جسقدر محبت و شفقت کا اظہار کیا گیا ہے
مجھے سب معلوم ہے مگر اصل بات یہ ہے کہ میں نے اپنے نانا محمد مصطفیؐ سے سن رکھا ہے کہ میں چیونٹیوں کے بلوں میں بھی جا چھپوں گا تب بھی یہ قوم مجھ کو چھوڑیگی
اور ڈھونڈ نکالے اور قتل کرے گی اور میری ہلاکت میں ایسی بے رحمی اختیار کرے گی جیسی یہودیوں نے ہفتہ کے دن کی تھی عمر بن سعید بن عاص نے بھی مدینہ
سے لکھا واضح ہو کہ میں نے سنا ہے آپ جانب عراق جاتے ہیں اس ارادہ کو ترک کیجئے کیونکہ وہاں جانا اچھا نہیں ان ہی دنوں میں آپکے چچیرے بھائی مسلم
کو کوفہ میں شہید کر دیا ہے اب مجھے آپکا اندیشہ ہے اسلئے یہ خط لکھکر اپنے بھائی یحییٰ بن سعید کو آپکی خدمت میں بھیجتا ہوں کہ اس کے ہمراہ آپ مدینے چلے آئیں
یہاں پر امن و امان سے رہیں آپکے اہلبیت کیلئے بھی امان ہے اس کے علاوہ احسان و صلہ اور اچھا معاملہ بھی ہوگا میں اس امر پر خدا کو گواہ کرتا ہوں اور
وہی وکیل اور کفیل ہے والسلام آپنے جواب میں لکھا واضح ہو کہ جو شخص خدا تعالےٰ کی عبادت اور محمد مصطفیؐ کی سنت کی ترغیب دلاتا ہو ہرگز اُسکی مخالفت نہیں کرتے
اور تو نے بھی کچھ کمی نہیں کی کہ مجھے احسان و صلہ اور امان کی طرف بلایا مگر سب سے اچھی خدا کی پناہ ہے اور جو شخص دنیا میں خدا سے نہ ڈریگا وہ قیامت کے دن پناہ
نہ پائیگا میں اپنے اور تیرے واسطے خدا سے نیک عمل کا خواستگار رہوں جس سے خدا خوشنود ہو اللہ تجھے دنیا و آخرت دونو جہان میں جزائے خیر عطا کرے والسلام اسی اثنا میں
یزید کی طرف سے ایک منظوم تحریر مدینہ میں آئی نہایت ہی عمدہ اشعار تھے اور ہر قسم کی باتیں لکھی تھیں حسین بن علی کو تعظیم و تعریف سے یاد کیا تھا اپنا عزیز اور
رشتہ دار بیان کر کے کچھ فضائل مناقب خاندانی فضیلت اور اخلاق حسنہ کا ذکر بھی تھا اسکے بعد یہ التجا تھی کہ حسین مجھ سے موافقت اختیار کرکے آتش جنگ و جدل
کو سرد کر دے دوستی اور رضامندی سے پیش آئے غرض یہ سب باتیں بہت طول طویل درج کی تھیں مدینہ والوں نے یہ اشعار پڑھ کر ایک معتمد شخص کے ہاتھ امیر
المومنین حسین کی خدمت میں بھیجدیے امام حسینؑ سمجھ گئے کہ یہ اشعار یزید نے لکھے ہیں اُن کے جواب میں کلام الٰہی کی یہ آیت تحریر فرمادی بسم اللہ الرحمن
الرحیم فان کذبوک فقل لی عملی ولکم عملکم انتم بریئون مما اعمل وانا بری مما تعملون ۔ امیر المومنین حسینؑ نے عراق کا قصد کیا جس جس شخص کو ہمراہ لیا تھا
دس دس دینار سرخ اور ایک ایک اونٹ دیکر کعبہ و صفا و مروہ کا طواف کیا پھر اہلبیت کے لئے کجاوے درست کروائے ترویہ کے وقت ۹ ذالحجہ کو نکل کے دن
مکہ سے نکلے عزیز رشتہ دار دوست اور ملازم سب ملکر ۸۲ آدمی ہمراہ تھے جب عراق کے دیہات میں پہنچے بنی اسد کا ایک شخص ملا امام حسینؑ نے پوچھا تو کہاں سے آتا ہے
اُسنے جواب دیا عراق سے ۔ پوچھا وہاں کی کیا کیفیت ہے اور تجھے کیا کیا حالات معلوم ہیں اُسنے کہا وہاں کے لوگوں کے دل آپکی طرف مائل ہیں اور اُنکی تلواریں بنی
امیہ کی طرف کھنچی ہوئی ہیں اور حکم خدائے جلیل کا حکم ہے آپنے فرمایا اے بھائی بنی اسد تو سچ کہتا ہے یفعل اللہ ما یشاء ویحکم ما یرید اللہ جو چاہتا ہے
سو کرتا ہے اور جب ارادہ حکم فرماتا ہے اُس نے کہا اے فرزند رسول اس آیت کے کیا معنی ہیں یوم ندعوا کل اناس بامامہم آپنے فرمایا امام دو ہیں
ایک سیدھی راہ کی ہدایت کرتا ہے دوسرا گمراہی کی طرف لیجاتا ہے اور جو گروہ اسکی پیروی کرتا ہے وہ دوزخی ہے الغرض جب ولید بن عتبہ کو امام حسین کی
روانگی اور سفر عراق کی خبر ہوئی اسیوقت عبید اللہ کو اس مضمون کا خط لکھا واضح ہو کہ حسین بن علی عراق کی طرف روانہ ہو گیا ہے وہ فاطمہ کا بیٹا اور
فاطمہ محمد مصطفیؐ کی بیٹی ہے ہرگز ہرگز اسے کچھ ایذا نہ دینا ورنہ تیری دنیا اور دین دونو برباد ہو جائینگے اور کوئی خرابی اپنے اوپر عاید نہ کرنا کیونکہ پھر کسی
تدبیر سے اُسکا معاوضہ نہو سکیگا اگر تو نے اُسکے ساتھ بدی کی تو قیامت تک خلقت کو یاد رہیگی والسلام عبید اللہ نے ولید کے خط پر ذرا توجہ نکی امام حسین نے
خزیمہ منزل پر پہنچکر ایکدن قیام فرمایا دوسرے دن امام حسین کی بہن زینب نے آپ کے پاس آکر کہا بھائی کل شب کو میں نے ایک عجیب آواز سنی آپنے فرمایا تم
نے کیا سنا زینب نے کہا میں خیمہ سے باہر نکل آئی تھی اور بہت متفکر تھی یکایک آواز غیب آئی اور وہ یہ دو شعر تھے الا یا عین فاحتفلی بجہد ؛ ومن یبکی
علی الشہداء بعدی ؛ علی قوم تسوقہم المنایا ؛ بمقدار الی انجاز وعدی آپ نے کہا اے بہن جو کچھ حکم خدا ہے وہ ظاہر ہوگا اور ہم حکم الٰہی سے راضی ہیں پھر اس
منزل سے کوچ کر کے ثعلبیہ مقام پر ٹھہرے اور امام حسین تکیہ پر سر رکھ کر کچھ یونہی سوئے تھے کہ بہت بیقرار ہو کر اٹھ بیٹھے اور آنکھوں سے اشک جاری تھے آپکے فرزند علی اکبر
نے پوچھا اے والد بزرگوار میری جان آپ پر قربان ہو آپکی کبھی آنکھیں آنسوؤں سے تر نہوں اس رونیکا کیا سبب ہے فرمایا میں نے ایک خواب دیکھا ہے اور اسوقت کا خواب
ہمیشہ سچا ہوتا ہے میں ابھی سو گیا تھا ایک سوار کو دیکھا کہ میرے پاس آکر کہتا ہے اے حسین تم عراق کی طرف جانے میں جلدی کر رہے ہو اور موت تمہارے تعاقب میں جلدی

کر رہی ہے کہ بہشت میں لیجائے معلوم ہو گیا کہ موت بہت قریب ہے علی اکبر نے پوچھا اے باپ کیا ہم حق پر نہیں ہیں امیرالمومنین نے کہا بیشک ہم حق پر ہیں اور حق ہمارے ساتھ ہے علی اکبر نے کہا ہم حق پر ہیں تو موت سے کیا ڈرنا امام حسین نے کہا اے فرزند تو نے دل خوش کر دیا اللہ تجھے جزائے خیر عطا کرے دوسرے دن صبح کے وقت ایک کوفی ابوہریرہ ازدی نے حسین بن علی کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام کیا اور کہا اے فرزند رسول تم کیلئے حرم خدا اور حرم رسول سے چلے آئے آپ نے فرمایا اے اباہریرہ بنی امیہ نے ہمارا مال مار لیا ہم نے صبر کیا ہمارا حق دبا لیا ہم نے صبر کیا ہمیں سخت و سست کہا ہم نے صبر کیا اب قتل کرنا چاہا تو میں وہاں سے نکل آیا اے ابوہریرہ خدا کی قسم میں باغیوں کے ہاتھ سے مارا جاؤنگا اور میری ہلاکت کے بعد اللہ تعالی ان لوگوں کو ذلت و خواری کا لباس پہنائے گا ایک زبردست قوم ان پر مسلط ہوگی جو انہیں ایسا ذلیل و خوار کرے گی جیسا کہ زبردست کمزور کو خوار کرتا ہے اس گروہ کی بادشاہ ایک عورت ہوگی وہ ان کی جان و مال پر قبضہ کر لیگی اور یہ لوگ چاروناچار اس کے حکم کو مانیں گے پھر امام حسین اس منزل سے کوچ کر کے بمقام شقوق قیام فرما ہوئے فرزدق شاعر نے حاضر ہو کر سلام کرنیکے بعد آپ کے قلب مبارک پر بوسہ دیا امام نے پوچھا تو کہاں سے آتا ہے اس نے کہا کوفہ سے پھر دریافت فرمایا وہاں کے لوگوں کا کیا حال ہے اور ان کے دل کس طرف ہیں عرض کی ان کے دل آپکی جانب ہیں اور تلواریں بنی امیہ کی طرف مگر حکم الہی آسمان سے نازل ہوتا ہے اور خدا جو چاہتا ہے وہ ہوتا ہے امام حسین نے فرمایا سچ ہے ان اللہ یفعل ما یشاء و کل یوم ھو فی شان فرزدق نے کہا یا حضرت آپ کوفہ کیوں جاتے ہیں اور کس بھروسے پر ان لوگوں پر اعتماد کیا جاتا ہے وہاں کے باشندے اعتماد کے لائق نہیں ہیں کیا آپ نے نہیں سنا کہ تمہارے چچازاد بھائی مسلم بن عقیل کو کس طرح ہلاک کر دیا امام رونے لگے اور فرمایا رحمۃ اللہ علیہ فلقد صار الی روح و ریحانہ و جنتہ و غفرانہ اسکا جو فرض تھا اسے پورا کر دیا ذرا کمی نہیں کی فرزدق امام حسین کو رخصت کر کے چلا گیا اور امیرالمومنین حسین وہاں سے سفر کر کے قصر مقاتل کے قریب خیمہ زن ہوئے ایک سراپردہ نصب تھا اسکے سامنے نیزہ گڑا ہوا تلوار لٹکتی اور گھوڑا تھان پر بندھا ہوا دیکھا پوچھا یہ کس کا سراپردہ ہے لوگوں نے کہا یہ ایک کوفی عبید اللہ بن حر جعفی کا سراپردہ ہے آپ نے اپنے ایک خدمتگار حجاج بن مسروق جعفی کو بھیجکر اسے طلب کیا حجاج نے اس کے قریب جا کر سلام کیا اور کہا اللہ تعالی نے تجھے نعمت غیر مترقبہ عطا کی اور فضل بیکران تجھپر نازل فرمایا ہے اسنے پوچھا وہ کون چیز ہے جو اللہ تعالی نے مجھے بخشی ہے جواب دیا امیرالمومنین حسین رسولخدا کے فرزند اس جگہ فروکش ہیں عزیز و اقربا اور اہلبیت اطہار اور اہالی اور موالی اور خدمتگار سب ہمراہ ہیں اور تجھے طلب کیا ہے اگر تو قبول کرے ان کی مدد کرے گا تو ثواب عظیم پائے گا اور مارا گیا تو شہیدوں میں شمار ہوگا عبید اللہ نے کہا میں اسی لئے کوفہ سے نکل آیا ہوں کہ امام حسین وہاں تشریف لائے اور میں مدد کرنی چاہی تو نہ کر سکوں گا کیونکہ تمام کوفہ والوں کی نیتیں بدل گئی ہیں دنیا کی محبت میں مبتلا ہو کر عبید اللہ بن زیاد کے طرفدار ہو گئے ہیں یہ سعادتمندی کے ساتھ واپس جا کر پیام اسلام پہنچا اور آپکو یہ سب حالات سنا دے حجاج نے امیرالمومنین کے پاس واپس آ کر جو کچھ دیکھا اور سنا تھا عرض کر دیا امیرالمومنین حسین اپنے رشتہ دار اور بھائی بند ہمراہ لیکر اسکے پاس گئے عبید اللہ حضرت کو تشریف لاتے دیکھ کر اٹھ کھڑا ہوا تعظیم و تکریم سے پیش آیا امام حسین کا دست مبارک پکڑ کر صدر جگہ پر بٹھایا آپ نے حمد و ثنا الہی کے بعد فرمایا اے عبید اللہ تیرے شہر کے آدمیوں نے جو سب کے سب نامور اور رکن شہر ہیں ہمیں خط بھیج بھیج کر وعدے کئے کہ ہم سب آپکے خیر خواہ و ہوا خواہ و یادگار ہیں آپ ہمارے پاس چلے آئیے میں نے اس امر کو قبول کرنے میں تامل کیا کسی خط کا جواب نہ دیا تو مکرر خط آئے ناچار میں ان لوگوں کے قول و قرار کی وجہ سے حرم خدا سے سفر کیا اور اس طرف آیا۔ اب دگرگوں معاملہ دیکھتا ہوں میرے چچازاد بھائی مسلم کی بیعت اٹھارہ ہزار آدمیوں نے کی اور جنگ کے لئے نکلے جب لڑائی شروع ہو گئی تو عین معرکہ میں اس سے علیحدہ ہو گئے اسے تن تنہا چھوڑ دیا اور پسر زیاد کے حوالے کر دیا اس نے بڑی ایذادہی کے ساتھ شہید کیا اب سنتا ہوں کہ یزید کی فرمانبرداری کے ساتھ پسر زیاد کی طرف مائل ہو گئے ہیں عبید اللہ تو خوب جانتا ہے کہ تجھ سے جو کچھ نیکی یا بدی ظہور میں آئے گی اللہ تعالی ویسی ہی جزا دے گا میں چاہتا ہوں کہ تو اسوقت توبہ کر کے تمام گذشتہ گناہوں سے بری ہو جائے ہم رسولخدا کی اہلبیت ہیں ہماری امداد کر اور اس معاملہ میں ہمارا ساتھ دے جبتک رہ سکے ہمارے دشمنوں کو ہمارے مقابلہ سے دفع کر عبید اللہ نے کہا اے فرزند رسول اگر کوفہ میں آپکو کچھ لیے دوست اور مددگار ہوتے جو آپکا ساتھ دیتے تو میں سب سے پہلے آپکی دوستی میں جنگ کرتا مگر آپ کے تمام دوست و مددگار اور شیعہ اعتقاد بدل چکے میں چاہتا ہوں کہ یہ گھوڑی ملحقہ لیں انشاء اللہ اس گھوڑی کو میں نے جس جانور کے پیچھے ڈالا ہے اسی کو جا لیا ہے اور جب اس پر سوار ہو کر بھاگا ہوں کوئی شخص مجھ تک نہیں آ سکا اور یہ تلوار جس پر لگائی صاف اس سے نکل گئی یہ دونوں چیزیں آپ لے لیں میری طرف سے قبول فرمائیں

آپنے فرمایا میں تیرے پاس اس گھوڑی اور تلوار کی لالچ سے نہیں آیا ہوں بلکہ یہ مدعا ہے کہ تو میرا ساتھ دے اور میرے دشمنوں سے لڑے اگر تو اپنی جان کو بھی عزیز رکھتا ہے تو
تو ہمیں تیرے مال کی بھی کچھ ضرورت نہیں میں نے اپنے نانا محمد مصطفےٰ سے سنا ہے کہ جو شخص میرے اہلبیت کی فریاد اور طلب امداد کی درخواست سنکر مدد نہ کریگا وہ دوزخ میں جائیگا
یہ فرماکر آپ اُٹھ کھڑے ہوے اور اپنے قیام گاہ پر چلے آئے دوسرے دن کوچ کرکے بسمت کوفہ روانہ ہوے عبید اللہ جعفی بعدہ سخت شرمندہ اور نادم ہوا اور امام حسین کی
خدمتگزاری نکرنے اور ساتھ نہ دینے پر ہاتھ ملتا تھا الغرض اثناء راہ میں امام حسین نے ایک لشکر اپنی طرف آتا ہوا دیکھا قریب آئے تو معلوم ہوا کہ ایک ہزار سوار اسلحہ سے
مکمل ہیں قاصد کو بھیجا کہ دریافت کرے انکا سردار کون شخص ہے لوگوں نے کہا حر بن یزید ریاحی امام نے اسے طلب کرکے پوچھا اے حر تو ہماری مدد کے واسطے آیا ہے یا
ہمسے جنگ کرنے کے ارادے سے حر نے کہا مجھے عبید اللہ نے آپسے لڑنیکو بھیجا ہے حر کا یہ کلام سنکر آپنے فرمایا لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم ظہر کی نماز کے وقت
امام حسین نے حجاج بن مسروق سے کہا اذان دیکر نماز کے لئے کھڑے ہو جاؤ کہ ہم نماز پڑھیں حجاج نے اذان دی اور امام حسین نے حر سے کہا تو اپنی جگہ پر اپنے ہمراہیوں
کے ساتھ نماز پڑھے گا یا ہمارے پیچھے کھڑے ہو کر ادا کریگا حر نے کہا میں تمہارے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھونگا امام حسین نے دونوں فوجونکو نماز پڑھائی اور نماز سے
فارغ ہو کر تلوار پر سہارا لیکر کھڑے ہو گئے اور خطبہ پڑھا حمد وثناء الٰہی کے بعد محمد مصطفےٰ پر درود بھیجا اور کہا اے لوگو میں تم سے عذر کرنے کے لئے کھڑا نہیں ہوا اور نہ
میں نے اس شہر کی طرف اسوقت تک قصد کیا اور نہ یہاں تک آیا جبتک میرے پاس تم لوگوں کے خط نہ پہنچے اور تمنے میرے بلانے کے لئے درخواستیں نہیں بھیجیں اور
تمہارے قاصد جنمیں ایسے نامور اور رئیس اشخاص شامل تھے اہل کوفہ کی طرف سے خط لیکر میرے پاس آئے انھوں نے کہا تھا کہ بہت جلدی کوفہ میں پہنچنا چاہئے کیونکہ
یہاں کوئی امام موجود نہیں ہے جو نماز پڑھائے اور دینی و دنیوی امور کی اصلاح کرتا ہے اگر تم آجاؤگے تو شاید اللہ تعالیٰ ہمارے ابتر کاموں کو درست کردے
اب اگر تم اپنے قول وقسم پر ثابت قدم ہو تو میں آہی گیا ہوں اور پھر اعتماد کرنا چاہتے ہو تو میں تمہارے ساتھ شہر میں داخل ہوں اگر تم اپنے عہد سے پھر گئے اور قول و قرار
سے شرمندہ ہوگئے ہو اور میرے آنیکو برا سمجھتے ہو تو میں مکہ کو واپس چلا جاؤں حضرت کا یہ کلام سنکر سب خاموش تھے اور سر جھکائے ہوئے تھے کچھ نہ بولے اب حر نے اپنا
خیمہ کھڑا کیا اور اس کے اندر جا بیٹھا امام حسین بھی اُس کے مقابل جا بیٹھے اور تمام آدمی بھی اپنے اپنے گھوڑوں کی باگیں پکڑے ہوئے بیٹھے تھے کہ اتنے ہی میں حر کے پاس
کوفہ سے اس مضمون کا خط آیا کہ حکم ہذا سے مطلع ہوتے ہی حسین بن علی اور اسکے اصحاب کو نظر بند کر لینا اور خود اُن کے ساتھ سے علیحدہ نہ ہونا یہانتک کہ انہیں میرے پاس
حاضر کرا اور میں نے اس قاصد کو حکم دیا ہے کہ تیرے ساتھ رہے جبتک کہ تو اس حکم کو پوری طرح انجام نہ دیدے اور میری فرمانبرداری کا حق ادا نہ کرلے حر نے مضمون خط سے
مطلع ہو کر اپنے لوگونکو بلایا اور کہا یہ مردود کم بخت ابن زیاد مجھے خط لکھتا ہے کہ حسین بن علی کو گرفتار کرکے حاضر کر اور جہانتک میں چاہتا ہوں میرا دل مجھے ایسے کام پر
آمادہ نہیں ہونے دیتا جس سے امام حسین رنجیدہ ہوں میں اس امر سے سخت پریشان ہوں حر کا ایک ہمراہی ابو شعثا عبید اللہ کے قاصد کیطرف مخاطب ہو کر بولا تیری ماں تجھ پر
روئے تو کیسے کام کیلئے یہاں آیا ہے اس نے کہا میں نے اپنے امام کی فرمانبرداری کی اور اپنی بیعت کو پورا کیا ہے اپنے امیر کا حکم حر کو پہنچا دیا ابو شعثا نے کہا مجھے اپنے سر کی
قسم تو اپنے امام کی فرمانبرداری کے سبب خدا کی درگاہ میں گنہگار ہو گیا تو نے اپنے آپ کو تباہ کر دیا دنیا و آخرت دونو خراب کرلیں اور دوزخ کی آگ اپنے واسطے سلگائی
تیرے امام کی یہ تعریف ہے جو اللہ قرآن میں فرماتا ہے وجعلناهم ائمة يدعون الى النار ويوم القيامة لا ينصرون ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ نماز عصر کا وقت آگیا امام حسین نے
موذن سے کہا اذان دو اور نماز کے لئے کھڑے ہوں آپنے لشکر کو نماز پڑھائی اور نماز سے فارغ ہو کر حمد وثناء الٰہی کے بعد کہا اے لوگو ہم تمہارے پیغمبر کے اہلبیت ہیں اور
تمہارے شہر میں جو لوگ امام اور والی بنے ہوئے ہیں ہم خلافت اور امامت کیلئے اُنسے بہتر ہیں اگر تم ہمارا حق سمجھو گے اور خدا سے ڈرو گے تو اللہ تعالیٰ تم سے
راضی ہوگا اور اگر میرے آنے کو برا جانوگے اور اپنے خطوط کی تحریروں اور اپنے قاصدوں کی زبانی وعدوں کو پورا نہ کروگے تو میں تمہیں کچھ نہیں کہتا اور نہ تمہیں کسی بات کے
لئے مجبور کروں گا تم صاف صاف کہدو کہ میں مکہ کو واپس چلا جاؤں حر بن یزید نے جو لشکر کا سردار تھا آگے بڑھکر عرض کی اے فرزند رسول آپنے دو مرتبہ خطوں
اور قاصدوں کا ذکر کیا مگر مجھے کچھ خبر نہیں کہ کن لوگوں نے خط لکھے اور کون شخص قاصد بنکر حاضر ہوئے تھے امام حسین نے اپنے غلام عقبہ بن سمعان کو بلا کر کہا
خطوں کی خرجیاں اُٹھا لا عقبہ جاکر خرجیاں اُٹھا لایا خطوط نکالکر زمین پر رکھدئے تھے اور پیچھے ہٹ بیٹھا فوج حر کے نامور اشخاص آگے بڑھے لفافوں کو پڑھا حر بن یزید
ریاحی نے بھی انہیں دیکھا اور کہا ہم ان شخصوں میں سے نہیں ہیں جنہوں نے یہ خط تحریر کئے ہیں اور عبید اللہ بن زیاد نے ہمیں حکم دیا ہے کہ آپ کو اُس کے پاس لیجائیں

امیر المومنین حسینؑ نے سنکر کہا کہ تم یہ کام نہیں کر سکتے پھر حکم دیا کہ عورتوں کو کجاوؤں میں سوار کرا دو اور سوار ہو کر چلو دیکھیں یہ لوگ ہمارا کیا کر سکتے ہیں لوگوں نے آپکے حکم کے موافق اہل و عیال اور بچوں کو سوار کرا دیا اور چل نکلے۔ کوفی لشکر نے رستہ روکا اور جانے سے مانع آئے اہلبیتؑ کا رستہ رکتے ہی امام حسینؑ نے قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا اور کہا اے پسر یزید کس لئے تو ان لوگوں کو نہیں جانے دیتا تیری ماں تیرے سوگ میں بیٹھے حُر نے جواب دیا یا ابن رسول اللہ اگر کوئی اور شخص میری ماں کا نام لیتا تو میں تلوار کی دھار سے جواب دیتا مگر آپ اور آپکے ماں باپ کی حرمت بہت بڑی ہے کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن تمہیں عبید اللہ کے پاس ضرور لیچلوں گا امام حسینؑ نے کہا میں ہرگز نہ جاؤں گا اور تیرے ارادہ کی مجھے ذرا پروا نہیں تو کیا کر سکتا ہے حُر نے کہا اگر میری اور میرے لشکر کی جانیں بھی اس معاملہ میں جاتی رہیں تو بھی مجھے گوارا ہے میں عبید اللہ کے پاس ضرور لیچلوں گا امام حسینؑ نے کہا اچھا اپنے لشکر سے نکلکر سامنے آ اور میں بھی اپنے ہمراہیوں سے علیحدہ ہو کر تیرے سامنے آتا ہوں کہ دو تو آپس میں جنگ کریں۔ اگر تو نے مجھے مار ڈالا تو تیرے امیر کی اور تیری مراد بر آئیگی اور تو مارا گیا تو خلقت تیرے پنجہ سے آزاد ہو جائیگی حر نے کہا یا ابا عبد اللہ مجھے آپسے جنگ و جدل کرنیکا حکم نہیں دیا بلکہ یہ کہدیا ہے کہ آپکے ساتھ سے علیحدہ نہوں یہانتک کہ آپ کو عبید اللہ کے پاس پہنچا دوں خدا کی قسم مجھے سخت ناگوار ہے کہ کوئی ایسی بات کہوں یا کوئی ایسی حرکت کروں جو آپکو ناخوش معلوم ہو مگر کیا کروں دوسرے کا مقرر کیا ہوا ہوں اور محکوم مجبور ہوتا ہے میں نے اس گروہ سے بیعت کر رکھی ہے اور اُنکے حکم سے آپکے پاس پہنچا ہوں اور خوب جانتا ہوں کہ قیامت کے دن تمام خلقت کو آپ ہی کے نانا کی شفاعت کی ضرورت پڑیگی میں حیران و پریشان اور خوف زدہ ہوں کہ آپسے لڑنے کی نوبت نہ آئے پھر شفاعت کی امید کیا خاک ہو سکتی ہے خدا نخواستہ مجھسے کوئی ایسی حرکت سرزد ہو گئی جس سے حضرؑ کے جسم مبارک کو کچھ تکلیف پہنچی تو دنیا اور آخرت دونو جگہ میرے واسطے خرابی موجود ہے اور اگر آپکو عبید اللہ کے پاس نہ لیجاؤں تو میں کوفہ میں داخل نہیں ہو سکتا ہاں دنیا وسیع ہے خدا کی پناہ قیامت کے دن آپکے نانا کی شفاعت سے محروم رہجانے کی نسبت یہی بہتر ہے کہ اور کسی طرف نکلجاؤں آپ شارع عام سے نہیں بلکہ کسی اور غیر مشہور رستے سے کسی اور سمت کو چلے جائیں اور میں عبید اللہ کو لکھدوں گا کہ حسینؑ کسی اور طرف چلے گئے مجھے نہیں ملے پھر تو مجھے آپکے نانا کی شفاعت کی کچھ امید باقی رہے گی اور اے حسینؑ میں قسم دلاتا ہوں کہ اپنی جان پر رحم کر کے کوفہ نجاؤ۔ آپنے کہا اے حر کیا تو یہ بات اس لئے کہتا ہے کہ وہ مجھے مار ڈالیں گے۔ حر نے کہا فرزند رسول ہاں بیشک ذرا بھی شک اور شبہ نہیں ہے آپ سلامتی سے مکہ کو واپس چلے جائیں امیر المومنین حسینؑ نے اپنے دوستوں سے کہا تم میں سے کوئی شخص اس شارع عام کے سوا کوفہ کے اور کسی غیر مشہور رستہ سے بھی واقف ہے طرماح بن عدی نے کہا اے فرزند رسول میں ایک اور رستہ سے بھی واقف ہوں آپنے فرمایا اچھا اس رستہ سے آگے آگے روانہ ہو کر ہمیں لیچل طرماح آگے ہو لیا اور امیر المومنین حسینؑ مع اہلبیتؑ و اصحاب اُسکے پیچھے پیچھے دوسرے دن طرماح نے مقام عذیب الہجانات پر پہنچا دیا قیام کرنے کے بعد دیکھا کہ حر بھی اپنا لشکر لئے اس مقام پر آپہنچا ہے امام حسینؑ نے پوچھا ہمارے پیچھے پیچھے یہاں تک چلے آنیکا کیا سبب ہے کیا تو نے نہ کہا تھا کہ غیر معروف راستہ سے آپ جہاں چاہیں چلے جائیں ہم یہاں چلے آئے اور تو کیسے ہمارے نشان قدم پر چلکر یہاں آپہنچا حر نے کہا جب آپ اس جگہ سے روانہ ہو گئے تھے عبید اللہ کا ایک خط اور آیا جس میں مجھے بزدل اور کم ہمت کہکر سخت تاکید اور ملامت کی ہے کہ امام حسینؑ کو کیوں جانے دیا اور میرے پاس نہ لایا حسینؑ نے کہا اب ہمیں نینوہ جانے دے حُر نے کہا ہرگز نہ جانے دونگا اب میرے قابو کی بات نہیں رہی یہ قاصد عبید اللہ کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہے کہ میرے ہمراہ رہ کر ایک ایک گفتگو اور کارروائی کو اس سے جا کہے امیر المومنین حسینؑ کے دوستوں میں سے ایک شخص زہیر بن قین بجلی نے کہا آپ ہمیں اجازت دیدیجئے کہ ان سے جنگ کریں ہمیں آیندہ کے موقعوں پر فوجوں کے مقابلہ کرنے کی نسبت انکے ساتھ لڑنا کچھ مشکل نہیں آپ نے فرمایا یہ سچ ہے مگر میں لڑائی میں پہل نہیں کر سکتا اگر یہ لوگ لڑائی شروع کر دیں گے تو میں اُنکے دفعیہ کے لئے جنگ کروں گا اور مناسب ہے کہ اسوقت ہم کربلا کی طرف روانہ ہو جائیں کیونکہ وہاں سے دریا فرات قریب ہے یہ لوگ بھی لڑیں گے تو ہم بھی اُنسے جنگ کریں گے اور اللہ تعالی سے خواستگار اعانت ہونگے ابحضرت کی آنکھوں میں اشک بھر آئے اور آپنے اسی جگہ قیام فرمایا حر بھی ایک ہزار سواروں سمیت مقابل میں اتر پڑا امیر المومنین حسینؑ نے قلم دوات اور کاغذ منگا کر کوفی سرداروں کے نام جنسے دوستی اور مدد کی امید تھی اس مضمون کے خط لکھے بسم اللہ الرحمن الرحیم حسین بن علی ابن ابی طالب کیطرف سے سلیمان بن صرد مسیب بن نجبہ رفاعہ بن شداد عبد اللہ بن وال اور جماعت مومنین کو معلوم ہو کہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ جو شخص ایسے ظالم بادشاہ کو جو حرام باتوں کو حلال سمجھتا اللہ تعالی کا عہد توڑتا رسول خدا کی سنت کو مٹاتا اور خلق خدا کے ساتھ ظلم اور

گناہوں کے ساتھ زندگانی بسر کرتا ہے اچھا سمجھے اور اُس کے قول وفعل کو پسند کرے اور اس کے کردار سے انکار نہ کرے اللہ تعالیٰ اُسے دوزخ میں ڈالیگا تم خوب جانتے ہو کہ اس جماعت نے ہمارا حق چھین لیا ہے گنہگار ہیں شیطان کی فرمانبرداری کرتے اللہ تعالیٰ کے احکام کو پس پشت ڈالتے حرام کو حلال اور حلال کو حرام سمجھتے ہیں اور میں اپنے نانا کی خلافت کیلئے ان سب سے بہتر اور حقدار ہوں تمنے جو خط مجھے بھیجے اور قاصدوں کی زبانی وعدے کیے ہیں وہ سب تمہیں یاد ہی ہونگے اگر تم اپنے وعدوں کو پورا نہ کروگے اور عہد شکنی گوارا ہوگی تو یہ امور بھی تم سے بعید نہیں ہیں جیسے باپ بھائی اور چچیرے بھائی مسلم کیساتھ تمنے ایسا ہی کیا اُن کی مخالفت اختیار کی جو شخص تمہارے اقراروں پر بھروسہ کرے یا تمہارے قول کو سچ سمجھے وہ مغرور ہے ومن نکث فانما ینکث علی نفسہ وسیغنی اللہ علیکم والسلام پھر اس خط کو بند کرکے مہر لگادی اور قیس بن مسہر صیداوی کے حوالے کرکے فرمایا کوفہ پہنچکر وہاں کے نامی اشخاص کو دینا قیس نے کہا بسر وچشم اور وہ خط لیکر بجانب کوفہ روانہ ہوا عبید اللہ نے پیشتر سے بہت سے اشخاص راستوں پر مقرر کر رکھے تھے کہ بہت ہوشیاری سے خبر لیتے رہیں کہ حسین بن علی کی طرف سے کوئی شخص خط لائے تو اسے میرے پاس پکڑ لائیں قیس نے کوفہ کے قریب پہنچکر دور سے عبید اللہ کے ایک ملازم حصین بن نمیر کو دیکھا اس سے ڈر کر خط چاک کر دیا حصین نے اپنے ساتھیوں سے کہا قیس کو پکڑ لائیں اور خط کے پرزے اٹھالیں پھر اُسے عبید اللہ کے پاس لے گئے اسکا اور خط چاک کر دینے کا حال سنایا پسر زیاد نے پوچھا تو کون ہے اُس نے کہا علی بن ابیطالب کے گروہ کا ایک آدمی ہوں پوچھا تو نے خط کیوں پھاڑ ڈالا کہا اس لیے کہ اسکے مضمون سے تو واقف نہو جائے پھر پوچھا وہ خط کس نے لکھا تھا کہا امیر المومنین حسین بن علی نے پھر پوچھا کن شخصوں کے نام تھا کہا کچھ کے ان لوگوں کا نام تھا جنہیں میں جانتا پسر زیاد نے غضبناک ہوکر قسم کھائی کہ تو میرے ہاتھ سے نجات نہ پائیگا جبتک یہ نہ بتائیگا کہ وہ خط کن شخصوں کے نام تھا یا منبر پر چڑھ کر علی اور حسن اور حسین کو سخت سست نہ کہیگا ان دو باتوں میں سے ایک بات اختیار کرنی چاہیے تب میرے ہاتھ سے رہائی پاسکتا ہے ورنہ میں تیرے ٹکڑے ٹکڑے کردونگا قیس نے کہا میں اُن لوگوں کو تو جانتا نہیں جن کے نام امام حسین نے یہ خط لکھا تھا انہیں کسطرح بتا سکتا ہوں ہاں سخت سست کہنا بہت آسان ہے جیسا تو کہتا ہے میں منبر پر بیٹھکر ویسا ہی کہدونگا پسر زیاد نے حکم دیا کہ اسے جامع مسجد میں لیجاکر تمام خلقت کے سامنے منبر پر جگہ دیں تاکہ وہ سب شخصوں کو سنا کر علی اور انکی اولاد پر لعن و تبرا کہے قیس کو مسجد میں لیجاکر منبر پر بٹھادیا اور لوگ آنے لگے جب تمام مسجد آدمیوں سے بھر گئی قیس نے سر منبر کھڑے ہوکر بہت اچھا خطبہ پڑھا محمد مصطفیٰ پر درود بھیجکر انکی نبوت کی تعریف و توصیف بیان کی اور امیر المومنین علی و حسن و حسین پر درود بھیجکر تمام اہلبیت کی مدح اور اوصاف جمیلہ ظاہر کئے پھر عبید اللہ اور اُسکے باپ زیاد پر اور بنی امیہ پر لعنت بھیجکر امام حسین کا تمام حال کہہ سنایا اور آپکے بہت سے اوصاف اور اکثر مناقب بیان کرکے لوگوں کو بیعت کی رغبت دلائی لوگوں نے عبید اللہ سے یہ حال جا کہا حکم دیا کہ اسے پکڑ لائیں اور کوٹھے پر لیجاکر سرنگوں گرادیں جس سے سب ہڈیاں چور چور ہوجائیں غرضیکہ قیس شہادت پاکر رحمت الٰہی کے شامل حال ہوگیا امیر المومنین حسین نے اس حال سے آگاہ ہوکر فرمایا انا للہ و انا الیہ راجعون اور بہت دیر تک روتے رہے اور کہا اللہ تعالیٰ قیس پر رحمت نازل فرمائے اُس نے اپنا فرض ادا کردیا خدا اُسے نیک جزا عطا کرے آپکے اصحاب میں سے ایک شخص ہلال بن نافع نے عرض کی یا ابن رسول اللہ تمہارے نانا محمد مصطفیٰ تمام لوگوں کو اپنا دوست نہ بنا سکے بعض آدمی انکے دوست تھے اور کچھ منافق تھے ظاہر میں زبانوں سے دوستی کا دعوی کیا کرتے تھے اور کچھ دلوں میں عداوت اور یہی جناب علی مرتضیٰ کی کیفیت تھی کچھ آدمی انکے دوست اور تھے فرمانبرداری اور اعانت سے پیش آتے تھے ایسے جو شخص اپنے عہد کو توڑ ڈالے اور آپکے خلاف ہوجائے وہ اُسکا بدلا دیکھ ہی لیگا آپ مشرق و مغرب جہاں چاہیں جائیں ہرگز آپسے جدا نہ ہونگے اور حکم الٰہی پر راضی رہیں گے ہمارا دوست وہی شخص ہوگا جو آپ کو عزیز سمجھیگا اور جو شخص آپکو دشمن جانے گا وہ ہمارا بھی دشمن ہوگا امام حسین نے اُسے دعائے خیر دیکر اپنی اولاد بھائیوں اور خاندان کو اپنے سامنے طلب کیا اور انکے چہرہ پر نظر ڈالکر رونے لگے اور کہا اے خدا ہم تیرے پیغمبر کی عترت ہیں ان لوگوں نے ہمیں گھر سے نکالا پھر نانا کے حرم سے علیحدہ کیا بنی امیہ ہمارے قتل و گرفتاری اور ظلم و ستم میں ذرا کوتاہی نہیں کرتے اے خدا تو ظالموں سے ہمارا بدلا لے اسکے بعد وہاں سے سمت کربلا سفر کیا منزل بمنزل چلے جاتے بدھ یا جمعرات کا دن دوسری محرم سنہ ۶۱ ہجری کو وارد کربلا ہوئے امام حسین نے پوچھا یہی زمین کربلا ہے عرض ہوا کہا ہاں یہی میدان کربلا ہے آپ نے فرمایا ہاں یہ ابتلا اور مصیبت کی جگہ ہے ہماری قتلگاہ ہمارے لوگوں کا احاطہ اور ہمارے اونٹوں کی جائے خواب یہی جگہ ہوگی اسی خاک پر ہمارے خون بہیں گے اسباب کو دریائے فرات کے کنارے ایک طرف اتارا اور خیمے کھڑے کیے بھائی اور بھتیجے اور بھانجے ہمراہ تھے انکے واسطے خیمہ لگایا گیا

غرض امام حسینؑ کے خیمہ کے گرد آپ کے دوستوں اور محبوں کے خیمے کھڑے ہوگئے سب تو اپنے خیموں میں آرام سے بیٹھ رہے اور امام حسینؑ اپنی تلوار کی صفائی میں مصروف ہوئے غلام ابوذر غفاری آپ کے پاس حاضر تھا اور حضرت بحالت تفکر یہ اشعار پڑھتے تھے یا دھر اف لک من خلیل + کم لک بالاشراق والاصیل من طالب وصاحب قتیل + ما اقرب الوعد من الرحیل + وکل حی سالک السبیل + وانما الامر الی الجلیل آپ کی بہنوں زینب و ام کلثوم نے آواز سنکر کہا اے بھائی یہ کیسی آواز ہے جو اپنے قتل کا یقین کئے ہوئے ہے حضرت نے فرمایا اے بہن لو ترک القطا لنام زینبؑ نے کہا واثکلاہ کاش میں مرجاتی اور یہ دن نہ دیکھتی پہلے نانا محمد مصطفیٰ کی وفات دیکھی اپنے باپ علیؑ کا مرنا دیکھا اور اپنی پاک و پاکیزہ ماں فاطمہ زہرا کا سر سے گذر جانیکا الم سہا اپنے پیارے بھائی حسنؑ کی شہادت کی مصیبت جھیلی اب بھائی حسینؑ جو دنیا میں باقی رہگیا ہے مجھے ایسی خبر سناتا اور اپنے انتقال کی خبر دیتا ہے لیجے میں تو مرگئی افسوس مصیبتوں اور بلاؤں کی مجھ مبتلا کے حال پر افسوس اسی قسم کے کلمات فرماتی اور روتی جاتیں تمام اہلبیت آپکے ساتھ ملکر رونے لگے ام کلثوم کا بیان تھا وامحمداہ واعلیاہ بعدک یا اباعبداللہ امام حسینؑ انہیں تسلی فرماتے اور کہتے تھے اے خواہر صبر کر اور رضی الٰہی پر راضی رہ کیونکہ خدا تعالیٰ نے زمین سے لیکر آسمان تک کسی شے کو ہمیشگی کی زندگی عطا نہیں کی نہ کسی کو عطا کریگا سب فنا ہو جائینگے صرف ایک ذات پاک خدا کے سوا تمام مخلوقات ہلاک ہونیوالی ہے سب کو اس نے اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا ہے اور سب کو اپنی مرضی اور ارادہ کے مطابق نیست و نابود کردیگا میرے نانا ماں باپ اور بھائی مجھ سے بہتر اور زیادہ عزیز تھے اسیطرح وہ بھی جام فنا پیکر مٹی میں ملگئے تمام دنیا والوں کو حضرت محمد مصطفیٰ ہی کی وفات کا خیال اپنی موت پر صبر دلاتا ہے پھر ارشاد کیا اے بہنو اے ام کلثوم اے زینب و اے فاطمہ جب مجھے مار ڈالیں تو ہرگز کپڑے نہ پھاڑنا منہ نہ نوچنا اور ایسے کلمے زبان سے نہ نکالنا جنسے خدا راضی نہیں ہے اسی اثنا میں حر بھی آ پہنچا اور حضرت کے خیموں کے برابر اپنا خیمہ لگایا اور عبیداللہ بن زیاد کو خط لکھ کر حسینؑ کے وارد کربلا ہونے اور قیام کرنیسے مطلع کیا عبیداللہ بن زیاد نے امام حسینؑ کو خط لکھا کہ اے حسینؑ میں نے سنا ہے تو کربلا کے متصل قیام کیا ہے اور آج ہی یزید کا خط میرے پاس پہنچا ہے اور حکم دیا ہے کہ جبتک انکو واصل حق نکروں نرم بستر پر نہ سوؤں نہ کھانا بمزہ چکھوں یا آپ انکی فرمانبرداری اختیار کرکے بیعت کریں والسلام جب یہ خط آپکے پاس پہنچا پڑھکر پھینک دیا اور کہا وہ قوم ہرگز فلاح نہ پائیگی جو مخلوق کی رضامندی کیلئے خالق کی ناراضی اختیار کرتی ہے عبیداللہ کے قاصد نے جواب خط مانگا آپنے فرمایا اس کا جواب کچھ نہیں وقد حقت علیہ کلمۃ العذاب قاصد جواب لئے بغیر واپس گیا اور جو کچھ دیکھا اور سنا تھا ابن زیاد سے بیان کردیا وہ زیادہ غضبناک ہو کر اپنے ملازموں اور دوستوں سے بولا کہ حسینؑ کو جس طرح ہوسکے قتل ہی کردینا چاہئے تم میں کون شخص اس خدمت کو اپنے ذمہ لیتا اور حسینؑ کو قتل کرتا ہے میں اسکے صلہ میں جو شہر اور علاقہ مانگیگا دوں گا کسی شخص نے اس بات کا کچھ جواب نہ دیا اسی دن عمر سعد کے نام ایک فرمان جاری کیا اور شہر رے اور اسکا نواح عطا کرکے حکم دیا کہ وہاں جا اور خرابیوں کو دور کر عمر سعد نے فرمان لیکر اسطرف جانا چاہا ابن زیاد نے کہا اے عمر تو نے دیکھا کہ کسی نے امام حسینؑ سے جنگ کرنیکا ارادہ نہیں کیا بہتر ہے کہ تو اس مہم کو انجام دے اور حسینؑ سے لڑنیکے واسطے جا اور اس طرف سے مجھے مطمئن اور فارغ کرکے پھر شہر رے کی حکومت پر جانا اسنے کانپ کر کہا اے امیر اگر تو مجھے حسین بن علی کے مقابلہ پر جانے سے معاف رکھے تو بہت ہی بڑا احسان مانوں گا ابن زیاد بولا اچھا میں نے معاف کیا مگر یہ فرمان واپس دیکر اپنے گھر میں ہو بیٹھ کیونکہ یہ علاقہ اسی شخص کا حق ہے جو حسین بن علی کا کام تمام کریگا عمر نے کہا تو مجھے ایک دن کی مہلت دے کہ اس امر کو اچھی طرح سے سوچ لوں ابن زیاد نے اجازت دی اور عمر نے اپنے گھر آکر دوستوں عزیزوں اور بھائی بندوں سے مشورہ کیا کسی نے اچھا نجانا کہ وہ حسینؑ کے قتل کے واسطے جائے بلکہ اسکو ڈرایا حمزہ بن مغیرہ جو اسکی بہن کا بھائی تھا اسکی طرف متوجہ ہو کر بولا ہرگز تو حسینؑ سے لڑنے اور اسکے قتل کرنیکا فعل اپنے ذمہ نہ لینا ورنہ تو گناہ عظیم کا مرتکب ہوگا خدا کی قسم اگر دنیا میں تیرے پاس کچھ بھی باقی نہ رہے تو اس سے بہتر ہے کہ تو آخرت میں حسینؑ کا خون گردن پر لیکر جائے عمر یہ سنکر خاموش تھا اور اسکا دل حکومت رے سے باز نہ آتا تھا دوسرے دن بوقت صبح ابن زیاد کے پاس آیا اسنے پوچھا تیری کیا رائے قرار پائی کہا اے امیر تو نے پہلے انعام عطا کیا بعدہ حسینؑ بن علی کا تذکرہ کیا لوگ مجھکو مبارکباد دے چکے اگر تو آج مجھ سے فرمان واپس لے لیگا تو مجھے ندامت حاصل ہوگی تو مہربانی فرماکر مجھے حسینؑ کے قتل کیواسطے نہ بھیج اور اس حکومت پر میرا پاس رہنے دے کوفہ میں اور بہت سے نامور سردار اسماء بن خارجہ و محمد بن اشعث اور کثیر بن شہاب وغیرہ موجود ہیں انمیں سے ہر شخص اس خدمت کو منظور کرکے امیر کے دلکو اسطرف سے مطمئن اور فارغ کردیگا براہ مہربانی مجھکو امام حسینؑ کے قتل سے معاف رکھ ابن زیاد نے کہا تو میرے سامنے سرداران کوفہ کا نام لیتا ہے وہ سب میری نظر میں ہیں اگر تو اس فکر سے مجھے مطمئن کردیگا تو میرے نزدیک تو بہت ہی عزیز ہوگا ورنہ رے کا فرمان واپس کرکے اپنے گھر جا بیٹھ پھر میں

تجھے کسی کام کی تکلیف نہ دوں گا عمر سنکر چپ ہو رہا اور ابن زیاد نے زیادہ ناراض ہو کر کہا اگر تو نجائیگا اور حسینؑ سے جنگ کرکے میرا حکم بجا نہ لائیگا تو میں تجھ کو ابھی
قتل کرادونگا اور گھر لٹوا دونگا بعد میں کچھ ہی کیوں نہ ہو عمر نے کہا جب معاملہ کی یہ صورت آپڑی اور ضرورت لاحق ہو گئی ہے میں امیر کا فرمان بجا لاؤں گا پسر زیاد نے
اسکی تعریف کی اور انعام واکرام دیے اور بھی ترقی کرکے چار ہزار سوار ہمراہ کردئے اور رے کی حکومت برقرار رکھی وہ کمبخت سنگدل حکومت رے کے لالچ اور فرمانروائی
کی ہوس میں اس خدمت کو منظور کرکے اور وہ لشکر ہمراہ لیکر امیر المومنین حسینؑ سے جنگ کرنیکو روانہ ہوا آسمان اور زمین نے دانتوں میں انگلی دبالی اور انکی اس فعل پر
خندہ زن ملک لعنت کنان تھے اور زبان حال سے یہ شعر سناتے تھے ~ رے کا اگر امیر بھی تو ہو گیا تو کیا + انجام کار رسوت کرے گی تجھے فنا ~ مانا کہ ملک زر میں
سلیمان سے بڑھ گیا + وہ کب رہا جو تجھ سے کریگا فلک وفا ~ غرض وہ دنیائے فانی پر بھولا ہوا مغرور محض مال و دولت کیواسطے نہ خدا سے شرمایا نہ رسولخدا کی
ناراضی سے ڈرا ایسے بد کام کا بیڑا اٹھا کر فرشتوں نبیوں اور پیغمبر کی لعن وطعن کا نشانہ بنگیا جبتک دنیا قایم ہے اسپر برابر لعنت ہوتی رہیگی وہ مغرور دیوانہ اور آ
نہ جانتا تھا کہ کہاں جاتا ہے اور کس کام کو اختیار کر لیا ہے ابن زیاد بد نہاد نے اس ملعون نابکار کو سخت تاکید کی کہ ہرگز ہرگز حسین ابن علی اور انکے اصحاب
دریائے فرات کے پاس تک نہ آنے پائیں اور ایک گھونٹ پانی نہ پی سکیں عمر نے کہا میں ایسا ہی کرونگا جسوقت عمر ابن سعد چار ہزار سوار لیکر کربلا میں پہنچا حر بھی ہزار
سوار لیکر اسکے ساتھ جا ملا عمر نے اپنی ایک ہمراہی عروہ بن قیس احمسی کو بلا کر کہا کہ حسینؑ کے پاس جاکر دریافت کر کہ تم مکہ سے جو امن وامان اور حرمت کا مقام ہے کیوں نکلے اور
اس میدان کربلا میں آئے اسنے کہا اے امیر ان ہی دنوں میں تیرے اور انکے درمیان خط وکتابت ہوتی رہی ہے اور میں نے ہر قسم سے انکی دوستی ومحبت کے دعوے کئے تھے
وہ پورے ہو سکے اسلئے مجھ کو آپکے سامنے ہونے سے شرم آتی ہے عمر نے کہا تجھے اس خدمت سے معاف کیا پھر ایک اور شخص بن عبداللہ سبیعی کو بلایا یہ شخص بڑا عابد زاہد تھا
حاضر ہوا تو کہا کہ امام حسینؑ کے پاس جاکر پوچھ تم کس لئے مکہ جیسے مقام امن سے نکلکر اس دشت کربلا میں آئے اور یہاں قیام کرنے سے تمہارا کیا مطلب ہے بدعاہی سبیعی
ملعون جو خاندان رسولخدا کا سخت ترین دشمن تھا بولا اسیطرح حکم بجا لاؤنگا پھر آنحضرت کے خیمہ کی طرف چلا قریب پہنچا تو ابو تمامہ صاعدی نے دیکھ کر حضرت سے
عرض کیا یا ابا عبداللہ میری جان آپ پر فدا ہو خاندان مصطفی کا سب سے بڑا دشمن جو روئے زمین پر موجود ہے اور خلایق میں بدترین شخص ہے اسطرف آرہا ہے آپ یہ بات
سنکر کھڑے ہو گئے اور اسکی طرف نظر کی ابو تمامہ نے کہا تلوار ہاتھ سے رکھ کر آگے بڑھ اور جو بات کہنی ہے عرض کر سبیعی نے کہا میں ایلچی ہوں ایک پیغام لایا ہوں اگر
سنو تو بیان کروں مگر تلوار ہاتھ سے علیحدہ نہ کرونگا ابو تمامہ نے کہا تلوار مجھے دے حفاظت سے رکھونگا اور جب پیغام پہنچا کر تو واپس جائیگا تو تیرے حوالہ کردونگا
اسنے کہا میری تلوار تک کسی کا ہاتھ نہیں جا سکتا اور نہ میں کسی کو دونگا ابو تمامہ نے کہا اسی جگہ ٹھیر کر جو پیغام دینا ہے امام حسینؑ کو سنادے سبیعی نے کہا ایسا نہیں ہو سکتا اور ناراض
ہو کر واپس چلا گیا عمر سعد سے کہا ابھی امام حسینؑ کے پاس جانے نہیں دیا کہ پیغام پہنچاتا عمر نے قرۃ بن قیس حنظلی کو امام حسینؑ کے پاس بھیجا جب قریب آیا امیر المومنینؑ اسکو
دیکھ کر اصحاب سے پوچھا تم اسے پہچانتے ہو یہ کون شخص ہے حبیب ابن مظاہر اسدی نے کہا میں جانتا ہوں وہ بنی تمیم سے ہے اور اچھے اعتقاد والا ہے میرا خیال تھا کہ وہ بھی ہما
لشکر کے ساتھ آیا ہوگا الغرض قرۃ نے آنحضرت کے سامنے حاضر ہوکر سلام کیا اور پیغام پہنچایا آپنے فرمایا خود میرا ارادہ کوفہ جانیکا تھا لیکن کوفہ کے نامور سرداروں اور
شہر کے اراکین نے خط بھیجکر مجھے بلایا کہ ہم آپکے پیچھے نماز پڑھینگے اور بیعت کرینگے جب اس بات میں بہت کچھ اصرار اور مبالغہ کیا ناچار میں نے انکی باتوں کو سچ
سمجھ کر اور قول واقرار پر بھروسہ کرکے مکہ سے نکلا اور اسطرف آیا آج زمانہ کا رنگ دگرگوں دیکھ کر وہ اپنے قول واقرار سے پھر گئے اور اپنے وعدوں سے شرمندہ ہوکر
منحرف ہو بیٹھے اب میرا ارادہ ہے کہ مراجعت کرکے مکہ کو چلا جاؤں تیرے پیغام کا یہی جواب ہے اسیطرح عمر بن سعد سے جاکر کہدینا قرۃ نے کہا یہی کہدونگا حبیب نے قرۃ کی
واپسی کے وقت اس سے کہا میں ہمیشہ سے تجھے نیک اعتقاد اور اہلبیت رسولخدا کا خیرخواہ سمجھتا تھا اب تعجب کرتا ہوں کہ ان دشمن خدا ورسول اور فاسق وفاجر گروہ کے ہمراہ
تو کیوں رہتا ہے اگر تیرا عقیدہ نہیں بدلا تو الٹا پھر کر امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہو اور ہمیشگی کی سعادت حاصل کر قرۃ نے کہا تو نے بہت اچھی بات کہی خدا
کی پناہ میں نے اپنا عقیدہ نہیں بدلا اور اہلبیت پیغمبر کی دوستی میں ذرا کمی نہیں آئی اسوقت تو مجھے ایلچی گری پر بھیجا ہے واپس جانا اور جواب پہنچانا
ضروری بات ہے اسکے بعد کوئی تدبیر سوچوں گا کہ تمہارے پاس آجاؤں غرض اسنے واپس جاکر امام حسینؑ کی زبان مبارک سے جو کچھ سنا تھا عرض کردیا عمر نے
کہا الحمدللہ شاید غیب ہی سے کوئی ایسی بات ظہور میں آجائے کہ حسینؑ بن علی یہاں سے مراجعت کرجائیں اور ہمیں انسے جنگ نہ کرنی پڑے اسکے بعد

عبیداللہ بن زیاد کو خط لکھا کہ میں نے تیرے حکم کی تعمیل کی اور حسب الحکم حسین ابن علی کے مقابل آٹھہرا ہوں اور ایک قاصد انکے پاس بھیجا تھا کہ تم کیوں یہ
نکلکر اس میدان میں آئے اور قیام پذیر ہو جواب دیا کہ کوفہ والوں نے خط لکھکر اور نامور شخاص کو قاصد بنا کر میرے پاس بھیجا اور درخواستیں کی تھیں کہ آپ ہمارے پاس
آجائیں ہم تیرے بیعت کرینگے میں اہل کوفہ کی درخواست پر مکہ سے نکلکر جانب کوفہ آیا اب میرے آنے کے بعد وہ لوگ وعدوں سے پھر گئے اور اقرار پورے نہ کئے اب میں پھر
مکہ کو واپس جاتا ہوں حسین بن علی کی یہ سرگذشت ہے جو تحریر کرتا ہوں اور وہ واپس جانیکا قصد رکھتا ہے آیندہ تجھے اختیار ہے تیری آگاہی کے لئے لکھدیا گیا ہے والسلام
جب عمر کا یہ خط ابن زیاد نے پڑھا کچھ دیر تک سوچتا رہا اور بولا اب ہمارے پنجہ میں پڑکر واپس جانیکا ارادہ رکھتا ہے یہ چاہتا ہوگا کہ اس حیلہ سے ہمارے ہاتھ سے بچکر نکل جائے
جواب میں لکھا انکی بات پر ذرا توجہ نکر اس خط کے دیکھتے ہی حسین سے یزید کی بیعت کے لیے کہ اگر وہ منظور اور قبول کرکے بیعت یزید اختیار کرے تو مراد بر آئے ورنہ جس طرح
ہوسکے انکو میرے پاس پہنچا عمر سعد نے اس تحریر کو پڑھتے ہی کہا انا للہ وانا الیہ راجعون اس مہم کا انجام اچھا ہو جیسا کہ حسین سے یزید کی بیعت لینے کی بابت جیسا کہ ابن زیاد نے
لکھا تھا کچھ نہ لکھا کیونکہ وہ بخوبی سمجھتا تھا کہ اس گفتگو سے کچھ فائدہ نہیں حسین بن علی ہرگز یزید کی بیعت اختیار نہ کرینگے عبیداللہ نے اس حکم کی روانگی کے دوسرے دن جامع مسجد
کوفہ میں جاکر لوگوں کو طلب کیا جب سب حاضر ہوگئے تو منبر پر چڑھکر حمد و ثنائے الٰہی کے بعد مصطفٰے پر درود بھیجا اور کہا اے لوگو تم نے اکثر قوم آل ابوسفیان کو آزمالیا ہے انکو
ظاہر و باطن سختی اور نرمی ہر حالت میں دیکھ لیا ہے کہ تمہاری دلداری کرتے رہے ہیں یزید کی نیک خو نیک چلن اور خوش عقائد ہے اور رعیت کے حق میں انکے لطف و کرم
اور جود و سخا رحم و انصاف اور حسن سلوک سے بھی تم آگاہ ہو تمام قبائل کے فتنہ و فساد اور بلاؤں کو استحکام سلطنت کے واسطے دور کیا اور ہر طرف امن و آرام کا دور رکھا
راستوں کا خطرہ جاتا رہا اپنے زمانہ میں مسجدوں اور سرکشوں کے قلعے مسمار کردئے مال و دولت کی کثرت محاصل کی فراوانی ہر قسم کی برکتوں کا نزول تنخواہوں اور وظیفوں
کی ترقیاں معاش اور رزق کے طریقوں کا دوامی انتظام جو محض انکے اخلاق حسنہ اور عادات کریمانہ سے وقوع میں آئے ہیں تم سے پوشیدہ نہیں ہیں ۔ آج انکا
فرمان آیا ہے مجھے حکم ہے کہ تمہارے حال پر زیادہ مہربانی کروں تنخواہوں اور وظیفوں میں ایک دینار کی جگہ سو سو دینار بڑھا کر تکمیل کروں اور تمہیں انکے دشمن حسین
ابن علی سے لڑنے کے لیے بھیجوں تم ان باتوں کو سنکر اطاعت و فرمانبرداری پیش آؤ والسلام ۔ منبر سے اترکر حکم دیا کہ فوج کو زر و مال اور رسد کا سامان عطا کیا جائے
کہ وہ جنگ کی تیاریاں کرکے دشت کربلا میں عمر سعد سے جا ملیں حسین بن علی سے لڑنیکے لیے سب سے پہلے جو نامور شخص آمادہ ہوا وہ شمر ذی الجوشن تھا چار ہزار سوار لیکر
عمر سعد سے جا ملا اب انکی پانچ ہزار سپاہ ہو گئی یزید بن رکاب کلبی دو ہزار جمعیت لیکر گیا انکے پیچھے ہی پیچھے ایک اور سردار حصین بن نمیر سکونی چار ہزار آدمی لیکر
پہنچا ۔ مصایر بن رہینہ مازنی تین ہزار ایک اور شخص دو ہزار کی جمعیت سے جا ملا پھر اور سرداروں کی لیکر دیگرے روانہ ہوئے عمر سعد کی فوج کی تعداد ۲۰ ہزار ہوگئی اب عبیداللہ
نے آدمی بھیجکر شبث ربعی سے کہلا بھیجا حسین بن علی سے جنگ کرنے کے لیے مستعد ہو جا وہ سخت ناراض ہوا کوئی بہانہ نہ پایا انجام کار اپنے آپ کو مریض بنایا اور جواب
میں کہلا بھیجا کہ میں امیر کا فرمانبردار ہوں مگر مجھے ضعف لاحق ہے مہربانی فرماکر مجھے اتنی مہلت دیجائے کہ عارضہ جاتا رہے جو وقت صحت ہوگی امیر کے فرمانے کے
مطابق جاکر خدمت بجالاؤنگا عبیداللہ نے کہا تیری مہربانی کہ حال مجھے خوب معلوم ہے بیمار نہ بن اور اس گروہ میں شامل ہو جنکی بابت کلام مجید میں خدا فرماتا ہے
واذا لقوا الذین امنوا قالوا امنا واذا خلوا الی شیاطینهم قالوا انا معکم انما نحن مستهزؤن اگر حسین سے لڑنے اور عمر سعد کے ساتھ ملنے میں میری فرمانبرداری کرتا ہے
تو بلا عذر بعجلت تمام چلا جا پیغام سنکر شبث سمجھ گیا کہ بہانہ کارگر نہ ہوا اور عبیداللہ میری بناوٹ سے واقف ہو گیا ہے ڈرا نماز عشاء کے وقت کہ اسکے چہرہ کو کوئی نہ
پہچان سکے عبیداللہ کے پاس گیا وہ اسے آتے دیکھ کر خوش ہوا مرحبا کہکے اپنے پاس بٹھا لیا اور کہا لازم ہے کہ تو آج رات ہی کو سامان سفر درست کرکے علی الصباح
ایک ہزار سواروں کے ساتھ چلا جا اور عمر سعد سے جا مل شبث نے کہا امیر کا جو حکم ہے اسے بجا لاؤنگا دوسرے دن صبح کے وقت ایک ہزار سوار لیکر چلا گیا عبیداللہ نے ایک ہزار سوار
فراہم کرکے حجاز بن ابجر کو انکا سردار مقرر کیا اور حکم روانگی دیدیا الغرض عمر سعد کی فوج میں بائیس ہزار سوار اور پیدل ہوگئے اب عبیداللہ نے عمر سعد کو خط لکھا کہ
حسین سے جنگ کرنیکے لئے اب کوئی بہانہ نہیں رہا فوج کی کمی کی شکایت تھی سو اب وہ بھی نہیں رہی تیرے پاس بائیس ہزار سوار اور پیدل کی جرار فوج موجود
ہے جو ہر طرح کے ساز و سامان اور اسلحہ سے مکمل اور آراستہ ہے اب تیرا تمام انتظام درست ہو گیا ہے لازم ہے کہ تمام حالات سے جو امام حسین کے ساتھ تجھے پیش آئیں
قتل جنگ و جدال وغیرہ سب سے مجھے مطلع کرتا رہ ہر روز صبح و شام کے وقت میرے پاس تیرے قاصد پہنچتے رہیں اور تیری تحریریں مشتمل حالات و واقعات مجھے ملتی رہیں اس انتظام کو

نہایت ضروری اور فرض بجہاد اسلام جو فرض اہم ہے اس کی اور ضروری تاکید بلیغ کر اور معتمد قاصد بھیجکر عمر سعد کے حالات سے مطلع ہوتا اور اس ہم سے بسرعت
بعجلت فارغ ہونیکی ترغیب کرتا رہتا اور عمر سعد حسینؑ سے جنگ کرنے اور خون اپنی گردن پر لینے سے ڈرتا اور برا سمجھتا تھا تا آنکہ محرم کے چھ دن گذر گئے عبید اللہ
ہر روز خط پر خط بھیجکر عمر سعد کو قتل امام حسینؑ کی ترغیب و تحریص دلاتا رہا قصہ کوتاہ عمر سعد کا لشکر آب فرات کے کنارے آپڑا امام حسین اور انکے دوستوں کو پانی سے روک دیا جب انپر
تشنگی نے غلبہ کیا امیر المومنین حسینؑ نے تبر لیکر اور عورتوں کے خیمہ سے بجانب قبلہ انیس قدم چلکر زمین کھودی فوراً پانی نکلا ایک چشمہ نہایت صاف اور خوشگوار شیریں پیدا ہوا آپ نے حکم
دیا کہ سب لوگ پانی پی لیں اور مشکیں بھر لیں جب سب سیراب ہوگئے اور مشکیں بھر کر چلے وہ جگہ غائب ہوگیا اور پھر کسی نے اسے نہ پایا عبید اللہ کو بھی یہ خبر لگی
اُسنے عمر سعد کو لکھا مجھے معلوم ہوا ہے کہ حسین بن علی اور انکے ہمراہیوں نے کنواں کھودکر ہیں اور انہیں کوئی تکلیف اور دقت پیش نہیں آئی ہے اس خط کے پہنچتے ہی حسین
بن علی اور انکے دوستوں کو کنوئیں کھودنے سے روک دے اور ایک قطرہ پانی حاصل نہ کرنے دے جیسے حضرت امیر عثمان کو پانی نہیں دیا تو بھی انکو پانی کا ایک قطرہ دریائے فرات
سے پینے دی اس حکم کے پہنچتے ہی عمر نے حسین بن علی کے خلاف زیادہ سختی اختیار کی اور دریائے فرات پر پہرے بٹھاوے کہ انکی نظر تک پانی پر نہ پڑنے پائے
پھر اپنے گروہ میں سے عمرو بن حجاج زبیدی کو سوار اور پیدل دیکر کہا کہ تو فرات کے کناروں کی حفاظت کر اور حسین یا کسی ہمراہی کو ہرگز ایک قطرہ پانی نہ لینے دے
پھر ایک شخص کو بلاکر منادی کرادی کہ اے پسر فاطمہ فرزند رسول خدا تجھے اس پانی کا ایک قطرہ نصیب نہ ہوگا تاوقتیکہ موت کا ذائقہ نہ چکھے گا یا عبید اللہ بن زیاد
کی فرمانبرداری اختیار نکرے گا امیر المومنین حسینؑ نے یہ آواز سنکر کہا تو کون شخص ہے جو یہ صدا دے رہا ہے اس نے کہا میں عبد الرحمان بن حصین ازدی
ہوں آپ نے فرمایا اللھم اقتله عطشا ولا تغفر له ابداً یعنی اے خدا تو اسے پیاس سے ہلاک کر اور اسے کبھی نہ بخشیو روایت ہے کہ وہ بدبخت بیمار ہوا اور تشنگی اسقدر غالب ہوئی کہ
جسقدر پانی پلاتے تھے پیاس میں ذرا کمی نہ ہوتی تھی اور وہ پیاس ہی پیاس پکارتا ہوا ملک الموت کے حوالے ہوگیا القصہ جب حسینؑ اور اصحاب پر تشنگی کا بہت غلبہ ہوا آپ نے
اپنے عزیز بھائی عباس بن علی کو بلاکر اور تیس سوار اور بیس پیدل دیکر کہا یہ مشکیں لیجاؤ اور دریائے فرات سے بھر لاؤ عباس بن علی نے منظور کر لیا اور اس
گروہ کو لیکر دریائے فرات کے کنارے آئے عمرو پہرہ دار تھا پکارا کون شخص پانی لیتا ہے ہلال بن نافع نے کہا میں تیرے چچا کا بیٹا پانی پینے آیا ہوں عمرو نے کہا پانی پی
تجھے گوارا ہو ہلال نے کہا اے عمرو تجھپر تف ہے میں کس طرح پانی پی سکتا ہوں جبکہ حسین بن علی اور انکے فرزند پیاس سے ہلاک ہوئے جاتے ہیں عمرو نے کہا مجھے یہ حال معلوم ہے مگر
میرے بس کی بات نہیں میں مقرر کیا ہوا ہوں اور محکوم مجبور ہوتا ہے ہلال نے اپنے دوستوں سے کہا آؤ پانی بھر لو عمرو سعد بھی سمجھ گیا کہ حسینؑ کے دوست پانی لینے آئے ہیں
روکنے کیلئے جنگ سے پیش آیا حسینؑ کے دوستوں میں سے کچھ لڑنے لگے اور بعض مشکوں کو بھرنے میں مصروف ہوئے اور پانی سے سیراب ہو کر بھری ہوئی مشکیں لیں اور صحیح سلامت واپس
چلے آئے انمیں سے کوئی شخص شہید نہیں ہوا اور عمرو کے چند طرفدار مارے گئے امام حسینؑ کے ساتھی ان مشکوں کا پانی پیکر سیراب ہوگئے دوسرے دن امام حسینؑ نے عمر سعد کے پاس
آدمی بھیجکر پیغام دیا کہ تجھ سے کچھ کہنا ہے رات کو وقت مجھ سے ملجانا اور میری باتیں سن لینا عمر ایک سو بیس سوار ہمراہ لیکر اپنے لشکر گاہ سے نکلا امیر المومنین حسینؑ
نے اپنے ہمراہی سواروں سے کہا تم پرے ہٹکر کھڑے ہوجاؤ وہ پرے سرک گئے عباس بن علی اور علی اکبر آپکے ساتھ رہے عمر نے بھی اپنے سواروں کو جو ہمراہ تھے
پیچھے ہٹا دیا اس کا غلام لاحق اور بیٹا حفص اسکے پاس کھڑے رہے امام حسینؑ نے فرمایا اے عمر سعد تجھپر افسوس ہے کیا تو اس خدا سے جسکی طرف تمام مخلوق مر کر رجوع کرنی
والی ہے نہیں ڈرتا اور مجھ سے جنگ کرنا چاہتا ہے حالانکہ تو جانتا ہے کہ میں کون شخص ہوں تو اس ناجائز ارادہ اور برا کام سے باز آ اور جس کام میں دین اور دنیا
کی بھلائی شامل ہے اسے اختیار کر میرے پاس چلا آ اس گمراہی سے نکل اس مکار دنیا نے مجھ اور تجھ جیسے بہت شخصوں کو دکھایا ہے اسپر مغرور نہو اور یقین کر کہ نیکی اور
سلامتی اسی امر پر موقوف ہے جو میں تجھ سے کہہ رہا ہوں اسنے کہا سبحان اللہ آپنے بہت ٹھیک بات کہی ہے لیکن آپ کے پاس چلے آنے میں اس بات کا اندیشہ ہے
کہ میرے مکان کو برباد کردینگے حسینؑ نے کہا سبحان اللہ یہ کیا ہوس ہے اگر خاندان مصطفیٰ کی دوستی کے سبب دنیا میں تیرا مکان برباد کردیا جائے تو بھی کچھ نقصان کی
بات نہیں اسکے عوض بہشت میں تیرے لیے کئی محل مقرر کیے جائینگے علاوہ ازیں جب تو میرے ہمراہ رہیگا تو میں تیرے موجودہ گھر سے اچھا گھر بنوا دونگا عمر نے
کہا میرے پاس زرخیز اور شاداب جاگیر ہے ابن زیاد اسے ضبط کرے گا اور میری اولاد محروم رہجائیگی امام حسینؑ نے کہا اس بات سے بھی مطمئن رہ میں اس کی عوض
اس سے بھی زیادہ زرخیز اور سرسبز و شاداب جاگیر وجہ حلال سے حجاز میں عطا کروں گا عمر سنکر خاموش ہو رہا کچھ جواب نہ دیا امیر المومنین حسینؑ یہ حال دیکھکر

چلے آئے اور فرماتے تھے اللہ تعالیٰ تجھے ہلاک کرے اور عاقبت میں نہ بخشے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید کرتا ہوں کہ تجھے عراق کی گیہوں کھانی نصیب نہ ہوگی
عمر نے کہا اے حسینؑ اگر گیہوں نہ ملیگے تو اسکے عوض جو ہی کھاؤنگا یہ کہکر اپنے لشکر گاہ کو واپس چلا گیا دوسرے دن علی الصباح ابن زیاد کا ایک فرمان عمر سعد کے
پاس پہنچا جس میں سخت سرزنش اور ملامت کرتے ہوئے اُسے بزدل کمزور بے ہمت لکھا تھا اور پوچھا تھا کہ اس قدر دیر اور تامل کس واسطے کر رکھا ہے اور کیوں ڈھیل ڈال رکھی ہے
اگر حسینؑ اور اُس کے دوست یزید کی بیعت اختیار اور اسکی فرمانبرداری قبول کریں تو خیر ورنہ تیرے پاس بے شمار لشکر موجود ہے حملہ کر کے سب کو قتل اور اعضا بریدہ کر دے
کیونکہ وہ اسی سزا کے مستحق ہیں اور اگر تو اس کام کو کرنا اور حسینؑ سے لڑنا پسند نہیں کرتا تو اس خط کے پہنچتے ہی تو فوج کی حکومت اور امیری کا عہدہ شمر ذی الجوشن
کو دیکر خود علیحدہ ہو جا ہم نے شمر کو سردار لشکر کیا ہے حسینؑ کا معاملہ تیرے سپرد ہوا ہے تجھ پر اسے عظمت و بزرگی عطا کی مگر پھر بھی سمجھتا ہوں کہ حسینؑ کے جنگ کا
قصہ اور خاتمہ کر کے اسے قتل کر تاکہ تجھے فرمانبرداری اور اطاعت کا صلہ ملے ورنہ تو خود جانتا ہے کہ ان دو امور میں سے ایک ضرور اختیار کرنا پڑیگا جب یہ
خط لکھ کر چاہا کہ کسی آدمی کو دیکر بھیجے ایک شخص عبید اللہ بن محل عامری نے کھڑے ہو کر کہا اللہ امیر کو تندرست رکھے مجھے کچھ عرض کرنا ہے اگر قبول ہو جائے
ابن زیاد نے کہا بیان کر اسنے کہا علی ابن ابیطالب جس وقت کوفہ میں تشریف لائے تھے تو میری چچازاد بہن ام البنین سے نکاح کیا تھا اس سے تین بیٹے عباس
جعفر اور عبد اللہ پیدا ہوئے یہ تینوں بھائی حسینؑ ابن علی کے ساتھ ہیں اگر تیری اجازت ہو تو تیری طرف سے انہیں امان لکھ بھیجوں بڑی مہربانی
ہوگی ابن زیاد نے کہا میں نے تینوں کو امان دی عبید اللہ بن محل نے عباس و جعفر و عبد اللہ کے نام خط لکھ کر انکو صورت حال سے مطلع کیا اور اپنے ایک
غلام عرفان نام کو خط دیکر کہا کہ خاص انہی کو دینا اور جلدی جواب لیکر واپس آنا وہ گیا اور خط عباس و جعفر و عبد اللہ کو دیا انہوں نے پڑھ کر کہا ہمارے
ماموں کو ہمارا سلام کہنا اور سنا دینا کہ ہمیں تمہاری امان کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ خدا کی امان ابن مرجانہ کی امان سے افضل و بہتر ہے غلام نے واپس آکر
جو کچھ سنا تھا ابن محل سے کہدیا امیر المومنین حسینؑ نے اپنے دوستوں ملازموں بھائیوں اور اہل خاندان کو طلب کیا جب سب جمع ہو گئے حمد و ثنا الٰہی کے بعد
یہ کلمے فرمائے اللھم لک الحمد علی ما علمتنا من القرآن وفقھتنا فی الدین واکرمتنا بہ من قرابۃ نبیک محمد وجعلت لنا ابصارا واسماعا وافئدۃ وجعلتنا
من الشاکرین پھر سب کی طرف مخاطب ہو کر کہا میں تمام دنیا میں تم سے زیادہ وفادار اور اچھے دوست نہیں دیکھتا اور نہ اپنے اہلبیت سے زیادہ مشفق و مہربان اور نیکوکار
کسی اور کے اہلبیت کو پاتا ہوں اللہ تعالیٰ تمہیں اچھا بدلا دے تم نے میرے حق میں فروگذاشت نہیں کی اور میں تمہاری بہتری اور بھلائی اسی بات میں سمجھتا ہوں کہ جب
رات ہو جائے اے میرے دوستو اور رفیقو اور خاندان والو بھائی بندو اور ملازمو تم میں سے ہر شخص میرے بھائیوں اور فرزندوں میں سے ایک ایک کا ہاتھ پکڑ کر جسطرف
دل چاہے چلا جائے کیونکہ تم جہاں کہیں جاؤگے لوگ اچھی طرح پیش آئیں گے کوئی شخص تم سے تعرض نہ کرے گا تم مجھے اس جگہ تنہا چھوڑ جاؤ کیونکہ ان لوگوں کو صرف مجھ ہی سے
دشمنی ہے وہ مجھے تنہا پاکر قتل کریں گے اور تمسے کچھ نہ کہیں گے میرے مارے جانیکے بعد تم زندہ رہوگے حضرت امام حسینؑ سے یہ باتیں سنکر بھائیوں اور اہلبیت نے کہا
معاذ اللہ ہم اس امر سے ہرگز رضامند نہیں کہ آپکے دوست ہمارا ہاتھ پکڑ کر ہر جگہ لئے پھریں لوگ ہمیں کیا کہیں گے اگر ہم اپنے امام اور پیشوا اور سردار کو چھوڑ کر
چلے جائیں گے ابھی تک دشمن کے مقابلہ پر ایک تیر بھی نہیں چھوڑا نہ تلوار ہی کا وار کیا ہے نیزے کام میں نہیں آئے بلکہ اے فرزند رسول پھر ہم حضور کو تنہا
کیونکر چھوڑ سکتے ہیں ہم ہرگز آپ سے جدا نہیں ہوں گے جبتک بدن میں جان ہے آپکے دشمنوں سے جنگ کریں گے ہم ماری جائیں اور سر آپ پر قربان ہوں ایسی
زندگی پر تف ہے جو آپ کے بعد باقی رہے مسلم بن عوسجہ اسدی نے کہا اے فرزند رسول یہ کیونکر ممکن ہے کہ ہم آپکو اس جگہ چھوڑ کر اپنی خوشی حاصل کریں پھر ہم سے
زیادہ کمبخت منحوس دنیا میں اور کون ہوگا ہم ایسے فعل سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں اور آپ کی رکاب قدس سے علیحدہ نہ ہونگے میری جان آپ پر فدا ہو جبتک ذرا سی طاقت
بھی بدن میں باقی رہیگی اور سانس چلتی ہوگی اس وقت تک بھی ہم آپ کے سامنے دشمنوں سے لڑتے رہیں گے یہانتک کہ ہمارے نیزے ٹوٹ جائینگے اور تلواریں کند ہو کر
شکستہ ہو جائینگی خدا کی قسم اگر ایک ہتھیار بھی ہاتھ میں نہ رہیگا تو جبتک تن میں جان رہے گی حتی الامکان ان دشمنوں سے لڑینگے اور آخر دم تک حضور کی خوشنودی
حاصل کرنے میں ساعی ہونگے اور ان شاء اللہ ہم آپ کی خدمتگذاری میں اپنی جانیں صرف کردینگے اسی قسم کی گفتگو اور دوستوں اور عزیزوں کی زبانوں سے بھی ادا ہوئی
پھر بریر بن حصیر ہمدانی کی نوبت آئی یہ شخص بہت ہی بڑا عابد زاہد تھا دن بھر روزہ سے رہتا تھا اور رات بھر عبادت خدا میں مصروف رہتا ابو الاصغر زند

رسول خدا اے نور دیدہ فاطمہ اور اے قرۃ العین علی مرتضیٰ و برادر حسن مجتبیٰ میں اس عالم میں سخت حیران اور متفکر ہوں کوئی تدبیر سمجھ میں نہیں آتی میرا دل چاہتا ہے کہ عمر بن سعد کے پاس جا کر سمجھاؤں شاید اسکی غفلت اور مستی کو دور کر سکوں اور وہ میری نصیحت مان لے اگر آپ اس مصلحت کو پسند اور قبول فرمائیں تو اجازت عطا کیجائے امام حسینؑ نے فرمایا جو کچھ تجھے مناسب معلوم ہوتا ہے عمل میں لا یزید عمر سعد کے پاس گیا وہ خیمہ میں بیٹھا تھا حصول اجازت کے بعد اندر گیا اور سلام کئے بغیر بیٹھ گیا عمر سعد ناراض ہوا اور بولا کیا میں مسلمان نہیں ہوں اور خدا اور رسول کو نہیں پہچانتا ہوں جو تو نے مجھے سلام نہیں کیا یزید نے کہا اگر تو مسلمان ہوتا اور خدا و رسول کو دین پر جانتا تو رسول خدا کے فرزند اور انکے اہلبیت سے جنگ کیوں کرتا [illegible] کرتا اے عمر تو مسلمان ہونیکا بھی دعوی کرتا ہے اور محمد مصطفیٰ سے دشمنی بھی کرتا ہے یہ کیا اچھا مذہب اور دین ہے جو تو نے اختیار کر رکھا ہے دریائے فرات امام حسینؑ [illegible] اور فرزندان امام حسینؑ کے سامنے بہہ رہا ہے اسکا صاف چمکتا ہوا پانی لشکر کے سامنے ہے اور چھوٹے چھوٹے معصوم بچے پیاس کی شدت سے بیجان ہوئے جاتے ہیں اور تیرا لشکر اور درندے چرندے اور تمام پرندے بلکہ کتے اور سور تک اس سے سیراب ہوتے ہیں پھر تو ہی انصاف سے کہہ کہ تجھے مسلمان کیونکر کہا جاسکتا ہے تو عجیب بے رحم ناخدا ترس سنگدل ظالم شخص ہے عمر سعد نے یہ باتیں سنکر سر جھکا لیا اور تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر سر اٹھا کر بولا اے یزید تو سچ کہتا ہے جو شخص حسین بن علی اور اس کی اولاد سے لڑیگا اور انکا حق چھینیگا وہ دوزخ میں جائیگا مگر اے یزید رے کا علاقہ بہت وسیع اور زرخیز ہے مجھ سے وہ نہیں چھوڑا جاتا میرا دل حکومت اور فرمانروائی کی ہوس سے باز نہیں آتا میرے دل پر شقاوت چھا گئی ہے اور میری آنکھوں میں نعمت و دولت اور اسکی عظمت و حکومت کا رنگ جم گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت ہی برا کام کرتا ہوں مگر کیا کروں سلطنت و حکومت عجیب شے ہے اس سے منہ نہیں موڑ سکتا یزید کو اسکی بدبختی اور سنگدلی پر سخت تعجب آیا واپس آکر حضرت امام حسینؑ سے کہا عمر سعد سخت گمراہی میں مبتلا ہو گیا ہے حکومت رے کی لالچ میں آپکے قتل کو آسان بات سمجھتا ہے اور پروا نہیں کرتا میں نے دیکھ لیا کہ اپنے ارادہ سے باز نہ آئیگا اور جو حضرت اسکی بہتری کی گئی ہے اسے عمل میں لائیگا حسینؑ سمجھ گئے کہ صورت واقعہ کیا ہے اصحاب کو حکم دیا کہ خیموں کے گرد خندق کھود کر لکڑیوں سے بھر دو اور ہر طرف آگ دیدو کہ یہ لوگ خیموں تک نہ آسکیں اور ایک سمت کھلی رہے کہ مقابلہ کرنیکی ضرورت لاحق ہو اصحاب نے فرمان بجا لائے لشکر عمر سے ایک ملعون سوار مالک بن جونہ خندق کے پاس آیا کہا اے حسین تونے آگ کی طرف بہت جلدی کی آتش دوزخ میں جلنے سے پہلے ہی اپنے گرد آگ جلالی آپ نے جواب دیا تو جھوٹ بولتا ہے تو خدا کا دشمن ہے لوگوں نے اسکا نام پوچھا جو یہ بتلایا آپ نے کہا خدایا دنیا میں آگ کا مزہ چکھا اور عقبیٰ سے پیشتر دنیا کی آگ سے جلا یہ دعا فوراً قبول ہوئی مالک نے گھوڑا آگے بڑھایا اور وہ آگ سے بھڑک کر بھاگا لگام ہاتھ سے نکل گئی۔ گھوڑا اسے ہر طرف دوڑاتا لیے پھرتا تھا یہانتک کہ وہ گھوڑے سے گر پڑا اور اسکا ایک پاؤں رکاب میں الجھ گیا گھوڑا اسے بدستور تمام جگہ پر گھسیٹتا ہوا پھرتا تھا انجام کار خندق کے پاس گھوڑا اور پھر رکاب سے چھوٹ کر جلتی ہوئی آگ میں گر پڑا اور چیختا چلاتا ہوا جلکر مرگیا امیر المومنین حسینؑ نے کہا اے خدا تو نے میری دعا قبول فرمائی تیرے فضل و رحمت سے یہی امید ہے اے خدا ہم تیرے پیغمبر کے اہلبیت اور جگر گوشہ ہیں جو شخص ہم پر ظلم کرتا اور ہمارا حق چھینتا ہے اس سے ہمارا بدلا لے انک سمیع الدعاء و دافع البلاء عمر کے لشکر میں سے محمد بن اشعث نے آواز دی کہ اے حسین محمد مصطفیٰ سے تجھے کیا قرابت حاصل ہے آپنے دست بدعا ہو کر کہا اے خدا ابن اشعث دعوے کرتا ہے کہ تیرے پیغمبر سے میری کوئی قرابت نہیں تو اسے بھی آج ہی ذلیل و خوار کر اور بہت جلدی اسے اس کہنے کی سزا دے اسی وقت ابن اشعث کو پیشاب کی ضرورت ہوئی لشکر سے پرے ہٹ کر ایک جگہ بیٹھ گیا حسب اتفاق ایک سوراخ پر پیشاب کیا اس سوراخ میں سے ایک سیاہ بچھو نے نکلکر اسکے عضو پر ڈنک مارا فوراً سوج گیا اور اپنی نجاست میں گر کر لوٹنے لگا انجام کار دوزخ میں جا داخل ہوا اب عمر نے حکم دیا کہ لشکر گھوڑوں پر سوار ہو کر حسین بن علی کے خیموں کی طرف بڑھے امام حسینؑ اسوقت سر زانو پر جھکائے ہوئے بیٹھے تھے اور نیند آگئی تھی آپکی بہن زینب خاتون نے دوڑ کر آکر کہا اے بھائی رسول خدا کے فرزند دشمن کا لشکر قریب آپہنچا فرمایا اے بہن اسوقت ذرا آنکھ جھپک گئی تھی خواب میں دیکھا کہ میرے نانا محمد مصطفیٰ اور بابا علی مرتضیٰ اور عصمت مآب والدہ فاطمہ زہرا اور مہربان بھائی حسن مجتبیٰ سب ایک جگہ جمع ہیں اور کہتے ہیں اے حسین شاد ہو کہ ابھی ہمارے پاس آپہنچیگا میں انکی باتیں سن ہی رہا تھا کہ تمنے جگا دیا اب مجھے یقین ہو گیا کہ میں عنقریب جدا ہو جاؤنگا زینب گریہ و زاری کرنے اور منہ پیٹنے لگیں آپنے فرمایا اے بہن خاموش رہ آواز سے نہ رو کیونکہ یہ لوگ تیری آواز سنکر ملامت کرینگے پھر اپنے بھائی عباس کی طرف مخاطب ہو کر کہا جا کر ان لوگوں سے پوچھو کہ تم کیوں آئے ہو عباس نے اپنے بھائیوں سے کہا میری ساتھ چلو سب سوار ہو کر عمر کے

لشکر کے مقابل جا کھڑے ہوئے اور پوچھا تم کیوں آئے ہو انھوں نے کہا عبید اللہ بن زیاد کا فرمان آیا ہے کہ حسینؑ ابن علیؑ اور انکے بھائیوں سے یزید کی بیعت لو اگر وہ اختیار کریں تو بہتر ہے ورنہ ہم ان سے جنگ کریں عباسؑ نے کہا ذرا توقف کرو کہ امیر المومنین حسینؑ سے عرض کروں وہ لوگ اپنی اپنی جگہ پر ٹھہر گئے اور عباسؑ نے آپکی خدمت میں حاضر ہو کر حال عرض کیا امام حسینؑ نے سر جھکا لیا اور عباسؑ کھڑے تھے اور اصحاب ان لوگوں سے لشکر میں مصروف تھے حبیب ابن مظاہر اسدی نے کہا قیامت کے دن جب تم اللہ تعالی کے سامنے جاؤگے تو بہت ہی بری قوم ہوگی اور پیغمبر کے فرزند اور اہلبیت اور متقی اور عابد زاہد نیک لوگوں کے قاتلوں میں شمار ہوگے امام حسینؑ بیٹھے ہوئے تھے ان لوگوں سے لڑنے کی تدبیر سوچ رہے تھے اپنے بھائی عباسؑ سے کہا میں چاہتا ہوں کہ آج کی رات اللہ تعالی کی عبادت میں مصروف رہوں اور خدا سے بخشش طلب کروں اور اس قوم کے مقابلہ پر جنگ و جدل کرنیکے لیے مدد اور اعانت چاہوں تم ان لوگوں سے کہو کہ آج واپس چلے جائیں اور عبادت خدا کے لیے رات بھر کی مہلت دیں کل صبح کو ہم معرکہ آرا ہونگے عباس نے ان کے پاس جا کر پیغام سنا دیا اور کہا سوقت واپس چلے جاؤ باقی دن اور آجکی رات کی مہلت دو عمر نے شمر سے پوچھا کہ تیرے نزدیک کیا مصلحت ہے مہلت دوں یا نہیں شمر نے کہا امیر تو ہے میں کچھ نہیں جانتا عمر نے کہا اے کاش میں امیر لشکر نہ ہوتا اور اس مخمصہ میں نہ پڑتا عمر بن حجاج زبیدی نے کہا سبحان اللہ یہ لوگ جنسے ہمیں لڑنے بھیجا ہے اگر ترک و دیلم بھی ہوتے تو انکی اتنی سی درخواست کو منظور کر لیتے حالانکہ یہ پیغمبر دو جہان کے سردار محمد مصطفیؐ کے اہلبیت ہیں عمر نے کہا ان سے کہدو کہ تمہاری درخواست منظور کی اور کل صبح تک کی مہلت دی اور لشکر سے کہا واپس چلو عمر سعد کے لشکر کے واپس جانیکے بعد امیر المومنین حسینؑ نے تمام رات اللہ تعالی کی عبادت میں گذاری رکوع و سجود میں مصروف رہے اور گریہ وزاری کے ساتھ اپنی بخشش اور نجات کی دعا مانگتے تھے اسیطرح آپ کے بھائی اور فرزند اور تمام اہلبیت اور دوست رات بھر مصروف عبادت رہے دم بھر کے لیے بھی کوئی نہ سویا سب اپنی مغفرت کی دعائیں مانگتے اور تسبیح و تہلیل میں محو تھے صبح کے وقت جب خورشید خنجر گذار اس حادثہ کے خوف سے لرزاں و ترساں بام فلک پر نمودار ہوا تو عمر بن سعد لشکر کی ترتیب کے لیے اٹھا دہنے بازو پر عمر بن حجاج زبیدی کو اور بائیں پہلو پر شمر ذی الجوشن کو مقرر کیا سواروں پر عروہ بن قیس کو اور پیادوں پر شبث بن ربعی کو سرداری دی اور اپنا جھنڈا درید کے حوالے کیا امیر المومنین حسینؑ نے بھی زہیر بن قین کو جانب دست راست اور حبیب بن مظاہر کو بائیں طرف قائم کیا اور جھنڈا اپنے بھائی عباس کو دیا جسوقت طرفین کی صفیں قائم ہوگئیں بریر بن حصین ہمدانی نے آگے بڑھ کر عمر سعد سے کہا کیا تو امیر المومنین حسینؑ سے جنگ کریگا اسنے جواب دیا ہاں کروں گا اور اس معرکہ میں بہت سے تن بے سر ہونگے بریر بن حصین نے کہا تم انہیں واپس کیوں نہیں جانے دیتے کہ مکہ یا مدینہ چلے جائیں اے کوفہ والو کیا تم نے ہی خط پر خط بھیجکر امیر المومنین کو طلب نہیں کیا تھا کیا تم بھول گئے اور اس مضبوط عہد و پیمان کو جس میں خدا کو گواہ کیا تھا توڑ ڈالنا جائز رکھتے ہو پھر آپکی طلبی میں اسقدر مبالغہ اور تاکید کس لیے تھی تم تو یہ لکھتے اور دعوے کرتے تھے کہ جسوقت تم یہاں آجاؤگے ہم سب تمہارا ساتھ دینگے اب خدا نگذاری سے پیش آئے تمہارے قراروں پر بھروسہ کرکے یہاں آئے تو تم انکے دشمنوں کے دوست بن گئے اور تلواریں سونت کر مقابلہ پر آگئے آپکی اولاد پر پانی بند کر دیا آب فرات جس سے عام آدمی فائدہ اٹھاتے ہیں یہودی مجوسی ترسا اور جنگلی چرند پرند سب پانی پیتے ہیں اور تم کتوں خنزیروں تک کو اس سے نہیں روکتے کیا سبب ہے کہ پیغمبر کی ذریت اور اطفال کو پیاسا مارتے ہو انکو ایک قطرہ پانی نہیں دیتے ہو یہ کونسا مذہب ہے اور قیامت کے دن محمد مصطفیؐ کو کیا جواب دوگے اور اس گناہ کا کیا عذر کروگے ما لکم لا سقاکم اللہ یوم القیامۃ فبئس القوم انتم عمر کے لشکر میں سے کچھ لوگوں نے آواز دی اے بریر ہم نہیں سمجھتے کہ تو کیا کہ رہا ہے بریر نے کہا میں جسقدر سمجھاتا ہوں اسیقدر تمہاری گمراہی اور زیادہ ہوتی جاتی ہے اور مجھے تمہارے افعال سے زیادہ عبرت ہوتی ہے اے خدا تو خوب جانتا ہے کہ میں اس قوم سے بیزار ہوں تو انہیں ہلاک کر اور انکی خطاؤں کی سزا دے ان لوگوں نے تیر کمان پر رکھ ڈالا اور کئی تیر انکی طرف چھوڑے بریر واپس چلا آیا امیر المومنین حسینؑ آگے بڑھکر اس گروہ کے سامنے جا کھڑے ہوئے اور لشکر کوفہ پر نظر ڈالی عمر کو دیکھا کہ سرداران لشکر کے بیچ میں کھڑا ہے تھوڑی دیر تک تعجب سے دیکھا پھر فرمایا الحمد للہ کہ دنیا فانی اور نیست و نابود ہونے والی جگہ ہے سب نیک و بد گذر جاتے ہیں موت اور حوادث کسی شے کو قیام نہیں نیک بخت وہ شخص ہے جو اس دنیا کی نمائش اور بے اصل چیزوں کی طرف میل نہیں کرتا اور بدنصیب وہ ہے جو اسکی فنا ہونے والی بے قیام امور کی خواہش رکھتا اور اسکی وفاداری کے بھروسہ پر غفلت میں بیٹھا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس کی نعمتیں ہمیشہ برقرار رہیں گی غرض اسی قسم کی باتیں اپنے دل سے فرما رہے تھے پھر با آواز بلند انکو نصیحتیں کرنے لگے اور نہایت عمدہ تقریر کی اور نیکوکاری کی تاکید فرمائی عمر سعد نے کہا آپکا کلام قطع کرو کیونکہ وہ اپنے باپ کا بیٹا ہے اگر اسی طرح بولنے دوگے تو دن اور رات اسی میں گذر جائیگا اور بولنے سے ذرا نہ رکیگا شمر ذی الجوشن نے آگے بڑھکر کہا

اے حسین کب تک یہ طول طویل نصائح بیان کرتے رہو گے تمہارا ان سے کیا مطلب ہے امام حسینؓ نے کہا میں یہ کہتا ہوں کہ میں محمد مصطفیٰ کا فرزند ہوں میں نے
کوئی جرم نہیں کیا حلال کو حرام یا حرام کو حلال قرار نہیں دیا جس کے سبب میرا ہلاک کرنا واجب ہو جاتا مجھ سے بانا کو مجھے نہ ستاؤ مکہ جانیدو اگر مجھے تم نہیں جانتے
تو ایک دفعہ اور کسیقدر اپنا حسب اور نسب بتائے دیتا ہوں میں اس شخص کا بیٹا ہوں جو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا اور جس نے سب سے پہلے محمد مصطفیٰ کی پیروی
کی ہے اور میری ماں فاطمہ زہرا رسول خدا کی بیٹی ہے تم نے سنا ہی ہوگا کہ میرے بھائی اور میرے حق میں حضرت نے فرمایا ہے کہ حسنؓ اور حسینؓ جوانان جنت کے سردار ہیں
شمر ذی الجوشن نے کہا میں نہیں سمجھتا کہ تم کیا کہتے ہو حسینؓ ابن علیؓ اسکا یہ کلمہ سنکر خاموش ہو رہے حبیب ابن مظاہر نے کہا اے دشمن خدا مجھے یقین ہے کہ تو خدا کو
ایک نہیں سمجھتا بلکہ ستر حرفوں سے پوجتا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ تو جو کچھ کہتا ہے اسکو خوب سمجھتا ہے اور خدا نے تیرے دل پر مہر لگادی ہے امیر المومنین حسینؓ نے
کہا تو نے اپنا حق ادا کر دیا انکو یہ باتیں موثر نہ ہونگی حکم صادر ہو چکا ہے اس میں ذرا سا تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا میں اپنے نانا اور ماں باپ اور بھائی گذشتہ
بزرگوں کے دیدار کا مشتاق ہوں اور اللہ تعالیٰ نے میری نسبت حکم لگادیا ہے جو کسی طرح ٹلنے والا نہیں جو کچھ مقدر میں ہے بہتر ہے میں اس سے راضی ہوں اور حکم
الٰہی پر چلنا چاہیئے - ولہ الحکم والیہ ترجعون اب عمر سعد نے آگے بڑھ کر اور امام حسینؓ کے مقابل کھڑے ہو کر ایک تیر کمان میں جوڑ کر انکی طرف پھینکا اور پکار
کر کہا گواہ رہو اور عبیداللہ کے سامنے گواہی دینا کہ سب سے پہلے امام حسینؓ کی طرف میں نے تیر چھوڑا ہے وہ تیر امام حسینؓ کے سامنے زمین پر آپڑا اور آپ نے پیچھے ہٹ کر
قیام کیا اب عمر کا لشکر آگے بڑھا اور تیر برسانے شروع کئے امیر المومنین نے اپنے اصحاب سے کہا یہ تیر جو ہماری طرف آتے ہیں موت کے قاصد ہیں موت سے چارہ
نہیں اور بالضرور موت کا مزہ چکھنا ہے اے دوستو تیار ہو جاؤ اور حکم الٰہی کے لئے کمر بستہ ہو الغرض امیر المومنین کے اصحاب کا شمار ۷۲ تھا اور عمر کا لشکر بائیس
ہزار اب جنگ کے لئے بڑھے تو امام حسینؓ کے اصحاب نے ان پر حملہ کیا اور قتل کا بازار گرم کر دیا پچاس آدمی مارڈالے امیر المومنین حسینؓ ابن علیؓ نے فرمایا اللہ
تعالیٰ تو قوم کبر پر اس لئے ناراض ہوا تھا کہ وہ چاند سورج اور آگ کو پوجتے تھے اب اس قوم پر سخت غضب نازل ہوگا کیونکہ وہ پیغمبر خدا کی دختر کے فرزند کے
قتل کرنے پر مستعد ہو گئے ہیں۔ خدا کی قسم وہ اپنی کسی مراد کو نہ پہنچیں گے اور میں اسی طرح چہرے پر خون لگائے جناب الٰہی کے سامنے حاضر ہونگا اسکے بعد بلند آواز
سے فرمایا کوئی فریادرس ہے جو میری فریاد کو سنے یا کوئی مددگار ہے جو خدا کی خوشنودی کے لئے اہلبیت پیغمبر سے اس بلا کو دور کرے جس وقت حر بن یزید ریاحی
نے امیر المومنین کی آواز سنی اور گھوڑے کو مہمیز کر کے لشکر عمر سے نکل آیا امام حسینؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا ابن رسول اللہ اب آپ سے لڑنے کے واسطے سب سے پہلے میں
نکل آیا تھا اب میں آپ کے پاس اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ سب سے پہلے جو شخص آپ کے حرم کا یہ ہو کر مارا جائے وہ بھی میں ہی ہوں تاکہ قیامت کے دن تمہارے نانا کی شفاعت
مجھے نصیب ہو غرض سب سے پہلے جس شخص نے اس قوم سے جنگ کی وہ حر بن یزید ریاحی تھا حر جوان ہو کر حملہ کیا اور متواتر حملے کرتا رہا یہانتک کہ اسکے گھوڑے
کے پاؤں کاٹ دئے اور حر زمین پر گر پڑا اور پیدل ہو کر لڑتا رہا پیہم ان پر حملے کرتا رہا اور شمشیر سے کام لیتا تھا کتنے ہی آدمیوں کو ہلاک کیا انجام کار سخت زخمی ہو کر
گرا اور امام حسینؓ کے آدمی اسے اٹھا لائے ابھی کچھ جان باقی تھی امیر المومنین حسینؓ دست مبارک سے اسکے چہرے کی خاک پونچھتے جاتے تھے اور فرماتے تھے تیری
ماں نے تیرا نام حر بے سبب رکھا تھا اس بنا میں تیرا نام حر تھا اور عاقبت میں تو دوزخ کی آگ سے حر یعنی آزاد ہے حر کی روح یہ خوشخبری سن کر جانب
بہشت پرواز کر گئی اسپر اللہ کی رحمت ہو اب بریر ہمدانی جو بڑا عابد زاہد تھا حملہ آور ہوا اور خوب جنگ کی حملوں کے وقت کہتا جاتا تھا اے فرزند رسول
خدا کے قاتلو میرے سامنے آؤ عمر کے طرفداروں میں سے ایک شخص بحیر بن اوس نے اسپر حملہ کر کے تلوار ماری اور زمین پر گرا کر مار ڈالا بریر پر اللہ کی رحمت ہو
اب تمام لوگ بحیر کو لعنت ملامت کرنے لگے کہ تو نے بریر جیسے عابد و زاہد کو قتل کر دیا اس کے چچیرے بھائی عبید بن جابر نے بھی بریر کے قتل پر اسے شرم
دلائی وہ کمبخت بھی ایسے وقت پشیمان ہوا کہ اس کی پشیمانی بے فائدہ تھی اور وہ ابھی شرمندگی میں مر گیا بریر کے بعد عمر بن خالد ازدی نے نکلکر
جنگ کر کے شہادت پائی پھر مسلم ابن عوسجہ اسدی حملہ آور ہوا سخت خونریزی کے بعد زخم شدید کھا کر شہید ہو گیا اسپر خدا کی رحمت ہو اب مالک بن داؤد
ہاشمی تلوار سونت کر جا پڑا اور کئی بہادروں کو قتل کر کے درجہ شہادت حاصل کیا اور رحمت الٰہی کے شامل حال ہو گیا اسکے بعد ہلال بن نافع ذی الاشتیاق حملہ
کیا اور کشت و خون کرتا ہوا شہید ہو گیا پھر حباب بن حارث انصاری معرکہ آرا ہوا اور کچھ عرصہ تک جنگ کر کے جوار رحمت الٰہی میں جا پہنچا عمر بن جنادہ نے بھی حملہ کر

خوب جوہر دکھلائے اور انجام کار جام شہادت نوش کیا۔ عصابہ کریمہ یعنی اہل خاندان میں سے جس شخص نے سب سے پہلے اس فاسق اور ظالم گروہ پر حملہ کیا وہ
عبداللہ بن مسلم بن عقیل تھا ایسی مردانگی اور جنگ کی جس کی تعریف نہیں ہو سکتی آخر کار بہت سے فاسق اور ظالم لوگوں کو قتل کرنیکے بعد شہید ہو گیا پھر جعفر
بن ابی طالب نے گھوڑے کو مہمیز کیا اور رجز خوان ہو کر اس کافر گروہ سے مقابلہ کیا اور ان کا قتل و قمع کرتے ہوئے درجہ شہادت حاصل کیا اس کے بھائی عبد الرحمن
نے بھی رجز خواں ہو کر حملہ کیا پھر اس کافر گروہ سے خوب مردانہ جنگ کی انجام کار شہادت پائی اب عبد اللہ بن حسن بن علی ہتھیار سج کر میدان
میں آیا نہایت ہی صاحب جمال حسین اور ملاحت حسن میں بے نظیر تھا اپنا نام بتا کر اور شعر پڑھ کر اس ظالم گروہ پر حملہ کیا اور کچھ دیر تک خوب لڑتا رہا آخر کار
اس ناخدا ترس اور ظالم گروہ نے ایسے جوان کو بھی درجہ شہادت کو پہنچا دیا اسپر اللہ کی رحمت ہو امام حسین کو اسکی شہادت سے سخت رنج ہوا بہت
روئے اور افسوس کرتے تھے اور آواز دے کر کہا اے عزیزو اور اے میرے اہلبیت اس حادثہ پر جو مجھے پیش آیا ہے اور اس مصیبت و بلا پر جو لاحق حال
ہے صبر کرو اور خوش ہو کہ اس تکلیف کے بعد راحت ہے اور اس ذلت کے بعد عزت ہی عزت ہو گی امام حسین کے بھائیوں میں سے جو شخص سب سے پہلے ہو کر
آمادہ ہوا ابو بکر بن علی نام تھا اور عبد اللہ بھی کہتے تھے اسکی ماں لیلی بنت مسعود بن خالد تھی میدان میں نکلکر رجز خواں ہوا اور اس ملعون گروہ پر حملہ کر کے کچھ
دیر تک خوب جنگ کی کئی شخصوں کو دوزخ کے حوالے کیا اسی گیر و دار میں عمر کے طرفداروں میں سے زجر بن بدر نخعی نے حملہ کیا ابو بکر کچھ عرصہ تک مقابلہ
کرتا رہا انجام کار اس ملعون کے ہاتھ سے شہید ہو گیا رحمۃ اللہ علیہ اسکا دوسرا بھائی عمر بن علی جنگ کی تیاری کر کے نکلا زجر کو جس نے اس کے بھائی
کو قتل کیا تھا جنگ کے لئے طلب کیا۔ زجر حملہ آور ہوا اور عمر بن علی نے ذرا مہلت نہ دے کر تلوار کا ایسا ہاتھ مارا کہ وہ دو ٹکڑے ہو کر زمین پر آرہا
پھر رجز خوانی کرتے ہوئے گھوڑے کو میدان جنگ میں کاوے دیتا اور مرد مقابل کو طلب کرتا تھا اور جو شخص مقابلہ پر نکلتا اسی کو مار گراتا تھا انجام کار کئی
بہادروں کو داخل جہنم کر کے شہید ہو گیا رحمۃ اللہ علیہ اب تیسرا بھائی عثمان بن علی جسکی ماں ام البنین دختر خرام بن خالد عامری تھی نکلکر حملہ آور ہوا اور لشکر کفار
کی قطع و برید کرتا ہوا داخل جنت ہوا پھر اس کا بھائی جعفر بن علی جو بطنی بھائی تھا نکلا اور خوب لڑا کئی شخصوں کو قتل کر کے شہید ہو گیا پھر اس کا ایک اور
بھائی عبد اللہ بن علی حملہ آور ہو کر اس ظالم گروہ سے مردانہ وار لڑا اور شہید ہو گیا اب عباس بن علی نے معرکہ آرائی پر کمر کس کر اہل بغاوت پر حملہ کیا
اور ہر طرح سے معرکہ آرائی اور شجاعت کی داد دے کر اور لشکر عمر کے کئی نامور بہادروں کو مار کر داخل جنت ہو گئے امام حسینؑ عباس کی شہادت سے بہت
غمناک ہوئے زار زار روتے اور فرماتے تھے الآن انکسر ظہری وقلت حیلتی یعنی اب میری کمر ٹوٹ گئی اور طاقت میری گھٹ گئی عباس بن علی کے بعد
علی بن حسین بن علی نے لشکر کفار کا رخ کیا اٹھارہ برس کا نوجوان شخص تھا حسین بن علی اپنے دلبند علی اکبر کو ان ملعونوں سے جنگ کرتے ہوئے
دیکھ کر مضطرب ہوئے آنکھوں میں آنسو بھر لائے ہاتھ اٹھا کر کہا اللہم اشہد علی ہؤلاء القوم یعنی اے خدا تو اس قوم پر گواہ رہنا ایک بچہ اس نڈر گروہ سے جنگ
کر رہا ہے وہ صورت شکل گفتگو اور عادت میں تیرے رسول سے بہت ملتا جلتا ہے اے خدا تو اس فاسق قوم سے آسمان کی بارش اور زمین کی برکتوں کو
علیحدہ کر انہیں روئے زمین پر پریشان اور ربوی بچوں سے بے تعلق کر پھر آواز دیکر عمر سعد کو بلایا اور کہا اللہ تعالیٰ تیرا رحم قطع کرے اور ایسے شخص کو تجھ پر
مسلط کرے جو سوتے ہوئے کو گرفتار کر کے مار ڈالے پھر بلند آواز سے یہ آیت پڑھی ان اللہ اصطفیٰ آدم ونوحا وآل ابراہیم وآل عمران علی العالمین ذریۃ
بعضہا من بعض واللہ سمیع علیم علی اکبر دشمنوں سے لڑتے رہے حملہ پر حملہ کرتے تھے ایک سو بیس آدمی قتل کئے تمام لشکر فریاد کرنے لگا اب علی اکبر کے جسم پر
کئی سخت زخم آئے اور پیاس نے غلبہ کیا باپ کے پاس آکر کہا یا ابتاہ العطش العطش یعنی اے باپ میں پیاسا ہوں میں پیاسا ہوں تشنگی مجھے ہلاک کئے دیتی ہے اگر ذرا سا
پانی بھی مل جائے تو پھر ان فاسقوں کا کام تمام کر دوں امام حسینؑ نے رو کر کہا اے باپ کی جان تجھے کوئی امر پوشیدہ نہیں ہے صبر کر ابھی اپنے دادا کے ہاتھ
سے سیراب ہو گا علی بن حسین واپس جا کر تشنہ دہاں ان ظالموں سے مصروف جنگ ہوئے اور کشت و خون کرتے ہوئے شہید ہو گئے رحمۃ اللہ علیہ اب حسین بن علی
تنہا رہ گئے کوئی ایک شخص بھی پاس نہ رہا صرف سات برس کا بھتیجا عمر نام اور بھائی کا ایک شیر خوار پوتا باقی تھا آپ گھوڑے پر سوار عورتوں کے خیمے کے
دروازہ پر تشریف لائے اور کہا میرے بھتیجے کو میرے پاس لاؤ کہ اسے دیکھ کر رخصت کر دوں عورتوں نے اس شیر خوار کو آپ کے دست مبارک پر رکھدیا آپ نے

پیار کرتے ہوتھے کہ ناگاہ ایک تیر اس بچہ کے سینہ پر لگا اسیوقت جاں بحق تسلیم ہو گیا آپنے کہا میرے نانا محمد مصطفی کی دشمنی کی وجہ سے اس قوم کے حال پر حیف
ہو پھر گھوڑے سے اتر کر تلوار سے گڑھا کھودا اور اس بچے کی نعش دفن کر دی اسکے بعد اپنے شیر خوار بچہ علی اصغر کو جو پیاس کی شدت سے نہایت مضطرب تھا آپ
زین پر رکھکر صفوں کے سامنے لیگئے اور آواز دی کہ اے ظالم قوم اگر تمہارے خیال میں ہم گنہگار ہوں تو اس بچے نے تو کوئی خطا نہیں کی ہے ایک گھونٹ
پانی پلا دو حسین بن علی کی آواز سنکر ابن سے ایک شقی نے حضرت کی طرف تیر مارا جو شیر خوار کے گلے کو چھیدتا ہوا حضرت کے بازو میں پیوست ہو گیا تیر کے
ہی بچہ کی روح پرواز کر گئی امیر المومنین لاش لیکر واپس آئے اور اسکی ماں کو دیکر کہا تیرا بچہ حوض کوثر سے سیراب ہو گیا اب امام حسین نے لشکر کفار کا
اور یہ رجز پڑھ کر رہے کفر القوم وقدما رغبوا :: عن ثواب اللہ رب الثقلین قتلوا قدما علیا وابنہ :: حسن الخیر کریم الابوین :: یا قوم من اناس ر
جمع الجمع لاهل الحرمین :: ثم صاروا وتواصوا کلہم :: باحتیاجی لرضاء الملحدین :: لم یخاف اللہ فی سفک دمی :: لعبید اللہ نسل الکافرین :: وا
بن سعد قومانی عنوة بجنود کوقوف العاطلین :: لا لشیء کان منی قبل :: ذا غیر فخری بضیاء الفرقدین :: بعلی الخیر من بعد النبی :: والنبی القرشی الوال
کوفیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا پر تف ہے اپنے پیغمبر کے اہلبیت کو تمنے قتل کر دیا بچے اور بوڑھے کسیکو باقی نہ چھوڑا اور ہماری خونریزی میں بہت غلو کیا حالانکہ
جانتے ہو کہ ہم کون ہیں اور یہ بھی جانتے ہو کہ تمہارا دشمن کون شخص ہے کیا تمہی نے مجھکو نہ بلایا اور وعدے نہ کئے تھے جب تمہاری رضامندی کے لئے میں جلدی کر کے
تو یہی تمہارے جتنے دشمنان دین کیواسطے فراہم اور تیز کر رکھی تھیں سونت سونت کر میرے مقابل آگئے اور میرے دشمنوں سے مل بیٹھے حالانکہ میری طرف سے تمہارے حق
کوئی کمی یا بے پروائی تو ہم میں نہیں آئی تھی نہ مینے کوئی گناہ ہی کیا تھا کاش تم دشمنوں کے ملنے سے پیشتر مجھے خبر کر دیتے اور اپنے دلوں سے پھر جانے کا حال لکھ بھیج
اور ہم آپکا ارادہ ترک کر دیتا پر تف ہو کہ میں یہاں آیا تو تمنے پروانہ وار شمع ہدایت پر گر کر ایمان کے چراغ کو اپنے ہاتھوں سے گل کر دیا آپ تیر مارتے تھے اور کہ
شخص کچھ جواب دیتا تھا اس کے بعد آپ اس طرح تلوار کھینچ کر جیسا کوئی جان سے ہاتھ دھو لیتا ہے اور زندگی سے مایوس ہوتا ہے ان بدبختوں کی طرف بڑھے اور
والے کو طلب کیا بہت سے آدمیوں کو شمشیر کے گھاٹ اتار کر دوزخ میں گرا دیا انجام کار شمر ذی الجوشن بہت سے سوار اور پیدل لیکر آپکی طرف بڑھا آپ کچھ دیر تک
تنہا اس فوج کثیر سے لڑتے رہے اب ان ملعونوں نے بیچ میں پڑ کر آپکو اہل حرم سے علیحدہ کر دیا اور اہلبیت رسول خدا کے خیموں کی طرف جھکے امیر المومنین اس حال کو دیکھ
زیادہ غضبناک ہو کر آواز دی کہ آل ابو سفیان مانا کہ تم میں دین کی تو تمک باقی نہیں مگر کیا تم قوم عرب بھی نہیں ہو جو تمہیں شرم نہیں آتی کہ میرے اہل حرم سے تعرض
چاہتے ہو شمر نے کہا حسین تو کیا کہتا ہے اور تیرا مدعا کیا ہے آپنے فرمایا تم میرے اہلبیت پر کیوں حملہ کرتے ہو تمہارا مدعا تو صرف میرا ہلاک کر دینا ہے میں تمہارا
جنگ کر رہا ہوں کسی کو میرے اہل حرم کے خیموں کے پاس نہ جانے دے شمر نے کہا اے فاطمہ کے بیٹے تیری بات مجھے منظور ہے اسیوقت ان لوگوں کو ڈانٹا جو آپکے ح
کی طرف جا رہے تھے اور کہا واپس چلے جاؤ ان خیموں سے کچھ تعرض نہ کرو حسین پر ٹوٹ پڑو کہ اس کے سوا اور کسی سے کچھ غرض نہیں ہے اب وہ سب کے سب حسین
ٹوٹ پڑے حملوں پر حملے کرتے تھے امام حسین مار مار کر ہٹا دیتے تھے اسی معرکہ آرائی کے اثنا میں آپ پر پیاس نے غلبہ کیا گھوڑے کو بجانب فرات چھوڑا
آپ کو روکتے اور فرات پر نہ جانے دیتے تھے ایک ملعون ابو خوق نے ایک تیر آپکی پیشانی پر مارا آپنے وہ تیر نکال کر پھینک دیا خون سے تمام چہرہ اور ریش مبارک تر ہو گئی
امام حسین فریاد کرتے تھے کہ اے خدا تو دیکھتا ہے کہ اس قوم کے ہاتھ سے میرا حال کیا ہو رہا ہے اے خدا تو انہیں ہلاک کر اور نجات نصیب نہ کیجیو پھر شیر غضبناک
طرح حملہ کیا اور ان فاسقوں کو مار مار کر ڈھیر کر دیا آخر کار ان بھگوڑوں نے تیر برسانے شروع کئے آپ ان کے تیر اپنے سینہ پر کھاتے اور فرماتے تھے کہ اے
امت تونے اپنے پیغمبر کا ذرا پاس نہ کیا اور اسکی اولاد کو قتل کرنے میں بڑی بیحیائی سے کام لیا خدا کی قسم اس ذلت کی عوض مجھے درگاہ الہی سے بہت بڑے
کی امید ہے اور یقین جانتا ہوں کہ تم ذلیل و خوار ہوگے اور خدا تمسے میرا بدلا لیگا حصین بن نمیر سکونی نے پکار کر کہا اے پسر فاطمہ کس طرح تو سے اللہ تیرا بدلا ہم سے لیگا آپنے فرما
میں دشمنی اور عداوت ڈالے گا اور تم آپس میں ایک دوسرے کو مار مار کر مر جاؤ گے اسکے بعد وہ تم پر اپنا عذاب نازل فرمائیگا شمر ذی الجوشن نے کہا تم کیوں دیر
ہو یہ شخص زخموں کی کثرت سے بہت ناتواں ہو گیا ہے اور ایک آدمی سے زیادہ بھی نہیں سب ملکر اسپر حملہ کرو سب چاروں طرف سے ٹوٹ پڑے اور گھیر کر تیر اور تلوار
مارنے لگے ایک ملعون زرعہ بن شریک نے آپ کے بائیں ہاتھ پر تلوار ماری اور ایک اور بدبخت عمر بن صنیفہ حنفی نے پشت کی جانب سے گردن مبارک